قانونِ شریعت

(مؤلف)

فاضلِ جلیل حضرت علامہ شمس الدین صاحب
قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ

اہتمام سید شاہ تراب الحق قادری

دار الکتب حنفیہ کراچی

سلسلہ مطبوعات ۳۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جہیز میں دینے کیلئے بہترین تحفہ

نظام مصطفیٰ پر ایک جامع کتاب

مکمل

قانون شریعت

مؤلف

فاضل جلیل حضرت علامہ محمد شمس الدین صاحب
قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ

ناشر

دار الکتب حنفیہ کراچی

بی۔آر ۱/۱ حنفیہ چوک کھارادر کراچی ۲ پی۔او بکس نمبر ۴۶ ۴۰ کراچی ۲

تمہید

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم الرؤف الرحیم

چونکہ انسان کا کمال اور اس کی سعادت ایمان وعمل کی صحت پر موقوف ہے اور یہ بغیر علم دین ناممکن ہے اسلئے ہر شخص جو اپنی زندگی کو صالح وکامیاب بنانا چاہتا ہے اسکے لئے ضروری ہے کہ وہ دین کا علم حاصل کرے۔ علم دین کی چار قسمیں ہیں پہلی قسم میں وہ مسائل ہیں جن کا تعلق ایمان وعقیدہ سے ہے (جیسے توحید۔ رسالت۔ نبوت۔ جنت۔ دوزخ۔ حشر۔ ثواب۔ عذاب وغیرہ) دوسری قسم میں وہ باتیں ہیں جن کا تعلق عبادات بدنی ومالی سے ہے (جیسے نماز، روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ وغیرہ) تیسری قسم میں وہ چیزیں ہیں جنکا تعلق معاملت ومعاشرت سے ہے (جیسے خرید وفروخت۔ نکاح۔ طلاق۔ عتاق۔ جہاد حکومت۔ سیاست وغیرہ) چوتھی قسم میں وہ امور ہیں جنکا تعلق اخلاق وعادات۔ جذبات وملکات سے ہے (جیسے شجاعت۔ سخاوت۔ صبر۔ شکر وغیرہ)

خیال تو یہ تھا کہ چاروں قسمیں ایک ساتھ شائع ہوتیں لیکن کتاب اندازے سے کافی زیادہ ضخیم ہوگئی اسلئے ناچار **دو حصے** کردیئے، جو کہ آپ کے سامنے ہیں اسمیں عقائد۔ نماز۔ روزہ زکوٰۃ۔ قربانی وعقیقہ تک کے تمام مسائل بیان کئے گئے ہیں۔ **دوسرے حصہ** میں حج۔ نکاح طلاق۔ خرید فروخت۔ حظر واباحۃ وغیرہ کے مسائل ہیں۔

تنبیہ۔ اس کتاب قانون شریعت میں اختلافات وادلہ سے اصلاً تعرض نہ ہوگا کہ شان مختصرات کے خلاف ہے اور بتدیوں وکم علموں کے لئے باعث تحیر واشکال بھی۔ نیز اس کتاب میں صرف بہت ضروری ضروری کثرت سے پیش آنے والے مسائل کو بیان کیا گیا ہے۔ اور ہر مسئلہ کا ماخذ سنی حنفی دینیات کی نہایت معتبر ومستند کتابیں ہیں جیسا کہ حوالوں سے ظاہر ہے۔ جہاں تک ہو سکا ہے پیرایۂ بیان وزبان کو بھی بہت سہل کرنیکی کوشش کیگئی ہے اور اس کوشش میں فصاحت زبان کی بھی پروا نہیں کی گئی رب تبارک وتعالیٰ اس سعی کو لوجہ الکریم قبول فرمائے۔ آمین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ اجمعین۔

کتبہ الفقیر ابو المعالی احمد المعروف شمس الدین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

عزیز سنی بھائیو مدتوں سے یہ خواہش تھی کہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور اس قسم کی تمام ضروریاتِ دین اور روزمرہ کے مسائل پر کوئی آسان سی کتاب ترتیب دی جائے تاکہ عوام اور کم پڑھے حضرات بڑی آسانی سے مسائل دینیہ کو سمجھیں اور عمل کریں اور لاعلمی میں جو غلطیاں ہو جاتی ہیں اس سے بچ جائیں۔

الحمد للہ کہ مدتوں کی یہ خواہش اب پایۂ تکمیل تک پہونچی۔ وہ اس طرح کہ جب فقیر بریلی شریف حضور مفتیٔ اعظم ہند حضرت علامہ مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی قدم بوسی کو حاضر ہوا تو عرس اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے موقع پر مختلف دینی کتب خانوں کو دیکھنے کا موقع میسر آیا تو فقیر کی نظر سے کتاب ھٰذا "قانونِ شریعت" گذری الحمد للہ کہ اس کتاب کو اپنے منشاء کے مطابق پایا۔ جو کہ فاضلِ جلیل حضرت علامہ شمس الدین قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ کی تصنیف ہے۔

جب فقیر کراچی واپس آیا تو اس کتاب کی طباعت کے سلسلے میں مسلسل کوشش کرنے لگا۔ الحمد للہ یہ کہ کتاب آپ کے سامنے اس بہترین اور خوبصورت شکل میں موجود ہے۔ جہیز میں دینے کے لئے واقعی یہ لاجواب کتاب ہے۔ اس کتاب کی اشاعت میں ان حضرات نے خصوصی تعاون فرمایا۔ محمد انور قادری محمد ادریس قادری، غلام محمد قادری، محمد سکندر قادری اور ادریس ابوبکر وغیرہ۔

دعا فرمائیں کہ اللہ عزوجل دارالکتب حنفیہ کراچی کو دینِ پاک مصطفیٰ کی خدمت کی مزید توفیق عطا فرمائے اور اپنے پیارے حبیب لبیب، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اس سعی کو قبول فرمائے اور ہماری نجاتِ اخروی کا سبب بنائے۔ آمین ثم آمین

فقیر سید شاہ تراب الحق قادری

سرپرست اعلیٰ دارالکتب حنفیہ کراچی

خطیب میمن مسجد مصلح الدین گارڈن کراچی

فہرست مضامین قانون شریعت

حصّۂ اوّل

فہرست مضامین

قانون شریعت حصہ دوم

ختم شد

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عَقائِد کا بیان

اللہ تعالیٰ کی ذات اور صِفات کے عَقیدے

عقیدہ ۔ اللہ ایک ہے ۔ پاک بے مثل بے عیب ہے ۔ ہر کمال و خوبی کا جامع ہے ۔ کوئی کسی بات میں نہ اُس کا شریک نہ برابر نہ اُس سے بڑھکر وہ مع اپنی صفات کمالیہ کے ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا ہمیشگی صرف اُسی کی ذات وصفات کیلئے ہے اُس کے سوا جو کچھ ہے پہلے نہ تھا جب اُس نے پیدا کیا تو ہوا ۔ وہ اپنے آپ ہے اُس کو کسی نے پیدا نہیں کیا نہ وہ کسی کا باپ نہ کسی کا بیٹا نہ اُس کے کوئی بی بی نہ رشتہ دار سب سے بے نیاز ۔ وہ کسی بات میں کسی کا محتاج نہیں اور سب اُسکے محتاج ۔ روزی دینا ۔ مارنا ۔ جِلانا اُسی کے اختیار میں ہے ۔ وہ سب کا مالک جو چاہے کرے اُس کے حکم میں کوئی دم نہیں مار سکتا بے اُسکے چاہے ذرّہ نہیں ہل سکتا ۔ وہ ہر کھُلی ، چھپی ، ہونی ، اَن ہونی کو جانتا ہے کوئی چیز اُسکے علم سے باہر نہیں ۔ دنیا جہان سارے عالم کی ہر چیز اُسی کی پیدا کی ہوئی ہے سب اُس کے بندے ہیں وہ اپنے بندوں پر ماں باپ سے زیادہ مہربان رحم کرنیوالا گناہ بخشنے والا توبہ قبول فرمانے والا ہے ۔ اُس کی پکڑ نہایت سخت جس سے بے اُسکے چھڑائے کوئی چھوٹ نہیں سکتا ۔ عزّت ذلّت اُسی کے اختیار میں ہے جسے چاہے عزّت دے جسے چاہے ذلیل کرے ۔ مال و دولت اُسی کے قبضہ میں ہے جسے چاہے امیر کرے جسے چاہے فقیر کرے ۔ ہدایت و گمراہی اُسی کی طرف سے ہے جسے چاہے ایمان نصیب ہو جسے چاہے کفر میں مبتلا ہو ۔ وہ جو کرتا ہے حکمت ہے ، انصاف ہے مسلمانوں کو جنّت عطا فرمائے گا ۔ کافروں پر دوزخ میں عذاب کرے گا ۔ اُس کا ہر کام حکمت ہے بندہ کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے اُس کی نعمتیں اُس کے احسان بے انتہا ہیں ۔ وہی اس لائق ہے کہ اُسکی عبادت کی جائے اُسکے سوا دوسرا کوئی عبادت کے لائق نہیں ۔ **عقیدہ** اللہ تعالیٰ جسم وجسمانیات سے پاک ہے یعنی نہ وہ جسم ہے نہ اس میں وہ باتیں پائی جاتی ہیں جو جسم سے تعلق رکھتی ہیں بلکہ یہ اُس کے حق میں محال ہیں ۔ لہٰذا وہ زمان و مکان طرف وجہت شکل وصورت ، وزن ومقدار ، زیادۃ ونقصان ، حلول و اتحاد ، توالد وتناسل ، حرکت و انتقال ، تغیر و تبدل وغیرہا جملہ اوصاف و احوال جسم سے منزہ و بری ہے اور قرآن وحدیث میں جو بعض ایسے الفاظ آئے ہیں مثلاً یَد ۔ وجہہ ۔ رِجل ۔ ضِحک وغیرہا جن کا ظاہر جسمیت پر دلالت کرتا ہے اُن کے ظاہری معنیٰ لینا

زیادۃ و نقصان یعنی بیشی و کمی ۔ حلول یعنی سما جانا ۔ اتحاد یعنی دو چیزوں کا مل کر ایک ہو جانا ۔ محال ۔ جو کبھی کسی طرح نہ ہو سکے ۔

گمراہی و بدمذہبی ہے۔ اس قسم کے الفاظ میں تاویل کی جاتی ہے۔ کیونکہ ان کا ظاہر مراد نہیں کہ اُسکے حق میں محال ہے مثلاً یَدْ کی تاویل قدرت سے اور وَجْهِ کی ذات سے استواء کی غلبہ و توجہ سے کی جاتی ہے لیکن بہتر واسلم یہ ہے کہ بلا ضرورت تاویل بھی نہ کیجائے۔[ع] بلکہ حق ہونے کا یقین رکھے اور مراد کو اللہ کے سپرد کرے کہ وہی جانے اپنی مراد ہمارا تو اللہ و رسول کے قول پر ایمان ہے کہ استواء حق ہے یَدْ حق ہے اور اُسکا استواء مخلوق کا سا استوا نہیں۔ اس کا یَدْ مخلوق کا سا یَدْ نہیں۔ اُس کا کلام دیکھنا سننا مخلوق کا سا نہیں۔ **عقیدہ** ۔ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات نہ مخلوق ہیں نہ مقدور۔ **عقیدہ** ۔ ذات و صفات الٰہی کے علاوہ جتنی چیزیں ہیں سب حادث ہیں یعنی پہلے نہ تھیں پھر موجود ہوئیں **عقیدہ** ۔ صفات الٰہیہ کو مخلوق کہنا یا حادث بتانا گمراہی و بددینی ہے۔ **عقیدہ** ۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے علاوہ کسی اور چیز کو قدیم مانے یا عَالَم کے حادث ہونے میں شک کرے وہ کافر ہے۔ **عقیدہ** ۔ جس طرح اللہ تعالیٰ عَالَمْ اور عَالَم کی ہر چیز کا خالق ہے اُسی طرح ہمارے اعمال و افعال کا بھی وہی خالق ہے[عہ]۔ اللہ تعالیٰ واجب الوجود ہے[سہ] یعنی اُسکا وجود ضروری ہے اور عدم محال۔ **عقیدہ** ۔ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے عِلْم سے باہر نہیں موجود ہو یا معدوم ممکن ہو یا محال کُلّی ہو یا جزئی۔ سب کو ازل میں جانتا تھا اور اب جانتا ہے اور ابد تک جانے گا۔ چیزیں بدلتی ہیں لیکن اس کا علم نہیں بدلتا دلوں کے خطروں اور وسوسوں کی اُس کو خبر ہے۔ اُس کے عِلْم کی کوئی انتہا نہیں۔ **عقیدہ** ۔ اللہ تعالیٰ کی مشیّت و ارادہ کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا مگر اچھے پر خوش ہوتا ہے اور بُرے پر ناراض **عقیدہ** ۔ اللہ تعالیٰ ہر ممکن پر قادر ہے کوئی ممکن اُس کی قدرت سے باہر نہیں اور محال تحت قدرت نہیں[ہ]۔ محال پر قدرت ماننا الوہیت کا انکار کرنا ہے۔

[ع] قولہ تاویل نہ کیجائے قال فی شرح المواقف فالحق التوقف مع القطع بانہ لیس کاستواء الاجسام اقول وھذا مذھب السلف وفیہ السلامۃ والسداد ۱۲ منہ غفرلہٗ

[عہ] قولہ ہمارے افعال کا بھی وہی خالق ہے اقول وفی النسفیۃ وشرحھا واللہ تعالیٰ خالق لافعال العباد من الکفر والایمان والطاعۃ والعصیان لا کما زعمت المعتزلہ ان العبد خالق لافعالہ وفی المواقف وشرحہ للسید ان افعال العباد الاختیاریۃ واقعۃ بقدرۃ اللہ تعالیٰ وحدھا ولیس لقدرتھم تاثیر فیھا بل اللہ سبحانہٗ اجریٰ عادتہٗ بان یوجد فی العبد قدرۃ واختیارا فاذا لم یکن ھناک مانع اوجد فیہ فعلہ المقدور مقارنا لھما فیکون فعل العبد مخلوقا للہ ابداعا واحداثا ومکسوبا للعبد والمراد بکسبہ ایاہ مقارنتہٗ لقدرتہ وارادتہ من غیر ان یکون ھناک تاثیر او مدخل فی وجودہ سوا کونہ محلالہ وھذا مذھب الشیخ الاشعری (موہ مترہ) منہ سلمہٗ

[سہ] ای الذات الواجب الوجود الذی یکون وجودہ من ذاتہ بمعنی ان ذاتہ علۃ تامۃ مستقلۃ فی وجودہ ولا یحتاج فی وجودہ الیٰ شیٔ غیر ذاتہ ای منفصلۃ عن ذاتہ اصلا لا فی ذاتہ ولا فی صفاتہ الحقیقۃ مطلقا فالمقتضی بوجودہ نفس ذاتہ ۱۲ منہ سلمہٗ۔ [ہ] شرح فقہ اکبر میں ہے لان المحال لا یدخل تحت القدرۃ۔ اور شرح مقاصد میں ہے لا شیٔ من الواجب والممتنع بمقدور۔ اور شرح مواقف میں ہے لانھا (ای القدرۃ) تختص بالممکنات دون الواجبات والممتنعات یعنی قدرت الٰہیہ کا تعلق صرف ممکنات سے ہے محال قدرت میں نہیں اور عیوب سب محال تو عیبی ہونا ناممکن تو جو خدا کو عیبی مانے وہ خدا کو کیا جانے ۱۲ - قدیم - یعنی جو ہمیشہ سے ہو - حادث یعنی جو پہلے نہ تھا پھر پیدا کیا گیا۔ محال جو ہو نہ سکتا ہو۔ ممکن جو ہو سکتا ہو۔

عقیدہ - خیر و شر کفر و ایمان طاعت و عصیان اللہ ہی کی تقدیر و تخلیق سے ہے۔ **عقیدہ** - حقیقۃً روزی پہنچانے والا وہی ہے۔ فرشتہ وغیرہ وسیلہ اور واسطہ ہیں۔

عقیدہ - اللہ تعالیٰ کے ذمہ کچھ واجب نہیں نہ ثواب دینا نہ عذاب کرنا عـہ نہ وہ کام کرنا جو بندہ کے حق میں مفید ہو اس لئے کہ وہ مالک علی الاطلاق ہے جو چاہے کرے جو چاہے حکم دے ثواب دے تو فضل عذاب کرے تو عدل۔ ہاں اُسکی یہ مہربانی کہ وہی حکم دیتا ہے جو بندہ کر سکے ضرور مسلمانوں کو اپنے فضل سے جنت دے گا اور کافروں کو اپنے عدل سے جہنم میں ڈالے گا اسلئے کہ اُس نے وعدہ فرمالیا ہے کہ کفر کے سوا جس گناہ کو چاہے معاف کر دے گا۔ اور اُس کے وعدے وعید بدلتے نہیں۔ اسلئے عذاب و ثواب ضرور ہو گا۔ **عقیدہ** - اللہ تعالےٰ عالم سے بے پروا ہے اُس کو کوئی نفع نقصان نہیں پہنچتا۔ نہ کوئی پہنچا سکتا۔ وہ جو کچھ کرتا ہے اُس میں اُس کا اپنا کوئی فائدہ یا غرض نہیں۔ دنیا کو پیدا کرنے میں نہ کوئی اُس کا فائدہ اور نہ نہ پیدا کرنے میں کوئی نقصان۔ آپنا فضل و عدل قدرت و کمال ظاہر کرنے کے لئے مخلوق کو پیدا کیا۔ **عقیدہ** - اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں بہت حکمتیں ہیں ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے یہ اسکی حکمت ہے کہ دنیا میں ایک چیز کو دوسری چیز کا سبب ٹھہرایا۔ آگ کو گرمی پہنچانے کا سبب، پانی کو سردی پہنچانے کا سبب بنایا۔ آنکھ کو دیکھنے کے لئے کان کو سننے کیلئے بنایا اگر وہ چاہے تو آگ سردی، پانی گرمی دے اور آنکھ سنے کان دیکھے۔ **عقیدہ** - خدا کے لئے ہر عیب و نقص محال ہے۔ جیسے جھوٹ، جہل، بھول، ظلم بے حیائی وغیرہ تمام بُرائیاں خدا کے لئے محال ہیں۔ اور جو یہ مانے کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے لیکن بولتا نہیں تو گویا وہ یہ مانتا ہے کہ خدا عیبی تو ہے لیکن اپنا عیب چھپائے رہتا ہے۔ پھر ایک جھوٹ ہی پر کیا ختم سب بُرائیوں کا یہی حال ہو جائے گا کہ اُس میں ہیں تو لیکن کرتا نہیں جیسے ظلم، چوری، فنا، توالد و تناسل وغیرہا عیوب کثیرہ عدیدہ تعالیٰ اللہ عن ذالک علواکبیرا خدا کے لئے کسی نقص و عیب کو ممکن جاننا خدا کو عیبی ماننا ہے بلکہ خدا ہی کا انکار کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے گندے عقیدے سے ہر آدمی کو بچائے رکھے۔ عـہ

عـہ قال فی شرح المواقف فان المطیع لا یستحق بطاعته ثوابا والعاصی لا یستحق بمعصیته عقابا اذ قد ثبت انه لا یجب لاحد علی اللہ حق ج ۸ وقال العلامة النسفی وما هو الاصلح للعبد فلیس ذالک بواجب علی اللہ تعالیٰ ۱۲

عـہ شرح مقاصد میں ہے الکذب محال باجماع العلماء لان الکذب نقص باتفاق العقلاء وهو علی اللہ تعالیٰ محال یعنی اللہ تعالیٰ کیلئے جھوٹ محال ہے اس پر سب علماء کا اتفاق ہے اسلئے کہ جھوٹ عیب ہے ہر عقلمند کے نزدیک اور ہر عیب اللہ کیلئے محال ہے اور شرح عقائد جلالی میں ہے الکذب نقص والنقص علیه محال فلا یکون من الممکنات ولا تشمله القدرة یعنی جھوٹ عیب ہے اور عیب خدا کے لئے محال ہے لہٰذا جھوٹ خدا کیلئے ممکن نہیں اور نہ زیر قدرت۔ اب یہیں سے ظاہر ہو گیا کہ اگر خدا کے لئے جھوٹ بولنا ممکن مانا جائے تو لازم آئے گا کہ ایسے کو خدا مانا جس میں یہ عیب ہے حالانکہ خدا عیبی نہیں تو خدا ہی کو نہیں پہچانا بلکہ اپنے گڑھے ہوئے عیبی معبود کو خدا مانا ۱۲ منہ سلمہ

تقدیر

تقدیر۔ اللہ تعالیٰ کے علم میں جو کچھ عالم میں ہونے والا تھا اور جو کچھ بندے کرنے والے تھے اُس کو اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی سے جان کر لکھ لیا۔کسی کی قسمت میں بھلائی لکھی اور کسی کی قسمت میں بُرائی لکھی اِس لکھ دینے نے بندہ کو مجبور نہیں کر دیا۔کہ جو اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا وہ بندہ کو مجبوراً کرنا پڑتا ہے بلکہ بندہ جیسا کرنے والا تھا ویسا ہی اُس نے لکھ دیا کسی آدمی کی قسمت میں بُرائی لکھی تو اس لئے کہ یہ آدمی برائی کرنے والا تھا اگر یہ بھلائی کرنے والا ہوتا تو اُس کی قسمت میں بھلائی ہی لکھتا۔اللہ تعالیٰ کے علم نے یا اللہ تعالیٰ کے لکھ دینے نے کسی کو مجبور نہیں کر دیا۔**مسئلہ** تقدیر کے مسئلہ میں غور و بحث منع ہے بس اتنا سمجھ لینا چاہیئے کہ آدمی پتھر کی طرح بالکل مجبور نہیں ہے کہ اُس کا ارادہ کچھ ہو ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو ایک طرح کا اختیار دیا ہے کہ ایک کام چاہے کرے چاہے نہ کرے۔اسی اختیار کی بنا پر نیکی بدی کی نسبت بندے کی طرف ہے۔اپنے آپ کو بالکل مجبور یا بالکل مختار سمجھنا دونوں گمراہی ہے **مسئلہ** بُرا کام کر کے یہ نہ کہنا چاہیئے بے ادبی ہے، کہ خدا نے چاہا تو ہوا تقدیر میں تھا کیا۔بلکہ حکم یہ ہے کہ اچھے کام کو کہے کہ خدا کی طرف سے ہوا اور بُرے کام کو اپنے نفس کی شرارت شامت جانے۔

نبی اور رسول

جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفتوں کا جاننا ضروری ہے اسی طرح یہ بھی جاننا لازم ہے کہ نبی میں کیا کیا باتیں ہونی چاہئیں اور کیا کیا نہ ہونا چاہیئے تاکہ آدمی کفر سے بچا رہے۔ **رسول** کے معنی ہیں خدا کے یہاں سے بندوں کے پاس خدا کا پیغام لانے والا۔**نبی**۔ وہ آدمی ہے جس کے پاس وحی یعنی خدا کا پیغام آیا لوگوں کو خدا کا راستہ بتانے کیلئے۔خواہ یہ پیغام نبی کے پاس فرشتہ لے کر آیا ہو یا خود نبی کو اللہ کی طرف سے اس کا علم ہوا ہو کئی نبی اور کئی فرشتے رسول ہیں۔نبی سب مرد تھے نہ کوئی جن نبی ہوا نہ کوئی عورت نبی ہوئی۔عبادت ریاضت کے ذریعہ سے آدمی نبی نہیں ہوتا محض اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے ہوتا ہے۔اس میں آدمی کی کوشش نہیں چلتی البتہ نبی اللہ تعالیٰ اُسی کو بناتا ہے جس کو اس لائق پیدا کرتا ہے جو نبی ہونے سے پہلے ہی تمام بُری باتوں سے دور رہتا ہے اور اچھی باتوں سے سنور چکتا ہے۔نبی میں کوئی ایسی بات نہیں ہوتی جس سے لوگ نفرت کرتے ہوں۔نبی کا چال چلن شکل صورت حسب نسب طور طریقہ بات چیت سب اچھے اور بے عیب ہوتے ہیں۔نبی کی عقل کامل ہوتی ہے۔نبی سب آدمیوں سے زیادہ عقلمند ہوتے ہیں بڑے

سے بڑے حکیم فلسفی کی عقل نبی کی عقل کے لاکھویں حصہ تک بھی نہیں پہنچتی۔ جو یہ مانے کہ کوئی شخص اپنی کوشش سے نبی ہو سکتا ہے وہ کافر ہے اور جو یہ سمجھے کہ نبی کی نبوت چھینی جا سکتی ہے وہ بھی کافر ہے۔ نبی اور فرشتہ معصوم ہوتا ہے یعنی کوئی گناہ اُس سے نہیں ہو سکتا۔ نبی اور فرشتہ کے علاوہ کسی امام اور ولی کو معصوم ماننا گمراہی و بدمذہبی ہے۔ اگرچہ اماموں اور بڑے بڑے ولیوں سے بھی گناہ نہیں ہوتا لیکن کبھی کوئی گناہ ہو جائے تو شرعاً محال بھی نہیں۔ اللہ کا پیغام پہنچانے میں نبی سے بھول چوک نہیں ہو سکتی محال ہے۔ جو یہ کہے کہ کچھ احکام تقیۃً یعنی لوگوں کے ڈر سے یا کسی اور وجہ سے نہیں پہنچایا وہ کافر ہے۔ انبیاء تمام مخلوق سے افضل ہیں۔ یہاں تک کہ ان فرشتوں سے بھی افضل ہیں جو رسول ہیں۔ ولی کتنے ہی بڑے مرتبے والا ہو کسی نبی کے برابر نہیں ہو سکتا۔ جو کسی غیر نبی کو کسی نبی سے افضل بتائے وہ کافر ہے[ع]۔ **عقیدہ** ۔ نبی کی تعظیم فرض عین بلکہ تمام فرائض کی اصل ہے کسی نبی کی ادنیٰ توہین یا تکذیب کفر ہے[عہ]۔ (شفاء و ہندیہ وغیرہ) سارے نبی اللہ تعالےٰ کے نزدیک بڑی وجاہت و عزت والے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک معاذ اللہ چوڑے چمار کی مثل کہنا کھلی گستاخی اور کلمہ کفر ہے۔ انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں اسی طرح زندہ ہیں جیسے دنیا میں تھے اللہ کا وعدہ پورا ہونے کیلئے ایک آن کو انھیں موت آئی ہے پھر زندہ ہو گئے۔ ان کی زندگی شہیدوں کی زندگی سے بہت بڑھ کر ہے[سہ]۔ **عقیدہ** ۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو غیب کی باتیں بتائیں۔ زمین و آسمان کا ہر ہر ذرّہ ہر نبی کی نظر کے سامنے ہے۔ یہ علم غیب اللہ کے دیئے سے ہے۔ لہٰذا یہ علم عطائی ہوا اور اللہ تعالیٰ کا علم چونکہ کسی کا دیا ہوا نہیں ہے بلکہ خود اُسے حاصل ہے لہٰذا ذاتی ہوا۔ اب جب کہ اللہ تعالیٰ کے علم اور رسول کے علم کا فرق معلوم ہو گیا تو ظاہر ہو گیا کہ نبی و رسول کیلئے خدا کا دیا ہوا علم غیب ماننا شرک نہیں بلکہ ایمان ہے جیسا کہ

ع قال التفتازانی رحمہ اللہ تعالیٰ فما نقل عن بعض الکرامیۃ من جواز کون الولی افضل من النبی کفر و ضلال (شرح عقائد) ۔ عہ فتاویٰ قاضی خاں میں ہے لو عاب الرجل النبی فی شیٔ کان کافرا یعنی جو شخص نبی کو کسی طرح کا عیب لگائے تو وہ کافر ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے لو قال لشعرہٖ علیہ السلام شُعَیر یکفر یعنی اگر نبی علیہ السلام کے بال کو "بلوا" تصغیر کے صیغہ سے کہے تو کافر ہو جائے۔

سہ حضرت شیخ عبدالحق اپنی کتاب تکمیل الایمان میں لکھتے ہیں "مقام نبوت و رسالت بعد از موت ثابت است وخود انبیاء را موت نبود وایشاں حی و باقی اند و موت ہماں است کہ یکبار چشیدہ اند بعد ازاں ارواح را بہ ابدان ایشاں اعادہ کنند و حقیقت حیات بخشند چنانچہ در دنیا بودند کامل تر از حیات شہدا کہ آں معنوی است یعنی کمال نبوت و رسالت مرنے کے بعد بھی ثابت رہتا ہے اور خود نبی لوگ مرتے نہیں وہ لوگ زندہ اور باقی ہیں ان کے لئے موت بس اتنی ہے کہ ایک بار چکھا اور پھر اس کے بعد اُن کی روحیں اُن کے بدن میں واپس کر دی گئیں اور اُن کو وہی اصلی زندگی دیدی گئی جیسی کہ دنیا میں تھی یہ اُن کی زندگی شہیدوں کی زندگی سے کہیں بڑھ کر ہے۔ مراقی الفلاح میں ہے و مما ھو مقرر عند المحققین انہ صلی اللہ علیہ وسلم حی یرزق متمتع بجمیع الملاذ والعبادات غیر انہ حجب عن ابصار القاصرین عن شریف المقامات ۱ قول اور بہت حدیثوں میں آیا کہ نبی زندہ رہتا ہے اور روزی پاتا ہے۔ انبیاء کے بدن کو مٹی نہیں کھا سکتی ان اللہ تعالیٰ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق (ابن ماجہ وغیرہ)

آیتوں اور حدیثوں سے ثابت ہے عـه۔ **عقیدہ**۔ کوئی اُمتی زہد و تقویٰ عـه طاعت و عبادت میں نبی سے نہیں بڑھ سکتا۔ انبیاء سوتے جاگتے ہر وقت یادِ الٰہی میں لگے رہتے ہیں۔ **عقیدہ**۔ انبیاء کی تعداد مقرر کرنی ناجائز ہے اُن کی پوری تعداد کا صحیح علم اللہ ہی کو ہے۔

اَنۡبِیاءکے رُتبے

حضرت آدم سب سے پہلے انسان ہیں ان سے پہلے انسان کا وجود نہ تھا سب آدمی انھیں کی اولاد میں یہی سب سے پہلے نبی ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو بے ماں باپ کے مٹی سے پیدا کیا اپنا خلیفہ بنایا تمام چیزوں اوران کے نام کا علم دیا فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو سب نے سجدہ کیا سوا شیطان کے اُس نے انکار کیا اور ہمیشہ کے لئے ملعون و مردود ہوا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر ہمارے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک بہت نبی آئے۔ حضرت نوح۔ حضرت ابراہیم۔ حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ اوران کے علاوہ ہزاروں۔ یہ چاروں نبی بھی تھے اور رسول بھی۔ سب سے آخری نبی اور رسول ساری مخلوق سے افضل سب کے پیشوا حبیب خدا ہمارے آقا حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوا نہ ہوگا۔ جو شخص ہمارے نبی کے بعد یا آپ کے زمانہ میں کسی اور کو نبی مانے یا نبوت ملنی جائز جانے وہ کافر ہے سه۔ **ہمارے نبی کی خاص خاص فضیلتیں اور کمالات**۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمارے حضور کو تمام جہان سے پہلے اپنے نور کی تجلی سے پیدا کیا۔ انبیاء فرشتے زمین آسمان عرش کرسی تمام جہان کو حضور کے نور کی جھلک سے بنایا اللہ یا اللہ کا برابر والا ہونے کے سوا جتنے کمال جتنی خوبیاں ہیں سب اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضور کو دے دیا۔ تمام جہان میں کوئی کسی خوبی میں حضور کے برابر نہیں ہو سکتا۔ حضور افضل الخلق اور اللہ تعالےٰ

عـه قرآن شریف میں ہے فلا یظہر علی غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول یعنی اللہ تعالیٰ اپنے غیب کا علم اپنے پسندیدہ رسولوں کو دیتا ہے (جمل) اور فرمایا وما ھو علی الغیب بضنین یعنی یہ رسول غیب کی باتیں بتاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیہا والیٰ ما ھو کائن الیٰ یوم القیامۃ کانما انظر الیٰ کفی ھذہ جلیا من اللہ تعالیٰ جلاہ لنبیہ کما جلاہ للنبیین من قبلہ (طبرانی ونعیم ابن حماد و ابونعیم) یعنی دنیا مجھ پر روشن کی گئی جیسا کہ مجھ سے پہلے اور نبیوں پر روشن کی گئی تو دنیا کی طرف اور جو کچھ قیامت تک ہونیوالا ہے اسکی طرف اس طرح دیکھتا ہوں جیسے اپنی ہتھیلی ۱۲۔ عـه زہد و تقویٰ۔ نیکی و پرہیزگاری ۱۲

سه چاہے تائیدی نبی مانے چاہے ظلی چاہے نبوت بالذات مانے چاہے بالعرض چاہے اس زمین میں یا کسی اور زمین میں ہر حال کافر ہے خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے نبی کے بعد کسی طرح کا کوئی نبی نہ ہوا ہے نہ ہو گا جو اس کو نہ مانے وہ مسلمان نہیں کیونکہ اس سے آیۂ خاتم النبیین بالقراءتین اور حدیث لا نبی بعدی اور اجماع کا انکار ہو جاتا ہے اقول خاتم النبیین بالفتح الحاجب المانع عن دخول الغیر فی قصر النبوۃ کخاتم السجل المانع عن دخول عبارۃ اخریٰ فیہ وبالکسر الآخر المتمم لیس بعدہ او معہ غیرہ والایۃ والحدیث کلاھما علی الاطلاق فتجریان علی اطلاقھما کما ھو مبین ومبرھن فی الاصول ویکون المراد النبی مطلقاً سواء کان اصلیا او ظلیا او شرعیا او مویدا وسواء کان فی زمانہ او بعد زمانہ فی ارضہ او غیر ارضہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے نائب مطلق ہیں حضور تمام انبیاء کے نبی ہیں اور ہر شخص پر آپ کی پیروی لازم ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام خزانوں کی کنجیاں حضور کو بخشیں۔ دنیا اور دین کی سب نعمتوں کا دینے والا خدا ہے اور بانٹنے والے حضور ہیں[ع] اللہ تعالیٰ نے آپ کو معراج عطا فرمائی یعنی عرش پر بلایا اپنا دیدار آنکھوں سے دکھایا[عہ] اپنا کلام سنایا جنت دوزخ عرش کرسی وغیرہ تمام چیزوں کی سیر کرائی یہ سب کچھ رات کے تھوڑے سے وقت میں ہوا۔ قیامت کے دن آپ ہی سب سے پہلے شفاعت کریں گے یعنی اللہ کے یہاں لوگوں کی سفارش کریں گے۔ گناہ معاف کرائیں گے۔ درجے بلند کرائیں گے۔ اس کے علاوہ اور بہت سے خصائص ہیں جن کے ذکر کی اس مختصر میں گنجائش نہیں۔

عقیدہ۔ حضور کے کسی قول وفعل وعمل وحالت کو جو حقارت کی نظر سے دیکھے کافر ہے[سہ]۔ (قاضی خاں و شفار قاضی عیاض وغیرہ)

مُعجَزہ

وہ عجیب وغریب کام جو عادۃً ناممکن ہو جسے نبی اپنی نبوت کے ثبوت میں پیش کرے اور اس سے منکرین عاجز ہو جائیں وہ معجزہ ہے جیسے مردہ کو زندہ کرنا انگلی کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے کر دینا ایسی عجیب وغریب بات اگر ولی سے ظاہر ہو تو اُسے کرامت کہتے ہیں اور نڈر بدکار یا کافر سے ہو تو اُسکو استدراج کہتے ہیں۔ معجزہ کو دیکھ کر نبی کی سچائی کا یقین ہوتا ہے کہ جس کے ہاتھ پر قدرت کی ایسی نشانیاں ظاہر ہوں جسکے مقابل سب لوگ عاجز وحیران ہیں ضرور وہ خدا کا بھیجا ہوا ہے کوئی جھوٹا نبوت کا دعویٰ کر کے معجزہ ہرگز نہیں دکھا سکتا اللہ تعالیٰ جھوٹے کو معجزہ ہرگز نہیں عطا فرماتا ورنہ سچے جھوٹے میں فرق نہ رہے۔ **مسئلہ ضروریہ** انبیاء علیہم السلام سے جو لغزشیں ہوئیں[لعص] اُن کا ذکر تلاوت قرآن و روایت حدیث کے سوا حرام اور سخت حرام ہے اوروں کو اُن سرکاروں میں لب کشائی کی کیا مجال اللہ تعالیٰ اُنکا مالک ہے جس محل پر جس طرح چاہے

ع حدیثوں میں آیا انما انا قاسم واللّٰہ یعطی یعنی اللہ دینے والا اور میں بانٹنے والا۔ (بخاری ومسلم وغیرہ)

عہ شرح عقاید میں لکھا ہے کہ حضور علیہ السلام کو معراج جسمانی جاگتے میں ہوئی صرف روحانی معراج کا قائل ہونا بدعت وگمراہی ہے مسجد حرام سے بیت المقدس تک تشریف لے جانا تو قطعی ہے۔ قرآن سے ثابت ہے لہٰذا مطلقاً معراج کا انکار کفر ہے۔ اور زمین سے آسمان تک اور اُس کے آگے احادیث مشہورہ سے ثابت ہے۔ اس کا انکار بدعت وگمراہی ہے حضرت شیخ محدث دہلوی نے فرمایا کہ حق آنست کہ وے صلی اللہ علیہ وسلم پروردگار خود را بچشم سر دید جمہور صحابہ برایں اند یعنی معراج میں حضور نے اللہ تعالیٰ کو انہیں آنکھوں سے دیکھا جمہور صحابہ کا یہی مذہب ہے۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے والحق الذی علیہ اکثر الناس ومعظم السلف وعامۃ المتاخرین من الفقہاء والمحدثین والمتکلمین انہ اسری بجسدہ الشریف ۱۲ منہ

سہ قال الامام الفقیہ الاجل قاضی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ لو عاب الرجل النبی فی شیٔ کان کافراً وقال القاضی عیاض رحمہ اللہ فی الشفاء ان جمیع من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم او عابہ او الحق بہ نقصاً فی نفسہ او دینہ او نسبہ او خصلۃ من خصالہ وعرّض بہ وشبہہ بشیٔ علی طریق السب لہ او الازدراء علیہ او التصغیر لشانہ او النقص والعیب لہ فہو ساب لہ و حکم فیہ حکم الساب (جلد ۲) یعنی جو شخص نبی کا کسی بات میں کسی طرح عیب نکالے وہ کافر ہے

تعبیر فرمائے وہ اُسکے پیارے بندے ہیں اپنے رب کے لئے جس قدر چاہیں تواضع کریں دوسرا ان کلمات کو سند نہیں بنا سکتا۔ یعنی نبی کی بھول چوک کے موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے جو کلمہ کسی نبی کو کہا یا نبی نے انکساری عاجزی کے طور پر اپنے کو کہا کسی اُمتی کو نبی کے حق میں ایسے کلمات کہنا ناجائز و حرام ہے[ع]۔

اللہ تعالیٰ کی کتابیں

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں پر اپنا کلام پاک اُتارا حضرت موسیٰ پر توریت اُتری حضرت داؤد پر زبور حضرت عیسیٰ پر انجیل اور اور نبیوں پر دوسری کتابیں اُتریں ان نبیوں کی اُمتوں نے ان کتابوں کو گھٹا بڑھا دیا اور اللہ کے احکام کو بدل ڈالا تب اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا محمد رسول اللہ پر قرآن پاک اُتارا۔ قرآن ایسی بے مثل کتاب ہے کہ ویسی کوئی دوسرا نہیں بنا سکتا چاہے تمام جہاں ملکر کوشش کریں ایسی کتاب نہیں بنا سکتے۔ قرآن میں سارے علم ہیں اور ہر چیز کا روشن بیان ہے۔ ساڑھے تیرہ سو برس سے آج تک ویسا ہی ہے جیسا اُترا اور ہمیشہ ویسا ہی رہے گا سارا زمانہ چاہے تو بھی اس میں ایک حرف کا فرق نہیں آسکتا جو شخص کہے کہ قرآن پاک میں کسی نے کچھ گھٹا یا بڑھا دیا یا اصلی قرآن امام غائب کے پاس ہے وہ کافر ہے یہی اصلی قرآن ہے اسی قرآن پر ایمان لانا ہر شخص کے لئے لازم ہے اب کوئی نبی آئے گا نہ کوئی اللہ کی کتاب جو اس کے خلاف مانے وہ مومن نہیں۔

ملائکہ یعنی فرشتوں کا بیان

فرشتے نوری جسم کی مخلوق ہیں جنکو اللہ تعالیٰ نے یہ طاقت دی ہے کہ جو شکل چاہیں بن جائیں انسان کی ہو یا کوئی اور۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف کچھ نہیں کرتے نہ جان بوجھ کر نہ بھول کر اسلئے کہ معصوم ہیں ہر قسم کے گناہ صغیرہ و کبیرہ سے پاک ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بہت سے کام فرشتوں کے سپرد کئے ہیں۔ کوئی فرشتہ جان نکالنے پر مقرر ہے کوئی پانی برسانے پر کوئی ماں کے پیٹ میں بچہ کی صورت بنانے پر کوئی نامۂ اعمال لکھنے پر کوئی کسی کام پر کوئی کسی کام پر۔ فرشتے نہ مرد ہیں نہ عورت ان کو قدیم ماننا یا خالق جاننا کفر ہے کسی فرشتہ کی ذرا سی بے ادبی بھی کفر ہے۔ (عالمگیری وغیرہ) بعض لوگ اپنے دشمن کو یا سختی کرنے والے کو ملک الموت کہتے ہیں ایسا کہنا ناجائز ہے قریب کفر کے ہے۔ فرشتوں کے وجود کا انکار یا یہ کہنا کہ فرشتہ نیکی کی قوت کو کہتے ہیں اور اس کے سوا کچھ نہیں یہ دونوں باتیں کفر ہیں۔

ع جیسے حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی دعا میں کہا کہ اے رب ہم نے اپنے نفس پر ظلم کیا تو اور کوئی نہیں کہہ سکتا آدم نے معاذ اللہ ظلم کیا۔

جن کا بیان

جن آگ سے پیدا کیئے گئے ہیں۔ ان میں بعض کو اللہ تعالیٰ نے یہ طاقت دی ہے کہ جو شکل چاہیں بنجائیں شریر بدکار جن کو شیطان کہتے ہیں۔ یہ آدمی کی طرح عقل اور روح اور جسم والے ہوتے ہیں کھاتے پیتے جیتے مرتے اور اولاد والے ہوتے ہیں۔ ان میں کافر مومن سنّی بدمذہب ہر طرح کے ہوتے ہیں ان میں بدکاروں کی تعداد بہ نسبت آدمی کے زیادہ ہے جن کے وجود کا انکار کرنا یا یہ کہنا کہ جن اور شیطان بدی کی قوت کا نام ہے کفر ہے۔

موت اور قبر کا بیان

ہر شخص کی عمر مقرر ہے نہ اس سے گھٹ سکتی ہے نہ بڑھ سکتی ہے جب زندگی کا وقت پورا ہو جاتا ہے تو حضرت عزرائیل علیہ السّلام روح نکالنے کیلئے آتے ہیں اس وقت مرنے والے کو دائیں بائیں جہاں تک نظر جاتی ہے فرشتے ہی فرشتے دکھائی دیتے ہیں مسلمان کے پاس رحمت کے فرشتے ہوتے ہیں اور کافر کے پاس عذاب کے۔ اُس وقت کافر کو بھی اسلام کے سچے ہونے کا یقین ہو جاتا ہے لیکن اس وقت کا ایمان معتبر نہیں کیونکہ ایمان تو اللہ و رسول کی بتائی باتوں پر بے دیکھے یقین کرنے کا نام ہے اور اب تو فرشتوں کو دیکھ کر ایمان لاتا ہے اسلئے ایسے ایمان لانے سے مسلمان نہ ہوگا۔ مسلمان کی روح آسانی سے نکالی جاتی ہے اور اُس کو رحمت کے فرشتے عزت کے ساتھ لے جاتے ہیں اور کافر کی روح بڑی سختی سے نکالی جاتی ہے اور اُس کو عذاب کے فرشتے بڑی ذلت سے لے جاتے ہیں مرنے کے بعد روح کسی دوسرے بدن میں جا کر پھر پیدا نہیں ہوتی بلکہ قیامت آنے تک عالم برزخ[عہ] میں رہتی ہے۔ یہ خیال کہ روح کسی دوسرے بدن میں چلی جاتی ہے چاہے آدمی کا بدن ہو یا جانور کا یا پیڑ پالو میں یہ غلط ہے اس کا ماننا کفر ہے اِسی کو آواگون اور تناسخ کہتے ہیں۔

موت یہ[عہ] ہے کہ روح بدن سے نکل جائے لیکن نکل کر روح مٹ نہیں جاتی بلکہ عالم برزخ

عہ برزخ۔ دنیا اور آخرت کے درمیان ایک اور عالم ہے جسکو برزخ کہتے ہیں مرنے کے بعد سے قیامت آنے تک تمام انسانوں اور جنوں کو حسب مراتب اس میں رہنا ہوتا ہے۔ یہ عالم اس دنیا سے بہت بڑا ہے دنیا کے ساتھ برزخ کو وہی نسبت ہے جو ماں کے پیٹ کے ساتھ دنیا کو۔ برزخ میں کسی کو آرام ہے اور کسی کو تکلیف ۱۲ (تکمیل الایمان و بہار شریعت وغیرہ)۔ عہ۔ حضرت امام غزالی فرماتے ہیں بل الذی تشھد له طرق لاعتبار و تنطق به الایات والاخبار ان الموت معناه تغیر حال فقط وان الروح باقیة بعد مفارقة الجسد اما معذبة او منعمة ومعنی مفارقتھا للجسد انقطاع تصرفھا عن الجسد لخروج الجسد عن طاعتھا الخ (احیاء جلد چہارم)
یعنی دلیل عقل اور آیتیں اور حدیثیں …

میں رہتی ہے اور ایمان و عمل کے اعتبار سے ہر ایک روح کیلئے الگ جگہ مقرر ہے قیامت آنے تک وہیں رہے گی کسی کی جگہ عرش کے نیچے ہے اور کسی کی اعلیٰ علیین میں اور کسی کی چاہ زمزم شریف میں کسی کی جگہ اس کی قبر پر ہے۔ اور کافروں کی روح قید رہتی ہے کسی کی چاہ برہوت میں کسی کی سجیین میں کسی کی اُس کے مرگھٹ یا قبر پر۔ بہر حال روح مرتی یا مٹتی نہیں بلکہ باقی رہتی ہے۔ اور جس حال میں بھی ہو اور جہاں کہیں بھی ہو اپنے بدن سے ایک طرح کا لگاؤ رکھتی ہے بدن کی تکلیف سے اُسے بھی تکلیف ہوتی ہے اور بدن کے آرام سے آرام پاتی ہے جو کوئی قبر پر آئے اُسے دیکھتی پہچانتی ہے اُس کی بات سنتی ہے اور مسلمان کی نسبت تو حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب مسلمان مرجاتا ہے تو اُس کی راہ کھول دی جاتی ہے جہاں چاہے جائے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب لکھتے ہیں "روح را قرب و بُعد مکانی یکساں است" یعنی روح کے لئے کوئی جگہ دور یا نزدیک نہیں بلکہ سب جگہ برابر ہے۔ جو یہ مانے کہ مرنے کے بعد روح مٹ جاتی ہے وہ بد مذہب ہے مردہ کلام بھی کرتا ہے۔ اس کی بولی عوام جن اور انسانوں کے سوا حیوانات وغیرہ سنتے بھی ہیں۔ دفن کے بعد قبر مردے کو دباتی ہے مومن کو اِس طرح جیسے ماں بچّے کو اور کافر کو اِس طرح کہ اِدھر کی پسلیاں اُدھر ہو جاتی ہیں۔ جب لوگ دفن کر کے لوٹتے ہیں مردہ اُن کے جوتوں کی آواز سنتا ہے اُس وقت مُنکر نکیر دو فرشتے زمین چیرتے ہوئے آتے ہیں اُنکی شکل بہت ڈراونی ہوتی ہے۔ ان کا بدن کالا آنکھیں نیلی اور کالی بہت بڑی بڑی جن سے آگ کی طرح لپٹ نکلتی ہے۔ اُنکے ڈراونے بال سر سے پاؤں تک اُنکے دانت بہت بڑے بڑے ہیں جن سے زمین چیرتے ہوئے آتے ہیں مردے کو جھنجھوڑتے اور جھڑک کر اُٹھاتے ہیں اور بہت سختی کے ساتھ بڑی کڑی آواز سے یہ تین سوال کرتے ہیں (۱) مَنْ رَّبُّكَ یعنی تیرا رب کون ہے (۲) مَا دِيْنُكَ تیرا دین کیا ہے۔ (۳) مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ ان کے بارے میں تو کیا کہتا تھا۔ مردہ اگر مسلمان ہے تو پہلے سوال کا یہ جواب دیگا کہ رَبِّيَ اللّٰهُ میرا رب اللہ ہے اور دوسرے کا دِيْنِيَ الْاِسْلَامُ میرا دین اسلام ہے اور تیسرے سوال کا جواب یہ دیگا کہ هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یہ اللہ کے رسول ہیں اللہ کی طرف سے ان پر رحمت نازل ہو اور سلام۔ اب آسمان سے یہ آواز آوے گی کہ میرے بندے نے سچ کہا اس کے لئے جنت کا بچھونا بچھاؤ اور جنت کا کپڑا پہناؤ اور جنت کا دروازہ کھول دو۔ اب جنّت کی ٹھنڈی ہوا اور خوشبو آتی رہے گی اور جہاں تک نگاہ پھیلے گی وہاں تک قبر چوڑی چکیلی کر دی جائے گی اور فرشتے کہیں گے سو جیسے دولھا سوتا ہے۔

(بقیہ صفحہ ۱۷) بدن سے الگ ہونے کے بعد خواہ عذاب میں رہے یا نعمت میں اور مفارقت بدن کے معنیٰ ہیں اُس کے تصرف کا انقطاع کہ بدن میں اُس کی طاعت کی قابلیت نہ رہی۔ نیز یہی امام اپنے رسالہ لدنیہ میں فرماتے ہیں وھٰذا الروح لا یموت بموت البدان یعنی یہ روح بدن کے مرنے سے مرتی نہیں ۱۲ منہ

یہ نیک پرہیزگار مسلمانوں کے لئے ہوگا۔ گنا ہگاروں کو اُن کے گناہ کے لائق عذاب بھی ہوگا ایک زمانہ تک پھر بزرگوں کی شفاعت سے یا ایصال ثواب و دعائے مغفرت سے یا محض اللہ کی مہربانی سے یہ عذاب اُٹھ جائے گا اور پھر چین ہی چین ہوگا۔ اور اگر مردہ کافر ہے تو سوال کا جواب نہ دے سکے گا اور کہے گا ھاہ ھاہ لا ادری افسوس مجھے تو کچھ معلوم نہیں۔ اب ایک پکارنے والا آسمان سے پکارے گا کہ یہ جھوٹا ہے اسکے لئے آگ کا بچھونا بچھاؤ اور آگ کا کپڑا پہناؤ اور جہنم کا ایک دروازہ کھول دو اسکی گرمی اور لپٹ پہنچے گی اور عذاب دینے کے لئے دو فرشتے مقرر ہوں گے جو بڑے بڑے ہتھوڑے سے مارتے رہیں گے اور سانپ بچھو بھی کاٹتے رہیں گے۔ اور قیامت تک طرح طرح کے عذاب ہوتے رہیں گے۔

تنبیہ۔ حضرات انبیاء علیہم السلام سے نہ قبر میں سوال ہو[عہ] نہ اُنھیں قبر دبائے اور سوال تو بعض اُمتیوں سے بھی نہ ہوگا۔ جیسے جمعہ اور رمضان میں مرنے والے مسلمان۔ قبر میں آرام و تکلیف کا ہونا حق ہے اور یہ عذاب و ثواب بدن اور روح دونوں پر ہے بدن اگرچہ گل جائے جل جائے خاک میں ملجائے مگر اسکے اصلی اجزا قیامت تک باقی رہیں گے۔ اُنھیں پر عذاب و ثواب ہوگا اور انھیں پر قیامت کے دن پھر بدن بن کر تیار ہوگا۔ یہ اجزا ریڑھ کی ہڈی میں کچھ ایسے باریک بہت ہی چھوٹے چھوٹے ہیں جو کسی خردبین سے بھی نہیں دیکھے جا سکتے نہ اُنھیں آگ جلا سکتی ہے نہ زمین گلا سکتی ہے یہی بدن کے بیج ہیں انھیں اجزا کے ساتھ اللہ تعالیٰ بدن کے اور حصوں کو جمع کر دے گا جو راکھ یا مٹی ہو کر اِدھر اُدھر پھیل گئے اور پھر وہی پہلا جسم بن جائے گا اور روح اُسی جسم میں آکر قیامت کے میدان میں آئے گی اسی کا نام **حشر** ہے۔ اب اسی سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ قیامت کے دن روحیں اپنے پہلے ہی بدن میں لوٹائی جائیں گی نہ دوسرے میں کیونکہ اصلی اجزا کا باقی رہنا اور زائد میں تغیر و تبدل ہونا چیز کو بدل نہیں دیتا بلکہ اس قسم کی تبدیلیوں کے بعد بھی وہ پہلی چیز وہی رہتی ہے۔ دیکھو جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو کتنا بڑا ہوتا ہے اور کیسا ہوتا ہے اور جوان ہونے تک اس میں کتنی تبدیلیاں ہوتی ہیں۔ مگر ہر زمانہ اور ہر حال میں رہتا وہی ہے دوسرا نہیں ہو جاتا۔ وہ خود بھی یقین رکھتا ہے کہ دس پانچ برس پہلے بھی میں میں ہی تھا اور اب بھی میں میں ہی ہوں اور یہ ہمیشہ اور ہر عمر میں ہر شخص سمجھتا ہے اپنے لئے بھی اور دوسروں کے لئے بھی۔ مردہ اگر قبر میں دفن نہ کیا جائے تو جہاں پڑا رہ گیا یا پھینک دیا گیا غرض کہیں ہو اُس سے وہیں سوال ہوگا اور وہیں عذاب ثواب پہونچے گا۔ یہاں تک کہ جسے شیر کھا گیا اس سے شیر کے پیٹ میں سوال ہوگا اور عذاب ثواب بھی وہیں ہوگا۔ قبر کے عذاب

[عہ] تکمیل میں شیخ فرماتے ہیں واصح آنست کہ انبیاء را سوال نبود اور فرماتے ہیں و آنکہ روز جمعہ یا شب وے مردہ و آنکہ ہر شب سورۂ ملک خواند تا آخر ۱۲

د ثواب کا منکر گمراہ ہے۔

مسئلہ۔ نبی۔ ولی۔ عالم دین۔ شہید۔ حافظ قرآن جو قرآن پر عمل بھی کرتا ہو اور جو منصب محبت پر فائز ہے اور وہ جسم جس نے کبھی گناہ نہ کیا اور وہ جو ہر وقت درود شریف پڑھتا ہے۔ ان کے بدن کو مٹی نہیں کھا سکتی۔ جو شخص انبیاء کرام علیہم السلام کو یہ کہے کہ "مر کے مٹی میں مل گئے"، وہ گمراہ بد دین خبیث مرتکب توہین ہے۔ع

قیامت آنے کا حال اور اُسکی نشانیاں

ایک دن تمام دنیا انسان حیوان جن فرشتے زمین آسمان اور جو کچھ ان میں ہے سب فنا ہو جائیں گے۔ اللہ کے سوا کچھ باقی نہ رہے گا اسی کو قیامت آنا کہتے ہیں قیامت آنے سے پہلے کچھ قیامت کی نشانیاں ظاہر ہوں گی۔ جن میں سے تھوڑی سی ہم یہاں لکھتے ہیں۔ ۱۔ خسف یعنی تین جگہ آدمی زمین میں دھنس جائیں گے پورب میں پچھم میں اور عرب میں ۲۔ علم دین اُٹھ جائے گا یعنی علماء اُٹھا لئے جائیں گے ۳۔ جہالت کی کثرت ہوگی ۴۔ شراب اور زنا کی زیادتی ہوگی اور اس بیحیائی کے ساتھ کہ جیسے گدھے جوڑا کھاتے ہیں ۵۔ مرد کم ہوں گے عورتیں زیادہ ہوں گی یہانتک کہ ایک مرد کی سرپرستی میں پچاس عورتیں ہوں گی ۶۔ مال کی زیادتی ہوگی ۷۔ عرب میں کھیتی اور باغ اور نہریں ہو جائیں گی نہر فرات اپنے خزانے کھول دے گی اور وہ سونے کے پہاڑ ہوں گے۔ ۸۔ مرد اپنی عورت کے کہنے میں ہوگا ماں باپ کی نہ سُنے گا دوستوں سے میل جول رکھے گا اور ماں باپ سے جدائی ۹۔ گانے بجانے کی کثرت ہوگی ۱۰۔ اگلوں پر لوگ لعنت کریں گے اُن کو بُرا کہیں گے ۱۱۔ بدکار اور نااہل سردار بنائے جائیں گے ۱۲۔ ذلیل لوگ جن کو تن کا کپڑا نہ ملتا تھا وہ بڑے بڑے محلوں پر اترائیں گے۔ ۱۳۔ مسجد میں لوگ چلائیں گے ۱۴۔ اسلام پر قائم رہنا اتنا کٹھن ہوگا جیسے مٹھی میں انگارا لینا یہاں تک کہ آدمی قبرستان میں جا کر تمنا کرے گا کہ کاش میں اس قبر میں ہوتا۔ ۱۵۔ وقت میں برکت نہ ہوگی یہاں تک کہ سال مثل مہینہ کے اور مہینہ مثل ہفتہ کے اور ہفتہ مثل دن کے اور دن ایسا ہو جائے گا جیسے کسی چیز کو آگ لگی اور جلد بھڑک کر ختم ہوگئی یعنی وقت بہت جلد جلد گزرے گا۔ ۱۶۔ درندے جانور آدمی سے بات کریں گے کوڑے کی نوک جوتے کا تسمہ بولے گا جو کچھ گھر میں ہوا

ع حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ اپنی کتاب سلوک اقرب السبل میں لکھتے ہیں۔ باچندیں اختلافات وکثرت مذاہب کہ در علماء امت است یک کس را دریں مسئلہ خلافے نیست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحقیقت حیات بے شائبہ مجاز وتوہم تاویل دائم و باقی است و بر اعمال اُمت حاضر وناظر ومر طالبان حقیقت را ومتوجہان آنحضرت را مفیض ومربی۔

بتائے گا بلکہ آدمی کی ران اُسے خبر دے گی ۱۷- سورج پچھم سے نکلیگا[۱] اس نشانی کے ظاہر ہوتے ہی توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا اس وقت میں اسلام لانا قبول نہ ہوگا - ۱۸- علاوہ بڑے دجّال کے تیس[۳] دجّال اور ہوں گے جو سب نبی ہونے کا دعویٰ کریں گے حالانکہ نبوت ختم ہو چکی ہمارے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا - اِن دجّالوں میں بہت سے گزر چکے جیسے مسیلمہ کذاب - طلیحہ بن خویلد - اسود عنسی - سجاح - مرزا علی محمد باب - مرزا علی حسین بہاء اللہ - مرزا غلام احمد قادیانی وغیرہ اور جو باقی ہیں ضرور ہوں گے -

۱۹- دجّال کا نکلنا

دجّال - یہ کانا ہوگا اس کے ایک آنکھ ہوگی اور خدائی کا دعویٰ کریگا - اسکے ماتھے پر ک ف ر لکھا ہوگا یعنی کافر جس کو ہر مسلمان پڑھے گا اور کافر کو نہ دکھائی دے گا یہ بہت تیزی سے سیر کرے گا چالیس دن میں حرمین[۲] شریفین کے سوا تمام روئے زمین کا گشت کریگا اس چالیس دن میں پہلا دن سال بھر کے برابر ہوگا اور دوسرا دن مہینہ بھر کے برابر اور تیسرا دن ہفتہ کے برابر اور باقی دن چوبیس چوبیس گھنٹے کے ہوں گے - اسکا فتنہ بہت سخت ہوگا - ایک باغ اور ایک آگ اسکے ساتھ ہوگی جس کا نام جنت دوزخ رکھے گا جہاں جائے گا ان کو ساتھ لئے ہوگا اسکی جنت دراصل آگ ہوگی - اور اس کا جہنم آرام کی جگہ ہوگی - لوگوں سے کہے گا کہ ہم کو خدا مانو جو اُسے خدا کہے گا اُسے اپنی جنت میں ڈالے گا اور جو انکار کرے گا اُسے اپنے جہنم میں پھینکدے گا - مردے جلائے گا - پانی برسائے گا - زمین کو حکم دے گا وہ سبزے اگائے گی - ویرانے میں جائے گا تو وہاں کے دفینے شہد کی مکھیوں کی طرح دَل کے دَل اُسکے ساتھ ہو جائیں گے - اس قسم کے بہت سے شعبدے دکھائے گا اور حقیقت میں یہ سب جادو کے کرشمے ہوں گے واقع میں کچھ نہ ہوگا - اسی لئے اس کے وہاں سے جاتے ہی لوگوں کے پاس کچھ نہ رہے گا - جب حرمین شریفین میں جانا چاہے گا فرشتے اُس کا مُنہ پھیر دیں گے - دجال کے ساتھ یہودیوں کی فوج ہوگی -

---

[۱] سورج کا پچھم سے نکلنا اس کی کیفیت یہ ہے کہ قیامت کے قریب حسب دستور سورج دربار الٰہی میں سجدہ کر کے پورب سے نکلنے کی اجازت مانگے گا اجازت نہ ملے گی اور حکم ہوگا کہ واپس جا تب سورج پچھم سے نکلے گا اور آدھے آسمان تک آ کر لوٹ جائیگا اور پچھم میں ڈوبے گا - اسکے بعد پھر روزانہ پہلے کیطرح پورب سے نکلا کریگا یعنی صرف ایک بار پچھم سے نکلے گا - ۱۲

[۲] حرمین شریفین، مکہ مدینہ کو کہتے ہیں - [۳] [illegible]

۲۰۔ حضرت عیسیٰ کا آسمان سے اُترنا

جب دجّال ساری دنیا میں پھر پھرا کر ملک شام کو جائے گا اُسوقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کی جامع مسجد کے پوربی منارہ پر آسمان سے اُتریں گے یہ صبح کا وقت ہوگا۔ فجر کی نماز کے لئے اقامت ہو چکی ہوگی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کو امامت کا حکم دیں گے حضرت امام مہدی نماز پڑھائیں گے۔ دجّال ملعون حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سانس کی خوشبو سے پگھلنا شروع ہوگا جیسے پانی سے نمک گھلتا ہے اور آپ کی سانس کی خوشبو وہاں تک جائے گی جہاں تک نگاہ پہنچتی ہے۔ دجّال بھاگے گا۔ آپ اُس کا پیچھا کریں گے اور اسکی پیٹھ میں نیزہ ماریں گے اس سے وہ واصل جہنم ہوگا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب توڑیں گے خنزیر کو قتل کریں گے۔ جتنے یہودی عیسائی بچے رہے ہوں گے، وہ آپ پر ایمان لائیں گے اُسوقت تمام جہان میں دین ایک دین اسلام ہوگا اور مذہب ایک مذہب اہل سنت کا۔ بچے سانپ سے کھیلیں گے شیرا ور بکری ایک ساتھ چریں گے۔ آپ نکاح کریں گے اولاد بھی ہوگی چالیس برس تک رہیں گے اور بعد وفات روضہ انور میں دفن ہوں گے۔

۲۱۔ حضرت اِمام مہدی کا ظاہر ہونا

حضرت امام مہدی۔ آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد میں حَسَنی سید ہوں گے آپ امام ومجتہد ہوں گے۔ قیامت کے قریب جب تمام دنیا میں کفر پھیل جائے گا اور اسلام صرف حرمین شریفین ہی میں رہ جائے گا اولیاء اور ابدال سب وہیں ہجرت کر جائیں گے۔ رمضان شریف کا مہینہ ہوگا ابدال کعبہ شریف کا طواف کر رہے ہوں گے حضرت امام مہدی بھی وہاں موجود ہوں گے اولیا انھیں پہچانیں گے ان سے بیعت لینے کو عرض کریں گے وہ انکار کریں گے غیب سے آواز آئے گی۔ ھٰذا خلیفۃ اللّٰہ المہدی فاسمعوا لہ واطیعوہ یہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے اسکی بات سنو اور اُس کا حکم مانو۔ تمام لوگ ان کے ہاتھ پر بیعت کریں گے پھر حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ سب کو اپنے ساتھ لے کر ملک شام آجائیں گے۔

۲۲۔ یاجُوج ماجُوج کا نکلنا

یہ ایک قوم ہے یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد سے ان کی تعداد بہت زیادہ ہے یہ زمین

یں فساد کرتے تھے بہار کے موسم میں نکلتے تھے ہری چیزیں سب کھا جاتے سوکھی چیزوں کو لادلیجاتے آدمیوں کو کھالیتے جنگلی جانوروں سانپوں بچھوؤں تک کو چٹ کر جاتے حضرت ذوالقرنین نے آہنی دیوار کھینچ کر انکا آنا روک دیا۔ جب دجّال کو قتل کر کے اللہ کے حکم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کو کوہ طور پر لے جائیں گے تب دیوار توڑ کر یہ یاجوج و ماجوج نکلیں گے اور زمین میں بڑا فساد مچائیں گے لوٹ مار قتل وغیرہ کریں گے پھر اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ کی دعا سے انھیں ہلاک و برباد کر دے گا۔

دآبۃ الارض کا نکلنا

یہ ایک عجیب شکل کا جانور ہے جو کہ کوہ صفا سے نکلے گا تمام شہروں میں بہت جلد پھریگا فصاحت[ع] سے کلام کریگا۔ اسکے ہاتھ میں حضرت موسیٰؑ کا عصا اور حضرت سلیمانؑ کی انگوٹھی ہوگی۔ عصا سے مسلمان کے ماتھے پر ایک چمکدار نشان لگائے گا اور انگوٹھی سے کافر کے ماتھے پر ایک کالا دھبا۔ اُسوقت تمام مسلم و کافر علانیہ ظاہر ہوں گے یعنی کھلم کھلا پہچانے جائیں گے۔ یہ نشانی کبھی نہ بدلے گی جو کافر ہے ہرگز ایمان نہ لائے گا اور جو مسلمان ہے ہمیشہ ایمان پر قائم رہے گا۔ ۲۴۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد جب قیامت آنے کو صرف چالیس برس رہ جائیں گے تب ایک ٹھنڈھی خوشبودار ہوا چلے گی جو لوگوں کی بغلوں کے نیچے سے گزرے گی جس کا اثر یہ ہوگا کہ مسلمان کی روح نکل جائے گی اور کافر ہی کافر رہ جائیں گے انھیں کافروں پر قیامت آئے گی۔ یہ چند نشانیاں بیان کی گئیں ان میں سے بعض ظاہر ہو چکی ہیں اور کچھ باقی ہیں جب نشانیاں پوری ہو جائیں گی اور مسلمانوں کی بغلوں سے وہ خوشبودار ہوا گزر لے گی جس سے تمام مسلمانوں کی وفات ہو جائیگی تو اُس کے بعد پھر چالیس برس کا زمانہ ایسا گزرے گا جس میں کسی کے اولاد نہ ہوگی یعنی چالیس برس سے کم عمر کا کوئی نہ رہے گا اور دنیا میں کافر ہی کافر ہونگے۔ اللہ کہنے والا کوئی نہ ہوگا کوئی اپنی دیوار لیپتا ہوگا کوئی کھانا کھاتا ہوگا۔ غرض سب اپنے اپنے کام میں لگے ہوں گے کہ یکایک اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے پہلے اسکی آواز ہلکی ہوگی اور بعد میں دھیرے دھیرے بہت کڑی ہو جائے گی۔ لوگ کان لگا کر اُس کی آواز سنیں گے اور بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے اور مر جائیں گے۔ پھر آسمان زمین دریا پہاڑ یہانتک کہ خود صور اور

ع یعنی بہت اچھی صحیح اور صاف عربی بولے گا ۱۲ منہ۔ عصا۔ یعنی۔ تھی۔

اسرافیل اور تمام فرشتے فنا ہو جائیں گے۔ اُسوقت سوا اللہ واحد حقیقی کے کوئی نہ ہوگا۔ پھر جب اللہ تعالےٰ چاہے گا اسرافیل علیہ السلام کو زندہ کرے گا۔ اور صور کو پیدا کر کے دوبارہ پھونکنے کا حکم دے گا۔ صور پھونکتے ہی تمام اولین و آخرین فرشتے انسان جن حیوانات سب موجود ہو جائیں گے لوگ قبروں سے نکل پڑیں گے۔ ان کا اعمال نامہ ان کے ہاتھ میں دیا جائے گا اور حشر کے میدان میں لائے جائیں گے یہاں حساب و جزاء کے انتظار میں کھڑے ہوں گے۔ زمین تانبے کی ہوگی۔ سورج نہایت تیزی پر سر سے بہت قریب ہوگا۔ گرمی کی سختی سے بھیجے کھولتے ہوں گے زبانیں سوکھ کر کانٹا ہو جائیں گی۔ بعضوں کی منہ سے باہر نکل آئیں گی۔ پسینہ بہت آئے گا کسی کے ٹخنے تک کسی کے گھٹنے تک کسی کے گلے تک کسی کے منہ تک۔ جس کا جیسا عمل ہوگا ویسی ہی تکلیف ہوگی پھر پسینہ بھی نہایت بدبودار ہوگا۔ اسی حالت میں بہت دیر ہو جائے گی پچاس ہزار برس کا تو وہ دن ہوگا اور اسی حالت میں آدھا گزر جائے گا۔ لوگ سفارشی تلاش کریں گے جو اس مصیبت سے چھٹکارا دلائے اور جلد فیصلہ ہو[۵]۔ سب لوگ مشورہ کر کے حضرت آدم کے پاس جائیں گے وہ فرمائیں گے حضرت نوح کے پاس جاؤ وہ حضرت ابراہیم کے پاس بھیجیں گے۔ حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ کے پاس جانے کو کہیں گے حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ کے پاس بھیجیں گے۔ حضرت عیسیٰ ہمارے آقا و مولیٰ رحمت عالم سردار انبیاء محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کے پاس بھیجیں گے جب لوگ ہمارے حضور سے فریاد کریں گے اور شفاعت کی درخواست لائیں گے تو حضور فرمائیں گے کہ میں اس کے لئے تیار ہوں یہ فرما کر بارگاہ الٰہی میں سجدہ کریں گے اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے محمد علیہ السلام سر اٹھاؤ کہو سنا جائے گا مانگو پاؤ گے شفاعت کرو قبول کی جائے گی اب حساب شروع ہوگا۔ میزان عمل میں اعمال تولے جائیں گے اپنے ہی ہاتھ پاؤں بدن کے اعضا اپنے خلاف گواہی دیں گے۔ زمین کے جس حصہ پر کوئی عمل کیا تھا وہ بھی گواہی دینے کو تیار ہوگا نہ کوئی یار ہوگا نہ مددگار نہ باپ بیٹے کے کام آوے نہ بیٹا باپ کے اعمال پوچھے جا رہے ہیں زندگی بھر کا سب کیا ہوا سامنے ہے نہ گناہ سے انکار کر سکتا ہے نہ کہیں سے نیکیاں مل سکتی ہیں اس بیکسی کے وقت میں دستگیر بے کساں حضور پر نور محبوب خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کام آئیں گے اور اپنے ماننے والوں کی شفاعت فرمائیں گے۔ حضور کی شفاعت کئی طرح کی ہوگی بہت سے لوگ آپ کی شفاعت سے بے حساب جنت میں داخل ہوں گے اور بہت لوگ جو

وفات۔ موت۔ اولین۔ اگلے۔ آخرین۔ پچھلے۔ جزاء۔ بدلہ۔ میزانِ عمل۔ نیکی بدی تولنے کی ترازو۔ صالحین۔ نیک لوگ۔ دستگیر۔ مددگار۔

۵ جلد فیصلہ ہو یعنی حساب ہو جائے اور جنت یا دوزخ جو ملنی ہو مل جائے ۱۲

دوزخ کے لائق ہوں گے حضور کی سفارش سے دوزخ سے بچ جائیں گے۔ اور جو گنہگار مسلمان دوزخ میں پہنچ چکے ہوں گے وہ حضور کی شفاعت سے دوزخ سے نکالے جائیں گے جنتیوں کی شفاعت کرکے اُن کے درجے بلند کرائیں گے۔ حضور کے علاوہ باقی انبیاء، صحابہ، علماء، اولیاء، شہداء، حفاظ، حجاج بھی شفاعت کریں گے لوگ علماء کو اپنے تعلقات یاد دلائیں گے اگر کسی نے عالم کو دنیا میں وضو کیلئے پانی لاکر دیا ہوگا تو وہ بھی یاد دلاکر شفاعت کیلئے کہے گا اور وہ اس کی شفاعت کریں گے[عہ]۔ یہ قیامت کا دن جو پچاس ہزار برس کا دن ہوگا جسکی مصیبتیں بے شمار و ناقابل برداشت ہوں گی یہ دن انبیاء، اولیاء اور صالحین کیلئے اتنا ہلکا کردیا جائیگا کہ معلوم ہوگا کہ اس میں اتنا وقت لگا جتنا ایک وقت کی فرض نماز میں لگتا ہے بلکہ اس سے بھی کم یہاں تک کہ بعضوں کیلئے تو پلک جھپکنے میں سارا دن طے ہو جائیگا۔ سب سے بڑی نعمت جو مسلمانوں کو اُس دن ملے گی وہ اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔ یہاں تک تو حشر کے مختصر حالات بیان کئے گئے اب اس کے بعد آدمی کو ہمیشگی کے گھر جانا ہے کسی کو آرام کا گھر ملے گا جسکے عیش و آسائش کی کوئی انتہا نہیں اس کو جنت کہتے ہیں کسی کو تکلیف کے گھر میں جانا پڑیگا جسکی تکلیف کی کوئی حد نہیں اُسے جہنم اور دوزخ کہتے ہیں۔ جنت دوزخ حق ہیں ان کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ جنت دوزخ بن چکی ہیں اور اب موجود ہیں یہ نہیں کہ قیامت کے دن بنائی جائیں گی۔ قیامت، حشر، حساب، ثواب، عذاب، جنت، دوزخ سب کے وہی معنیٰ ہیں جو مسلمانوں میں مشہور ہیں لہٰذا جو آدمی ان چیزوں کو تو حق کہے مگر ان کے معنیٰ کچھ اور کہے مثلاً یہ کہے کہ ثواب کے معنیٰ اپنی نیکیوں کو دیکھ کر خوش ہونا اور عذاب کے معنیٰ اپنے بُرے عمل کو دیکھ کر رنج کرنا یا حشر فقط روحوں کا ہوگا بدن کا نہیں تو ایسا آدمی حقیقت میں ان چیزوں کا منکر ہے اور جو منکر ہے وہ کافر ہے۔ قیامت بیشک ضرور قائم ہوگی اس کا انکار کرنے والا کافر ہے۔

حشر روح اور جسم دونوں کا ہوگا۔ جو کہے صرف روحیں اُٹھیں گی جسم زندہ نہ ہوں گے وہ بھی کافر ہے دنیا میں جو روح جس بدن میں تھی اُس روح کا حشر اُسی بدن میں ہوگا ایسا نہیں کہ کوئی نیا بدن پیدا کرکے اس میں روح ڈالی جائیگی۔ بدن کے اجزاء اگرچہ مرنے کے بعد اِدھر اُدھر ہوگئے اور جانوروں کی خوراک ہوگئے مگر اللہ تعالیٰ اُن سب اجزاء کو جمع کرکے قیامت کے دن اُٹھائے گا۔ حساب حق ہے اعمال کا حساب ہوگا۔ حساب کا منکر کافر ہے۔

عہ حدیث شریف میں ہے کہ دوزخیوں کی صف کے پاس سے ایک جنتی گزرے گا اُسے دیکھ کر ایک دوزخی کہے گا اے صاحب کیا آپ مجھے نہیں پہچانتے میں وہ ہوں جس نے آپ کو ایک بار پانی پلایا تھا اور کوئی دوزخی کہے گا کہ میں نے آپ کو وضو کیلئے پانی دیا تھا تو وہ جنتی اسکی شفاعت کرکے اس دوزخی کو جنت میں داخل کرائے گا (رواہ ابن ماجہ) اس حدیث کی شرح میں شیخ عبدالحق دہلوی نے لمعات میں لکھا ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ گنہگاروں بدکاروں نے اگر دینداروں پرہیزگاروں کی مدد و خدمت کی ہوگی تو آخرت میں اسکا نتیجہ پائیں گے اور اُن کی سفارش کی مدد سے جنت میں جائیں گے۔ دیکھئے کہ پانی پلانا وضو کرانا بھی کام آئے گا اتنا تعلق بھی فائدہ پہنچائے گا تو رشتہ دوستی محبت عقیدت کیوں نہ کام آئے گا۔ حضور فرماتے ہیں کہ اپنی اُمت میں سب سے پہلے جن لوگوں کی میں شفاعت کروں گا وہ میرے اہل بیت ہوں گے۔ پھر درجہ بدرجہ اور قرابت داروں کی۔ (صواعق محرقہ و کلمہ علیا وغیرہ)

حُفاظ ۔ قرآن کے حافظ لوگ ۔ حُجاج ۔ حاجی لوگ ۔

میزان

میزان حق ہے یہ ایک ترازو ہوگی اسکے دو پلّے ہوں گے اس پر لوگوں کے اچھے بُرے عمل تولے جائینگے نیکی کے پلّہ کے بھاری ہونے کے یہ معنیٰ ہیں کہ اوپر اُٹھے بخلاف دنیا کی ترازو کے۔

صراط

صراط حق ہے۔ یہ ایک پُل ہے جو جہنم کے اوپر ہوگا۔ یہ بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے۔ جنّت کا یہی راستہ ہے۔ سب کو اس پر چلنا ہوگا کافر نہ چل سکے گا اور جہنّم میں گر جائے گا۔ مسلمان پار ہوجائیں گے۔ بعضے تو اتنی جلدی جیسے بجلی چمکی۔ ابھی ادھر تھے ابھی اُدھر پہنچ گئے۔ بعضے تیز ہوا کی طرح۔ بعضے تیز گھوڑے کی طرح۔ بعضے دھیرے دھیرے بعضے گرتے پڑتے کانپتے لنگڑاتے۔ جتنا اچھا عمل ہوگا اتنی ہی جلدی پار ہوگا۔

حَوضِ کَوثَر

حوضِ کوثر جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا ہے حق ہے۔ اُسکی لمبائی ایک مہینہ کا رستہ ہے اور اتنی ہی چوڑائی ہے اسکے کنارے سونے کے ہیں ان پر موتی کے قبے بنے ہیں۔ اسکی تہ مُشک کی ہے اسکا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے اور مشک سے زیادہ خوشبودار ہے جو اسکا پانی ایک بار پیئے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ اس پر پانی پینے کے برتن ستاروں سے بھی گنتی میں زیادہ۔ اس میں جنّت سے دو نالے گرتے ہیں۔ ایک سونے کا ہے دوسرا چاندی کا۔

مَقامِ محمود

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام محمود دیگا جہاں اگلے پچھلے سب آپ کی تعریف کرینگے (بڑائی بیان کریں گے)۔

لِواءُالحمد

یہ ایک جھنڈا ہے جو ہمارے آقا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے دن ملے گا جسکے نیچے حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر قیامت تک جتنے مسلمان ہوئے ہیں نبی ولی سب ہی جمع ہوں گے۔

جنّت کا بیان

جنّت ایک بہت بڑا بہت اچھا گھر ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کیلئے بنایا ہے اسکی دیوار سونے چاندی کی اینٹوں اور مشک کے گارے سے بنی ہے۔ زمین زعفران و عنبر کی ہے کنکریوں کی جگہ موتی اور جواہرات ہیں

اس میں جنتیوں کے رہنے کے لئے نہایت خوبصورت ہیرے جواہرات اور موتی کے بڑے بڑے محل اور خیمے ہیں
جنت میں سو درجے ہیں۔ ہر درجہ کی چوڑائی اتنی ہے جتنی زمین سے آسمان تک۔ دروازے اتنے چوڑے ہیں
کہ ایک بازو سے دوسرے بازو تک تیز گھوڑا ستر برس میں پہنچے جنت میں ایسی نعمتیں ہوں گی جو کسی کے خواب
و خیال میں بھی نہیں آتیں۔ طرح طرح کے پھل میوے دودھ شہد شراب[1] اور اچھے اچھے کھانے بڑھیا بڑھیا
کپڑے جو دنیا میں کبھی کسی کو نصیب نہ ہوئے وہ جنتیوں کو دیئے جائیں گے۔ خدمت کیلئے ہزاروں صاف ستھرے
غلمان اور صحبت کیلئے سیکڑوں حوریں ملیں گی جو اتنی خوبصورت ہیں کہ اگر کوئی ان میں سے دنیا کی طرف جھانکے
تو اسکی چمک اور خوبصورتی سے ساری دنیا کے لوگ بیہوش ہو جائیں۔ بہشت میں نہ نیند آئیگی نہ بیماری ہوگی
نہ کوئی ڈر ہوگا نہ کبھی موت آئے گی۔ نہ کسی قسم کی کوئی تکلیف ہوگی بلکہ ہر طرح کا آرام ہوگا اور ہر خواہش
پوری ہوگی اور سب سے بڑھ کر نعمت اللہ تعالیٰ کا دیدار[2] ہوگا۔

دوزخ

یہ بھی ایک گھر ہے۔ اس میں گھپ اندھیری اور تیز کالی آگ ہے جس میں روشنی کا نام نہیں یہ بدکاروں
اور کافروں کے رہنے کیلئے بنایا گیا ہے۔ کافر اس میں ہمیشہ قید رکھے جائیں گے۔ اسکی آگ دم بدم بڑھتی رہے گی
جہنم کی آگ اتنی تیز ہے کہ سوئی کے ناکے برابر کھول دیا جائے تو تمام زمین والے سب کے سب اس کی
گرمی سے مر جائیں۔ اگر جہنم کا کوئی داروغہ دنیا میں آجائے تو اسکی ڈراونی صورت دیکھ کر تمام لوگوں کی جان
نکل جائے کوئی زندہ نہ بچے۔ جہنمیوں کو طرح طرح کا عذاب دیا جائے گا۔ بڑے بڑے سانپ بچھو کاٹیں گے
بھاری بھاری ہتوڑوں سے سر کچلا جائے گا۔ بھوک پیاس بہت لگے گی تیل کے تلچھٹ کے ایسا کھولتا پانی
اور پیپ پینے کو کانٹے دار زہریلا پھل کھانے کو ملے گا۔ جب اس پھل کو کھائیں گے تو یہ گلے میں رک جائیگا
اس کے اتارنے کو پانی مانگیں گے وہی کھولتا ہوا پانی دیا جائیگا۔ اس کے پینے سے آنتوں کے ٹکڑے ٹکڑے
ہو کر بہ جائیں گے۔ پیاس اس بلا کی ہوگی کہ اسی پانی پر تونس کے مارے ہوئے اونٹ کی طرح گریں گے۔
کفار جب عذاب سے عاجز آکر موت کی تمنا کریں گے اور موت بھی نہ آئے گی تو آپس میں مشورہ کر کے جہنم کے
داروغہ حضرت مالک علیہ السلام کو پکار کر کہیں گے کہ اب اپنے رب سے ہمارا قصہ تمام کرا دو۔ حضرت مالک
ہزار برس تک جواب نہ دیں گے۔ ہزار برس کے بعد کہیں گے مجھ سے کیا کہتے ہو اس سے کہو جسکی نافرمانی کی ہے

---

[1] جنت کی شراب میں نہ بو ہوگی نہ نشہ ۱۲ [2] اللہ تعالیٰ کو دنیا کی زندگی میں آنکھ سے دیکھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے
خاص ہے اور آخرت میں ہر سنی مسلمان دیکھے گا۔ رہا دل سے دیکھنا یا خواب میں دیکھنا تو دوسرے انبیاء علیہم السلام بلکہ اولیاء کو بھی حاصل
ہے۔ شرح عقائد وغیرہ عقائد کی کتابوں میں ہے کہ آیتوں حدیثوں اور اجماع امت سے اللہ تعالیٰ کا دیدار ثابت ہے۔ آنکھوں سے دیکھنے کا انکار
معتزلہ وغیرہ گمراہ فرقوں کا عقیدہ ہے۔ اہل سنت کے نزدیک قیامت میں اللہ تعالیٰ کو آنکھوں سے دیکھنا اتفاقی مسئلہ ہے ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

تب پھر ہزار برس تک اللہ تعالیٰ کو اس کے رحمت کے ناموں سے پکاریں گے۔ وہ ہزار برس تک جواب نہ دے گا۔ اس کے بعد فرمائیگا تو یہ فرمائیگا "دور ہو جہنّم میں پڑے رہو مجھ سے بات نہ کرو"۔ اسوقت کفار ہر قسم کی خیر سے نا اُمید ہو جائیں گے اور گدھے کی آواز کی طرح چلا کر روئیں گے پہلے آنسو نکلے گا جب آنسو ختم ہو جائے گا تو خون روئیں گے روتے روتے گالوں میں خندقوں کی طرح گڈھے پڑ جائیں گے۔ رونے کا خون اور پیپ اتنا ہوگا کہ اگر اُس میں کشتیاں ڈالی جائیں تو چلنے لگیں۔ جہنّمیوں کی شکل ایسی بُری ہوگی کہ اگر کوئی جہنمی دنیا میں اُسی صورت پر لایا جائے تو تمام لوگ اُس کی بدصورتی اور بدبو کی وجہ سے مر جائیں۔ آخر میں کافروں کے لئے یہ ہوگا کہ ہر کافر کو اُس کے قد کے برابر صندوق میں بند کریں گے پھر آگ بھڑکائیں گے اور آگ کا قفل لگائیں گے۔ پھر یہ صندوق آگ کے دوسرے صندوق میں رکھا جائے گا اور ان دونوں کے بیچ میں آگ جلائی جائے گی اور اس میں بھی قفل لگا دیا جائے گا۔ پھر اسی طرح اس صندوق کو ایک اور صندوق میں رکھ کر آگ کا قفل لگا کر آگ میں ڈال دیا جائے گا تو اب ہر کافر یہ سمجھے گا کہ اسکے سوا اب کوئی آگ میں نہ رہا اور یہ عذاب بالائے عذاب ہے اور اب ہمیشہ اسکے لئے عذاب ہی رہے گا جو کبھی ختم نہ ہوگا۔ جب سب جنّتی جنت میں پہنچ جائیں گے اور جہنّم میں صرف وہی لوگ رہ جائیں گے جنھیں ہمیشہ وہاں رہنا ہے۔ اسوقت جنّت اور دوزخ کے بیچ میں موت مینڈھے کی شکل میں لاکر کھڑی کی جائیگی۔ پھر ایک پکارنے والا جنت والوں کو پُکارے گا وہ ڈرتے ہوئے جھانکیں گے کہ ایسا نہ ہو کہ یہاں سے نکلنے کا حکم ہو۔ پھر جہنّمیوں کو پکاریگا وہ خوش ہو کر جھانکیں گے کہ شاید اس مصیبت سے چھٹکارے کا حکم ہو۔ پھر اُن سے پوچھے گا کہ اسے پہچانتے ہو سب کہیں گے ہاں یہ موت ہے۔ پھر وہ ذبح کر دی جائیگی اور کہے گا اے جنّت والو ہمیشگی ہے اب مرنا نہیں اور اے دوزخیو ہمیشگی ہے اب مرنا نہیں اسوقت جنتیوں کو خوشی پر خوشی ہوگی اور جہنّمیوں کو غم کے اوپر غم۔ نسئل اللہ العفو والعافیۃ فی الدین والدنیا والاخرۃ۔

اِیمان وکُفر کا بیان

ایمان یہ ہے کہ اللہ و رسول کی بتائی ہوئی تمام باتوں کا یقین کرے اور دل سے سچ جانے۔ اگر کسی ایسی ایک بات کا بھی انکار ہے جسکے بارے میں یقینی طور پر معلوم ہے کہ یہ اسلام کی بات ہے تو یہ کفر ہے۔ جیسے قیامت۔ فرشتے۔ جنت۔ دوزخ۔ حساب کو نہ ماننا یا نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ کو فرض نہ جاننا یا قرآن کو اللہ کا کلام نہ سمجھنا۔ کعبہ۔ قرآن یا کسی نبی یا فرشتہ کی توہین کرنی یا کسی سنت کو ہلکا بتانا۔ شریعت کے حکم کا مذاق اُڑانا اور ایسی ہی اسلام کی کسی معلوم و مشہور بات کا انکار کرنا یا اس میں شک کرنا یقیناً کفر ہے مسلمان ہونے

کیلئے ایمان واعتقاد کے ساتھ اقرار بھی ضروری ہے جب تک کوئی مجبوری نہ ہو۔ مثلاً منھ سے بولی نہیں نکلتی یا زبان سے کہنے میں جان جاتی ہے یا کوئی عضو کاٹا جاتا ہے تو اُسوقت زبان سے اقرار کرنا ضروری نہیں بلکہ صرف زبان سے خلاف اسلام بات بھی جان بچانے کیلئے کہہ سکتا ہے لیکن نہ کہنا ہی اچھا ہے اور ثواب ہے اسکے سوا جب کبھی زبان سے کلمہ کفر نکالے گا کافر سمجھا جائیگا۔ اگرچہ یہ کہے کہ خالی زبان سے کہا دل سے نہیں۔ اسی طرح وہ باتیں جو کفر کی نشانی ہیں جب ان کو کریگا کافر سمجھا جائیگا جیسے جنیو ڈالنا۔ چُٹیا رکھنا۔ صلیب لٹکانا۔ مسلمان ہونے کے لئے اتنا کافی ہے کہ صرف دین اسلام ہی کو سچا مذہب مانے اور کسی ضروری دینی کا منکر نہ ہو اور ضروریات دین سے کسی ضروری دینی کے خلاف عقیدہ نہ رکھتا ہو۔ اگرچہ تمام ضروریات دین کا اسکو علم نہ ہو لہٰذا بالکل لٹھ گنوار جاہل جو اسلام اور پیغمبر اسلام کو حق مانے اور اسلامی عقیدوں کے خلاف کوئی عقیدہ نہ رکھے چاہے کلمہ بھی صحیح نہ پڑھ سکتا ہو وہ مسلمان ہے مومن ہے۔ کافر نہیں۔ البتہ نماز روزہ حج وغیرہ اعمال کے ترک سے گنہگار ہوگا لیکن مومن رہے گا۔ اسلئے کہ اعمال ایمان میں داخل نہیں۔ **عقیدہ**۔ جو چیز بے شبہہ حرام ہو اُسکو حلال جاننا اور جو یقیناً حلال ہو اُسکو حرام جاننا کفر ہے جبکہ یہ حرام وحلال ہونا معلوم ومشہور ہو یا یہ شخص اُس کو جانتا ہو۔

شرک[عہ] شرک کے معنی ہیں اللہ کے سوا کسی اور کو خدا جاننا یا عبادت کے لائق سمجھنا اور یہ کفر کی سب سے بدتر قسم ہے اسکے سوا کیسا ہی سخت کفر کیوں نہ ہو۔ حقیقۃً شرک نہیں۔ کسی کفر کی مغفرت نہ ہوگی کفر کے سوا سب گناہ اللہ تعالیٰ کی مشیت پر ہیں جسے چاہے بخشدے۔

عقیدہ۔ کبیرہ گناہ کرنے سے مسلمان کافر نہیں ہو جاتا بلکہ مسلمان ہی رہتا ہے۔ اگر بلا توبہ کئے مرجائے تو بھی اُس کو جنّت ملے گی گُناہ کی سزا بھگت کر یا معافی پاکر۔ اور یہ معافی اللہ تعالیٰ محض اپنی مہربانی سے دے یا حضور علیہ السلام کی شفاعت سے۔ **مسئلہ**۔ جو کسی مرے ہوئے کافر کے لئے مغفرت کی دعا کرے یا کسی کافر مرتد کو مرحوم یا مغفور یا بہشتی کہے یا کسی ہندو مردہ کو بیکنٹھ باشی کہے وہ خود کافر ہے **عقیدہ** مسلمان کو مسلمان جاننا اور کافر کو کافر جاننا ضروری ہے۔ البتہ کسی خاص آدمی کے کافر ہونے کا یا مسلمان ہونے کا یقین اُسوقت تک نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ شرعی دلیل سے خاتمہ کا حال معلوم نہ ہو جائے کہ کفر پر مرا یا اسلام پر مرا لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ جس نے یقیناً کفر کیا ہو۔ اُس کے کافر ہونے میں شک کیا جائے اس لئے کہ یقینی کافر کے کفر میں شک کرنا خود کافر ہونا ہے اس لئے کہ شریعت کا حکم ظاہر کے لحاظ سے ہوتا ہے۔ البتہ قیامت میں فیصلہ حقیقت کے اعتبار سے ہوگا اس کو یوں سمجھو کہ کوئی کافر

عہ قال العلامۃ التفتازانی الاشراک ھو اثبات الشریک فی الالوھیۃ بمعنی وجوب وجود کما للمجوس او استحقاق العبادۃ کما لعبدۃ الاصنام۔ (شرح عقائد نسفی)

یہودی نصرانی ہندو مرگیا تو یہ یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا کہ کفر پر مرا مگر ہم کو اللہ و رسول کا حکم یہی ہے کہ اُسے کافر ہی جانیں اور کافر ہی کا سا برتاؤ اسکے ساتھ کریں جس طرح جو ظاہرا مسلمان ہے اور اس کا کوئی قول فعل اسلام کے خلاف نہیں ہے تو فرض ہے کہ ہم اُسے مسلمان ہی سمجھیں اگرچہ ہمیں اسکے خاتمہ کا بھی حال نہیں معلوم **عقیدہ**۔ کفر و اسلام کے سوا کوئی تیسرا درجہ نہیں آدمی یا مسلمان ہوگا یا کافر ایسا نہیں کہ نہ کافر ہو نہ مسلمان بلکہ ایک ضرور ہوگا۔ **عقیدہ**۔ مسلمان ہمیشہ جنت میں رہیں گے کبھی نکالے نہ جائیں گے اور کافر ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے کبھی نکالے نہ جائیں گے۔ **مسئلہ** اللہ کے سوا کسی اور کو سجدہ تجدی کفر ہے اور سجدہ تعظیمی حرام[ع۵]۔

بِدْعَت[ع۶] جو بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہ ہو وہ بدعت ہے۔ اور یہ دو قسم کی ہے۔ ایک بدعت حَسَنَہ۔ دوسری بدعت سَیِّئَہ۔ بِدْعَتْ حَسَنَۃ وہ ہے جو کسی سنت کے مخالف و مزاحم نہ ہو جیسے مسجدیں پکی بنوانا قرآن شریف سنہرے حرفوں سے لکھنا۔ زبان سے نیت کرنا علم کلام علم صرف علم نحو علم ریاضی خصوصًا علم ہیئت و ہندسہ پڑھنا پڑھانا۔ آج کل کے مدرسے۔ وعظ کے جلسے۔ سند و دستار وغیرہ سینکڑوں ایسی چیزیں ہیں جو حضور کے زمانہ میں نہ تھیں۔ وہ سب بدعت حسنہ ہیں ایسی کہ بعض واجب تک ہیں جیسے تراویح کی نسبت حضرت عمر رضی اللہ کا ارشاد۔ نِعْمَتِ الْبِدْعَۃُ ھٰذِہٖ یہ اچھی بدعت ہے۔ بِدْعَتْ سَیِّئَۃ قبیحہ وہ ہے جو کسی سنت کے مخالف و مزاحم ہو اور یہ مکروہ یا حرام ہے۔

اِمامت وخِلافت کا بیان

امامت دو قسم کی ہے ایک امامت صغریٰ۔ دوسری امامت کبریٰ۔ امامت صغریٰ نماز کی امامت ہے جس کا حال نماز کے بیان میں آئے گا۔ امامت کبریٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت مطلقہ ہے یعنی حضور کی نیابت سے مسلمانوں کے تمام دینی دنیوی کاموں میں شریعت کے موافق عام تصرف کرنے کا اختیار اور غیر معصیت میں تمام جہان کے مسلمانوں سے اطاعت کرانے کا حق۔ اس امامت کیلئے مسلمان۔ آزاد۔ مرد۔ عاقل۔ بالغ۔ قرشی۔ قادر[ع۷] ہونا شرط ہے۔ ہاشمی علوی معصوم ہونا شرط نہیں نہ یہ شرط کہ اپنے زمانہ میں سب سے افضل ہو **مسئلہ** امام کی اطاعت مطلقًا ہر مسلمان پر فرض ہے جبکہ امام کا حکم شریعت کے خلاف نہ ہو کہ شریعت کے خلاف حکم میں کسی کی اطاعت نہیں **مسئلہ** امام ایسا شخص بنایا جائے جو بہادر سیاست داں اور عالم ہو یا علماء کی مدد سے کام کرے **مسئلہ** عورت

ع۵ اِذا سجدَ الانسانِ سجدۃ تحیّۃ لا یکفر۔ (عالمگیری) اگر کسی آدمی کو سجدہ تعظیمی کیا تو کافر نہیں ہوا۔

ع۶ قال النووی البدعۃ فی الشرع احداث مالم یکن فی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال البیضاوی فی تفسیرہ البدعۃ اختراع الشیٔ لا عن شیٔ وقال الغزالی البدعۃ المذمومۃ مایراغم السنۃ ۱۲

ع۷ قادر کے یہ معنی ہیں کہ شرعی فیصلہ اور حدود کو جاری کرسکے ظالم سے مظلوم کا حق دلانے کی اور مسلمانوں کے جان و مال ملک و املاک کی حفاظت کی طاقت ہو ۱۲ منہ سلمہٗ - منہاج - طور طریقہ - فِسْق - گناہ

اور نابالغ کی امامت جائز نہیں **مسئلہ** امام مبتلائے فسق ہونے سے معزول نہیں ہو جاتا۔

خُلَفَاءِ رَاشِدِیْن

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے خلیفہ برحق وامام مطلق حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پھر حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ پھر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ۔ ان حضرات کی خلافت کو خلافت راشدہ کہتے ہیں اسلئے کہ ان صاحبوں نے حضور کی سچی نیابت کا پورا حق ادا کیا۔ **عقیدہ**۔ منہاج نبوت پر خلافت حقہ راشدہ تیس۳۰ سال رہی یعنی حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے چھ مہینے پر ختم ہو گئی پھر امیر المومنین عمر ابن عبدالعزیز کی خلافت راشدہ ہوئی اور آخیر زمانہ میں حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کی ہوگی۔ حضرت امیر معاویہ اوّل ملوک اسلام ہیں (تکمیل الایمان وکمال ابن ہمام) **عقیدہ**۔ انبیاء و مرسلین کے بعد تمام مخلوقات الٰہی جن وانس و ملک سے افضل صدیق اکبر ہیں پھر عمر فاروق اعظم پھر عثمان غنی پھر مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ جو شخص مولیٰ علی کو صدیق یا فاروق سے افضل بتائے وہ گمراہ بدمذہب ہے۔

صَحَابہ واَہلِ بَیْت

صحابی اُس مسلمان کو کہتے ہیں جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار (خدمت) میں حاضری دی اور ایمان کے ساتھ دنیا سے گیا۔ سب صحابی اہل خیر وصلاح ہیں اور عادل وثقہ ہیں۔ جب کسی صحابی کا ذکر ہو تو خیر ہی کے ساتھ ہونا فرض ہے[عہ] **عقیدہ** کسی صحابی کے ساتھ بدعقیدگی گمراہی وبدمذہبی ہے۔ حضرت امیر معاویہ۔ حضرت عمرو بن عاص۔ حضرت وحشی وغیرہ کسی صحابی کی شان میں بے ادبی تبرّا ہے اور اس کا قائل رافضی۔ حضرات شیخین کی توہین بلکہ اُن کی خلافت سے انکار ہی فقہائے کے نزدیک کفر ہے۔ **عقیدہ**۔ کوئی ولی کتنے ہی بڑے مرتبہ کا ہو کسی صحابی کے رتبہ کو نہیں پہنچتا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جنگ خطائے اجتہادی ہے جو گناہ نہیں اسلئے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ظالم۔ باغی۔ سرکش یا اور کوئی بُرا کلمہ کہنا حرام وناجائز بلکہ تبرّا ورفض ہے[عہ]۔ اہل بیت یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں اور اولاد۔ صحابہ کی طرح انکے بھی بہت فضائل آیات واحادیث میں آئے صحابہ واہل بیت کی محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے۔ **عقیدہ**۔ اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو افک کی تہمت لگانے والا قطعاً

عہ قال الامام الہمام قدوۃ علماء الاسلام نجم الملۃ والدین عمر النسفی ویکف عن ذکر الصحابۃ الا بخیر ۱۲

عہ قال العلامۃ التفتازانی فسبہم والطعن فیہم ان کان مما یخالف الادلۃ القطعیۃ فکفر کقذف عائشۃ رضی اللہ عنہا والا فبدعۃ وفسق ۲، (شرح عقاید)

شیخین سے مراد حضرت ابوبکر وعمر ہیں ۱۲۔ منہاج۔ طور طریقہ۔ فسق۔ گناہ۔

یقیناً کافر مرتد ہے۔ (شرح عقائد و تکمیل و ہندیہ وغیرہ) **عقیدہ**۔ حضرات حسنین اعلیٰ درجہ کے شہداء میں سے ہیں۔ ان میں سے کسی کی شہادت کا منکر گمراہ بددین ہے۔ **عقیدہ**۔ جو حضرت امام حسین کو باغی کہے یا یزید کو حق پر بتائے وہ مردود خارجی مستحق جہنم ہے۔ یزید کے ناحق پر ہونے میں اور فاسق و فاجر ہونے میں کیا شبہہ ہے البتہ یزید کو کافر نہ کہیں اور نہ مسلمان کہیں بلکہ سکوت کریں۔ **عقیدہ**۔ جو صحابہ و اہلبیت سے محبت نہ رکھے وہ گمراہ و بدمذہب ہے۔ **مسئلہ**۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں آپس میں جو واقعات ہوئے اُن میں پڑنا حرام و سخت حرام ہے اُنکی لغزشات پر گرفت کرنا یا انکی وجہ سے ان پر طعن یا اُن سے بداعتقادی ناجائز و اللہ و رسول کے خلاف ہے۔[ع]

ولایت کا بیان

ولی وہ مومن صالح ہے جس کو معرفت و قرب الٰہی کا ایک خاص درجہ ملا ہو۔ اکثر شریعت کے مطابق ریاضت و عبادت کرنے کے بعد ولایت کا درجہ ملتا ہے اور کبھی ابتداءً بلا ریاضت و مجاہدہ بھی مل جاتا ہے۔ تمام اولیاء میں سب سے بڑا درجہ حضرات خلفائے اربعہ کا ہے۔ اولیا ہر زمانہ میں ہوتے ہیں اور قیامت تک ہوتے رہیں گے لیکن ان کا پہچاننا آسان نہیں۔ حضرات اولیاء کو اللہ تعالیٰ نے بڑی طاقت دی ہے جو ان سے مدد مانگے ہزاروں کوس کی دوری سے اسکی مدد فرماتے ہیں۔ انکا علم نہایت وسیع ہوتا ہے حتیٰ کہ بعضوں کو ماکان و مایکون و لوح محفوظ پر اطلاع دیتے ہیں۔[عہ]

ع قرآن و حدیث میں صحابیوں کی بہت فضیلت آئی۔ اللہ تعالیٰ نے انکو خیر امت کا لقب دیا اور فرمایا کہ میں ان سے راضی ہیں اور وہ ہم سے راضی ہیں کُنْتُمْ خَیْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ۔ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ (پارہ ۱۱۔ رکوع ۲) حضور فرماتے ہیں لا تسبوا اصحابی فلو ان احدکم انفق مثل احد ذھبا ما بلغ مد احدھم ولا نصیفہ یعنی میرے اصحاب کو برا نہ کہو خدا کے یہاں انکی بہت مقبولیت ہے) اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا خدا کی راہ میں خرچ کرے تو انکے مُد آدھے مُد کے برابر بھی نہ ہوگا۔ اور فرمایا اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوھم غرضا من بعدی فمن احبھم فبحبی احبھم ومن ابغضھم فببغضی ابغضھم ومن اذاھم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ ومن اذی اللہ تعالیٰ فیوشک ان یاخذہ۔ یعنی اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو میرے اصحاب کے بارے میں میرے بعد انکو نشانہ نہ بنانا جو انھیں دوست رکھتا ہے وہ میری محبت کی وجہ سے دوست رکھتا ہے اور جو اُن سے بغض رکھتا ہے وہ میرے ساتھ بغض رکھنے کی وجہ سے اُن سے بغض رکھتا ہے اور جس نے انکو ایذا دی اُس نے مجھ کو ایذا دی اور جس نے مجھ کو ایذا دی اُس نے بلاشک اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی قریب ہے کہ اللہ اُسے پکڑے گا۔

عہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ اپنی کتاب تکمیل الایمان میں تحریر فرماتے ہیں۔ و مشائخ صوفیہ قدس اللہ اسرارہم تو میگویند تصرف بعض اولیاء در عالم برزخ دائم و باقی است و توسل و استمداد بارواح مقدسہ ایشاں ثابت و مؤثر یعنی اولیاء انتقال کے بعد بھی تصرف کرتے ہیں۔ انکو وسیلہ بنانا اور ان سے مدد مانگنا ثابت و مؤثر ہے۔ امام علامہ تفتازانی نے شرح مقاصد میں اہل سنت کے نزدیک علم و ادراک موتی کی تحقیق کرکے فرمایا۔ ولھذا ینتفع بزیارۃ قبور الابرار والاستعانۃ من نفوس الاخیار یعنی اسی لئے اولیاء کی قبروں کی زیارت اور بزرگوں کی روحوں سے مدد مانگنا نفع دیتا ہے۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہر کہ استمداد کردہ میشود بوے در حیات استمداد کردہ میشود بوے بعد از وفات یعنی جس سے زندگی میں مدد مانگ سکتے ہیں اُس سے مرنے کے بعد بھی مدد مانگ سکتے ہیں (شرح مشکوٰۃ) نیز انھیں امام غزالی نے اپنے رسالہ لدنیہ میں لکھا ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من عبد الا ولقلبہ عینان وھما عینان یدرک بھما الغیب فاذا اراد اللہ تعالیٰ بعبد خیرا فتح عینی قلبہ لیریٰ ما ھو غائب عن بصرہ۔ وھذا الروح لا یموت لموت البدن یعنی جب اللہ تعالیٰ بندے کے دل کی آنکھیں کھول دیتا ہے تو وہ غیب کی باتیں جان لیتا ہے اور یہ روح بدن کے مرنے سے مرتی نہیں۔ ۱۲ منہ

مومن مسلمان صحیح العقیدہ۔ صالح۔ پرہیزگار، نیک۔ معرفت۔ علم، پہچان۔ قرب۔ نزدیکی، مقبولیت۔ خلفائے اربعہ۔ چاروں خلیفہ یعنی حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنہم۔ وسیع۔ پھیلا ہوا۔ ماکان و مایکون۔ جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہوگا۔

مرنے کے بعد اُن کے کمالات اور قوتیں اور بڑھ جاتی ہیں عہ۔ انکے مزار کی حاضری فیض سعادت اور برکت کا سبب ہے۔ ان کو ایصال ثواب امر مُستحب اور باعث برکت ہے۔ اولیاء کرام کا عُرس عہ یعنی ہر سال وصال کے دن قرآن خوانی۔ فاتحہ پڑھنا وعظ۔ ایصال ثواب اچھی چیز ہے اور ثواب کا کام ہے۔ رہے ناجائز کام جیسے ناچ رنگ کھیل تماشہ تو وہ ہر حالت میں مذموم ہیں اور مزارات طیبہ کے پاس اور زیادہ مذموم۔

چونکہ اولیاء کے سلسلہ میں داخل ہونا انکا مرید و معتقد ہونا دونوں جہان کی بھلائی اور برکت کا ذریعہ ہے اس لئے **بَیعَت** سے پہلے پیر میں یہ چار باتیں ضرور دیکھ لیں۔

۱۔ سُنّی صحیح العقیدہ ہو۔ ورنہ ایمان بھی ہاتھ سے جائے گا۔

۲۔ اتنا علم رکھتا ہو کہ اپنی ضرورت کے مسائل کتابوں سے نکال لے نہیں تو حرام حلال۔ جائز ناجائز کا فرق نہ کر سکے گا۔

۳۔ فاسق مُعلِن نہ ہو۔ کہ فاسق کی توہین واجب ہے اور پیر کی تعظیم ضروری۔

۴۔ اس کا سلسلہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک متصل ہو ورنہ اوپر سے فیض نہ پہنچے گا۔

نسئل اللہ العفو والعافیۃ فی الدنیا والآخرۃ۔

تقلید

تقلید۔ یعنی دین کے چاروں اماموں میں سے کسی ایک کے طریقہ پر احکام شرعیہ بجا لانا مثلاً اَمام اعظم ابو حنیفہ یا اَمام مالک یا اَمام شافعی یا اَمام حَنبل کے طور پر نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ وغیرہ ادا کرنا کسی ایک امام

عہ یہی شیخ دہلوی اسی تکمیل الایمان میں لکھتے ہیں اولیاء را ابدان مکتسبہ مثالیہ نیز بود کہ بدان ظہور نمایند و امداد و ارشاد طالبان کنند و منکران را دلیل و برہان بر انکار آں نیست یکے از مشائخ گفتہ است کہ چہار کس از اولیاء را دیدم کہ در قبر خود تصرف می کنند مثل تصرف ایشان در حالت حیات یا بیشتر از آں جملہ شیخ معروف کرخی و شیخ عبدالقادر جیلانی و دو دیگر را از اولیا نیز شمردہ یعنی اولیا اپنے ابدان مثالیہ میں ظاہر ہو کر طالبین کی تعلیم و امداد فرماتے ہیں اور منکروں کے پاس اسکے انکار کی کوئی دلیل نہیں۔ ایک شیخ نے فرمایا کہ چار بزرگوں کو میں نے دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں بھی اسی طرح تصرف کرتے ہیں جسطرح کہ زندگی میں یا اس سے بڑھکر اور منجملہ ان کے حضرت معروف کرخی و حضرت غوث اعظم اور دو اور دلیوں کو بتایا۔

عہ شاہ ولی اللہ صاحب کی انفاس العارفین اور شاہ عبدالعزیز صاحب کی تحفہ اثنا عشریہ کی عبارتوں سے ظاہر ہے کہ اولیاء کو اپنے مزار میں لوگوں کے حالات کی اطلاع ہوتی ہے اور مزار پر آنے والے کو جس بات کی چاہیں خبر دیتے ہیں اور حضرت علی اور آپ کی اولاد کو تمام اُمت مثل اپنے پیر و مرشد کے مانتی ہے اور امور تکوینیہ کو اُن سے وابستہ جانتی ہے اور فاتحہ اور درود و صدقات و نذر انکے نام کی تمام اُمت میں رائج و معمول ہے جیساکہ تمام اولیاء کے ساتھ یہی معاملہ ہے کہ فاتحہ۔ نذر۔ عرس و مجلس تمام اُمت کرتی ہے (تحفہ) نیز یہی شاہ عبدالعزیز صاحب اپنی تفسیر پارہ عم صفحہ ۱۴۰ میں لکھتے ہیں۔ بعض از اولیاء اللہ را کہ آلہ جارحہ تکمیل و ارشاد بنی نوع خود گردانیدہ اند درایں حالت ہم تصرف در دنیا دادہ اند و استغراق آنہا بجہت کمال وسعت مدارک آنہا مانع توجہ بایں سمت نمی گردد و اویسیان تحصیل کمالات باطنی از آنہا می نمایند و ارباب حاجات و مطالب حل مشکلات خود از آنہا می طلبند و می یابند و زبان حال آنہا دراں وقت ہم مترنم بایں مقال است ع من آیم بجاں گر تو آئی بہ تن۔ احادیث صحاح میں وارد کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال کے سرے پر شہدائے اُحد رضی اللہ عنہم کی زیارت کو تشریف لے جاتے تھے۔ ۱۲ منہ

وصال۔ بزرگوں کے مرنے کے دن کو وصال کا دن یا انتقال کا دن کہتے ہیں۔ مذموم۔ بُرا۔ فاسق معلن۔ وہ شخص ہے جو کھلم کھلا گناہ کرتا ہے۔

کی پیروی واجب ہے۔ اِسی کو **تقلید شخصی** کہتے ہیں۔ **تنبیہ**۔ ان اماموں نے اپنی طرف سے کوئی مسئلہ گڑھا نہیں ہے۔ بلکہ قرآن وحدیث کا مطلب صاف صاف بیان کیا ہے۔ جو عام آدمیوں بلکہ عام عالموں کی سمجھ میں بھی نہیں آسکتا تھا۔ لہٰذا ان اماموں کی پیروی دراصل قرآن وحدیث کی پیروی ہے۔

مسئلہ۔ جو شخص ایک امام کی پیروی کرتا ہے وہ دوسرے امام کی پیروی نہیں کرسکتا۔ مثلاً یہ نہیں ہوسکتا کہ کچھ مسئلوں میں ایک امام کی پیروی کرے اور کچھ مسئلوں میں دوسرے کی۔ بلکہ تمام مسائل میں ایک مُعیّن امام کی پیروی واجب ہے۔ اور یہ بھی جائز نہیں کہ حنفی۔ شافعی ہوجائے۔ یا شافعی حنفی ہوجائے بلکہ جو آج تک جس امام کا **مُقلّد** رہا ہے آئندہ بھی اُسی کی تقلید کرے۔ اور اب تمام علماء کا اتفاق ہے کہ ان چاروں اماموں کے علاوہ کسی اور امام ومجتہد کی تقلید جائز نہیں[عہ]۔ ھٰهُنَا قد تمّت العقائد السّنّة السنیة بفضله تبارکؒ وتعالیٰ ویتلوها کتاب الصلوٰة۔

نماز

ایمان اور عقیدہ صحیح کرنے کے بعد سب فرضوں سے بڑا فرض نماز ہے۔ قرآن وحدیث میں اسکی بہت تاکید آئی جو نماز کو فرض نہ مانے یا ہلکا جانے وہ کافر ہے۔ اور جو نہ پڑھے بڑا گنہ گار۔ آخرت میں جہنّم میں ڈالا جائے گا بادشاہ اسلام اُسکو قتل کردے **مسئلہ**۔ بچّہ جب سات برس کا ہوجائے تو اُسے نماز پڑھنا بتایا جائے اور جب دس برس کا ہو تو مار کر پڑھوائی جائے۔ قبل اسکے کہ ہم نماز پڑھنے کا طریقہ بتائیں اُن چھ باتوں کو بتاتے ہیں جن کے بغیر نماز شروع نہیں ہوسکتی ان چھیوں باتوں کو شرائط نماز کہتے ہیں۔

شرائط نماز۔ طہارت[۱]۔ ستر عورت[۲]۔ وقت[۳]۔ استقبال قبلہ[۴]۔ نیّت[۵]۔ تکبیر تحریمہ[۶]۔ پہلی شرط یعنی طہارت اسکا مطلب یہ ہے کہ نمازی کے بدن۔ کپڑے اور نماز کی جگہ پر کوئی نجاست جیسے پیشاب۔ پاخانہ۔ خون شراب۔ گوبر۔ لید۔ مرغی کی بیٹ وغیرہ نہ لگی ہو۔ اور نمازی بے غسل بے وضو بھی نہ ہو۔ دوسری شرط ستر عورت یعنی مرد کا بدن ناف سے لیکر گھٹنوں تک ڈھکا ہو۔ گھٹنے کھلے نہ رہیں اور عورت کا تمام بدن ڈھکا

عہ شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی اپنی کتاب الانصاف میں لکھتے ہیں بعد المأتین ظهر بینهم التمذهب للمجتهدین باعیانهم .... الخ یعنی دو صدی ہجری کے بعد خاص ایک مجتہد کی پیروی مسلمانوں میں رائج ہوئی اور کم کوئی شخص تھا جو امام معیّن کی پیروی نہ کرتا ہو۔ اور یہی واجب ہے اس زمانہ میں۔ طحطاویہ حاشیہ درمختار میں ہے هٰذه الفرقة الناجیة قد اجتمعت الیوم فی مذاهب اربعة وهم الحنفیون والمالکیون والشافعیون والحنبلیون رحمهم الله تعالیٰ۔ ومن کان خارجا عن هٰذه الاربعة فی هٰذا الزمان فهو من اهل البدعة والنار یعنی اہل سنت کا گروہ انھیں چاروں کی پیروی میں منحصر ہوگیا ہے جو ان چار سے باہر ہے وہ بدعتی جہنمی ہے۔ امام شعرانی نے میزان شریعت کبریٰ میں امام غزالی وامام الحرمین وغیرہ ائمہ کا قول یوں نقل کیا ہے وقالوا للتلامذتهم یجب علیکم التقلید بمذهب امامکم ولا عذر لکم عند الله تعالیٰ فی العدول عنه یعنی ان سب اماموں نے اپنے شاگردوں سے فرمایا کہ تم پر خاص اپنے امام کے مذہب کا پابند رہنا واجب ہے اگر انکے مذہب کو چھوڑا تو خدا کے حضور تمہارے لئے کوئی عذر نہ ہوگا۔
منہ سلمہ

ہو سوائے مُنہ اور ہتیلی کے اور ٹخنوں تک پیر کے اور ٹخنے بھی ڈھکے رہیں۔ تیسری شرط وقت یعنی ہر نماز کیلئے جو وقت مقرر ہے وہ نماز اُسی وقت میں پڑھی جائے۔ جیسے فجر کی نماز صبح صادق[عہ] سے لیکر سورج نکلنے سے پہلے تک پڑھی جائے۔ اور ظہر کی سورج ڈھلنے کے بعد سے ہر چیز کے سایہ کے دُگنے ہونے تک علاوہ اسکے سایہ اصلی کے۔ اور عصر کی سایہ کے دوگنا ہونے کے بعد سے سورج ڈوبنے تک اور مغرب کی سورج ڈوبنے کے بعد سے سفیدی غائب ہونے تک اور عشاء کی سفیدی غائب ہونے کے بعد سے صبح صادق شروع ہونے سے پہلے تک۔ چوتھی شرط استقبال قبلہ یعنی کعبہ شریف کی طرف مُنہ کرنا۔ پانچویں شرط نیت یعنی جس وقت کی جو نماز فرض یا واجب یا سنت یا نفل یا قضا پڑھنا ہو دل میں اُس کا پکا ارادہ کرنا کہ یہ نماز پڑھ رہا ہوں چھٹی شرط تکبیر تحریمہ یعنی اللہ اکبر کہنا۔ یہ آخری شرط ہے کہ اسکے کہتے ہی نماز شروع ہو گئی اب اگر کسی سے بولا یا کچھ کھایا پیا یا کوئی کام خلاف نماز کے کیا تو نماز ٹوٹ جائے گی۔ پہلی پانچ شرطوں کا تکبیر تحریمہ سے پہلے اور ختم نماز تک موجود رہنا ضروری ہے ورنہ نماز نہ ہوگی۔

نماز کی پہلی شرط یعنی طہارت کا بیان

وُضو کا طریقہ

جب وُضو کرنا ہو تو دل میں وضو کرنے کا اِرادہ کرکے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہہ کے دونوں ہاتھ گٹوں تک دُھوئے پھر مسواک کرے داہنے ہاتھ سے پھر تین بار کُلی کرے خوب اچھی طرح کہ حلق تک دانتوں کی جڑ زبان کے نیچے پانی پہنچے۔ اگر دانت یا تالو میں کوئی چیز چپکی اٹکی ہو تو چھڑائے۔ پھر داہنے ہاتھ سے تین بار ناک میں پانی چڑھائے کہ اندر ناک کی ہڈی تک پانی پہنچے اور بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرے اس کی چھوٹی انگلی ناک کے اندر ڈال کر۔ پھر دونوں ہاتھوں میں پانی لیکر تین بار مُنہ دھوئے اس طرح کہ بال جمنے کی جگہ سے لیکر ٹھوڑی تک اور داہنی کنپٹی سے بائیں تک کوئی جگہ چھوٹنے نہ پائے اور داڑھی ہو تو اُسے بھی دھوئے اور اس میں خلال[عہ] بھی کرے لیکن احرام باندھے ہو تو خلال نہ کرے۔ پھر کہنیوں تک کہنیوں سمیت کچھ اوپر تک دونوں ہاتھ تین تین بار دھوئے پھر ایک بار مسح کرے اس طرح پر کہ دونوں ہاتھ تر کرکے انگوٹھے اور کلمہ کی انگلی چھوڑ کر دونوں ہاتھوں کی تین تین اُنگلیوں کی نوک ایک دوسرے سے ملائے اور ان چھوٹوں

عہ صبح صادق یہ ایک روشنی ہے جو آسمان کے پوربی کنارے میں سوا گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ سورج نکلنے سے پہلے دکھائی دیتی ہے اور اوپر بڑھتی ہوئی تیز ہوتی جاتی ہے جب سورج نکل آتا ہے تو اُس کی روشنی میں گم ہو جاتی ہے۔
عہ داڑھی کا خلال اسطرح پر ہوتا ہے کہ انگلیوں کو حلق کی طرف سے داڑھی میں ڈالے اور باہر کو نکالے۔

انگلیوں کے پیٹ کی جڑ ماتھے پر رکھ کر پیچھے کی طرف گدی تک لے جائے اس طرح کہ کلمہ کی دونوں انگلیاں اور دونوں انگوٹھا اور دونوں ہتھیلی سر سے نہ لگنے پائے اور اب گدی سے ہاتھ واپس ماتھے کی طرف لائے یوں کہ دونوں گدیلیاں سر کے داہنے بائیں حصہ پر ہوتی ہوئی ماتھے تک واپس آجائیں اب کلمہ کی انگلی کے پیٹ سے کان کے اندر کے حصوں کا اور انگوٹھے کے پیٹ سے کان کے اوپر کا مسح کرے اور انگلیوں کی پیٹھ سے گردن کا مسح کرے لیکن ہاتھ گلے پر نہ جانے پائے کہ گلے کا مسح مکروہ ہے۔ پھر داہنا پیر انگلیوں کی طرف سے ٹخنے تک دھوئے ٹخنے سمیت کچھ اوپر تک پھر اسی طرح بایاں پیر دھوئے۔ ہاتھ پاؤں کی انگلیوں میں خلال[ع] بھی کرے اب وضو ختم ہوا اسکے بعد یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ اور بچا ہوا پانی کھڑے ہوکر تھوڑا سا پی لے کہ بیماریوں کی شفا ہے۔ اور آسمان کی طرف منھ کرکے سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ اور کلمہ شہادت اور سورۂ اِنَّا اَنْزَلْنَا پڑھے۔ اور بہتر کہ ہر عضو دھوتے وقت بسم اللہ اور درود شریف پڑھے اور کلمہ شہادت بھی پڑھے یہ وضو کا طریقہ جو اوپر بیان ہوا اس میں کچھ باتیں فرض ہیں کہ جن کے چھوٹنے سے وضو نہ ہوگا اور کچھ باتیں سنت ہیں کہ جنکے قصداً چھوڑنے کی عادت قابل سزا۔ اور کچھ باتیں مستحب ہیں کہ ان کے چھوٹنے سے ثواب کم ہو جاتا ہے۔

فرائضِ وضو۔ وضو میں چار باتیں فرض ہیں۔ ۱۔ منہ کا دھو جانا یعنی ماتھے کی جڑ جہاں سے بال جمتے ہیں وہاں سے لے کر ٹھوڑی تک اور ایک کان سے دوسرے کان تک منہ کی کھال کے ہر حصہ پر ایک بار پانی بہنا۔ ۲۔ کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ کا ایک بار دُھلنا۔ ۳۔ چوتھائی سر کا مسح یعنی چوتھائی سر پہ بھیگے ہاتھ کا پھرنا یا کسی صورت سے کم از کم اتنی جگہ کا تر ہو جانا۔ ۴۔ دونوں پاؤں کا گٹوں سمیت ایک بار دُھلنا یہ چار باتیں وضو میں فرض ہیں اور ان کے سوا جو کچھ طریقۂ وضو میں بیان کی گئیں وہ سب یا سنت یا مستحب ہیں۔ اور وضو کی سُنتیں اور مستحبات بہت ہیں جو اُن سب کو جاننا چاہے وہ بہارِ شریعت اور فتاویٰ رضویہ وغیرہ مطولات دیکھے **مسئلہ** کسی عضو کے دُھل جانے کا یہ مطلب ہے کہ اُس عضو کے ہر حصہ پر کم سے کم دو بوند پانی بہہ جائے۔ بھیگ جانے یا تیل کی طرح پانی چپڑ لینے سے یا ایک آدھ بوند بہ جانے سے دھونا نہیں ہوتا اس طرح دھونے سے وضو یا غسل نہیں ہوتا۔ **مسئلہ** اونٹھ ناخن آنکھ کے اوپر نیچے کی کھال۔ بال پلک بیرونی زیوروں کے نیچے کی کھال۔ حتیٰ کہ کیل نتھ کا سوراخ ڈاڑھی مونچھ کے بالوں کے نیچے کی کھال کی کوئی جگہ یا ان چاروں عضو کی کوئی جگہ بال کی نوک برابر بھی اگر دُھلنے سے رہ گئی تو وضو نہ ہوگا **مسئلہ** وضو نہ ہو تو نماز اور سجدہ تلاوت اور قرآن شریف چھونے کے لئے وضو فرض ہے۔ اور طواف کے لئے واجب ہے

[ع] دونوں پیر کا خلال صرف بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے کرے اس طرح کہ داہنے پاؤں میں چھوٹی انگلی سے شروع کرے اور انگوٹھے پر ختم کرے اور بائیں پاؤں میں انگوٹھے سے شروع کرکے چھوٹی انگلی پر ختم کرے۔ ۱۲ منہ

وضو کے مکروہات۔ یعنی وہ باتیں جو وضو میں نہ ہونی چاہئیں۔ ۱۔ عورت کے غسل یا وضو کے بچے پانی سے وضو کرنا۔ ۲۔ نجس جگہ وضو کا پانی گرانا۔ ۳۔ مسجد کے اندر وضو کرنا۔ ۴۔ وضو کے پانی کے قطرے وضو کے برتن میں ٹپکانا۔ ۵۔ قبلہ کی طرف کلی کا پانی یا ناک یا کھکھار یا تھوک ڈالنا۔ ۶۔ بے ضرورت دنیا کی باتیں کرنا۔ ۷۔ زیادہ پانی خرچ کرنا۔ ۸۔ اتنا کم پانی خرچ کرنا کہ سنتیں ادا نہ ہوں۔ ۹۔ ایک ہاتھ سے منہ دھونا۔ ۱۰۔ منہ پر پانی مارنا۔ ۱۱۔ وضو کے قطروں کو کپڑے یا مسجد میں ٹپکنے دینا۔ ۱۲۔ وضو کی کسی سنت کو چھوڑ دینا۔ **نواقض وضو یعنی وضو توڑنے والی چیزیں**۔ پاخانہ[۱]۔ پیشاب[۲]۔ پیچھے[۳] سے ہوا کا نکلنا۔ کیڑا اور پتھری کا آگے یا پیچھے کے مقام سے نکلنا۔ ودی اور مذی اور منی کا نکلنا۔ خون[۹] اور پیپ اور زرد پانی کا نکل کر بہنا۔ کھانے[۱۰] یا پانی یا پت یا جمے خون کی منہ بھر قے[عہ]۔ جنون[۱۲] غشی[۱۳]۔ بیہوشی[سہ]۔ اتنا نشہ[۱۴] کہ چلنے میں پاؤں لڑکھڑائیں۔ علاوہ نماز جنازہ کے کسی نماز میں قہقہہ[للعہ]۔ نیند[۱۶]۔ مباشرت فاحشہ۔ (یعنی مرد اپنے آلہ کو تندی کی حالت میں عورت کی شرمگاہ یا کسی مرد کی شرمگاہ سے ملائے یا عورت عورت آپس میں ملائیں اور کپڑہ وغیرہ بیچ میں نہ ہو۔) ان سب چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ **مسئلہ** دکھتی ہوئی آنکھ سے جو پانی یا کیچڑ بہتا ہے اُس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور وہ نجس بھی ہے جس جگہ لگ جائے اُسکا پاک کرنا ضروری ہے۔ **مسئلہ** نماز میں اتنی آواز سے ہنسا کہ خود اُس نے سُنا پاس والوں نے نہ سنا تو وضو نہ ٹوٹا البتہ نماز ٹوٹ گئی۔ **مسئلہ** اگر مسکرایا یعنی دانت نکلے اور آواز بالکل نہ نکلی تو اس سے نہ وضو جائے نہ نماز۔ **مسئلہ** جو رطوبت آدمی کے بدن سے نکلے اور وضو نہ توڑے وہ نجس نہیں۔ جیسے وہ خون جو بہہ کر نہ نکلے یا تھوڑی قے جو منہ بھر نہ ہو وہ پاک ہے۔ **مسئلہ** رال۔ ناک۔ تھوک۔ پسینہ۔ میل پاک ہیں۔ یہ چیزیں اگر بدن یا کپڑے میں لگی ہوں تو نماز ہو جائے گی لیکن صاف کر لینا اچھا ہے۔ **مسئلہ** جو آنسو رونے میں نکلتے ہیں نہ اُن سے وضو ٹوٹے نہ وہ نجس۔ **مسئلہ** گھٹنا یا ستر کھلنے سے اپنا یا دوسرے کا ستر دیکھنے سے یا چھونے سے وضو نہیں جاتا۔ **مسئلہ** دودھ پیتے بچے نے قے کی اگر وہ منہ بھر ہے تو نجس ہے۔ درہم سے زیادہ جگہ میں جس چیز کو لگ جائے ناپاک کر دیگا لیکن اگر یہ دودھ معدہ سے نہیں آیا بلکہ سینہ تک پہونچکر پلٹ آیا تو پاک ہے۔ **مسئلہ** وضو کے بیچ میں وضو ٹوٹ گیا پھر سے وضو کرے حتیٰ کہ اگر چلو میں پانی لیا پھر ہوا نکلی یہ پانی بیکار ہو گیا۔ اِس سے کوئی عضو نہ دھوئے۔

عہ پتلے خون کی تو تھوڑی سی قے بھی وضو توڑ دے گی۔ عہ جنون یعنی پاگل ہو جانا۔ سہ بے ہوشی۔ خواہ نشہ کھانے سے ہو یا بیماری سے۔ للعہ۔ قہقہہ یعنی اتنی زور سے ہنسنا کہ آس پاس والے سُن لیں۔ اس سے نماز وضو دونوں جاتے رہیں گے۔ صہ نیند یعنی پوری طرح سو جانا۔ لہذا اونگھنے یا بیٹھے بیٹھے جھونکے لینے سے وضو نہیں جائیگا سہ وہ خون جو بہہ کر نہ نکلے وہ پاک ہے جیسے سوئی چبھوئی اور خون چمک کر رہ گیا باہر نکل کر بہا نہیں تو وضو نہ جائیگا۔ ۱۲ معہ منہ بھر قے کا یہ مطلب ہے کہ اُسے بے تکلف روک نہ سکتا ہو مسئلہ

کل پانی نکالا جائے۔ مسئلہ گدھا یا خچر کوئیں میں گرا اور زندہ نکل آیا تو اس کا منہ اگر پانی میں پڑا تو کواں ناپاک ہوگیا کل پانی نکالا جائے اور اگر منہ نہ پڑا تو بیس ۲۰ ڈول نکالیں۔ (قاضی خاں وغیرہ) مسئلہ چھٹی ہوئی مرغی کوئیں میں گری اور زندہ نکل آئی تو چالیس ڈول نکالا جائے۔ مسئلہ جن جانوروں کا جوٹھا پاک ہے جیسے بھیڑ۔ بکری گائے بھینس ہرن نیل گاؤ ان میں سے کوئی کوئیں میں گرے اور زندہ نکل آئے تو کنواں پاک ہے لیکن بیس ڈول نکال ڈالیں۔ (قاضی خاں وغیرہ) مسئلہ جن جانوروں کا جوٹھا مکروہ ہے (جیسے بلّی یا چوہا یا سانپ یا چھپکلی) کوئیں میں گرے اور زندہ نکل آئے تو بیس ۲۰ ڈول نکالا جائے مسئلہ کوئی جانور چھوٹا ہو یا بڑا اگر کوئیں میں گرے اور اُس کے بدن پر نجاست کا لگا ہونا یقینی طور پر معلوم ہو تو کنواں ناپاک ہو جائے گا اور کل پانی نکالا جائے گا۔ جیسے مرغی نے پاخانہ کریدا اور فوراً پاؤں صاف ہونے سے پہلے کوئیں میں گری۔ کنواں نجس ہوگیا کل پانی نکالا جائے۔ یا جیسے چوہے نے پاخانہ کے حوض میں غوطہ کھایا اور فوراً کوئیں میں گرا۔ کل پانی نکالا جائے کیونکہ کنواں نجاست پڑنے سے ناپاک ہوا نہ کہ چوہے مرغی کے گرنے سے مسئلہ کوئیں میں وہ جانور گرا جس کا جوٹھا پاک ہے (جیسے بکری وغیرہ) یا جوٹھا مکروہ ہے (جیسے مرغی چوہا وغیرہ) اور پانی کچھ نہ نکالا اور وضو کر لیا تو وضو ہو جائے گا۔ (ردالمحتار و قاضی خاں وغیرہ) مسئلہ جوتا یا گیند کوئیں میں گرا اور اس کا نجس ہونا یقینی ہے تو کل پانی نکالا جائے ورنہ بیس ڈول محض نجس ہونے کا خیال معتبر نہیں۔ (بہار شریعت) مسئلہ مرغی کا تازہ انڈا جس پر ابھی تری باقی ہو پانی میں گر جائے پانی نجس نہ ہوگا جبکہ بیٹ کی تری کے علاوہ کوئی اور نجاست نہ لگنے پائے۔ یوہیں بکری کا بچہ پیدا ہوتے ہی پانی میں گرا اور مرا نہیں تو بھی پانی ناپاک نہ ہوگا۔ مسئلہ اڑنے والے حلال جانور جیسے کبوتر یا چڑیا کی بیٹ یا شکاری پرند جیسے چیل۔ شکرا۔ باز کی بیٹ کوئیں میں گر جائے تو کنواں ناپاک نہ ہوگا یوہیں چوہے اور چمگادڑ کے پیشاب سے بھی نجس نہ ہوگا۔ (خانیہ وغیرہ) مسئلہ پیشاب کی بہت باریک باریک بندکیاں مثل سوئی کی نوک کے اور نجس غبار پڑنے سے ناپاک نہ ہوگا۔ (بہار وغیرہ) مسئلہ پانی کا جانور جیسے مچھلی مینڈک وغیرہ جو پانی میں پیدا ہوتا ہے اگر کوئیں میں مر جائے یا مرا ہوا گر جائے تو پانی ناپاک نہ ہوگا چاہے پھول پھٹ بھی جائے لیکن اگر پھٹ کر اُسکے ریزے پانی میں مل جائیں تو اس پانی کا پینا حرام ہے۔ مسئلہ خشکی اور پانی کے مینڈک کا ایک حکم ہے یعنی اس کے مرنے بلکہ سڑنے سے بھی پانی نجس نہ ہوگا۔ لیکن جنگل کا بڑا مینڈک جس میں بہنے کے قابل خون ہوتا ہے اس کا حکم چوہے کی مثل ہے۔ پانی کے مینڈک کی انگلیوں کے بیچ میں جھلّی ہوتی ہے اور خشکی کے نہیں (بہار شریعت) مسئلہ جس کی پیدائش پانی کی نہ ہو مگر پانی میں رہتا ہو جیسے بط اُس کے مر جانے سے پانی نجس ہو جائے گا۔

مسئلہ چوہا۔چھچھوندر۔چڑیا۔چھپکلی۔گرگٹ یا ان کے برابر۔یا ان سے چھوٹا کوئی جانور دموی کوئیں میں گر کر مر جائے اور ابھی پھولا یا پھٹا نہ ہو تو بیس ڈول سے تیس تک نکالا جائے اور اگر پھول یا پھٹ جائے تو کل پانی نکالا جائے۔مسئلہ کبوتر یا بلی یا مرغی گر کر مر جائے اور پھٹے یا پھولے نہیں تو چالیس ڈول سے ساٹھ ڈول تک پانی نکالا جائے۔ان کے بھی پھولنے پھٹنے میں کل پانی نکالا جائے گا۔مسئلہ دو چوہے گر کر مر جائیں اور ابھی پھولے یا پھٹے نہ ہوں تو بیس سے تیس ڈول تک نکالا جائے اور تین یا چار یا پانچ ہوں تو چالیس ڈول سے ساٹھ تک اور چھ ہوں تو کل پانی نکالا جائے۔مسئلہ دو بلیاں گر کر مر جائیں تو سب پانی نکالا جائے۔مسئلہ بے وضو اور جس آدمی پر غسل فرض ہے اگر بلا ضرورت کنوئیں میں اتریں اور ان کے بدن پر نجاست نہ لگی ہو تو بیس ڈول نکالا جائے۔اور اگر ڈول نکالنے کے لئے اترا تو کچھ نہیں۔مسئلہ کوئیں میں آدمی گرا اور زندہ نکل آیا اور اسکے بدن یا کپڑے پر کوئی نجاست نہ تھی تو کنواں پاک ہے بیس ڈول نکال دیں۔مسئلہ جن جانوروں میں بہتا ہوا خون نہیں ہوتا جیسے مچھر مکھی وغیرہ ان کے مرنے سے پانی نجس نہ ہوگا۔

فائدہ۔مکھی سالن وغیرہ میں گر جائے تو اسے ڈبا کر پھینک دے اور سالن کو کام میں لائے (بہار شریعت) مسئلہ مردار کی ہڈی جس میں گوشت یا چکنائی لگی ہو پانی میں گر جائے تو وہ پانی ناپاک ہو گیا۔کل نکالا جائے اور اگر گوشت یا چکنائی نہ لگی ہو تو پاک ہے مگر سوئر کی ہڈی سے مطلقاً ناپاک ہو جائیگا چاہے گوشت یا چکنائی لگی ہو یا نہ لگی ہو۔(بہار شریعت) مسئلہ بچہ نے یا کافر نے پانی میں ہاتھ ڈال دیا تو اگر ہاتھ کا نجس ہونا معلوم ہے جب تو ظاہر ہے کہ پانی ناپاک ہو گیا ورنہ نجس تو نہ ہوا مگر دوسرے پانی سے وضو کرنا بہتر ہے۔مسئلہ مینگنی اور گوبر اور لید اگرچہ ناپاک ہیں مگر انکا قلیل معاف ہے پانی کی ناپاکی کا حکم نہ دیا جائے گا۔(خانیہ وغیرہ) مسئلہ کل پانی نکالنے کا یہ مطلب ہے کہ اتنا پانی نکال لیا جائے کہ اب ڈول ڈالیں تو آدھا بھی نہ بھرے۔اس کی مٹی نکالنے کی ضرورت نہیں نہ دیوار دھونے کی ضرورت کہ وہ پاک ہو گئی۔مسئلہ یہ جو حکم دیا گیا کہ اتنا اتنا پانی نکالا جائے اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ چیز جو کوئیں میں گری پہلے اس کو نکال لیں پھر اتنا پانی نکالیں اگر وہ چیز اسی میں پڑی رہی تو کتنا ہی پانی نکالیں بیکار ہے۔مسئلہ جس کوئیں کا ڈول مقرر ہے ڈول کی گنتی اسی ڈول سے کیجائے چاہے چھوٹا ہو یا بڑا اور اگر اس کوئیں کا کوئی خاص ڈول مقرر نہیں تو اتنا بڑا ڈول ہو کہ جس میں ایک صاع پانی آجائے۔

مسئلہ ڈول بھرا ہوا نکلنا ضرور نہیں اگر کچھ پانی چھلک کر گر گیا یا ٹپک گیا مگر جتنا بچا وہ آدھے سے زیادہ ہے تو وہ پورا ہی ڈول گنا جائے گا۔مسئلہ چھوٹے بڑے مختلف ڈولوں سے پانی نکالا تو حساب کر کے

انگریزی روپیہ جس کا اسی کا سیر ہوتا ہے اس روپیہ سے تین سو اکیاون بھر یعنی چار سیر چھ چھٹانک ایک روپیہ بھر ایک صاع ہوتا ہے۔(بہار شریعت و فتاوی رضویہ)

ایک صاع فی ڈول یا مقرر ڈول کے برابر کرلیں مسئلہ جس کوئیں کا پانی ناپاک ہوگیا اُس میں سے جتنا پانی نکالنے کا حکم ہے اتنا نکال لیا گیا تو اب وہ رسّی ڈول جس سے پانی نکالا ہے پاک ہوگیا دھونے کی ضرورت نہیں مسئلہ جو کنواں ایسا ہے کہ اُس کا پانی ٹوٹتا ہی نہیں چاہے کتنا ہی نکالیں اگر اُس میں نجاست پڑ گئی یا اُس میں کوئی ایسا جانور مر گیا جس میں کل پانی نکالنے کا حکم ہے تو ایسی حالت میں حکم یہ ہے کہ پہلے یہ معلوم کرلیں کہ کتنا پانی ہے جتنا ہو وہ سب نکال دیا جائے۔ نکالتے وقت جتنا زیادہ ہوتا گیا اس کا کچھ اعتبار نہیں۔ مثلاً یہ معلوم کرلیا کہ ہزار ڈول ہے تو ہزار ڈول نکالدیں کنواں پاک ہو جائے گا۔ اور یہ معلوم کرنا کہ اس وقت کتنا پانی ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ دو مسلمان پرہیزگار جن کو یہ مہارت ہو کر بتا سکیں کہ اس کوئیں میں اتنا پانی ہے وہ جتنے ڈول بتائیں اتنا ہی نکال دیں کنواں پاک ہو جائیگا۔ ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ پانی کی گہرائی کسی لکڑی یا رسی سے ناپ لیں اور پھر چند آدمی بہت پھرتی سے سو ڈول نکال لیں پھر ناپیں جتنا کم ہو جائے اُسی حساب سے پانی نکال لیں جیسے پہلی مرتبہ ناپنے سے معلوم ہوا کہ دس ہاتھ پانی ہے پھر سو ڈول نکالنے کے بعد ناپا تو نو ہاتھ رہ گیا تو معلوم ہوا کہ دس سو یعنی ہزار ڈول نکالدیں تو دس ہاتھ پانی نکل جائے گا اور کنواں پاک ہو جائے گا۔ مسئلہ کوئیں سے مرا ہوا جانور نکلا تو اگر اُسکے گرنے کا وقت معلوم ہے تو اسی وقت سے پانی نجس ہے۔ اس کے بعد اگر کسی نے اس سے وضو یا غسل کیا تو نہ وضو ہوا نہ غسل اُس وضو اور غسل سے جتنی نمازیں پڑھیں وہ سب نہ ہوئیں انھیں پھر پڑھے۔ یونہیں اُس پانی سے کپڑے دھوئے یا کسی اور طرح سے بدن پر یا کپڑے پر لگا تو کپڑے اور بدن کا پاک کرنا ضروری ہے اور اُن سے جو نمازیں پڑھیں اُن کا پھر سے پڑھنا فرض ہے۔ اور اگر گرنے کا وقت معلوم نہیں تو جس وقت سے دیکھا گیا اُس وقت سے نجس ٹھہرے گا اگرچہ پھولا پھٹا ہو اس سے پہلے پانی نجس نہیں اور پہلے جو وضو یا غسل کیا یا کپڑے دھوئے کچھ حرج نہیں تیسیراً اسی پر عمل ہے (قال فی الجوهرة النیرة وعلیہ الفتوی)

نجاستوں کا بیان

نجاست کی دو قسم ہے۔ ایک غلیظہ۔ دوسری خفیفہ۔ نجاست غلیظہ اگر کپڑے یا بدن پر ایک درہم سے زیادہ لگ جائے تو اُس کا پاک کرنا فرض ہے۔ بے پاک کئے نماز نہ ہوگی۔ اور اگر درہم کے برابر ہے تو پاک کرنا واجب ہے کہ بے پاک کئے نماز پڑھی تو مکروہ تحریمی واجب الاعادہ (یعنی ایسی نماز پھر سے دہرانا واجب ہے) اور اگر درہم سے کم ہے تو پاک کرنا سنت ہے کہ بے پاک کئے نماز ہو جائے گی مگر خلاف سنت

ہوئی کہ جس کا دھرانا بہتر ہے۔ **مسئلہ** اگر نجاست گاڑھی ہے جیسے پاخانہ۔ لید۔ گوبر تو درہم کے برابر یا کم۔ زیادہ کا یہ مطلب ہے کہ وزن میں اتنی ہو اور اگر نجاست پتلی ہو جیسے پیشاب۔ شراب تو درہم سے مراد اسکی لمبائی چوڑائی ہے۔ درہم کا وزن شریعت میں اس جگہ ساڑھے چار ماشے ہے۔ اور زکوٰۃ میں تین ماشہ ۱⅕ رتی۔ اور درہم کی لمبائی چوڑائی سے یہاں مراد تقریباً ہتھیلی کی گہرائی برابر جگہ ہے جو ایک روپیہ کے پھیلاؤ[عـ۵] کے برابر جگہ ہوتی ہے۔ (درمختار و بہار)

نجاست خفیفہ کپڑے کے جس حصہ (مثلاً آستین۔ دامن۔ کلی۔ کالر) میں یا جس عضو (مثلاً ہاتھ پیر سر) میں لگی ہو اور اُس کے چوتھائی سے کم میں ہو تو معاف ہے یعنی نماز ہو جائے گی۔ اور اگر پوری چوتھائی میں ہو تو بے دھوئے نماز نہ ہوگی۔ (عالمگیری وغیرہ) **مسئلہ** نجاست غلیظہ و خفیفہ کا فرق کپڑے اور بدن پر لگنے میں ہے۔ لیکن اگر کسی پتلی چیز جیسے پانی سرکہ دودھ میں ایک قطرہ بھی پڑ جائے چاہے غلیظ ہو چاہے خفیفہ تو سب کو بالکل نجس کر دے گی جب تک کہ وہ چیز دَہ در دَہ نہ ہو۔ (ہندیہ وغیرہ)

نجاست غلیظہ ۱۔ آدمی کے بدن سے جو ایسی چیز نکلے جس سے وضو یا غسل جاتا رہے وہ نجاست غلیظہ ہے جیسے پاخانہ پیشاب۔ بہتا خون۔ پیپ۔ منھ بھر قے۔ حیض و نفاس و استحاضہ کا خون منی۔ مذی ودی۔ دُکھتی ہوئی آنکھ کا پانی۔ ناف یا پستان کا پانی جو درد سے نکلے اور خشکی کے ہر جانور کا بہتا خون خواہ حلال ہو یا حرام حتیٰ کہ گرگٹ چھپکلی تک کا خون اور مردار کی چربی۔ مردار کا گوشت اور حرام چوپائے جیسے کتا۔ بلی۔ شیر۔ چیتا۔ لومڑی۔ بھیڑیا۔ گیدڑ۔ گدھا۔ خچر۔ ہاتھی۔ سُوَر ان سب کا پاخانہ پیشاب اور گھوڑے کی لید اور ہر حلال چوپائے کا پاخانہ جیسے گائے بھینس کا گوبر۔ بکری۔ اونٹ۔ نیل گاؤ۔ بارہ سنگھا ہرن کی مینگنی اور جو پرند اونچا نہ اُڑے جیسے مرغی اور بط خواہ چھوٹی یا بڑی ان سب کی بیٹ اور ہر قسم کی شراب اور نشہ لانے والی تاڑی اور سیندھی اور سانپ کا پاخانہ پیشاب اور اُس جنگلی سانپ اور جنگلی مینڈک کا گوشت جن میں بہتا خون ہوتا ہے اگرچہ ذبح کئے گئے ہوں۔ یوں ہی ان کی کھال اگرچہ پکائی گئی ہو[عـ۶] اور سور کا گوشت۔ ہڈی کھال بال اگرچہ ذبح کیا گیا ہو۔ یہ سب نجاست غلیظہ ہیں۔ (عالمگیری وغیرہ)۔

مسئلہ دودھ پیتے لڑکے اور لڑکی کا پیشاب نجاست غلیظہ ہے۔ یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ دودھ پیتے بچے کا پیشاب پاک ہے یہ بالکل غلط ہے (قاضی خاں و ردالمحتار) **مسئلہ** شیر خوار بچے نے دودھ کی قے کی

عـ۵ درہم کے پھیلاؤ کے جاننے کا شرعی طریقہ یہ ہے کہ ہتھیلی خوب پھیلا کر برابر کریں اور اب اس پر آہستہ آہستہ اتنا پانی ڈالیں کہ اس سے زیادہ پانی نہ رُک سکے اب بہنے سے قبل پانی کا جتنا پھیلاؤ ہے اتنا بڑا درہم ہے۔ اسکی مقدار تقریباً انگریزی روپیہ کے برابر ہے جو جنگ سے پہلے رائج تھا۔ منہ

عـ۶ کھال پکانے سے مراد کھال کو اس طرح بنا لیا گیا ہو کہ اس میں نجس رطوبت وغیرہ نہ باقی ہو اور سڑنے بگڑنے کا ڈر نہ ہو جس کو عربی میں دباغت کہتے ہیں اس کتاب میں جہاں کہیں کھال کو پکانے کا لفظ آیا ہے وہاں دباغت مراد ہے۔ آگ میں پکانا مراد نہیں۔ منہ سلمہ،

اگر مُنہ بھر ہے تو نجاست غلیظہ ہے **مسئلہ** چھپکلی اور گرگٹ کا خون نجاست غلیظہ ہے **مسئلہ** ہاتھی کے سونڈ کی رطوبت اور شیر کتے ۔ چیتے اور دوسرے درندے چوپایوں کا لعاب نجاست غلیظہ ہے (قاضی خاں)۔ **مسئلہ** نجاست غلیظ خفیفہ میں مل جائے تو کل غلیظہ ہو جائے **مسئلہ** کسی کپڑے یا بدن پر چند جگہ نجاست غلیظہ ہے اور کسی جگہ درہم کے برابر نہیں مگر مجموعہ درہم کے برابر ہے تو درہم کے برابر سمجھی جائے گی اور زائد ہے تو زائد سمجھی جائے گی ۔ نجاست خفیفہ میں بھی مجموعہ ہی پر حکم دیا جائیگا۔ **نجاست خفیفہ**۔ جن جانوروں کا گوشت حلال ہے جیسے گائے بیل بھینس ۔ بھیڑ ۔ بکری ۔ اونٹ ۔ نیل گاؤ وغیرہ ان کا پیشاب اور گھوڑے کا پیشاب بھی اور جس پرند کا گوشت حرام ہے (خواہ وہ شکاری ہو یا نہ ہو) جیسے کوّا ۔ چیل شکرا ۔ باز ۔ بہری اس کی بیٹ نجاست خفیفہ ہے ۔ (ہندیہ وغیرہ) **مسئلہ** حرام جانوروں کا دودھ نجس ہے البتہ گھوڑی کا دودھ پاک ہے مگر کھانا جائز نہیں ۔ (بہار شریعت) **مسئلہ** جو حلال پرند اونچے اڑتے ہیں جیسے کبوتر ۔ فاختہ ۔ مینا ۔ مرغابی ۔ قاز ۔ ان کی بیٹ پاک ہے ۔ **مسئلہ** چمگاڈر کی بیٹ اور پیشاب دونوں پاک ہیں ۔ (ردالمحتار) **مسئلہ** مچھلی اور پانی کے دیگر جانور اور کھٹمل اور مچھر کا خون پاک ہے (ہندیہ وغیرہ) **مسئلہ** پیشاب کی نہایت باریک چھینٹیں سوئی کی نوک برابر کی بدن یا کپڑے پر پڑ جائیں تو کپڑا اور بدن پاک رہے گا ۔ (قاضی خاں) **مسئلہ** جس کپڑے پر پیشاب کی ایسی ہی باریک چھینٹیں پڑ گئیں اگر وہ کپڑا پانی میں پڑ گیا تو پانی بھی ناپاک نہ ہوگا ۔ (بہار شریعت) **مسئلہ** جو خون زخم سے بہا نہ ہو وہ پاک ہے ۔ (بزازیہ و قاضی خاں) **مسئلہ** گوشت تلی ۔ کلیجی میں جو خون رہ گیا پاک ہے ۔ اور اگر یہ چیزیں بہتے خون میں سن جائیں تو ناپاک ہیں بغیر دھوئے پاک نہ ہوں گی (ہندیہ ۔ بزازیہ ۔ منیہ) ۔ **مسئلہ** اگر نماز پڑھی اور جیب وغیرہ میں شیشی ہے جس میں پیشاب یا خون یا شراب ہے تو نماز نہ ہوگی ۔ (منیہ وغیرہ) **مسئلہ** جیب میں انڈا ہے تو اگرچہ اُسکی زردی خون ہوگئی ہو نماز ہو جائے گی ۔ (منیہ وغیرہ) **مسئلہ** پیشاب پاخانہ کے بعد ڈھیلے سے استنجا کر لیا پھر اُس جگہ سے پسینہ نکل کر بدن یا کپڑے پر لگا تو بدن اور کپڑا ناپاک نہ ہوں گے ۔ (بہار شریعت) **مسئلہ** ناپاک چیزوں کا دھواں اگر کپڑے یا بدن پر لگے تو کپڑا اور بدن نجس نہ ہوگا ۔ (عالمگیری و ردالمحتار وغیرہ) **مسئلہ** راستہ کی کیچڑ پاک ہے جب تک اُس کا نجس ہونا معلوم نہ ہو تو اگر پاؤں یا کپڑے میں لگی اور بے دھوئے نماز پڑھ لی نماز ہوگئی مگر دھو لینا بہتر ہے (بہار شریعت) **مسئلہ** سڑک پر پانی چھڑکا جا رہا تھا ۔ زمین سے چھینٹیں اڑ کر کپڑے پر پڑیں کپڑا نجس نہ ہوا لیکن دھو لینا بہتر ہے ۔ (بہار شریعت)

لعاب ۔ تھوک ۔ مجموعہ ۔ اکٹھا ۔ بیٹ ۔ چڑیوں کا پاخانہ ۔

جوٹھے اور پسینہ کا بیان

مسئلہ آدمی (چاہے جنب ہو یا حیض و نفاس والی عورت) اُس کا جوٹھا پاک ہے۔ (خانیہ و ہندیہ) مسئلہ کافر کا جوٹھا بھی پاک ہے مگر اس سے بچنا چاہیئے جیسے تھوک رینٹھ کھکھار کہ پاک ہیں مگر آدمی ان سے گھن کرتا ہے۔ اس سے بہت بدتر کافر کے جوٹھے کو سمجھنا چاہیئے۔ (ہندیہ وغیرہ)۔ مسئلہ جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے چوپائے ہوں یا پرندان کا جوٹھا پاک ہے جیسے گائے بیل بھینس بکری کبوتر تیتر بٹیر وغیرہ۔ مسئلہ جو مرغی چھٹی پھرتی ہے اور غلیظ پر منہ ڈالتی ہے اُس کا جوٹھا مکروہ ہے اور اگر بند رہتی ہو تو پاک ہے۔ مسئلہ گھوڑے کا جوٹھا پاک ہے۔ (ہندیہ وغیرہ) مسئلہ سُوَر۔ کتّا۔ شیر۔ چیتا۔ بھیڑیا۔ ہاتھی۔ گیدڑ اور دوسرے درندوں کا جوٹھا ناپاک ہے (ہندیہ و خانیہ وغیرہ) مسئلہ گھر میں رہنے والے جانور جیسے بلّی۔ چوہا۔ سانپ چھپکلی کا جوٹھا مکروہ ہے۔ (خانیہ و عالمگیری)۔ مسئلہ پانی میں رہنے والے جانوروں کا جوٹھا پاک ہے خواہ اُن کی پیدائش پانی میں ہو یا نہ ہو۔ مسئلہ اڑنے والے شکاری جانور (جیسے شکرا۔ باز۔ بہری۔ چیل وغیرہ) کا جوٹھا مکروہ ہے۔ مسئلہ کوّے کا جوٹھا مکروہ ہے۔ (بہار)۔ مسئلہ باز۔ شکرا۔ بہری۔ چیل کو اگر پال کر شکار کے لئے سکھا لیا ہو اور چونچ میں نجاست نہ لگی ہو تو اُس کا جوٹھا پاک ہے۔ مسئلہ۔ گدھے خچر کا جوٹھا مشکوک ہے اس سے وضو نہیں ہو سکتا[ع۵]۔ مسئلہ جو جوٹھا پانی پاک ہے اُس سے وضو اور غسل جائز ہے مگر جُنُب نے بغیر کلی کئے پانی پیا تو اس جوٹھے پانی سے وضو ناجائز ہے اِس لئے کہ مستعمل ہو گیا مسئلہ اچھا پانی ہوتے ہوئے مکروہ پانی سے وضو غسل مکروہ ہے اور اگر اچھا پانی موجود نہیں ہے تو کوئی حرج نہیں۔ مسئلہ مکروہ جوٹھے کا کھانا پینا مالدار کے لئے مکروہ ہے۔ غریب محتاج کو بلا کراہت جائز ہے۔ مسئلہ اچھا پانی ہوتے ہوئے مشکوک پانی سے وضو غسل جائز نہیں اور اگر اچھا پانی نہ ہو تو مشکوک ہی سے وضو غسل کرے اور تیمم بھی کرے اس صورت میں وضو و غسل میں بھی نیت کرنی ضروری ہو گی اور فقط تیمم یا فقط وضو و غسل کافی نہ ہو گا بلکہ دونوں کرنا ہو گا۔ مسئلہ مشکوک جوٹھا کھانا پینا نہیں چاہیئے۔ مسئلہ مشکوک پانی اچھے پانی میں مل گیا تو اگر اچھا پانی زیادہ ہے تو اُس سے وضو ہو سکتا ہے ورنہ نہیں۔ مسئلہ جس کا جوٹھا ناپاک ہے اوسکا پسینہ اور لعاب بھی ناپاک ہے اور جس کا جوٹھا پاک ہے اُس کا لعاب اور پسینہ بھی پاک ہے اور جس کا جوٹھا مکروہ ہے اس کا لعاب اور پسینہ بھی مکروہ ہے

ع۵ یعنی اس کے مزیل حدث ہونے میں شک ہے کہ حدث متیقن۔ طہارت مشکوک سے زائل نہ ہوگا۔ ۱۲ منہ

مسئلہ گدھے خچر کا پسینہ اگر کپڑے میں لگ جائے تو کپڑا پاک ہے چاہے کتنا ہی زیادہ لگا ہو۔

تیمم کا بیان

جس کا وضو نہ ہو یا نہانے کی ضرورت ہو اور پانی پر قدرت نہ ہو تو وضو اور غسل کی جگہ تیمم کرے۔ پانی پر قدرت نہ ہونے کی چند صورتیں ہیں۔ **پہلی صورت** یہ کہ ایسی بیماری ہو کہ وضو یا غسل سے اُس کے بڑھنے یا دیر میں اچھا ہونے کا صحیح اندیشہ ہو۔ چاہے اُس نے خود آزمایا ہو کہ جب وضو یا غسل کرتا ہے تو بیماری بڑھتی ہے یا کسی مسلمان پرہیزگار قابل حکیم نے کہہ دیا ہو کہ پانی نقصان کرے گا تو تیمم جائز ہے **مسئلہ** محض خیال ہی خیال بیماری بڑھنے کا ہو تو تیمم جائز نہیں یونہیں کافر یا فاسق یا معمولی طبیب کے کہنے کا اعتبار نہیں۔ **مسئلہ** بیماری میں اگر ٹھنڈا پانی نقصان کرتا ہے اور گرم نقصان نہ کرے تو گرم پانی سے وضو اور غسل ضروری ہے تیمم جائز نہیں۔ ہاں اگر ایسی جگہ ہو کہ گرم پانی نہ مل سکے تو تیمم کرے۔ یونہیں اگر ٹھنڈے وقت میں وضو یا غسل نقصان کرتا ہے اور گرم وقت میں نقصان نہیں کرتا تو ٹھنڈے وقت تیمم کرے پھر جب گرم وقت آئے تو آئندہ کے لئے وضو کر لینا چاہیئے۔ جو نماز اُس تیمم سے پڑھ لی اُس کے اعادہ کی حاجت نہیں۔ **مسئلہ** اگر سر پر پانی ڈالنا نقصان کرتا ہے تو گلے سے نہائے اور پورے سر کا مسح کرے۔ **مسئلہ** اگر کسی خاص عضو میں پانی نقصان کرتا ہے اور باقی میں نہیں تو جس میں نقصان کرتا ہے اُس پر مسح کرے اور باقی کو دھوئے۔ **مسئلہ** اگر کسی عضو پر مسح بھی نقصان کرتا ہو تو اُس عضو پر کپڑا ڈال کر اس پر مسح کرے۔ **مسئلہ** زخم کے کنارے کنارے جہاں تک پانی نقصان نہ کرے پٹی وغیرہ کھول کر دھونا فرض ہے۔ ہاں اگر پٹی کھولنے میں نقصان ہو تو پٹی پر مسح کرے۔ **دوسری صورت** یہ ہے کہ وہاں چاروں طرف ایک ایک میل تک پانی کا پتا نہیں تو تیمم جائز ہے **مسئلہ** اگر یہ گمان ہو کہ ایک میل کے اندر پانی ہوگا تو تلاش کر لینا ضروری ہے بلا تلاش کے تیمم جائز نہیں۔ بلا تلاش کئے تیمم کر کے نماز پڑھ لی اور تلاش کرنے پر پانی مل گیا تو وضو کر کے نماز کا اعادہ لازم ہے اور اگر نہ ملا تو ہوگئی **مسئلہ** نماز پڑھتے میں کسی کے پاس پانی دیکھا اور گمان غالب ہے کہ مانگنے سے دے دیگا تو نماز توڑ کے پانی مانگے۔ **تیسری صورت** یہ کہ اتنی سردی ہو کہ نہانے سے مرجانے یا بیمار ہونے کا قوی اندیشہ ہو اور نہانے کے بعد سردی کے نقصان سے بچنے کا کوئی سامان بھی نہ ہو تو تیمم جائز ہے۔ **چوتھی صورت** یہ کہ دشمن کا خوف ہو کہ اگر دیکھ لے گا تو مار ڈالے گا یا مال چھین لے گا یا اس غریب نادار کا قرض خواہ ہے کہ اِسے قید کرا دے گا یا اُس طرف سانپ ہے وہ کاٹ کھائے گا یا شیر ہے کہ پھاڑ کھائے گا یا کوئی بدکار

شخص ہے جو بے آبروئی کرے گا تو تیمم جائز ہے۔ **پانچویں** صورت یہ کہ جنگل میں ڈول رسی نہیں کہ پانی بھرے تو تیمم جائز ہے۔ **چھٹی** صورت یہ کہ پیاس کا خوف ہو یعنی پانی تو ہے لیکن اگر اس پانی کو وضو یا غسل میں خرچ کر دے گا تو یہ خود یا دوسرا مسلمان یا اس کا یا دوسرے مسلمان کا جانور (چاہے جانور ایسا کُتا ہی کیوں نہ ہو کہ جس کا پالنا جائز ہے) پیاسا رہ جائیگا۔ اور یہ پیاس خواہ ابھی موجود ہو یا آگے چل کر ہو گی کہ راہ ایسی ہے کہ دور تک پانی کا پتا نہیں تو تیمم جائز ہے۔ **مسئلہ** پانی موجود ہے مگر آٹا گوندھنے کی ضرورت ہے جب بھی تیمم جائز ہے۔ شوربے کی ضرورت کے لئے تیمم جائز نہیں **مسئلہ** بدن یا کپڑے پر اتنی نجاست ہے کہ جتنی نجاست کے ہوتے ہوئے نماز جائز نہیں اور پانی صرف اتنا ہے کہ چاہے وضو کرے یا نجاست دور کرے تو پانی سے نجاست دھوئے اور پھر دھونے کے بعد تیمم کرے۔ پاک کرنے سے پہلے تیمم نہ ہو گا اگر پہلے کر لیا ہے تو پھر کرے۔ **ساتویں** صورت یہ کہ پانی مہنگا ہو یعنی وہاں جس بھاؤ بکتا ہے اُس سے دونا دام مانگتا ہے تو تیمم جائز ہے اور اگر دام میں اتنا فرق نہ ہو یعنی دونے سے کم میں ملے تو تیمم جائز نہیں۔ **مسئلہ** پانی مول ملتا ہے اور اس کے پاس حاجت ضروریہ سے زیادہ دام نہیں تو بھی تیمم جائز ہے۔ **آٹھویں** صورت یہ کہ پانی تلاش کرتے میں قافلہ نظر سے غائب ہو جائے گا یا ریل چھوٹ جائے گی تو تیمم جائز ہے۔ **نویں** صورت۔ یہ گمان کہ وضو یا غسل کرنے میں عیدین کی نماز جاتی رہے گی تو تیمم جائز ہے خواہ یوں کہ امام پڑھ کے فارغ ہو جائے گا یا زوال کا وقت آ جائے گا دونوں صورتوں میں تیمم جائز ہے۔ **مسئلہ** اگر یہ سمجھے کہ وضو کرنے میں ظہر یا مغرب یا عشا یا جمعہ کی پچھلی سنتوں کا یا چاشت کی نماز کا وقت جاتا رہے گا تو تیمم کر کے پڑھ لے۔ **دسویں** صورت یہ کہ آدمی میت کا ولی نہ ہو اور ڈر ہو کہ وضو کرنے میں نماز جنازہ نہ ملے گی تو تیمم جائز ہے۔ **مسئلہ** مسجد میں سو گیا اور نہانے کی ضرورت ہو گئی تو آنکھ کھلتے ہی جہاں تھا وہیں فوراً تیمم کر کے نکل آئے دیر کرنا حرام ہے۔ **مسئلہ** قرآن مجید چھونے کے لئے یا سجدہ تلاوت یا سجدۂ شکر کے لئے تیمم جائز نہیں جبکہ پانی پر قدرت ہو۔ **مسئلہ** وقت اتنا تنگ ہو گیا کہ وضو یا غسل کریگا تو نماز قضا ہو جائے گی تو چاہیئے کہ تیمم کر کے نماز پڑھ لے اور پھر وضو یا غسل کر کے اعادہ کرنا لازم ہے۔ **مسئلہ** عورت حیض یا نفاس سے پاک ہوئی اور پانی پر قادر نہیں تو تیمم کرے۔ **مسئلہ** اتنا پانی ملا جس سے وضو ہو سکتا ہے اور نہانے کی ضرورت ہے تو اس پانی سے وضو کر لینا چاہیئے اور غسل کے لئے تیمم کرے۔

تیمم کا طریقہ۔ تیمم کی نیت سے بسم اللہ کہہ کر کسی ایسی پاک چیز پر جو زمین کی قسم سے ہو

عہ یعنی فرض کے تکبیر تحریمہ کا بھی وقت نہ ملے گا۔ ۱۲

دونوں ہاتھ مار کر الٹ لے۔ اگر زیادہ گرد لگ گئی ہو تو ہاتھ جھاڑ لے اور اُس سے سارے مُنھ کا مسح کرے پھر دوسری مرتبہ یوں ہی ہاتھ مارے اور ناخن سے لیکر کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں کا مسح کرے تیمم ہو گیا تیمم میں سر اور پیر پر مسح نہیں کیا جاتا۔ تیمم میں صرف تین باتیں فرض ہیں باقی سنت۔ **پہلا فرض۔** نیت یعنی غسل یا وضو یا دونوں کی پاکی حاصل کرنے کا ارادہ۔ اگر تیمم کی نیت ہاتھ مارنے کے بعد کی تو تیمم نہ ہوگا۔ دل میں تیمم کا ارادہ فرض ہے اور ساتھ ہی زبان سے بھی کہہ لینا بہتر ہے۔ مثلاً یوں کہے کہ تیمم کرتا ہوں بے غسلی یا بے وضوئی کی ناپاکی دور ہونے اور نماز جائز ہونے کے لئے اور بسم اللہ کہکر مٹی پر ہاتھ مارے۔ **دوسرا فرض۔** سارے منھ پر ہاتھ پھیرنا کہ بال برابر کوئی جگہ باقی نہ رہ جائے نہیں تو تیمم نہ ہوگا **تیسرا فرض** دونوں ہاتھ کا کہنیوں تک کہنیوں سمیت مسح کرنا اگر ذرہ برابر بھی کوئی جگہ چُھٹ گئی تو تیمم نہ ہوگا۔ **مسئلہ۔** ڈاڑھی مونچھ اور بھوں کے بالوں پر ہاتھ پھیرنا ضروری ہے۔ **مسئلہ** منھ کی یہاں بھی وہی حد ہے جو وضو میں ہے۔ لیکن منھ کے اندر تیمم نہیں کیا جاتا۔ البتہ دونوں ہونٹھ پر جتنا منھ بند کرنے کے بعد کھلا رہتا ہے مسح ضروری ہے۔ **مسئلہ** ہاتھ جھاڑنے میں تالی نہ بجے بلکہ اس کی صورت یہ ہے کہ انگوٹھے سے انگوٹھا ٹکرائے زائد گرد جھڑ جائیگی۔ **مسئلہ** اگر انگلیوں میں گرد نہ پہونچی ہو تو خلال کرنا فرض ہے نہیں تو سنت اور اسی طرح ڈاڑھی میں بھی۔ **مسئلہ** اگر ایک ہی تیمم میں وضو اور غسل دونوں کی نیت کر لی جب بھی کافی ہے دونوں کا ہو جائے گا۔ **مسئلہ** غسل اور وضو دونوں کا تیمم ایک ہی طرح ہوتا ہے۔

کس چیز سے تیمم جائز ہے اور کس سے نہیں۔ تیمم اُسی چیز سے ہو سکتا ہے جو جنس زمین سے ہو اور جو چیز زمین کی جنس سے نہیں اس سے تیمم نہیں ہو سکتا۔ **مسئلہ** جو چیز آگ سے جل کر نہ راکھ ہوتی ہے نہ پگھلتی ہے نہ نرم ہوتی ہے وہ زمین کی جنس سے ہے۔ اُس سے تیمم جائز ہے لہذا مٹی۔ گرد۔ ریتا۔ بالو۔ چونا۔ سرمہ۔ ہرتال۔ گندھک۔ مردہ سنگ۔ گیرو۔ پتھر۔ زبرجد۔ فیروزہ عقیق۔ زمرد وغیرہ جواہر سے تیمم جائز ہے۔ اگرچہ ان پر غبار نہ ہو۔ **مسئلہ** جس مٹی سے تیمم کیا جائے اسکا پاک ہونا ضروری ہے یعنی نہ اُس پر کسی نجاست کا اثر ہو نہ یہ ہو کہ محض خشک ہونے سے اثر نجاست جاتا رہا ہو۔ **مسئلہ** جس چیز پر نجاست گری اور سوکھ گئی اس سے تیمم نہیں ہوگا۔ اگرچہ نجاست کا اثر باقی نہ ہو البتہ نماز اس پر پڑھ سکتے ہیں۔ **مسئلہ** یہ وہم کہ کبھی نجس ہوئی ہوگی فضول ہے اس کا اعتبار نہیں۔ **مسئلہ** راکھ سے تیمم جائز نہیں۔ **مسئلہ** اگر خاک میں راکھ مل جائے اور خاک زیادہ ہو تو تیمم جائز ہے نہیں تو نہیں۔ **مسئلہ** بھیگی مٹی سے تیمم جائز ہے جبکہ مٹی غالب ہو۔ **مسئلہ** اگر کسی لکڑی یا کپڑے وغیرہ پر اتنی گرد ہے کہ ہاتھ مارنے سے انگلیوں کا نشان بن جائے تو اس پر تیمم جائز ہے۔

مسئلہ گچ کی دیوار پر تیمم جائز ہے۔ (بہار شریعت وغیرہ) **مسئلہ** پکی اینٹ سے تیمم جائز ہے (بہار وغیرہ) **مسئلہ** زمین یا پتھر جل کر سیاہ ہو جائے اس سے تیمم جائز ہے یوں ہی اگر پتھر جلکر راکھ ہو جائے اس سے بھی جائز ہے۔ **تیمم توڑنے والی چیزیں**۔ جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا ہے یا غسل واجب ہوتا ہے ان سے تیمم بھی جاتا رہے گا۔ اور علاوہ ان کے پانی پر قدرت ہونے سے بھی تیمم ٹوٹ جائے گا۔ **مسئلہ** کسی ایسے مقام پر گزرا کہ پانی ایک میل کے اندر تھا تیمم ٹوٹ گیا پانی تک پہنچنا ضرور نہیں البتہ سونے کی حالت میں پانی پر گزرنے سے نہ ٹوٹے گا۔ **مسئلہ** مریض نے غسل کا تیمم کیا تھا اور اب اتنا تندرست ہوگیا کہ نہانا نقصان نہ کرے گا تو تیمم جاتا رہا۔ **مسئلہ** اتنا پانی ملا کہ اعضاء وضو صرف ایک ایک بار دھو سکتا ہے تو تیمم جاتا رہا اور اس سے کم تو نہیں۔ یوں ہی غسل کے تیمم کرنے والے کو اتنا پانی ملا کہ غسل کے فرائض کو بھی کافی نہیں تو تیمم نہ گیا ورنہ تیمم جاتا رہا۔ **مسئلہ** کسی نے غسل اور وضو دونوں کے لئے ایک ہی تیمم کیا تھا پھر وضو توڑنے والی کوئی چیز پائی گئی یا اتنا پانی پایا جس سے صرف وضو کر سکتا ہے یا بیمار تھا اور اب تندرست ہو گیا کہ وضو نقصان نہ کرے گا اور غسل سے ضرر ہو گا تو صرف وضو کے حق میں تیمم جاتا رہا غسل کے حق میں باقی ہے۔

خف یعنی موزے پر مسح کا بیان

جو شخص موزہ پہنے ہوئے ہو وہ اگر وضو میں بجائے پاؤں دھونے کے موزوں پر مسح کرے تو جائز ہے۔ **مسئلہ** جس پر غسل فرض ہے وہ موزوں پر مسح نہیں کر سکتا۔ **مسئلہ**۔ مسح کرنے کے لئے چند شرطیں ہیں۔ ۱۔ موزے ایسے ہوں کہ ٹخنے چھپ جائیں اس سے زیادہ ہونے کی ضرورت نہیں اور اگر دو ایک انگل کم ہو جب بھی مسح درست ہے۔ ایڑی نہ کھلی ہو۔ ۲۔ پاؤں سے چپٹا ہو کہ اُس کو پہن کر آسانی کے ساتھ خوب چل پھر سکیں۔ ۳۔ چمڑے کا ہو یا صرف تلا چمڑے کا ہو اور باقی حصّہ کسی اور دبیز چیز کا جیسے کرمچ وغیرہ۔ **مسئلہ** ہندوستان میں جو عموماً سوتی یا اونی موزے پہنے جاتے ہیں اُن پر مسح جائز نہیں انکو اُتار کر پاؤں دھونا فرض ہے۔ ۴۔ وضو کر کے پہنا ہو یعنی اگر موزہ بے وضو پہنا تھا تو مسح نہیں کر سکتا۔ **مسئلہ** تیمم کر کے موزے پہنے گئے تو مسح جائز نہیں۔ ۵۔ نہ حالت جنابت میں پہنا ہو نہ بعد پہننے کے جنب ہوا ہو۔ ۶۔ مدت کے اندر ہو اور اُس کی مدت مقیم کے لئے ایک دن رات ہے اور مسافر کے واسطے تین دن تین رات۔ **مسئلہ** موزہ پہننے کے بعد پہلی مرتبہ جو حدث

حدث۔ بے وضو ہونا ۱۲

ہوا اس وقت سے اس مدت کا شمار ہوگا مثلاً صبح کے وقت موزہ پہنا اور ظہر کے وقت پہلی بار حدث ہوا تو مقیم دوسرے دن کے ظہر تک مسح کرے اور مسافر چوتھے دن کی ظہر تک۔ ۷۔ کوئی موزہ پاؤں کی چھوٹی تین انگلیوں کے برابر پھٹا نہ ہو یعنی چلنے میں تین انگل بدن ظاہر نہ ہوتا ہو **مسئلہ** موزہ پھٹ گیا یا سیون کھل گئی اور ویسے پہنے رہنے کی حالت میں تین انگل پاؤں ظاہر نہیں ہوتا مگر چلنے میں تین انگل دکھائی دیتا ہے تو مسح جائز نہیں یعنی پھٹے موزہ میں تین انگل سے کم پاؤں کھلے تو مسح جائز ہے اور تین انگل یا اس سے زیادہ کھلے تو جائز نہیں۔ **مسئلہ** ٹخنے کے اوپر موزہ چاہے کتنا ہی پھٹا ہو کچھ حرج نہیں مسح ہو سکتا ہے۔ پھٹنے کا اعتبار ٹخنے سے نیچے کے حصوں میں ہے۔ **مسح کا طریقہ** یہ ہے کہ ہاتھ تر کر کے داہنے ہاتھ کی تین انگلیاں داہنے پاؤں کے موزہ کی پیٹھ کے سرے پر رکھ کر پنڈلی کی طرف کھینچے کم سے کم تین انگل کھینچے۔ اور سنت یہ ہے کہ پنڈلی تک پہنچائے اور بائیں ہاتھ سے بائیں پیر پر اسی طرح کرے۔ **مسئلہ** مسح میں فرض دو ہیں۔ ۱۔ ہر موزہ کا مسح ہاتھ کی چھوٹی تین انگلیوں کے برابر ہونا۔ ۲۔ مسح موزے کی پیٹھ پر ہونا۔ **مسئلہ** مسح میں سنت تین باتیں ہیں۔ ۱۔ ہاتھ کی پوری تین انگلیوں کے پیٹ سے مسح کرنا۔ ۲۔ انگلیوں کو کھینچ کر پنڈلی تک لیجانا۔ ۳۔ مسح کرتے وقت انگلیوں کو کھلی رکھنا۔ **مسئلہ** انگریزی بوٹ جوتے پر مسح جائز ہے اگر ٹخنے اُس سے چھپے ہوں۔ (بہار شریعت) **مسئلہ** عمامہ برقع نقاب اور دستانہ پر مسح جائز نہیں۔ **مسح جن چیزوں سے ٹوٹتا ہے** وہ یہ ہیں۔ (۱) جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا ہے اُن سے مسح بھی جاتا رہتا ہے۔ (۲) مسح کی مدت پوری ہو جانے سے مسح جاتا رہتا ہے۔ اور اس صورت میں صرف پاؤں دھولینا کافی ہے پھر سے پورا وضو کرنے کی ضرورت نہیں اور بہتر یہ ہے کہ پورا وضو کرلے۔ (۳) موزہ اُتار دینے سے مسح ٹوٹ جاتا ہے چاہے ایک ہی اتارا ہو۔ **مسئلہ** وضو کی جگہوں میں پھٹن ہو یا پھوڑیا یا اور کوئی بیماری ہو اور پانی بہانا نقصان کرتا ہو یا سخت تکلیف ہوتی ہو تو بھیگا ہاتھ پھیر لینا کافی ہے اور اگر یہ بھی نقصان کرتا ہو تو اس پر کپڑا ڈال کر کپڑے پر مسح کرے اور جو یہ بھی مضر ہو تو معاف ہے اور اگر اس میں کوئی دوا بھرلی تو اسکا نکالنا ضرور نہیں اس پر سے پانی بہا دینا کافی ہے۔

حیض کا بیان

مسئلہ بالغہ عورت کے آگے کے مقام سے جو خون عادی طور پر نکلتا ہے اور بیماری یا بچہ پیدا ہونے کی وجہ سے نہ ہو اُسے حیض کہتے ہیں۔ اور بیماری سے ہو تو استحاضہ اور بچہ ہونے کے بعد ہو تو نفاس

کہتے ہیں۔ مسئلہ حیض کی مدت کم سے کم تین دن تین راتیں ہیں یعنی پورے بہتّر گھنٹے ایک منٹ بھی اگر کم ہے تو حیض نہیں اور زیادہ سے زیادہ دس دن دس راتیں ہیں۔ مسئلہ بہتّر گھنٹے سے ذرا بھی پہلے ختم ہو جائے تو حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔ ہاں اگر صبح کو کرن چمکتے ہی شروع ہوا اور تین دن تین راتیں پوری ہو کر کرن چمکنے ہی کے وقت ختم ہوا تو حیض ہے اور اس صورت میں بہتّر گھنٹہ پورا ہونا ضرور نہیں۔ البتہ کسی اور وقت شروع ہو تو گھنٹوں ہی سے شمار ہوگا اور چوبیس گھنٹہ کا ایک دن رات لیا جائیگا (بہار شریعت)

مسئلہ دس رات دن سے کچھ بھی زیادہ خون آیا تو اگر یہ حیض پہلی مرتبہ اُسے آیا ہے تو دس دن تک حیض ہے بعد کا استحاضہ۔ اور اگر پہلے اُسے حیض آچکے ہیں اور عادت دس دن سے کم کی تھی تو عادت سے جتنا زیادہ ہوا استحاضہ ہے۔ اُسے یوں سمجھو کہ پانچ دن کی عادت تھی اب آیا دس دن تو کل حیض ہے اور بارہ دن آیا تو پانچ دن حیض کے باقی سات دن استحاضہ کے اور اگر ایک حالت مقرر نہ تھی بلکہ کبھی چار دن آیا کبھی پانچ دن آیا تو پچھلی بار جتنے دن آیا اتنے ہی دن حیض کے سمجھے جائیں باقی استحاضہ ہے۔ مسئلہ یہ ضروری نہیں کہ مدت میں ہر وقت خون جاری رہے جبھی حیض ہو بلکہ اگر بعض بعض وقت آئے جب بھی حیض ہے۔ مسئلہ کم سے کم نو برس کی عمر سے حیض شروع ہوگا اور انتہائی عمر حیض آنے کی پچپن سال کی عمر ہے۔ اس عمر والی کو آئسہ اور اس عمر کو سن ایاس کہتے ہیں۔ (عالمگیری) مسئلہ نو برس کی عمر سے پہلے جو خون آیا وہ استحاضہ ہے۔ یوں ہی پچپن سال کی عمر کے بعد جو خون آئے وہ استحاضہ ہے البتہ اگر پچپن برس کی عمر کے بعد خالص خون آئے یا جیسا پہلے آتا تھا اسی رنگ کا آیا تو حیض ہے۔ (عالمگیری وغیرہ) مسئلہ حمل والی کو جو خون آیا استحاضہ ہے یوہیں بچہ ہوتے وقت جو خون آیا اور ابھی بچّہ آدھے سے زیادہ باہر نہیں نکلا تو وہ اِستحاضہ ہے۔ مسئلہ دو حیضوں کے درمیان کم سے کم پورے پندرہ دن کا فاصلہ ضروری ہے۔ یوہیں نفاس و حیض کے درمیان بھی پندرہ دن کا فاصلہ ضروری ہے تو اگر نفاس ختم ہونے کے بعد پندرہ دن پورے نہ ہوئے تھے کہ خون آیا تو یہ استحاضہ ہے مسئلہ حیض اُس وقت شمار کیا جائیگا جبکہ خون فرج خارج میں آگیا تو اگر کوئی کپڑا رکھ لیا ہے جس کی وجہ سے خون فرج خارج میں نہیں آیا داخل ہی میں رُکا رہا تو جب تک کپڑا نہ نکالے گی حیض والی نہ ہوگی۔ نمازیں پڑھے گی روزہ رکھے گی۔ مسئلہ حیض کے چھ رنگ ہیں۔ سیاہ۔ سرخ۔ سبز۔ زرد۔ گدلا۔ مٹیلا۔ سفید رنگ کی رطوبت حیض نہیں۔ مسئلہ دس دن کے اندر رطوبت میں ذرا بھی میلاپن ہے تو وہ حیض ہے اور اگر دس دن رات کے بعد بھی میلاپن باقی ہے تو عادت والی کے لئے جو دن عادت کے ہیں اتنے دن حیض کے۔ اور عادت کے بعد والے استحاضہ۔ اور اگر کچھ عادت نہیں تو دس دن رات تک حیض۔ باقی

استحاضہ۔ مسئلہ جس عورت کو عمر بھر خون آیا ہی نہیں یا آیا مگر تین دن سے کم آیا تو عمر بھر وہ پاک ہی رہی اور اگر ایک بار تین دن رات خون آیا پھر کبھی نہ آیا تو وہ فقط تین دن رات حیض کے ہیں باقی ہمیشہ کے لئے پاک۔

نفاس کا بیان

نفاس یعنی وہ خون جو بچہ جننے کے بعد آتا ہے۔ (متون) اس کی کمی کی جانب کوئی مدت مقرر نہیں آدھے سے زیادہ بچہ نکلنے کے بعد ایک آن بھی خون آیا تو وہ نفاس ہے اور زیادہ سے زیادہ نفاس کا زمانہ چالیس دن رات ہے۔ مسئلہ نفاس کا شمار اس وقت سے ہوگا جب کہ آدھے سے زیادہ بچہ نکل آیا۔ **تنبیہ** اس بیان میں جہاں بچہ ہونے کا لفظ آئیگا اس کا مطلب آدھے سے زیادہ بچہ باہر آجانا ہے۔ مسئلہ کسی کو چالیس دن سے زیادہ خون آیا۔ تو اگر اُس کے پہلی بار بچہ پیدا ہوا ہے یا یہ یاد نہیں کہ اس سے پہلے بچہ پیدا ہونے میں کتنے دن خون آیا تھا تو ان دونوں صورتوں میں چالیس دن رات نفاس ہے۔ باقی استحاضہ۔ اور جو پہلی عادت معلوم ہے تو عادت کے دنوں تک نفاس ہے اور جتنا دن زیادہ آیا وہ استحاضہ ہے جیسے عادت تیس دن کی تھی اس بار پینتالیس دن آیا تو تیس دن نفاس کے اور پندرہ استحاضہ کے ہیں۔ مسئلہ بچہ پیدا ہونے سے پہلے جو خون آیا وہ نفاس نہیں بلکہ استحاضہ ہے اگرچہ بچہ آدھا باہر آگیا ہو۔ مسئلہ حمل ساقط ہونے سے پہلے کچھ خون آیا کچھ بعد کو تو پہلے والا استحاضہ ہے بعد والا نفاس ہے لیکن یہ اس صورت میں ہے جب کوئی عضو بن چکا ہو ورنہ پہلے والا اگر حیض ہو سکتا ہے تو حیض ہے نہیں تو استحاضہ۔ مسئلہ چالیس دن کے اندر کبھی خون آیا کبھی نہیں تو سب نفاس ہی ہے۔ اگرچہ پندرہ دن کا فاصلہ ہو جائے۔ مسئلہ اسکے رنگ کے بارے میں وہی احکام ہیں جو حیض میں بیان ہوئے۔

حیض و نفاس کے احکام

مسئلہ حیض و نفاس کی حالت میں نماز پڑھنا روزہ رکھنا حرام ہے۔ مسئلہ ان دنوں میں نمازیں معاف ہیں ان کی قضا بھی نہیں۔ البتہ روزوں کی قضا اور دنوں میں رکھنا فرض ہے۔ مسئلہ نماز کے وقت میں وضو کر کے اتنی دیر تک ذکر الٰہی درود شریف اور دوسرے وظیفے پڑھ لیا کرے جتنی دیر نماز پڑھا کرتی تھی تاکہ عادت رہے۔ مسئلہ حیض و نفاس والی کو قرآن مجید پڑھنا دیکھ کر ہو یا زبانی اور اُس کا چھونا اگرچہ جلد یا چولی یا حاشیہ کو انگلی کی نوک یا بدن کا کوئی حصہ لگے یہ سب حرام ہیں۔ (ہندیہ وغیرہ) مسئلہ کاغذ کے پرچہ پر کوئی آیہ لکھی ہو اُسکا چھونا بھی حرام ہے۔ مسئلہ قرآن مجید جزدان میں ہو تو اُس جزدان کے

چھونے میں حرج نہیں۔ (ہندیہ) **مسئلہ** اس حالت میں قرآن مجید اور دینی کتابوں کے چھونے کے سب احکام وہی ہیں جو بے غسل والے کے ہیں جس کا بیان غسل میں گزرا۔ **مسئلہ** مُعلِّمہ کو حیض و نفاس ہو تو ایک ایک کلمہ سانس توڑ توڑ کر پڑھا دے اور ہجے کرانے میں کوئی حرج نہیں۔ **مسئلہ** اس حالت میں دعائے قنوت پڑھنا مکروہ ہے۔ **مسئلہ** قرآن مجید کے علاوہ اور تمام اذکار۔ کلمہ شریف درود شریف وغیرہ پڑھنا بلاکراہت جائز ہے بلکہ مستحب ہے وضو یا کلی کرکے پڑھنا بہتر ہے اور ویسے بھی حرج نہیں اور ان کے چھونے میں بھی حرج نہیں۔ **مسئلہ** جماع اس حالت میں حرام ہے البتہ لیٹنے بیٹھنے ساتھ کھانے پینے اور بوسہ لینے میں حرج نہیں

استحاضہ کا بیان

وہ خون جو عورت کے آگے کے مقام سے نکلے اور حیض و نفاس کا نہ ہو وہ استحاضہ ہے۔ **مسئلہ** استحاضہ میں نہ نماز معاف ہے نہ روزہ معاف ہے نہ ایسی عورت سے جماع حرام ہے۔ **مسئلہ** استحاضہ اگر اس حد تک پہنچ گیا کہ اس کو اتنی مہلت نہیں ملتی کہ وضو کرکے فرض نماز ادا کرسکے تو نماز کا پورا ایک وقت شروع سے آخر تک اسی حالت میں گزر جانے پر اُس کو معذور کہا جائیگا۔ ایک وضو سے اُس وقت میں جتنی نمازیں چاہے پڑھے خون آنے سے اِس ایک پورے وقت کے اندر تک وضو نہ جائیگا **مسئلہ** اگر کپڑا وغیرہ رکھ کر اتنی دیر تک خون روک سکتی ہے کہ وضو کرکے نماز پڑھ لے تو معذور نہیں۔

معذور کا بیان

مسئلہ ہر وہ شخص جس کو کوئی ایسی بیماری ہو کہ ایک وقت پورا ایسا گزر گیا کہ وضو کے ساتھ نماز فرض ادا نہ کرسکا وہ معذور ہے یعنی پورے وقت میں اتنی دیر بھی بیماری نہیں رُکی کہ وضو کے ساتھ فرض ادا کرسکے۔ معذور کا حکم یہ ہے کہ وقت میں وضو کرلے اور آخر وقت تک جتنی نمازیں چاہے اُس وضو سے پڑھے اُس بیماری سے اُسکا وضو نہیں جاتا جیسے قطرے کی بیماری یا دست یا ہوا خارج ہونا یا دُکھتی آنکھ سے پانی گرنا یا پھوڑے یا ناسور سے ہر وقت رطوبت بہنا یا کان۔ ناف۔ پستان سے پانی نکلنا کہ یہ سب بیماریاں وضو توڑنے والی ہیں ان میں جب پورا ایک وقت ایسا گزر گیا کہ ہر چند کوشش کی مگر طہارت کیساتھ نماز نہ پڑھ سکا تو عذر ثابت ہو گیا جب عذر ثابت ہو گیا تو جب تک ہر نماز کے وقت میں ایک ایک بار بھی وہ چیز پائی جائیگی معذور ہی رہے گا۔ مثلاً عورت کو نماز کا ایک پورا وقت ایسا گزر گیا جس میں استحاضہ نے اتنی مہلت نہیں دی کہ طہارت کرکے

فرض پڑھ لیتی۔ اور دوسرے وقت میں اتنی مہلت ملتی ہے کہ وضو کرکے نماز پڑھ لے۔ مگراب اس دوسری نماز کے وقت میں بھی ایک آدھ دفعہ خون آجاتا ہے تو اب بھی معذور ہے یعنی عذر ثابت ہونے کے بعد یہ ضروری نہیں ہے کہ آیندہ ہر وقت میں کثرت سے بار بار وضو توڑنے والی چیز پائی جائے۔ عذر ثابت ہونے کے لئے کثرت وتکرار درکار ہے لیکن اتنی کثرت کہ ایک فرض بھی وضو کے ساتھ ادا نہ ہوسکے بعد کی ہر نماز کے وقت میں اتنی کثرت ضروری نہیں بلکہ ایک بار بھی کافی ہے۔
مسئلہ فرض نماز کا وقت گذر جانے سے معذور کا وضو جاتا رہتا ہے جیسے کسی معذور نے عصر کے وقت وضو کیا تھا تو سورج ڈوبتے ہی وضو جاتا رہا اور کسی نے سورج نکلنے کے بعد وضو کیا تو جب تک ظہر کا وقت ختم نہ ہو وضو نہ جائیگا کہ ابھی تک کسی فرض نماز کا وقت نہیں گیا۔ **مسئلہ** معذور کا وضو اس چیز سے نہیں جاتا جس کے سبب سے معذور ہے۔ ہاں اگر کوئی دوسری چیز وضو توڑنے والی پائی گئی تو وضو جاتا رہا مثلاً جس کو قطرے کا مرض ہے ہوا نکلنے سے اُس کا وضو جاتا رہے گا اور جس کو ہوا نکلنے کا مرض ہے اُس کا قطرہ نکلنے سے وضو جاتا رہے۔ **مسئلہ** اگر کسی ترکیب سے عذر جاتا رہے یا اس میں کمی ہوجائے تو اس ترکیب کا کرنا فرض ہے مثلاً کھڑے ہو کر پڑھنے سے خون بہتا ہے اور بیٹھکر پڑھے تو نہ بہے گا تو بیٹھ کر پڑھنا فرض ہے۔ **مسئلہ** معذور کو ایسا عذر ہے جس کے سبب سے کپڑے نجس ہوجاتے ہیں تو اگر ایک درہم سے زیادہ نجس ہوگیا اور جانتا ہے کہ اتنا موقع ہے کہ اُسے دھو کر پاک کپڑوں سے نماز پڑھ لوں گا تو دھو کر نماز پڑھنا فرض ہے اور اگر جانتا ہے کہ نماز پڑھتے پڑھتے پھر اتنا ہی نجس ہوجائیگا تو دھونا ضروری نہیں اسی سے پڑھے اگرچہ جانماز بھی آلودہ ہوجائے کچھ حرج نہیں اور اگر درہم کے برابر ہے اور دھو کر پڑھنے کا موقع ہے کہ نماز پڑھتے پڑھتے پھر اتنا ہی نجس نہ ہوجائیگا تو دھونا واجب ہے اور درہم سے کم ہے اور موقع ہے تو دھونا سنت۔ اور اگر موقع نہیں تو ہر صورت میں معاف ہے۔
مسئلہ کسی زخم سے ایسی رطوبت نکلے کہ بہے نہیں تو نہ اُس کی وجہ سے وضو لوٹے نہ معذور ہو نہ وہ رطوبت ناپاک ہے۔

نجس چیزوں کے پاک کرنے کا طریقہ

نجس کی دو قسمیں ہیں۔ **پہلی قسم**۔ ایسی چیزیں ہیں کہ وہ خود نجس ہیں جن کو ناپاکی اور نجاست کہتے ہیں جیسے شراب۔ پاخانہ۔ گوبر ایسی چیزیں جب تک اپنی اصل کو چھوڑ کر کچھ اور نہ ہوجائیں پاک نہیں ہوسکتیں۔ شراب جب تک شراب ہے نجس ہی رہے گی اور اگر سرکہ ہوجائے تو اب پاک ہے

یا اپلا جب تک راکھ نہ ہو جائے ناپاک ہے جب راکھ ہو گیا تو یہ راکھ پاک ہے (منیہ وغیرہ) **دوسری قسم** ایسی چیزیں ہیں جو خود تو نجس نہیں لیکن نجاست کے لگنے سے ناپاک ہو گئیں۔ جیسے کپڑے پر شراب لگ گئی تو اب کپڑا نجس ہو گیا۔ ایسی چیزوں کے پاک کرنے کے کئی طریقے ہیں بعض چیزیں دھونے سے پاک ہونگی بعض سوکھنے سے بعض رگڑنے پونچھنے سے بعض جلنے سے پاک ہوں گی بعض دباغت و ذبح سے پاک ہوں گی **مسئلہ** پاک پانی اور ہر پاک پتلی بہنے والی چیز جس سے نجاست دور ہو سکے اُس سے ناپاک چیزوں کو پاک کر سکتے ہیں۔ جیسے سرکہ۔ گلاب۔ چائے۔ کیلے کا پانی وغیرہ **مسئلہ** مار مستعمل یعنی وضو و غسل کے پاک دھوون سے بھی دھو کر پاک کر سکتے ہیں **مسئلہ** تھوک سے اگر نجاست دور ہو جائے تو اس سے بھی چیز پاک ہو جائیگی۔ جیسے بچے نے دودھ پی کر پستان پر قے کی پھر کئی بار دودھ پیا یہاں تک کہ قے کا اثر جاتا رہا تو پستان پاک ہو گیا۔ (قاضی خاں وغیرہ) **مسئلہ** شوربا۔ دودھ تیل سے دھونے سے پاک نہ ہوگا اسلئے کہ ان سب سے نجاست دور نہ ہوگی **مسئلہ** نجاست اگر دلدار ہے جیسے پاخانہ۔ گوبر۔ خون وغیرہ تو دھونے میں کوئی گنتی کی شرط نہیں بلکہ اُس کو دور کرنا ضروری ہے اگر ایک بار دھونے سے دور ہو جائے تو ایک ہی بار دھونے سے پاک ہو جائے گا اور اگر چار پانچ مرتبہ دھونے سے دور ہو تو چار پانچ مرتبہ دھونا پڑے گا۔ ہاں اگر تین مرتبہ سے کم میں نجاست دور ہو جائے تو تین بار پورا کر لینا مستحب ہے **مسئلہ** اگر نجاست دور ہو گئی مگر اس کا کچھ اثر یا رنگ یا بو باقی ہے تو اُسے بھی دور کرنا لازم ہے۔ ہاں اگر اُس کا اثر مشکل سے جائے تو اثر دور کرنے کی ضرورت نہیں تین مرتبہ دھو لیا پاک ہو گیا۔ صابن یا کھٹائی یا گرم پانی سے دھونے کی ضرورت نہیں۔ (عالمگیری و منیہ وغیرہ) **مسئلہ** کپڑے یا ہاتھ پر نجس رنگ لگا یا یا ناپاک مہندی لگائی تو اتنی مرتبہ دھوئے کہ صاف پانی گرنے لگے۔ پاک ہو جائیگا۔ اگرچہ کپڑے یا ہاتھ پر رنگ باقی ہو۔ (عالمگیری و منیہ وغیرہ) **مسئلہ** زعفران یا کوئی رنگ کپڑا رنگنے کے لئے گھولا تھا۔ اُس میں کسی بچے نے پیشاب کر دیا یا اور کوئی نجاست پڑ گئی تو اُس سے اگر کپڑا رنگ لیا تو تین بار دھو ڈالیں پاک ہو جائیگا **مسئلہ** کپڑے یا بدن پر ناپاک تیل لگا تھا تین مرتبہ دھو لینے سے پاک ہو جائیگا اگرچہ تیل کی چکنائی موجود ہو اس تکلف کی ضرورت نہیں کہ صابن یا گرم پانی سے دھوئے لیکن اگر مردار کی چربی لگی تھی تو جب تک اس کی چکنائی نہ جائے پاک نہ ہوگا۔ (منیہ و بہار) **مسئلہ** اگر چھری میں خون لگ گیا یا سری میں خون بھر گیا اور اُسے آگ میں ڈال دیا یہاں تک کہ خون جل گیا تو چھری اور سری پاک ہو گئی۔ (منیہ و بزازیہ) **مسئلہ** نجاست اگر پتلی ہے تو تین مرتبہ دھونے اور تینوں مرتبہ اچھی طرح نچوڑنے سے پاک ہوگا۔ اچھی طرح نچوڑنے کا یہ مطلب ہے کہ ہر شخص اپنی طاقت بھر اس

طرح نچوڑے کہ اگر پھر نچوڑے تو اُس سے کوئی قطرہ نہ ٹپکے۔ اگر کپڑے کا خیال کر کے اچھی طرح نہیں نچوڑا تو پاک نہ ہوگا۔ (عالمگیری و قاضی خاں) **مسئلہ** اگر دھونے والے نے اچھی طرح نچوڑ لیا مگر ابھی ایسا ہے کہ اگر کوئی دوسرا شخص جو طاقت میں اُس سے زیادہ ہے وہ نچوڑے تو دو ایک بوند ٹپک سکتی ہے تو اُس کے حق میں پاک اور اس دوسرے کے حق میں ناپاک ہے۔ اس دوسرے کی طاقت کا اعتبار نہیں۔ ہاں اگر یہ دھوتا اور اتنا ہی نچوڑتا تو پاک نہ ہوتا۔ **مسئلہ** پہلی اور دوسری مرتبہ نچوڑنے کے بعد ہاتھ پاک کر لینا بہتر ہے اور تیسری بار نچوڑنے سے کپڑا بھی پاک ہو گیا اور ہاتھ بھی۔ اور جو کپڑے میں اتنی تری رہ گئی ہو کہ نچوڑنے سے ایک آدھ بوند ٹپکے تو کپڑا اور ہاتھ دونوں ناپاک ہیں۔ **مسئلہ** پہلی یا دوسری بار ہاتھ پاک نہیں کیا اور اُسکی تری سے کپڑے کا پاک حصہ بھیگ گیا تو یہ بھی ناپاک ہو گیا۔ پھر اگر پہلی بار نچوڑنے کے بعد بھیگا ہے تو اُسے دو مرتبہ دھونا چاہیئے اور دوسری مرتبہ نچوڑنے کے بعد ہاتھ کی تری سے بھیگا ہے تو ایک مرتبہ دھویا جائے یوہیں اگر کپڑے سے جو ایک مرتبہ دھو کر نچوڑ لیا گیا ہے کوئی پاک کپڑا بھیگ جائے تو یہ دو بار دھویا جائے اور اگر دوسری مرتبہ نچوڑنے کے بعد اس سے وہ پاک کپڑا بھیگا تو ایک بار دھونے سے پاک ہو جائے گا۔ **مسئلہ** کپڑے کو تین مرتبہ دھو کر ہر مرتبہ خوب نچوڑ لیا ہے کہ اب نچوڑنے سے نہ ٹپکے گا۔ پھر اُس کو لٹکا دیا اور اُس سے پانی ٹپکا تو یہ پانی پاک ہے۔ اور اگر خوب نہیں نچوڑا تھا تو یہ پانی ناپاک ہے **مسئلہ** دودھ پیتے لڑکے اور لڑکی کا ایک ہی حکم ہے یعنی اُن کا پیشاب کپڑے یا بدن پر لگا تو تین بار دھونا اور نچوڑنا پڑے گا تب پاک ہوگا۔ (عالمگیری وغیرہ)۔ **مسئلہ** جو چیز نچوڑنے کے قابل نہیں جیسے چٹائی۔ جوتا۔ برتن وغیرہ اُس کو دھو کر چھوڑ دیں کہ پانی ٹپکنا بند ہو جائے یوہیں دو بار اور دھوئیں تیسری مرتبہ جب پانی ٹپکنا بند ہو گیا وہ چیز پاک ہو گئی۔ اسی طرح جو کپڑا اپنی نازکی کے سبب سے نچوڑنے کے قابل نہیں اُسے بھی یوہیں پاک کیا جائے۔ **مسئلہ** اگر ایسی چیز ہو کہ اُس میں نجاست جذب نہ ہوئی جیسے چینی کے برتن یا مٹی کا پُرانا استعمالی چکنا برتن یا لوہے تانبے پیتل وغیرہ دھاتوں کی چیزیں۔ تو اُسے فقط تین بار دھو لینا کافی ہے۔ اِس کی بھی ضرورت نہیں کہ اُسے اتنی دیر تک چھوڑیں کہ پانی ٹپکنا موقوف ہو جائے۔ **مسئلہ** ناپاک برتن کو مٹی سے مانجھ لینا بہتر ہے۔ **مسئلہ** پکایا ہوا چمڑا ناپاک ہو گیا تو اگر اُسے نچوڑ سکتے ہیں تو نچوڑیں ورنہ تین مرتبہ دھوئیں، اور ہر مرتبہ اتنی دیر تک چھوڑ دیں کہ پانی ٹپکنا بند ہو جائے۔ (عالمگیری و قاضی خاں) **مسئلہ** لوہے کی چیز جیسے چھری۔ چاقو۔ تلوار وغیرہ جس میں نہ زنگ ہو نہ نقش و نگار ہو۔ اگر وہ نجس ہو جائے تو اچھی طرح پونچھ ڈالنے سے پاک ہو جائیگی

اور اس صورت میں نجاست کے دَلدار یا پتلی ہونے میں کچھ فرق نہیں۔ یوہیں چاندی۔ سونے۔ پیتل۔ گلٹ اور ہر قسم کی دھات کی چیزیں پونچھنے سے پاک ہو جاتی ہیں بشرطیکہ نقشی نہ ہوں اور اگر نقشی ہوں یا لوہے میں زنگ ہو تو دھونا ضروری ہے۔ پونچھنے سے پاک نہ ہوں گی **مسئلہ** آئینہ اور شیشے کی تمام چیزیں اور چینی کے برتن یا مٹی کے روغنی برتن یا پالش کی ہوئی لکڑی۔ غرض وہ تمام چیزیں جن میں مسام نہ ہوں کپڑے یا پتی سے اس قدر پونچھ لئے جائیں کہ اثر بالکل جاتا رہے تو پاک ہو جاتی ہیں **مسئلہ** ناپاک زمین اگر خشک ہو جائے اور نجاست کا اثر یعنی رنگ و بو جاتا رہے تو پاک ہو گئی مگر اُس سے تیمم کرنا جائز نہیں۔ نماز اُس پر پڑھ سکتے ہیں۔ (عالمگیری وغیرہ) **مسئلہ** جو چیز سوکھنے یا رگڑنے وغیرہ سے پاک ہو گئی اُس کے بعد بھیگ گئی تو ناپاک نہ ہو گی (بزازیہ) **مسئلہ** سُوَر کے سوا ہر مردار جانور کی کھال، بنانے سے پاک ہو جاتی ہے چاہے اُس کو کھاری نمک وغیرہ کسی دوا سے پکی کر لی ہو یا فقط دھوپ یا ہوا یا دھول میں سکھا لیا ہو کہ اُس کی تمام تری مِٹ کر بدبو جاتی رہی ہو تو دونوں صورتوں میں پاک ہو جائے گی اس پر نماز درست ہے۔ (ہدایہ شرح وقایہ عالمگیریہ وغیرہ) **مسئلہ** سُوَر کے سوا ہر جانور، حَلال ہو یا حَرام، جبکہ ذبح کے قابل ہو اور بسم اللہ کہکر ذبح کیا گیا تو اس کا گوشت اور کھال پاک ہے۔ کہ نمازی کے پاس اگر وہ گوشت ہے یا اُس کی کھال پر نماز پڑھی تو نماز ہو جائے گی۔ مگر حرام جانور ذبح سے حلال نہ ہو جائیگا بلکہ حرام ہی رہے گا۔ پاک ہونا اور بات ہے۔ حرام ہونا اور بات ہے۔ دیکھو مٹی پاک ہے بلکہ پاک کرنے والی ہے لیکن حد ضرر تک مٹی کھانا حرام ہے۔ (منیہ وہدایہ وغیرہ) **مسئلہ** رانگ۔ سیسہ پگھلانے سے پاک ہو جاتا ہے (عالمگیری) **مسئلہ** شہد ناپاک ہو جائے تو اُس کے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اُس سے زیادہ پانی اُس میں ڈالکر اتنا پکائیں کہ سب پانی جل جائے اور جتنا شہد تھا اتنا رہ جائے۔ تین مرتبہ اسی طرح پکائیں تو شہد پاک ہو جائے گا۔ اسی ترکیب سے نجس تیل بھی پاک کر لیں۔ تیل پاک کرنے کا ایک اور طریقہ یہ بھی ہے کہ جتنا تیل ہو اتنا ہی اُس میں پانی ڈال کر خوب ہلائیں پھر اوپر سے تیل نکال لیں اور پانی پھینک دیں۔ اسیطرح تین بار کریں تیل پاک ہو جائے گا۔ (منیہ و عالمگیری) اگر گھی نجس ہو جائے تو پگھلا کر انھیں طریقوں میں سے کسی طریقہ سے پاک کر لیں **مسئلہ** جو کپڑا دو تہہ کا ہو۔ اگر ایک تہہ اُسکی نجس ہو جائے تو اگر دونوں ملا کر سی لئے گئے ہوں تو دوسری تہہ پر نماز جائز نہیں اگر سِلے نہ ہوں تو جائز ہے **مسئلہ** لکڑی کا تختہ ایک رُخ سے نجس ہو گیا تو اگر اتنا موٹا ہے کہ موٹائی میں چِر سکے تو اُلٹ کر اُس پر نماز

ضَرَر۔ نقصان

پڑھ سکتے ہیں۔ (منیہ) **مسئلہ** جو زمین گوبر سے لیپی گئی، اگرچہ سوکھ گئی ہو اُس پر نماز جائز نہیں۔ ہاں اگر سوکھ گئی اور اُس پر کوئی موٹا کپڑا بچھا لیا تو اُس کپڑے پر نماز پڑھ سکتے ہیں۔ **مسئلہ** درخت اور گھاس اور دیوار اور ایسی اینٹ جو زمین میں جڑی ہے یہ سب خشک ہو جانے سے پاک ہو گئے اور اگر اینٹ جڑی ہوئی نہ ہو تو خشک ہونے سے پاک نہ ہوگی بلکہ دھونا ضروری ہے یوہیں درخت یا گھاس سوکھنے سے پہلے کاٹ لیں تو طہارت کے لئے دھونا ضروری ہے (عالمگیری منیہ وغیرہ)

اِستنجے کا بیان

مسئلہ پاخانہ یا پیشاب پھرتے وقت یا طہارت کرنے میں نہ قبلہ کی طرف مُنھ ہو نہ پیٹھ۔ چاہے گھر میں ہو یا میدان میں۔ اور اگر بھول کر قبلہ کی طرف مُنھ یا پیٹھ کر کے بیٹھ گیا تو یاد آتے ہی فوراً رُخ بدل دے اس میں اُمید ہے کہ فوراً اُسکے لئے مغفرت فرما دی جائے۔ (فتح القدیر) **مسئلہ** بچے کو پاخانہ پیشاب پھرانے والے کو مکروہ ہے کہ اُس بچے کا مُنہ قبلہ کو ہو یہ پھرانے والا گنہگار ہوگا۔ (عالمگیری) **مسئلہ** پاخانہ پیشاب کرتے وقت سورج اور چاند کی طرف نہ مُنھ ہو نہ پیٹھ۔ یوہیں ہوا کے رُخ پیشاب کرنا منع ہے اور ہر ایسی جگہ پیشاب کرنا منع ہے جس سے چھینٹیں اوپر آئیں۔ **مسئلہ** ننگے سر پیشاب پاخانہ کو جانا منع ہے اور یوہیں اپنے ساتھ ایسی چیز لیجانا جس پر کوئی دعا یا اللہ و رسول یا کسی بزرگ کا نام لکھا ہو منع ہے۔ (عالمگیری وغیرہ)

اِستنجے کا طریقہ۔ جب پیشاب پاخانہ کو جائے تو مستحب ہے کہ پاخانہ سے باہر یہ پڑھ لے۔ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ پھر بایاں پاؤں پہلے اندر رکھے۔ جب بیٹھنے کے قریب ہو تو کپڑا بدن سے ہٹائے اور ضرورت سے زیادہ بدن نہ کھولے پھر پاؤں کشادہ کر کے بائیں پاؤں پر زور دے کر بیٹھے اور خاموشی سے سر جھکائے فراغت حاصل کرے۔ جب فارغ ہو جائے تو مرد بائیں ہاتھ سے اپنے آلہ کو جڑ کی طرف سے سرے کیطرف سونتے تاکہ جو قطرے رُکے ہوں وہ نکل جائیں پھر ڈھیلوں سے صاف کر کے کھڑا ہو جائے اور سیدھے کھڑے ہونے سے پہلے بدن چھپالے اور باہر آجائے۔ نکلتے وقت پہلے داہنا پیر باہر نکالے اور نکلکر یہ کہے غُفْرَانَكَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّی مَا یُؤْذِیْنِیْ وَاَمْسَكَ عَلَیَّ مَا یَنْفَعُنِیْ پھر طہارت خانے میں یہ دعا پڑھ کر جائے بِسْمِ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِهٖ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی دِیْنِ الْاِسْلَامِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ الَّذِیْنَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ پہلے تین

تین بار ہاتھ دھوئے پھر بیٹھ کر داہنے ہاتھ سے پانی بہائے اور بائیں ہاتھ سے دھوئے۔ اور پانی کا لوٹا اونچا رکھے تاکہ چھینٹیں نہ پڑیں۔ پہلے پیشاب کا مقام دھوئے پھر پاخانہ کا مقام دھوئے دھوتے وقت پاخانہ کا مقام سانس کا زور نیچے کو دیکر ڈھیلا رکھے اور خوب اچھی طرح دھوئے یہاں تک دھونے کے بعد ہاتھ میں بو باقی نہ رہ جائے۔ پھر کسی پاک کپڑے سے پونچھ ڈالے اور اگر کپڑا نہ ہو تو بار بار ہاتھ سے پونچھے کہ برائے نام تری رہ جائے اور اگر وسوسہ کا غلبہ ہو تو رُمالی پر پانی چھڑک لے پھر اس جگہ سے باہر آکر یہ دعا پڑھے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ الْمَاءَ طَهُوْرًا وَّالْاِسْلَامَ نُوْرًا وَّقَائِدًا وَّدَلِیْلًا اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی وَاِلٰی جَنّٰتِ النَّعِیْمِ اَللّٰهُمَّ حَصِّنْ فَرْجِیْ وَطَهِّرْ قَلْبِیْ وَمَحِّصْ ذُنُوْبِیْ

مسئلہ آگے یا پیچھے سے جب نجاست نکلے تو ڈھیلوں سے استنجا کرنا سنت ہے اور اگر صرف پانی ہی سے طہارت کرلی تو بھی جائز ہے مگر مستحب یہ ہے کہ ڈھیلے لینے کے بعد پانی سے طہارت کرے۔ مسئلہ ڈھیلوں سے طہارت اسوقت کافی ہوگی جبکہ نجاست سے مخرج کے آس پاس کی جگہ ایک درہم سے زیادہ آلودہ نہ ہو۔ اگر درہم سے زیادہ جگہ میں لگ جائے تو دھونا فرض ہے مگر پہلے ڈھیلا لینا اب بھی سنت رہیگا مسئلہ پاخانہ کے بعد مرد کے لئے ڈھیلوں کے استعمال کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ گرمی کے موسم میں پہلا ڈھیلا آگے سے پیچھے کو لے جائے اور دوسرا ڈھیلا پیچھے سے آگے کی طرف لائے اور تیسرا پھر آگے سے پیچھے کو لیجائے۔ اور جاڑے کے موسم میں پہلا ڈھیلا پیچھے سے آگے کیطرف لائے اور دوسرا آگے سے پیچھے اور تیسرا پیچھے سے آگے لائے۔ مسئلہ عورت ہر موسم میں پہلا ڈھیلا آگے سے پیچھے لیجائے اور دوسرا پیچھے سے آگے لائے اور تیسرا پھر آگے سے پیچھے لیجائے۔ (قاضی خاں عالمگیری)

مسئلہ اگر تین ڈھیلوں سے پوری صفائی نہ ہو تو اور ڈھیلے یوں ہی لے۔ پانچ سات نو وغیرہ۔ طاق عدد۔ مسئلہ پیشاب کے بعد جس کو یہ خیال ہو کہ کوئی قطرہ باقی رہ گیا یا پھر آئیگا اُس پر اِسْتِبرا واجب ہے یعنی پیشاب کے بعد ایسا کام کرنا کہ اگر قطرہ رُکا ہو تو گر جائے۔ استبرا ٹہلنے سے ہوتا ہے یا زمین پر زور سے پاؤں مارنے سے ہوتا ہے یا اونچی جگہ سے نیچے اُترنے یا نیچی جگہ سے اوپر چڑھنے سے ہوتا ہے یا داہنے پاؤں کو بائیں اور بائیں کو داہنے پر رکھکر زور دینے سے ہوتا ہے یا کھکھارنے یا بائیں کروٹ پر لیٹنے سے ہوتا ہے۔ استبرا اتنی دیر تک کرنا چاہیئے کہ اطمینان ہو جائے کہ اب قطرہ نہ آئے گا۔ استبرا کا حکم مردوں کے لئے ہے عورت بعد فارغ ہونے کے تھوڑی دیر رُکی رہے پھر طہارت کرلے۔ مسئلہ کنکر۔ پتھر۔ پھٹا ہوا کپڑا یہ سب ڈھیلے کے حکم میں ہیں۔ ان سے بھی صاف کرلینا بلا کراہت جائز ہے۔ مسئلہ کاغذ سے استنجا منع ہے چاہے اُس پر کچھ لکھا ہو یا سادہ ہو۔

مسئلہ مرد کا ہاتھ بیکار ہو تو اُسکی بی بی استنجا کرائے اور اگر عورت کا ہاتھ بیکار ہو تو شوہر کرائے کوئی اور رشتہ دار بیٹا۔ بیٹی۔ بھائی۔ بہن استنجا نہیں کرا سکتے بلکہ ایسی صورت میں معاف ہے۔ مسئلہ وضو کے بچے ہوئے پانی سے طہارت نہ کرنا چاہئے۔ مسئلہ طہارت کے بچے ہوئے پانی کو پھینکنا نہ چاہئے کہ یہ اسراف ہے بلکہ کسی اور کام میں لائے اور وضو بھی کر سکتا ہے۔

نماز کی دوسری شرط سترِ عورت کا بیان

یعنی نمازی کے لئے کم سے کم کتنا بدن ڈھکا رہنا ضروری ہے۔ مسئلہ مرد کے لئے ناف کے نیچے سے لیکر گھٹنوں کے نیچے تک عورت (چھپانے کی چیز) ہے۔ یعنی اتنے بدن کا چھپانا فرض ہے۔ ناف کا چھپانا فرض نہیں لیکن گھٹنا ڈھکنا فرض ہے۔ مسئلہ آزاد[1] عورتوں اور خنثیٰ مشکل کے لئے سارا بدن عورت ہے۔ سوا منھ اور ہتھیلیوں اور پاؤں کے تلووں کے۔ سر کے لٹکتے ہوئے بال اور گردن اور کلائیاں بھی عورت ہیں ان کا چھپانا بھی فرض ہے۔ مسئلہ اگر عورت نے اتنا باریک ڈوپٹا جس سے بال کی سیاہی چمکے اوڑھ کر نماز پڑھی تو نماز نہ ہوگی۔ مسئلہ باندی کے لئے سارا پیٹ اور پیٹھ اور دونوں پہلو اور ناف سے گھٹنوں تک عورت ہے۔ مسئلہ جن اعضاء کا چھپانا فرض ہے اُن میں سے کوئی عضو اگر چوتھائی سے کم کھل گیا تو نماز ہو جائے گی اور اگر چوتھائی عضو کھل گیا اور فوراً چھپا لیا جب بھی نماز ہو گئی اور اگر بقدر ایک رکن یعنی تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے برابر کھلا رہا یا قصداً کھولا اگرچہ فوراً چھپا لیا نماز جاتی رہی۔ مسئلہ مرد میں اعضائے عورت نو ہیں۔ ذکر۔ انثیین[2] دونوں ملکر ایک۔ دُبر[3]۔ ہر ایک سُرین[4-5] ایک ایک مستقل عورت ہے۔ ہر ران[6] علیحدہ علیحدہ ایک عورت ہے۔ ناف[8] کے نیچے سے لیکر عضو تناسل کی جڑ تک اور اس کے سیدھ میں پیٹھ اور دونوں کروٹوں کی جانب سے ملکر ایک عورت ہے۔ دُبر و انثیین کے درمیان کی جگہ ایک مُستقل عورت ہے۔ یہ جو نو[9] اعضائے عورت گنائے گئے ان میں سے ہر ایک ایک عضو ہے یعنی ایک کا چوتھائی سے کم کھل گیا تو نماز ہو جائے گی۔ مسئلہ اگر چند اعضا میں کچھ کچھ کھلا رہا کہ ہر ایک اُس عضو کی چوتھائی سے کم ہے مگر مجموعہ اُن کا اُن کھلے ہوئے اعضا میں جو سب سے چھوٹا ہے اُسکی چوتھائی کے برابر ہے تو نماز نہ ہوئی مثلاً عورت کے کان کا نواں حصہ اور پنڈلی کا نواں حصہ کھلا رہا تو مجموعہ ان دونوں کا کان کی چوتھائی کے برابر ضرور ہے لہذا نماز اس صورت میں نہ ہوگی (عالمگیری)

[1] آزاد سے مراد جو غلام یا باندی نہو اس کتاب میں جہاں جہاں آزاد کا لفظ آیا ہے اس سے مراد یہی ہے کہ شرعی طور پر غلام نہ ہو ۱۲

(ردالمحتار) **مسئلہ** نماز شروع کرتے وقت اگر کسی عضو کی چوتھائی کھلی رہی یعنی اسی حالت پر اللہ اکبر کہا تو نماز شروع نہ ہوئی۔ (ردالمحتار) **مسئلہ** آزاد عورتوں کیلئے علاوہ اُن پانچ عضو کے جنکا بیان اوپر گذرا سارا بدن عورت ہے جس میں تیئس ۲۳ اعضا شامل ہیں۔ ان میں سے جس عضو کی چوتھائی کھل جائے نماز کا وہی حکم ہے جو اوپر بیان ہوا۔ ۱۔ سر یعنی ماتھے کے اوپر سے گردن کے شروع تک۔ ۲۔ بال جو لٹکتے ہوں۔ ۳ و ۴۔ دونوں کان۔ ۵۔ گردن۔ ۶ و ۷۔ دونوں شانہ۔ ۸ و ۹ دونوں بازو کہنیوں سمیت ۱۰ و ۱۱۔ دونوں کلائیاں یعنی کہنی کے بعد سے گٹوں کے نیچے تک۔ ۱۲۔ سینہ یعنی گلے کے جوڑ سے دونوں پستان کے نیچے تک۔ ۱۳ و ۱۴۔ دونوں ہاتھ کی پیٹھ۔ ۱۵ و ۱۶۔ دونوں پستانیں۔ ۱۷۔ پیٹ یعنی سینہ کی حد جو اوپر ذکر ہوئی اُس حد سے لیکر ناف کے نچلے کنارے تک یعنی ناف کا بھی پیٹ ہی میں شمار ہے۔ ۱۸۔ پیٹھ یعنی پیچھے کی جانب سینہ کے مقابل سے کمر تک۔ ۱۹۔ دونوں شانوں کے بیچ میں جو جگہ ہے بغل کے نیچے سینہ کی نچلی حد تک۔ ۲۰ و ۲۱۔ دونوں سرین۔ ۲۲۔ فرج۔ ۲۳۔ دُبر۔ ۲۴ و ۲۵۔ دونوں رانیں یعنی ہر ران چڈھے سے گھٹنے تک یعنی گھٹنوں سمیت ایک عضو ہے گھٹنا ایک عضو نہیں ۲۶۔ ناف کے نیچے پیڑو اور اُس سے ملی جو جگہ ہے اور ان کے مقابل پیٹھ کی طرف سب ملکر ایک عورت ہے۔ ۲۷ و ۲۸۔ دونوں پنڈلیاں ٹخنوں سمیت۔ ۲۹۔ ۳۰۔ دونوں تلوے۔ بعض علما نے ہاتھ کی پیٹھ اور تلووں کو عورت میں داخل نہیں کیا۔ **مسئلہ** عورت کا چہرہ اگرچہ عورت نہیں۔ لیکن غیر محرمؑ کے سامنے منھ کھولنا منع ہے یوہیں غیر محرم کو اس کا دیکھنا جائز نہیں۔ **مسئلہ** اگر کسی مرد کے پاس ستر کیلئے جائز کپڑا نہیں اور ریشمی ہے تو فرض ہے کہ اُسی سے ستر کرے اور اسی میں نماز پڑھے البتہ اور کپڑے ہوتے ہوئے مرد کو ریشمی کپڑا پہننا حرام ہے اور ریشمی کپڑے میں نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے **مسئلہ** اگر ننگے شخص کو چٹائی یا بچھونا مل جائے تو اُسی سے ستر کرے ننگا نہ پڑھے یوہیں اگر گھاس یا پتوں سے ستر کرسکتا ہے تو یہی کرے۔ (عالمگیری) **مسئلہ** کسی کے پاس بالکل کپڑا نہ ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع و سجدہ اشارہ سے کرے چاہے دن ہو یا رات گھر میں ہو یا میدان میں۔ (ہدایہ درمختار ردالمحتار)

ع عورت کا محرم وہ مرد ہے جس سے اُسکا نکاح ہمیشہ ہمیشہ کیلئے حرام ہے کبھی کسی صورت سے جائز نہیں اور یہ حرام ہونا تین قسم کے رشتوں کی وجہ سے ہے۔ جزئیت۔ رضاعت۔ مصاہرت۔ جزئیت یہ کہ عورت و مرد میں یہ رشتہ ہو۔ مرد عورت کا جز ہو جیسے عورت کا بیٹا۔ پوتا۔ نواسہ۔ بھانجہ بھتیجا ہو۔ یا عورت مرد کا جز ہو۔ جیسے عورت کا باپ دادا۔ نانا۔ چچا۔ ماموں۔ رضاعت یہ کہ مثلاً دودھ شریکی بھائی باپ ہو۔ مصاہرت یہ کہ سسر داماد ہو اور غیر محرم وہ لوگ ہیں جن سے ان تینوں رشتوں میں سے کوئی رشتہ نہ ہو جیسے دیور جیٹھ۔ بہنوئی۔ نندوئی۔ خالو۔ پھوپھا اور چچا، ماموں خالہ پھوپھی کے بیٹے وغیرہ غیر محرم سے پردہ واجب ہے۔

مسئلہ اگر دوسرے کے پاس کپڑا ہے اور غالب گمان ہے کہ مانگنے سے دیدے گا تو مانگنا واجب ہے (ردالمحتار) مسئلہ اگر ناپاک کپڑے کے سوا کوئی اور کپڑا نہیں اور پاک کرنے کی کوئی صورت بھی نہیں تو ناپاک ہی کپڑے سے ستر کرے اور ننگا نہ پڑھے۔ (ہدایہ) مسئلہ اگر پورے ستر کے لئے کپڑا نہیں اور اتنا ہے کہ بعض اعضاء کا ستر ہو جائیگا تو اُس سے ستر واجب ہے اور اُس کپڑے سے عورت غلیظہ یعنی آگا پیچھا چھپائے اور اتنا ہو کہ ایک ہی چھپا سکتا ہے تو ایک ہی کو چھپائے۔ مسئلہ اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے چوتھائی ستر کھلتا ہے تو بیٹھ کر پڑھے۔ (درمختار۔ ردالمحتار)

نماز کی تیسری شرط یعنی وَقت کا بیَان

فجر کا وقت:۔ صبح صادق سے لیکر سورج کی کرن چمکنے تک ہے۔ **صُبح صادِق** ایک روشنی ہے جو سورج نکلنے سے پہلے سورج کے اوپر آسمان کے پوربی کناروں میں دکھائی دیتی ہے اور بڑھتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ تمام آسمان پر پھیل جاتی ہے اور اُجالا ہو جاتا ہے۔ اس روشنی کے ظاہر ہوتے ہی سحری کا وقت ختم اور نماز فجر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ اس روشنی کے پہلے بیچ آسمان میں ایک لمبی سفیدی پورب سے پچھم کیطرف اُٹھتی ہوئی دکھائی دیتی ہے جس کے نیچے سارا اُفق سیاہ ہوتا ہے۔ صبح صادق اُس کے نیچے سے پھوٹ کر اُتر دکھن دونوں پہلوؤں پر پھیل کر اوپر بڑھتی ہے۔ یہ لمبی سفیدی صبح صادق کی سفیدی میں غائب ہو جاتی ہے۔ اس لمبی سفیدی کو صبح کاذب کہتے ہیں۔ اس سے فجر کا وقت نہیں ہوتا۔ (قاضی خاں وبہار)

فائدہ۔ صُبح صادِق کی روشنی ان شہروں میں جو ۲۷۔۲۸ درجہ یا اُس کے قریب عرض البلد پر واقع ہیں (جیسے بریلی۔ لکھنؤ۔ کانپور وغیرہ) چھوٹے دنوں میں تقریباً سوا گھنٹہ اور گرمی میں تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ (کچھ کم وبیش) سورج نکلنے سے پہلے ظاہر ہوتی ہے۔ مسئلہ فجر کی نماز کیلئے تو صبح صادق کی سفیدی جب چمک کر ذرا پھیلنی شروع ہو اُسکا اعتبار کیا جائے اور عشا پڑھنے اور سحری کھانے میں ابتدائے طلوع صبح صادق کا اعتبار کریں یعنی فجر اُس وقت پڑھیں جب اچھی طرح روشنی ہو جائے اور عشا اور سحری کا وقت اُسی دم ختم سمجھیں جبکہ صُبح صادق کی سفیدی ذراسی بھی شروع ہو (عالمگیری وغیرہ)

ظہر کا وَقت۔ زوال یعنی سورج ڈھلنے سے لیکر اسوقت تک ہے کہ ہر چیز کا سایہ علاوہ سایہ اصلی کے دونا ہو جائے۔ مثلاً ٹھیک دوپہر کو کسی چیز کا سایہ چار انگل تھا اور وہ چیز آٹھ انگل کی ہے تو جب اُس چیز کا سایہ کل بیس انگل کا ہو جائے تب ظہر کا وقت ختم ہوگا۔ **فائدہ**۔ سایہ اصلی وہ سایہ

ہے جو ٹھیک دوپہر کے وقت ہوتا ہے جب آفتاب خط نصف النّہار پہ پہنچتا ہے یعنی ٹھیک بیچوں بیچ آسمان پر کہ پورب پچھم کا فاصلہ برابر ہوتا ہے تو یہ ٹھیک دوپہر ہوتی ہے۔ اِس جگہ سے ذرا پچھم کو جھکا اور ظہر کا وقت شروع ہوا۔ **فائدہ** سورج ڈھلنے کی پہچان یہ ہے کہ برابر زمین پر ایک برابر لکڑی بیدھی اس طرح گاڑیں کہ پورب پچھم بالکل جھکی نہ ہو جتنا سورج اونچا ہوتا جائے گا اس لکڑی کا سایہ کم ہوتا جائے گا جب کم ہونا رُک جائے تو یہ ٹھیک دوپہر ہے اور یہ سایہ سایۂ اصلی ہے اسکے بعد سایہ بڑھنا شروع ہوگا اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ سورج خط نصف النّہار سے جُھکا اور یہ ظہر کا وقت ہوا۔ **جمُعَہ** کا وقت وہی ہے جو ظہر کا وقت ہے۔

عَصر کا وَقت۔ ظہر کا وقت ختم ہوتے ہی عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور سورج ڈوبنے تک رہتا ہے۔ **فائدہ** ان شہروں میں عصر کا وقت کم سے کم تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ ہوتا ہے اور زیادہ سے زیادہ دو گھنٹہ (کچھ منٹ کم و بیش) جاڑوں میں یعنی نومبر سے فروری کے تیسرے ہفتہ تک تقریباً پونے چار مہینہ تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ رہتا ہے اور یہ قریب قریب سب سے چھوٹا وقت عصر ہے۔ اور اپریل مئی میں تقریباً پونے دو گھنٹہ (کچھ کم و بیش مختلف تاریخوں میں) اور آخر مئی و جون میں تقریباً دو گھنٹہ (کچھ کم و بیش مختلف تاریخوں میں)۔ پھر اگست۔ ستمبر میں تقریباً پونے دو گھنٹہ اور آخر اکتوبر تک ڈیڑھ گھنٹہ کے قریب آجاتا ہے۔ **تنبیہ** یہ جو وقت لکھا گیا ہے۔ وہ مختلف شہروں اور مختلف تاریخوں کے لحاظ سے دو چار چھ منٹ کم و بیش بھی ہوگا یہ ایک موٹا اندازہ کرنے کیلئے لکھدیا ہے۔ جن صاحبوں کو ہر مقام اور ہر تاریخ کا صحیح صحیح وقت معلوم کرنا ہو وہ ہماری کتاب الاوقات ملاحظہ فرمائیں

مَغرِب کا وَقت۔ سورج ڈوبنے کے بعد سے شفق جانے تک ہے۔ شفق سے مراد وہ سپیدی ہے جو سرخی جانے کے بعد پچھم میں صبح صادق کی سپیدی کی طرح اُتّر دکھن پھیلی رہتی ہے (ہدایہ عالمگیری خانیہ) یہ وقت ان شہروں میں کم سے کم سوا گھنٹہ اور زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ گھنٹہ ہوتا ہے تقریباً۔ **فائدہ**۔ ہر روز جتنا وقت فجر کا ہوتا ہے اتنا ہی مغرب کا بھی ہوتا ہے۔

عشاء کا وَقت۔ شفق کی سپیدی غائب ہونے کے بعد سے لیکر صبح صادق شروع ہونے تک ہے شفق کی سپیدی غائب ہونے کے بعد ایک لمبی پورب پچھم پھیلی ہوئی سپیدی بھی ہوتی ہے اسکا کچھ اعتبار نہیں وہ مثل صبح کاذب کے ہے۔ اس سے پہلے مغرب کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور اس کے ہوتے ہوئے بھی عشاء کا وقت ہو جاتا ہے۔ **وِتر کا وَقت** وہی ہے جو عشاء کا وقت ہے البتہ عشاء کی نماز سے پہلے نہیں پڑھی جا سکتی کہ ان میں ترتیب فرض ہے اگر قصداً عشاء کی نماز پڑھنے سے پہلے وتر

پڑھ لی تو وتر نہ ہوگی عشاء کے بعد پھر پڑھنا ہوگا۔ ہاں اگر بھول کر وتر پڑھ لی یا بعد کو معلوم ہوا کہ عشاء کی نماز بے وضو پڑھی تھی اور وتر وضو کے ساتھ تو وتر ہو گئی۔ (درمختار عالمگیری) **مسئلہ** جس خطۂ زمین میں جن دنوں میں عشاء کا وقت آتا ہی نہیں تو وہاں ان دنوں میں عشاء اور وتر کی قضا پڑھی جائے۔ (بہار شریعت)

مُسْتَحَبْ اَوْقات

فجر میں تاخیر مُستحَبْ ہے۔ یعنی جب خوب اُجالا ہو جائے تب شروع کرے مگر ایسا وقت ہونا مُستحب ہے کہ چالیس سے ساٹھ آیت ترتیل کے ساتھ پڑھ سکے اور سلام پھیرنے کے بعد پھر اتنا وقت باقی رہے کہ اگر نماز میں فساد ظاہر ہو تو طہارت کر کے ترتیل سے چالیس سے ساٹھ آیت دوبارہ پڑھ سکے۔ اور اتنی تاخیر مکروہ ہے کہ آفتاب نکلنے کا شک ہو جائے۔ (قاضی خاں وغیرہ) **مسئلہ** عورتوں کے لئے ہمیشہ فجر کی نماز اوّل وقت میں مستحب ہے اور باقی نمازوں میں بہتر یہ ہے کہ مردوں کی جماعت کا انتظار کریں۔ جب جماعت ہو چکے تب پڑھیں۔ **مسئلہ** جاڑے کی ظہر میں جلدی مستحب ہے گرمی کے دنوں میں دیر کر کے پڑھنا مستحب ہے خواہ تنہا پڑھے یا جماعت کے ساتھ۔ البتہ اگر گرمیوں میں ظہر کی نمازِ جماعت اول وقت میں ہوتی ہو تو مستحب وقت کے لئے جماعت چھوڑنا جائز نہیں موسم ربیع جاڑوں کے حکم میں ہے اور خریف گرمیوں کے حکم میں۔ (ردالمحتار عالمگیری) **مسئلہ** جمعہ کا مستحب وقت وہی ہے جو ظہر کے لئے مستحب ہے۔ (بحر) **مسئلہ** عصر کی نماز میں ہمیشہ تاخیر مستحب ہے۔ مگر نہ اتنی تاخیر کہ خود آفتاب کے گولہ میں زردی آجائے کہ اُس پر بے تکلف بے غبار و بخار نگاہ جمنے لگے۔ دھوپ کی زردی کا اعتبار نہیں۔ (عالمگیری وردالمختار وغیرہ) **مسئلہ** بہتر یہ ہے کہ ظہر مثل اوّل میں پڑھے اور عصر مثل ثانی کے بعد (غنیہ) **مسئلہ** تجربہ سے ثابت ہوا کہ قرص آفتاب میں یہ زردی اُس وقت آجاتی ہے جب غروب میں بیس منٹ باقی رہ جاتے ہیں تو اسی قدر وقت کراہت ہے۔ یونہیں بعد طلوع بیس منٹ کے بعد جواز نماز کا وقت ہو جاتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ و بہار شریعت) **مسئلہ** تاخیر سے مراد یہ ہے کہ وقت مستحب کے دو حصے کئے جائیں اور پچھلے حصّہ میں نماز ادا کی جائے۔ **مسئلہ** بدلی کے دن کے سوا مغرب میں ہمیشہ تعجیل مستحب ہے اور دو رکعت سے زائد کی تاخیر مکروہ تنزیہی اور اگر بغیر عذر سفر و مرض وغیرہ اتنی تاخیر کی کہ ستارے گتھ گئے تو مکروہ

تعجیل۔ جلدی کرنا۔ تاخیر۔ دیر کرنا۔

تحریمی۔ (درمختار عالمگیری فتاویٰ رضویہ) **مسئلہ** عشا میں تہائی رات تک تاخیر مستحب ہے۔ اور آدھی رات تک تاخیر مباح یعنی جبکہ آدھی رات ہونے سے پہلے فرض پڑھ چکے۔ اور اتنی تاخیر کہ رات ڈھل گئی مکروہ ہے کہ باعث تقلیل جماعت ہے۔ (بحر درمختار خانیہ) **مسئلہ** عشار کی نماز پڑھنے سے پہلے سونا مکروہ ہے۔ **مسئلہ** عشار کی نماز کے بعد دنیا کی باتیں کرنا قصّے کہانی کہنا سننا مکروہ ہے۔ ضروری باتیں تلاوت قرآن شریف اور ذکر اور دینی مسائل اور بزرگوں کے قصّے اور مہمان سے بات چیت کرنے میں حرج نہیں۔ یوہیں صبح صادق سے آفتاب نکلنے تک ذکر الٰہی کے سوا ہر بات مکروہ ہے (درمختار ردالمحتار) **مسئلہ** جو شخص اپنے جاگنے پر بھروسا رکھتا ہو اُس کو آخر رات میں وتر پڑھنا مستحب ہے ورنہ سونے سے پہلے پڑھ لے۔ پھر اگر آخر رات میں آنکھ کھلی تو تہجد پڑھے۔ وتر دوبارہ پڑھنا جائز نہیں (قاضی خاں) **مسئلہ** بدلی کے دن عصر اور عشار میں تعجیل مستحب ہے اور باقی نمازوں میں تاخیر مستحب ہے۔

مکروہ اوقات

طلوع و غروب و نصف النّہار۔ ان تینوں وقتوں میں کوئی نماز جائز نہیں۔ نہ فرض نہ واجب نہ نفل نہ ادا نہ قضا نہ سجدۂ تلاوت نہ سجدۂ سہو۔ البتہ اُس روز کی عصر کی نماز اگر نہیں پڑھی تو اگرچہ آفتاب ڈوبتا ہو پڑھ لے مگر اتنی دیر کرنا حرام ہے **مسئلہ** طلوع سے مراد سورج کا کنارہ نکلنے سے لیکر پورا نکل آنے کے بعد اس وقت تک ہے کہ اس پر آنکھ چندھیانے لگے۔ اور اتنا کل وقت بیس[۲۰] منٹ ہے۔ **مسئلہ** نصف النّہار سے مراد نصف النّہار شرعی سے لیکر نصف النّہار حقیقی یعنی سورج ڈھلنے تک ہے جس کو ضحوۂ کبریٰ کہتے ہیں۔ **مسئلہ** نصف النّہار شرعی معلوم کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ آج جس وقت سے صبح صادق شروع ہوئی اُس وقت سے لیکر سورج ڈوبنے تک جتنے گھنٹے ہوں اُنکے دو حصّے کرو پہلا حصّہ کے ختم پر نصف النہار شرعی شروع ہو جائیگی اور سورج ڈھلتے ہی ختم ہو جائے گی۔ مثلاً آج ۲۰ رمارچ کو چھ بجے شام کو سورج ڈوبا اور تقریباً چھ ہی بجے نکلا۔ بارہ[۱۲] بجے دن کو ٹھیک دوپہر ہوئی اور ساڑھے چار بجے صبح کو صبح صادق ہوئی تو کل صبح صادق سے سورج ڈوبنے تک ساڑھے تیرہ گھنٹے ہوئے جس کا آدھا پونے سات گھنٹہ ہوا۔ اب صبح صادق کے شروع یعنی ساڑھے چار بجے سے یہ پونے سات گھنٹہ وقت گذرنے دو تو سوا گیارہ بج جائیں گے اب سوا گیارہ بجے نصف النّہار شرعی یعنی ضحوۂ

نصف النّہار۔ دوپہر۔ طلوع۔ نکلنا۔ غروب۔ ڈوبی۔

کبریٰ شروع ہوا اور ٹھیک بارہ بجتے ہی جب سورج پچھم کو ڈھلا ضحوۂ کبریٰ ختم ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ آج پون گھنٹہ یعنی سوا گیارہ بجے دن سے بارہ بجے تک نصف النّہار شرعی رہا یہ اتنا پون گھنٹہ کا وقت ناجائز وقت ہے۔ **تنبیہ**۔ ان شہروں کے لحاظ سے یہ ایک تقریبی مثال ہے۔ مختلف مقامات و مختلف زمانوں میں کم و بیش بھی ہوگا۔ ہر جگہ اور ہر دن کا اسی قاعدے سے ٹھیک ٹھیک ضحوۂ کبریٰ نکالیں **مسئلہ** جنازہ اگر اوقات ممنوعہ میں لایا گیا تو اُسی وقت پڑھیں کوئی کراہت نہیں۔ کراہت اُس صورت میں ہے کہ پیشتر سے تیار موجود ہے اور دیر کی یہاں تک کہ وقت کراہت آگیا۔ (عالمگیری ردالمحتار) **مسئلہ** ان تینوں وقتوں میں تلاوتِ قرآن مجید بہتر نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ ذکر و درود شریف میں مشغول رہے۔ (عالمگیری) **مسئلہ** بارہ وقتوں میں نوافل پڑھنا منع ہے۔ ۱۔ صبح صادق سے سورج نکلنے تک کوئی نفل جائز نہیں سوا فجر کی دو رکعت سنت کے۔ ۲۔ اپنے مذہب کی جماعت کیلئے اقامت ہوئی تو اقامت سے ختم جماعت تک نفل و سنت پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ البتہ اگر نماز فجر قائم ہو چکی اور جانتا ہے کہ سنت پڑھے گا جب بھی جماعت مل جائیگی اگرچہ قعدہ میں شرکت ہوگی تو حکم ہے کہ جماعت سے دور الگ فجر کی سنت پڑھ کر جماعت میں شریک ہو جائے اور اگر یہ جانتا ہے کہ سنت پڑھونگا تو جماعت نہ ملیگی اور سنت کے خیال سے جماعت چھوڑی تو یہ ناجائز اور گناہ ہے اور فجر کے سوا باقی نمازوں میں اگرچہ یہ جانتے کہ سنت پڑھ کے جماعت مل جائے گی سنت پڑھنا جائز نہیں جبکہ جماعت کے لئے اقامت ہوئی۔ ۳۔ نماز عصر پڑھنے کے بعد سے آفتاب زرد ہونے تک نفل پڑھنا منع ہے۔ ۴۔ سورج ڈوبنے سے لیکر مغرب کی فرض پڑھنے تک نفل جائز نہیں۔ (عالمگیری درمختار)۔ ۵۔ جس وقت امام اپنی جگہ سے جمعہ کے خطبہ کیلئے کھڑا ہوا اُس وقت سے لیکر فرض جمعہ ختم ہونے تک نفل منع ہے۔ ۶۔ عین خطبہ کے وقت اگرچہ پہلا ہو یا دوسرا اور جمعہ کا ہو یا عیدین کا خطبہ ہو یا کسوف و استسقا و حج و نکاح کا ہو۔ ہر نماز حتیٰ کہ قضا بھی ناجائز ہے مگر صاحب ترتیب کے لئے جمعہ کے خطبہ کے وقت قضا کی اجازت ہے۔ (درمختار) **مسئلہ** جمعہ کی سنتیں شروع کردی تھیں کہ امام خطبہ کے لئے اپنی جگہ سے اُٹھا تو چاروں رکعتیں پوری کرلے۔ (عالمگیری)۔ ۷۔ عیدین کی نماز سے پہلے نفل مکروہ ہے چاہے گھر میں پڑھے یا عیدگاہ میں یا مسجد میں۔ (عالمگیری درمختار) ۸۔ عیدین کی نماز کے بعد نفل مکروہ ہے جبکہ عیدگاہ یا مسجد میں پڑھے گھر میں پڑھنا مکروہ نہیں (عالمگیری درمختار)۔ ۹۔ عرفات میں جو ظہر و عصر ملا کر پڑھتے ہیں ان کے بیچ میں اور بعد میں بھی نفل و سنت مکروہ ہے۔ ۱۰۔ مزدلفہ میں جو مغرب و عشاء جمع کئے جاتے ہیں فقط ان کے بیچ میں نفل و سنت پڑھنا مکروہ

ہے بعد میں مکروہ نہیں (عالمگیری درمختار)۔ ۱۱۔ فرض کا وقت تنگ ہو تو ہر نماز یہاں تک کہ سنت فجر و ظہر مکروہ ہے۔ ۱۲۔ جس بات سے دل بٹے اور اسکو دور کر سکتا ہو تو اُسے بلا دور کئے ہر نماز مکروہ ہے جیسے پیشاب یا پاخانہ یا ریاح کا غلبہ ہو تو ایسی حالت میں نماز مکروہ ہے۔ البتہ اگر وقت جاتا ہو تو پڑھ لے اور ایسی نماز پھر دہرائے۔ یونہیں کھانا سامنے آگیا اور اسکی خواہش ہو یا اور کوئی ایسی بات ہو جس سے دل کو اطمینان نہ ہو اور خشوع میں فرق آئے تو ایسی صورت میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ (درمختار وغیرہ) **مسئلہ** فجر اور ظہر کے پورے وقت اوّل سے آخر تک بلا کراہت ہیں یعنی یہ نمازیں اپنے وقت کے جس حصہ میں پڑھی جائیں بالکل مکروہ نہیں۔ (بحر الرائق و بہار شریعت)

اذان کا بیان

اذان کا ثواب حدیثوں میں بہت آیا۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضور نے فرمایا۔ اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ اذان کہنے میں کتنا ثواب ہے تو اس پر آپس میں تلوار چلتی (رواہ احمد) **مسئلہ** اذان شعائر اسلام سے ہے کہ اگر کسی شہر یا گاؤں یا محلہ کے لوگ اذان دینا چھوڑ دیں تو بادشاہ اسلام اُن پر جبر کرے اور نہ مانیں تو قتال کرے۔ (قاضی خاں) آذان کا طریقہ اور اسکے الفاظ۔ خارج مسجد اونچی جگہ قبلہ رُخ کھڑا ہو کر کانوں کے سوراخوں میں انگلیاں ڈال کر یا کانوں پر ہاتھ رکھ کر اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے۔ یہ دونوں ملکر ایک کلمہ ہوا۔ پھر ذرا ٹھہر کر پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے۔ یہ دونوں ملکر ایک کلمہ ہوا۔ پھر دو دفعہ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے پھر دو دفعہ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہے۔ پھر داہنے طرف مُنھ پھیر کے دو بار حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ کہے۔ پھر بائیں طرف مُنھ کرکے حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ دو بار کہے۔ پھر قبلہ کو مُنھ کر لے۔ اور اللہ اکبر اللہ اکبر کہے یہ بھی ایک کلمہ ہوا پھر ایک بار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے۔ اذان ختم ہوئی۔ اب پہلے درود شریف پھر یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَآئِمَۃِ اٰتِ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَالدَّرَجَۃَ الرَّفِیْعَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ۔ **مسئلہ** فجر کی اذان میں حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے بعد دو بار اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ بھی کہے کہ مستحب ہے اگر نہ کہا جب بھی اذان ہو جائے گی۔ **مسئلہ** پانچوں وقت کی فرض نماز اور انھیں میں جمعہ بھی ہے۔ جب جماعت مستحبہ کے ساتھ مسجد میں وقت پر ادا کی جائیں تو اُن کے لئے اذان سنت مؤکدہ ہے اور اسکا حکم مثل واجب کے ہے کہ اگر اذان نہ کہی گئی تو وہاں کے

سب لوگ گنہگار ہوں گے۔ (خانیہ ہندیہ درمختار و ردالمحتار) **مسئلہ** مسجد میں بلا اذان و اقامت کے جماعت پڑھنا مکروہ ہے۔ (عالمگیری) **مسئلہ** اگر کوئی شخص گھر میں نماز پڑھے اور اذان نہ کہے تو کراہت نہیں۔ اس لئے کہ وہاں کی مسجد کی اذان اسکے لئے کافی ہے لیکن کہہ لینا مستحب ہے **مسئلہ** وقت ہونے کے بعد اذان کہی جائے۔ اگر وقت سے پہلے کہی گئی تو وقت ہونے پر پھر کہی جائے۔ (قاضی خاں۔ شرح وقایہ عالمگیری۔ ہدایہ۔ نہایہ) **مسئلہ** اذان کا وقت وہی ہے جو نماز کا وقت ہے **مسئلہ** اذان کا مستحب وقت وہی ہے جو نماز کا مستحب وقت ہے **مسئلہ** اگر اول وقت اذان ہوئی اور آخر وقت میں نماز تو بھی سنت اذان ادا ہوگئی۔ (درمختار و ردالمحتار) **مسئلہ** فرض نمازوں کے سوا کسی نماز کیلئے اذان نہیں۔ نہ وتر میں نہ جنازہ میں نہ عیدین میں نہ نذر میں نہ سنن رواتب میں نہ تراویح میں نہ استسقا میں نہ چاشت میں نہ کسوف و خسوف میں نہ نفل نمازوں میں۔ (عالمگیری وغیرہ) **مسئلہ** عورتوں کو اذان و اقامت کہنا مکروہ تحریمی ہے اگر کہیں گی گنہگار ہوں گی اور ان کی اذان پھر سے کہی جائے۔ **مسئلہ** عورتیں اپنی نماز ادا پڑھیں یا قضا اسکے لئے اذان و اقامت مکروہ ہے۔ اگرچہ جماعت سے پڑھیں حالانکہ ان کی جماعت خود مکروہ ہے۔ (درمختار وغیرہ) **مسئلہ** سمجھدار بچہ اور اندھے اور بے وضو کی اذان صحیح ہے۔ (درمختار) مگر بے وضو اذان کہنا مکروہ ہے۔ (مراقی الفلاح) **مسئلہ** جمعہ کے دن شہر میں ظہر کی نماز کے لئے اذان ناجائز ہے۔ اگرچہ ظہر پڑھنے والے معذور ہوں جن پر جمعہ فرض نہ ہو۔ (درمختار ردالمحتار) **مسئلہ** اذان وہ کہے جو نماز کے وقتوں کو پہچانتا ہو اور وقت نہ پہچانتا ہو تو اس ثواب کے لائق نہیں جو مؤذن کے لئے ہے۔ (بزازیہ عالمگیری و غنیہ و قاضی خاں)۔ **مسئلہ** اگر موذن ہی امام بھی ہو تو بہتر ہے۔ (عالمگیری) **مسئلہ** اذان کے بیچ میں بات چیت کرنا منع ہے اگر کچھ بات کی تو پھر سے اذان کہے۔ (صغیری) **مسئلہ** اذان میں لحن حرام ہے۔ یعنی گانے کے طور پر اذان دینا یا اَللّٰہ کے الف کو مد کے ساتھ آللّٰہ کہنا یا اَکبر کے الف کو کھینچ کر آکبر کہنا یا اکبر کی ب کو کھینچ کر اَکبار کر دینا۔ یہ سب حرام ہے۔ البتہ اچھی اور اونچی آواز سے اذان کہنا بہتر ہے۔ (ہندیہ و درمختار و ردالمحتار) **مسئلہ** اگر اذان آہستہ ہوئی تو پھر اذان کہی جائے اور پہلی جماعت اولیٰ نہیں۔ (قاضی خاں) **مسئلہ** اذان مئذنہ پر کہی جائے یا خارج مسجد کہی جائے مسجد میں اذان نہ کہے۔ (خلاصہ و عالمگیری و قاضی خاں)۔

اذان کا جواب۔ جب اذان سنے تو جواب دینے کا حکم ہے یعنی مؤذن جو کلمہ کہے اسکے بعد سننے والا بھی وہی کلمہ کہے مگر حَیَّ عَلَی الصَّلوٰۃ اور حَیَّ عَلَی الفَلَاح کے جواب میں لَا حَوْلَ

وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہ کہے اور بہتر یہ ہے کہ دونوں کہے بلکہ اتنا اور بڑھائے مَا شَاءَ اللّٰہُ کَانَ وَمَا لَمْ یَشَأْ لَمْ یَکُنْ (ردالمحتار و عالمگیری) **مسئلہ** اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے جواب میں صَدَقْتَ وَبَرِرْتَ وَبِالْحَقِّ نَطَقْتَ کہے (درمختار و ردالمحتار) **مسئلہ** جُنُب بھی اذان کا جواب دے حیض و نفاس والی عورت پر اور خطبہ سننے والے اور نماز جنازہ پڑھنے والے اور جو جماع میں مشغول ہے یا قضائے حاجت میں ہو ان پر جواب نہیں **مسئلہ** جب اذان ہو تو اتنی دیر کے لئے سلام کلام اور سلام کا جواب۔ تمام اشغال موقوف کردے یہاں تک کہ قرآن مجید کی تلاوت میں اذان کی آواز آئے تو تلاوت روک دے اور اذان کو غور سے سنے اور جواب دے۔ اور یہی اقامت میں بھی کرے۔ (درمختار عالمگیری) جو اذان کے وقت باتوں میں مشغول رہے اُس پر معاذ اللّٰہ خاتمہ بُرا ہونے کا خوف ہے۔ (فتاوی رضویہ رضی اللّٰہ عن صاحبہا) **مسئلہ** راستہ چل رہا تھا کہ اذان کی آواز آئی تو اتنی دیر کھڑا ہو جائے۔ سنے اور جواب دے۔ (عالمگیری بزازیہ) **مسئلہ اقامت مثل** اذان کے ہے یعنی جو احکام اذان کے بیان کئے گئے وہی سب اقامت کے بھی ہیں البتہ ان چند باتوں میں فرق ہے۔ اقامت میں بعد حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کے قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ بھی دوبار کہیں اور اس میں بھی آواز اونچی ہو مگر اتنی نہیں جتنی کہ اذان میں ہوتی ہے بلکہ اتنی ہو کہ سب حاضرین تک آواز پہنچ جائے۔ اقامت کے کلمات جلد جلد کہیں درمیان میں سکتہ نہ کریں نہ کانوں پر ہاتھ رکھیں نہ کانوں میں انگلیاں ڈالیں اور صبح کی اقامت میں اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْم نہ کہے اقامت مسجد کے اندر کہی جائے **مسئلہ** اگر امام نے اقامت کہی تو قد قامت الصلوٰۃ کے وقت آگے بڑھ کر مُصلّے پر چلا جائے۔ (درمختار ردالمحتار غنیہ عالمگیری وغیرہ) **مسئلہ** اقامت میں بھی حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ اور حَیَّ عَلَی الفلاح کے وقت داہنے بائیں منہ پھیرے۔ (درمختار) **مسئلہ** اقامت کے وقت کوئی شخص آیا تو اُسے کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ بیٹھ جائے جب حی علی الفلاح کہی جائے اُس وقت کھڑا ہو یونہیں جو لوگ مسجد میں موجود ہیں وہ بھی بیٹھے رہیں جب مکبّر حی علی الفلاح پر پہنچے اُسوقت اُٹھیں یہی حکم امام کے لئے بھی ہے۔ (عالمگیری) آجکل اکثر جگہ رواج پڑ گیا ہے کہ اقامت کے وقت سب لوگ کھڑے رہتے ہیں بلکہ اکثر جگہ تو یہاں تک ہے کہ جب تک امام مصلے پر کھڑا نہ ہو جائے اُس وقت تک تکبیر نہیں کہی جاتی یہ خلاف سنت ہے **مسئلہ** اذان کے بیچ میں اور اسی طرح اقامت کے بیچ میں بولنا ناجائز ہے۔ اگر مؤذن و مکبر کو کوئی سلام کرے تو اسکا جواب نہ دے۔ اور ختم کے بعد بھی جواب دینا واجب نہیں۔ (عالمگیری) **مسئلہ** اقامت کا جواب

مستحب ہے۔ اسکا جواب بھی اذان کے جواب کی طرح ہے۔ فرق اتنا ہے کہ قد قامت الصَّلوٰۃ کے جواب میں اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ کہے (عالمگیری) یا یہ کہے اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا وَجَعَلَنَا مِنْ صَالِحِيْ اَهْلِهَا اَحْيَاءً وَّاَمْوَاتًا (بہار شریعت) **مسئلہ** اگر اذان کے وقت جواب نہ دیا تو اگر زیادہ دیر نہ ہوئی ہو تو اب دے لے۔ (در مختار) **مسئلہ** خطبہ کی اذان کا جواب زبان سے دینا مقتدیوں کو جائز نہیں۔ (در مختار) **مسئلہ** اذان و اقامت کے درمیان وقفہ کرنا سنت ہے۔ اذان کہتے ہی اقامت کہہ دینا مکروہ ہے۔ مغرب میں وقفہ تین چھوٹی یا ایک بڑی آیت پڑھنے کے برابر ہو۔ باقی نمازوں میں اذان و اقامت کے درمیان اتنی دیر تک ٹھہرے کہ جو لوگ جماعت کے پابند ہیں وہ آجائیں مگر اتنا انتظار نہ کیا جائے کہ وقت کراہت آجائے۔

نماز کی چوتھی شرط کا بیان

نماز کی چوتھی شرط استقبال قبلہ ہے۔ یعنی کعبہ شریف کی طرف منہ کرنا۔ **مسئلہ** نماز اللہ ہی کیلئے پڑھی جائے اور اسی کے لئے سجدہ کیا جائے۔ نہ کہ کعبہ کو۔ اگر معاذ اللہ کسی نے کعبہ کیلئے سجدہ کیا تو حرام و گناہ کبیرہ کیا اور اگر کعبہ کی عبادت کی نیت کی جب تو کھلا کفر ہے اسلئے کہ خدا کے سوا کسی اور کی عبادت کفر ہے۔ (در مختار و افادات رضویہ) **مسئلہ** جو شخص قبلہ کیطرف منھ کرنے سے مجبور ہو تو وہ جس رُخ نماز پڑھ سکے پڑھ لے۔ اور بعد میں نماز دہرانے کی ضرورت نہیں (منیہ) **مسئلہ** بیمار میں اتنی طاقت نہیں کہ منھ کعبہ شریف کیطرف کر سکے اور وہاں کوئی ایسا نہیں جو اُسکا منہ کعبہ کیطرف کرا دے تو جس رُخ پڑھے نماز ہو جائے گی۔ **مسئلہ** کسی کے پاس اپنا یا امانت کا مال ہے اور جانتا ہے کہ قبلہ رو ہونے میں چوری ہو جائیگی تو جس طرف چاہے پڑھے **مسئلہ** شریر جانور پر سوار ہے کہ اُترنے نہیں دیتا یا اُتر تو جائیگا مگر بے مددگار کے سوار نہ ہونے دیگا یا یہ بوڑھا ہے کہ پھر خود سوار نہ ہو سکے گا اور کوئی ایسا نہیں جو سوار کرا دے تو جس رُخ بھی نماز پڑھے ہو جائے گی۔ **مسئلہ** اگر سواری روکنے پر قادر ہے تو روک کر پڑھے اور ممکن ہو تو قبلہ کو مُنھ کرے ورنہ جیسے بھی ہو سکے پڑھے۔ اگر سواری روکنے میں قافلہ نظر سے چھپ جائے گا تو سواری ٹھہرانا بھی ضروری نہیں چلتے ہی پڑھے۔ (رد المحتار) **مسئلہ** چلتی کشتی میں نماز پڑھے تو تحریمہ کے وقت قبلہ کو منہ کرے اور جیسے جیسے کشتی گھومتی جائے خود بھی قبلہ کو مُنہ پھیرتا رہے چاہے فرض ہو نماز یا نفل (غنیہ) **مسئلہ** اگر قبلہ نہ معلوم ہوا اور کوئی بتلانے والا بھی نہ ہو تو سوچے جدھر قبلہ ہونے پر دل جمے اُسی طرف نماز پڑھے اُسکے حق میں وہی قبلہ ہے۔ (منیہ) **مسئلہ** تحرّی کر کے یعنی سوچ کر نماز پڑھی بعد

میں معلوم ہوا کہ قبلہ کیطرف نماز نہیں پڑھی تو نماز دہرانے کی ضرورت نہیں یہ نماز ہوگئی۔ (منیہ) مسئلہ تحری کر کے نماز پڑھ رہا تھا اور درمیان میں اگرچہ سجدہ سہو میں ہو رائے بدل گئی یا غلطی معلوم ہوئی تو فرض ہے کہ فوراً گھوم جائے۔ اور پہلے جتنی پڑھ چکا ہے اس میں خرابی نہ آئیگی۔ اسی طرح اگر چار رکعتیں چار طرف میں پڑھی جائز ہے اور اگر فوراً نہ گھوما اور تین بار سبحان اللہ کہنے برابر دیر کی تو نماز نہ ہوئی۔ (درمختار و ردالمحتار) مسئلہ نمازی نے قبلہ سے بلا عذر قصداً سینہ پھیر دیا اگرچہ فوراً ہی قبلہ کی طرف ہوگیا نماز جاتی رہی اور اگر بلا قصد پھر گیا اور تین تسبیح کا وقفہ نہ ہوا تو نماز ہوگئی (منیہ و بحر) مسئلہ اگر صرف منھ قبلہ سے پھیرا تو واجب ہے کہ فوراً قبلہ کیطرف کرلے نماز نہ جائے گی۔ مگر بلا عذر پھیرنا مکروہ ہے۔ (منیہ)۔

پانچویں شرط نیت کا بیان

نیت سے مراد دل کا پکا ارادہ ہے۔ محض تصور و خیال کافی نہیں جب تک ارادہ نہ ہو مسئلہ اگر زبان سے بھی کہہ لے تو اچھا ہے مثلاً یوں کہ نیت کی میں نے دو رکعت فرض فجر کی اللہ تعالیٰ کے لئے منھ میرا کعبہ شریف کی طرف اللہ اکبر۔ مسئلہ مقتدی کو اقتدا کی نیت بھی ضروری ہے مسئلہ امام نے امام ہونے کی نیت نہ کی جب بھی مقتدیوں کی نماز اس کے پیچھے صحیح ہے لیکن ثواب جماعت نہ پائیگا۔ مسئلہ نماز جنازہ کی نیت یہ ہے۔ نیت کی میں نے نماز کی اللہ کے لئے اور دعا کی اس میت کے لئے اللہ اکبر۔

نماز کی چھٹی شرط کا بیان

نماز کی چھٹی شرط تکبیر تحریمہ ہے یعنی نیت کے وقت جو اللہ اکبر کہی جاتی ہے اسکو تکبیر تحریمہ کہتے ہیں۔ اس تکبیر کے کہتے ہی نماز شروع ہوگئی یہ فرض ہے بغیر اسکے نماز شروع نہیں ہوتی مسئلہ مقتدی نے امام سے پہلے تکبیر تحریمہ کہہ لی تو جماعت میں شامل نہ ہوا۔

اب جبکہ نماز کے چھؤ شرائط یعنی طہارت[۱]۔ ستر عورت[۲]۔ وقت[۳]۔ استقبال قبلہ[۴]۔ نیت[۵] اور تکبیر تحریمہ[۶] کے مسائل بیان ہوچکے تو نماز پڑھنے کا طریقہ بیان کیا جاتا ہے۔

نماز کا طریقہ

نماز پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ باوضو قبلہ کی طرف منھ کر کے اس طرح کھڑا ہو کہ دونوں پنجوں میں چار انگل کا فاصلہ رہے اور دونوں ہاتھ کان تک لے جائے کہ انگوٹھے کان کی لو سے چھو جائیں۔ باقی

انگلیاں اپنے حال پر رہیں نہ بالکل ملی نہ بہت پھیلی اور ہتھیلیاں قبلہ کیطرف ہوں اور نگاہ سجدہ کی جگہ پر ہو اور جس وقت کی جو نماز پڑھتا ہو دل میں اُسکا پکّا ارادہ کر کے اللّٰہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ نیچے لاکر ناف کے نیچے باندھ لے۔ اسطرح کہ داہنی ہتھیلی کی گدّی بائیں کلائی کے سرے پر ہو اور بیچ کی تینوں انگلیاں بائیں کلائی کی پیٹھ پر اور انگوٹھا اور چھوٹی انگلی کلائی کے اغل بغل ہو۔ اور ثنا پڑھے یعنی سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ۔ پھر تعوذ پڑھے یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ پھر تسمیہ پڑھے یعنی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ پھر اَلْحَمْدُ پوری پڑھے اور ختم پر آہستہ سے آمین کہے۔ اس کے بعد کوئی سورت یا تین آیتیں پڑھے یا ایسی ایک آیت پڑھے جو تین آیتوں کے برابر ہو اب اللّٰہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں جائے اور گھٹنوں کو ہاتھ سے پکڑے اسطرح پر کہ ہتھیلیاں گھٹنے پر ہوں اور انگلیاں خوب پھیلی ہوں۔ اور پیٹھ بچھی ہو اور سر پیٹھ کے برابر ہو۔ اونچا نیچا نہ ہو۔ اور نظر پیر کی طرف ہو اور کم سے کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ کہے پھر سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہتا ہوا سیدھا کھڑا ہو جائے اور جو منفرد یعنی اکیلا ہو تو اس کے بعد اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہے۔ پھر اللّٰہ اکبر کہتا ہوا سجدہ میں جائے اسطرح کہ پہلے گھٹنا زمین پر رکھے پھر ہاتھ پھر دونوں ہاتھوں کے بیچ میں سر رکھے اسطور پر کہ پہلے ناک تب ماتھا اور ناک کی ہڈی زمین پر جم جائے اور نظر ناک کی طرف رہے۔ اور بازوؤں کو کروٹوں سے اور پیٹ کو رانوں سے اور رانوں کو پنڈلیوں سے جدا رکھے۔ اور دونوں پاؤں کی سب انگلیوں کو قبلہ کی طرف رکھے اس طرح کہ انگلیوں کا سارا پیٹ زمین پر جما رہے۔ اور ہتھیلیاں بچھی ہوں اور انگلیاں قبلہ کی طرف ہوں۔ اور کم سے کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى کہے پھر سر اُٹھائے اس طرح کہ پہلے ماتھا پھر ناک پھر منہ پھر ہاتھ۔ اور داہنا قدم کھڑا کر کے اُسکی انگلیاں قبلہ رُخ کرے اور بایاں قدم بچھا کر اُسپر خوب سیدھا بیٹھ جائے اور ہتھیلیاں بچھا کر رانوں پر گھٹنوں کے پاس رکھے کہ دونوں ہاتھ کی انگلیاں قبلہ کو ہوں اور انگلیوں کا سرا گھٹنے کے پاس ہو۔ پھر ذرا ٹھہر کر اللّٰہ اکبر کہتا ہوا دوسرا سجدہ کرے۔ یہ سجدہ بھی پہلے کی طرح کرے۔ پھر سر اُٹھائے اور ہاتھ کو گھٹنے پر رکھ کر پنجوں کے بل کھڑا ہو جائے۔ اُٹھتے وقت بلا عذر ہاتھ زمین پر نہ ٹیکے۔ یہ ایک رکعت پوری ہو گئی۔ اب پھر صرف بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھ کر اَلْحَمْدُ اور سورۃ پڑھے اور پہلے کی طرح رکوع اور سجدہ کرے پھر جب دوسرے سجدہ سے سر اُٹھائے تو داہنا قدم کھڑا کر کے بایاں قدم بچھا کر بیٹھ جائے اور اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰةُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ[عـه] عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ

فائدہ۔ عـه حضرت امام غزالی نے فرمایا کہ جب التحیات پڑھنے بیٹھے تو اپنے دل میں رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی مبارک صورت کو حاضر کرے اور حضور کا خیال دل میں جما کر کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اور یقین جانے کہ یہ سلام حضور کو پہنچا ہے اور حضور اسکا جواب اس سے بڑھکر دیتے ہیں (احیاء العلوم)

الصَّالِحِيْنَ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ پڑھے اسکو تشہد کہتے ہیں
جب کلمہ لا کے قریب پہنچے تو داہنے ہاتھ کی بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنائے اور چھوٹی انگلی اور اسکے
پاس والی کو ہتھیلی سے ملا دے اور لفظ لا پر کلمہ کی انگلی اُٹھائے مگر اِدھر اُدھر نہ ہلائے اور اِلَّا پر گرا دے
اور سب انگلیاں فوراً سیدھی کرلے۔ اب اگر دو سے زیادہ رکعتیں پڑھنی ہیں تو اُٹھ کھڑا ہو اور اسی طرح
پڑھے مگر فرض کی ان رکعتوں میں اَلْحَمْدُ کے ساتھ سورہ ملانا ضرور نہیں۔ اب پچھلا قعدہ جسکے بعد نماز ختم
کریگا اس میں تشہد کے بعد درود شریف اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى
اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا
بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ پڑھے پھر اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ
وَلِمَنْ تَوَالَدَ وَلِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ اِنَّكَ
مُجِيْبُ الدَّعَوَاتِ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔ پڑھے یا اور کوئی دعائے ماثور پڑھے یا یہ پڑھے اَللّٰهُمَّ
رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ اور اسکو بغیر اَللّٰهُمَّ کے نہ پڑھے
پھر داہنے شانہ کی طرف منھ کرکے السلام علیکم ورحمۃ اللہ[ع] کہے اور اسی طرح بائیں طرف۔ اب نماز ختم ہو
گئی۔ اسکے بعد دونوں ہاتھ اٹھاکر کوئی دعا مثلاً اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً
وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ پڑھے اور منہ پر ہاتھ پھیرلے۔ یہ طریقہ امام یا تنہا مرد کے پڑھنے کا ہے۔ لیکن اگر
نمازی مقتدی ہو یعنی جماعت کے ساتھ امام کے پیچھے پڑھتا ہو تو قرأت نہ کرے یعنی الحمد اور سورۃ نہ پڑھے
چاہے امام زور سے قرأت کرتا ہو یا آہستہ۔ امام کے پیچھے کسی نماز میں قرأت جائز نہیں اور اگر نمازی عورت
ہو تو تکبیر تحریمہ کے وقت مونڈھے تک ہاتھ اُٹھائے اور بائیں ہتھیلی سینہ پر چھاتی کے نیچے رکھکر اس کے
اوپر داہنی ہتھیلی رکھے۔ اور رکوع میں تھوڑا جھکے یعنی صرف اتنا کہ گھٹنوں پر ہاتھ رکھدے زور نہ دے
اور ہاتھ کی انگلیاں ملی رہیں اور بیٹھ اور پاؤں جھکے رہیں مردوں کی طرح خوب سیدھی نہ کردے اور
سجدہ میں سمٹ کر سجدہ کرے۔ یعنی بازو کروٹوں سے ملا دے۔ اور پیٹ ران سے اور ران پنڈلیوں
سے اور پنڈلیاں زمین سے ملا دے۔ اور دونوں پاؤں پیچھے نکالدے اور قعدہ میں دونوں پاؤں داہنی

[ع] سلام میں اکیلا نمازی اپنے داہنے سلام میں اُن فرشتوں اور جنوں پر سلام کی نیت رکھے جو داہنی طرف ہیں اور بائیں سلام میں بائیں طرف
کے فرشتوں اور جنوں کی نیت کرے۔ اور اگر نمازی امام ہو تو ان سب کے ساتھ داہنے طرف کے مرد مقتدیوں کی بھی نیت کرے اور اسی
طرح بائیں سلام میں بائیں طرف کے۔ انھیں سب کی نیت کرے اور اگر مقتدی ہو تو ان سب کے ساتھ امام کو بھی شامل کرلے اس طرف کے سلام
میں جس طرف امام پڑے۔ اور اگر امام سامنے پڑے تو دونوں سلام میں امام کو شامل رکھے۔

جانب نکالدے۔ اور بائیں سُرین پر بیٹھے اور ہاتھ بیچ ران پر رکھے۔ اس طریقہ میں بعض چیزیں فرض ہیں کہ اس کے بغیر نماز ہوگی ہی نہیں بعض واجب ہیں کہ اس کو قصداً چھوڑنا گناہ اور نماز کا پھر سے پڑھنا واجب اور بھول کر چھٹنے سے سجدہ سہو واجب اور بعض سنت موکدہ ہیں کہ جس کو چھوڑنے کی عادت گناہ ہے اور بعض مستحب ہیں کہ جس کا کرنا ثواب اور نہ کرنا گناہ نہیں۔ **فرائض نماز**۔ سات چیزیں نماز میں فرض ہیں۔ ۱۔ تکبیر تحریمہ[ع] یعنی پہلی اللہ اکبر جس سے نماز شروع ہوتی ہے۔ ۲۔ قیام یعنی اتنی دیر کھڑا رہنا جتنی دیر میں فرض قرأت[ع] ادا ہو۔ ۳۔ قرأت یعنی کم سے کم ایک آیت پڑھنا۔ ۴۔ رکوع یعنی اتنا جھکنا کہ ہاتھ بڑھائے تو گھٹنے تک پہنچ جائیں۔ ۵۔ سجود یعنی ماتھے کا زمین پر جمنا اس طرح کہ کم سے کم پاؤں کی ایک انگلی کا پیٹ زمین سے لگا ہو[ع]۔ ۶۔ قعدہ اخیرہ یعنی نماز کی رکعتیں پوری کرنے کے بعد اتنی دیر بیٹھنا کہ پوری التحیات رسولہ تک پڑھی جاسکے۔ ۷۔ خروج بصنعہ یعنی قعدۂ اخیرہ کے بعد اپنے ارادہ و عمل سے نماز ختم کردینا۔ خواہ سلام و کلام سے ہو یا کسی دوسرے عمل سے۔ **واجبات نماز**۔ تکبیر تحریمہ میں لفظ اللہ اکبر کہنا۔ پوری اَلحَمدُ لِلّٰہ پڑھنا۔ سورۃ یا آیت ملانا۔ فرض نماز میں دو پہلی رکعتوں میں قرأت واجب ہے۔ الحمد اور اس کے ساتھ سورۃ یا آیت ملانا فرض کی دو پہلی رکعتوں میں اور نفل اور وتر اور سنت کی ہر رکعت میں واجب ہے۔ الحمد کا سورت یا آیت سے پہلے ہونا۔ ہر رکعت میں سورۃ یا آیت سے پہلے ایک ہی بار الحمد پڑھنا۔ الحمد اور سورت کے درمیان آمین اور بسم اللہ کے سوا کچھ اور نہ پڑھنا۔ قرأت ختم کرکے فوراً رکوع کرنا۔ ایک سجدہ کے بعد دوسرا سجدہ ہونا کہ دونوں سجدوں کے بیچ کوئی رکن نہ آنے پائے۔ تعدیل ارکان یعنی رکوع سجود قومہ جلسہ میں کم سے کم ایک بار سبحان اللہ کے برابر ٹھہرنا۔ قومہ یعنی رکوع سے سیدھا کھڑا ہو جانا۔ سجدہ میں ہر پاؤں کی تین تین انگلیوں کے پیٹ زمین پر لگنا۔ جلسہ یعنی دو سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا۔ قعدۂ اولیٰ اگرچہ نماز نفل ہو۔ فرض اور وتر اور سنن رواتب میں قعدۂ اولیٰ میں تشہد پر کچھ نہ بڑھانا۔ دونوں قعدوں میں پورا تشہد پڑھنا یوں ہی جتنے قعدے کرنے پڑیں سب میں پورا تشہد واجب ہے۔ ایک لفظ بھی اگر چھوڑیگا تو ترک واجب ہوگا۔ دونوں سلام میں فقط لفظ السلام واجب ہے علیکم و رحمۃ اللہ واجب نہیں۔ وتر میں دعائے قنوت پڑھنا۔ تکبیر قنوت۔ عیدین کی چھٹوں تکبیریں۔ عیدین میں دوسری رکعت کی تکبیر رکوع اور اس تکبیر کیلئے لفظ اللہ اکبر ہونا۔ ہر جہری نماز میں امام کو جہر سے قرأت کرنا اور

[ع] تکبیر تحریمہ میں خاص لفظ اللہ اکبر فرض نہیں۔ فرض تو اتنا ہے کہ خالص تعظیم الٰہی کے الفاظ ہوں مثلاً اللہ اعظم۔ اللہ الکبیر الرحمٰن اکبر کہا جب بھی فرض ادا ہوگیا مگر یہ تبدیلی مکروہ تحریمی ہے۔ [ع] قرأت سے مراد قرآن شریف پڑھنا ۱۲۔ [ع] لہٰذا اگر اس طرح سجدہ کیا کہ دونوں پاؤں زمین سے اٹھے رہے یا صرف انگلی کی نوک زمین سے لگی تو نماز نہ ہوگی۔ (درمختار۔ فتاویٰ رضویہ۔ بہار)۔

غیر جہری میں آہستہ۔ ہر فرض وواجب کا اسکی جگہ پر[۵] ادا ہونا۔ رکوع کا ہر رکعت میں ایک ہی بار ہونا۔ اور سجود کا دو ہی بار ہونا۔ دوسری رکعت سے پہلے قعدہ نہ کرنا۔ اور چار رکعت والی میں تیسری پر قعدہ نہ ہونا۔ آیۃ سجدہ پڑھی ہو تو سجدہ تلاوت کرنا۔ سہو ہوا ہو تو سجدہ سہو کرنا۔ دو فرض یا دو واجب یا واجب وفرض کے درمیان تین بار سبحان اللہ کہنے کے برابر دیر نہ ہونا۔ امام جب قرأت کرے بلند آواز سے ہو یا آہستہ اس وقت مقتدی کا چُپ رہنا۔ سوا قرأت کے تمام واجبات میں امام کی پیروی کرنا۔ فرائض وواجبات کے علاوہ جو باتیں طریقہ نماز میں بیان ہوئیں وہ یا سنت ہیں یا مستحب ہیں۔ ان کو قصداً نہ چھوڑا جائے اور اگر غلطی سے چھوٹ جائیں تو نہ سجدہ سہو کرنے کی ضرورت ہے نہ نماز دہرانے کی۔ اگر دُہرائے تو اچھا ہی ہے اگر سنن ومستحبات کی پوری تفصیل معلوم کرنا چاہیں تو بہار شریعت وفتاویٰ رضویہ ملاحظہ کریں ہم نے بلحاظ اختصار وسہولتِ حفظ یہاں ذکر نہیں کیا

سجدۂ سہو کا بیان

جو چیزیں نماز میں واجب ہیں اُن میں سے اگر کوئی واجب بھولے سے چھوٹ جائے تو اُسکی کمی کو پورا کرنے کے لئے سجدۂ سہو واجب ہے۔ اسکا طریقہ یہ ہے کہ نماز کے آخر میں التحیات پڑھنے کے بعد داہنی طرف سلام پھیر کر دو سجدے کرے اور پھر شروع سے التحیات وغیرہ سب پڑھ کر سلام پھیر دے۔ **مسئلہ** اگر کوئی واجب چھوٹ گیا اور اُسکے لئے سجدہ سہو نہ کیا اور نماز ختم کر دی تو نماز دہرانا واجب ہے۔ **مسئلہ** اگر قصداً کوئی واجب چھوڑ دیا تو سجدۂ سہو کافی نہیں بلکہ نماز دہرانا واجب ہے **مسئلہ** جو باتیں نماز میں فرض ہیں اگر ان میں سے کوئی بات چھٹ گئی تو نماز نہ ہوئی۔ اور سجدہ سہو سے بھی یہ کمی پوری نہیں کی جا سکتی بلکہ پھر سے پڑھنا فرض ہے۔ **مسئلہ** وہ باتیں جو نماز میں سنت یا مستحب ہیں جیسے تعوذ۔ تسمیہ آمین۔ تکبیرات انتقال۔ تسبیحات ان کے ترک سے بھی سجدۂ سہو نہیں بلکہ نماز ہو گئی (ردالمحتار، غنیہ) مگر نماز دہرا لینا بہتر ہے **مسئلہ** ایک نماز میں کئی واجب چھٹ گئے تو ایک بار وہی دو سجدے سہو کے سب کے لئے کافی ہیں۔ چند بار سجدہ سہو کرنے کی ضرورت نہیں (ردالمحتار وغیرہ) **مسئلہ** قعدۂ اولیٰ میں پوری التحیات پڑھنے کے بعد تیسری رکعت کیلئے کھڑے ہونے میں اتنی دیر کی کہ جتنی دیر میں اَللّٰہُمَّ صل علی محمد پڑھ سکے تو سجدہ سہو واجب ہے چاہے کچھ پڑھے یا خاموش رہے۔ دونوں صورتوں میں سجدہ سہو واجب ہے۔ (درمختار وردالمحتار) **مسئلہ** قرأت وغیرہ کسی موقع پر سوچنے لگا اور اتنی دیر

---

[۵] جگہ پر ادا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جو پہلے ہو وہ پہلے اور جو پیچھے ہو وہ پیچھے ہو۔ ۱۲ منہ

ہوئی کہ تین بار سبحان اللہ کہہ سکے تو سجدۂ سہو واجب ہے۔ (ردالمحتار) **مسئلہ** دوسری رکعت کو چوتھی سمجھ کر سلام پھیر دیا پھر یاد آیا تو نماز پوری کر کے سجدہ سہو کرے۔ (عالمگیری) **مسئلہ** تعدیل ارکان بھول گیا۔ سجدہ سہو واجب ہے۔ (ہندیہ) **مسئلہ** مقتدی التحیات نہ ختم کرنے پایا تھا کہ امام تیسری رکعت کیلئے کھڑا ہوگیا تو مقتدی پر واجب ہے کہ اپنی التحیات پوری کر کے کھڑا ہو اگرچہ دیر ہو جائے **مسئلہ** مقتدی نے رکوع یا سجدے میں تین بار تسبیح نہ کہی تھی کہ امام نے سر اٹھا لیا تو مقتدی بھی سر اٹھالے اور باقی تسبیح چھوڑ دے **مسئلہ** جس شخص نے بھول کر قعدہ اولیٰ نہ کیا اور تیسری رکعت کیلئے کھڑا ہونے لگا تو اگر ابھی اتنا کھڑا ہوا ہے کہ قعدہ کے قریب ہے تو بیٹھ جائے اور قعدہ کرے نماز صحیح ہے۔ سجدہ سہو بھی لازم نہ آیا اور اگر اتنا اٹھا کہ کھڑے ہونے کے قریب ہوگیا تو پھر کھڑا ہی ہو جائے اور اخیر میں سجدہ سہو کرے (شرح وقایہ ہدایہ وغیرہ) **مسئلہ** اگر قعدہ اخیرہ کرنا بھول گیا اور کھڑا ہوگیا تو جب تک اس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو اسے چھوڑ دے اور بیٹھ جائے اور نماز پوری کرے اور سجدۂ سہو کرے۔ اور اگر اس رکعت کا سجدہ کر لیا ہو تو فرض نماز جاتی رہی اگر چاہے تو ایک رکعت اور ملائے سوا مغرب کے۔ اور یہ کل نفل ہو جائیگی۔ فرض پھر پڑھے۔ (ہدایہ شرح وقایہ وغیرہ) **مسئلہ** اگر قعدۂ اخیرہ بقدر تشہد کر کے بھولے سے کھڑا ہوگیا تو بیٹھ جائے جب تک اس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو اور بیٹھ کر سلام پھیرے اور سجدہ سہو کرے۔ اور اگر اس رکعت کا سجدہ کر لیا تو فرض جب بھی پورے ہوگئے۔ لیکن ایک رکعت اور ملائے اور سجدۂ سہو کرے یہ دونوں رکعتیں نفل ہو جائیں گی لیکن مغرب میں نہ ملائے (ہدایہ شرح وقایہ وغیرہ) **مسئلہ** ایک رکعت میں تین سجدے کئے یا دو رکوع کئے یا قعدۂ اولیٰ بھول گیا تو سہو کا سجدہ کرے **مسئلہ** قیام و رکوع و سجود و قعدۂ اخیرہ میں ترتیب فرض ہے لہٰذا اگر قیام سے پہلے رکوع کر لیا پھر قیام کیا تو یہ رکوع جاتا رہا اگر قیام کے بعد پھر رکوع کریگا تو نماز ہو جائیگی ورنہ نہیں۔ اسی طرح رکوع سے پہلے سجدہ کرنے کے بعد اگر رکوع پھر سجدہ کر لیا تو نماز ہو جائے گی۔ **مسئلہ** قیام و رکوع و سجود و قعدۂ اخیرہ میں ترتیب فرض ہے یعنی جس کو پہلے ہونا چاہئے وہ پہلے ہو اور جس کو پیچھے ہونا چاہئے وہ پیچھے ہو اگر پہلے کا پیچھے اور پیچھے کا پہلے کر لیا تو نماز نہ ہوگی جیسے کسی نے رکوع سے پہلے سجدہ کر لیا تو نماز نہ ہوئی ہاں اگر سجدہ کے بعد دوبارہ رکوع اور پھر سجدہ کرے یعنی ترتیب وار کر لے تو نماز ہو جائے گی ورنہ نہیں اسی طرح اگر قیام سے پہلے رکوع کر لیا تو نماز نہ ہوئی البتہ قیام کے بعد پھر رکوع کرے تو ہو جائیگی۔ (ردالمحتار) **مسئلہ** نفل کا ہر قعدہ قعدۂ اخیرہ ہے یعنی فرض ہے اگر قعدہ نہ کیا اور بھول کر کھڑا ہوگیا تو جب تک اس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو لوٹ آئے اور سجدہ سہو کرے۔ اور واجب نماز مثلاً وتر فرض کے حکم میں ہے لہٰذا اگر وتر کا قعدۂ اولیٰ بھول جائے تو وہی حکم ہے جو فرض کے قعدۂ

اولی بھولنے کا ہے۔(درمختار) **مسئلہ** دعائے قنوت یا تکبیر قنوت بھول گیا تو سجدۂ سہو کرے۔ تکبیر قنوت سے مراد وہ تکبیر ہے جو قرأت کے بعد دعائے قنوت پڑھنے کے لئے کہی جاتی ہے (عالمگیری)۔ **مسئلہ** عیدین کی سب تکبیریں یا بعض بھول گیا یا زائد کہیں یا غیر محل میں کہیں ان سب صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہے۔

سجدۂ تلاوت - یہ وہ سجدہ ہے جو آیۃ سجدہ پڑھنے یا سننے سے واجب ہو جاتا ہے اسکا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کھڑا ہو کر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ میں جائے۔ اور کم سے کم تین بار سُبحَانَ رَبِّیَ الاَعلیٰ کہے پھر اللہ اکبر کہتا ہوا کھڑا ہو جائے۔ **مسئلہ** سجدہ تلاوت میں پہلے پیچھے دونوں بار اللہ اکبر کہنا سنت ہے۔ اور پہلے کھڑے ہو کر پھر سجدہ میں جانا اور سجدہ کے بعد کھڑا ہو جانا۔ یہ دونوں قیام مستحب ہیں (عالمگیری درمختار وغیرہ)۔ **مسئلہ** اگر سجدۂ تلاوت سے پہلے یا بعد میں کھڑا نہ ہوا یا اللہ اکبر نہ کہا یا سُبحَان رَبِّیَ الاَعلیٰ نہ پڑھا تو بھی سجدہ ادا ہو جائیگا۔ مگر تکبیر چھوڑنا نہ چاہئے کہ سلف کے خلاف ہے (عالمگیری ردالمحتار)۔ **مسئلہ** سجدہ تلاوت کیلئے اللہ اکبر کہتے وقت نہ ہاتھ اٹھانا ہے نہ اس میں تشہد ہے نہ سلام (تنویر و بہار) **مسئلہ** کل قرآن شریف میں چودہ آیتیں سجدۂ تلاوت کی ہیں۔ ان میں سے جو آیت بھی پڑھی جائے گی پڑھنے والے اور سننے والے دونوں پر سجدہ واجب ہو جائیگا چاہے سننے والے نے سننے کا ارادہ کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ **مسئلہ** سجدۂ تلاوت کے لئے تحریمہ کے سوا تمام وہ شرائط ہیں جو نماز کیلئے ہیں مثلاً طہارت۔ استقبال قبلہ۔ نیت۔ وقت۔ ستر عورت۔ لہٰذا اگر پانی پر قادر ہے تو تیمم کر کے سجدہ جائز نہیں (درمختار وغیرہ)۔ **مسئلہ** اگر آیت سجدہ نماز میں پڑھے تو سجدۂ تلاوت فوراً کرنا نماز ہی میں واجب ہے اگر دیر کریگا گنہگار ہوگا۔ دیر کرنے سے مراد تین آیت سے زیادہ پڑھ لینا ہے۔ لیکن اگر سورت کے آخر میں سجدہ واقع ہے تو سورت پوری کر کے سجدہ کریگا جب بھی حرج نہیں مثلاً سورۂ انشقاق میں سورہ ختم کر کے سجدہ کرے جب بھی کچھ حرج نہیں۔ **مسئلہ** سجدہ کی آیت نماز میں پڑھی اور سجدہ کرنا بھول گیا تو جب تک حرمتِ[ع] نماز میں ہے سجدہ کرلے (اگرچہ سلام پھیر چکا ہو) اور سجدہ سہو بھی کرے۔ (درمختار۔ ردالمحتار) **مسئلہ** نماز میں آیت سجدہ پڑھی تو اسکا سجدہ نماز ہی میں واجب ہے نماز کے باہر نہیں ہو سکتا اگر قصداً نہ کیا تھا تو گنہگار ہوا توبہ لازم ہے جبکہ آیت سجدہ کے بعد فوراً رکوع و سجود نہ کیا ہو۔ **مسئلہ** سجدۂ تلاوت کی نیت میں یہ شرط نہیں کہ فلاں آیۃ کا سجدہ ہے بلکہ مطلقاً سجدۂ تلاوت کی نیت کافی ہے۔ **مسئلہ** جو چیزیں نماز کو فاسد کرتی ہیں ان سے سجدۂ تلاوت بھی فاسد ہو جائیگا جیسے حدث عمد و کلام و قہقہہ (درمختار وغیرہ) **مسئلہ** آیت سجدہ

[ع] حرمت نماز میں ہونے سے مراد یہ ہے کہ کوئی کام ایسا نہ کیا ہو جو منافی نماز ہے مثلاً وضو نہ توڑا ہو کچھ نہ کھایا پیا ہو۔ کچھ بات نہ کی ہو تو باوجود سلام پھیر لینے کے ابھی حرمت نماز میں ہے۔ ۱۲ منہ

لکھنے یا اسکی طرف دیکھنے سے سجدہ واجب نہیں۔ (قاضی خاں عالمگیری غنیہ) **مسئلہ** سجدہ واجب ہونے کے لئے پوری آیت پڑھنا ضروری نہیں بلکہ وہ لفظ جس میں سجدہ کا مادّہ پایا جاتا ہو وہ اور اُس کے ساتھ قبل یا بعد کا کوئی لفظ ملا کر پڑھنا کافی ہے۔ (ردالمحتار) **مسئلہ** آیہ سجدہ کی ہجے کرنے یا ہجے سننے سے سجدہ واجب نہ ہوگا (عالمگیری درمختار قاضی خاں) **مسئلہ** آیۂ سجدہ کا ترجمہ پڑھا تو پڑھنے والے اور سننے والے پر سجدہ واجب ہوگیا چاہے سننے والے نے یہ سمجھا ہو یا نہ سمجھا ہو کہ یہ آیہ سجدہ کا ترجمہ ہے البتہ یہ ضرور ہے کہ اُسے نہ معلوم ہو تو بتا دیا گیا ہو کہ یہ آیہ سجدہ کا ترجمہ تھا۔ اور اگر آیۃ پڑھی گئی ہو تو اسکی ضرورت نہیں کہ سننے والے کو آیہ سجدہ ہونا بتایا گیا ہو۔ (قاضی خاں عالمگیری بہار) **مسئلہ** حیض ونفاس والی عورت نے آیۂ سجدہ پڑھی تو خود اُس پر سجدہ واجب نہ ہوگا۔ البتہ اور سننے والوں پر واجب ہو جائیگا۔ (بہار) **مسئلہ** حیض و نفاس والی پر آیۃ سجدہ سننے سے بھی سجدہ واجب نہیں ہوتا جیسا کہ پڑھنے سے نہیں ہوتا۔ **مسئلہ** جنب نے یا بے وضو نے آیۂ سجدہ پڑھی یا سنی تو سجدہ واجب ہے۔ **مسئلہ** نابالغ نے آیہ سجدہ پڑھی تو سننے والے پر سجدہ واجب ہے نابالغ پر نہیں۔ (عالمگیری وغیرہ) **مسئلہ** امام نے آیہ سجدہ پڑھی اور سجدہ نہ کیا تو مقتدی بھی اُسکی پیروی میں سجدہ نہ کریگا اگرچہ آیہ سنی ہو (غنیہ) **مسئلہ** جس وقت آیۂ سجدہ پڑھی گئی اگر اُس وقت کسی وجہ سے سجدہ نہ کر سکے تو پڑھنے والے اور سننے والے کو یہ کہہ لینا مستحب ہے سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ (ردالمحتار) **مسئلہ** پوری سورت پڑھنا اور سجدے کی آیت چھوڑ دینا مکروہ تحریمی ہے۔ (قاضی خاں درمختار وغیرہ) **مسئلہ** ایک مجلس میں سجدہ کی ایک آیہ کو بار بار پڑھا یا سنا تو ایک ہی سجدہ واجب ہوگا اگرچہ چند آدمیوں سے سنا ہو یونہیں اگر ایک آیہ پڑھی اور وہی آیت دوسرے سے بھی سنی جب بھی ایک ہی سجدہ واجب ہوگا۔ (درمختار۔ ردالمحتار)۔

مجلس بدلنے کی صورتیں **مسئلہ** دو ایک لقمہ کھانے سے دو ایک گھونٹ پینے سے کھڑے ہو جانے سے دو ایک قدم چلنے سے سلام کا جواب دینے سے۔ دو ایک بات کرنے سے گھر کے ایک کونے سے دوسرے کونے کی طرف چلنے سے مجلس نہ بدلے گی ہاں اگر مکان بڑا ہے جیسے شاہی محل تو ایسے مکان کے ایک کونے سے دوسرے کونے میں جانے سے مجلس بدل جائے گی۔ کشتی میں ہے اور کشتی چل رہی ہے تو مجلس نہ بدلے گی۔ ریل کا بھی یہی حکم ہونا چاہئے۔ جانور پر سوار ہے اور جانور چل رہا ہے تو مجلس بدل رہی ہے ہاں اگر سواری پر نماز پڑھ رہا ہے تو نہ بدلے گی۔ تین لقمہ کھاتے تین گھونٹ پینے تین لفظ بولنے۔ تین قدم میدان میں چلنے سے۔ نکاح کرنے۔ خرید و فروخت کرنے۔ لیٹ کر سو جانے سے مجلس بدل جائیگی (عالمگیری درمختار غنیہ و بہار) **مسئلہ** کسی مجلس میں دیر تک بیٹھنا۔ قرأت

تسبیح۔ تہلیل۔ درس۔ وعظ میں مشغول ہونا مجلس کو نہیں بدلے گا۔ اگر دونوں بار آیہ سجدہ پڑھنے کے درمیان کوئی دنیا کا کام کیا مثلاً کپڑا سینا وغیرہ تو مجلس بدل گئی (ردالمحتار) **مسئلہ** اگر سننے والے سجدے کیلئے آمادہ ہوں اور سجدہ ان پر بار نہ ہو تو آیہ سجدہ زور سے پڑھنا بہتر ہے ورنہ آہستہ پڑھے اور اگر سننے والوں کا حال معلوم نہیں کہ آمادہ ہیں یا نہیں جب بھی آہستہ پڑھنا بہتر ہونا چاہئیے (ردالمحتار و بہار) **مسئلہ** مرض کی حالت میں اشارہ سے بھی سجدہ ادا ہو جائیگا۔ یوہیں سفر میں سواری پر اشارہ سے ہو جائیگا (عالمگیری وغیرہ) **سجدۂ شکر**۔ اسکا طریقہ وہی ہے جو سجدۂ تلاوت کا ہے **مسئلہ** اولاد پیدا ہوئی یا مال پایا یا کھوئی ہوئی چیز مل گئی یا بیمار نے تندرستی پائی یا مسافر واپس آیا یا اور کوئی نعمت ملی تو سجدۂ شکر کرنا مستحب ہے۔

قرأت یعنی قرآن شریف پڑھنے کا بیان

مسئلہ قرأت میں اتنی آواز ہونی چاہئیے کہ اگر بہرا نہ ہو اور شور و غل نہ ہو تو خود سن سکے اگر اتنی آواز بھی نہ ہوئی تو نماز نہ ہوگی۔ اسی طرح جن معاملات میں بولنے کو دخل ہے سب میں اتنی آواز ضروری ہے مثلاً جانور ذبح کرتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہنے میں۔ طلاق دینے میں آیہ سجدہ پڑھنے پر سجدہ تلاوت واجب ہونے میں اتنی آواز ضروری ہے کہ خود سن سکے (مراقی الفلاح وغیرہ) **مسئلہ** فجر و مغرب وعشا کی دو پہلی رکعتوں میں اور جمعہ وعیدین و تراویح اور رمضان کے وتر میں امام پر جہر واجب ہے اور مغرب کی تیسری رکعت میں اور عشا کی تیسری اور چوتھی رکعت میں اور ظہر و عصر کی سب رکعتوں میں آہستہ پڑھنا واجب ہے **مسئلہ** جہر کے یہ معنی ہیں کہ اتنی زور سے پڑھے کہ کم سے کم پہلی صف کے لوگ سن سکیں۔ اور آہستہ یہ کہ خود سن سکے۔ **مسئلہ** اس طرح پڑھنا کہ قریب کے دو ایک آدمی سن سکیں جہر نہیں بلکہ آہستہ ہے۔ (درمختار)۔ **مسئلہ** جہری نمازوں میں اکیلے کو اختیار ہے چاہے زور سے پڑھے چاہے آہستہ اور افضل جہر ہے۔ **مسئلہ** اگر منفرد قضا پڑھے تو ہر نماز میں آہستہ پڑھنا واجب ہے (درمختار) **مسئلہ** آہستہ پڑھ رہا تھا کہ دوسرا شخص شامل ہو گیا تو جو باقی ہے اُسے جہر سے پڑھے اور جو پڑھ چکا ہے اسکا اعادہ نہیں **مسئلہ** سورت ملانا بھول گیا۔ رکوع میں یاد آیا تو کھڑا ہو جائے اور سورہ ملائے پھر رکوع کرے اور آخر میں سجدہ سہو کرے۔ اگر دوبارہ رکوع نہ کریگا تو نماز نہ ہوگی (درمختار) **مسئلہ** حضر میں جبکہ وقت تنگ نہ ہو تو سنت یہ ہے کہ فجر و ظہر میں طوال مفصل پڑھے اور عصر و عشا میں اوساط مفصل پڑھے اور مغرب میں قصار مفصل چاہے امام ہو یا منفرد (درمختار وغیرہ) **فائدہ**۔ سورۂ حجرات سے سورہ بروج تک کی سورتیں طوال مفصل کہلاتی ہیں اور سورۂ بروج سے سورۂ لم یکن الذین تک اوساط مفصل اور لم یکن سے آخر تک

قصار مفصل کہی جاتی ہیں **مسئلہ** سفر میں اگر امن و قرار ہو تو سنت یہ ہے کہ فجر و ظہر میں سورۃ بروج یا اس کے مثل سورتیں پڑھے اور عصر و عشا میں اس سے چھوٹی اور مغرب میں قصار مفصل کی چھوٹی سورتیں پڑھے اور جلدی ہو تو ہر نماز میں جو چاہے پڑھے۔ (عالمگیری) **مسئلہ** اضطراری حالت میں مثلاً وقت جاتے رہنے کا ڈر ہو یا چور یا دشمن کا خوف ہو تو جو چاہے پڑھے چاہے سفر ہو یا حضر یہاں تک کہ اگر واجبات کی رعایت نہیں کر سکتا تو اس کی بھی اجازت ہے مثلاً فجر کا وقت اتنا تنگ ہو گیا کہ صرف ایک ایک آیہ پڑھ سکتا ہے تو یہی کرے۔ (درمختار ردالمحتار) لیکن آفتاب بلند ہونے کے بعد ایسی نماز کا اعادہ کرے (بہار شریعت) **مسئلہ** فجر کی سنت پڑھنے میں جماعت جانے کا ڈر ہو تو صرف واجبات پر اقتصار کرے ثنا و تعوذ کو چھوڑ دے اور رکوع و سجود میں ایک ایک بار تسبیح پر اکتفا کرے (ردالمحتار) **مسئلہ** وتر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی پڑھی اور دوسری میں قُلْ یٰاَیُّہَا الْکٰفِرُوْنَ اور تیسری میں قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَد پڑھی۔ لہٰذا کبھی تبرکاً انھیں پڑھے اور کبھی پہلی رکعت میں سبح اسم کے بجائے اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ پڑھے **مسئلہ** قرآن شریف اُلٹا پڑھنا مکروہ تحریمی ہے مثلاً یہ کہ پہلی رکعت میں قل یا ایہا الکٰفرون پڑھے اور دوسری میں الم ترکیف پڑھے یہ ناجائز ہے لیکن اگر بھول کر پڑھ دی تو کچھ نہیں **مسئلہ** بچوں کو آسانی کے لئے پارۂ عم خلاف ترتیب پڑھانے میں حرج نہیں (ردالمحتار) **مسئلہ** اگر بھول کر دوسری رکعت میں پہلے والی سورۃ شروع کر دی تو چاہے ابھی ایک ہی لفظ پڑھا ہو اسی کو پورا کرے دوسری پڑھنے کی اجازت نہیں مثلاً پہلی رکعت میں قل یا ایہا الکٰفرون پڑھی اور دوسری میں بھولے سے الم ترکیف شروع کر دی تو اسی کو پڑھے **مسئلہ** درمیان سے ایک سورۃ چھوڑ کر پڑھنا مکروہ ہے لیکن اگر درمیان کی سورۃ پہلی سے بڑی ہو تو چھوڑ سکتا ہے مثلاً وَالتِّیْن کے بعد انا انزلنا پڑھنے میں حرج نہیں اور اِذَا جَآءَ کے بعد قُلْ ھُوَ اللّٰہ پڑھنا نہ چاہئے (درمختار وغیرہ) **مسئلہ** بہتر یہ ہے کہ فرض نمازوں میں پہلی رکعت کی قرأت دوسری رکعت سے کچھ زیادہ ہو۔ اور فجر میں تو پہلی رکعت میں دو تہائی اور دوسری میں ایک تہائی ہو۔ (عالمگیری) **مسئلہ** جمعہ و عیدین کی پہلی رکعت میں سبح اسم دوسری میں ھَلْ اَتٰىکَ پڑھنا سنت ہے (درمختار ردالمحتار) **مسئلہ** سنتوں اور نفلوں کی دونوں رکعتوں میں برابر کی سورتیں پڑھے (منیہ) **مسئلہ** نوافل کی دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورت پڑھنا یا ایک رکعت میں اسی سورۃ کو بار بار پڑھنا بلا کراہت جائز ہے۔ (غنیہ)

قرأت میں غلطی ہو جانے کا بیان

اس میں قاعدہ کلیہ یہ ہے۔ اگر ایسی غلطی ہوئی جس سے معنی بگڑ جائیں تو نماز فاسد ہو گئی ورنہ نہیں **مسئلہ** ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھا۔ اگر اس

وجہ سے ہے کہ اس کی زبان سے وہ حرف ادا نہیں ہوتا تو مجبور ہے۔ اس پر کوشش کرنا ضروری ہے اور اگر لاپروائی سے ہے جیسے آج کل کے اکثر حفاظ و علماء کہ ادا کرنے پر قادر ہیں مگر بے خیالی میں تبدیل حرف کر دیتے ہیں تو اگر معنیٰ فاسد ہوں نماز نہ ہوئی اس قسم کی جتنی نمازیں پڑھی ہوں ان کی قضا لازم ہے۔
مسئلہ ط ت - س ث ص - ذ ز ظ - ا ء ع - ہ ح - ض ظ ذ - ان حرفوں میں صحیح طور پر امتیاز رکھیں ورنہ معنیٰ فاسد ہونے کی صورت میں نماز نہ ہوگی اور بعض تو س - ش - ز ج - ق ک میں بھی فرق نہیں کرتے۔ (بہار شریعت) **مسئلہ** جس سے حروف صحیح ادا نہیں ہوتے اُس پر واجب ہے کہ حروف صحیح کرنے میں رات دن پوری کوشش کرے۔ اور اگر صحیح پڑھنے والوں کے پیچھے پڑھ سکتا ہو تو جہاں تک ہو سکے اُن کے پیچھے پڑھے۔ یا وہ آیتیں پڑھے جن کے حروف صحیح ادا کر سکتا ہو۔ اور یہ دونو باتیں ممکن نہ ہوں تو کوشش کے زمانے میں اس کی اپنی نماز ہو جائیگی اور اس کے پیچھے اس جیسوں کی بھی۔ (درمختار، ردالمحتار۔ بہار شریعت وغیرہ) **مسئلہ** جس نے سبحان ربی العظیم میں عظیم کو عزیم۔ ظ کے بجائے ز۔ پڑھ دیا تو نماز جاتی رہی لہذا جس سے عظیم صحیح ادا نہ ہو وہ سبحان ربی الکریم پڑھے۔

نماز کے باہر قرآن شریف پڑھنے کا بیان **مسئلہ** قرآن شریف نہایت اچھی آواز سے پڑھنا چاہئے لیکن گانے کی طرح نہیں کہ یہ ناجائز ہے بلکہ قواعد تجوید کی رعایت کرے (درمختار) **مسئلہ** قرآن مجید دیکھ کر پڑھنا زبانی پڑھنے سے افضل ہے۔ (عالمگیری) **مسئلہ** مستحب یہ ہے کہ باوضو قبلہ رو اچھے کپڑے پہن کر تلاوت کرے اور تلاوت کے شروع میں اعوذ باللہ پڑھنا واجب ہے۔ اور سورۃ کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا سنت ہے ورنہ مستحب۔ اگر آیتہ پڑھنا چاہتا ہے اور اس آیت کے شروع میں ایسی ضمیر ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہے جیسے ھو اللہ الذی لا الہ الا ھو تو اس صورت میں اعوذ باللہ کے بعد بسم اللہ پڑھنے کا استحباب مؤکد ہے۔ بیچ میں کوئی دنیوی کام کرے تو اعوذ باللہ بسم اللہ پھر پڑھ لے۔ اور دینی کام کیا جیسے سلام کا جواب دیا۔ یا اذان کا جواب دیا۔ یا سبحان اللہ کہا یا کلمہ وغیرہ اذکار پڑھے تو اعوذ باللہ پڑھنا اسکے ذمہ نہیں (غنیہ وغیرہ) **مسئلہ** سورۂ برأت سے اگر تلاوت شروع کی تو اعوذ باللہ بسم اللہ کہہ لے۔ ہاں اگر سورۂ برأت تلاوت کے بیچ میں آئی تو بسم اللہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ اور جو یہ مشہور ہے کہ اگر تلاوت کی ابتدا سورۂ برأت سے کرے تب بھی بسم اللہ نہ پڑھے یہ بالکل غلط ہے۔ اسی طرح یہ بھی بے اصل ہے کہ اسکے ابتدا میں تعوذ پڑھے درمیان تلاوت میں۔ (بہار شریعت) **مسئلہ** تین دن سے کم میں ایک ختم بہتر نہیں۔ (عالمگیری)۔ **مسئلہ** جب ختم ہو تو تین بار قل ہو اللہ احد . . . . پڑھنا بہتر ہے۔ **مسئلہ** لیٹ کر قرآن پڑھنے میں حرج

نہیں جبکہ پاؤں سمٹے ہوں اور منہ کھلا ہو۔یونہیں چلنے اور کام کرنے کی حالت میں بھی تلاوت جائز ہے جبکہ دل نہ بٹے ورنہ مکروہ ہے (غنیہ) **مسئلہ** غسل خانہ اور نجاست کی جگہوں میں قرآن مجید پڑھنا ناجائز ہے۔(غنیہ وبہار) **مسئلہ** جب بلند آواز سے قرآن شریف پڑھا جائے تو تمام حاضرین پر سننا فرض ہے جب کہ وہ مجمع سننے کی غرض سے حاضر ہو۔ورنہ ایک کا سننا کافی ہے اگرچہ اور اپنے کام میں ہوں۔(غنیہ فتاویٰ رضویہ۔بہار شریعت) **مسئلہ** سب لوگ مجمع میں زور سے پڑھیں یہ حرام ہے۔اکثر عرس وفاتحہ کے موقع پر سب لوگ زور سے پڑھتے ہیں یہ حرام ہے۔اگر چند آدمی پڑھنے والے ہوں تو حکم ہے کہ آہستہ پڑھیں۔(درمختار وبہار وغیرہ) **مسئلہ** بازاروں میں اور جہاں لوگ کام میں لگے ہوں زور سے پڑھنا ناجائز ہے۔لوگ اگر نہ سنیں گے تو گناہ پڑھنے والے پر ہے۔**مسئلہ** تلاوت کرنے میں کوئی معظم دینی بادشاہ اسلام یا عالم دین یا پیر یا استاد یا باپ آجائے تو تلاوت کرنے والا اسکی تعظیم کو کھڑا ہو سکتا ہے (غنیہ وبہار شریعت) **مسئلہ** جو شخص غلط پڑھتا ہو تو سننے والے پر واجب ہے کہ بتادے بشرطیکہ بتانے کی وجہ سے کینہ وحسد پیدا نہ ہو (غنیہ وبہار) **مسئلہ** قرآن شریف زور سے پڑھنا افضل ہے جبکہ کسی نمازی یا بیمار یا سونے والے کو تکلیف نہ پہونچے۔**مسئلہ** دیواروں اور محرابوں پر قرآن مجید لکھنا اچھا نہیں **مسئلہ** قرآن شریف پڑھکر بھلا دینا گناہ ہے قیامت کے دن اندھا کوڑھی ہو کر اُٹھے گا۔**مسئلہ** قرآن مجید کی طرف بیٹھ نہ کیجائے نہ پاؤں پھیلایا جائے۔نہ پاؤں اس سے اونچا کریں۔نہ یہ کرے کہ خود اونچی جگہ پر ہو اور قرآن شریف نیچے ہو۔**مسئلہ** قرآن شریف کے اوپر کوئی کتاب نہ رکھی جائے اگرچہ فقہ وحدیث کی ہو۔**مسئلہ** قرآن شریف پرانا بوسیدہ ہوگیا کہ پڑھنے کے قابل نہ رہا تو کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر احتیاط کی جگہ دفن کر دیا جائے۔اور دفن کرنے میں اسکے لئے لحد بنائی جائے تاکہ اس پر مٹی نہ پڑے۔**مسئلہ** پرانے قرآن شریف کو جو پڑھنے کے قابل نہ رہا جلایا نہ جائے بلکہ دفن کیا جائے۔**مسئلہ** قرآن مجید جس صندوق میں ہو اس پر کپڑا وغیرہ نہ رکھا جائے۔**مسئلہ** کسی نے محض خیر وبرکت کے لئے قرآن مجید اپنے گھر میں رکھ چھوڑا ہے اور تلاوت نہیں کرتا تو گناہ نہیں بلکہ اسکی یہ نیت باعث ثواب ہے (قاضی خاں)۔

جماعت کا بیان

جماعت کی بہت تاکید ہے اور اسکا ثواب بہت زیادہ ہے یہانتک کہ بے جماعت کی نماز سے جماعت والی نماز کا ثواب ستائیس گنا ہے۔**مسئلہ** مردوں کو جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا واجب ہے بلا عذر ایک بار بھی چھوڑنے والا گنہگار اور سزا کے لائق ہے اور کئی بار ترک کرنے والا تو فاسق مردود الشہادۃ[1] ہے اور اسکو سخت سزا دیجائیگی اگر پڑوسیوں نے سکوت کیا تو وہ بھی گنہگار ہوئے۔**مسئلہ** جمعہ وعیدین میں جماعت شرط ہے۔یعنی بغیر جماعت یہ نمازیں ہونگی ہی نہیں **مسئلہ** تراویح میں جماعت

---

[1] مردود الشہادت۔جس کی گواہی قبول نہ ہو۔ فاسق۔بدکار۔گنہگار

سنت کفایہ ہے یعنی محلہ کے کچھ لوگوں نے جماعت سے پڑھی تو سب کے ذمہ سے جماعت چھوڑنے کی بُرائی جاتی رہی اور اگر سب نے جماعت چھوڑی تو سب نے بُرا کیا **مسئلہ** رمضان شریف کے وتر میں جماعت مستحب ہے۔ **مسئلہ** سنتوں اور نفلوں میں جماعت مکروہ ہے اور رمضان کے علاوہ وتر میں بھی مکروہ ہے۔ **مسئلہ** اگر جانتا ہے کہ اعضائے وضو تین تین بار دھونے میں رکعت چھوٹ جائیگی تو بہتر یہ ہے کہ تین تین بار نہ دھوئے اور رکعت نہ جانے دے اور اگر سمجھتا ہے کہ تین تین بار دھونے میں رکعت تو مل جائیگی مگر تکبیر اولیٰ نہ پائے گا تو تین تین بار دھوئے (صغیری و بہار شریعت) **مسئلہ** محلہ کی مسجد میں جس کیلئے امام مقرر ہے۔ محلہ کے امام نے اذان و اقامت کے ساتھ سنت کے مطابق جماعت پڑھ لی ہے تو اب پھر دوبارہ اذان و اقامت کے ساتھ پہلے ہی کی طرح جماعت قائم کرنا مکروہ ہے۔ اور اگر بے اذان جماعت دوبارہ کی تو حرج نہیں جبکہ محراب سے ہٹ کر ہو اور اگر پہلی جماعت بے اذان ہوئی یا آہستہ اذان ہوئی یا غیروں نے جماعت قائم کی تو پھر جماعت قائم کیجائے اور یہ جماعت جماعت ثانیہ نہ ہوگی (در مختار رد المحتار وغیرہما) **مسئلہ** جس کی جماعت جاتی رہی اُس پر یہ واجب نہیں کہ دوسری مسجد میں جماعت تلاش کرکے پڑھے البتہ اگر ایسا کرے تو مستحب ہے۔ **اِن عذروں سے جماعت چھوڑ سکتا ہے** ایسی بیماری کہ مسجد تک جانے میں مشقت ہو۔ سخت بارش۔ بہت کیچڑ۔ سخت سردی سخت اندھیری آندھی۔ پاخانہ۔ پیشاب۔ ریاح کا بہت زور ہونا۔ ظالم کا خوف۔ قافلہ چھٹ جانے کا ڈر۔ اندھا ہونا اپاہج ہونا۔ اتنا بوڑھا ہونا کہ مسجد تک جانے سے مجبور ہو۔ مال یا کھانے کے ہلاک ہو جانے کا ڈر۔ مفلس کو قرضخواہ کا ڈر۔ بیمار کی دیکھ بھال کہ یہ اگر چھوڑ کر چلا جائے گا تو اُسکو تکلیف ہوگی یا گھبرائیگا۔ یہ سب جماعت چھوڑنے کے عذر ہیں **مسئلہ** عورتوں کو کسی نماز میں جماعت کی حاضری جائز نہیں۔ دن کی نماز ہو یا رات کی جمعہ کی ہو یا عیدین کی چاہے جوان ہوں یا بڑھیا۔ یونہی وعظ کی مجلس میں بھی جانا ناجائز ہے (در مختار بہار شریعت) **مسئلہ** اکیلا مقتدی مرد اگرچہ لڑکا ہو امام کے برابر داہنی طرف کھڑا ہو بائیں طرف یا پیچھے کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ دو مقتدی ہوں تو پیچھے کھڑے ہوں برابر کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے دو سے زیادہ کا امام کے برابر کھڑا ہونا مکروہ تحریمی ہے۔ (در مختار و بہار) **مسئلہ** ایک آدمی امام کے برابر کھڑا تھا پھر ایک اور آیا تو امام آگے بڑھ جائے اور یہ آنے والا اس مقتدی کے برابر کھڑا ہو جائے اور اگر امام آگے نہ بڑھے تو یہ مقتدی پیچھے ہٹ آئے یا خود ہٹ آئے یا آنے والا اُسکو پیچھے کھینچ لے۔ لیکن جب مقتدی ایک ہو تو اُسکا پیچھے آ جانا افضل ہے اور اگر دو ہوں تو امام کا آگے بڑھ جانا افضل ہے۔ **مسئلہ** صفیں سیدھی ہوں اور لوگ ملکر کھڑے ہوں بیچ میں جگہ نہ رہے اور سب کے مونڈھے برابر ہوں اور

امام آگے بیچ میں ہو۔ مسئلہ پہلی صف میں اور امام کے قریب کھڑا ہونا افضل ہے لیکن جنازہ میں پچھلی صف میں ہونا افضل ہے۔ (درمختار) مسئلہ مقتدی کو تکبیر تحریمہ امام کے ساتھ یا بعد کہنا چاہیئے یہاں تک کہ اگر لفظ اللہ تو امام کے ساتھ کہا اور اکبر امام سے پہلے تو نماز نہ ہوگی۔ مسئلہ مقتدی کو کسی نماز میں قرأت جائز نہیں نہ الحمد نہ سورۃ خواہ امام زور سے پڑھے یا آہستہ امام کا پڑھنا مقتدی کے لئے کافی ہے (ہدایہ وغیرہ) مسئلہ۔ صفوں کی ترتیب یوں ہونی چاہیئے کہ اگلی صفوں میں مرد ہوں اور اُسکے بعد لڑکے اور سب سے پیچھے عورتیں۔ (ہدایہ) مسئلہ۔ امام کو مسلمان[۱] مرد[۲] عاقل[۳] بالغ[۴] نماز[۵] کے مسائل کا جاننے والا غیر[۶] معذور ہونا چاہیئے کہ اگر امام میں ان چھٹوں باتوں میں سے کوئی بات نہ پائی گئی تو اُسکے پیچھے نماز نہ ہوگی مسئلہ معذور اپنے مثل معذور کا یا اپنے سے زائد عذر والے کا امام ہو سکتا ہے۔ اور اگر امام و مقتدی دونوں کو دو قسم کے عذر ہوں مثلاً ایک کو ریاح کا مرض ہے دوسرے کو قطرے کا تو ایک دوسرے کی امامت نہیں کر سکتا۔ (عالمگیری ردالمحتار) مسئلہ تیمم کرنے والا وضو کرنے والوں کا امام ہو سکتا ہے (ہدایہ وغیرہ)۔ مسئلہ موزوں پر مسح کرنے والا پیر دھونے والوں کی امامت کر سکتا ہے (ہدایہ وغیرہ) مسئلہ کھڑا ہو کر نماز پڑھنے والا بیٹھ کر پڑھنے والے کی اقتدا کر سکتا ہے (ہدایہ شرح وقایہ)۔ مسئلہ وہ شخص جو رکوع سجود کرتا ہے وہ اُس کے پیچھے نہیں پڑھ سکتا جو اشارے سے پڑھتا ہے۔ لیکن اگر امام و مقتدی دونوں اشارے سے پڑھتے ہوں تو اقتدا جائز ہے۔ (ہدایہ شرح وقایہ) مسئلہ۔ ننگا ستر چھپانے والے کا امام نہیں ہو سکتا (ہدایہ شرح وقایہ) مسئلہ بدمذہب جس کی بدمذہبی حد کفر کو نہ پہنچی ہو جیسے تفضیلیہ اسکو امام بنانا گناہ اور اسکے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔ (درمختار ردالمحتار عالمگیری) مسئلہ فاسق معلن جیسے شرابی۔ جواری۔ زانی۔ سود خوار۔ چغلخور وغیرہ جو کبیرہ گناہ علانیہ کرتے ہیں اِن کو امام بنانا گناہ اور ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے (ردالمحتار و درمختار وغیرہ)۔ مسئلہ وہ بدمذہب جس کی بدمذہبی حد کفر کو پہنچ گئی ہو جیسے رافضی (اگرچہ صرف ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت یا صحابیت سے انکار کرتا ہو یا شیخین رضی اللہ عنہما کی شان اقدس میں تبرا کہتا ہو) جہمی۔ مشبہ۔ قدری[ع] اور وہ جو قرآن کو مخلوق بتاتا ہے اور وہ جو شفاعت یا دیدار الٰہی یا عذاب قبر یا کراماً کاتبین کا انکار کرتا ہے اُنکے پیچھے نماز نہیں ہو سکتی (عالمگیری وغنیہ) اس سے سخت تر حکم ان لوگوں کا ہے جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں بلکہ متبع سُنت بنتے ہیں اور اس کے باوجود بعض ضروریات دین کو نہیں مانتے اللہ و رسول کی توہین کرتے

ع قدری۔ جو تقدیر کا منکر ہو۔ مشبہ۔ جو خدا کی ذات وصفات کو آدمی کی ذات وصفات کی طرح مانتا ہو۔
جہمی۔ جہم بن صفوان کے ماننے والوں کو کہتے ہیں انکا قول ہے کہ بندے کو بالکل کسی طرح کی قدرت نہیں نہ موثرہ نہ کاسبہ بلکہ بندہ مثل جمادات کے ہے جنت و دوزخ دونوں کے داخل ہونیکے بعد فنا ہو جائینگی۔ یہانتک کہ کچھ باقی نہ رہے گا سوا اللہ تعالیٰ کے ۱۲۔

یا کم سے کم توہین کرنے والوں کو مسلمان جانتے ہیں۔ انکے پیچھے بھی بالکل نماز جائز نہیں۔ **مسئلہ** فاسق کی اقتدا نہ کیجائے مگر صرف جمعہ میں کہ اسمیں مجبوری ہے باقی نمازوں میں دوسری مسجد میں چلا جائے اور جمعہ اگر شہر میں چند جگہ ہوتا ۔۔۔ ہو تو اس میں بھی اقتدا نہ کی جائے دوسری مسجد میں جا کر پڑھیں (غنیہ۔ ردالمحتار فتح القدیر) **مسئلہ** امام کا تنہا اونچی جگہ کھڑا ہونا مکروہ ہے اگر بلندی تھوڑی ہو تو مکروہ تنزیہی اور اگر بلندی زیادہ ہو تو مکروہ تحریمی۔ (درمختار وغیرہ) **مسئلہ** امام نیچے ہو اور مقتدی اونچی جگہ پر یہ بھی مکروہ اور خلاف سنت ہے (درمختار وغیرہ) **مسئلہ مسبوق**۔ اپنی چھٹی ہوئی رکعتوں کے ادا کرنے میں منفرد ہے **مسبوق وہ ہے** جو جماعت میں اس وقت شامل ہوا جبکہ کچھ رکعتیں امام پڑھ چکا تھا اور آخر تک امام کے ساتھ رہا۔ **منفرد کے** معنی اکیلا پڑھنے والا جو جماعت کے ساتھ نہ پڑھے۔ **مسئلہ** مسبوق نے امام کو قعدے میں پایا تو اس طرح شامل ہو کہ پہلے نیت کر کے کھڑا ہو اور سیدھے کھڑے رہنے کی حالت میں تکبیر تحریمہ کہے۔ تکبیر تحریمہ کہہ کر پھر دوسری تکبیر کہتا ہوا قعدے میں جائے۔ اگر رکوع یا سجدہ میں پائے تب بھی یوں ہی کرے اگر پہلی تکبیر کہنے میں رکوع کی حد تک جھک گیا تو نماز نہ ہوگی۔ **مسئلہ** مسبوق چار رکعت والی نماز میں چوتھی رکعت میں جماعت میں شامل ہوا تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہو جائے اور ایک رکعت الحمد اور سورۃ کے ساتھ پڑھ قعدہ کرے اور پھر کھڑا ہو جائے اور اس میں بھی الحمد اور سورۃ پڑھے اور اس رکعت پر قعدہ نہ کرے بلکہ ایک رکعت اور پڑھے صرف الحمد کے ساتھ۔ اور اس آخری رکعت پر قعدہ وغیرہ کر کے نماز ختم کرے یعنی علاوہ امام کے ساتھ والے قعدہ کے اسکو دو قعدے اور کرنے ہوں گے ایک قعدہ ایک رکعت کے بعد اور دوسرا قعدہ اس قعدہ کے بعد دو رکعت اور پڑھکر۔ **مسئلہ** مسبوق مغرب کی تیسری رکعت میں شریک ہوا تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہو جائے الحمد و سورۃ کے ساتھ ایک رکعت پڑھ کر قعدہ کر کے پھر کھڑا ہو جائے اور الحمد اور سورۃ پڑھ کر رکعت پوری کرے اور قعدہ اخیرہ کر کے نماز ختم کرے یعنی اپنی دونوں رکعتوں میں ہر رکعت پر قعدہ کرے اور دونوں رکعتوں میں الحمد اور سورۃ پڑھے اس میں بھی دو قعدے ہوئے علاوہ امام کے قعدے کے۔ **مسئلہ** چار رکعت والی نماز کی تیسری رکعت میں شامل ہوا تو امام کے بعد دو رکعت اور پڑھے اور ان دونوں میں الحمد اور سورۃ ضرور پڑھے۔ **مسئلہ** پہلی رکعت چھوٹ گئی تو امام کے بعد ایک رکعت پڑھے الحمد اور سورت کے ساتھ۔ **مسئلہ** مسبوق نے بھول کر امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو نماز نہ گئی پوری کرے اگر بالکل ساتھ ساتھ پھیرا ہے تو سجدہ سہو بھی نہیں اور اگر امام کے ذرا بعد پھیرا تو سجدہ سہو واجب ہے۔ اور اگر قصداً سلام پھیرا یہ سمجھ کر کہ مجھے بھی امام کے ساتھ سلام پھیرنا چاہیئے تو نماز جاتی رہی پھر سے پڑھے۔ (درمختار ردالمحتار) **مسئلہ** کسی نے چار رکعت والی فرض نماز اکیلے شروع کی اور ابھی پہلی رکعت کا سجدہ نہ کرنے پایا تھا کہ

وہیں جماعت شروع ہوئی تو اپنی نماز توڑ کر جماعت میں شریک ہو جائے اور فجر اور مغرب
میں تو اگر پہلی رکعت کا سجدہ بھی کر لیا ہو تو بھی توڑ کر شریک جماعت ہو جائے۔ **مسئلہ** چار رکعت والی نماز
میں اگر پہلی رکعت کا سجدہ کر لیا تو نہ توڑے بلکہ ایک رکعت اور پڑھ کر دو پر قعدہ کر کے سلام پھیر کے
جماعت میں شامل ہو جائے۔ **مسئلہ** اگر تین رکعتیں پوری پڑھ لیں اور جماعت قائم ہوئی تو جماعت میں
شامل نہیں ہو سکتا اپنی ہی چاروں پوری کرے اور بعد میں نفل کی نیت سے جماعت میں شریک ہو جائے
مگر عصر میں شامل نہیں ہو سکتا۔ اسلئے کہ عصر کے بعد نفل جائز نہیں۔ **مسئلہ** چار رکعت والی نماز میں تیسری
رکعت کا ابھی سجدہ نہ کیا تھا کہ جماعت شروع ہوئی تو نماز توڑ دے اور جماعت میں شریک ہو جائے
مسئلہ نماز توڑنے کے لئے بیٹھنے کی ضرورت نہیں کھڑے کھڑے توڑنے کی نیت سے ایک طرف سلام پھیر
دے **مسئلہ** نفل یا سنت یا قضا شروع کی اور جماعت قائم ہوئی تو نماز نہ توڑے پوری کر کے شامل ہو
البتہ اگر نفل چار رکعت کی نیت سے شروع کی تو دو رکعت پر توڑ دے تیسری اور چوتھی رکعت میں
ہو تو پوری کرے۔ **مسئلہ** جماعت میں ملنے کے لئے نماز توڑنے کا حکم اسوقت ہے جبکہ جماعت اس جگہ
قائم ہو جہاں یہ پڑھ رہا ہے۔ اگر یہ گھر میں پڑھ رہا ہے اور مسجد میں جماعت قائم ہوئی تو توڑنے کا حکم
نہیں یا یہ ایک مسجد میں پڑھ رہا ہے اور جماعت دوسری مسجد میں شروع ہوئی تو نہیں توڑ سکتا اگرچہ
ابھی پہلی رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تب بھی نہیں توڑ سکتا۔ (ردالمحتار) **مسئلہ** قیام و رکوع و سجود و قعدہ
اخیرہ میں ترتیب فرض ہے۔ اگر قیام سے پہلے رکوع کر لیا پھر قیام کیا تو وہ رکوع جاتا رہا اگر بعد قیام
پھر رکوع کریگا تو نماز ہو جائے گی ورنہ نہیں یوں ہی رکوع سے پہلے سجدہ کرنے کے بعد اگر رکوع پھر
سجدہ کر لیا تو ہو جائیگی ورنہ نہیں۔ (ردالمحتار) **مسئلہ** جو چیزیں فرض ہیں اُن میں امام کی پیروی
مقتدی پر فرض ہے یعنی اگر فرض چیزوں میں سے کوئی چیز امام سے پہلے ادا کیا اور امام کے ساتھ یا
امام کے ادا کرنے کے بعد ادا نہ کیا تو نماز نہ ہو گی۔ جیسے امام سے پہلے سجدہ کر لیا اور امام ابھی سجدہ میں
نہ آیا تھا کہ اس نے سر اُٹھا لیا تو اگر امام کے ساتھ یا بعد کو ادا کر لیا تو نماز ہو گئی ورنہ نہیں۔ (درمختار
ردالمحتار) **مسئلہ** مقتدی نے امام سے پہلے سجدہ کیا مگر اس کے سر اُٹھانے سے پہلے امام بھی سجدہ
میں پہنچ گیا تو سجدہ ہو گیا مگر مقتدی کو ایسا کرنا حرام ہے (عالمگیری) **مسئلہ** مقتدی کو صف کے پیچھے
تنہا کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے جبکہ صف میں جگہ موجود ہو اور اگر صف میں جگہ نہ ہو تو حرج نہیں
اور اگر کسی کو صف میں سے کھینچ لے اور اُسکے ساتھ کھڑا ہو تو یہ اچھا ہے مگر یہ خیال رہے کہ جس کو
کھینچے وہ اس مسئلہ کو جانتا ہو کہیں اُسکے کھینچنے سے اپنی نماز نہ توڑ دے (عالمگیری) اور چاہیئے

یہ کہ یہ کسی کو اشارہ کرے اور اُسے یہ چاہئے کہ پیچھے نہ ہٹے اِس پر سے کراہت دور ہو جائے گی۔ (فتح القدیر وبہار شریعت)۔ **جماعت قائم کرنے کا طریقہ**۔ جماعت اس طرح قائم کیجائے کہ نماز کا جب مستحب وقت شروع ہو جائے تو اذان کہی جائے اسکے بعد سب لوگ با وضو مسجد میں یا جہاں جماعت کرنی ہو جمع ہوں اور سنت گھر سے پڑھ کر نہ آئے ہوں تو اس سے فارغ ہو کر صف بہ صف بیٹھ جائیں اور امام اپنی جگہ پر بیٹھ جائے اب موذن تکبیر کہے جب حی علی الفلاح پر پہونچے تب امام اور مقتدی سب لوگ کھڑے ہو جائیں۔ امام نماز اور امامت کی نیت کر کے قد قامت الصلوٰۃ سے ذرا پہلے اللہ اکبر کہکے ہاتھ باندھ لے اور ثنا پڑھنا شروع کر دے اور مقتدی بھی اس نماز اور اقتدا کی نیت کر کے اللہ اکبر کہکے ہاتھ باندھ لیں اور ثنا پڑھ کر خاموش کھڑے رہیں۔ جب امام رکوع میں جائے تو مقتدی بھی رکوع کریں اور امام کے ساتھ ساتھ پوری نماز ختم کریں۔ الحمد اور سورت کے سوا سب کچھ جو نمازوں میں پڑھا جاتا ہے پڑھیں۔ اگر کوئی شخص امام کے شروع کر دینے یا کچھ رکعتوں کے پڑھ لینے کے بعد آیا تو وہ بھی اس نماز اور اس امام کے پیچھے پڑھنے کی نیت سے شریک ہو جائے۔ آخیر میں جب امام سلام پھیرے سب سلام پھیریں لیکن جس کی نماز کچھ چھوٹ گئی ہے وہ سلام نہ پھیرے بلکہ کھڑا ہو جائے اور اپنی چھوٹی ہوئی رکعتوں کو پوری کر کے سلام پھیرے۔ سلام کے بعد امام اپنے داہنے یا بائیں یا مقتدیوں کی طرف گھوم جائے اور دونوں ہاتھ سینے کے سامنے پھیلا کر دعا مانگے اور مقتدی بھی دعا مانگیں دعا کے بعد اپنی اپنی جگہ سے ہٹ کر سنت نمازیں پڑھیں۔ **مسئلہ** امام تکبیر تحریمہ قد قامت الصلوٰۃ سے ذرا پہلے کہے اور مقتدی امام کے تکبیر کہنے کے بعد تکبیر کہیں۔ (عالمگیری)

نماز فاسد کرنے والی چیزوں کا بیان

مسئلہ کلام مفسد نماز ہے۔ یعنی نماز میں بولنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے چاہے جان بوجھ کر بولے یا بھولے سے۔ ایک آدھ بات بولے یا زیادہ۔ **مسئلہ** کلام وہی مفسد ہے جس میں اتنی آواز ہو کہ کم سے کم خود سُن سکے اگر کوئی مانع نہ ہو۔ **مسئلہ** کسی کو بھولے سے بھی سلام کیا تو نماز جاتی رہی چاہے خالی السلام ہی کہا ہو۔ علیکم نہ کہہ پایا ہو۔ **مسئلہ** زبان سے سلام کا جواب دیا تو نماز جاتی رہی اور ہاتھ یا سر کے اشارے سے دیا تو مکروہ ہوئی۔ (درمختار۔ عالمگیری) **مسئلہ** نماز میں چھینک آئے تو الحمد للہ نہ کہے اگر کہہ دیا تو نماز نہ گئی۔ (عالمگیری)۔ **مسئلہ** خوشی کی خبر کے جواب میں الحمد للہ کہا یا بُری خبر پر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھا یا تعجب کی خبر پر سبحان اللہ یا اللہ اکبر کہا تو نماز جاتی رہی ہاں

اگر خبر کے جواب کا ارادہ نہ کیا تو نہ گئی۔ مسئلہ کھکھارنے میں جب دو حرف نکلے جیسے اَخ تو یہ مفسد نماز ہے جبکہ نہ عذر ہو نہ صحیح غرض ہو اگر عذر سے ہو جیسے طبیعت نے مجبور کیا یا صحیح غرض کیلئے ہو جیسے قرأت میں آواز صاف کرنے کیلئے یا امام کو غلطی پر اطلاع دینے کیلئے یا دوسرے کو اپنے نماز میں ہونے کی اطلاع دینے کیلئے ہو تو اس نماز سے نہیں ٹوٹتی۔ مسئلہ مقتدی نے اپنے امام کے سوا کسی اور کو لقمہ دیا نماز جاتی رہی۔ مسئلہ امام نے اپنے مقتدی کے سوا کسی اور کا لقمہ لیا نماز فاسد ہو گئی۔ مسئلہ آہ۔ آوہ۔ اُف۔ تُف یہ الفاظ درد یا مصیبت کی وجہ سے نکلے یا آواز سے رویا اور حرف پیدا ہوئے ان سب صورتوں میں نماز ٹوٹ گئی اور اگر رونے میں صرف آنسو نکلے آواز اور حروف نہیں نکلے تو حرج نہیں (عالمگیری ردالمختار) مسئلہ مریض کی زبان سے بے اختیار آہ۔ اوہ نکلی تو نماز فاسد نہ ہوئی یونہی چھینک کھانسی جماہی ڈکار میں جتنے حرف مجبوراً (بے اختیار) نکلتے ہیں وہ معاف ہیں (درمختار) مسئلہ پھونکنے میں اگر آواز پیدا نہ ہو تو وہ مثل سانس کے ہے کہ مفسد نہیں مگر قصداً کرنا مکروہ ہے اور اگر پھونکنے میں دو حرف پیدا ہوں جیسے اُف۔ تُف تو مفسد نماز ہے۔ (غنیہ) مسئلہ نماز میں قرآن۔ قرآن شریف سے یا محراب وغیرہ سے دیکھ کر پڑھنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ ہاں اگر پڑھتا تو ہے یاد سے اور نظر پڑتی ہے لکھے ہوئے پر تو حرج نہیں۔ (ردالمحتار) مسئلہ عمل کثیر کہ نہ اعمال نماز سے ہو نہ نماز کی اصلاح کیلئے کیا گیا ہو مفسد نماز ہے عمل قلیل مفسد نہیں جس کام کے کرنے والے کو دور سے دیکھ کر اُس کے نماز میں نہ ہونے کا شک نہ رہے بلکہ گمان غالب ہو کہ نماز میں نہیں تو وہ عمل کثیر ہے اور اگر دور سے دیکھنے والے کو شبہہ و شک ہو کہ نماز میں ہے یا نہیں تو یہ عمل قلیل ہے۔ مسئلہ کرتا یا پائجامہ پہنا یا تہبند باندھا تو نماز جاتی رہی مسئلہ نماز کے اندر کھانا پینا مطلقاً نماز کو فاسد کر دیتا ہے جان کر ہو یا بھولکر ہو تھوڑا ہو یا زیادہ یہاں تک کہ اگر تل بلا چبائے نگل لیا یا کوئی بوند منہ میں گری اور نگل لیا نماز جاتی رہی۔ مسئلہ موت۔ جنون۔ بیہوشی سے نماز جاتی رہتی ہے اگر وقت میں آرام ہو جائے تو ادا پڑھے اور اگر وقت کے بعد آرام ہو تو قضا پڑھے جبکہ جنون و بیہوشی ایک دن رات سے زیادہ نہ ہو یعنی نماز کے چھ وقت کامل تک برابر نہ رہا ہو۔ کہ اگر چھ وقت کامل تک برابر رہے قضا واجب نہیں۔ (عالمگیری درمختار ردالمحتار) مسئلہ قصداً وضو توڑا یا کوئی سبب غسل کا پایا گیا نماز جاتی رہی۔ مسئلہ کسی رکن کو ترک کیا جبکہ اُس کو اُسی نماز میں ادا نہ کر لیا ہو نماز جاتی رہی۔ مسئلہ بلا عذر نماز کی کسی شرط کو ترک کیا تو نماز ٹوٹ گئی۔ مسئلہ قعدۂ اخیرہ کے بعد سجدۂ نماز یا سجدہ تلاوت یاد آیا اور اسکو ادا کیا اور ادا کرنے کے بعد پھر قعدہ نہ کیا تو نماز نہ ہوئی مسئلہ کسی رکن کو سوتے میں ادا کیا تھا اسکا اعادہ نہ کیا۔ نماز نہ ہوئی۔ مسئلہ سانپ بچھو مارنے سے

نماز نہیں ٹوٹتی جبکہ نہ تین قدم چلنا پڑے نہ تین ضرب کی ضرورت ہو اگر مارنے میں تین قدم یا زیادہ چلنا پڑا یا تین ضرب یا زیادہ لگانی پڑی تو نماز ٹوٹ گئی۔ مسئلہ نماز میں سانپ بچھو مارنے کی اجازت ہے اگرچہ نماز ٹوٹ جائے۔ مسئلہ سانپ بچھو کو نماز میں مارنا اسوقت مباح ہے جب سامنے گزرے اور تکلیف دینے کا ڈر ہو اور اگر کاٹنے کا ڈر نہ ہو تو مکروہ ہے۔ (عالمگیری)۔ مسئلہ ایک رکن میں تین بار کھجانے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے یعنی یوں کہ کھجا کر ہاتھ ہٹا لیا پھر کھجا یا پھر ہاتھ ہٹا لیا پھر کھجا یا پھر ہاتھ ہٹا لیا۔ اگر ایک بار ہاتھ رکھ کر کئی مرتبہ کھجا یا تو یہ ایک ہی مرتبہ کھجانا کہا جائے گا اور اس سے نماز نہ جائیگی۔ (عالمگیری غنیہ) مسئلہ تکبیرات انتقال میں اللہ کے الف کو یا اکبر کے الف کو کھینچا اور آللہ یا آکبر کہا یا اکبر کی ب کے بعد الف بڑھا دیا کہ اکبار ہو گیا تو ان سب صورتوں میں نماز ٹوٹ گئی اور اگر تکبیر تحریمہ میں ایسا کیا تو نماز شروع ہی نہ ہوئی (درمختار وغیرہ)۔ مسئلہ قرأت یا اذکار نماز میں ایسی غلطی جس سے معنی فاسد ہو جائیں نماز توڑ دیتی ہے۔ مسئلہ نمازی کے آگے سے چاہے آدمی گزرے یا جانور۔ نماز نہیں ٹوٹتی البتہ گزرنے والا بہت گنہگار ہوتا ہے۔ اگر نمازی کے سامنے سے جانے والا جانتا کہ اس میں کیا گناہ ہے تو سو برس کھڑے رہنے بلکہ زمین میں دھنس جانے کو اچھا سمجھتا اور نمازی کے آگے سے نہ گزرتا۔ مسئلہ اگر میدان میں نمازی کے سامنے سے تین گز چھوڑ کر آگے سے گزرے تو حرج نہیں۔ لیکن گھر اور مسجد میں ایسا نہیں کر سکتا۔ مسئلہ نمازی کے آگے اگر سترہ ہو تو سترہ کے پیچھے سے گزرنے میں کوئی حرج نہیں۔ سترہ کے معنی ایسی کوئی چیز جس سے آڑ ہو جائے۔ مسئلہ سترہ ایک ہاتھ اونچا اور ایک انگل موٹا ہو کافی ہے اور زیادہ سے زیادہ تین ہاتھ اونچا ہو۔ (درمختار و ردالمحتار)۔ مسئلہ سترہ داہنی بھوں کے سامنے گاڑنا افضل ہے۔ مسئلہ درخت جانور آدمی وغیرہ کا بھی سترہ ہو سکتا ہے۔ (غنیہ)۔ مسئلہ امام کا سترہ مقتدی کیلئے بھی سترہ ہے۔ مقتدیوں کے لئے علیحدہ سترے کی ضرورت نہیں لہٰذا اگر مسجد میں بھی مقتدی کے آگے سے گزر جائے جبکہ امام کے آگے سے نہ ہو تو حرج نہیں (ردالمحتار)۔ مسئلہ نمازی اپنے آگے سے گزرنے والے کو اگر روکنا چاہے تو سبحان اللہ کہے یا زور سے قرأت کرنے لگے یا ہاتھ سے اشارہ کر دے لیکن بار بار ایسا نہ کرے کہ عمل کثیر ہونے کی صورت میں نماز جاتی رہے گی۔ (درمختار ردالمحتار)

عہ مباح کے معنی جائز حلال جس پر شریعت کی طرف سے کوئی روک نہو۔ عہ تین گز جگہ بہ اصل میں اندازہ ہے موضع قدم مصلی سے لیکر اس کے موضع سجود تک کا اور موضع سجود سے یہاں مراد وہاں تک کی جگہ ہے جہاں تک حالت قیام میں سجدہ کی جگہ پر نظر کرنے سے نگاہ پھیلتی ہے۔ اتنی جگہ میدان میں چھوڑ کر اس کے بعد سے گزر سکتا ہے جیسا کہ عالمگیری کی اس عبارت سے ظاہر ہے۔ والاصح انه موضع صلاته من قدمه الی موضع سجوده قال مشائخنا اذا صلی رامیا بصره علیه لم یکره وهو الصحیح ۱۲

نماز کے مکروہات کا بیان

مسئلہ کپڑے یا بدن یا ڈاڑھی کے ساتھ کھیلنا مکروہ تحریمی ہے۔ کپڑا سمیٹنا جیسے سجدہ میں جاتے وقت آگے یا پیچھے سے اُٹھا لینا اگرچہ گرد سے بچانے کے لئے ہو۔ مکروہ تحریمی ہے۔ اور بلا وجہ ہو تو اور زیادہ مکروہ ہے کپڑا لٹکانا جیسے سر یا مونڈھے پر اس طرح ڈالنا کہ دونوں کنارے لٹکتے ہوں مکروہ تحریمی ہے۔ مسئلہ اگر کرتے وغیرہ کی آستین میں ہاتھ نہ ڈالے بلکہ پیٹھ کیطرف پھینک دے تو یہ بھی مکروہ تحریمی ہے (درمختار) مسئلہ کاندھے پر اسطرح رومال ڈالنا کہ ایک کنارہ پیٹ پر لٹکتا ہو اور دوسرا پیٹھ پر یہ مکروہ تحریمی ہے۔ مسئلہ رضائی یا چادر یا شال کے کنارے دونوں مونڈھوں سے لٹکتے ہوں یہ ممنوع و مکروہ تحریمی ہے۔ ہاں اگر ایک کنارہ دوسرے مونڈھے پر ہو اور دوسرا لٹک رہا ہے تو حرج نہیں۔ (درمختار و ردالمحتار) مسئلہ کوئی آستین آدھی کلائی سے زیادہ چڑھی ہوئی یا دامن سمیٹے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے چاہے پہلے سے چڑھی ہو یا نماز میں چڑھائی (درمختار) مسئلہ مرد کو جوڑا باندھے ہوئے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور اگر نماز میں جوڑا باندھے تو نماز فاسد ہو جائے۔ مسئلہ کنکریاں ہٹانا مکروہ تحریمی ہے۔ لیکن اگر سنت کے طور پر سجدہ نہ ادا ہوتا ہو تو ایک بار ہٹا سکتا ہے اور اگر بغیر ہٹائے واجب نہ ادا ہوتا ہو تو ہٹانا واجب ہے چاہے کئی بار ہٹانا پڑے (درمختار ردالمحتار) مسئلہ انگلیاں چٹکانا انگلیوں کی قینچی باندھنا یعنی ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنا مکروہ تحریمی ہے (درمختار وغیرہ) مسئلہ نماز کے لئے جاتے وقت اور نماز کے انتظار میں بھی یہ دونوں چیزیں مکروہ ہیں۔ مسئلہ کمر پر ہاتھ رکھنا مکروہ تحریمی ہے۔ نماز کے علاوہ بھی کمر پر ہاتھ رکھنا نہ چاہئے۔ (درمختار) مسئلہ اِدھر اُدھر منہ پھیر کر دیکھنا مکروہ تحریمی ہے چاہے تھوڑا ہی منہ پھرا ہو اگر منہ نہ پھیرے صرف کنکھیوں سے اِدھر اُدھر بلا حاجت دیکھے تو کراہت تنزیہی ہے اور نادراً کسی غرض صحیح سے ہو تو اصلا حرج نہیں۔ آسمان کیطرف نگاہ اُٹھانا بھی مکروہ تحریمی ہے۔ مسئلہ تشہد یا سجدوں کے درمیان کُتّے کی طرح بیٹھنا (یعنی گھٹنوں کو سینہ سے ملا کر دونوں ہاتھوں کو زمین پر رکھکر چوتڑ کے بل بیٹھنا)۔ مرد کا سجدے میں کلائیوں کو بچھانا کسی شخص کے منہ کے سامنے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ مسئلہ کپڑے میں اسطرح لپٹ جانا کہ ہاتھ بھی باہر نہ ہو مکروہ تحریمیؑ ہے۔ یوں بھی بے ضرورت اس طرح لپٹنا نہ چاہئے اور خطرہ کی جگہ تو سخت ممنوع ہے یوں ہی ناک منہ چھپانا بھی مکروہ تحریمی ہے۔ مسئلہ بے ضرورت کھنکھار نکالنا قصداً جماہی لینا مکروہ تحریمی ہے اگر جماہی خود آئے تو

ع مکروہ تحریمی وہ ہے جسکے کرنے سے عبادت ناقص ہو جاتی ہے اور کرنیوالا گنہگار ہوتا ہے لیکن حرام سے کم۔

حرج نہیں مگر روکنا مستحب ہے۔ اگر روکے سے نہ رُکے تو ہونٹ دانتوں سے دبائے اور اس پر بھی نہ رُکے تو ہاتھ منہ پر رکھے۔ قیام میں داہنا ہاتھ رکھے اور باقی حالتوں میں بایاں۔ مسئلہ صرف پائجامہ یا تہبند پہنکر نماز پڑھی اور کرتا یا چادر موجود ہے تو نماز مکروہ تحریمی ہے اور جو دوسرا کپڑا نہیں تو معاف ہے مسئلہ کسی آنے والے کی خاطر نماز کو طول دینا مکروہ تحریمی ہے۔ اور اگر جماعت پا جانے کے خیال سے ایک دو تسبیح کے برابر طول دیا تو کراہت نہیں۔ (عالمگیری) مسئلہ قبر کا سامنے ہونا جبکہ کوئی چیز بیچ میں حائل نہ ہو تو مکروہ تحریمی ہے (درمختار عالمگیری) مسئلہ زمین مغصوب یا پرائے کھیت ہیں جس میں زراعت موجود ہے یا جُتے کھیت میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے (دُرمختار عالمگیری) مسئلہ مقبرہ میں جو جگہ نماز کیلئے مقرر ہو اور اس جگہ میں قبر نہ ہو۔ تو وہاں نماز پڑھنے میں حرج نہیں۔ کراہت اسوقت ہے کہ قبر سامنے ہو اور نمازی اور قبر کے درمیان کوئی چیز بقدر سترہ حائل نہ ہو۔ ورنہ اگر قبر داہنے یا بائیں یا پیچھے ہو یا سترہ کے برابر کوئی چیز حائل ہو تو کچھ بھی کراہت نہیں (عالمگیری۔ غنیہ۔ قاضی خاں) مسئلہ کفار کے عبادت خانوں میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے کہ وہ شیاطین کی جگہ ہے۔ بلکہ ان میں جانا بھی منع ہے۔ مسئلہ اُلٹا کپڑا پہنکر یا اوڑھ کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے یونہی انگرکھے کے بند نہ باندھنا اور اچکن شیروانی وغیرہ کے بٹن نہ لگانا اگر اس کے نیچے کرتا وغیرہ نہیں اور سینہ کھلا رہا تو مکروہ تحریمی ہے اور اگر نیچے کرتا وغیرہ ہے تو مکروہ تنزیہی۔ (بہار شریعت) مسئلہ جس کپڑے پر جاندار کی تصویر ہو اُسے پہنکر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ نماز کے علاوہ بھی ایسا کپڑا پہننا ناجائز ہے مسئلہ اگر تصویر نمازی کے سر پر ہو یعنی چھت میں بنی ہو یا لٹکی ہو یا سجدہ کی جگہ میں ہو کہ اس پر سجدہ واقع ہوتا ہو تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔ یونہیں نمازی کے آگے یا داہنے یا بائیں تصویر کا ہونا مکروہ تحریمی ہے اور پیچھے ہونا بھی مکروہ ہے اگرچہ آگے اور دائیں بائیں ہونے سے کم۔ مسئلہ اگر تصویر فرش میں ہے اور اس پر سجدہ نہیں تو کراہت نہیں۔ (ہدایہ۔ فتح القدیر) مسئلہ اگر تصویر غیر جاندار کی ہے جیسے پہاڑ دریا۔ درخت پھول۔ پتی وغیرہ تو کچھ حرج نہیں۔ (فتح القدیر) مسئلہ تھیلی یا جیب میں تصویر چھپی ہوئی ہو تو نماز میں کراہت نہیں (درمختار) مسئلہ تصویر والا کپڑا پہنے ہوئے ہے اور اُسپر کوئی دوسرا کپڑا اور پہن لیا کہ تصویر چھپ گئی تو اب نماز مکروہ نہ ہوگی۔ (ردالمحتار) مسئلہ اگر تصویر ذلّت کی جگہ میں ہو۔ جیسے جوتا اُتارنے کی جگہ میں ہو یا ایسے فرش میں ہو جس کو پاؤں سے روندتے ہوں تو نماز میں کراہت نہیں جبکہ اس پر سجدہ نہو اور گھر میں ہونے میں بھی کراہت نہیں۔ (درمختار) مسئلہ اگر تصویر اتنی چھوٹی ہو کہ کھڑے ہو کر دیکھنے میں اُس کے بدن کے حصّے الگ الگ نہ دکھائی دیں تو ایسی تصویر کے نمازی کے آگے پیچھے یا دائیں بائیں

ہونے میں نماز مکروہ نہ ہوگی۔ **مسئلہ** اگر تصویر کا پورا چہرہ مٹا دیا تو کراہت جاتی رہی (ہدایہ وغیرہ) **مسئلہ** تصویر کے یہ احکام تو نماز کے ہیں۔ رہا تصویر کا رکھنا تو اُس کے بارے میں حدیث میں ہے کہ جس گھر میں کتّا یا تصویر ہو اُس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے یعنی جبکہ توہین کے ساتھ نہ ہوں اور نہ اتنی چھوٹی ہوں کہ کھڑے ہو کر دیکھنے میں بدن کے حصّے الگ الگ نہ دکھائی دیں[ع۱]۔ (فتح القدیر وغیرہ) **مسئلہ** تصویر کا بنانا بنوانا دونوں حرام ہیں چاہے دستی ہو یا عکسی دونوں کا ایک حکم ہے۔

مکروہ تنزیہی[ع۲]۔ **مسئلہ** سجدہ یا رکوع میں بلاضرورت تین تسبیح سے کم کہنا مکروہ تنزیہی ہے ہاں اگر وقت تنگ ہو یا ریل چلے جانے کے خوف سے ہو تو حرج نہیں۔ **مسئلہ** کام کاج کے کپڑوں سے نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے جبکہ اور کپڑے ہوں ورنہ کراہت نہیں۔ **مسئلہ** سُستی سے ننگے سر نماز پڑھنا یعنی ٹوپی سے بوجھ معلوم ہوتا ہے یا گرمی معلوم ہوتی ہے اِس وجہ سے ننگے سر پڑھتا ہے تو یہ مکروہ تنزیہی ہے اور اگر نماز کو حقیر خیال کر کے ننگے سر پڑھے مثلاً نماز کوئی مہتم بالشان چیز نہیں جسکے لئے ٹوپی عمامہ پہنا جائے تو یہ کفر ہے۔ اور اگر خشوع و خضوع کے لئے ننگے سر پڑھی تو مستحب ہے (درمختار ردالمحتار وبہار) **مسئلہ** نماز میں ٹوپی گر پڑی تو اُٹھا لینا افضل ہے جبکہ عمل کثیر سے نہ ہو ورنہ نماز فاسد ہو جائیگی۔ اور بار بار اُٹھانی پڑے تو چھوڑ دے۔ اور نہ اُٹھا لینے سے خضوع مقصود ہو تو نہ اُٹھانا افضل ہے۔ (درمختار ردالمحتار) **مسئلہ** ماتھے سے خاک یا گھاس چھڑانا مکروہ ہے جبکہ نماز میں تشویش نہ ہو اور تکبّر کی وجہ سے چھڑا رہا ہو تو مکروہ تحریمی ہے اور اگر تکلیف دہ ہوں یا خیال بٹتا ہو تو حرج نہیں۔ اور نماز کے بعد چھڑانے میں تو مطلقاً مضائقہ نہیں بلکہ چھڑا دینا چاہیئے تاکہ ریا نہ آنے پائے[ع۳] (عالمگیری) **مسئلہ** یوہیں حاجت کے وقت پیشانی سے پسینہ پونچھنا بلکہ ہر وہ عمل قلیل کہ نمازی کیلئے مفید ہو جائز ہے اور جو مفید نہ ہو وہ مکروہ ہے۔ (عالمگیری) **مسئلہ** نماز میں ناک سے پانی بہا تو اُس کو پونچھ لینا زمین پر گرنے سے اچھا ہے اور اگر مسجد میں ہو تو پونچھنا ضروری ہے مسجد میں نہ گرنے دے (عالمگیری وغیرہ) **مسئلہ** نماز میں بغیر عذر چار زانو بیٹھنا مکروہ ہے اور عذر ہو تو حرج نہیں۔ اور علاوہ نماز کے اس طرح بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں (درمختار) **مسئلہ** سجدہ کو جاتے وقت گھٹنے سے پہلے ہاتھ رکھنا اور اُٹھتے وقت ہاتھ

ع۱ یعنی جبکہ تصویر ذلت کی جگہ میں ہو یا بہت چھوٹی ہو کہ دیکھنے میں بدن کے حصّے الگ الگ نہ دکھائی دیتے ہوں تو ایسی تصویر کے گھر میں ہونے سے حرج نہیں ۱۲ منہ۔ ع۲ مکروہ تنزیہی۔ جس کا کرنا شرع کو پسند نہیں لیکن کرنے پر سزا و عذاب بھی نہیں ۱۲۔ ع۳ ریا یعنی نمائش۔ دکھاوا۔ جو کام دوسروں کو دکھانے کیلئے کیا جائے اس کو ریا کہتے ہیں۔ ریا حرام و گناہ ہے۔ حدیث شریف میں ریا کو شرک اصغر فرمایا گیا۔ جو عمل ریا سے کیا جائے اُس پر ثواب کے بدلے عذاب ہوگا۔ منہ
عکسی۔ فوٹو۔ مہتم بالشان۔ اہم۔ بڑا۔ خشوع و خضوع۔ عاجزی انکساری۔ عمل کثیر۔ زیادہ کام۔ تشویش۔ بے اطمینانی پریشانی۔ مطلقاً مضائقہ نہیں۔ کچھ بھی حرج نہیں۔ پیشانی۔ ماتھا۔ عمل قلیل تھوڑا کام۔

سے پہلے گھٹنے اُٹھانا بلاعذر مکروہ ہے۔ (غنیہ) **مسئلہ** رکوع میں سر کو پیٹھ سے اونچا یا نیچا رکھنا مکروہ ہے (منیہ) **مسئلہ** اُٹھتے وقت آگے پیچھے پاؤں اٹھانا مکروہ ہے۔ **مسئلہ** جوں یا مچھر جب ایذا پہنچاتے ہوں تو پکڑ کر مار ڈالنے میں حرج نہیں جبکہ عمل کثیر سے نہ ہو (غنیہ و بہار) **مسئلہ** مسجد کی چھت پر نماز پڑھنا مکروہ ہے (عالمگیری)۔ **مسئلہ** کوئی شخص کھڑا یا بیٹھا باتیں کر رہا ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنے میں کراہت نہیں جبکہ باتوں سے دل بٹنے کا خوف نہ ہو۔ مصحف شریف اور تلوار کے پیچھے اور سونے والے کے پیچھے نماز مکروہ نہیں۔ (درمختار ردالمحتار) **مسئلہ** جلتی آگ نمازی کے آگے ہونا باعث کراہت ہے۔ شمع یا چراغ میں کراہت نہیں۔ (عالمگیری)۔ **مسئلہ** بغیر عذر ہاتھ سے مکھی مچھر اُڑانا مکروہ ہے۔ (عالمگیری) **مسئلہ** ایسی چیز کے سامنے جو دل کو مشغول رکھے نماز مکروہ ہے مثلاً زینت ہو ولعب وغیرہ **مسئلہ** نماز کے لئے دوڑنا مکروہ ہے (ردالمحتار)۔

نماز توڑنے کا عُذر یعنی کن کن صورتوں میں نماز توڑ دینا جائز ہے: **مسئلہ** کوئی مصیبت زدہ فریاد کر رہا ہو۔ اسی نمازی کو پکارتا ہو یا مطلقاً کسی شخص کو پکارتا ہو یا کوئی ڈوب رہا ہو یا آگ سے جل جائیگا یا اندھا راہگیر کوئیں میں گرا چاہتا ہے ان سب صورتوں میں نماز توڑ دینا واجب ہے جبکہ یہ نمازی اُس کے بچانے کی قدرت رکھتا ہو (درمختار و ردالمحتار) **مسئلہ** پیشاب پاخانہ معلوم ہوا یا کپڑے یا بدن پر اتنی نجاست دیکھی کہ جتنی نجاست کے ہوتے نماز جائز ہے یا نمازی کو کسی اجنبی عورت نے چھو دیا تو ان تینوں صورتوں میں نماز توڑ دینا مستحب ہے جبکہ جماعت کا وقت نہ جاتا رہے اور پیشاب پاخانہ جب بہت زور کئے ہو تو جماعت چھوٹ جانے کا بھی خیال نہ کرے۔ ہاں وقت جانے کا خیال کیا جائے (ردالمحتار) **مسئلہ** سانپ وغیرہ مارنے کے لئے جب کہ کاٹنے کا صحیح ڈر ہو تو نماز توڑ دینا جائز ہے۔ **مسئلہ** کوئی جانور بھاگ گیا اُس کے پکڑنے کے لئے یا بکریوں پر بھیڑیئے کے حملہ کرنے کے ڈر سے نماز توڑ دینا جائز ہے **مسئلہ** اپنے یا پرائے ایک درہم کے نقصان کا ڈر ہو مثلاً دودھ اُبل جائے گا یا گوشت ترکاری روٹی وغیرہ جل جانے کا ڈر ہو یا ایک درہم کی کوئی چیز چور اُچکا لے بھاگا۔ ان صورتوں میں نماز توڑ دینے کی اجازت ہے (درمختار عالمگیری) **مسئلہ** اگر نفل نماز میں ہو اور ماں باپ دادا دادی وغیرہ اصول پکاریں اور ان کو اس کا نماز میں ہونا معلوم نہ ہو تو نماز توڑ دے اور جواب دے۔ (درمختار و ردالمحتار)۔

اَحکامِ مسجد کا بیان

اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے اچھی جگہ مسجد ہے۔ اور سب سے بُری جگہ بازار ہے۔ جب مسجد

میں جائے تو درود شریف پڑھے اور یہ کہے رَبِّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اور جب نکلے تو درود شریف پڑھ کے یہ کہے رَبِّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ۔ مسئلہ قبلہ کی طرف پاؤں پھیلانا مکروہ ہے۔ سوتے میں ہو یا جاگتے میں۔ یوہیں چھوٹے بچوں کا پاؤں قبلہ کی طرف کرکے لٹا دینا مکروہ ہے اور اُسکی بُرائی لٹانے والے پر ہے۔ (ردالمحتار) مسئلہ مسجد کی چھت پر بھی گندگی کرنی حرام ہے۔ مسجد کی چھت کا بھی مسجد کی طرح ادب ہے۔ (غنیہ) مسئلہ مسجد کی چھت پر بلا ضرورت چڑھنا مکروہ ہے۔ (درمختار ردالمحتار) مسئلہ مسجد کو راستہ بنانا یعنی اس میں سے ہوکر گزرنا ناجائز ہے۔ اگر اسکی عادت کرے تو فاسق ہے اگر کوئی اس نیت سے مسجد میں گیا اور بیچ میں پہنچا تھا کہ پچھتایا تو جس دروازہ سے اس کو نکلنا ہے اسکے سوا دوسرے دروازہ سے نکلے یا وہیں نماز پڑھے پھر نکلے اور وضو نہ ہو تو جس طرف سے آیا ہے واپس جائے۔ (درمختار ردالمحتار) مسئلہ مسجد کے اندر کسی برتن میں پیشاب کرنا یا فصد کا خون لینا بھی جائز نہیں۔ مسئلہ بچے کو اور پاگل کو جن سے گندگی کا گمان ہو مسجد میں لیجانا حرام ہے اور اگر نجاست کا ڈر نہ ہو تو مکروہ ہے۔ مسئلہ مسجد کی دیواروں اور محرابوں پر قرآن لکھنا اچھا نہیں اس لئے کہ ڈر ہے کہ وہاں سے گرے اور پاؤں کے نیچے پڑے اور اسی بے ادبی کی وجہ سے تکیہ فرش بستر دسترخوان جانماز پر بھی آیت یا حدیث یا شعر وغیرہ کچھ لکھنا منع ہے۔ (عالمگیری وبہار) مسئلہ مسجد میں وضو کرنا یا مسجد کی دیواروں پر یا چٹائی پر یا چٹائی کے نیچے ناک تھوک میل وغیرہ ڈالنا منع ہے۔ اگر ناک سنکنے یا تھوکنے کی ضرورت ہی پڑ جائے تو کپڑے میں لے لے۔ (عالمگیری) مسئلہ مسجد میں نجاست لیکر جانا منع ہے اگرچہ وہ نجاست مسجد میں نہ لگے۔ اسی طرح جس کے بدن پر نجاست لگی ہو اُسکو بھی مسجد میں جانا جائز نہیں۔ (ردالمحتار) مسئلہ ناپاک تیل مسجد میں جلانا یا نجس گارا مسجد میں لگانا منع ہے۔ مسئلہ مسجد میں کوئی جگہ وضو کے لئے شروع ہی سے مسجد بنوانے والے نے قبل تمام مسجدیت بنائی ہے جس میں نماز نہیں ہوتی تو وہاں وضو کر سکتا ہے۔ یوہیں طشت وغیرہ کسی برتن میں وضو کر سکتا ہے بشرطیکہ پوری احتیاط سے ہو کہ کوئی چھینٹ مسجد میں نہ پڑے۔ (عالمگیری) مسئلہ وضو کے بعد مُنہ اور ہاتھ سے پانی پونچھ کر مسجد میں جھاڑتے ہیں یہ ناجائز ہے (بہار) مسئلہ مسجد کا کوڑا جھاڑ کر کسی ایسی جگہ نہ ڈالے جہاں بے ادبی ہو (درمختار) مسئلہ مسجد میں پیڑ لگانے کی اجازت نہیں ہاں مسجد کو اسکی حاجت ہے کہ زمین میں تری ہے ستون قائم نہیں رہتے تو اس تری کے جذب کرنے کے لئے پیڑ لگا سکتے ہیں (عالمگیری وغیرہ)۔ مسئلہ قبل تمام مسجدیت مسجد کے اسباب رکھنے کے لئے مسجد میں حجرہ بنوا سکتے ہیں (عالمگیری)۔ مسئلہ مسجد میں سوال کرنا حرام ہے اور اس سائل کو دینا بھی منع ہے۔

مسئلہ مسجد میں گم شدہ چیز تلاش کرنا منع ہے۔ (مسلم وغیرہ) **مسئلہ** کچا لہسن پیاز کھا کر مسجد میں جانا جائز نہیں جبتک کہ بو باقی ہو۔ یہی حکم ہر اُس چیز کا ہے جس میں بدبو ہے اس سے مسجد کو بچایا جائے اور اسکے بغیر دوھ کئے ہوئے مسجد میں نہ جایا جائے حتیٰ کہ جو مریض کوئی بدبودار دوا مثل گندھک وغیرہ کے لگائے ہو تو وہ مسجد میں نہ جائے بلکہ کوڑھی یا کسی اور گندے مرض والے بلکہ اُس بدزبان کو بھی جو لوگوں کو زبان سے ایذا دیتا ہے مسجد سے روکا جائیگا۔ (درمختار، ردالمحتار و بہار وغیرہ) **مسئلہ** مباح باتیں بھی کرنے کی مسجد میں اجازت نہیں۔ نہ آواز بلند کرنا جائز (درمختار صغیری) **مسئلہ** مسجد کی صفائی کے لئے چمگادڑ اور کبوتر وغیرہ کے گھونسلے نوچنے میں حرج نہیں۔ (درمختار و بہار) **مسئلہ** محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنا اگرچہ جماعت تھوڑی ہو جامع مسجد سے افضل ہے بلکہ اگر محلہ کی مسجد میں جماعت نہ ہوئی ہو تو تنہا جائے اور اذان و اقامت کہہ کے نماز پڑھے۔ یہ جامع مسجد کی جماعت سے افضل ہے (صغیری وغیرہ)۔

وِتر کی نماز

وتر کی نماز واجب ہے۔ اگر کسی وجہ سے وقت میں وتر نہیں پڑھا تو قضا واجب ہے (عالمگیری ہدایہ) وتر کی نماز تین رکعتیں ہیں ایک سلام سے مثل مغرب کے۔ اس میں پہلا قعدہ واجب ہے یعنی دو رکعت پر بیٹھے اور صرف التحیات پڑھ کر تیسری رکعت کیلئے کھڑا ہو جائے اور تیسری رکعت میں بھی الحمد اور سورۃ پڑھے۔ اور اس تیسری رکعت میں سورۃ پڑھنے کے بعد دونوں ہاتھ اُٹھاکر کانوں کی لو تک لیجائے اور اللہ اکبر کہکر پھر ہاتھ باندھ لے اور دعائے قنوت پڑھے جب دعائے قنوت پڑھ چکے تو اللہ اکبر کہکر رکوع کرے اور باقی نماز پوری کرے۔ **مسئلہ** دعائے قنوت پڑھنا واجب ہے اور اُس میں کسی خاص دعا کا پڑھنا واجب نہیں البتہ بہتر وہ دعائیں ہیں جو حدیثوں میں آئیں۔ سب سے زیادہ مشہور دعائے قنوت یہ ہے اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَیْكَ وَنُثْنِیْ عَلَیْكَ الْخَیْرَ كُلَّهٗ وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ یَّفْجُرُكَ اَللّٰھُمَّ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْكَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰی عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ **مسئلہ** جو دعائے قنوت نہ پڑھ سکے وہ یہ پڑھے۔ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ اور جس سے یہ بھی نہ بن پڑے وہ تین بار اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ کہے (عالمگیری) **مسئلہ** دعائے قنوت ہمیشہ ہر شخص آہستہ پڑھے خواہ امام ہو یا مقتدی یا منفرد۔ ادا ہو یا قضا۔ رمضان میں ہو یا اور دنوں میں (ردالمحتار)۔
مسئلہ وتر کے سوا اور کسی نماز میں قنوت نہ پڑھے ہاں اگر حادثۂ عظیمہ واقع ہو تو فجر میں بھی پڑھ سکتا ہے

اور اس میں بھی ظاہر یہ ہے کہ رکوع سے پہلے پڑھے جیسا کہ وتر میں (درمختار و بہار وغیرہ) **مسئلہ** اگر قعدہ اولی بھول کر کھڑا ہو گیا تو پھر بیٹھنے کی اجازت نہیں بلکہ آخر میں سجدہ سہو کرے۔ (درمختار ردالمحتار)۔ **مسئلہ** اگر قنوت بھول جائے اور رکوع میں یاد آئے تو نہ رکوع میں پڑھے نہ قیام کی طرف لوٹ کر کھڑے ہو کر پڑھے بلکہ چھوڑ دے اور آخر میں سجدہ سہو کر لے نماز ہو جائے گی۔ **مسئلہ** وتر کی تینوں رکعتوں میں مطلقاً قرأت فرض ہے اور ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۃ ملانا واجب ہے۔ **مسئلہ** بہتر یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلیٰ یا انا انزلنا پڑھے اور دوسری میں قل یا ایھا الکفرون اور تیسری میں قل ھو اللہ احد پڑھے اور کبھی کبھی اور سورتیں بھی پڑھ لے۔ **مسئلہ** وتر کی نماز بیٹھ کر یا سواری پر بغیر عذر نہیں ہو سکتی۔ (درمختار وغیرہ) **مسئلہ** صاحب ترتیب کیلئے اگر یہ یاد ہے کہ نماز وتر نہیں پڑھی اور وقت میں گنجائش بھی ہے۔ تو فجر کی نماز فاسد ہے خواہ شروع سے پہلے یاد آئے یا بیچ میں (درمختار بہار) **مسئلہ** وتر کی نماز جماعت سے صرف رمضان شریف میں پڑھی جائے۔ علاوہ رمضان کے مکروہ ہے (ہدایہ وغیرہ) بلکہ اس مبارک مہینہ میں جماعت ہی سے پڑھنا مستحب ہے۔ **مسئلہ** جس نے عشا کی فرض جماعت کے ساتھ نہیں پڑھی وہ وتر تنہا پڑھے اگرچہ تراویح جماعت سے پڑھی ہو۔

سنتوں اور نفلوں کا بیان

سنتیں بعض موکدہ ہیں کہ شریعت میں اس پر تاکید آئی بلا عذر ایک بار بھی ترک کرے تو ملامت کے لائق ہے۔ اور ترک کی عادت کرے۔ تو فاسق مردود الشہادۃ جہنم کے لائق۔ اس کا ترک قریب حرام کے ہے۔ اس کے چھوڑنے والے کے لئے شفاعت سے محروم ہو جانے کا ڈر ہے۔ سنت موکدہ کو سنن الہدیٰ بھی کہا جاتا ہے۔ بعض سنتیں غیر مؤکدہ ہیں جنکو سنن الزوائد بھی کہتے ہیں اس پر شریعت میں تاکید نہیں آئی کبھی اس کو مستحب اور مندوب بھی کہتے ہیں اور نفل وہ کہ جس کا کرنا ثواب ہے اور نہ کرنے میں بھی کچھ حرج نہیں۔ **مسئلہ** سنت موکدہ یہ ہیں دو رکعت فجر کی فرض نماز سے پہلے۔ چار رکعت ظہر کی فرض سے پہلے اور دو رکعت بعد میں۔ مغرب کے بعد دو رکعت۔ عشا کے بعد دو رکعت۔ اور جمعہ سے پہلے چار رکعت اور چار رکعت جمعہ کے بعد اور بہتر یہ ہے کہ دو اور پڑھ لے یعنی جمعہ کے بعد چھ رکعت پڑھے (غنیہ بہار) **مسئلہ** سنت فجر سب سے زیادہ موکد ہے یہاں تک کہ بعض علماء اسکو واجب کہتے ہیں۔ لہذا یہ بلا عذر نہ بیٹھ کر ہو سکتی ہے نہ سواری پر نہ چلتی گاڑی پر۔ (فتح القدیر وغیرہ) **مسئلہ** فجر کی نماز قضا ہو گئی۔ اور زوال سے پہلے قضا پڑھی تو اُسکی سنت کی بھی قضا پڑھے۔ ورنہ نہیں علاوہ فجر کے اور سنتیں قضا ہو گئیں تو انکی قضا نہیں **مسئلہ** ظہر یا جمعہ کے پہلے کی سنت چھوٹ گئی اور فرض پڑھ لی تو اگر وقت باقی ہے تو بعد فرض کے پڑھے۔ اور افضل

یہ ہے کہ پچھلی سنتیں پڑھ کے اِن کو پڑھے۔ (فتح القدیر و بہار) **مسئلہ** فجر کی سنت قضا ہو گئی۔ اور فرض پڑھ لئے تو اب سنت کی قضا نہیں۔ البتہ طلوع آفتاب کے بعد پڑھ لے تو بہتر ہے۔ اور طلوع سے پہلے۔ تو ممنوع ہے (ردالمحتار بہار) **مسئلہ** فجر کی سنّت کی پہلی رکعت میں الحمد کے بعد قل یا ایہا الکفرون پڑھنا اور دوسری میں الحمد کے بعد قل ہو اللہ احد پڑھنا سنت ہے **مسئلہ** جماعت قائم ہونے کے بعد کسی نفل یا سنّت کا شروع کرنا جائز نہیں۔ سوا فجر کی سنت کے۔ جبکہ یہ جانے کہ سنت ختم کرکے جماعت مل جائیگی اگرچہ قعدہ ہی پا جائے گا تو سنت پڑھ لے کہیں دور کنارے آڑ میں۔ صف کے قریب پڑھنا منع ہے **مسئلہ** اگر یہ جانے کہ نفل پڑھنے میں نماز فرض یا جماعت جاتی رہے گی تو نوافل پڑھنا ایسے وقت میں ناجائز ہے **مسئلہ** عشا اور عصر کے پہلے اور عشا کے بعد بھی چار چار رکعتیں ایک سلام سے پڑھنا مستحب ہے۔ اور یہ بھی اختیار ہے کہ عشا کے بعد دو ہی پڑھے مستحب ادا ہو جائیگا یونہیں ظہر کے بعد چار رکعت پڑھنا مستحب ہے[عہ]۔ حدیث میں اس کے پڑھنے والے پر آگ کے حرام ہونے کی خبر دیگئی ہے **مسئلہ** بعد مغرب چھ رکعتیں مستحب ہیں انکو صلوٰۃ الاوابین کہتے ہیں دو دو رکعت کرکے پڑھنا افضل ہے۔ (درمختار ردالمحتار) **مسئلہ** ظہر و مغرب و عشاء کے بعد جو مستحب ہے اس میں سنّت موکدہ داخل ہے مثلاً ظہر کے بعد چار رکعتیں پڑھیں تو سنّت موکدہ و مستحب دونوں ادا ہوگئے اور یوں بھی ہو سکتا ہے کہ موکدہ و مستحب دونوں کو ایک سلام کے ساتھ ادا کرے یعنی چار رکعت پر سلام پھیرے اور اُس میں مطلق سنت کی نیت کافی ہے۔ مؤکدہ یا مستحب کی تصریح نہ کرے۔ دونوں ادا ہو جائیگی[عسہ]۔ (فتح القدیر بہار) **مسئلہ** نفل و سنت کی سب رکعتوں میں قرأت فرض ہے **مسئلہ** سنّت و نفل قصداً شروع کرنے سے واجب ہو جاتی ہے۔ کہ اگر توڑ دے گا تو قضا پڑھنی پڑے گی **مسئلہ** نفل بلا عذر بھی بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں مگر کھڑے ہو کر پڑھنے میں دونا ثواب ہے۔ (ہدایہ) **مسئلہ** نفل بیٹھ کر پڑھے تو اس طرح بیٹھے جیسے قعدہ میں بیٹھتے ہیں مگر قرأت کی حالت میں ہاتھ باندھے رہے جیسے کہ کھڑے ہونے کی حالت میں باندھا جاتا ہے۔ (درمختار ردالمحتار) **مسئلہ** وتر کے بعد جو دو رکعت نفل پڑھی جاتی ہے اس میں الحمد کے بعد پہلی رکعت میں اذا زلزلت الارض اور دوسری میں قل یا ایہا الکفرون پڑھنا بہتر ہے **مسئلہ** سنت و نفل گھر میں پڑھنا بہتر ہے۔ (ہدایہ وغیرہ) **مسئلہ** سنّت و فرض کے درمیان بات نہ کرے کہ ثواب کم ہو جاتا ہے۔ (فتح القدیر) یہی حکم ہر اس کام کا ہے جو منافی تحریمہ ہے۔ (تنویر و بہار)

عہ قال صاحب فتح القدیر صرح جماعۃ من المشائخ انہ یستحب اربع بعد الظہر لحدیث رواہ وھو انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من صلی اربعا قبل الظہر واربعا بعدھا حرمہ اللہ علی النار رواہ ابوداؤد والترمذی والنسائی ۱۲

عسہ قال ابن الھمام وحینئذ تقع الاولیان سنہ لوجود تمام علتھا والاخریان نفلا مندوبا فھذا القسم من النیۃ مما یحصل بہ کلا الامرین ۱۲

تہجد کی نماز عشا پڑھکر سو رہنے کے بعد جس وقت جاگے۔ وہ تہجد کا وقت ہے۔ مگر رات کے پچھلے تہائی حصہ میں پڑھنا افضل ہے۔ تہجد سنت ہے اور بہ نیت سنت پڑھی جاتی ہے کم سے کم دو رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعتیں (فتح القدیر و عالمگیری) **مسئلہ** دن کے نفل میں ایک سلام سے چار رکعت سے زیادہ اور رات کے نفل میں ایک سلام سے آٹھ رکعت سے زیادہ پڑھنا مکروہ ہے اور افضل یہ ہے کہ دن ہو یا رات ہو چار رکعت پر سلام پھیردے۔ (در مختار) **مسئلہ** جب دو رکعت سے زیادہ نفل کی نیت ہو تو ہر دو رکعت پر قعدہ کرنا ہوگا **تنبیہ** ایک ساتھ دو رکعت سے زائد نفل میں شرائط دشوار ہیں اسلئے آسانی دو دو رکعت کرکے پڑھنے میں ہے۔

اشراق کی نماز۔ یہ بھی سنت ہے۔ فجر پڑھکر درود شریف وغیرہ پڑھتا رہے۔ جب سورج ذرا اونچا ہو جائے یعنی کم سے کم نکلنے کے بعد بیس منٹ گزرجائیں تو دو رکعت پڑھے۔ **چاشت کی نماز** بھی سنت ہے کم سے کم دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں۔ اور بارہ ہی افضل ہیں۔ اس کا وقت سورج کے اچھی طرح اونچے ہونے کے بعد سے ضحوۂ کبریٰ کے شروع ہونے تک ہے لیکن بہتر وقت چوتھائی دن چڑھے ہے۔ **نماز استخارہ** حدیثوں میں آیا ہے کہ جب کوئی شخص کسی کام کا ارادہ کرے تو دو رکعت نفل پڑھے جسکی پہلی رکعت میں الحمد کے بعد قل یا ایہا الکٰفرون اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد قل ہو اللہ پڑھے پھر یہ دعا پڑھکر باوضو قبلہ رو سو رہے دعا کے اول و آخر سورہ فاتحہ اور درود شریف بھی پڑھے دعا یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ وَعَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِہٖ فَاقْدُرْہُ لِیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ وَعَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِہٖ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَاقْدُرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ رَضِّنِیْ بِہٖ۔ دونوں اَلْاَمْرَ کی جگہ اپنی ضرورت کا نام لے۔ جیسے پہلے میں کہے ھٰذَا السَّفَرُ خَیْرٌ لِّیْ اور دوسرے میں کہے ھٰذَا السَّفَرُ شَرٌّ لِّیْ (غنیہ) **مسئلہ** نیک کاموں جیسے حج جہاد وغیرہ کیلئے استخارہ نہیں ہاں ان کا وقت مقرر کرنے کیلئے ہو سکتا ہے۔ (غنیہ) **مسئلہ** بہتر یہ ہے کہ کم سے کم سات بار استخارہ کرے اور پھر دیکھے جس بات پر دل جمے اسی میں خیر ہے) بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ اگر خواب میں سپیدی یا سبزی دیکھے تو اچھا ہے اور اگر سیاہی سُرخی دیکھے تو بُرا ہے۔ اس سے بچے (رد المحتار)۔ **نمازِ حاجت**: جب کسی کو کوئی

ترجمہ دُعا۔ اے اللہ میں تجھ سے استخارہ کرتا ہوں تیرے علم کیساتھ اور تیری قدرت سے قدرت چاہتا ہوں اور تجھ سے تیرے بڑے فضل کو مانگتا ہوں اسلئے کہ تو قدرت والا ہے اور مجھ میں قدرت نہیں اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو غیبوں کا جاننے والا ہے اے اللہ اگر تیرے علم میں یہ ہے کہ یہ کام میرے لئے بہتر ہے۔ میرے دین و معیشت اور انجام کار میں اسوقت اور آیندہ تو اسکو میرے لئے مقدر فرمادے اور آسانی کر پھر میرے لئے اس میں برکت دے اور اگر تو جانتا ہے کہ میرے لئے یہ کام بُرا ہے میرے دین و معیشت و انجام کار میں اسوقت اور آیندہ تو اُسکو مجھ سے پھیر دے اور مجھکو اس سے پھیر اور میرے لئے خیر کو جہاں بھی ہو مقدر فرما پھر مجھے اس سے راضی کر ۱۲ منہ

حاجت اللہ تعالیٰ سے ہو یا کوئی کام کسی بندے سے ہو یا مشکل پیش آئے تو خوب احتیاط سے اچھی طرح وضو کرکے دو یا چار رکعت نفل پڑھے۔ اسکی پہلی رکعت میں الحمد کے بعد تین بار آیۃ الکرسی پڑھے دوسری میں الحمد کے بعد ایک بار قل ھو اللہ تیسری میں الحمد کے بعد ایک بار قل اعوذ برب الفلق اور چوتھی میں الحمد کے بعد ایک بار قل اعوذ برب الناس پڑھے سلام کے بعد تین بار ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ پھر تین بار سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پھر تین بار کوئی درود شریف پڑھے پھر یہ دعا پڑھے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَکِیْمُ الْکَرِیْمُ۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اَسْئَلُکَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِکَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِکَ وَالْغَنِیْمَۃَ مِنْ کُلِّ بِرٍّ وَّ السَّلَامَۃَ مِنْ کُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِیْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَہٗ وَلَا ھَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَہٗ وَلَا حَاجَۃً ھِیَ لَکَ رِضًا اِلَّا قَضَیْتَھَا یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

تراویح کی نماز کا بیان

تراویح وہ بیس رکعت سنت موکدہ نمازیں ہیں جو رمضان شریف میں پڑھی جاتی ہیں عشا کی فرض کے بعد ہر رات میں۔ **مسئلہ** تراویح کا وقت عشا کے فرض پڑھنے کے بعد سے لیکر صبح صادق کے نکلنے تک ہے (ہدایہ) **مسئلہ** تراویح میں جماعت سنت کفایہ ہے کہ اگر مسجد کے سب لوگوں نے چھوڑ دی تو سب گنہگار ہوئے اور اگر کسی ایک نے گھر میں تنہا پڑھ لی تو گنہگار نہیں (ہدایہ وقاضی خاں) **مسئلہ** مستحب یہ ہے کہ تہائی رات تک تاخیر کریں اور اگر آدھی رات کے بعد پڑھیں تو بھی کراہت نہیں (در مختار و بہار) **مسئلہ** تراویح جس طرح مردوں کیلئے سنت موکدہ ہے اسیطرح عورتوں کیلئے بھی سنت موکدہ ہے اسکا چھوڑنا جائز نہیں (قاضی خاں) **مسئلہ** تراویح کی بیس رکعتیں دو دو رکعت کرکے دس سلام سے پڑھے۔ اس میں ہر چار رکعت پڑھ لینے کے بعد اتنی دیر تک آرام لینے کیلئے بیٹھنا مستحب ہے جتنی دیر میں چار رکعتیں پڑھی ہیں۔ اس آرام کرنے کیلئے بیٹھنے کو ترویحہ کہتے ہیں (عالمگیری وقاضی خاں) **مسئلہ** تراویح کے ختم پر پانچواں ترویحہ بھی مستحب ہے۔ اگر لوگوں پر پانچواں ترویحہ گراں ہو تو نہ کیا جائے (عالمگیری وغیرہ) **مسئلہ** ترویحہ میں اختیار ہے کہ چپ بیٹھا رہے یا کچھ کلمہ و تسبیح و قرآن شریف درود شریف پڑھتا رہے اور تنہا تنہا نفل بھی پڑھ سکتا ہے جماعت سے مکروہ ہے (قاضی خاں) **مسئلہ** جس نے عشا کی فرض نماز نہیں پڑھی وہ نہ تراویح پڑھ سکتا ہے نہ وتر جبتک فرض ادا نہ کرلے۔ **مسئلہ** جس نے عشا کی فرض نماز تنہا پڑھی اور تراویح جماعت سے تو وہ وتر تنہا پڑھے (در مختار رد المحتار) **مسئلہ** اگر عشا کی فرض نماز جماعت سے پڑھی اور تراویح تنہا پڑھی تو وتر کی جماعت میں شریک ہو سکتا ہے (در مختار رد المحتار) **مسئلہ** جس کی کچھ رکعتیں تراویح کی باقی رہ گئیں کہ امام وتر کیلئے کھڑا ہو گیا تو امام کے ساتھ وتر

پڑھ لے پھر باقی ادا کرے جبکہ فرض جماعت سے پڑھ چکا ہو تب۔ اور یہ افضل ہے اور اگر تراویح پوری کر کے وتر تنہا پڑھے تو بھی جائز ہے (عالمگیری و ردالمحتار) **مسئلہ** لوگوں نے تراویح پڑھ لی اب دو بارہ پڑھنا چاہتے ہیں تو تنہا تنہا پڑھ سکتے ہیں جماعت کی اجازت نہیں (عالمگیری) ایک امام دو مسجدوں میں تراویح پڑھاتا ہے اگر دونوں میں پوری پوری پڑھائے تو ناجائز ہے۔ اور اگر مقتدی نے دونوں مسجدوں میں پوری پڑھی تو حرج نہیں مگر دوسری میں وتر پڑھنا جائز نہیں جبکہ پہلی میں پڑھ چکا ہو۔ (عالمگیری) **مسئلہ** تراویح مسجد میں جماعت سے پڑھنا افضل ہے اگر گھر میں جماعت سے پڑھی تو جماعت چھوڑنے کا گناہ نہ ہوا مگر وہ ثواب نہ ملیگا جو مسجد میں پڑھنے کا تھا۔ (عالمگیری) **مسئلہ** نابالغ کے پیچھے بالغوں کی تراویح نہ ہوگی۔ صاحب ہدایہ نے اسی کو مختار بتایا فتح القدیر نے اسے ہی ہو المختار کہا۔ عالمگیری میں اسی کی صحت پر زور دیا کہ المختار انہ لا یجوز و ھو الاصح و ھو قول العامۃ و ھو ظاہر الروایۃ کہا اور ہدایہ محیط بحر سے اپنی تائید لائے و مشی علیہ استاذی صدر الشریعۃ فی بہار شریعت و قال "یہی صحیح ہے"۔ **مسئلہ** مہینہ بھر کی کل تراویح میں ایک بار قرآن مجید ختم کرنا سنت مؤکدہ ہے اور دو مرتبہ فضیلت اور تین ختم افضل لوگوں کی سستی کیوجہ سے ختم کو نہ چھوڑے (درمختار) **مسئلہ** حافظ کو اجرت دیکر تراویح پڑھوانا ناجائز ہے۔ دینے والا اور لینے والا دونوں گنہگار ہیں۔ اجرت صرف یہی نہیں ہے کہ پیشتر سے مقرر کر لیں کہ یہ لیں گے یہ دیں گے بلکہ اگر معلوم ہے کہ یہاں کچھ ملتا ہے اگرچہ اس سے طے نہ ہوا ہو یہ بھی ناجائز ہے کہ المعروف کالمشروط ہاں اگر کہدے کہ کچھ نہیں دونگا یا نہیں لونگا پھر پڑھے اور لوگ حافظ کو کچھ بطور خدمت و مدد کے دیں تو اس میں کچھ حرج نہیں کہ الصریح یفوق الدلالۃ (بہار شریعت) **شبینہ** یعنی ایک رات میں پورا قرآن مجید تراویح میں ختم کرنا۔ جیسا کہ ہمارے زمانہ میں رواج ہے کہ حافظ اس قدر جلد پڑھتے ہیں کہ الفاظ تک سمجھ میں نہیں آتے حروف کو مخارج سے ادا کرنے کا تو ذکر ہی کیا سننے والوں کی بھی یہ حالت کہ کوئی بیٹھا ہے تو کوئی لیٹا کوئی سوتا ہے تو کوئی اونگھتا جہاں امام نے رکوع کی تکبیر کہی جھٹ نیت باندھ رکوع میں جا ملے ایسا شبینہ ناجائز ہے۔ اگر حافظ اپنی تیزی و روانی کی نام آوری کیلئے ایسا کرے تو ریا کا گناہ الگ۔

بیمار کی نماز

جو شخص بیماری کیوجہ سے کھڑا نہ ہو سکتا ہو وہ بیٹھ کر نماز پڑھے۔ بیٹھے بیٹھے رکوع کرے یعنی آگے کو خوب جھک کر سبحان ربی العظیم کہے اور پھر سیدھا ہو جائے اور پھر جیسے سجدہ کیا جاتا ہے ویسے سجدہ کرے۔ اور اگر بیٹھکر بھی نماز نہیں پڑھ سکتا تو چت لیٹ کر پڑھے۔ اس طرح لیٹے کہ پاؤں قبلہ کیطرف ہوں اور گھٹنے کھڑے رہیں اور سر کے نیچے تکیہ وغیرہ کچھ رکھ لے تاکہ سر اونچا ہو کر منہ قبلہ کے سامنے ہو جائے۔ اور رکوع اور سجدہ اشارہ سے

کرے یعنی سر کو جتنا جُھکا سکتا ہے اتنا تو سجدہ کیلئے جھکائے اور اس سے کچھ کم رکوع کیلئے جھکائے۔ اسی طرح داہنی یا بائیں کروٹ پر بھی قبلہ کو مُنہ کرکے پڑھ سکتا ہے **مسئلہ** بیمار جب سر سے بھی اشارہ نہ کر سکے تو نماز ساقط ہے اسکی ضرورت نہیں کہ آنکھ یا بھوں یا دل کے اشارے سے پڑھے پھر اگر چھ وقت اسی حالت میں گزر گئے تو انکی قضا بھی ساقط ہے۔ فدیہ کی بھی حاجت نہیں اور اگر ایسی حالت کے چھ وقت سے کم گزرے تو صحت کے بعد قضا فرض ہے۔ چاہے اتنی ہی صحت ہوئی کہ سر کے اشارے سے پڑھ سکے (درمختار و بہار وغیرہ) **مسئلہ** جس بیمار کا یہ حال ہو گیا کہ رکعتوں اور سجدوں کی گنتی یاد نہیں رکھ سکتا تو اس پر نماز کا ادا کرنا ضروری نہیں (درمختار وغیرہ) **مسئلہ** سب فرض نمازوں میں اور وتر اور دونوں عید کی نمازیں اور فجر کی سنت میں قیام فرض ہے اگر بلا صحیح عذر کے یہ نمازیں بیٹھ کر پڑھیگا تو نہ ہونگی۔ (درمختار ردالمحتار) **مسئلہ** قیام چونکہ فرض ہے اسلئے بلا صحیح شرعی عذر کے ترک نہ کیا جائے ورنہ نماز نہ ہوگی یہانتک کہ اگر عصا یا خادم یا دیوار پر ٹیک لگا کر کھڑا ہو سکتا ہے تو فرض ہے کہ اسی طرح کھڑا ہو کر پڑھے بلکہ اگر کچھ دیر بھی کھڑا ہو سکتا ہے کہ اللہ اکبر کہہ لے تو فرض ہے کہ نماز کھڑے ہو کر شروع کرے پھر بیٹھ کر پوری کرے ورنہ نماز نہ ہوگی ذرا سا بخار درد سر زکام یا اسطرح کی معمولی خفیف تکلیفیں جن میں لوگ چلتے پھرتے رہتے ہیں۔ ہرگز عذر نہیں ایسی معمولی تکلیفوں میں جو نمازیں بیٹھ کر پڑھی گئیں وہ نہ ہوئیں انکی قضا لازم ہے (غنیہ بہار شریعت وغیرہ) **مسئلہ** جس شخص کو کھڑے ہونے سے قطرہ آتا ہے یا زخم بہتا ہے اور بیٹھنے سے نہیں تو اُسے فرض ہے کہ بیٹھ کر پڑھے جبکہ اور طریقہ سے اسکی روک نہ کر سکے **مسئلہ** اتنا کمزور ہے کہ مسجد میں جماعت کے لئے جانے کے بعد کھڑے ہو کر نہ پڑھ سکے گا اور گھر میں پڑھے تو کھڑا ہو کر پڑھ سکتا ہے تو گھر ہی میں پڑھے جماعت گھر میں کر سکے تو جماعت سے ورنہ تنہا۔ (درمختار ردالمحتار) **مسئلہ** بیمار اگر کھڑا ہو کر نماز پڑھے تو قرأت بالکل نہ کر سکے گا تو بیٹھ کر پڑھے لیکن اگر کھڑے ہو کر کچھ بھی پڑھ سکتا ہے تو فرض ہے کہ جتنی دیر کھڑے کھڑے پڑھ سکتا ہے اتنی کھڑے کھڑے پڑھے باقی بیٹھ کر (درمختار وردالمحتار) **مسئلہ** مریض کے نیچے نجس بچھونا بچھا ہے اور حالت یہ ہے کہ بدلا بھی جائے تو پڑھتے پڑھتے بقدر مانع ناپاک ہو جائیگا تو اسی پر نماز پڑھے یونہیں اگر بدلا جائے تو اس قدر جلد نجس تو نہ ہوگا مگر بدلنے میں مریض کو سخت تکلیف ہوگی تو اسی نجس ہی پر پڑھ لے (عالمگیری درمختار ردالمحتار و بہار) **مسئلہ** پانی میں ڈوب رہا ہے اگر اسوقت بھی بغیر عمل کثیر اشارہ سے پڑھ سکتا ہے مثلاً تیراک ہے یا لکڑی وغیرہ کا سہارا پا جائے تو پڑھنا فرض ہے ورنہ معذور ہے بچ جائے تو قضا پڑھے (درمختار ردالمحتار بہار)

قضاء نماز کا بیان

بلا عذر شرعی نماز قضا کر دینا بہت سخت گناہ ہے اُسپر فرض ہے کہ اُسکی قضا پڑھے اور سچے دل سے توبہ

کرے۔ توبہ یا حج مقبول سے تاخیر کا گناہ معاف ہو جائیگا (درمختار) **مسئلہ** توبہ جب ہی صحیح ہے کہ قضا پڑھ لے جو ذمہ میں باقی ہے اُسکو تو ادا نہ کرے توبہ کئے جائے یہ توبہ نہیں اسلئے کہ جو اُس کے ذمہ تھی اسکا پڑھنا تو اب بھی ہے اور جب گناہ سے باز نہ آیا تو توبہ کہاں ہوئی (ردالمحتار) حدیث میں فرمایا کہ گناہ پر قائم رہکر استغفار کرنیوالا اُسکے مثل ہے جو اپنے رب سے ٹھٹھا کرتا ہے **مسئلہ** جس بات کا بندے کو حکم ہے اُسے وقت میں کرنے کو ادا کہتے ہیں اور وقت نکل جانے کے بعد کرنے کو قضا کہتے ہیں **مسئلہ** وقت میں تحریمہ باندھ لیا تو نماز قضا نہ ہوئی بلکہ ادا ہے مگر فجر و جمعہ و عیدین کی نماز میں سلام سے پہلے اگر وقت نکل گیا تو نماز جاتی رہی۔ (درمختار و بہار) **مسئلہ** سوتے میں یا بھولے سے نماز قضا ہو گئی تو اسکی قضا پڑھنی فرض ہے البتہ قضا کا گناہ اس پر نہیں۔ لیکن جاگتے ہی اور یاد آنے پر اگر مکروہ وقت نہ ہو تو اسی وقت پڑھ لے دیر کرنا مکروہ ہے۔ (عالمگیری) **مسئلہ** فرض کی قضا فرض ہے اور واجب کی قضا واجب ہے اور سنت کی قضا سنت۔ یعنی وہ سنتیں جن کی قضا ہے جیسے فجر کی سنت جبکہ فرض بھی فوت ہو گیا ہو اور جیسے ظہر کی پہلی سنت جبکہ ظہر کا وقت باقی ہو۔ (عالمگیری درمختار ردالمحتار) **مسئلہ** قضا کیلئے کوئی وقت مقرر نہیں۔ عمر میں جب پڑھیگا بری الذمہ[عـہ] ہو جائیگا لیکن اگر طلوع و غروب و زوال کے وقت پڑھی تو نہیں اسلئے کہ ان وقتوں میں نماز جائز نہیں۔ (عالمگیری) **مسئلہ** جو نماز جیسی فوت ہوئی اسکی قضا ویسی ہی پڑھی جائیگی مثلاً سفر میں نماز قضا ہوئی تو چار رکعت والی دو ہی پڑھی جائے گی اگرچہ اقامت کی حالت میں پڑھے اور جو اقامت کی حالت میں فوت ہوئی تو چار رکعت والی کی قضا چار رکعت ہے اگرچہ سفر میں پڑھے۔ البتہ قضا پڑھنے کے وقت کوئی عذر ہے تو اُسکا اعتبار کیا جائیگا مثلاً جس وقت فوت ہوئی تھی اسوقت کھڑا ہو کر پڑھ سکتا تھا اور اب کھڑا نہیں ہو سکتا تو بیٹھ کر پڑھے یا اس وقت اشارہ ہی سے پڑھ سکتا ہے تو اشارے سے پڑھے۔ اور صحت کے بعد اسکا اعادہ[عـہ] نہیں۔ (عالمگیری درمختار) **مسئلہ** ایسا مریض[عـہ] کہ اشارے سے بھی نماز نہیں پڑھ سکتا اگر یہ حالت پورے چھ وقت تک رہی تو اس حالت میں جو نمازیں فوت ہوئیں انکی قضا واجب نہیں (عالمگیری) **مسئلہ** مجنون کی حالت جنون میں جو نمازیں فوت ہوئیں اچھے ہونے کے بعد اُنکی قضا واجب نہیں جبکہ جنون نماز کے چھ وقت کامل تک برابر رہا ہو۔ (عالمگیری) **مسئلہ** اگر وقت میں اتنی گنجائش ہے کہ مختصر طور پر پڑھے تو دونوں پڑھ سکتا ہے اور عمدہ طریقہ سے پڑھے تو دونوں نمازوں کی گنجائش نہیں تو اس صورت میں بھی ترتیب فرض ہے اور بمقدار جواز جہاں تک اختصار کر سکتا ہے کرے۔ (عالمگیری)

عـہ بری الذمہ ہو جائے گا یعنی سر سے بوجھ اُتر جائے گا اُسکے سر اس کا پڑھنا باقی نہ رہے گا۔
عـہ اعادہ۔ پھر سے ٹھیک ٹھیک پڑھنا جیسا کہ ہونا چاہئے۔
عـہ مریض۔ بیمار۔

قضا نمازوں میں ترتیب واجب ہونیکا بیان

مسئلہ صاحب ترتیب یعنی جس کے ذمہ قضا نمازیں چھ سے کم ہیں اگر وہ قضا نماز کے یاد ہوتے ہوئے اور وقت میں گنجائش ہوتے ہوئے وقتی نماز پڑھے گا تو اُسکی وقتی نماز نہ ہوگی ۔ نہ ہونے کا یہ مطلب ہے کہ نماز موقوف رہیگی اگر وقتی پڑھتا گیا اور قضا رہنے دی تو جب دونوں ملکر چھ ہو جائینگی یعنی چھٹی کا وقت ختم ہو جائیگا تو سب صحیح ہو جائینگی اور اگر اس درمیان میں قضا پڑھ لی تو سب گئیں سب کو پھر سے پڑھے **مسئلہ** فوت نمازوں اور وقتی نماز میں ترتیب ضروری ہے جبکہ فوت نمازیں چھ سے کم ہوں یعنی پہلے قضا نمازیں پڑھ لے پھر وقتی پڑھے جیسے آج کسی کی فجر و ظہر و عصر و مغرب ۔ قضا ہو گئیں تو وہ عشا نہیں پڑھ سکتا جب تک کہ ترتیب وار ان چاروں کی قضا نہ پڑھ لے **مسئلہ** اگر وقت میں اتنی گنجائش نہیں کہ وقتی اور سب قضائیں پڑھ لے تو وقتی نماز اور قضا نمازوں میں جس کی گنجائش ہو پڑھے ۔ باقی میں ترتیب ساقط ہے جیسے نماز عشا اور وتر دونوں قضا ہو گئیں اور فجر کے وقت میں پانچ رکعت کی گنجائش ہے تو وتر کی قضا پڑھ کے فجر کی پڑھ لے اور اگر چھ رکعت کی گنجائش ہے تو عشا کی قضا پڑھ کر فجر پڑھے ۔ (شرح وقایہ) **مسئلہ** چھ نمازیں جسکی قضا ہو گئیں کہ چھٹی کا وقت ختم ہو گیا اس پر ترتیب فرض نہیں اب اگرچہ باوجود وقت کی گنجائش اور قضا کی یاد کے وقتی پڑھے گا وقتی ہو جائیگی چاہے قضا نمازیں جو اس کے ذمہ ہیں سب ایک ساتھ قضا ہوئیں ۔ جیسے ایک دم سے چھ وقتوں کی نہ پڑھی یا سب ایک دم سے نہوں بلکہ متفرق طور پر قضا ہوئیں جیسے چھ دن فجر نہ پڑھی اور باقی نمازیں پڑھتا رہا لیکن ان کے پڑھتے وقت وہ فجر کی قضائیں بھولا رہا ۔ (ردالمحتار) **مسئلہ** جب چھ نمازیں قضا ہو گئیں کہ چھٹی کا وقت بھی جاتا رہا تو ترتیب فرض نہ رہی چاہے وہ سب پُرانی ہوں یا بعض نئی بعض پُرانی جیسے ایک مہینہ کی نماز نہ پڑھی پھر پڑھنی شروع کی پھر ایک وقت کی قضا ہو گئی تو اس کے بعد کی نماز ہو جائیگی اسلئے کہ اُسکے ذمہ چھ نمازوں سے زیادہ ہیں جنکی وجہ سے ترتیب جاتی رہتی ہے ۔ (ردالمحتار) **مسئلہ** جب چھ نمازوں کے قضا ہونے کی وجہ سے ترتیب ساقط ہو گئی تو اب اگر ان قضاؤں میں سے بعض پڑھ لی کہ قضا چھ سے کم رہ گئیں تو ابھی ترتیب والا نہ ہوگا جبتک چھیوں کی قضا نہ پڑھ لے جب سب کی قضا پڑھ لیگا تب پھر صاحب ترتیب ہو جائیگا ۔ (شرح وقایہ عالمگیری درمختار ردالمحتار) **مسئلہ** چھ یا اس سے زیادہ قضا نمازیں جسطرح اس قضا وادا میں ترتیب کو ساقط کر دیتی ہیں ۔ اسیطرح قضاؤں میں بھی ترتیب کو ساقط کر دیتی ہیں یعنی قضاؤں میں بھی آپس میں ترتیب نہیں رہتی آگے پیچھے پڑھی جا سکتی ہیں جیسے کسی نے ایک مہینہ تک نماز نہ پڑھی پھر اس مہینہ کی نمازوں کی قضا اس طرح پر پڑھی کہ پہلے تیس فجر کی قضا پڑھی پھر اس کے بعد تیس ظہر کی قضا پڑھی اسیطرح پانچوں وقت کی قضا پڑھی تو اس طرح قضا پڑھنا بھی صحیح ہے

(عالمگیری) مسئلہ جسکے ذمہ قضا نمازیں ہوں اگرچہ اُن کا پڑھنا جلد سے جلد واجب ہے مگر بال بچوں کے حقوق اور اپنی ضروریات کیوجہ سے تاخیر کرسکتا ہے۔ لہذا کاروبار بھی کرے اور جو وقت فرصت کا ملے اس میں قضا پڑھتا رہے یہانتک کہ سب پوری ہوجائیں۔ (در مختار) مسئلہ قضا نمازیں نوافل سے اہم ہیں یعنی جسوقت نفل پڑھتا ہے انھیں چھوڑکر انکے بدلے قضائیں پڑھے تاکہ بری الذمہ ہوجائے۔ البتہ تراویح اور بارہ رکعتیں سنت موکدہ کی نہ چھوڑے مسئلہ جسکے ذمہ برسوں کی نمازیں قضا ہوں اور ٹھیک یاد نہو کہ کتنے دن سے کون کون قضا ہوئی تو وہ یوں نیت کرکے پڑھے کہ سب سے پہلی فجر جو مجھ سے قضا ہوئی اسکو ادا کرتا ہوں یا سب میں پہلی ظہر عصر جسکی قضا پڑھنا چاہے اسکی نیت کرے اور اسی طرح سب نمازوں کی قضا پڑھ ڈالے۔ یہانتک کہ یقین ہوجائے کہ سب ادا ہوگئیں مسئلہ آدمی چاہے عورت ہو یا مرد جب سے بالغ ہوتاہے اُسی وقت سے اُسپر نماز روزہ وغیرہ فرض ہوجاتاہے عورت کم سے کم نو برس میں زیادہ سے زیادہ پندرہ برس میں بالغ ہوجاتی ہے اور مرد کم سے کم بارہ برس میں اور زیادہ سے زیادہ پندرہ برس میں بالغ ہوجاتاہے پندرہ برس کی عمر والے کو چاہے مرد ہو یا عورت شرع میں بالغ مانا جاتاہے چاہے بالغ ہونے کی نشانیاں پائی جاتی ہوں یا نہ پائی جاتی ہوں مسئلہ ان پڑھ یا گنوار ہونا یا عورت ہونا کوئی عذر نہیں۔ سب پر شرع کی ضروری باتیں سیکھنا فرض ہیں۔ اگر اپنے فرائض وواجبات کو نہ جانے گا تو گنہگار اور عذاب میں گرفتار ہوگا۔

نماز کا فدیہ

مسئلہ جسکی نمازیں قضا ہوگئیں اور وہ مرگیا تو اگر فدیہ دینے کی وصیت کرگیا اور مال بھی چھوڑا تو تہائی مال سے ہر فرض اور وتر کے بدلے آدھا صاع گیہوں یا ایک صاع جو صدقہ کریں اور اگر مال نہ چھوڑا اور وارث فدیہ دینا چاہیں تو کچھ مال اپنے پاس سے یا قرض لیکر مسکین کو صدقہ دیدیں جب مسکین مال پر قبضہ کرلے تو اپنی طرف سے وارث کو ہبہ کردے اور وارث بھی اُسپر قبضہ کرلے پھر یہ وارث مسکین کو دیدے یوہیں لوٹ پھیر کرتے رہیں یہانتک کہ سب نمازوں کا فدیہ ادا ہوجائے۔ اور اگر مال چھوڑا لیکن وہ کافی نہیں ہے جب بھی یہی کریں۔ اور اگر مرنیوالے نے فدیہ دینے کی وصیت نہ کی اور ولی اپنی طرف سے بطور احسان فدیہ دینا چاہے تو دے مسئلہ جسکی نمازوں میں نقصان وکراہت ہو وہ تمام عمر کی نمازیں پھیرے تو اچھی بات ہے اور کوئی خرابی نہو تو نہ چاہئے اور کرے تو فجر وعصر کے بعد نہ پڑھے اور تمام رکعتیں بھری پڑھے اور وتر میں قنوت پڑھ کر تیسری رکعت کے بعد قعدہ کرے اور ایک رکعت اور ملائے کہ چار ہوجائیں۔ (عالمگیری) مسئلہ بعض لوگ شب قدر یا آخر رمضان میں جو نماز قضائے عمری کے نام سے پڑھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ عمر بھر کی قضاؤں کیلئے یہ کافی ہے یہ بالکل غلط اور باطل محض ہے۔

مسافر کی نماز کا بیان

شرع میں مسافر وہ ہے جو تین دن کی راہ تک جانے کے ارادہ سے بستی سے باہر ہوا مسئلہ دن سے مراد

سال کا سب سے چھوٹا دن ہے اور تین دن کی راہ سے یہ مطلب نہیں کہ صبح سے شام تک چلے بلکہ دن کا اکثر حصہ مراد ہے مثلاً شروع صبح صادق سے دوپہر ڈھلنے تک چلا پھر ٹھہر گیا پھر دوسرے اور تیسرے دن یوہیں کیا تو اتنی دور تک کی راہ کو مسافت سفر کہیں گے۔ دوپہر کے بعد تک چلنے میں بھی برابر چلنا مراد نہیں بلکہ عادۃً جتنا آرام لینا چاہئے اتنا درمیان میں ٹھہرتا بھی جائے۔ اور چلنے سے مراد درمیانی چال ہے نہ تیز نہ سست خشکی میں آدمی اور اونٹ کی درمیانی چال کا اعتبار ہے اور پہاڑی راستہ میں اُسی حساب سے جو اسکے لئے مناسب ہو اور دریا میں کشتی کی چال اُس وقت کی جبکہ ہوا نہ بالکل رُکی ہو نہ تیز ہو (درمختار عالمگیری وغیرہ) **مسئلہ** کوس کا اعتبار نہیں کہ کوس کہیں چھوٹے ہوتے ہیں کہیں بڑے بلکہ اعتبار تین منزلوں کا ہے اور خشکی میں میل کے حساب سے اسکی مقدار ستاون میل تین فرلانگ (۵۷ ⅜ میل) ہے (فتاویٰ رضویہ و بہار شریعت) **مسئلہ** تین دن کی راہ کو تیز سواری پر دو دن یا کم میں طے کرے تو مسافر ہے اور تین دن سے کم کے راستہ کو زیادہ دنوں میں طے کیا تو مسافر نہیں۔ (درمختار عالمگیری) **مسئلہ** خشکی کے صاف راستہ میں ساڑھے ستاون میل کی راہ ریل یا موٹر وغیرہ سے ایک گھنٹہ میں طے ہو جاتی ہے تو اس ریل یا موٹر وغیرہ کا سوار ایک ہی گھنٹے کے سفر میں شرعی مسافر ہو جائیگا اور قصر وغیرہ سفر کے احکام اس پر جاری ہوں گے (کما ہو القیاس والظاہر المتبادر من کلام الفتح ورد المحتار) **مسئلہ** خالی سفر کی نیت سے مسافر نہ ہوگا بلکہ مسافر کا حکم اسوقت سے ہے کہ بستی کی آبادی سے باہر ہو جائے یعنی شہر میں ہو تو شہر سے باہر ہو جائے۔ گاؤں میں ہو تو گاؤں سے باہر ہو جائے اور شہر والے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ شہر کے آس پاس جو آبادی شہر سے ملی ہے اس سے بھی باہر ہو جائے (درمختار و ردالمحتار) **مسئلہ** اسٹیشن جہاں آبادی سے باہر ہوں تو اسٹیشن پر پہونچنے سے مسافر ہو جائیگا جب کہ مسافتِ[عہ] سفر تک جانے کا ارادہ ہو **مسئلہ** سفر کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ جہاں سے چلا وہاں سے تین دن کی راہ کا ارادہ ہو اور اگر دو دن کی راہ کے ارادے سے نکلا اور وہاں پہنچکر دوسری جگہ کا ارادہ کرلیا اور یہ بھی تین دن سے کم کا راستہ ہے تو اس طرح مسافر نہ ہوگا چاہے ایسے ساری دنیا گھوم آئے مسافر نہ ہوگا۔ جب تک ایک جگہ سے پورے تین دن کی راہ کا ارادہ نہ کرے۔ (درمختار) **مسئلہ** سفر کیلئے یہ بھی شرط ہے کہ تین دن کا ارادہ متصل سفر کا ہو۔ لہٰذا اگر یوں ارادہ کیا کہ مثلاً دو دن کی راہ پر پہنچکر کچھ کام کرنا ہے وہ کرکے پھر ایک دن کی راہ جاؤنگا تو یہ تین دن کی راہ کا متصل ارادہ نہ ہوا تو مسافر نہ ہوا۔ (فتاویٰ رضویہ و بہار شریعت)

مسافر کے احکام

مسافر پر واجب ہے کہ نماز میں قصر کرے یعنی چار رکعت والے فرض کو دو پڑھے اسکے حق میں دو ہی رکعتیں

عہ مسافت۔ دوری۔

پوری نماز ہے۔ مسئلہ مغرب اور فجر میں قصر نہیں بلکہ پوری پڑھی جائیں۔ صرف ظہر۔ عصر۔ عشا کے فرض میں قصر ہے۔ مسئلہ اگر مسافر قصر نہ کرے تو گنہگار ہے۔ مسئلہ سنتوں میں قصر نہیں بلکہ پوری پڑھی جائینگی البتہ خوف اور روا روی کیحالت میں سنتیں چھوڑ سکتا ہے معاف ہیں لیکن سنت کی قصر نہیں کر سکتا۔ (عالمگیری) مسئلہ مسافر نے بجائے قصر چار رکعت پڑھی تو اگر دو رکعت پر قعدہ کیا تو نماز ہوگئی اور اگر دو رکعت پر قعدہ نہ کیا تو نماز باطل ہے۔ مسئلہ مسافر اسوقت تک مسافر ہے جب تک اپنی بستی میں پہونچ نہ جائے یا کسی آبادی میں پورے پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کرلے۔ یہ اسوقت ہے جب تین دن کی راہ چل چکا ہو اور اگر تین منزل پہنچنے سے پیشتر واپسی کا ارادہ کرلیا تو مسافر نہ رہا اگرچہ جنگل میں ہو۔ (عالمگیری درمختار) مسئلہ نیت اقامت صحیح ہونے کے لئے چھ شرطیں ہیں یعنی جب چھوں باتیں ہوں گی تب مقیم ہوگا ورنہ نہیں۔ چلنا ترک کرے اگر چلنے کیحالت میں اقامت کی نیت کی تو مقیم نہیں۔ جہاں ٹھہرے وہ جگہ ٹھہرنے کے لائق ہو جنگل یا دریا یا غیر آباد ٹاپو میں اقامت کی نیت کی مقیم نہ ہوا۔ پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت ہو اس سے کم ٹھہرنے کی نیت سے مقیم نہ ہوگا۔ یہ نیت ایک ہی جگہ ٹھہرنے کی ہو اگر دو موضعوں میں پندرہ دن ٹھہرنے کا ارادہ ہو مثلاً ایک میں دس دن دوسرے میں پانچ دن ٹھہرنے کا ارادہ ہو تو مقیم نہ ہوگا۔ اپنا ارادہ مستقل رکھتا ہو کسی کا تابع نہ ہو۔ اسکی حالت اسکے ارادہ کے منافی نہ ہو۔ مسئلہ مسافر جا رہا ہے اور ابھی شہر یا گاؤں میں پہنچا نہیں اور نیت اقامت کی کرلی تو مقیم نہ ہوا اور پہنچنے کے بعد نیت کی تو ہوگیا اگرچہ ابھی مکان وغیرہ کی تلاش میں پھر رہا ہو۔ (عالمگیری وردالمحتار) مسئلہ جو شخص کسی کا تابع ہے اُسکی نیت کا اعتبار نہیں بلکہ جس کے تابع ہے اُسکی نیت کا اعتبار ہے جیسے شوہر کی نیت کا اعتبار ہے۔ عورت کی نیت کا اعتبار نہیں۔ آقا کی نیت کا اعتبار ہے۔ غلام کی نیت کا نہیں۔ فوج کے افسر کی نیت کا اعتبار ہے سپاہی کی نیت کا نہیں۔ تو اگر مثلاً شوہر نے اقامت کی نیت کی تو اسکی عورت بھی مقیم ہے اور اگر عورت نے اقامت کی نیت کی اور شوہر نے نہ کی تو عورت مقیم نہ ہوئی اسیطرح دوسرے تابعوں کا حکم ہے۔ مسئلہ مقیم مسافر کی اقتدا کر سکتا ہے اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی باقی دو رکعتیں پڑھ لے اور ان رکعتوں میں قرأت بالکل نہ کرے بلکہ اتنی دیر چپ کھڑا رہے جتنی دیر میں سورہ فاتحہ پڑھی جاتی ہے (درمختار وغیرہ) مسئلہ اگر مسافر امام ہو تو اسکو چاہیئے کہ نماز شروع کرنے سے پہلے کہہ دے کہ میں مسافر ہوں اور بعد میں بھی سلام پھیرتے ہی یہ کہدے کہ تم لوگ اپنی نماز پوری کرلو میں مسافر ہوں۔ مسئلہ مسافر نے مقیم کی اقتدا کی تو اس مسافر مقتدی پر بھی قعدہ اولیٰ واجب ہوگیا فرض نہ رہا تو اگر امام نے قعدہ نہ کیا تو نماز فاسد نہ ہوئی اور مقیم نے مسافر کی اقتدا کی تو اس مقیم مقتدی پر بھی قعدہ اولیٰ فرض ہوگیا۔ (درمختار ردالمحتار)۔ مسئلہ مسافر جب اپنے وطن اصلی میں پہونچ گیا تو سفر ختم ہوگیا اگرچہ اقامت کی نیت نہ کی ہو۔ مسئلہ وطن اصلی

وہ جگہ ہے جہاں اُس کی پیدائش ہے یا اسکے گھر کے لوگ وہاں رہتے ہیں یا وہاں سکونت کرلی ہے اور یہ ارادہ ہے کہ یہاں سے نہ جائیگا۔ وطن اقامت وہ جگہ ہے جہاں مسافر نے پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کا ارادہ کیا۔ (عالمگیری و بہار) **مسئلہ** وطن اقامت دوسرے وطن اقامت کو باطل کردیتا ہے یعنی ایک جگہ پندرہ دن کے ارادہ سے ٹھہرا پھر دوسری جگہ اتنے ہی دن کے ارادہ سے ٹھہرا تو پہلی جگہ اب وطن نہ رہی دونوں کے درمیان مسافت سفر ہو یا نہ ہو (عالمگیری و بہار) **مسئلہ** اگر وطن اقامت سے وطن اصلی میں پہونچ گیا یا وطن اقامت سے سفر کرگیا تو اب یہ وطن اقامت، وطن اقامت نہ رہا۔ یعنی اگر اس میں پھر آیا اور پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت ہے تو مسافر ہی ہے۔ (عالمگیری) **مسئلہ** مسافر نے کہیں شادی کرلی اگرچہ وہاں پندرہ دن ٹھہرنے کا ارادہ نہ ہو مقیم ہوگیا۔ اور دو شہروں میں اُسکی دو عورتیں رہتی ہیں تو دونوں جگہ پہنچتے ہی مقیم ہو جائیگا۔ **مسئلہ** عورت بیاہ کر سسرال گئی اور یہیں رہنے سہنے لگی تو میکا اُسکے لئے وطن اصلی نہ رہا یعنی اگر سسرال تین منزل پر ہے اور سسرال سے میکے آئی اور پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کی تو قصر پڑھے اور اگر میکے رہنا نہیں چھوڑا بلکہ سسرال عارضی طور پر گئی تو میکے آتے ہی سفر ختم ہوگیا نماز پوری پڑھے۔ (بہار شریعت) **مسئلہ** عورت کو بغیر محرم کے تین دن یا زیادہ کی راہ جانا ناجائز ہے بلکہ ایک دن کی راہ جانا بھی۔ نابالغ بچہ یا معتوہ کے ساتھ بھی سفر نہیں کرسکتی ساتھ میں بالغ محرم یا شوہر کا ہونا ضروری ہے (عالمگیری و بہار وغیرہ) محرم کیلئے ضرور ہے کہ سخت فاسق بے باک غیر مامون نہ ہو۔ (بہار شریعت)

سواریوں پر نماز پڑھنے کا بیان

چاہے شرعی مسافر ہو یا نہ ہو جب سواری پر کہیں جارہا ہو تو شہر کی حدوں سے نکل کر سواری پر بھی نفل پڑھ سکتا ہے کہ سواری پر بیٹھے بیٹھے اشارے سے پڑھے یعنی سجدے کیلئے رکوع سے زیادہ جھکے سر زین پر نہ رکھے اگر زین پر سجدہ کیا یا کوئی چیز آگے رکھ کر اسپر سجدہ کیا تو جائز نہیں اور جس طرف سواری جاتی ہو اسی طرف منہ کرکے پڑھے دوسری طرف منھ کرکے پڑھنا جائز نہیں یہانتک کہ تکبیر تحریمہ کے وقت بھی قبلہ کو منہ ہونا ضرور نہیں۔ (درمختار و ردالمحتار) **مسئلہ** سواری پر نفل پڑھنے کی حالت میں اگر عمل قلیل سے سواری کو ہانکا مثلاً ایک پاؤں سے ایڑ لگائی یا ہاتھ میں کوڑا ہے۔ اس سے ڈرایا تو حرج نہیں اور بلا ضرورت جائز نہیں۔ (ردالمحتار) **مسئلہ** فرض اور واجب نمازیں اور فجر کی سنت اور جنازے کی نماز اور منت کی نماز اور وہ

عہ عورت کا محرم وہ مرد ہے جس سے اس عورت کا نکاح ہمیشہ کیلئے حرام ہو چاہے نسب کیوجہ سے حرام ہو جیسے باپ۔ بھائی۔ بیٹا۔ پوتا۔ نواسا بھتیجا بھانجا وغیرہ۔ چاہے دودھ کیوجہ سے حرام ہو جیسے دودھ شریکی بھائی۔ بیٹا وغیرہ چاہے نکاح کے رشتہ کیوجہ حرام ہو جیسے سسر شوہر کا بیٹا وغیرہ۔ منہ۔ معتوہ۔ کم عقل۔ بولکھلا یا دیوانہ۔ مذکورہ بالا۔ اوپر بیان کیا ہوا۔

سجدۂ تلاوت جسکی آیت زمین پر پڑھی اور وہ نفل جس کو زمین پر شروع کر کے توڑ دیا۔ یہ سب نمازیں سواری
پر بلا عذر جائز نہیں اور عذر کی صورت میں بھی ان سب کی ادا کیلئے یہ شرط ہے کہ اگر ہو سکے تو سواری کو قبلہ رُخ
کھڑا کر کے پڑھے ورنہ جیسے بن پڑے ادا کرے (در مختار)۔ سواری پر جن عذروں سے ان سب مذکورہ بالا نمازوں
کا پڑھنا جائز ہو جاتا ہے وہ عذر یہ ہیں۔ ۱۔ پانی برس رہا ہے۔ ۲۔ اتنی کیچڑ ہے کہ اتر کر پڑھے گا تو منہ دھنس
جائیگا یا کیچڑ میں بھر جائیگا یا جو کپڑا بچھائیگا وہ بالکل لتھڑ جائیگا۔ اور اس صورت میں اگر سواری نہ ہو تو
کھڑے کھڑے اشارے سے پڑھے۔ ۳۔ ساتھی چلے جائیں گے۔ ۴۔ یا سواری کا جانور شریر ہے سوار ہونے میں
دشواری ہوگی مددگار کی ضرورت ہوگی اور مددگار موجود نہیں۔ ۵۔ مرض میں زیادتی ہوگی۔ ۶۔ جان۔ ۷۔
مال یا عورت کو آبرو کا ڈر ہو۔ (در مختار رد المحتار) **مسئلہ چلتی ریل** پر بھی فرض اور واجب اور فجر کی
سنت نہیں ہو سکتی۔ اسلئے جب اسٹیشن پر گاڑی ٹھہرے اسوقت یہ نمازیں پڑھے۔ اور اگر دیکھے کہ وقت جاتا
ہے تو جس طرح بھی ممکن ہو پڑھ لے پھر جب موقع ملے تو اعادہ کرے (کہ جہاں من جہت العباد کوئی شرط یا
رُکن مفقود ہو اسکا یہی حکم ہے)۔ (بہار شریعت)۔ **تحقیق و تنبیہ**۔ چلتی ریل کو چلتی کشتی اور جہاز کے
حکم میں تصور کرنا غلطی ہے اسلئے کہ کشتی اگر ٹھہرائی بھی جائے جب بھی زمین پر نہ ٹھہرے گی اور ریل گاڑی ایسی
نہیں اور کشتی پر بھی اسی وقت نماز جائز ہے جب وہ بیچ دریا میں ہو اگر کنارے پر ہو اور خشکی پر آ سکتا ہو تو اس پر
بھی جائز نہیں (کما قال شیخنا الفقیہ الاوحد والفاضل الامجد) **مسئلہ چلتی ہوئی کشتی** یا جہاز میں بلا عذر
بیٹھ کر نماز صحیح نہیں جبکہ اُتر کر خشکی میں پڑھ سکے **مسئلہ** اگر کشتی زمین پر بیٹھ گئی ہو تو اُترنے کی ضرورت نہیں
اسی پر پڑھ سکتا ہے **مسئلہ** کشتی کنارے پر بندھی ہے اور اتر سکتا ہے تو اُتر کر خشکی میں پڑھے اور اگر اُتر نہ سکے تو کشتی
ہی میں کھڑے ہو کر پڑھے **مسئلہ** اگر کشتی بیچ دریا میں لنگر ڈالے ہوئے ہے تو بیٹھ کر اسوقت پڑھ سکتے ہیں جبکہ ہوا
کے تیز جھونکے لگتے ہوں کہ کھڑے ہونے میں چکر آنے کا ڈر ہو اور اگر ہوا سے زیادہ حرکت نہ ہو تو بیٹھ کر نہیں پڑھ
سکتے۔ **مسئلہ** اور کشتی پر نماز پڑھنے میں قبلہ رو ہونا لازم ہے اور جب کشتی گھوم جائے تو نمازی بھی گھوم جائے
کہ قبلہ کو منہ رہے۔ اور اگر اتنی تیز گردش ہے کہ قبلہ کو منہ کرنے سے عاجز ہے تو اُس وقت ملتوی رکھے ہاں اگر
وقت جاتا دیکھے تو پڑھ لے۔ (غنیہ درمختار رد المحتار و بہار)

جمعہ کا بیان

جمعہ فرض عین ہے۔ اسکی فرضیت ظہر سے زیادہ مؤکد ہے اسکا منکر کافر ہے۔ (درمختار وغیرہ) حدیث میں
ہے جس نے تین جمعے برابر چھوڑے اس نے اسلام کو پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا وہ منافق ہے وہ اللہ سے بےعلاقہ

ہے۔ (ابن خزیمہ وحبان ورزین وامام شافعی)۔ **مسئلہ** جمعہ پڑھنے کیلئے چھ شرطیں ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی شرط نہ پائی گئی تو جمعہ ہوگا ہی نہیں۔ **شرائط جمعہ** ۔ ۱۔ مصر یا فنائے مصر۔ ۲۔ بادشاہ۔ ۳۔ وقت ظہر۔ ۴۔ خطبہ۔ ۵۔ جماعت۔ ۶۔ اذن عام ؏۔

پہلی شرط مصر و فنائے مصر کا بیان ۔ مصر سے وہ جگہ مراد ہے جس میں متعدد کوچے اور بازار ہوں اور وہ ضلع یا پرگنہ ہو کہ اُسکے متعلق دیہات گنے جاتے ہوں اور وہاں کوئی حاکم ہو کہ اپنے دبدبہ وسطوت کے سبب سے مظلوم کا انصاف ظالم سے لے سکے یعنی انصاف پر پوری قوت وقدرت ہو اگرچہ نا انصافی کرتا اور بدلہ نہ لیتا ہو۔ فنائے مصر سے وہ جگہ مراد ہے جو مصر کے آس پاس مصر کی مصلحتوں کیلئے ہو جیسے قبرستان گھوڑ دوڑ کا میدان۔ فوج کے رہنے کی جگہ۔ کچہری اسٹیشن۔ کہ یہ چیزیں شہر سے باہر ہوں تو فنائے مصر میں ان کا شمار ہے اور وہاں جمعہ جائز ہے۔ لہذا جمعہ یا شہر میں پڑھا جائے یا قصبہ میں یا انکی فنا میں۔ اور گاؤں میں جائز نہیں۔ (غنیہ وبہار شریعت وغیرہ) **مسئلہ** مصر کیلئے وہاں حاکم کا رہنا ضرور ہے اگر بطور دورہ وہاں آگیا تو وہ جگہ مصر نہ ہوگی نہ وہاں جمعہ قائم کیا جائیگا۔ (ردالمحتار وبہار شریعت) **مسئلہ** گاؤں کا رہنے والا شہر میں آیا اور جمعہ کے دن یہیں رہنے کا ارادہ ہے تو جمعہ فرض ہے۔ **مسئلہ** شہر میں کئی جگہ جمعہ ہو سکتا ہے۔ چاہے شہر چھوٹا ہو یا بڑا اور جمعہ دو مسجدوں میں ہو یا زیادہ میں (درمختار وغیرہ) مگر بلا ضرورت بہت سی جگہ جمعہ قائم نہ کیا جائے کہ جمعہ شعائر اسلام سے ہے اور جامع جماعات ہے اور بہت سی مسجدوں میں ہونے سے وہ شوکت اسلامی باقی نہیں رہتی جو اجتماع میں ہوتی نیز دفع حرج کے لئے تعدد جائز رکھا گیا ہے تو خواہ مخواہ جماعت پراگندہ کرنا اور محلہ محلہ جمعہ قائم کرنا نہ چاہئے۔ اور ایک بہت ضروری بات جسکی طرف لوگوں کو بالکل توجہ نہیں یہ ہے کہ جمعہ کو اور نمازوں کی طرح سمجھ رکھا ہے کہ جس نے چاہا نیا جمعہ قائم کرلیا اور جس نے چاہا پڑھا دیا۔ یہ ناجائز ہے اسلئے کہ جمعہ قائم کرنا بادشاہ اسلام یا اسکے نائب کا کام ہے اور جہاں سلطنت اسلامی نہ ہو وہاں جو سب سے بڑا عالم فقیہ سنی صحیح العقیدہ ہو وہ احکام شرعیہ جاری کرنے میں سلطان اسلام کے قائم مقام ہے لہذا وہی جمعہ قائم کرے۔ بغیر اُسکی اجازت کے نہیں ہو سکتا۔ اور اگر یہ بھی نہ ہو تو عام لوگ جسکو امام بنائیں لیکن عالم کے ہوتے ہوئے عوام بطور خود کسی کو امام نہیں بنا سکتے۔ نہ یہ ہو سکتا ہے کہ دو چار شخص کسی کو امام مقرر کرلیں۔ ایسا جمعہ کہیں سے ثابت نہیں۔ (بہار شریعت)۔

دوسری شرط بادشاہ کا بیان ۔ بادشاہ۔ اس سے مراد سلطان اسلام یا اسکا نائب ہے جسکو سلطان نے جمعہ قائم کرنے کا حکم دیا۔ سلطان عادل ہو یا ظالم جمعہ قائم کر سکتا ہے۔ یوہیں اگر زبردستی بادشاہ

؏ اذن عام۔ عام اجازت

بن بیٹھا یعنی شرعاً اسکو حق امامت نہو مثلاً قرشی نہ ہو یا اور کوئی شرط نہ ہو تو یہ بھی جمعہ قائم کر سکتا ہے۔ (درمختار و ردالمحتار وغیرہ) **تیسری شرط وقت کا بیان** جمعہ کا وقت۔ وقت ظہر ہے یعنی جو وقت ظہر کا ہے اس وقت کے اندر جمعہ ہونا چاہئے تو اگر جمعہ کی نماز میں اگرچہ تشہد کے بعد عصر کا وقت آگیا تو جمعہ باطل ہو گیا ظہر کی قضا پڑھیں۔ (عامہ کتب) **چوتھی شرط خطبہ کا بیان** مسئلہ جمعہ کے خطبہ میں شرط یہ ہے کہ وقت میں ہو اور نماز سے پہلے ہو اور ایسی جماعت کے سامنے ہو جو جمعہ کیلئے ضروری ہے یعنی کم سے کم خطیب کے سوا تین مرد ہوں اور اتنی آواز سے ہو کہ پاس والے سُن سکیں اگر کوئی امر مانع نہ ہو۔ تو اگر زوال سے پہلے خطبہ پڑھ لیا یا نماز کے بعد پڑھا یا تنہا پڑھا یا عورتوں بچّوں کے سامنے پڑھا۔ تو اِن سب صورتوں میں جمعہ نہ ہوا **مسئلہ** خطبہ اور نماز میں اگر زیادہ فاصلہ ہو جائے تو وہ خطبہ کافی نہیں۔ (درمختار و بہار شریعت) **مسئلہ** خطبہ ذکر الٰہی کا نام ہے لہٰذا اگر صرف ایک بار الحمدللہ یا سبحان اللہ یا لا الہ الا اللہ کہا تو فرض ادا ہو گیا لیکن خطبہ کو اتنا مختصر کرنا مکروہ ہے۔ (درمختار وغیرہ) **مسئلہ** سنت یہ ہے کہ دو خطبے پڑھے جائیں اور بڑے بڑے نہ ہوں اگر دونوں مل کر طوال مفصل سے بڑھ جائیں تو مکروہ ہے خصوصاً جاڑے میں۔ (غنیہ و درمختار و بہار) **مسئلہ** خطبہ میں یہ چیزیں سنت ہیں۔ خطیب کا پاک ہونا۔ کھڑا ہونا۔ خطبہ سے پہلے خطیب کا بیٹھنا۔ خطیب کا ممبر پر ہونا اور سامعین کیطرف منہ اور قبلہ کی طرف پیٹھ کئے رہنا۔ حاضرین کا امام کیطرف متوجہ رہنا خطبہ سے پہلے اعوذ باللہ آہستہ پڑھنا۔ اتنی بلند آواز سے خطبہ پڑھنا کہ لوگ سنیں الحمد سے شروع کرنا۔ اللہ عزوجل کی ثنا کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت دینا حضور پر درود بھیجنا کم سے کم ایک آیہ کی تلاوت کرنا پہلے خطبہ میں وعظ و نصیحت ہونا دوسرے میں حمد و ثنا و شہادت و درود کا اعادہ کرنا اور دوسرے مسلمانوں کیلئے دعا کرنا۔ دونوں خطبے ہلکے ہونا۔ دونوں خطبوں کے درمیان بقدر تین آیت پڑھنے کے بیٹھنا۔ مستحب یہ ہے کہ دوسرے خطبہ میں آواز بہ نسبت پہلے کے پست ہو اور خلفائے راشدین و عمین مکرمین حضرت حمزہ و عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر ہو۔ بہتر یہ ہے کہ دوسرا خطبہ اس سے شروع کریں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ مرد اگر امام کے سامنے ہو تو امام کی طرف منہ کرے اور داہنے بائیں ہو تو امام کیطرف مڑ جائے اور امام سے قریب ہونا افضل ہے مگر یہ جائز نہیں کہ امام سے قریب ہونے کے لئے لوگوں کی گردنیں پھلانگے۔ البتہ اگر امام ابھی خطبہ کو نہیں گیا ہے اور آگے جگہ باقی ہے تو آگے جا سکتا ہے اور اگر خطبہ شروع ہونیکے بعد مسجد میں آیا تو مسجد کے کنارے ہی بیٹھ جائے۔ خطبہ سننے کیحالت

میں دو زانو بیٹھے جیسے نماز میں بیٹھتے ہیں (عالمگیری درمختار غنیہ و بہار وغیرہ) **مسئلہ** بادشاہ اسلام کی ایسی تعریف جو اس میں نہ ہو حرام ہے۔ مثلاً مالک رقاب الامم۔ کہ یہ محض جھوٹ اور حرام ہے۔ (درمختار) **مسئلہ** خطبہ میں آیۃ نہ پڑھنا یا دونوں خطبوں کے درمیان جلسہ نہ کرنا یا خطبہ پڑھنے میں بات کرنا مکروہ ہے البتہ اگر خطیب نے نیک بات کا حکم دیا یا بُری بات سے منع کیا تو اسمیں حرج نہیں (عالمگیری و بہار) **مسئلہ** عربی کے سوا کسی دوسری زبان میں خطبہ پڑھنا یا عربی کے ساتھ دوسری زبان خطبہ میں ملانا خلاف سنت متوارثہ ہے۔ یونہیں خطبہ میں اشعار پڑھنا بھی نہ چاہیئے اگرچہ عربی ہی کے ہوں ہاں دو ایک شعر پند و نصائح کے اگر کبھی پڑھ لے تو حرج نہیں۔ (بہار شریعت) **پانچویں شرط جماعت ہے** یعنی امام کے علاوہ کم سے کم تین مرد ہونے چاہئیں ورنہ جمعہ نہ ہوگا۔ (ہدایہ شرح وقایہ عالمگیری قاضی خاں) **مسئلہ** اگر تین غلام یا مسافر یا بیمار یا گونگے یا ان پڑھ مقتدی ہوں تو جمعہ ہوجائیگا اور اگر صرف عورتیں یا بچے ہوں تو نہیں۔ (عالمگیری ردالمحتار) **چھٹی شرط اذنِ عام**۔ اسکا یہ مطلب ہے کہ مسجد کا دروازہ کھول دیا جائے تا کہ جس مسلمان کا جی چاہے آئے کسی کی روک ٹوک نہو۔ اگر جامع مسجد میں جب لوگ جمع ہوگئے دروازہ بند کر کے جمعہ پڑھا جمعہ نہ ہوا۔ (عالمگیری) **مسئلہ** عورتوں کو اگر مسجد جامع سے روکا جائے تو اذن عام کے خلاف نہ ہوگا کہ ان کے آنے میں خوف فتنہ ہے۔ (ردالمحتار) **جمعہ واجب ہونے کیلئے گیارہ شرطیں ہیں** ان میں سے اگر ایک بھی نہ پائی گئی تو فرض نہیں پھر بھی اگر پڑھیگا تو ہوجائیگا بلکہ مرد عاقل بالغ کیلئے جمعہ پڑھنا افضل ہے اور عورت کیلئے ظہر افضل۔ **پہلی شرط**۔ شہر میں مقیم ہونا۔ **دوسری شرط** صحت یعنی مریض پر جمعہ فرض نہیں۔ مریض سے مراد وہ ہے کہ مسجد جمعہ تک نہ جا سکتا ہو یا چلا تو جائے گا مگر مرض بڑھ جائیگا یا دیر میں اچھا ہوگا۔ (غنیہ) شیخ فانی مریض کے حکم میں ہے (قاضی خاں درمختار و فتح القدیر) **مسئلہ** جو شخص بیمار کا تیماردار ہو اور جانتا ہے کہ جمعہ کو جائیگا تو مریض دقتوں میں پڑ جائیگا اور اُسکا کوئی پُرسان حال نہ ہوگا تو اُس تیماردار پر جمعہ فرض نہیں۔ (درمختار و بہار) **تیسری شرط** آزاد ہونا غلام پر فرض نہیں اور اسکا آقا منع کر سکتا ہے۔ (عالمگیری و قاضی خاں) **مسئلہ** نوکر اور مزدور کو جمعہ پڑھنے سے نہیں روک سکتا البتہ اگر جامع مسجد دور ہے تو جتنا حرج ہوا ہے اسکی مزدوری میں کم کر سکتا ہے اور مزدور اسکا مطالبہ بھی نہیں کر سکتا۔ (عالمگیری)۔ **چوتھی شرط** مرد ہونا عورت پر جمعہ فرض نہیں۔ **پانچویں شرط** بالغ ہونا **چھٹی شرط** عاقل ہونا یہ دونوں شرطیں خاص جمعہ کیلئے نہیں۔ بلکہ ہر عبادت کے واجب ہونے کیلئے عقل و بلوغ شرط ہے۔ **ساتویں شرط**۔ انکھیارا ہونا اندھے پر جمعہ فرض نہیں مگر اس اندھے پر فرض ہے جو شہر کی تمام گلی کوچوں میں بلا تکلف پھرتا ہے اور بلا پوچھے اور بلا مدد گار کے جس مسجد میں چاہے پہونچ جاتا ہے

(در مختار و بہار) **آٹھویں شرط** چلنے پر قادر ہونا یعنی اپاہج پر جمعہ فرض نہیں لیکن ایسا لنگڑا جو مسجد تک جا سکتا ہے اس پر جمعہ فرض ہے۔ (در مختار و بہار) **نویں شرط** قید میں نہ ہونا یعنی قیدی پر جمعہ فرض نہیں لیکن اگر کسی دَین کی وجہ سے قید کیا گیا اور مالدار ہے یعنی ادا کر سکتا ہے تو اس پر فرض ہے۔ **دسویں شرط**۔ خوف نہ ہونا اگر بادشاہ یا چور وغیرہ کسی ظالم کا ڈر ہے یا مفلس قرضدار کو قید ہونے کا ڈر ہے تو تو اُس پر فرض نہیں۔ (ردالمحتار) **گیارہویں شرط** آندھی یا پانی یا اُولے یا سردی کا نہ ہونا یعنی یہ چیزیں اگر اتنی سخت ہیں کہ ان سے نقصان کا خوف ہو تو جمعہ فرض نہیں۔ **مسئلہ** جمعہ کی امامت ہر وہ مرد کر سکتا ہے جو اور نمازوں میں امام ہو سکتا ہو اگرچہ اُس پر جمعہ فرض نہ ہو جیسے مریض مسافر غلام۔ (در مختار ہدایہ قاضی خاں فتح القدیر) یعنی جب کہ سلطان اسلام یا اُسکا نائب یا جسکو اُس نے اجازت دی بیمار ہو یا مسافر تو یہ سب نماز جمعہ پڑھا سکتے ہیں یا انھیں تینوں نے کسی مریض یا مسافر یا غلام یا کسی لائق امامت کو اجازت دی ہو۔ یا بضرورت عام لوگوں نے کسی ایسے کو امام مقرر کیا ہو جو امامت کر سکتا ہو تو وہ پڑھا سکتا ہے چاہے مریض و مسافر و غلام ہی کیوں نہ ہو۔ یہ نہیں کہ بطور خود جسکا جی چاہے جمعہ پڑھا دے کہ یوں جمعہ نہ ہوگا۔ **مسئلہ** جس پر جمعہ فرض ہے اُسے شہر میں جمعہ ہو جانے سے پہلے ظہر پڑھنا مکروہ تحریمی ہے **مسئلہ** مریض یا مسافر یا قیدی یا کوئی اور جس پر جمعہ فرض نہیں ان لوگوں کو بھی جمعہ کے دن شہر میں جماعت کے ساتھ ظہر پڑھنا مکروہ تحریمی ہے خواہ جمعہ ہونے سے پہلے جماعت کریں یا بعد میں یوں ہی جنھیں جمعہ نہ ملا وہ بھی بغیر اذان و اقامت ظہر کی نماز تنہا تنہا پڑھیں جماعت انکے لئے بھی منع ہے۔ (در مختار) **مسئلہ** علما فرماتے ہیں جن مسجدوں میں جمعہ نہیں ہوتا انھیں جمعہ کے دن ظہر کے وقت بند رکھیں (در مختار و بہار) **مسئلہ** گاؤں میں جمعہ کے دن بھی ظہر کی نماز اذان و اقامت کے ساتھ باجماعت پڑھیں۔ (عالمگیری و بہار) **مسئلہ** نماز جمعہ کے لئے پہلے سے جانا اور مسواک کرنا اور اچھے اور سفید کپڑے پہننا اور تیل اور خوشبو لگانا اور پہلی صف میں بیٹھنا مستحب ہے اور غسل سنّت ہے۔ (عالمگیری۔ غنیہ وغیرہ)

خطبے کے کچھ اور مسائل۔ جب امام خطبہ کے لئے کھڑا ہو اُس وقت سے ختم نماز تک نماز و اذکار اور ہر قسم کا کلام منع ہے۔ البتہ صاحب ترتیب اپنی قضا نماز پڑھ لے۔ یوہیں جو شخص سنت یا نفل پڑھ رہا ہے جلدی جلدی پوری کر لے (در مختار و بہار) **مسئلہ** جو چیزیں نماز میں حرام ہیں جیسے کھانا پینا سلام و جواب سلام وغیرہ یہ سب خطبہ کی حالت میں بھی حرام ہیں یہانتک کہ امر بالمعروف۔ ہاں خطیب امر بالمعروف کر سکتا ہے۔ جب خطبہ پڑھے تو تمام حاضرین پر سننا اور چپ رہنا فرض ہے جو لوگ امام سے دور ہوں کہ خطبہ کی آواز اُن تک نہیں پہنچتی انھیں بھی چپ رہنا واجب ہے۔ اگر کسی کو بُری بات کرتے دیکھیں تو ہاتھ یا سر کے اشارہ سے منع کر سکتے ہیں زبان سے ناجائز ہے۔ (در مختار و بہار) **مسئلہ** خطبہ سننے کی حالت میں

دیکھا کہ اندھا کوئیں میں گرا چاہتا ہے یا کسی کو بچھو وغیرہ کاٹنا چاہتا ہے تو زبان سے کہہ سکتے ہیں۔ اگر اشارہ یا دبانے سے بتا سکیں تو اس صورت میں بھی زبان سے کہنے کی اجازت نہیں۔ (درمختار و ردالمحتار و بہار)۔
مسئلہ خطیب نے مسلمانوں کیلئے دعا کی تو سامعین کو ہاتھ اُٹھانا یا آمین کہنا منع ہے۔ اگر ایسا کرینگے تو گنہگار ہوں گے۔ خطبہ میں درود شریف پڑھتے وقت خطیب کا دائیں بائیں منہ کرنا بدعت ہے۔ (ردالمحتار و بہار)۔
مسئلہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک خطیب نے لیا تو حاضرین دل میں درود شریف پڑھیں زبان سے پڑھنے کی اُسوقت اجازت نہیں یونہیں صحابہ کرام کے ذکر پر اسوقت رضی اللہ عنہم زبان سے کہنے کی اجازت نہیں۔ (درمختار و بہار وغیرہ) **مسئلہ** خطبۂ جمعہ کے علاوہ اور خطبوں کا سننا بھی واجب ہے جیسے عیدین و نکاح وغیرہ کا خطبہ۔ (درمختار و بہار) **مسئلہ** پہلی اذان کے ہوتے ہی سعی واجب ہے۔ اور بیع وغیرہ ان چیزوں کا جو سعی کے منافی ہوں چھوڑ دینا واجب ہے یہاں تک کہ راستہ چلتے ہوئے اگر خرید فروخت کی تو یہ بھی ناجائز ہے اور مسجد میں خرید و فروخت تو سخت گناہ ہے۔ کھانا کھا رہا تھا کہ اذان جمعہ کی آواز آئی اگر یہ ڈر ہو کہ کھائے گا تو جمعہ جاتا رہے گا تو کھانا چھوڑ دے اور جمعہ کو جائے۔ جمعہ کیلئے اطمینان و وقار کے ساتھ جائے۔ (عالمگیری درمختار) **مسئلہ** خطیب جب ممبر پر بیٹھے تو اُسکے سامنے دوبارہ اذان دیجائے سامنے سے یہ مراد نہیں کہ مسجد کے اندر ممبر کے پاس ہو اس لئے کہ مسجد کے اندر اذان کہنے کو فقہائے کرام مکروہ فرماتے ہیں۔ (خلاصہ و عالمگیری و قاضی خاں) **مسئلہ** اذان ثانی بھی بلند آواز سے کہیں کہ اس سے بھی اعلان مقصود ہے۔ اور جس نے پہلی نہ سنی اُسے سنکر حاضر ہو۔ (بحر وغیرہ) **مسئلہ** خطبہ ختم ہو جائے تو فوراً اقامت کہی جائے۔ خطبہ و اقامت کے درمیان دنیا کی بات کرنا مکروہ ہے۔ (درمختار و بہار) **مسئلہ** جس نے خطبہ پڑھا وہی نماز پڑھائے دوسرا نہ پڑھائے اور اگر دوسرے نے پڑھا دی جب بھی ہو جائیگی جبکہ وہ ماذون[۵۰] ہو **مسئلہ** نماز جمعہ میں بہتر یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سورۂ جمعہ اور دوسری میں سورۂ منافقون یا پہلی میں سبح اسم اور دوسری میں ہل اتٰک پڑھے مگر ہمیشہ اسی کو نہ پڑھے کبھی کبھی اور سورتیں بھی پڑھے **مسئلہ** جمعہ کے دن اگر سفر کیا اور زوال سے پہلے آبادی شہر سے باہر ہو گیا تو حرج نہیں ورنہ ممنوع ہے۔ (درمختار و بہار وغیرہ)
فائدہ - جمعہ کے دن روحیں جمع ہوتی ہیں لہذا زیارت قبور کرنی چاہئے۔ (درمختار و بہار)

عیدین کا بیان

عیدین (یعنی عید و بقر عید) کی نماز واجب ہے۔ مگر سب پر نہیں بلکہ انھیں پر جن پر جمعہ واجب ہے اور

۵۰۔ ماذون - جس کو اجازت دی گئی۔ ۱۲

اسکی اداکی وہی شرطیں ہیں جو جمعہ کیلئے ہیں صرف اتنا فرق ہے کہ جمعہ میں خطبہ شرط ہے اور عیدین میں سنت ہے۔ اگر جمعہ میں خطبہ نہ پڑھا تو جمعہ نہ ہوا اور عیدین میں نہ پڑھا تو نماز ہوگئی مگر بُرا کیا دوسرا فرق یہ ہے کہ جمعہ کا خطبہ نماز سے پہلے ہے اور عیدین کا نماز کے بعد۔ اگر عیدین کا خطبہ نماز سے پہلے پڑھ دیا تو بُرا کیا مگر نماز ہوگئی لوٹائی نہیں جائیگی اور خطبہ کا بھی اعادہ نہیں۔ اور عیدین میں نہ اذان ہے نہ اقامت صرف دوبار اتنا کہنے کی اجازت ہے۔ اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ (قاضی عالمگیری درمختار وغیرہ) **مسئلہ** بلا وجہ عید کی نماز چھوڑنا گمراہی وبدعت ہے۔ (جوہرہ نیرہ و بہار) **مسئلہ** گاؤں میں عید کی نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (درمختار و بہار) **مسئلہ** عید کے دن یہ باتیں مستحب ہیں۔ حجامت بنوانا۔ ناخن کٹوانا۔ غسل کرنا۔ مسواک کرنا۔ اچھے کپڑے پہننا نیا ہو تو نیا ورنہ دُھلا انگوٹھی[عہ] پہننا۔ خوشبو لگانا۔ صبح کی نماز محلہ کی مسجد میں پڑھنا۔ عیدگاہ جلد چلا جانا۔ نماز سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا۔ عیدگاہ کو پیدل جانا۔ دوسرے راستہ سے واپس آنا۔ نماز کو جانے سے پہلے چند کھجوریں کھالینا۔ تین پانچ سات یا کم و بیش مگر طاق ہوں۔ کھجوریں نہ ہوں تو کوئی میٹھی چیز کھالے نماز سے پہلے کچھ نہ کھایا تو گنہگار نہ ہوا لیکن اگر عشا تک نہ کھایا تو عتاب کیا جائیگا۔ (ردالمحتار وغیرہ) خوشی ظاہر کرنا کثرت سے صدقہ دینا۔ عیدگاہ کو اطمینان و وقار سے اور نیچی نگاہ کئے جانا۔ آپس میں مبارک باد دینا یہ سب باتیں مستحب ہیں **مسئلہ** راستہ میں بلند آواز سے تکبیر نہ کہے۔ (درمختار و ردالمحتار و بہار) **مسئلہ** عیدگاہ سواری پر جانے میں بھی حرج نہیں مگر جس کو پیدل جانے پر قدرت ہو اسکے لئے پیدل جانا افضل ہے اور واپسی میں سواری پر آنے میں حرج نہیں۔ (جوہرہ عالمگیری بہار) **مسئلہ** عیدین کی نماز کا وقت اسوقت سے شروع ہوتا ہے جبکہ سورج ایک نیزہ کے برابر اونچا ہو جائے اور ضحوۂ کبریٰ یعنی نصف النہار شرعی تک رہتا ہے۔ لیکن عید الفطر میں دیر کرنا اور عید اضحیٰ میں جلد پڑھ لینا مستحب ہے اور سلام پھیرنے کے پہلے زوال ہوگیا تو نماز جاتی رہی (ہدایہ قاضی خاں درمختار) زوال سے مراد نصف النہار شرعی ہے جس کا بیان وقت کے بیان میں گزرا۔ (بہار)۔ **نماز عید کا طریقہ** یہ ہے کہ دو رکعت واجب عید الفطر یا عید اضحیٰ کی نیت کرکے کانوں تک ہاتھ اُٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کے ہاتھ باندھ لے پھر ثنا پڑھے پھر کانوں تک ہاتھ اُٹھائے اور اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ چھوڑدے پھر کانوں تک ہاتھ اُٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر چھوڑ دے۔ پھر ہاتھ اُٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لے یعنی پہلی تکبیر میں ہاتھ باندھے اسکے بعد دو تکبیروں میں ہاتھ لٹکائے پھر چوتھی تکبیر میں ہاتھ باندھ لے اسکو یوں یاد رکھے کہ جہاں تکبیر کے بعد کچھ پڑھنا ہے وہاں ہاتھ باندھ لئے جائیں اور جہاں

عہ **مسئلہ** مرد کے لئے صرف چاندی کی وزن میں ساڑھے چار ماشہ سے کم ایک نگ کی ایک انگوٹھی پہننی جائز ہے۔ اس کے سوا کسی قسم کی کوئی انگوٹھی جائز نہیں۔ لوہا۔ پیتل اور دھاتوں کی انگوٹھی مردوں اور عورتوں سب کو ناجائز ہے بلکہ عورتوں کو سونے چاندی کے سوا لوہے تانبے پیتل وغیرہ کا ہر زیور ناجائز ہے۔ ۱۲ منہ

پڑھنا نہیں وہاں ہاتھ چھوڑ دیئے جائیں۔ جب چوتھی تکبیر پر ہاتھ باندھ لے تو امام اعوذ باللہ و بسم اللہ آہستہ پڑھکر زور سے الحمد اور سورۃ پڑھے پھر رکوع کر کے ایک رکعت پوری کرے۔ جب دوسری رکعت کیلئے کھڑا ہو تو پہلے الحمد اور سورۃ پڑھے پھر تین بار کان تک ہاتھ لیجا کر اللہ اکبر کہے اور ہاتھ نہ باندھے اور چوتھی بار بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں جائے۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ عیدین میں زائد تکبیریں چھ ہوئیں تین تکبیریں پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے اور تکبیر تحریمہ کے بعد اور تین تکبیریں دوسری رکعت میں قرأت کے بعد اور رکوع کی تکبیر سے پہلے اور ان چھوٹو تکبیروں میں ہاتھ اٹھائے جائیں گے اور ہر دو تکبیروں کے درمیان تین تسبیح پڑھنے کے برابر سکتہ کرے اور عیدین میں مستحب یہ ہے کہ پہلی رکعت میں الحمد کے بعد سورۂ جمعہ پڑھے اور دوسری میں سورۂ منافقون یا پہلی میں سبح اسم اور دوسری میں ھل اتٰک (درمختار و بہار) نماز کے بعد امام دو خطبے پڑھے۔ اور جمعہ کے خطبے میں جو چیزیں سنت ہیں وہ عیدین کے خطبے میں بھی سنت ہیں اور جو باتیں جمعہ کے خطبے میں مکروہ ہیں وہ عیدین کے خطبے میں بھی مکروہ ہیں۔ صرف دو باتوں میں فرق ہے ایک یہ کہ جمعہ کے پہلے خطبہ سے قبل خطیب کا بیٹھنا سنت تھا اور اس میں نہ بیٹھنا سنت ہے۔ دوسرے یہ کہ اس میں پہلے خطبہ سے قبل نو بار اور دوسرے خطبہ سے قبل سات بار اور ممبر سے اُترنے کے پہلے چودہ بار اللہ اکبر کہنا سنت ہے اور جمعہ میں نہیں۔ (عالمگیری درمختار و بہار) **مسئلہ** پہلی رکعت میں امام کے تکبیر کہنے کے بعد کوئی شامل ہوا تو اسی وقت تین تکبیریں کہہ لے اگرچہ امام نے قرأت شروع کر دی ہو (عالمگیری درمختار) **مسئلہ** امام کو رکوع میں پایا تو پہلے کھڑے ہو کر تکبیر تحریمہ کہے پھر دیکھے کہ اگر عید کی تکبیریں کہکر امام کو رکوع میں پائیگا تو عید کی تکبیریں بھی کہے اور تب رکوع میں شامل ہو اور اگر یہ سمجھے کہ عید کی تکبیریں کہتے کہتے امام رکوع سے سر اٹھالے گا تو اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں شریک ہو جائے اور رکوع میں بلا ہاتھ اٹھائے عید کی تکبیریں کہے پھر اگر اس نے رکوع میں تکبیریں پوری نہ کی تھیں کہ امام نے سر اٹھا لیا تو امام کے ساتھ سر اُٹھائے اور باقی تکبیریں چھوڑ دے کہ یہ ساقط ہو گئیں اب انکو نہ کہے گا۔ (عالمگیری وغیرہ) **مسئلہ** دوسری رکعت میں شامل ہوا تو پہلی رکعت کی تکبیریں اُسوقت کہے جب اپنی چھٹی ہوئی رکعت پورا کرنے کھڑا ہو۔ (عالمگیری وغیرہ) **مسئلہ** امام کے رکوع سے اُٹھنے کے بعد شامل ہوا تو اب تکبیریں نہ کہے بلکہ جب اپنی چھٹی ہوئی پڑھے اُسوقت کہے۔ (عالمگیری وغیرہ) **مسئلہ** آخر رکعت میں سلام پھیرنے سے پہلے شریک ہوا تو اپنی دونوں رکعتیں تکبیروں کے ساتھ پوری کرے۔ (عالمگیری وغیرہ) **مسئلہ** کسی عذر کیوجہ سے عید کے دن نماز نہ ہو سکی (مثلاً سخت بارش ہوئی یا ابر کے سبب سے چاند نہیں دیکھا گیا اور گواہی ایسے وقت گزری کہ نماز نہ ہو سکی یا ابر تھا اور نماز ایسے وقت ختم ہوئی کہ زوال ہو چکا تھا) تو دوسرے دن پڑھی جائے اور دوسرے

دن بھی نہ ہوئی تو عید الفطر کی نماز تیسرے دن نہیں ہو سکتی اور دوسرے دن بھی نماز کا وہی وقت ہے جو پہلے دن تھا یعنی ایک نیزہ آفتاب بلند ہونے سے نصف النہار شرعی تک اور اگر بلا عذر عید الفطر کی نماز پہلے دن نہ پڑھی تو دوسرے دن نہیں پڑھ سکتے۔ (قاضی خاں عالمگیری در مختار و بہار) **مسئلہ** عید اضحیٰ تمام احکام میں عید الفطر کیطرح ہے صرف بعض باتوں میں فرق ہے اِس میں مستحب یہ ہے کہ نماز سے پہلے کچھ نہ کھائے اگرچہ قربانی نہ کرے اور کھالیا تو کراہت نہیں اور راستہ میں بلند آواز سے تکبیر کہتا جائے اور عید اضحیٰ کی نماز عذر کیوجہ سے بارھویں تک بلا کراہت مؤخر کر سکتے ہیں۔ بارھویں کے بعد پھر نہیں ہو سکتی اور بلا عذر دسویں کے بعد مکروہ ہے۔ (قاضی خاں عالمگیری وغیرہ) **مسئلہ** قربانی کرنی ہو تو مستحب یہ ہے کہ پہلی سے دسویں ذی الحجہ تک نہ حجامت بنوائے نہ ناخن کٹوائے۔ (رد المحتار و بہار) **مسئلہ** بعد نماز عید مصافحہ و معانقہ کرنا جیسا کہ عموماً مسلمانوں میں رائج ہے بہتر ہے (وشاح الجید و بہار شریعت) **تکبیر تشریق**۔ نویں ذی الحجہ کی فجر سے تیرھویں کی عصر تک پانچوں وقت کی ہر فرض نماز کے بعد جو جماعت مستحبہ کے ساتھ ادا کی گئی ہو ایک بار بلند آواز سے تکبیر کہنا واجب ہے اور تین بار کہنا افضل اسے تکبیر تشریق کہتے ہیں اور وہ یہ ہے۔ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد (تنویر الابصار و بہار وغیرہ) **مسئلہ** تکبیر تشریق سلام پھیرنے کے بعد فوراً واجب ہے یعنی جب تک کوئی ایسا فعل نہ کیا ہو کہ اُس نماز پر بنا نہ کر سکے۔ اگر مسجد سے باہر ہو گیا یا قصداً وضو توڑ دیا یا کلام کیا اگرچہ سہواً تو تکبیر ساقط ہو گئی اور بلا قصد وضو ٹوٹ گیا تو کہہ لے (رد المحتار و در مختار و بہار) **مسئلہ** تکبیر تشریق اُس پر واجب ہے جو شہر میں مقیم ہو یا جس نے مقیم کی اقتدا کی اگرچہ وہ اقتدا کرنے والا عورت یا مسافر یا گاؤں کا رہنے والا ہو۔ اور یہ لوگ اگر مقیم کی اقتدا نہ کریں تو ان پر واجب نہیں۔ (در مختار و بہار) **مسئلہ** تکبیر تشریق ان ایام میں جمعہ کے بعد بھی واجب ہے اور نفل و سنت و وتر کے بعد نہیں۔ البتہ نماز عید کے بعد بھی کہہ لے۔ (در مختار)

گہن کی نماز

سورج گہن کی نماز سنت مؤکدہ ہے اور **چاند گہن** کی نماز مستحب ہے۔ سورج گرہن کی نماز جماعت سے پڑھنی مستحب ہے اور تنہا تنہا بھی ہو سکتی ہے اگر جماعت سے پڑھی جائے تو خطبہ کے سوا جمعہ کی تمام شرطیں اُسکے لئے شرط ہیں وہی شخص اسکی جماعت قائم کر سکتا ہے جو جمعہ کی کر سکتا ہے وہ نہ ہو تو تنہا تنہا پڑھیں گھر میں یا مسجد میں (در مختار و رد المحتار) **مسئلہ** گہن کی نماز اسوقت پڑھیں جب سورج میں گہن لگا

مصافحہ۔ ہاتھ ملانا۔ معانقہ۔ گلے ملنا۔

ہو گہن چھوٹنے کے بعد نہیں۔ اور گہن چھوٹنا شروع ہو گیا مگر ابھی باقی ہے اسوقت بھی شروع کر سکتے ہیں اور گہن کیحالت میں اسپر ابر آجائے جب بھی نماز پڑھیں (جوہرہ نیرہ) **مسئلہ** ایسے وقت گہن لگا کہ اسوقت نماز ممنوع ہے تو نماز نہ پڑھیں بلکہ دعا میں مشغول رہیں اور اسی حالت میں ڈوب جائے تو دعا ختم کر دیں اور مغرب کی نماز پڑھیں۔ (جوہرہ ردالمحتار) **مسئلہ** گہن کی نماز نفل کی طرح دو رکعت پڑھیں یعنی ہر رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدے کریں جیسے اور نمازوں میں کرتے ہیں **مسئلہ** گہن کی نماز میں نہ اذان ہے نہ اقامت نہ بلند آواز سے قرارت اور نماز کے بعد دعا کریں یہانتک کہ آفتاب کھل جائے اور دو رکعت سے زیادہ بھی پڑھ سکتے ہیں خواہ دو دو رکعت پر سلام پھیریں یا چار رکعت پر (ردالمحتار و درمختار و فتح القدیر) **مسئلہ** اگر لوگ جمع نہ ہوئے تو ان لفظوں سے پکاریں اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ (درمختار و فتح القدیر) **مسئلہ** افضل یہ ہے کہ عیدگاہ یا جامع مسجد میں اسکی جماعت قائم کیجائے اور اگر دوسری جگہ قائم کرے جب بھی حرج نہیں۔ (عالمگیری) **مسئلہ** اگر یاد ہو تو سورۂ بقر اور آل عمران کی برابر بڑی سورتیں پڑھیں اور رکوع و سجود میں بھی طول دیں اور بعد نماز دعا میں مشغول رہیں یہانتک کہ پورا آفتاب کھل جائے اور یہ بھی جائز ہے کہ نماز میں تخفیف کریں اور دعا میں طول دیں خواہ امام قبلہ رو دعا کرے یا مقتدیوں کیطرف منہ کر کے کھڑا ہو اور یہ بہتر ہے۔ اور سب مقتدی آمین کہیں اگر دعا کے وقت عصا یا کمان پر ٹیک لگا کر کھڑا ہو تو یہ بھی اچھا ہے دعا کیلئے ممبر پر نہ جائے۔ (درمختار و بہار و فتح القدیر) **مسئلہ** سورج گرہن اور جنازہ دونوں کا اجتماع ہو تو پہلے جنازہ پڑھے۔ (جوہرہ و بہار) **مسئلہ** چاند گہن کی نماز میں جماعت نہیں امام موجود ہو یا نہو بہرحال تنہا تنہا پڑھیں (درمختار ہدایہ عالمگیری فتح القدیر)۔ امام کے علاوہ دو تین آدمی جماعت کر سکتے ہیں (بہار شریعت) **مسئلہ** تیز آندھی آئے یا دن میں سخت اندھیری چھا جائے یا رات میں خوفناک روشنی ہو یا لگاتار کثرت سے مینھ برسے یا اولے پڑیں یا آسمان سرخ ہو جائے یا بجلیاں گریں یا بکثرت تارے ٹوٹیں یا طاعون وغیرہ وبا پھیلے یا زلزلے آئیں یا دشمن کا خوف ہو یا اور کوئی دہشت ناک بات پائی جائے۔ ان سب کیلئے دو رکعت نماز مستحب ہے۔ (عالمگیری و درمختار وغیرہ)

کتاب الجنائز

بیماری کا بیان۔ بیماری بھی ایک بہت بڑی نعمت ہے اسکے فائدے بے شمار ہیں اگرچہ آدمی کو دیکھنے میں اس سے تکلیف پہنچتی ہے مگر دراصل راحت و آرام کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہاتھ آتا ہے۔ یہ ظاہری بدنی بیماری جسکو آدمی بیماری اور مصیبت سمجھتا ہے حقیقت میں روحانی بیماریوں کا ایک زبردست علاج ہے حقیقی اصلی بیماری تو روحانی بیماریاں ہیں کہ یہ البتہ بہت خوف کی چیز ہے اور اسی کو مرض مہلک سمجھنا چاہئے۔ چاہئے تو یہ کہ بیماری اور مصیبت کو بھی

آدمی نعمت کیطرح خوشی خوشی قبول کرے نہیں تو کم سے کم اتنا تو ضروری ہے کہ صبر و استقلال سے کام لے اور گھبراہٹ اور بے صبری کر کے ملتے ہوئے ثواب کو ہاتھ سے نہ کھوئے کہ بے صبری سے آئی ہوئی مصیبت جاتی نہ رہیگی۔ پھر اُس بڑے ثواب سے محرومی دوسری مصیبت ہے۔ بہت سے نادان بیماری میں نہایت بیجا کلمہ بول اُٹھتے ہیں بلکہ بعض کفر تک پہنچ جاتے ہیں معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کیطرف ظلم کی نسبت کر دیتے ہیں[ع] یہ بالکل ہی دنیا و آخرت کے نقصان والے بن جاتے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مسلمان کو جو تکلیف و ہم و حزن اذیت و غم پہنچے یہانتک کہ کانٹا جو اُس کے چبھے اللہ تعالیٰ اسکے سبب سے اُسکے گناہ مٹا دیتا ہے۔ (بخاری و مسلم وغیرہما) اور فرماتے ہیں حضور علیہ السلام کہ مسلمان کو جو تکلیف پہنچتی ہے بیماری ہو یا اسکے سوا کچھ اور تو اللہ تعالیٰ اسکے گناہوں کو گرا دیتا ہے جیسے درخت کے پتے جھڑتے ہیں۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم) اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بندہ کے لئے اللہ تعالیٰ کے علم میں کوئی مرتبہ مقرر ہوتا ہے اور بندہ اعمال کے سبب سے اس رتبہ کو نہ پہنچا تو بدن یا مال یا اولاد میں اسکو آزماتا ہے پھر اُسے صبر دیتا ہے یہانتک کہ اُسے اُس رتبہ کو پہنچا دیتا ہے جو اُسکے لئے اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے (احمد و ابو داؤد وغیرہ) اور فرمایا کہ جب قیامت کے دن بلا والوں کو ثواب دیا جائے گا تو عافیت (آرام) والے تمنا کرینگے کہ کاش دنیا میں قینچیوں سے انکی کھالیں کاٹی جاتیں۔ (ترمذی)

عیادت یعنی بیمار کو دیکھنے کیلئے جانا مریض کی عیادت کو جانا سنت ہے۔ حدیثوں میں اسکی بہت فضیلت آئی ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کو گیا تو واپس آنے تک برابر جنت کے پھول چننے میں رہا۔ (بخاری و مسلم) حضور علیہ السلام کی عادت شریفہ تھی کہ جب کسی مریض کی عیادت کو جاتے تو یہ فرماتے لَا بَاْسَ طَهُوْرٌ اِنْشَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی یعنی کوئی حرج کی بات نہیں انشاء اللہ تعالیٰ یہ مرض گناہوں سے پاک کرنے والا ہے۔ (بخاری) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تو بیمار کے پاس جائے تو اس سے کہہ کہ تیرے لئے دعا کرے کہ بیمار کی دعا فرشتوں کی دعا کے مثل ہے۔ (ابن ماجہ) اور فرماتے ہیں کہ جب کوئی مسلمان کسی مسلمان کی عیادت کو جائے تو سات بار یہ دعا پڑھے۔ اَسْئَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ اَنْ يَّشْفِيَكَ اگر موت نہیں آئی ہے تو اُسے شفا ہو جائیگی **مسئلہ** اگر معلوم ہے کہ عیادت کو جاؤں گا تو مریض کو پسند نہ ہو گا تو ایسی حالت میں عیادت نہ کرے۔ (درمختار) **مسئلہ** اگر عیادت کو گیا اور مرض کی سختی دیکھی تو مریض کے سامنے یہ ظاہر نہ کرے کہ تمھاری حالت خراب ہے اور نہ سر ہلائے جس سے حالت کا خراب ہونا سمجھا جاتا ہے مریض کے سامنے ایسی باتیں کرنی چاہئیں جو اُس کے دل کو بھلی معلوم ہوں اُسکی مزاج پُرسی کرے۔ اس کے سر پر ہاتھ نہ رکھے مگر جب کہ وہ خود اسکی خواہش کرے۔ (درمختار) **مسئلہ** فاسق کی عیادت بھی جائز ہے کیونکہ عیادت

ع نسبۃ الجور الی اللہ تعالیٰ کفر یعنی خدا کی طرف ظلم کی نسبت کرنا کفر ہے ۱۲ (عالمگیری وغیرہ)

حقوق اسلام سے ہے اور فاسق بھی مسلم ہے۔ یہودی یا نصرانی اگر ذمی ہو تو اُسکی عیادت بھی جائز ہے۔ (در درد) مجوسی کی عیادت کو جائے یا نہ جائے اس میں علماء کو اختلاف ہے یعنی جبکہ ذمی ہو۔ (عنایہ) ہنود مجوسی کے حکم میں ہیں انکے احکام وہی ہیں جو مجوسیوں کیلئے ہیں اہل کتاب جیسے ان کے احکام نہیں۔ ہندوستان کے یہودی نصرانی مجوسی بت پرست ان میں کوئی بھی ذمی نہیں (بہار شریعت)

موت آنے کا بیان

آخر ایک دن دنیا چھوٹنی ہے۔ موت آنی ہے۔ جب یہاں سے جانا ہی ہے تو وہاں کی تیاری کرنی چاہئے جہاں ہمیشہ رہنا ہے اور اُس وقت کو ہمیشہ دھیان میں رکھنا چاہئے۔ حضور فرماتے ہیں دنیا میں ایسے رہو جیسے مسافر بلکہ راہ چلتا۔ یعنی مسافر جسطرح ایک اجنبی شخص ہوتا ہے اور راہ گیر راستہ کے کھیل تماشوں میں نہیں لگتا کہ راہ کھوٹی ہوگی اور منزل مقصود تک نہ پہنچ پائیگا۔ اسی طرح مسلمان کو چاہئے کہ دنیا میں نہ پھنسے اور نہ ایسے تعلقات پیدا کرے کہ اصلی مقصد کے حاصل کرنے میں آڑے آئیں۔ اور موت کو کثرت سے یاد کرے کہ موت کی یاد دنیوی تعلقات کی جڑ کاٹتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اَکْثِرُوْا ذِکْرَ ھَاذِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتِ۔ یعنی لذتوں کی کاٹنے والی موت کو کثرت سے یاد کرو۔ مگر کسی مصیبت پر موت کی آرزو نہ کرے کہ اس کی ممانعت آئی ہے اور ناچار کرنی ہی ہے تو یوں کہے کہ الٰہی مجھے زندہ رکھ جب تک زندگی میرے لئے خیر ہو اور موت دے جب موت میرے لئے بہتر ہو (بخاری و مسلم) اور مسلمان کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سے نیک گمان رکھے اُسکی رحمت کا اُمیدوار رہے۔ حدیث میں فرمایا کوئی نہ مرے مگر اس حال میں کہ اللہ تعالیٰ سے نیک گمان رکھتا ہو کہ ارشاد الٰہی ہے اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ میرا بندہ مجھ سے جیسا گمان رکھتا ہے میں اُسی طرح اُسکے ساتھ پیش آتا ہوں۔ حضور علیہ السلام ایک جوان کے پاس تشریف لیگئے اور وہ جوان مرنے کے قریب تھے۔ حضور نے فرمایا تم اپنے کو کس حال میں پاتے ہو عرض کی یا رسول اللہ۔ اللہ سے اُمید ہے اور اپنے گناہوں سے ڈر۔ حضور نے فرمایا یہ دونوں یعنی اُمید اور ڈر اس موقع پر جس بندے کے دل میں ہوں گے اللہ اُسے وہ دے گا جس کی اُمید رکھتا ہے اور اُس سے امن میں رکھے گا جس سے ڈرتا ہے۔ روح قبض ہونے کا وقت بہت سخت وقت ہے اسی پر سارے عمل کا مدار ہے بلکہ ایمان کے تمام اخروی نتائج اسی پر مرتب کہ اعتبار خاتمہ ہی کا ہے اور شیطان لعین ایمان لینے کی فکر میں ہے جس کو اللہ تعالیٰ اس کے مکر سے بچائے اور ایمان پر خاتمہ نصیب فرمائے وہ مراد کو پہنچا۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں جس کا آخر کلام لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہوا یعنی کلمہ طیبہ وہ جنت میں داخل ہوا۔ مسئلہ جب موت کا وقت قریب آئے اور نشانیاں پائی جائیں تو سنت یہ ہے کہ داہنی کروٹ پر لٹا کر قبلہ کیطرف مُنہ کر دیں اور یہ بھی جائز ہے کہ چت لٹائیں اور قبلہ کو پاؤں کریں کہ یوں بھی قبلہ کو مُنہ ہو جائیگا مگر اس صورت میں سر کو قدرے اونچا رکھیں۔ اور قبلہ کو مُنہ کرنا دشوار ہو کہ اسکو تکلیف ہوتی ہو تو جس حالت پر ہے چھوڑ دیں (ہدایہ عالمگیری در مختار) مسئلہ جانکنی کی حالت میں جب تک روح گلے کو نہ آئی اُسے تلقین کریں یعنی اس

کے پاس بلند آواز سے پڑھیں اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ مگر اسے اس
کے کہنے کا حکم نہ دیں۔ (عالمگیری و فتح القدیر و جوہرہ نیرہ وغیرہ) مسئلہ جب اُس نے کلمہ پڑھ لیا تو تلقین موقوف
کردیں ہاں اگر کلمہ پڑھنے کے بعد اُس نے کوئی بات کی تو پھر تلقین کریں کہ اس کا آخری کلام لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ
رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہو۔ (عالمگیری و جوہرہ) مسئلہ تلقین کرنے والا کوئی نیک شخص ہو ایسا نہ ہو جس کو اُسکے مرنے کی
خوشی ہو۔ اور اُس کے پاس اُسوقت نیک اور پرہیز گار لوگوں کا ہونا بہت اچھی بات ہے اور اُس وقت وہاں
سورۂ یٰسٓ شریف کی تلاوت اور خوشبو ہونا مستحب ہے۔ جیسے لوبان یا اگر کی بتیاں سلگادیں۔ (عالمگیری) مسئلہ موت
کے وقت حیض و نفاس والی عورتیں اسکے پاس حاضر ہو سکتی ہیں۔ (قاضی خاں فتح القدیر۔ عالمگیری) مگر جس کا
حیض و نفاس منقطع ہو گیا اور ابھی غسل نہیں کیا اُسے اور جنب کو آنا نہ چاہئے اور کوشش کرے کہ مکان میں
کوئی تصویر یا کتا نہ ہو اگر یہ چیزیں ہوں تو فوراً نکالدیجائیں کہ جہاں یہ ہوتی ہیں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ اُس
کی نزاع کے وقت اپنے اور اُسکے لئے دعائے خیر کرتے رہیں۔ کوئی بُرا کلمہ زبان سے نہ نکالیں کہ اُس وقت جو کچھ
کہا جاتا ہے فرشتے اُس پر آمین کہتے ہیں۔ نزع میں سختی دیکھیں تو سورۂ یٰسٓ و سورۂ رعد پڑھیں (بہار شریعت)
مسئلہ مرتے وقت معاذ اللہ اُسکی زبان سے کلمہ کفر نکلا تو کفر کا حکم نہ دینگے۔ کہ ہو سکتا ہے کہ موت کی تکلیف کیوجہ
سے عقل جاتی رہی ہو اور بیہوشی میں یہ کلمہ نکل گیا۔ (درمختار فتح القدیر عالمگیری) اور بہت ممکن ہے کہ اُسکی پوری
بات سمجھ میں نہ آئی کہ ایسی سختی کیحالت میں آدمی پوری بات صاف طور پر ادا کرلے مشکل ہوتا ہے۔ (بہار شریعت)
مسئلہ جب روح نکل جائے تو ایک چوڑی پٹی جبڑے کے نیچے سے سر پر لیجا کر گرہ دیدیں کہ منھ کھلا نہ رہے اور
آنکھیں بند کردی جائیں اور انگلیاں اور ہاتھ پاؤں سیدھے کردیئے جائیں یہ کام اُس کے گھر والوں میں جو
زیادہ نرمی کے ساتھ کر سکتا ہو باپ یا بیٹا وہ کرے۔ (عالمگیری و جوہرہ نیرہ) مسئلہ آنکھیں بند کرتے وقت
یہ دعا پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ عَلَيْهِ اَمْرَهٗ وَسَهِّلْ عَلَيْهِ مَا بَعْدَهٗ وَاَسْعِدْهُ
بِلِقَائِكَ وَاجْعَلْ مَا خَرَجَ اِلَيْهِ خَيْرًا مِّمَّا خَرَجَ عَنْهُ (درمختار عالمگیری و فتح القدیر) مسئلہ مردہ کے
پیٹ پر لوہا یا گیلی مٹی یا اور کوئی بھاری چیز رکھدیں کہ پیٹ پھول نہ جائے۔ (عالمگیری)، مگر ضرورت سے زیادہ
بھاری نہ ہو کہ تکلیف کا باعث ہے۔ (درمختار و بہار) مسئلہ میت کے سارے بدن کو کسی کپڑے سے چھپا دیں
اور اسکو چارپائی یا تخت وغیرہ کسی اونچی چیز پر رکھیں کہ زمین کی سیل نہ پہنچے۔ (عالمگیری) مسئلہ غسل و کفن
دفن میں جلدی چاہئے کہ حدیث میں اسکی بہت تاکید آئی (جوہرہ و فتح القدیر) مسئلہ میت کے ذمہ قرض یا جس
قسم کے دَین ہوں جلد سے جلد ادا کردیں کہ حدیث میں ہے کہ میت اپنے دین میں مقید ہے۔ ایک روایت میں
ہے کہ اسکی روح معلق رہتی ہے جب تک دین نہ ادا کیا جائے مسئلہ عورت مرگئی اور اسکے پیٹ میں بچہ حرکت

کر رہا ہے تو بائیں جانب سے پیٹ چاک کرکے بچہ نکالا جائے **مسئلہ** عورت زندہ ہے اور اسکے پیٹ میں بچہ مرگیا اور عورت کی جان پر بنی ہے تو بچہ کاٹ کر نکالا جائے۔ اور بچہ بھی زندہ ہو تو کیسی ہی تکلیف ہو بچہ کاٹ کر نکالنا جائز نہیں۔ (عالمگیری درمختار و بہار)۔

میّت کو نہلانے کا بیان۔ میت کو نہلانا فرض کفایہ ہے۔ بعض لوگوں نے غسل دیدیا تو سب سے ساقط ہوگیا (عالمگیری) نہلانے کا طریقہ یہ ہے کہ جس چارپائی یا تخت یا تختہ پر نہلانے کا ارادہ ہو اس کو تین یا پانچ یا سات بار دھونی دیں یعنی جس چیز میں وہ خوشبو سلگتی ہو اُسے اتنی بار چارپائی وغیرہ کے گرد پھرائیں اور اُس پر میت کو لٹا کر ناف سے گھٹنے تک کسی کپڑے سے چھپا دیں پھر نہلانے والا اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر پہلے استنجا کرائے پھر نماز کے ایسا وضو کرائے یعنی منہ پھر کہنیوں سمیت ہاتھ دھوئیں پھر سر کا مسح کریں پھر پاؤں دھوئیں مگر میت کے وضو میں گٹوں تک پہلے ہاتھ دھونا اور کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا نہیں ہے ہاں کوئی کپڑا یا روئی کی پُھریری بھگو کر دانتوں اور مسوڑھوں اور ہونٹوں نتھنوں پر پھیر دیں پھر سر اور ڈاڑھی کے بال ہوں تو گل خیرو سے دھوئیں یہ نہ ہو تو پاک صابن اسلامی کارخانے کا بنا ہوا یا بیسن یا کسی اور چیز سے دھوئیں نہیں تو خالی پانی بھی کافی ہے۔ پھر بائیں کروٹ پر لٹا کر سر سے پاؤں تک بیری کا پانی بہائیں کہ تختہ تک پہنچ جائے پھر داہنی کروٹ پر لٹا کر یوہیں کریں اور بیری کے پتّے کا جوش دیا ہوا پانی نہ ہو تو خالص پانی نیم گرم کافی ہے۔ پھر ٹیک لگا کر بٹھائیں اور نرمی کے ساتھ نیچے کو پیٹ پر ہاتھ پھیریں اگر کچھ نکلے تو دھوڈالیں۔ وضو و غسل دوبارہ نہ کرائیں پھر آخر میں سر سے پاؤں تک کافور کا پانی بہائیں پھر اسکے بدن کو کسی کپڑے سے دھیرے دھیرے پونچھ دیں **مسئلہ** ایک بار سارے بدن پر پانی بہانا فرض ہے اور تین مرتبہ سنت۔ جہاں غسل دیں مستحب یہ ہے کہ پردہ کرلیں کہ سوا نہلانے والوں اور مددگاروں کے دوسرا نہ دیکھے۔ نہلاتے وقت چاہے اُس طرح لٹائیں جیسے قبر میں رکھتے ہیں یا قبلہ کیطرف پاؤں کرکے یا جو آسان ہو کریں (عالمگیری) **مسئلہ** مرد کو مرد نہلائے اور عورت کو عورت۔ مردہ اگر چھوٹا لڑکا ہے تو اُسے عورت بھی نہلا سکتی ہے اور چھوٹی لڑکی کو مرد بھی نہلا سکتا ہے چھوٹے سے مراد یہ کہ حدشہوت[ع] کو نہ پہنچے ہوں۔ (عالمگیری و بہار) **مسئلہ** عورت مرجائے تو شوہر نہ اُسے نہلا سکتا ہے نہ چھو سکتا ہے اور دیکھنے کی ممانعت نہیں۔ (درمختار) **مسئلہ** شوہر عورت کے جنازہ کو کندھا دے سکتا ہے قبر میں اُتار سکتا ہے منہ بھی دیکھ سکتا ہے البتہ نہلانا اور بلا حائل بدن کو ہاتھ لگانا منع ہے۔ (بہار شریعت) **مسئلہ** مرد کا انتقال ہوا اور وہاں نہ کوئی مرد ہے نہ اُسکی بی بی تو جو عورت وہاں موجود ہے اُسے تیمم کرائے پھر اگر عورت محرم ہے یا اُسکی باندی تو تیمم میں ہاتھ پر کپڑا لپیٹنے کی حاجت نہیں اور اجنبی ہو تو کپڑا لپیٹ کر تیمم کرائے۔ (عالمگیری)

ع حدشہوت لڑکوں میں یہ ہے کہ اسکا دل عورتوں کیطرف رغبت کرے اور لڑکی میں حدشہوت یہ ہے کہ اُسے دیکھ کر مرد کو اُسکی طرف میلان پیدا ہو اور اسکا اندازہ لڑکے میں بارہ سال اور لڑکی میں نو برس ہے۔ (بہار)

مسئلہ ایسی جگہ مرا کہ پانی وہاں نہیں ملتا تو تیمم کرائیں اور نماز جنازہ پڑھیں اور نماز کے بعد اگر دفن سے پہلے پانی مل جائے تو نہلا کر نماز پھر سے پڑھیں (عالمگیری در مختار) مسئلہ کافر مردے کیلئے غسل و کفن و دفن نہیں بلکہ ایک چیتھڑے میں لپیٹ کر تنگ گڑھے میں داب دیں یہ بھی جب کریں کہ اسکا کوئی ہم مذہب نہ ہو یا اُسے لے نہ جائے ورنہ مسلمان ہاتھ نہ لگائے نہ اُسکے جنازے میں جائے۔ (در مختار و ردالمحتار) مسئلہ میت کے دونوں ہاتھ کروٹوں میں رکھیں سینہ پر نہ رکھیں کہ سینہ پر رکھنا کافروں کا طریقہ ہے (در مختار) بعض جگہ ناف کے نیچے اس طرح رکھتے ہیں جیسے نماز کے قیام میں یہ بھی نہ کریں (بہار شریعت) مسئلہ میت کے غسل کیلئے کورے گھڑے بدھنے کی ضرورت نہیں گھر کے استعمالی برتن سے بھی غسل دے سکتے ہیں اور بعض لوگ جو یہ جہالت کرتے ہیں کہ غسل کے بعد ان گھڑوں بدھنوں کو توڑ ڈالتے ہیں یہ ناجائز و حرام ہے کہ مال برباد کرنا ہے غریبوں کو دیدیں یا اپنے کام میں لائیں اگر نجس ہو گئے ہوں تو پاک کرلیں اور اگر یہ خیال کریں کہ گھر میں رکھنا نحوست ہے تو یہ نری نادانی اور جہالت ہے بعض لوگ گھڑے کا پانی پھینک دیتے ہیں یہ بھی حرام ہے۔ (بہار شریعت)

کفن کا بیان ۔میت کو کفن دینا فرض کفایہ ہے۔ (فتح القدیر) کفن کے تین درجے ہیں۔ ضرورت کفایت۔ سنت۔ مرد کے لئے کفن سنت تین کپڑے ہیں۔ لفافہ۔ ازار۔ قمیص۔ اور عورت کیلئے کفن سنت پانچ کپڑے ہیں۔ لفافہ۔ ازار۔ قمیص۔ اوڑھنی۔ سینہ بند۔ کفن کفایت مرد کیلئے دو کپڑے ہیں۔ لفافہ و ازار۔ عورت کے لئے کفن کفایت تین کپڑے ہیں۔ لفافہ۔ ازار۔ اوڑھنی یا لفافہ قمیص اوڑھنی۔ کفن ضرورت مرد و عورت دونوں کے لئے جو میسر آئے اور کم سے کم اتنا تو ہو کہ سارا بدن ڈھک جائے۔ (ہدایہ در مختار عالمگیری قاضی خاں وکنز) مسئلہ لفافہ یعنی چادر ایسی ہونی چاہئے کہ میت کے قد سے اتنی زیادہ ہو کہ دونوں طرف باندھ سکیں اور ازار یعنی تہبند چوٹی سے قدم تک ہو یعنی لفافہ سے اتنا چھوٹا جو باندھنے کیلئے لفافہ میں زیادہ تھا۔ اور قمیص جس کو کفنی کہتے ہیں گردن سے گھٹنوں کے نیچے تک کی ہو اور کفنی آگے پیچھے دونوں طرف برابر ہو اور جاہلوں میں جو رواج ہے کہ پیچھے کم رکھتے ہیں یہ غلطی ہے۔ چاک اور آستین کفنی میں نہ ہوں۔ مرد اور عورت کی کفنی میں فرق ہے مرد کی کفنی مونڈھے پر چیریں اور عورت کیلئے سینہ کیطرف اوڑھنی تین ہاتھ کی ہونی چاہئے یعنی ڈیڑھ گز کی۔ سینہ بند پستان سے ناف تک ہو اور بہتر یہ ہے کہ ران تک ہو (عالمگیری و ردالمحتار و بہار) مسئلہ بلا ضرورت کفن کفایت سے کم کرنا ناجائز و مکروہ ہے۔ (در مختار و بہار) مسئلہ کفن ضرورت کے ہوتے ہوئے کفن مسنون کیلئے سوال کرنا جائز نہیں کہ بلا ضرورت سوال ناجائز ہے اور یہاں ضرورت نہیں البتہ اگر کفن ضرورت میسر نہ ہو تو ضرورت بھر کیلئے سوال کریں۔ زیادہ کیلئے نہیں اگر بغیر مانگے مسلمان خود کفن پورا کردیں تو انشاء اللہ پورا ثواب پائینگے۔ (فتاوٰی رضویہ) مسئلہ کفن اچھا ہونا چاہئے یعنی مرد عید و جمعہ کیلئے جیسا کپڑا پہنتا تھا اور عورت جیسے کپڑے پہن کر میکے جاتی تھی اُس قیمت کا ہونا چاہئے۔ حدیث شریف میں ہے۔

مُردوں کو اچھا کفن دو کہ وہ آپس میں ملاقات کرتے ہیں اور اچھے کفن سے تفاخر کرتے ہیں یعنی خوش ہوتے ہیں۔
سفید کفن بہتر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے مردے سفید کپڑوں میں کفناؤ (عالمگیری غنیہ ردالمحتار)
مسئلہ کسُم یا زعفران کا رنگا ہوا یا ریشم کا کفن مرد کیلئے منع ہے اور عورت کیلئے جائز ہے۔ یعنی جو کپڑا زندگی میں پہن سکتا ہے اسکا کفن دیا جاسکتا ہے اور جس کا پہننا زندگی میں ناجائز اُسکا کفن بھی ناجائز (عالمگیر و بہار)۔
مسئلہ کفن پُرانے کپڑے کا بھی دے سکتے ہیں۔ (عالمگیری جوہرہ) **مسئلہ** نو برس یا اس سے زیادہ عمر کی لڑکی کو عورت کے برابر پورا کفن دیا جائے اور بارہ برس یا اس سے زیادہ عمر کے لڑکے کو مرد کے برابر کفن دیں اور نو برس سے چھوٹی لڑکی کو دو کپڑا اور بارہ برس سے چھوٹے لڑکے کو ایک کپڑا بھی دے سکتے ہیں اور لڑکے کو بھی دو کپڑے دیئے جائیں تو اچھا ہے اور بہتر یہ ہے کہ دونوں کو پورا کفن دیں چاہے ایک ہی دن کا بچہ ہو (قاضی خاں ردالمحتار و بہار وغیرہ) **مسئلہ** میت نے اگر کچھ مال چھوڑا تو کفن اسی کے مال سے ہونا چاہئے۔ (ردالمحتار) **مسئلہ** دَین۔ وصیّت۔ میراث ان سب پر کفن مقدم ہے یعنی میّت کے مال سے پہلے کفن دیا جائیگا۔ پھر باقی سے قرض ادا کیا جائیگا پھر جو باقی بچے گا اسکے تہائی سے وصیت پوری کیجائیگی پھر باقی سے وارثوں کو ملے گا۔ (جوہرہ) **مسئلہ** میت نے مال نہ چھوڑا تو کفن اس کے ذمہ ہے جسکے ذمہ زندگی میں نفقہ تھا اور اگر کوئی ایسا نہیں جس پر نفقہ واجب ہوتا ہے یا ہے مگر نادار ہے تو بیت المال سے دیا جائے اور بیت المال بھی وہاں نہ ہو جیسے یہاں ہندوستان میں تو وہاں کے مسلمانوں پر کفن دینا فرض ہے اگر معلوم تھا اور نہ دیا تو سب گنہگار ہونگے اگر ان لوگوں کے پاس بھی نہیں تو ایک کپڑے کے برابر اور لوگوں سے سوال کرلیں۔ (درمختار جوہرہ نیرہ و بہار) **مسئلہ** عورت نے اگرچہ مال چھوڑا لیکن اسکا کفن شوہر کے ذمہ ہے۔ بشرطیکہ موت کے وقت کوئی ایسی بات نہ پائی گئی ہو جس سے عورت کا نفقہ شوہر پر سے ساقط ہو جاتا ہے۔ اور اگر شوہر مرا اور اسکی عورت مالدار ہے جب بھی عورت پر کفن واجب نہیں۔ (عالمگیری درمختار) **مسئلہ** یہ جو کہا گیا کہ فلاں پر کفن واجب ہے اس سے مراد کفن شرعی ہے۔ یونہیں باقی سب سامانِ تجہیز جیسے خوشبو اور غسّال اور لیجانے والوں کی اُجرت اور دفن کے مصارف سب میں شرعی مقدار مراد ہے۔ باقی اور باتیں جو میّت کے مال سے کی گئیں اگر وارث بالغ ہوں اور سب وارثوں نے اجازت بھی دیدی ہو تو جائز ہے ورنہ خرچ کرنے والے کے ذمہ ہے۔ (ردالمحتار و بہار)
کفن پہنانے کا طریقہ یہ ہے کہ میت کو غسل دینے کے بعد بدن کسی پاک کپڑے سے آہستہ پونچھ لیں تاکہ کفن تر نہ ہو اور کفن کو ایک یا تین یا پانچ یا سات بار دھونی دے لیں۔ اس سے زیادہ نہیں پھر کفن یوں بچھائیں کہ پہلے بڑی چادر پھر تہبند پھر کفنی پھر میت کو اس پر لٹائیں اور کفنی پہنائیں اور داڑھی اور تمام

نفقہ۔ مزدوری روٹی کپڑے کا خرچ۔

بدن پر خوشبو ملیں اور مواضع سجود یعنی ماتھے۔ ناک۔ ہاتھ۔ گھٹنے۔ قدم پر کافور لگائیں پھر ازار یعنی تہبند لپیٹیں۔
پہلے بائیں طرف سے پھر داہنی طرف سے پھر لفافہ لپیٹیں پہلے بائیں طرف سے پھر داہنی طرف سے تاکہ داہنا
اوپر رہے اور سر اور پاؤں کیطرف باندھ دیں کہ اڑنے کا ڈر نہ رہے۔ عورت کو کفنی پہنا کر اس کے بال کے
دو حصّے کر کے کفنی کے اوپر سینہ پر ڈالدیں۔ اور اوڑھنی آدھی پیٹھ کے نیچے سے بچھا کر سر پر لاکر منھ پر مثل نقاب
کے ڈالدیں کہ سینہ پر رہے کہ اُسکی لمبائی آدھی پیٹھ سے سینہ تک ہے اور چوڑائی ایک کان کی لو سے دوسرے
کان کی لو تک ہے اور یہ جو لوگ کیا کرتے ہیں کہ زندگی کیطرح اُڑھاتے ہیں یہ محض بیجا و خلاف سنت ہے پھر بدستور
ازار و لفافہ لپیٹیں پھر سب کے اوپر سینہ بند پستان کے اوپر سے ران تک لاکر باندھیں۔ (عالمگیری درمختار و بہار)

جنازہ لے چلنے کا بیان مسئلہ جنازہ کو کندھا دینا عبادت ہے ہر شخص کو چاہئے کہ عبادت
میں کوتاہی نہ کرے حضور علیہ السلام نے سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ اُٹھایا (جوہرہ و بہار) مسئلہ سنت
یہ ہے کہ یکے بعد دیگرے چاروں پایوں کو کندھا دے اور ہر بار دس دس قدم چلے اور پوری سنت یہ ہے کہ
پہلے داہنے سرہانے کو کندھا دے پھر داہنی پائینتی پھر بائیں سرہانے پھر بائیں پائینتی اور دس دس قدم
چلے تو کل چالیس قدم ہوئے۔ حدیث میں ہے جو چالیس قدم جنازہ لے چلے اُسکے چالیس کبیرہ گناہ مٹادیئے جائیں
گے اور جو جنازہ کے چاروں پایوں کو کندھا دے اللہ تعالیٰ اسکی حتمی مغفرت فرما دیگا۔ (جوہرہ عالمگیری درمختار)
مسئلہ جنازہ لے چلنے میں چارپائی کو ہاتھ سے پکڑ کر مونڈھے پر رکھے اسباب کیطرح گردن یا پیٹھ پر لادنا مکروہ ہے
چوپایہ پر بھی جنازہ لادنا مکروہ ہے مسئلہ چھوٹے بچّے کو اگر ایک آدمی ہاتھ پر اُٹھا کے لے چلے تو حرج نہیں لوگ
ہاتھوں ہاتھ ایک کے بعد دوسرا لیتا رہے۔ مسئلہ جنازہ معتدل تیزی سے لیجائیں مگر نہ اس طرح کہ میت کو
جھٹکا لگے۔ (مجمع الانہر درمختار و ردالمحتار قاضی خاں ہدایہ وقایہ فتح القدیر عالمگیری) مسئلہ ساتھ جانیوالوں کے
لئے افضل یہ ہے کہ جنازہ کے پیچھے چلیں۔ داہنے بائیں نہ چلیں اور اگر کوئی آگے چلے تو اُسے چاہئے کہ اتنی دور
رہے کہ ساتھیوں میں نہ گنا جائے اور سب کے سب آگے ہوں تو مکروہ ہے (عالمگیری ردالمحتار و بہار)۔
مسئلہ جنازہ کے ساتھ پیدل چلنا افضل ہے اور سواری پر ہو تو آگے چلنا مکروہ اور آگے ہو تو جنازہ سے دور ہو
(عالمگیری صغیری) مسئلہ جنازہ لے چلنے میں سرہانا آگے ہونا چاہئے۔ (عالمگیری و بحر وغیرہ) مسئلہ جنازہ کے
ساتھ آگ لے جانا منع ہے (عالمگیری و بحر) مسئلہ میت اگر پڑوسی یا رشتہ دار ہو یا کوئی نیک شخص ہو تو اس
کے جنازہ کے ساتھ جانا نفل نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ (عالمگیری و بحر) مسئلہ جو شخص جنازہ کے ساتھ ہو اُسے
بغیر نماز پڑھے واپس نہ ہونا چاہئے اور نماز کے بعد اولیاء میت سے اجازت لیکر واپس ہو سکتا ہے اور دفن کے
کے بعد اجازت کی ضرورت نہیں۔ (عالمگیری) مسئلہ جنازہ کے ساتھ چلنے والوں کو دنیا کی باتیں کرنا ہنسنا منع

ہے۔ (درمختار)

جنازہ کی نماز کا بیان

جنازہ کی نماز فرض کفایہ ہے کہ ایک نے بھی پڑھ لی تو سب بری الذمہ ہوگئے ورنہ جس جس کو خبر پہنچی تھی اور نہ پڑھی گنہگار ہوا اسکی فرضیت کا جو انکار کرے کافر ہے **مسئلہ** اسکے لئے جماعت شرط نہیں ایک شخص بھی پڑھ لے فرض ادا ہوگیا۔ (عالمگیری) نماز جنازہ کا طریقہ یہ ہے کہ نماز جنازہ[ع] کی نیت کرکے کان تک ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ نیچے لائے اور ناف کے نیچے حسب دستور باندھ لے اور ثنا پڑھے یعنی سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَجَلَّ ثَنَاءُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ پھر بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہے اور درود شریف پڑھے۔ بہتر وہی درود ہے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے اگر کوئی دوسرا درود پڑھا جب بھی حرج نہیں پھر اللہ اکبر کہکر اپنے اور میت کیلئے اور تمام مومنین و مومنات کیلئے یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ پھر اللہ اکبر کہہ کے سلام پھیر دے **مسئلہ** جسکو یہ دعا یاد نہ ہو وہ اور کوئی دعائے ماثور پڑھ لے جیسے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ تَوَالَدَ وَلِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ اَلْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ اِنَّكَ مُجِيْبُ الدَّعْوَاتِ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ **مسئلہ** نماز جنازہ کی چاروں تکبیروں میں سے صرف پہلی تکبیر پر ہاتھ اٹھائیں اور باقی میں نہیں اور چوتھی تکبیر کہتے ہی بلا کچھ پڑھے ہاتھ کھول کر سلام پھیریں **مسئلہ** میت اگر پاگل یا نابالغ ہو تو تیسری تکبیر کے بعد یہ دعا پڑھیں اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا اور لڑکی ہو تو اِجْعَلْهَا اور شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً کہیں۔ مجنون سے ایسا پاگل مراد ہے کہ بالغ ہونے سے پہلے ہی پاگل ہوگیا (غنیہ و بہار) **مسئلہ** سلام میں میت اور فرشتوں اور حاضرین نماز کی نیت رہے۔ (درمختار و ردالمحتار) **مسئلہ** تکبیر و سلام کو امام جہر کے ساتھ کہے باقی تمام چیزیں آہستہ پڑھے۔ **مسئلہ** نماز جنازہ میں رکن یعنی فرض دو ہیں۔ چاروں تکبیریں اور قیام اور سنت مؤکدہ تین چیزیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ثنا۔ درود شریف اور میت کے لئے دعا۔ **مسئلہ** چونکہ قیام فرض ہے لہذا بغیر عذر بیٹھکر یا سواری پر نماز جنازہ پڑھی تو نہ ہوئی اور اگر ولی میت یا امام بیمار تھا اس نے بیٹھ کر پڑھائی اور مقتدیوں نے کھڑے ہو کر پڑھی تو نماز ہوگئی۔ (درمختار و ردالمحتار) **مسئلہ** جس کی بعض تکبیریں چھوٹ گئیں وہ اپنی چھوٹی ہوئی تکبیریں امام کے سلام پھیرنے کے بعد کہے اور اگر یہ ڈر ہو کہ دعائیں پڑھے گا تو پوری کرنے سے پہلے لوگ میت کو کندھے تک اٹھالیں گے تو صرف تکبیریں کہہ لے دعائیں

ع نماز جنازہ کی یوں نیت کرے۔ نیت کی میں نے نماز کی اللہ کیلئے اور دعا کی اس میت کے لئے اللہ اکبر۔ منہ

چھوڑ دے ۔ (در مختار) **مسئلہ** جو شخص چوتھی تکبیر کے بعد آیا تو جب تک امام نے سلام نہ پھیرا شامل ہو جائے اور امام کے سلام کے بعد تین بار اللہ اکبر کہہ لے ۔ (در مختار) **مسئلہ** جن چیزوں سے تمام نمازیں فاسد ہوتی ہیں نماز جنازہ بھی اُن سے فاسد ہو جاتی ہے سوا ایک بات کے کہ عورت مرد کے محاذی ہو جائے تو نماز جنازہ فاسد نہ ہوگی (عالمگیری) **مسئلہ** جنازہ کی نماز کی بھی وہی شرطیں ہیں جو اور نمازوں کی ہیں یعنی طہارت (نمازی کے بدن کپڑے اور نماز کی جگہ کا پاک ہونا نمازی کا باغسل و باوضو ہونا) ستر عورت ۔ قبلہ کو منہ ہونا ۔ نیت ۔ البتہ کوئی وقت خاص اسکے لئے معین نہیں اور تکبیر تحریمہ اسکا رکن ہے شرط نہیں ۔ (ردّ المحتار) اور میت کیلئے یہ شرط ہے کہ اسکو غسل دیا گیا ہو اور غسل ناممکن ہونے کی صورت میں تیمم کرایا گیا ہو اور پاک کفن پہنایا گیا ہو اگرچہ بعد میں آلودہ ہو گیا ہو اور جنازہ سامنے ہو اور جنازہ زمین پر رکھا ہو اگر جانور وغیرہ پر لدا ہو نماز نہ ہوگی **مسئلہ** ہر مسلمان کی نماز پڑھی جائے اگرچہ وہ کیسا ہی گنہگار و مرتکب کبائر ہو سوائے چند قسم کے گنہگاروں کے کہ انکی نماز نہیں ۔ باغی جو امام برحق کے خلاف لڑنے کو نکلے اور اسی بغاوت کی حالت میں مارا جائے ڈاکو کہ ڈاک میں مارا گیا نہ انکو غسل دیا جاے نہ ان کی نماز پڑھی جائے ۔ جس نے کئی آدمیوں کو گلا گھونٹ کر مار ڈالا جس نے اپنے ماں یا باپ کو مار ڈالا اسکی بھی نماز نہیں (عالمگیری در مختار و بہار)

مسئلہ نماز جنازہ میں امامت کا حق بادشاہ اسلام کو ہے پھر قاضی کو پھر امام جمعہ کو پھر امام محلہ کو پھر ولی کو ۔ امام محلہ کا ولی پر مقدم ہونا مستحب ہے اور یہ بھی جب ہے کہ امام محلہ ولی میت سے افضل ہو نہیں تو ولی افضل ہے ۔ (غنیہ و در مختار) **مسئلہ** ولی سے مراد میّت کے عصبہ ہیں اور نماز پڑھانے میں ولیوں کی وہی ترتیب ہے جو نکاح میں ہے ۔ صرف فرق اتنا ہے کہ نماز جنازہ میں میت کے باپ کو بیٹے پر تقدم ہے اور نکاح میں بیٹے کو باپ پر ۔ البتہ اگر باپ عالم نہیں اور بیٹا عالم ہے تو نماز جنازہ میں بھی بیٹا مقدم ہے اگر عصبہ نہ ہوں تو ذوی الارحام غیروں پر مقدم ہیں ۔ (در مختار و ردالمحتار) **مسئلہ** میّت کا ولی اقرب (یعنی سب سے نزدیک کا رشتہ دار) غائب ہے اور ولی ابعد (دور کا رشتہ دار) حاضر ہے تو یہی ابعد نماز پڑھائے ۔ غائب ہونے سے مراد یہ ہے کہ اتنی دور ہو کہ اسکے آنے کے انتظار میں حرج ہو ۔ (ردالمحتار) **مسئلہ** عورت کا کوئی ولی نہ ہو تو شوہر نماز پڑھائے وہ بھی نہ ہو تو پڑوسی یونہی مرد کا ولی نہ ہو تو پڑوسی اوروں پر مقدم ہے (در مختار و بہار) **مسئلہ** عورتوں اور بچوں کو نماز جنازہ کی ولایت نہیں ۔ **مسئلہ** بہتر یہ ہے کہ نماز جنازہ میں تین صف کریں کہ حدیث میں ہے کہ جس کی نماز تین صفوں نے پڑھی اسکی مغفرت ہو جائے گی اور اگر کل سات ہی آدمی ہوں تو ایک امام ہو اور تین پہلی صف میں اور دو دوسری صف میں اور ایک تیسری میں (غنیہ و بہار) **مسئلہ** مستحب یہ ہے کہ میت کے سینے کے سامنے امام کھڑا ہو اور میت سے دور نہ ہو ۔ **مسئلہ** مسجد میں نماز جنازہ مطلقاً مکروہ تحریمی ہے ۔

چاہے میت مسجد کے اندر ہو یا باہر یا سب نمازی مسجد میں ہوں یا بعض۔ (درمختار) **مسئلہ** جمعہ کے دن کوئی مرا تو اگر جمعہ سے پہلے تجہیز و تکفین ہو سکے تو پہلے ہی کرلیں۔ اس خیال سے روک رکھنا کہ جمعے کے بعد مجمع زیادہ ہوگا مکروہ ہے۔ (ردالمحتار) **مسئلہ** میت کو بغیر نماز پڑھے دفن کر دیا اور مٹی بھی دے دی گئی تو اب اُسکی قبر پر نماز پڑھیں جبتک پھٹنے کا گمان نہ ہو اور اگر مٹی نہ دی گئی ہو تو نکالیں اور نماز پڑھ کر دفن کریں۔ (ردالمحتار و درمختار)۔

مسئلہ مسلمان مرد کا بچّہ یا مسلمان عورت کا بچّہ زندہ پیدا ہوا پھر مرگیا تو اسکو غسل و کفن دیں گے اور اسکی نماز پڑھیں گے اور اگر مرا ہوا پیدا ہوا تو ویسے ہی نہلا کر ایک پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیں گے اسکے لئے نہ نماز ہے نہ سنت طریقہ پر غسل و کفن **مسئلہ** جو بچہ سر کیجانب سے پیدا ہوا اور سینہ نکلنے تک زندہ رہا پھر مرگیا تو زندہ مانا جائیگا اور جو پاؤں کیطرف سے پیدا ہوا اور کمر نکلنے تک زندہ رہا پھر مرا تو زندہ مانا جائے۔ اور اگر اتنا اتنا نکلنے سے پہلے مرجائے اگرچہ آواز دی ہو۔ مرا سمجھا جائے (درمختار و ردالمحتار) **مسئلہ** بچہ چاہے زندہ پیدا ہو یا مرا پورا بنا ہو یا ادھورا ہر صورت میں اسکا نام رکھا جائے اور قیامت کے دن اسکا حشر ہوگا (درمختار و ردالمحتار و بہار) **مسئلہ** مسلمان کا بچہ کافرہ سے پیدا ہوا اور وہ اسکی منکوحہ نہ تھی یعنی وہ بچہ زنا کا ہے تو اُسکی نماز پڑھی جائے۔ (ردالمحتار)

قبر و دفن کا بیان

میت کو دفن کرنا فرض کفایہ ہے **مسئلہ** قبر کی لمبائی میت کے قد کے برابر ہو اور چوڑائی آدھے قد کی اور گہرائی کم سے کم آدھے قد کی اور بہتر یہ ہے کہ گہرائی بھی قد کے برابر ہو اور متوسط درجہ یہ کہ سینہ تک ہو (ردالمحتار) اس گہرائی سے مراد یہ ہے کہ لحد یا صندوق اتنا گہرا ہو۔ یہ نہیں کہ جہاں سے کھودنی شروع کی وہاں سے آخر تک یہ مقدار ہو **مسئلہ** قبر دو طرح کی ہوتی ہے ایک لحد یعنی بغلی جو قبلہ کیطرف اندر قبر میں جگہ کھودتے ہیں میت کو رکھنے کیلئے دوسری صندوق جو حوض کیطرح بنا کر اسمیں میت کو رکھ کر تختے لگاتے ہیں۔ لحد سنت ہے اور یہ نہ بن سکے تو صندوق میں بھی حرج نہیں (عالمگیری بحر قاضی خاں جوہرہ نیرہ) **مسئلہ** قبر کے اس حصہ میں جو میت کے جسم کے قریب ہے پکی اینٹ لگانا مکروہ ہے۔ (عالمگیری قاضی خاں) **مسئلہ** قبر میں چٹائی وغیرہ بچھانا ناجائز ہے کہ بے سبب مال ضائع کرنا ہے (درمختار و بہار) **مسئلہ** قبر میں اُترنے والے دو تین یا جتنے آدمیوں کی ضرورت ہو اتریں یہ لوگ نیک اور امین ہوں کہ کوئی بات نامناسب دیکھیں تو لوگوں پر ظاہر نہ کریں اور اچھی دیکھیں تو چرچا کریں۔ (عالمگیری وغیرہ)۔

مسئلہ جنازہ قبر سے قبلہ کیجانب رکھنا مستحب ہے کہ مردہ قبلہ کیطرف سے قبر میں اتارا جائے یوں نہیں کہ قبر کی پائینتی رکھیں اور سر کیطرف سے قبر میں لائیں۔ (درمختار عالمگیری فتح القدیر وغیرہ) **مسئلہ** عورت کا جنازہ اُتارنے والے محارم ہوں (شرعاً جس سے پردہ نہیں) یہ نہ ہوں تو دوسرے رشتہ والے یہ بھی نہوں تو پرہیزگار غیر کے اُتارنے میں حرج نہیں۔ (عالمگیری) **مسئلہ** میت کو قبر میں رکھتے وقت یہ دعا پڑھیں بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ (ردالمحتار و عالمگیری) **مسئلہ** میت کو داہنی کروٹ پر لٹائیں اور اسکا منہ قبلہ کو کریں اگر قبلہ کیطرف منہ کرنا بھول گئے اور تختہ لگانے کے بعد یاد آیا تو تختہ ہٹا کر قبلہ رو کر دیں اور اگر مٹی دینے کے بعد یاد آیا تو نہیں۔ یونہیں اگر بائیں کروٹ پر رکھا یا جدھر سرہانا ہونا چاہئے ادھر پاؤں کئے تو اگر مٹی دینے کے پہلے یاد آیا تو ٹھیک کر دیں ورنہ نہیں۔ (عالمگیری درمختار ردالمحتار) **مسئلہ** قبر میں رکھنے کے بعد کفن کی بندش

کھولدیں کہ اب ضرورت نہیں اور نہ کھولی تو حرج نہیں (جوہرہ وبہار) **مسئلہ** میت کو لحد میں رکھنے کے بعد لحد کو کچی اینٹوں سے بند کردیں اور زمین نرم ہو تو تختے لگانا بھی جائز ہے تختوں کے درمیان جھری رہگئی تو اُسے ڈھیلے وغیرہ سے بند کردیں۔ صندوق کا بھی یہی حکم ہے (درمختار وردالمحتار وبہار) **مسئلہ** عورت کا جنازہ ہو تو قبر میں اتارنے سے تختہ لگانے تک قبر کو کپڑے وغیرہ سے چھپائے رکھیں مرد کی قبر کو دفن کرتے وقت نہ چھپائیں البتہ اگر مینھ وغیرہ کوئی عذر ہو تو چھپانا جائز ہے عورت کا جنازہ بھی ڈھکا رہے (جوہرہ درمختار وبہار) **مسئلہ** تختہ لگانیکے بعد مٹی دیجائے مستحب یہ ہے کہ سرھانے کیطرف دونوں ہاتھوں سے تین بار مٹی ڈالیں پہلی بار کہیں مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ دوسری بار وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ تیسری بار وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى پھر باقی مٹی کھرپی پھوڑے وغیرہ جس چیز سے ہوسکے قبر میں ڈالیں اور جتنی مٹی قبر سے نکلی اُس سے زیادہ ڈالنا مکروہ ہے (عالمگیری جوہرہ وعینی شرح کنز) **مسئلہ** ہاتھ میں جو مٹی لگی ہے اُسے جھاڑ دیں یا دھو ڈالیں اختیار ہے۔ (بہار شریعت) **مسئلہ** قبر چوکھنٹی نہ بنائیں بلکہ اس میں ڈھال رکھیں جیسے اونٹ کا کوہان۔ قبر پر پانی چھڑکنے میں حرج نہیں بلکہ بہتر ہے۔ قبر ایک بالشت اونچی ہو یا کچھ تھوڑی سی زیادہ (عالمگیری ردالمحتار) **مسئلہ** جہاز پر انتقال ہوا اور کنارہ قریب نہ ہو تو غسل وکفن دیکر نماز پڑھ کر سمندر میں ڈبو دیں۔ (غنیہ وردالمحتار) **مسئلہ** علماء وسادات کی قبور پر قبہ وغیرہ بنانے میں حرج نہیں اور قبر کو پختہ نہ کیا جائے (درمختار وردالمحتار) یعنی اندر سے پختہ نہ کیجائے اور اگر اندر کچی ہو اور اوپر سے پختہ تو حرج نہیں (بہار شریعت) **مسئلہ** اگر ضرورت ہو تو قبر پر نشان کیلئے کچھ لکھ سکتے ہیں مگر ایسی جگہ نہ لکھیں کہ بے ادبی ہو (جوہرہ درمختار) **مسئلہ** ایسے قبرستان میں دفن کرنا بہتر ہے جہاں صالحین کی قبریں ہوں **مسئلہ** مستحب یہ ہے کہ دفن کے بعد قبر پر سورۂ بقر کا اوّل وآخر پڑھیں۔ سرھانے الٓمٓ سے مُفْلِحُوْنَ تک اور پائینتی اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے ختم سورۃ تک پڑھیں (جوہرہ وبہار شریعت) **مسئلہ** قبر پر بیٹھنا۔ سونا۔ چلنا۔ پاخانہ پیشاب کرنا حرام ہے۔ قبرستان میں جو نیا راستہ نکالا گیا اُس پر چلنا ناجائز ہے چاہے نیا ہونا معلوم ہو یا اسکا گمان ہو (عالمگیری درمختار وبہار) **مسئلہ** اپنے کسی رشتہ دار کی قبر تک جانا چاہتا ہے مگر قبروں پر چلنا پڑیگا تو وہاں تک جانا منع ہے۔ دور ہی سے فاتحہ پڑھ دے قبرستان میں جوتیاں پہنکر نہ جائے ایک آدمی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جوتے پہنے دیکھا تو فرمایا جوتے اُتار دے نہ قبر والے کو تو تکلیف دے نہ وہ تجھے۔ (بہار شریعت)

زیارتِ قبور - قبروں کی زیارت کو جانا سنت ہے۔ ہر ہفتہ میں ایک دن زیارت کرے جمعہ یا جمعرات یا ہفتہ یا دوشنبہ کے دن مناسب ہے سب میں افضل جمعہ کا دن صبح کا وقت ہے۔ اولیائے کرام کے مزارات پر سفر کرکے جانا جائز ہے اولیاء اپنے زیارت کرنیوالوں کو نفع پہنچاتے ہیں۔ اور اگر وہاں کوئی خلاف شرع بات ہو جیسے عورتوں کا سامنا۔ باجہ وغیرہ تو اسکی وجہ سے زیارت نہ چھوڑی جائے کہ ایسی باتوں سے نیک کام چھوڑا نہیں جاتا بلکہ اُسے بُرا جانے اور ہوسکے تو بُری بات کو دور کرے۔ (ردالمحتار وبہار)۔ **مسئلہ** سلامتی اسی میں ہے کہ عورتوں کو زیارت قبور سے روکا جائے۔ (ردالمحتار وفتاویٰ رضویہ وبہار)۔

زیارتِ قبر کا طریقہ یہ ہے کہ پائینتی کی طرف سے جاکر میت کے مُنہ کے سامنے کھڑا ہو اور یہ کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ

اَهْلَ دَارِ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَّ اِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ نَسْئَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَفْوَ وَ الْعَافِيَةَ يَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَاخِرِيْنَ اَللّٰهُمَّ رَبَّ الْاَرْوَاحِ الْفَانِيَةِ وَالْاَجْسَادِ الْبَالِيَةِ وَالْعِظَامِ النَّخِرَةِ اَدْخِلْ هٰذِهِ الْقُبُوْرَ مِنْكَ رَوْحًا وَّرَيْحَانًا وَّمِنَّا تَحِيَّةً وَّسَلَامًا ۔ پھر فاتحہ پڑھے۔ اور بیٹھنا چاہے تو اتنے فاصلہ پر بیٹھے کہ جتنی دور بہ زندگی میں اُسکے پاس بیٹھتا تھا (ردالمحتار) **مسئلہ** میت کے سرھانے سے نہ آئے کہ میت کیلئے تکلیف کا سبب ہے یعنی میت کو گردن پھیر کر دیکھنا پڑیگا۔ (ردالمحتار و بہار) **مسئلہ** قبرستان میں جائے تو الحمد شریف اور الٓمٓ سے مُفْلِحُوْنَ تک اور آیۃ الکرسی اور اٰمَنَ الرَّسُوْلُ آخر سورہ تک اور سورہ یٰسین اور تَبَارَكَ الَّذِیْ اور اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ایک بار اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ بارہ یا گیارہ یا سات یا تین بار پڑھے اور ان سب کا ثواب مُردوں کو پہنچائے۔ حدیث میں ہے جو گیارہ بار قُلْ هُوَ اللّٰهُ شریف پڑھ کر اسکا ثواب مُردوں کو پہنچائے تو مُردوں کی گنتی برابر اُسے ثواب ملے گا (درمختار و ردالمحتار و بہار) **ایصال ثواب** ۔ نماز روزہ حج زکوٰۃ صدقہ و خیرات اور ہر قسم کی عبادت اور ہر عمل نیک فرض و نفل کا ثواب مُردوں کو پہنچا سکتا ہےعہ اُن سب کو پہنچے گا اور اس پہنچانے والے کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اُمید ہے کہ سب کو پورا ملے یہ نہیں کہ اُسی ثواب کی تقسیم ہو کر ٹکڑا ٹکڑا ملے (شرح عقاید ہدایہ عالمگیری ردالمحتار) بلکہ یہ اُمید ہے کہ اس ثواب پہنچانے والے کیلئے اُن سب کے مجموعہ کے برابر ملے مثلاً کوئی نیک کام کیا جسکا ثواب کم سے کم دس ملے گا اُس نے دس مردوں کو پہنچایا تو ہر ایک کو دس دس ملیں گے اور اسکو ایک سو دس اور ہزار کو پہنچایا تو اُسے دس ہزار علیٰ ہذا القیاس (فتاوی رضویہ و بہار) **مسئلہ** قبر کو بوسہ دینا اور اسکا طواف منع ہے (بہار شریعت و اشعۃ اللمعات) **مسئلہ** قبر پر پھول ڈالنا بہتر ہے کہ جب تک تر رہیں گے تسبیح کرینگے اور میت کا دل بہلے گا (ردالمحتار و بہار) یونہی جنازہ پر پھولوں کی چادر ڈالنے میں حرج نہیں (بہار شریعت) **مسئلہ** قبر پر سے تر گھاس نوچنا نہ چاہئے اسلئے کہ گھاس کی تسبیح سے رحمت اُترتی ہے اور میت کو اُنس ہوتا ہے اور گھاس نوچنے میں میت کا حق ضائع کرنا ہے (ردالمحتار و بہار) **مسئلہ** اولیا اور علماء کے مزاروں پر غلاف ڈالنا جائز ہے جبکہ یہ مقصود ہو کہ مزار والے کی وقعت عام لوگوں کی نظر میں ہو لوگ ادب کریں اور برکت حاصل کریں (ردالمحتار)۔ **تعزیت** یعنی ماتم پرسی کرنا سنت ہے حدیث میں ہے جو اپنے بھائی مسلمان کی مصیبت میں تعزیت کرے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُسے کرامت کا جوڑا پہنائیگا۔ (ابن ماجہ) ایک اور حدیث میں ہے جو کسی مصیبت والے کی تعزیت کریگا اُسے اُسی کے برابر ثواب ملیگا۔ (ترمذی و ابن ماجہ) **مسئلہ** تعزیت میں یہ کہے اللہ تعالیٰ مرنے والے کی مغفرت فرمائے اور اُسکو اپنی رحمت میں ڈھانکے اور تمکو صبر روزی کرے اور اس مصیبت پر ثواب دے حضور علیہ السلام

عہ عقائد نسفیہ میں ہے وفی دعاء الاحیاء للاموات وصدقتھم عنھم نفع لھم یعنی مُردوں کیلئے ہمارے دعا کرنے سے اور انکے لئے صدقہ دینے سے مردوں کو نفع پہنچتا ہے مخالف اسکا معتزلی فرقہ ہے۔ (شرح عقاید) اور ہدایہ میں ہے ان الانسان لہ ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ صلوٰۃ او صوما او صدقۃ او غیرھا عند اھل السنۃ والجماعۃ یعنی اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ آدمی اپنے عمل کا ثواب دوسرے کو بخش سکتا ہے چاہے نماز کا ہو یا روزہ کا یا صدقہ یا انکے علاوہ کوئی اور عمل خیر ہو جیسے تلاوت قرآن و اذکار وغیرہ۔ شرح فقہ اکبر میں ہے۔ مذھب ابی حنیفۃ واحمد وجمھور السلف الیٰ وصولھا یعنی امام ابو حنیفہ و امام احمد حنبل وغیرہ سب بزرگوں کا مذہب ہے کہ عبادت بدنی و مالی کا ثواب مردے کو پہونچتا ہے۔ منہ۔

نے ان لفظوں سے تعزیت فرمائی لِلّٰہِ مَا اَخَذَ وَاَعْطٰی وَکُلُّ شَیْءٍ عِنْدَہٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّی خدا ہی کا ہے جو اُس نے لیا اور دیا ہر چیز اُسکے یہاں ایک مقرر میعاد کیساتھ ہے۔ (عالمگیری وغیرہ) **مسئلہ** مستحب یہ ہے کہ میت کے تمام اقارب کو تعزیت کریں چھوٹے بڑے مرد عورت سب کو مگر عورت کو اسکے محارم ہی تعزیت کریں۔ (عالمگیری و بہار) **مسئلہ** تعزیت کا وقت موت سے لیکر تین دن تک ہے۔ اسکے بعد مکروہ ہے کہ غم تازہ ہوگا لیکن اگر تعزیت کرنیوالا یا جسکی تعزیت کیجائے وہاں موجود نہیں یا اسے علم نہیں تو بعد میں حرج نہیں۔ (جوہرہ ردالمحتار) **مسئلہ** قبرستان میں تعزیت کرنا بدعت ہے۔ (ردالمحتار) **مسئلہ** دفن سے پہلے بھی تعزیت جائز ہے مگر افضل یہ ہے کہ دفن کے بعد ہو لیکن اگر میت کے گھر والے بے صبری کیساتھ رونا پیٹنا کرتے ہوں تو انکی تسلّی دفن سے پہلے ہی کرے۔ (جوہرہ) **مسئلہ** جو ایک بار تعزیت کر آیا اُسے دوبارہ تعزیت کیلئے جانا مکروہ ہے۔ (درمختار) **مسئلہ** میت کے گھر والے تیجہ چالیسواں وغیرہ کے دن دعوت کریں تو ناجائز اور بُری بدعت ہے شرع میں دعوت خوشی کے وقت ہے نہ کہ غم کے وقت لیکن اگر فقیروں محتاجوں کو کھلائیں تو بہتر ہے۔ (فتح القدیر) **مسئلہ** تیجے وغیرہ کا کھانا کرنا میت کے چھوڑے ہوئے مال سے جائز نہیں۔ البتہ جب وہ مال بٹ جائے تو جو چاہے اپنے حصّے سے کرے (خانیہ وغیرہ) **مسئلہ** میت کے پڑوسی یا دور کے رشتہ دار اگر میت کے گھر والوں کیلئے اُس دن اور رات کیلئے کھانا لائیں تو بہتر ہے اور انھیں اصرار کرکے کھلائیں (ردالمحتار و بہار) **مسئلہ** میت کے گھر والوں کو جو کھانا بھیجا جاتا ہے یہ کھانا صرف گھر والے کھائیں اور انھیں کے لائق بھیجا جائے زیادہ نہیں اوروں کو وہ کھانا کھانا منع ہے۔ (کشف الغطاء و بہار شریعت) اور صرف پہلے دن کھانا بھیجنا سنت ہے اسکے بعد مکروہ (عالمگیری و بہار)۔

نَوْحَہ اور بَیْن۔ نوحہ یعنی میت کی خوبیاں مبالغہ کے ساتھ بیان کرکے آواز سے رونا جسکو بَیْن کہتے ہیں یہ بالاجماع حرام ہے یوہیں واویلا وامصیبتاہ کہکے چلانا (جوہرہ نیرہ) **مسئلہ** کپڑے پھاڑنا مُنہ نوچنا بال کھولنا سر پر دھول ڈالنا چھاتی پیٹنا ران پر ہاتھ مارنا یہ سب جاہلیت کے کام ہیں اور حرام ہیں (عالمگیری) حدیث میں ہے جو مُنہ پیٹے گریبان پھاڑے اور جاہلیت کا پکارنا پکارے (یعنی نوحہ کرے) وہ ہم سے نہیں۔ (بخاری و مسلم) دوسری حدیث میں ہے جو سر مُنڈائے[عہ] اور نوحہ کرے اور کپڑے پھاڑے میں اُس سے بری ہوں **مسئلہ** آواز سے رونا منع ہے اور آواز نہ نکلے تو اسمیں حرج نہیں ایسا رونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ صاحبزادہ رضی اللہ عنہ کی وفات پر حضور کے آنسو نکلے۔ اور فرمایا کہ آنکھ کے آنسو اور دل کے غم پر اللہ تعالیٰ عذاب نہیں دیگا البتہ زبان کی وجہ سے عذاب دیتا ہے یا رحم فرماتا ہے اور رونے والوں کی وجہ سے مردے کو تکلیف ہوتی ہے مردہ بھی روتا ہے۔ (ملخص جوہرہ و بہار و بخاری و مسلم وغیرہ)

سوگ تین دن سے زیادہ سوگ جائز نہیں مگر عورت شوہر کے مرنے پر چار مہینے دس دن سوگ کرے۔ (بخاری و مسلم) **مسئلہ** مصیبت پر صبر کرے تو اُسے دو ثواب ملتے ہیں۔ ایک مصیبت کا اور دوسرا صبر کا اور جزع[عہ] فزع سے دونوں جاتے رہتے ہیں۔ (ردالمحتار) حدیث میں ہے جس مسلمان مرد یا عورت پر کوئی مصیبت آئی اُسے یاد کرکے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ

عہ یعنی کسی کے مرنے پر جیسے ہندو سدھو بھدرا کرتے ہیں۔ عہ جزع۔ بے صبری۔ فزع۔ گھبراہٹ۔ ڈر۔

رَاجِعُوْنَ کہے اگرچہ مصیبت کو زمانہ گزر گیا ہو تو اللہ تعالیٰ اس پر نیا ثواب عطا فرماتا ہے اور ویسا ہی ثواب دیتا ہے جیسا اُس دن کہ جس دن مصیبت آئی تھی۔ (احمد و بیہقی)۔

شہید کا بیان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ الآیۃ یعنی جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے انھیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں مگر تمھیں خبر نہیں۔ اور فرماتا ہے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا ... اِلیٰ اَجْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ یعنی جو لوگ راہ خدا میں قتل کئے گئے انھیں مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ اپنے رب کے یہاں زندہ ہیں انھیں روزی ملتی ہے اللہ نے اپنے فضل سے جو انھیں دیا ہے اُس پر خوش ہیں اور جو لوگ بعد والے ابھی اُن سے نہ ملے اُنکے لئے خوشخبری کے طالب کہ اُن پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہونگے اللہ کی نعمت اور فضل کی خوشخبری چاہتے ہیں اور یہ کہ ایمان والوں کا اجر اللہ ضائع نہیں فرماتا۔ حدیثیں تو شہدا کی فضیلت میں بہت آئی ہیں **مسئلہ** شہید کو نہ غسل دیا جائے نہ اُس کا خون دھویا جائے نہ کفن دیا جائے بلکہ اسی طرح اُس پر نماز جنازہ پڑھ کر دفن کر دیا جائے۔ البتہ کفن مسنون میں کچھ کمی ہو تو اتنا بڑھا دیا جائے اور پائجامہ نہ اُتارا جائے اور زائد کپڑے جو کفن کی قسم کے نہ ہوں جیسے روئی دار کپڑا پوستین خُف اور ہتھیار ڈھال وغیرہ بھی اتار لئے جائیں۔ (ہدایہ وغیرہ) **مسئلہ** شہید کو غسل نہ دیئے جانیکی سات شرطیں ہیں اگر ان میں سے کوئی شرط نہ پائی گئی تو غسل دیا جائیگا۔ شہید مسلمان۔ عاقل بالغ طاہر ہو اور بطور ظلم[۱] آلہ جارحہ[۲] سے قتل کیا گیا ہو اور نفس قتل سے مال نہ واجب ہوا ہو[۳] اور زخمی ہونے کے بعد دنیا سے نفع نہ اُٹھایا ہو۔ **نکتہ**۔ یہ دنیا میں شہید کا اعزاز و اکرام ہے کہ اسکا خون پاک ہے اور اسکا بدن پاک ہے اور اُسکے تن کا کپڑا کفن ہے اور آخرت میں تو اسکے اکرام و انعام کا پوچھنا ہی کیا ہے **مسئلہ** چور یا ڈاکو یا حربی یا باغی نے کسیکو قتل کر دیا چاہے ہتھیار سے قتل کریں یا کسی اور چیز سے تو وہ شہید ہے غسل نہ دیا جائے۔ (ہدایہ ردالمحتار وغیرہ) دنیا سے نفع اُٹھانا یہ کہ گھائل ہونے کے بعد کچھ کھایا یا پیا یا سویا یا علاج کیا یا خیمہ میں ٹھہرایا نماز کا ایک وقت پورا ہوش میں گزرا (بشرطیکہ نماز ادا کرنے پر قادر ہو) یا وہاں سے اُٹھ کر دوسری جگہ کو چلا یا لوگ اُسے معرکہ سے اُٹھا کر دوسری جگہ لیگئے (خواہ زندہ پہنچا ہو یا راستہ ہی میں انتقال ہوا) یا کسی دنیوی بات کی وصیت کی یا کچھ خریدا یا کچھ بیچا یا بہت سی باتیں کیں۔ تو ان سب صورتوں میں غسل دیں گے بشرطیکہ یہ چیزیں جہاد ختم ہونے کے بعد واقع ہوئیں اور اگر درمیان جنگ میں ہوئیں تو یہ چیزیں شہادت سے روکنے والی نہیں یعنی غسل نہ دیا جائیگا۔ **مسئلہ** اگر کسی مسلمان کو کسی مسلمان نے قصداً ناحق مار ڈالا تو وہ شہید ہے اُسے غسل نہ دیں۔ **مسئلہ** اپنی جان یا مال یا کسی مسلمان کے بچانے میں لڑا اور مارا گیا تو شہید ہے (یعنی غسل نہ دیا جائیگا)، لوہے یا پتھر یا لکڑی جس کسی چیز سے قتل کیا گیا ہو (عالمگیری) **مسئلہ** شہید کے سب کپڑے اتار کر نئے

---

[۱] بطور ظلم قتل کئے جانے کا یہ مطلب ہے کہ بغاوت یا رجم یا قتل کرنے کی سزا میں نہ قتل کیا گیا ہو بلکہ ناحق کسی نے مار ڈالا ہو۔ (عنایہ)

[۲] آلہ جارحہ سے مراد وہ چیز ہے جس سے قتل کرنے سے قاتل پر قصاص لازم آتا ہے یعنی جو عضو کو جدا کر دے جیسے تلوار۔ خنجر۔ چھرا۔ برچھا۔ بندوق۔ پستول بھی آلہ جارحہ میں داخل ہے۔ اور آلہ جارحہ کی قید جب ہے کہ مسلمان نے مسلمان کو قتل کیا۔ ورنہ اہل حرب و رہزنوں نے جس چیز سے بھی قتل کیا ہو شہید ہے۔ (بنایہ)۔ [۳] یعنی خطاءً نہ مارا گیا ہو۔ (بنایہ)

کپڑے دبنا مکروہ ہے۔ (ردالمحتار و عالمگیری)

روزہ

روزہ بھی مثل نماز کے فرض عین ہے اسکی فرضیت کا منکر کافر اور بلا عذر چھوڑنے والا سخت گنہگار اور دوزخ کا سزاوار جو بچے روزہ رکھ سکتے ہوں اُنکو رکھایا جائے اور قوی مضبوط لڑکے لڑکیوں کو مارکر رکھایا جائے۔ (درمختار) پورے ایک مہینہ رمضان کا روزہ فرض ہے۔ شریعت میں روزہ کے معنی ہیں اللہ کی عبادت کی نیت سے صبح صادق سے لے کر سورج ڈوبنے تک کھانے پینے اور جماع سے اپنے کو روکے رکھنا۔ روزہ کیلئے عورت کا حیض و نفاس سے خالی ہونا شرط ہے یعنی حیض و نفاس کیحالت میں روزہ صحیح نہیں حیض و نفاس والی پر فرض ہے کہ پاک ہونے کے بعد ان دنوں کے روزہ کی قضا رکھے۔ نابالغ پر روزہ فرض نہیں اور مجنون پر بھی فرض نہوگا جبکہ پورا مہینہ رمضان کا جنون کی حالت میں گزرجائے اور اگر کسی ایک دن میں بھی ایسے وقت میں ہوش آیا کہ وہ وقت روزہ کی نیت کا وقت ہے[ع] تو پورے مہینہ کی قضا لازم ہے مثلاً شروع رمضان سے پاگل ہوا اور انتیسویں تاریخ کو صبح صادق سے ضحوۂ کبریٰ تک کسی وقت میں ہوش آیا تو پورے رمضان کی قضا لازم ہوئی (ردالمحتار) **مسئلہ** رمضان کے ادا روزے اور نذر معین اور نفل و سنت و مستحب و مکروہ روزے ان سب روزوں کی نیت کا وقت سورج ڈوبنے سے لیکر ضحوۂ کبریٰ تک ہے۔ اسوقت جب نیت کرلے یہ روزے ہوجائیں گے لیکن رات ہی میں کرلینا بہتر ہے۔ ان چھ روزوں کے علاوہ جتنے روزے ہیں (جیسے رمضان کی قضاء کا روزہ غیر معین نذر کا روزہ نفل کی قضا کا روزہ معین نذر کی قضا کا روزہ کفارے کا روزہ اور جنایت کا روزہ اور تمتع کا روزہ) ان سب روزوں کی نیت کیلئے وقت سورج ڈوبنے کے بعد سے صبح صادق شروع ہونے تک ہے اسکے بعد نہیں۔ اور ان میں سے جو روزہ رکھا جائے خاص اسکی نیت بھی ضروری ہے۔ جیسے یوں نیت کرے کہ کل میں اپنے ۲۸ تاریخ رمضان کی قضاء کا روز[ہ رکھ]وں گا۔ یا جو میں نے ایک دن کے روزے کی منت مانی تھی کل اُسکا روزہ ہے اور اسیطرح جو روزہ رکھنا ہو اُسکو نیت میں مقرر کرے۔ (درمختار) **مسئلہ** روزہ کی نیت ضحوۂ کبریٰ شروع ہونے سے پہلے ہوجانی چاہئے۔ اور اگر خاص اسوقت یعنی جس وقت آفتاب خط نصف النہار شرعی پر پہنچ گیا تب نیت کی تو روزہ نہ ہوا (درمختار و بہار) **مسئلہ** جس طرح اور عبادتوں میں بتایا گیا کہ نیت دل کے ارادے کا نام ہے زبان سے کہنا کچھ ضرور نہیں اسی طرح یہاں روزہ میں بھی و[ہی] مراد ہے۔ البتہ زبان سے کہلینا اچھا ہے۔ اگر رات میں نیت کرے تو یوں کہے۔ نیت کی میں نے کہ اللہ تعالیٰ کیلئے [اس ر]مضان کا فرض روزہ کل رکھونگا اور اگر دن میں نیت کرے تو یہ کہے۔ نیت کی میں نے کہ اللہ تعالیٰ کیلئے آج رمضان کا فرض روزہ رکھونگا۔ (جوہرہ و بہار) **مسئلہ** دن میں نیت کرے تو ضروری ہے کہ یہ نیت کرے کہ میں صبح صادق سے روزہ دار ہوں اور اگر یہ نیت ہے کہ اب سے روزہ دار ہوں صبح سے نہیں تو روزہ نہ ہوگا۔

[ع] روزہ دنماز میں جو مارنے کا حکم ہے اُس سے مراد دو تین تھپڑ ہے لاٹھی ڈنڈے سے نہ ماریں۔ (ردالمحتار)

[عت] یعنی ابتدائے صبح صادق سے لے کر ضحوۂ کبریٰ شروع ہونے تک ۱۲۰

(جوہرہ ردالمحتار و بہار) **مسئلہ** تیسویں شعبان کے بارے میں اگر یہ شک ہو کہ یہ پہلی رمضان ہے یا تیسویں شعبان تو اس دن خالص نفل کی نیت سے روزہ رکھ سکتے ہیں لیکن اس نیت سے نہیں کہ اگر یہ دن رمضان ثابت ہوا تو رمضان کا روزہ ورنہ نفل کا کہ ایسی نیت سے روزہ مکروہ تحریمی ہے۔ ہاں اگر ایسی تیسویں تاریخ اس کی عادت کے دن میں پڑے تو پھر روزہ رکھنا ہی افضل ہے جیسے کوئی شخص ہمیشہ جمعرات کا روزہ رکھا کرتا ہے اور اسی تیسویں شعبان کو جمعرات پڑی تو وہ اپنا نفل روزہ رکھے۔ (درمختار و ردالمحتار وغیرہ) **مسئلہ** شک کے دن ضحوۂ کبریٰ کے شروع ہونے تک انتظار کریں اگر اس وقت تک چاند دیکھنا ثابت ہو جائے تو رمضان کے روزے کی نیت کر لیں ورنہ کھائیں پئیں۔ (درمختار) **مسئلہ** آخر شعبان میں ایک یا دو دن کا روزہ مکروہ ہے اور تین یا تین دن سے زیادہ کا مکروہ نہیں **مسئلہ** عید کے دن کا روزہ مکروہ تحریمی ہے اور اسی طرح بقرعید کے دن کا اور اسکے بعد گیارہ بارہ تیرہ تاریخ تک کا۔ **مسئلہ** سنت و نفل روزے کا تنہا رکھنا مکروہ تنزیہی ہے جیسے دسویں محرم کا روزہ سنت ہے لیکن اکیلا روزہ مکروہ ہے اسکے ساتھ ایک اور ملایا جائے یعنی نویں دسویں رکھیں اور دسویں گیارہویں کا رکھنے میں بھی حرج نہیں **مسئلہ** عورت کو نفل روزہ بلا اجازت شوہر کے مکروہ تنزیہی ہے۔ **مسئلہ** روزہ رکھنے کی منت مانی تو کام پورا ہونے پر اسکا رکھنا واجب ہو گیا۔ **مسئلہ** نفل روزہ رکھ کر توڑ دیا تو اب اس کی قضا واجب ہے۔

چاند دیکھنے کا بیان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چاند دیکھ کر روزہ رکھنا شروع کرو اور چاند دیکھ کر افطار (عید) کرو۔ اور اگر ابر ہو تو شعبان کی گنتی تیس پوری کر لو (بخاری و مسلم) اور فرمایا روزہ نہ رکھو جب تک چاند نہ دیکھ لو اور افطار (عید) نہ کرو جب تک چاند نہ دیکھ لو اور اگر ابر ہو تو مقدار پوری کر لو۔ (یعنی تیس دن) (بخاری و مسلم) **مسئلہ** پانچ مہینوں کا چاند دیکھنا واجب کفایہ ہے۔ شعبان۔ رمضان۔ شوال۔ ذیقعدہ۔ ذی الحجہ۔ (فتاویٰ رضویہ) **مسئلہ** شعبان کی انتیس کو شام کے وقت چاند دیکھیں۔ دکھائی دے تو کل روزہ رکھیں ورنہ شعبان کے تیس دن پورے کر کے رمضان کا مہینہ شروع کریں (ہدایہ عالمگیری و بہار) **مسئلہ مطلع صاف نہ ہونے** کی صورت میں یعنی ابر و غبار میں صرف رمضان کا ثبوت ایک مسلمان عاقل بالغ مستور یا عادل کی گواہی سے ہو جاتا ہے چاہے مرد ہو یا عورت۔ اور رمضان کے سوا باقی تمام مہینوں کے چاند کیلئے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہی دیں اور سب عادل ہوں اور یہ لفظ کہیں کہ گواہی دیتا ہوں کہ میں نے خود چاند دیکھا۔ تب چاند کا ثبوت ہوگا (ہدایہ درمختار و بہار وغیرہ) **عادل** ہونے کے یہ معنی

ہیں کہ کبیرہ گناہوں سے بچتا ہو اور صغیرہ پر اصرار نہ کرتا ہو اور ایسا کام نہ کرتا ہو جو مروت کے خلاف ہو مثلاً بازار میں کھانا۔ اور **مستور** سے یہ مراد ہے کہ جس کا ظاہر حال شرع کے مطابق ہے مگر باطن کا حال معلوم نہیں۔ (ردالمحتار درمختار و بہار) **مسئلہ** جس عادل شخص نے رمضان کا چاند دیکھا اس پر واجب ہے کہ اُسی رات میں شہادت ادا کرے **مسئلہ** گاؤں میں چاند دیکھا اور وہاں کوئی شرعی قاضی و حاکم نہیں جس کے پاس گواہی دے تو گاؤں والوں کو جمع کر کے شہادت ادا کرے۔ اور اگر یہ عادل ہے تو لوگوں پر روزہ رکھنا لازم ہے **مسئلہ** جب مطلع صاف نہ ہو تو **عید** کے چاند کا ثبوت عاقل بالغ عادل دو مردوں یا ایک مرد و دو عورتوں کی شہادت سے ہوگا۔ (ہدایہ و درمختار وغیرہ) **مسئلہ اگر مطلع صاف ہو** تو جب تک بہت سے لوگ شہادت نہ دیں چاند کا ثبوت نہیں ہو سکتا (چاہے رمضان کا ہو یا عید کا یا اور کسی مہینہ کا) رہا یہ کہ اس کے لئے کتنے لوگ ہونے چاہئیں تو یہ قاضی کی رائے پر ہے جتنے گواہوں سے اُسے غالب گمان ہو جائے اتنوں کی شہادت سے چاند ہونے کا حکم دے دیگا لیکن اگر شہر باہر سے یا کسی اونچی جگہ سے چاند دیکھنا بیان کرے تو ایک مستور کا بھی قول صرف رمضان کے چاند میں مان لیا جائیگا۔ (ہدایہ درمختار و بہار) میں یہ کہتا ہوں کہ چاند دیکھنے میں لوگوں کی جو سستی و لاپروائی کا حال ہے اسکے اعتبار سے تو مطلع صاف ہونے کی حالت میں عید کے سوا اور چاندوں میں بھی بجائے بہت آدمیوں کے دو گواہوں کی گواہی کافی ہونی چاہئے۔ (کما ھو الظاھر من کلام صاحب ردالمحتار حیث قال فتعین الافتاء بالروایۃ الاخری وھی ما نقلہ صاحب الدر بقولہ وعن الامام انہ یکتفی بشاھدین واختارہ فی البحر۱۲) **مسئلہ** شہادت دینے میں یہ کہنا ضروری ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں بغیر اس لفظ کے شہادت نہیں مگر ابر میں رمضان کے چاند کی گواہی میں اتنا بھی کافی ہے کہ میں نے اپنی آنکھ سے اس رمضان کا چاند آج یا کل یا فلاں دن دیکھا ہے **مسئلہ** اگر کچھ لوگ آکر یہ کہیں کہ فلاں جگہ چاند ہوا بلکہ اگر شہادت بھی دیں کہ فلاں جگہ چاند ہوا بلکہ اگر یہ شہادت دیں کہ فلاں فلاں نے دیکھا بلکہ اگر یہ شہادت دیں کہ فلاں جگہ کے قاضی نے روزہ یا افطار کے لئے لوگوں سے کہا یہ سب طریقے ناکافی ہیں۔ (درمختار و ردالمحتار و بہار) **مسئلہ** تنہا امام یا قاضی نے عید کا چاند دیکھا تو انھیں عید کرنا یا عید کا حکم دینا جائز نہیں (درمختار و بہار وغیرہ) **مسئلہ** کسی شہر میں چاند ہوا اور وہاں سے متعدد جماعتیں دوسرے شہر میں آئیں اور سب نے خبر دی کہ وہاں فلاں دن چاند ہوا ہے اور تمام شہر میں یہ بات مشہور ہے اور وہاں کے لوگوں نے رویت کی بنا پر فلاں دن سے روزے شروع کئے تو یہاں والوں کیلئے بھی ثبوت ہوگیا (ردالمحتار و بہار) **مسئلہ** کسی نے تنہا رمضان کا یا عید کا چاند دیکھا اور گواہی دی مگر قاضی نے اُسکی گواہی قبول نہ کی تو اُسپر روزہ رکھنا واجب ہے۔ اگر نہ رکھا یا توڑ ڈالا تو قضا لازم ہے۔ (ہدایہ درمختار عالمگیری) **مسئلہ** اگر دن میں چاند دکھائی

دیا دوپہر سے پہلے یا دوپہر کے بعد بہر حال وہ آنیوالی رات کا مانا جائے گا یعنی اب جو رات آئے گی اُس سے مہینہ شروع ہوگا اگر تیسویں رمضان کے دن میں دیکھا تو یہ دن رمضان ہی ہے شوال کا نہیں اور روزہ پورا کرنا فرض ہے اور اگر شعبان کی تیسویں تاریخ کے دن میں دیکھا تو یہ دن شعبان کا دن ہے۔ رمضان کا نہیں لہٰذا آج کا روزہ فرض نہیں۔ (عالمگیری درمختار و ردالمحتار و بہار) **مسئلہ** ایک جگہ چاند ہوا تو وہ صرف وہیں کے لئے نہیں بلکہ تمام دنیا کے لئے ہے مگر دوسری جگہ کیلئے اس کا حکم اسوقت ہے کہ دوسری جگہ والوں پر اُس دن تاریخ میں چاند ہونا شرعی ثبوت سے ثابت ہو جائے یعنی چاند دیکھنے کی گواہی گزرے یا قاضی کے حکم کی گواہی گزرے یا متعدد جماعتیں وہاں سے آکر خبر دیں کہ فلاں جگہ چاند ہوا ہے اور وہاں لوگوں نے روزہ رکھا یا عید کی **مسئلہ تار ٹیلیفون۔ ریڈیو سے** چاند دیکھنا ثابت نہیں ہو سکتا اسلئے کہ اگر انھیں ہر طرح صحیح مان بھی لیا جائے جب بھی یہ محض ایک خبر ہے شہادت نہیں اور محض ایک خبر سے چاند کا ثبوت نہیں ہوتا اور اسی طرح بازاری افواہ سے اور جنتریوں اور اخباروں میں چھپنے سے بھی چاند ہونا ثابت نہیں ہو سکتا **مسئلہ** ہلال دیکھ کر اس کی طرف انگلی سے اشارہ کرنا مکروہ ہے اگرچہ دوسرے کو بتانے کے لئے ہو۔ (عالمگیری۔ سراجیہ بزازیہ۔ درمختار و بہار)

روزہ توڑنے والی چیزوں کا بیان

مسئلہ کھانے یا پینے یا جماع کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے جبکہ روزہ دار ہونا یاد ہو اور اگر روزہ دار ہونا یاد نہ رہا اور بھول کر کھا لیا یا پی لیا یا جماع کر لیا تو روزہ نہ گیا۔ (ہدایہ عالمگیری قاضی خاں وغیرہ) **مسئلہ** حقہ۔ سگریٹ۔ بیڑی۔ چرٹ۔ سگار پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے **مسئلہ** پان یا تمباکو سرتی کھانے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے اگرچہ پیک تھوک دی ہو **مسئلہ** شکر چینی گڑ وغیرہ ایسی چیزیں جو مُنہ میں رکھنے سے گھل جاتی ہیں منھ میں رکھی اور تھوک نگل گیا تو روزہ ٹوٹ گیا **مسئلہ** دانتوں میں کوئی چیز چنے برابر یا اس سے زیادہ تھی اُسے کھا گیا یا کم ہی تھی مگر مُنہ سے نکالکر پھر کھالی تو روزہ ٹوٹ گیا **مسئلہ** دانتوں سے خون نکل کر حلق سے نیچے اُترا اور خون تھوک سے زیادہ یا برابر تھا یا کم تھا مگر اس کا مزا حلق میں معلوم ہوا تو ان سب صورتوں میں روزہ جاتا رہا۔ اور اگر خون کم تھا اور مزہ بھی معلوم نہ ہوا تو روزہ نہ گیا۔ (درمختار و بہار) **مسئلہ** حقنہ لیا یا نتھنوں میں دوا چڑھائی یا کان میں تیل ڈالا یا تیل چلا گیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔ اور اگر پانی کان میں چلا گیا یا ڈالا تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ (عالمگیری و بہار) **مسئلہ** کلی کر رہا تھا بلا قصد پانی حلق سے اتر گیا یا ناک میں پانی چڑھا رہا تھا پانی دماغ میں چڑھ گیا تو روزہ ٹوٹ گیا لیکن اگر روزہ ہونا بھول گیا ہو تو نہ ٹوٹے گا (عالمگیری و بہار) **مسئلہ** سوتے میں پانی پی لیا یا کچھ کھا لیا یا مُنہ کھولا تھا اور پانی کا قطرہ یا اولا حلق میں چلا گیا تو روزہ

ٹوٹ گیا۔ (جوہرہ عالمگیری وبہار) **مسئلہ** دوسرے کا تھوک نگل گیا یا اپنا ہی تھوک ہاتھ پر لیکر نگل گیا تو روزہ جاتا رہا۔ (عالمگیری وبہار) **مسئلہ** منہ میں رنگین ڈورا رکھا جس سے تھوک رنگین ہوگیا پھر تھوک نگل لیا تو روزہ ٹوٹ گیا (عالمگیری وبہار) **مسئلہ** آنسو منہ میں چلا گیا اور نگل لیا اگر بوند دو بوند ہے تو روزہ نہ گیا اور اگر زیادہ تھا کہ اُسکی نمکینی پورے مُنہ میں معلوم ہوئی تو روزہ ٹوٹ گیا۔ پسینہ کا بھی یہی حکم ہے۔ (عالمگیری وبہار) **مسئلہ** مرد نے عورت کا بوسہ لیا یا چھوا یا مباشرت کی یا گلے لگایا اور انزال ہوگیا تو روزہ جاتا رہا اور اگر عورت نے مرد کو چھوا اور مرد کو انزال ہوگیا تو روزہ نہ ٹوٹا۔ عورت کو کپڑے کے اوپر سے چھوا اور کپڑا اتنا موٹا ہے کہ بدن کی گرمی معلوم نہ ہوئی تو روزہ نہ ٹوٹا اگرچہ انزال ہوگیا ہو۔ **مسئلہ** مبالغہ کے ساتھ استنجا کیا یہانتک کہ حقنہ رکھنے کی جگہ تک پانی پہونچ گیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔ اور اتنا مبالغہ چاہیئے بھی نہیں کہ اس سے سخت بیماری کا اندیشہ ہے۔ (درمختار وبہار) **مسئلہ** مرد نے پیشاب کے سوراخ میں پانی یا تیل ڈالا تو روزہ نہ ٹوٹا چاہے مثانہ تک پہونچ گیا ہو۔ اور اگر عورت نے شرمگاہ میں تیل یا پانی ٹپکایا تو روزہ ٹوٹ گیا۔ (عالمگیری وبہار) **مسئلہ** عورت نے پیشاب کے مقام میں روئی یا کپڑا رکھا اور بالکل باہر نہ رہا تو روزہ ٹوٹ گیا۔ اور سوکھی انگلی کسی نے پاخانہ کے مقام میں رکھی یا عورت نے شرمگاہ میں رکھی تو روزہ نہ گیا اور اگر انگلی بھیگی تھی یا اُس پر کچھ لگا تھا تو روزہ ٹوٹ گیا جبکہ پاخانہ کے مقام میں اُس جگہ رکھی ہو جہاں عمل دیتے وقت حقنہ کا سرا رکھتے ہیں۔ (عالمگیری درمختار وردالمحتار وبہار) **مسئلہ** قصداً بھر مُنہ قے کی اور روزہ دار ہونا یاد ہے تو روزہ ٹوٹ گیا اور اگر مُنہ بھر سے کم کی تو روزہ نہ ٹوٹا (درمختار وغیرہ) **مسئلہ** بے اختیار قے ہوگئی تو تھوڑی ہو یا زیادہ روزہ نہ ٹوٹا۔ (درمختار) **مسئلہ** بے اختیار قے ہوئی اور خود بخود اندر لوٹ گئی تو روزہ نہ ٹوٹا چاہے تھوڑی ہو یا زیادہ روزہ یاد ہو یا نہ ہو۔ (درمختار) **مسئلہ** قے کے یہ احکام اسوقت ہیں کہ قے میں کھانا آئے یا صفرا یا خون، اور اگر بلغم آیا تو مطلقاً روزہ نہ ٹوٹے گا۔ (عالمگیری)۔ **مسئلہ** رمضان میں بلا عذر جو شخص علانیہ کھائے پئے تو حکم ہے کہ اُسے قتل کیا جائے (ردالمحتار ودرمختار و وجیانیہ وبہار)

روزہ ٹوٹنے کی اُن صورتوں کا بیان جنمیں صرف قضا لازم ہے

مسئلہ یہ گمان تھا کہ ابھی صبح صادق شروع نہیں ہوئی اس لئے کھایا یا پیا یا جماع کیا بعد کو معلوم ہوا کہ صبح ہو چکی تھی تو روزہ نہ ہوا اور صرف قضا لازم ہے۔ (درمختار) **مسئلہ** کھانے پینے پر مجبور کیا گیا یعنی اکراہ[ع] شرعی پایا گیا اگرچہ اپنے ہاتھ سے کھایا ہو تو صرف قضا لازم ہے (درمختار وغیرہ) یعنی اُس روزہ کے بدلے ایک روزہ

ع اکراہ شرعی یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کو صحیح دھمکی دے کہ اگر تو روزہ نہ توڑے گا تو میں تجھے جان سے مار ڈالونگا یا ہاتھ پاؤں توڑ دونگا یا ناک کان وغیرہ کوئی عضو کاٹ ڈالوں گا یا سخت مار مارونگا ۱۲ منہ

رکھنا پڑے گا (بہار شریعت) مسئلہ بھول کر کھایا یا پیا یا جماع کیا تھا یا نظر کرنے سے انزال ہوا تھا یا احتلام ہوا یا قے ہوئی اور ان سب صورتوں میں یہ گمان کیا کہ روزہ جاتا رہا اب اس گمان پر پھر قصداً کھا یا پیا تو صرف قضا فرض ہے۔ (درمختار و بہار) مسئلہ کان میں تیل ٹپکایا یا پیٹ یا دماغ کی جھلی تک زخم تھا اُس میں دوا ڈالی کہ پیٹ یا دماغ تک پہونچ گئی یا حقنہ لیا یا ناک سے دوا چڑھائی یا پتھر کنکری مٹی۔ روئی۔ کاغذ۔ گھاس وغیرہ ایسی چیز کھائی جس سے لوگ گھن کرتے ہیں یا رمضان میں بلانیت روزہ۔ روزہ کی طرح رہا یا صبح کو نیت نہیں کی تھی دن میں زوال سے پہلے نیت کی اور بعد نیت کھا لیا یا روزہ کی نیت تھی مگر روزہ رمضان کی نیت نہ تھی یا حلق میں مینھ کی بوند یا اولا چلا گیا یا بہت سا آنسو یا پسینہ نگل لیا یا بہت چھوٹی لڑکی سے جماع کیا جو قابل جماع نہ تھی یا مردہ سے یا جانور سے وطی کی یا ران یا پیٹ پر جماع کیا یا بوسہ لیا یا عورت کے ہونٹ چوسے یا عورت کا بدن چھوا اگرچہ کپڑا حائل ہو مگر پھر بھی بدن کی گرمی معلوم ہوتی ہو اور ان صورتوں میں انزال بھی ہو گیا یا ہاتھ سے منی نکالی یا مباشرت فاحشہ سے انزال ہو گیا یا ادائے رمضان کے علاوہ اور کوئی روزہ توڑ دیا چاہے وہ رمضان ہی کی قضا ہو یا عورت روزہ دار سو رہی تھی سوتے میں اُس سے وطی کی گئی یا صبح کو ہوش میں تھی اور روزہ کی نیت کر لی تھی پھر پاگل ہو گئی اور اسی حالت میں اُس سے وطی کی گئی یا یہ گمان کر کے کہ رات ہے سحری کھالی یا رات ہونے میں شک تھا اور سحری کھالی حالانکہ صبح ہو چکی تھی یا یہ گمان کر کے کہ سورج ڈوب گیا ہے افطار کر لیا حالانکہ ڈوبا نہ تھا یا دو شخصوں نے شہادت دی کہ سورج ڈوب گیا اور دو نے شہادت دی کہ دن ہے اور اس پر روزہ افطار کر لیا بعد میں معلوم ہوا کہ ڈوبا نہ تھا۔ ان سب صورتوں میں صرف قضا لازم ہے کفارہ نہیں۔ (درمختار و بہار وغیرہ) مسئلہ مسافر نے اقامت کی حیض و نفاس والی پاک ہو گئی پاگل کو ہوش ہو گیا۔ بیمار تھا اچھا ہو گیا جس کا روزہ ٹوٹ گیا چاہے جبراً کسی نے تڑوا دیا یا غلطی سے پانی وغیرہ کچھ حلق میں چلا گیا اور اس سے ٹوٹ گیا رات سمجھکر سحری کھائی تھی حالانکہ صبح ہو چکی تھی۔ غروب سمجھ کر افطار کر دیا حالانکہ دن باقی تھا ان سب باتوں میں جو کچھ دن باقی رہ گیا ہے اُسے روزے کی طرح گزارنا واجب ہے اور اُس دن کی قضا بھی لازم ہے اور نابالغ جو بالغ ہوا اس پر یا کافر تھا مسلمان ہوا اُس پر اُس دن کی قضا تو واجب نہیں البتہ باقی دن روزہ دار کی طرح گزارنا انھیں بھی واجب ہے (درمختار) مسئلہ بچہ کی عمر دس سال کی ہو جائے اور اس میں روزہ رکھنے کی طاقت ہو تو اُسے روزہ رکھوایا جائے نہ رکھے تو مار کر رکھوائیں۔ اگر پوری طاقت دیکھی جائے اور رکھ کر توڑ دیا تو قضا کا حکم نہ دینگے اور نماز توڑے تو پھر پڑھوائیں (ردالمختار و بہار) مسئلہ صبح صادق سے پہلے جماع میں مشغول تھا صبح صادق شروع ہوتے ہی فوراً جدا ہو گیا تو کچھ نہیں اور اسی حالت پر رہا تو قضا واجب ہے کفارہ

نہیں۔ (رد المحتار) **مسئلہ** بھول کر جماع میں مشغول ہوا یاد آنے پر فوراً الگ ہوگیا تو کچھ نہیں اور اسی حالت پر رہا تو قضا واجب ہے کفارہ نہیں۔ (رد المحتار) **مسئلہ** میت کے روزے قضا ہوگئے تھے تو اس کا ولی اُس کی طرف سے فدیہ ادا کردے یعنی جبکہ میت نے وصیت کی ہو اور مال چھوڑا ہو ورنہ ولی پر ضروری نہیں کردے تو بہتر ہے۔ (بہار شریعت)

روزہ توڑنے کی اُن صورتوں کا بیان جنمیں کَفّارَہ بھی لازم ہے

رمضان کا روزہ قصداً توڑ ڈالنے سے کفارہ لازم آتا ہے۔ روزہ توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ ایک رقبہ (لونڈی یا غلام) آزاد کرے۔ اور یہ نہ ہوسکے تو لگاتار برابر ساٹھ روزے رکھے اگر یہ بھی نہ کرسکے تو ساٹھ مسکینوں کو بھر بھر پیٹ دونوں وقت کھانا کھلائے اور روزہ رکھنے کی صورت میں اگر بیچ میں ایک دن کا بھی روزہ چھٹ گیا تو اب سے ساٹھ روزے رکھے پہلے کی گنتی نہیں۔ انسٹھ رکھ چکا تھا اور ساٹھواں نہ رکھ سکا۔ بیماری وغیرہ کسی عذر سے تو پھر سے ساٹھ پورے لگاتار رکھے پہلے کے انسٹھ بیکار گئے البتہ عورت کو اگر حیض آجائے تو حیض کی وجہ سے جتنے ناغے ہوئے یہ ناغے نہیں گنے جائیں گے یعنی پہلے کے روزے اور حیض کے بعد والے روزے دونوں ملکر ساٹھ ہوجانے سے کفارہ ادا ہوجائیگا (رد المحتار و بہار و عالمگیری وغیرہ) روزہ توڑنے سے کفارہ لازم آنے کی چند شرطیں ہیں جب یہ سب پائی جائیں تب کفارہ لازم آئے گا ورنہ نہیں۔ **کَفّارَہ لازم ہونے کی شرطیں۔ ۱**۔ رمضان کے مہینہ میں رمضان کا روزہ ادا کرنے کی نیت سے روزہ رکھا ہو۔ **۲**۔ روزہ دار مقیم ہو مسافر نہ ہو۔ **۳**۔ مکلف ہو (یعنی عاقل بالغ ہو) تو اگر بچے یا پاگل نے توڑا تو کفارہ نہیں۔ **۴**۔ رات ہی سے روزہ رمضان کی نیت کی ہو۔ (تو اگر اُسی روزہ کی جسے توڑا دن میں نیت کی تھی تو اس کا کفارہ نہیں) **۵**۔ روزہ توڑنے کے بعد کوئی ایسی بات اپنے اختیار سے نہ پائی گئی ہو جس بات کیوجہ سے روزہ چھوڑنے کی اجازت ہوتی ہے (مثلاً حیض نفاس آگیا یا ایسی بیماری ہوگئی جس میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے تو کفارہ لازم نہ آئیگا اور اگر روزہ توڑنے کے بعد ایسی چیز پائی گئی جس سے معذور ہوا لیکن یہ چیز اپنے اختیار سے پائی گئی جیسے اپنے آپ کو زخمی کرلیا کہ معذور ہوگیا روزہ رکھنے کے قابل نہ رہا یا مسافر ہوگیا تو کفارہ ساقط نہ ہوا اسلئے کہ یہ چیزیں اختیاری ہیں تو کفارہ لازم رہا۔) (در مختار۔ جوہرہ۔ عالمگیری۔ بہار وغیرہ) **مسئلہ** روزہ دار نے قصداً کوئی دوا یا غذا کھائی پی یا پانی پیا یا کوئی چیز لذت کے لئے کھائی یا پی یا کسی آدمی (مرد ہو یا عورت) کے ساتھ جو قابل شہوت ہے اُسکے آگے یا پیچھے کے مقام میں جماع کیا انزال ہوا ہو یا نہ ہوا ہو یا اُس روزہ دار کے ساتھ جماع

فدیہ۔ بدلہ۔ کفّارہ۔ گناہ مٹانے والی چیز۔

کیا گیا تو ان سب صورتوں میں روزہ کی قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں۔ **مسئلہ** کوئی ایسا کام کیا جس سے افطار کا گمان نہ ہوتا ہو اور اُس نے گمان کر لیا کہ روزہ جاتا رہا پھر قصداً کھا پی لیا مثلاً فصد یا پچھنا لیا یا سُرمہ لگایا یا جانور سے وطی کی یا عورت کو چھوا یا بوسہ لیا یا ساتھ لٹایا یا مباشرت فاحشہ کی۔ مگر ان سب صورتوں میں انزال نہ ہونے پایا یا پاخانہ کے مقام میں خشک انگلی رکھی۔ اب ان کاموں کے بعد قصداً کھا لیا تو ان سب صورتوں میں روزہ کی قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں۔ اور اگر انھیں صورتوں میں کہ جن میں افطار کا گمان نہ تھا اور اس نے گمان کر لیا اگر کسی مفتی نے فتویٰ دیدیا تھا کہ روزہ جاتا رہا اور وہ مفتی ایسا ہو کہ شہر والوں کا اس پر اعتماد ہے اُس کے فتویٰ دینے پر اُس نے قصداً کھا لیا یا اُس نے کوئی حدیث سنی تھی جس کے صحیح معنیٰ سمجھ نہ سکا اور اُس غلط معنیٰ کے لحاظ سے جان لیا کہ روزہ جاتا رہا اور قصداً کھا لیا تو اب کفارہ لازم نہیں اگرچہ مفتی نے غلط فتویٰ دیا یا جو حدیث اُس نے سنی وہ ثابت نہ ہو۔ (درمختار و بہار)

ان چیزوں کا بیان جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا

مسئلہ بھول کر کھایا یا پیا یا جماع کیا تو روزہ نہ ٹوٹا۔ **مسئلہ** مکھی یا دھواں یا گرد حلق میں جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا لیکن اگر قصداً خود دھواں پہونچایا تو روزہ ٹوٹ جائے گا جبکہ روزہ دار ہونا یاد ہو۔ مثلاً دھونی اگربتی لوبان وغیرہ سلگائی اور اُسے مُنہ کے قریب کرکے دھوئیں کو ناک سے کھینچا تو روزہ جاتا رہا۔

مسئلہ بھری سینگی لگوائی یا تیل یا سُرمہ لگایا تو روزہ نہ ٹوٹا اگرچہ تیل یا سرمہ کا مزہ حلق میں معلوم ہوتا ہو بلکہ تھوک میں سُرمہ کا رنگ بھی دکھائی دیتا ہو جب بھی نہیں ٹوٹا (ردالمحتار جوہرہ و بہار) **مسئلہ** مکھی حلق میں چلی گئی تو روزہ نہ ٹوٹا اور اگر قصداً نگلی تو روزہ ٹوٹ گیا۔ (عالمگیری و بہار)۔ **مسئلہ** بات کرنے میں تھوک سے ہونٹ تر ہو گئے اور اُسے پی گیا یا کھکھار مُنہ میں آیا اور کھا گیا روزہ نہ ٹوٹا مگر ان باتوں سے احتیاط چاہیئے۔ (عالمگیری و درمختار ردالمحتار و بہار) **مسئلہ** دانت سے خون نکل کر حلق تک پہنچا مگر حلق سے نیچے نہ اُترا تو روزہ نہ ٹوٹا (درمختار و فتح القدیر) **مسئلہ** بھولے سے کھانا کھا رہا تھا یاد آتے ہی فوراً نوالہ تھوک دیا تو روزہ نہ گیا اور نگل لیا تو روزہ جاتا رہا۔ (عالمگیری) **مسئلہ** صبح صادق شروع ہونے سے پہلے سحری کھانا شروع کیا کھاتے کھاتے صبح صادق شروع ہونے لگی۔ صبح شروع ہوتے ہی اگر نوالہ اگل دیا تو روزہ نہ ٹوٹا اور نگل گیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔ (عالمگیری) **مسئلہ** تل یا تل کے برابر کوئی چیز چبائی اور وہ تھوک کے ساتھ حلق سے اتر گئی تو روزہ نہ گیا لیکن اگر اس کا مزہ حلق میں معلوم ہوا تو روزہ جاتا رہا۔ (فتح القدیر) **مسئلہ** دوا کوٹی یا آٹا چھانا اسکا مزہ حلق میں معلوم ہوا تو روزہ نہ ٹوٹا

(درمختار و فتح القدیر وغیرہ) **مسئلہ** کان میں پانی چلاگیا تو روزہ نہ ٹوٹا۔ (درمختار و فتح القدیر) **مسئلہ** غیبت کی تو روزہ نہ ٹوٹا اگرچہ غیبت بہت سخت کبیرہ گناہ ہے۔ قرآن شریف میں غیبت کرنے کے بارے میں فرمایا گیا جیسے اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا اور حدیث میں آیا کہ غیبت زنا سے بھی بڑھ کر ہے۔ غیبت کی وجہ سے روزہ کی نورانیت جاتی رہتی ہے (درمختار) **مسئلہ** بوسہ لیا مگر انزال نہ ہوا تو روزہ نہیں ٹوٹا یونہیں عورت کیطرف بلکہ اسکی شرمگاہ کیطرف نظر کی مگر ہاتھ نہ لگایا اور انزال ہوگیا اگرچہ بار بار نظر ڈالنے یا جماع وغیرہ کے خیال کرنے سے انزال ہوا اگرچہ دیر تک خیال جمانے سے ایسا ہوا ہو ان سب صورتوں میں روزہ نہیں ٹوٹا۔ (جوہرہ درمختار) **مسئلہ** احتلام ہوگیا تو روزہ نہ ٹوٹا **مسئلہ** جنابت کی حالت میں صبح کی بلکہ اگر سارے دن جنب بے غسل رہا تو روزہ تو صحیح ہو جائے گا مگر اتنی دیر تک قصداً غسل نہ کرنا کہ نماز قضا ہو جائے گناہ و حرام ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ جنب جس گھر میں ہوتا ہے اُس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ (درمختار و بہار) **مسئلہ** غیر سبیلین میں جماع کیا تو جب تک انزال نہ ہو روزہ نہ ٹوٹے گا۔ یونہیں ہاتھ سے منی نکالنے میں بھی نہ ٹوٹے گا جب تک منی نہ نکلے اگرچہ یہ کام سخت حرام ہے کہ حدیث میں ایسا کرنے والے کو ملعون فرمایا۔ (درمختار و بہار)

رُوزہ کے مَکرُوہات کا بَیان

مسئلہ جھوٹ۔ غیبت۔ چغلی۔ گالی دینا۔ بیہودہ بات کہنا۔ کسی کو تکلیف دینا۔ یہ چیزیں ویسے بھی ناجائز و حرام ہیں روزہ میں اور زیادہ حرام اور ان کی وجہ سے روزہ بھی مکروہ ہوتا ہے **مسئلہ** روزہ دار کو بلا عذر کسی چیز کا چکھنا یا چبانا مکروہ ہے چکھنے کیلئے عذر یہ ہے کہ مثلاً شوہر یا آقا بدمزاج ہے نمک کم و بیش ہوگا تو اُس کی ناراضی کا باعث ہوگا تو اس وجہ سے چکھنے میں حرج نہیں چبانے کے لئے یہ عذر ہے کہ اتنا چھوٹا بچہ ہے کہ روٹی نہیں کھا سکتا اور کوئی نرم غذا نہیں جو اُسے کھلائی جائے نہ اور کوئی بے روزہ ایسا ہے جو اُسے چبا کر دیدے تو بچہ کو کھلانے کیلئے روٹی وغیرہ چبانا مکروہ نہیں (درمختار و بہار) **چکھنے کے معنیٰ** وہ نہیں جو آجکل بولا جاتا ہے کہ کسی چیز کا مزہ معلوم کرنے کے لئے اُس میں سے تھوڑی کھا لیا کہ ایسا چکھنے سے مکروہ ہونا کیسا روزہ ہی جاتا رہے گا بلکہ اگر کفارہ کے شرائط پائے جائیں تو کفارہ بھی لازم ہوگا۔ بلکہ چکھنے سے مراد یہ ہے کہ زبان پر رکھ کر مزہ پہچان لیں اور اُسے تھوک دیں اس میں سے حلق میں کچھ نہ جانے پائے نہیں تو روزہ جاتا رہے گا۔ **مسئلہ** کوئی چیز خریدی اور اسکا چکھنا ضروری ہے کہ نہ چکھے

غیر سبیلین۔ دونوں راستے کے علاوہ۔

گا تو نقصان ہوگا تو چکھنے میں حرج نہیں۔ (درمختار) **مسئلہ** عورت کا بوسہ لینا اور گلے لگانا اور بدن چھونا مکروہ ہے جبکہ یہ ڈر ہو کہ انزال ہو جائیگا یا جماع میں مبتلا ہو جائے گا اور ہونٹ اور زبان چوسنا تو روزہ میں مطلقاً[عہ] مکروہ ہے یوہیں مباشرت فاحشہ بھی مکروہ ہے۔ (ردالمحتار و بہار) **مسئلہ** گلاب یا مشک وغیرہ سونگھنا داڑھی مونچھ میں تیل لگانا اور سرمہ لگانا مکروہ نہیں مگر جبکہ زینت کیلئے سرمہ لگایا یا اسلئے تیل لگایا کہ داڑھی بڑھ جائے۔ حالانکہ ایک مشت[عہ] داڑھی ہے تو یہ دونوں باتیں بغیر روزہ کے بھی مکروہ ہیں اور روزہ میں بدرجہ[عہ] اولیٰ (درمختار) **مسئلہ** روزہ دار کے لئے کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنا مکروہ ہے کلی میں مبالغہ کرنے کے یہ معنیٰ ہیں کہ بھر منہ پانی لے **مسئلہ** وضو و غسل کے علاوہ ٹھنڈ پہنچنے کی غرض سے کلی کرنا یا ناک میں پانی چڑھانا یا ٹھنڈ کے لئے نہانا بلکہ بدن پر بھیگا کپڑا لپیٹنا مکروہ نہیں۔ ہاں اگر پریشانی ظاہر کرنے کیلئے بھیگا کپڑا لپیٹا تو مکروہ ہے اسلئے کہ عبادت میں دل تنگ ہونا اچھی بات نہیں (عالمگیری ردالمحتار و بہار) **مسئلہ** منہ میں تھوک اکٹھا کر کے نگل جانا بغیر روزہ کے بھی اچھا نہیں اور روزے میں تو یہ مکروہ ہے۔ (عالمگیری و بہار) **مسئلہ** روزہ میں مسواک کرنا مکروہ نہیں بلکہ جیسے اور دنوں میں سنت ہے ویسے ہی روزہ میں بھی سنت ہے۔

سحری و اِفطار کا بیان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سحری کھاؤ کہ سحری کھانے میں برکت ہے۔ ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں فرق سحری کا لقمہ ہے۔ (بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی وغیرہ) اللہ اور اُس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر درود بھیجتے ہیں۔ (طبرانی اوسط و ابن حبان صحیح، سحری کل کی کل برکت ہے اُسے نہ چھوڑنا چاہیے ایک گھونٹ پانی ہی پی لے کیونکہ سحری کھانے والوں پر اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں (امام احمد) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے بندوں میں مجھے زیادہ پیارا وہ ہے جو افطار میں جلدی کرتا ہے (احمد ترمذی و ابن خزیمہ و ابن حبان) اور فرمایا اِفطار میں جلدی کرنے اور سحری میں دیر کرنے کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ (طبرانی اوسط) **مسئلہ** سحری کھانا اور اس میں دیر کرنا سنت ہے مگر اتنی دیر کرنا مکروہ ہے کہ صبح صادق شروع ہو جانے کا شک ہو جائے۔ (عالمگیری و بہار) **مسئلہ** افطار میں جلدی کرنا سنت ہے۔ مگر افطار اُس وقت کرے جب سورج ڈوب جانے کا اطمینان ہو جائے۔ جب تک اطمینان نہ ہو افطار نہ کرے چاہے مؤذن

عہ مطلقاً یعنی چاہے انزال و جماع کا ڈر ہو یا نہ ہو ۱۲ منہ عہ مُشت۔ مٹھی ۱۲ منہ عہ اور بڑھ کر ۱۲

نے اذان کہہ دی ہو۔ اور بادل کے دن افطار میں جلدی نہ چاہئے۔ (ردالمحتار) مسئلہ توپ اور نقارہ کا سحری و افطار میں اس وقت اعتبار ہے جبکہ کسی پرہیزگار محقق عالم توقیت داں کے حکم پر چلے بجے۔ آج کل کے عام علماء بھی اس فن سے ناواقف ہیں اور جنتریاں بھی اکثر غلط ہوتی ہیں ان پر عمل جائز نہیں ہاں اگر کسی دیندار علم توقیت کے ماہر عالم کا بنایا ہوا نقشۂ سحر و افطار ہو تو اس پر عمل ہو سکتا ہے۔ مسئلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی روزہ افطار کرے تو کھجور یا چھوہارے سے افطار کرے کہ وہ برکت ہے اور اگر نہ ملے تو پانی سے کہ وہ پاک کرنے والا ہے اور حضور افطار کے وقت یہ دعا پڑھتے اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ (یعنی اے اللہ تیرے ہی لئے روزہ رکھا میں نے اور تیری ہی دی ہوئی روزی سے افطار کیا میں نے)۔

کن کن حالتوں میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے

مسئلہ سفر، حمل اور بچہ کو دودھ پلانا اور بیماری اور بڑھاپا اور ہلاک ہونے کا ڈر اور اکراہ شرعی اور نقصان عقل اور جہاد یہ سب روزہ نہ رکھنے کے لئے عذر ہیں۔ ان باتوں کی وجہ سے اگر کوئی روزہ نہ رکھے گا تو گنہگار نہیں لیکن بعد میں جب عذر جاتا رہے تو ان چھوڑے ہوئے روزوں کا رکھنا فرض ہے۔ مسئلہ سفر سے مراد شرعی سفر ہے یعنی اتنی دور جانے کے ارادہ سے نکلے کہ یہاں سے وہاں تک تین دن کی راہ ہو اگرچہ وہ سفر کسی ناجائز کام کے لئے ہو۔ (درمختار) مسئلہ دن میں سفر کیا تو اُس دن کا روزہ افطار کرنے کے لئے آج کا سفر عذر نہیں البتہ اگر توڑے گا تو کفارہ لازم نہ آئے گا مگر گنہگار ہوگا اور اگر سفر کرنے سے پہلے توڑ دیا پھر سفر کیا تو کفارہ بھی لازم ہوا اور اگر دن میں سفر کیا اور مکان پر کوئی چیز بھول گیا تھا اُسے لینے واپس آیا اور مکان پر آکر روزہ توڑ ڈالا تو کفارہ واجب ہے۔ (عالمگیری و بہار) مسئلہ مسافر نے ضحوۂ کبریٰ سے پہلے اقامت کی اور ابھی کچھ کھایا نہیں تو روزہ کی نیت کر لینا واجب ہے (جوہرہ و بہار) مسئلہ خود اُس مسافر کو اور اسکے ساتھ والے کو روزہ رکھنے میں ضرر نہ پہونچے تو روزہ رکھنا سفر میں بہتر ہے ورنہ نہ رکھنا بہتر۔ (درمختار) مسئلہ حمل والی اور دودھ پلانے والی کو اگر اپنی جان یا بچہ کا صحیح ڈر ہو تو اجازت ہے کہ اسوقت روزہ نہ رکھے خواہ دودھ پلانے والی بچہ کی ماں ہو یا دائی اگرچہ رمضان میں دودھ پلانے کی نوکری کی ہو۔ (درمختار و ردالمحتار و بہار) مسئلہ مریض کو بیماری بڑھ جانے یا دیر میں اچھا ہونے کا یا تندرست کو بیمار ہو جانے کا گمان غالب ہو یا خادم خادمہ کو بہت کمزور ہو جانے کا گمان غالب ہو تو ان سب کو اجازت ہے کہ اُس دن روزہ نہ رکھیں (جوہرہ و درمختار و بہار)

مسئلہ ان صورتوں میں گمان غالب ضروری ہے محض وہم وخیال کافی نہیں۔ گمان غالب کی تین صورتیں ہیں۔ اسکی ظاہر نشانی پائی جاتی ہے یا اس شخص کا اپنا تجربہ ہے یا کسی مسلمان ماہر طبیب نے جو فاسق نہ ہو اُس نے اس کی خبر دی ہو اور اگر نہ کوئی نشانی ہو نہ تجربہ نہ ایسے طبیب نے بتایا۔ تو روزہ چھوڑنا جائز نہیں بلکہ محض وہم وخیال سے یا کافر یا فاسق طبیب کے کہنے سے روزہ توڑ دیا تو کفارہ بھی لازم آئیگا۔ (ردالمختار و بہار) آجکل کے اکثر اطبار اگر کافر نہیں تو فاسق ضرور ہیں۔ اور نہ سہی تو حاذق و ماہر طبیب نایاب سے ہو رہے ہیں۔ ایسوں کا کہنا کچھ قابلِ اعتبار نہیں ان کے کہنے پر روزہ نہ رکھنا یا توڑ دینا جائز نہیں۔ ان طبیبوں کو دیکھا جاتا ہے کہ ذرا ذرا سی بیماری میں روزہ کو منع کر دیتے ہیں اتنی بھی تمیز نہیں رکھتے کہ کس مرض میں روزہ مضر ہے کس میں نہیں **مسئلہ** بھوک اور پیاس ایسی ہو کہ ہلاک ہو جانے کا صحیح ڈر ہو یا عقل خراب ہو جانے کا ڈر ہو تو روزہ نہ رکھے (فتح القدیر و عالمگیری و بہار) **مسئلہ** سانپ نے کاٹا اور جان کا ڈر ہو تو روزہ توڑ دیں (ردالمختار و بہار) **مسئلہ** شیخ فانی (یعنی وہ بوڑھا جس کی عمر ایسی ہوگئی کہ اب روز بروز کمزور ہی ہوتا جائیگا) جب روزہ رکھنے سے عاجز ہو یعنی نہ اب رکھ سکتا ہے نہ آئندہ اس میں اتنی طاقت آنے کی اُمید ہے کہ روزہ رکھ سکے گا۔ تو اُسے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے اور ہر روزہ کے بدلے میں فدیہ یعنی دونوں وقت ایک مسکین کو بھر پیٹ کھانا کھلانا اُس پر واجب ہے یا ہر روزہ کے بدلے میں صدقہ فطر کے برابر مسکین کو دیدے (درمختار و عالمگیری و بہار) **مسئلہ** اگر ایسا بوڑھا گرمیوں میں گرمی کیوجہ سے روزہ نہیں رکھ سکتا مگر جاڑوں میں رکھ سکتا ہے تو اب افطار کر لے اور اُن کے بدلے کے جاڑوں میں رکھنا فرض ہے۔ (ردالمختار و بہار) **مسئلہ** اگر فدیہ دینے کے بعد اتنی طاقت آگئی کہ روزہ رکھ سکے تو ان روزوں کی قضا رکھنا واجب ہے۔ فدیہ صدقہ نفل ہوگیا (عالمگیری۔ ہدایہ و بہار) **مسئلہ** کسی کے بدلے کوئی دوسرا نہ روزہ رکھ سکتا ہے۔ نہ نماز پڑھ سکتا ہے۔ البتہ اپنے روزے نماز وغیرہ کا ثواب دوسرے کو پہنچا سکتا ہے (ہدایہ عالمگیری دُرمختار وغیرہ) **مسئلہ** نفلی روزہ قصداً شروع کرنے سے لازم ہو جاتا ہے اگر توڑے گا تو قضا واجب ہوگی یا کسی وجہ سے ٹوٹ جائیگا جیسے حیض آگیا تو بھی قضا واجب ہے۔ (ہدایہ دُرمختار وغیرہ)۔ **مسئلہ** عیدین یا ایام تشریق میں نفل روزہ رکھا تو اُس روزہ کا پورا کرنا واجب نہیں بلکہ اس روزہ کا توڑ دینا واجب ہے اور اس کے توڑنے سے قضا واجب نہیں اور اگر ان دنوں میں روزہ کی منت مانی تو منت پوری کرنی واجب ہے لیکن ان دنوں میں نہیں بلکہ اور دنوں میں (ردالمختار و بہار) **مسئلہ** مہمان کی خاطر سے نفل روزہ توڑنے کی اجازت ہے جبکہ یہ بھروسہ ہو کہ اُس کی قضا رکھ لے گا اور یہ توڑنے کی اجازت ضحوۂ کبریٰ سے پہلے تک ہے

بعد کو نہیں ہاں ماں باپ کی ناراضی کے سبب سے عصر سے پہلے تک توڑ سکتا ہے عصر کے بعد نہیں (عالمگیری و ردالمحتار) **مسئلہ** کسی بھائی نے دعوت کی تو ضحوۂ کبریٰ سے پہلے نفل روزہ توڑنے کی اجازت ہے لیکن بعد میں قضا رکھنا ہوگا۔ **مسئلہ** عورت بغیر شوہر کی اجازت کے نفل اور منت اور قسم کے روزے نہ رکھے اگر رکھ لئے تو شوہر تڑوا سکتا ہے۔ مگر توڑے گی تو قضا واجب ہوگی۔ اور اسکی قضا میں شوہر سے اجازت لینی ہوگی۔ اور اگر شوہر کا حرج نہ ہو تو قضا میں اسکی اجازت کی ضرورت نہیں بلکہ وہ منع بھی کرے جب بھی قضا رکھ سکتی ہے۔ رمضان کیلئے اور رمضان کی قضا کے لئے شوہر کی اجازت کی کچھ ضرورت نہیں بلکہ وہ روکے جب بھی رکھے۔ (درمختار و ردالمحتار) **مسئلہ** کسی وجہ سے بھی جو روزہ نہ رکھا بعد میں جب بن پڑے اس کا رکھنا فرض ہے (درمختار وغیرہ)

چند نفل روزوں کی فضیلت

عاشورا یعنی دسویں محرم کا روزہ۔ اور بہتر یہ ہے کہ نویں کو بھی رکھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورا کا روزہ خود رکھا اور اس کے رکھنے کا لوگوں کو حکم دیا اور فرمایا رمضان کے بعد افضل روزہ محرم کا روزہ ہے۔ (بخاری و مسلم و ابوداؤد و ترمذی) اور فرمایا عاشورہ کا روزہ ایک سال پہلے کا گناہ مٹا دیتا ہے (مسلم) **عرفہ** یعنی نویں ذی الحجہ کا روزہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عرفہ کا روزہ ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہ مٹا دیتا ہے (مسلم، ابوداؤد وغیرہ) حضرت صدیقہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ کے روزہ کو ہزاروں کے برابر بتاتے مگر حج والے کو جو عرفات میں ہے اسے اس روزہ سے منع فرمایا (بیہقی و طبرانی و ابوداؤد و نسائی) **شوال کے چھ روزے** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر ان کے بعد چھ دن شوال کے رکھے تو ایسا ہے جیسے ہمیشہ روزہ رکھا اور فرمایا جس نے عید کے بعد چھ روزے رکھے تو اس نے پورے سال کا روزہ رکھا (مسلم ابوداؤد ترمذی و نسائی و ابن ماجہ وغیرہ) **مسئلہ** بہتر یہ ہے کہ یہ متفرق رکھے جائیں اور اگر عید کے بعد لگاتار چھ دن میں ایک ساتھ رکھ لئے جب بھی حرج نہیں (درمختار و بہار) **شعبان کا روزہ اور پندرہویں شعبان کی فضیلت**۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب شعبان کی پندرہویں رات آئے تو اس رات کو قیام[1] کرو اور دن میں روزہ رکھو۔ کہ اللہ تعالیٰ سورج ڈوبنے کے بعد سے آسمان دنیا پر خاص تجلی فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ ہے کوئی بخشش چاہنے والا کہ اسے بخشدوں ہے کوئی روزی طلب کرنے والا کہ اسے

---

[1] قیام سے یہاں مراد نفل پڑھنا ہے ۱۲ منہ

روزی دوں ہے کوئی گرفتار مصیبت کہ اسکو چھٹی دوں ہے کوئی ایسا ہے کوئی ایسا اور یہ اس وقت تک فرماتا ہے کہ طلوع فجر ہو جائے۔ (ابن ماجہ) اور فرمایا شعبان کی پندرھویں رات میں اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کی طرف تجلی فرماتا ہے اور سب کو بخش دیتا ہے مگر کافر اور عداوت[۱] والے کو (طبرانی و ابن حبان)

ایام بیض کے روزے یعنی تیرہ چودہ پندرہ تاریخوں کے روزے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر مہینہ میں تین دن کے روزے ایسے ہیں جیسے ہمیشہ کا روزہ (بخاری و مسلم) اور فرمایا جس سے ہو سکے ہر مہینہ میں تین روزے رکھے ہر روزہ دس گناہ مٹاتا ہے اور گناہ سے ایسا پاک کر دیتا ہے۔ جیسے پانی کپڑے کو (طبرانی) حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سفر و حضر میں ہمیشہ ایام بیض کے روزے رکھتے۔ (نسائی) **دوشنبہ اور جمعرات** کا روزہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوشنبہ اور جمعرات کو اعمال پیش ہوتے ہیں تو میں پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل اس وقت پیش ہو کہ میں روزہ دار ہوں اور فرمایا ان دونوں دنوں میں اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کی مغفرت فرماتا ہے مگر ان دو آدمیوں کی جنھوں نے آپس میں جدائی کر لی ہے۔ ان کے بارے میں فرشتوں سے کہتا ہے۔ انھیں چھوڑ دو جب تک یہ صلح نہ کر لیں (ترمذی و ابن ماجہ) **بدھ اور جمعرات** کا روزہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بدھ اور جمعرات کو روزے رکھے اس کے لئے دوزخ سے چھٹکارا لکھدیا جائے گا۔ اور فرمایا جو بدھ جمعرات جمعہ کو روزے رکھے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک ایسا مکان بنائے گا جس کا باہر کا حصہ اندر سے دکھائی دے گا اور اندر کا باہر سے۔ **مسئلہ** خصوصیت کے ساتھ جمعہ کے دن روزہ رکھنا مکروہ ہے البتہ آگے یا پیچھے اور روزہ ملا کر رکھے کہ نفل و سنت روزہ تنہا مکروہ ہے۔

اعتکاف[۲]

اعتکاف کی نیت سے اللہ کے واسطے مسجد میں ٹھہرنے کا نام اعتکاف ہے۔ اعتکاف تین قسم کا ہے واجب۔ سنت موکدہ۔ مستحب۔ **اعتکاف واجب**۔ یہ نذر کا اعتکاف ہے۔ جیسے کسی نے یہ منت مانی

---

[۱] جن دو آدمیوں میں دنیوی عداوت ہو تو اس رات کے آنے سے پہلے انھیں چاہئے کہ ہر ایک دوسرے سے ملجائے اور ہر ایک دوسرے کی خطا معاف کر دے تاکہ مغفرت الٰہی انھیں بھی شامل ہو جائے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے یہاں لوگ ایسا کرتے ہیں۔ اور جگہ بھی مسلمان ایسا کریں تو بہت اچھا ہے۔ ۱۲ منہ

[۲] اعتکاف کے معنی ہیں مسجد میں ذکر الٰہی کی نیت سے ٹھہرنا۔ ۱۲ منہ

کہ فلاں کام ہو جائے گا تو میں ایک دن یا دو دن کا اعتکاف کرونگا تو یہ اعتکاف واجب ہے۔ اس کا پورا کرنا ضروری ہے اعتکاف واجب کے لئے روزہ شرط ہے بغیر روزہ کے صحیح نہیں۔ **اعتکاف سنت موکدہ** یہ رمضان کے پورے عشرۂ اخیرہ یعنی آخر کے دس دن میں کیا جائے۔ یعنی بیسویں رمضان کو سورج ڈوبتے وقت اعتکاف کی نیت سے مسجد میں موجود ہو اور تیسویں کو سورج ڈوبنے کے بعد یا انتیسویں کو چاند ہونے کے بعد نکلے۔ اگر بیسویں تاریخ کو بعد نماز مغرب اعتکاف کی نیت کی تو سنت موکدہ ادا نہ ہوگی۔ یہ اعتکاف سنت موکدہ کفایہ ہے۔ کہ اگر سب چھوڑ دیں تو سب پکڑے جائیں اور اگر ایک نے بھی کر لیا تو سب چھوٹ جائیں اس اعتکاف میں بھی روزہ شرط ہے۔ مگر وہی رمضان کے روزے کافی ہیں (در و ہندیہ ہدایہ وغیرہ) **اعتکاف مستحب** اعتکاف واجب اور اعتکاف سنت موکدہ کے علاوہ جو اعتکاف کیا جائے وہ مستحب ہے اعتکاف مستحب کیواسطے روزہ شرط نہیں یہ تھوڑی دیر کا بھی ہو سکتا ہے مسجد میں جب جب جائے اس اعتکاف کی نیت کرلے چاہے تھوڑی ہی دیر مسجد میں رہ کر چلا آئے جب چلا آئیگا اعتکاف ختم ہو جائیگا۔ نیت میں صرف اتنا کافی ہے کہ میں نے خدا کیواسطے اعتکاف مستحب کی نیت کی (عالمگیری و بہار وغیرہ) **مسئلہ** مرد کے اعتکاف کیلئے مسجد ضروری ہے اور عورت اپنے گھر کی اس جگہ میں اعتکاف کرے جو جگہ اس نے نماز کیلئے مقرر کی ہو (ہدایہ ردالمحتار و بہار) **مسئلہ** معتکف (یعنی اعتکاف کرنے والا) کو مسجد سے بغیر عذر نکلنا حرام ہے اگر نکلا تو اعتکاف ٹوٹ جائیگا چاہے بھول کر ہی نکلا ہو جب بھی۔ یونہیں عورت اگر اپنے اعتکاف کی جگہ سے نکلی تو اعتکاف جاتا رہا چاہے گھر ہی میں رہے (عالمگیری و ردالمحتار) او مسجد سے نکلنے کے دو عذر ہیں ایک طبعی دوسرا شرعی۔ طبعی عذر یہ ہے جیسے پاخانہ پیشاب استنجا فرض غسل وضو (جبکہ غسل وضو کی جگہ مسجد میں نہ بنی ہو۔ مسجد میں بڑا حوض نہ ہو) شرعی عذر یہ ہے جیسے عید یا جمعہ کی نماز کیلئے جانا اگر اعتکاف والی مسجد میں جماعت نہ ہوتی ہو تو جماعت کے لئے بھی جا سکتا ہے۔ ان عذروں کے سوا کسی اور وجہ سے اگر تھوڑی دیر کیلئے بھی اعتکاف کی جگہ سے باہر جائیگا تو اعتکاف جاتا رہے گا اگرچہ بھول ہی کر جائے۔ **مسئلہ** معتکف رات و دن مسجد ہی میں رہے وہیں کھائے پیئے سوئے ان کاموں کیلئے مسجد سے باہر ہوگا تو اعتکاف ٹوٹ جائیگا۔ (درمختار ہدایہ وغیرہ) **مسئلہ** معتکف کے سوا اور کسی کو مسجد میں کھانے پینے سونے کی اجازت نہیں۔ اور اگر یہ کام کرنا چاہے تو اعتکاف کی نیت کر کے مسجد میں جائے اور نماز پڑھے یا ذکر الٰہی کرے پھر یہ کام کر سکتا ہے۔ مگر کھانے پینے میں یہ احتیاط لازم ہے کہ مسجد آلودہ نہ ہو۔ (ردالمحتار و بہار وغیرہ) **مسئلہ** معتکف کو اپنی ضرورت یا بال بچوں کی ضرورت سے مسجد میں خریدنا یا بیچنا جائز ہے جبکہ وہ چیز مسجد میں نہ ہو یا ہو تو تھوڑی ہو کہ جگہ نہ گھیرے۔ اور اگر خرید و فروخت

تجارت کی نیت سے ہو تو ناجائز ہے چاہے وہ چیز مسجد میں نہ ہو جب بھی (درمختار و ردالمحتار و بہار)۔
مسئلہ معتکف نہ چپ رہے نہ بات کرے بلکہ قرآن شریف کی تلاوت حدیث کی قرأت اور درود شریف کی کثرت کرے اور علم دین کا درس و تدریس کرے انبیاء و اولیا و صالحین کے حالات پڑھے یا دینی باتیں لکھے۔ (درمختار) مسئلہ اگر نفل اعتکاف توڑ دے تو اس کی قضا نہیں۔ اور سنت مؤکدہ اعتکاف اگر توڑا تو جس دن توڑا فقط اُس ایک دن کی قضا کرے پورے دس دنوں کی قضا واجب نہیں اور منت کا اعتکاف توڑا تو اگر کسی مقرر مہینہ کی منت تھی تو باقی دنوں کی قضا کرے ورنہ اگر علی الاتصال واجب ہوا تھا تو سرے سے پھر سے اعتکاف کرے اور اگر علی الاتصال واجب نہ تھا تو باقی کا اعتکاف کرے مسئلہ اعتکاف جس وجہ سے بھی ٹوٹے چاہے قصداً یا بلا قصد بہر حال قضا واجب ہے (ردالمحتار وغیرہ)

زکوٰۃ کا بیان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فلاح پانے وہ ہیں جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور فرماتا ہے جو کچھ تم خرچ کرو گے اللہ تعالیٰ اس کی جگہ اور دے گا اور اللہ بہتر روزی دینے والا ہے اور فرماتا ہے جو لوگ بخل کرتے ہیں اُس کے ساتھ جو اللہ نے اپنے فضل سے انھیں دیا وہ یہ گمان نہ کریں کہ یہ انکے لئے اچھا ہے بلکہ یہ ان کے لئے برا ہے اسی چیز کا قیامت کے دن اُن کے گلے میں طوق ڈالا جائیگا جسکے ساتھ بخل کیا۔ اور فرماتا ہے جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے اور اُسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انھیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنادو جس دن جہنم کی آگ میں تپائے جائیں گے اور ان سے انکی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں داغی جائینگی اور ان سے کہا جائیگا یہ وہ ہے جو تم نے اپنے نفس کیلئے جمع کیا تھا تو اب چکھو جو جمع کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مال برباد ہوتا ہے وہ زکوٰۃ نہ دینے سے برباد ہوتا ہے اور فرمایا زکوٰۃ دیکر اپنے مالوں کو مضبوط قلعوں میں کرلو اور اپنے بیماروں کا علاج صدقہ سے کرو اور بلا نازل ہونے پر دعا اور تضرع سے استعانت کرو۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے چار چیزیں فرض کی ہیں جو ان میں سے تین ادا کرے وہ اُسے کچھ کام نہ دیں گی جب تک پوری چاروں کو نہ بجا لائے۔ وہ چاروں یہ ہیں۔ نماز۔ زکوٰۃ۔ روزہ۔ حج۔ اور فرمایا جو زکوٰۃ نہ دے اُسکی نماز قبول نہیں۔ (طبرانی اوسط ابوداؤد۔ امام احمد۔ طبرانی کبیر) مسئلہ زکوٰۃ فرض ہے اسکا منکر کافر اور نہ دینے والا فاسق اور قتل کا مستحق اور ادا کرنے میں دیر کرنے والا گنہگار مردود الشہادۃ (عالمگیری و بہار) زکوٰۃ شریعت میں

اسکو کہتے ہیں کہ اللہ کیلئے مال کے ایک حصہ کا جو شرع نے مقرر کیا ہے مسلمان فقیر کو مالک بنا دے **مسئلہ** مباح کر دینے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی مثلاً فقیر کو زکوٰۃ کی نیت سے کھانا کھلا دیا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی اسلئے کہ یہ مالک کر دینا نہ ہوا۔ ہاں اگر کھانا دیدے کہ چاہے کھائے یا لے جائے تو ادا ہوگئی۔ یونہیں زکوٰۃ کی نیت سے کپڑا دیدیا تو ادا ہوگئی۔ (در مختار) **مسئلہ** مالک کرنے میں یہ بھی ضروری ہے کہ ایسے کو زکوٰۃ دے جو قبضہ کرنا جانتا ہو یعنی ایسا نہ ہو جو پھینک دے یا دھوکا کھائے نہیں تو ادا نہ ہوگی جیسے چھوٹے بچے یا پاگل کو زکوٰۃ دینے سے ادا نہ ہوگی۔ جس بچہ کو اتنی عقل نہ ہو تو اُسکی طرف سے اسکا باپ جو فقیر ہو وہ قبضہ کرے یا اُس بچہ کا وصی یا وہ کہ یہ بچہ جس کی نگرانی میں ہے وہ قبضہ کرے۔ (در مختار و ردالمحتار و بہار) **مسئلہ** زکوٰۃ واجب ہونے کے لئے چند شرطیں ہیں۔ مسلمان ہونا۔ بالغ ہونا۔ عاقل ہونا۔ آزاد ہونا مالک نصاب ہونا۔ پورے طور پر مالک ہونا۔ نصاب کا دین سے فارغ ہونا۔ نصاب کا حاجت اصلیہ سے فارغ ہونا۔ مال کا نامی ہونا۔ سال گزرنا۔ **مسئلہ** کافر پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ اگر کوئی کافر مسلمان ہوا تو اُسے یہ حکم نہ دیا جائیگا کہ کفر کے زمانہ کی زکوٰۃ ادا کرے (عامہ کتب) **مسئلہ** نابالغ پر زکوٰۃ واجب نہیں (ہدایہ وغیرہ) **مسئلہ** مجنون پر زکوٰۃ واجب نہیں جبکہ جنون پورے سال کو گھیر لے اور اگر سال کے اول و آخر میں اچھا ہو جاتا ہے چاہے بیچ سال میں نہ اچھا ہو تو زکوٰۃ واجب ہے اور جنون اگر اصلی ہو یعنی جنون ہی کی حالت میں بلوغ ہوا تو اس کا سال ہوش آنے سے شروع ہوگا یونہیں اگر جنون عارضی ہے مگر پورے سال کو گھیر لیا تو جب افاقہ ہوگا اس وقت سے سال کی ابتدا ہوگی۔ (جوہرہ۔ عالمگیری۔ ردالمحتار و بہار) **مسئلہ** نصاب سے کم میں زکوٰۃ واجب نہیں یعنی جتنے مال میں شریعت نے زکوٰۃ مقرر کی ہے اس سے کم مال کا مالک ہے تو زکوٰۃ واجب نہیں۔ **مسئلہ** پورے طور پر مال کا مالک ہو یعنی اس پر قبضہ بھی ہو تب زکوٰۃ واجب ہے ورنہ نہیں **مسئلہ** جو مال گم گیا یا دریا میں گر گیا یا کسی نے غصب کر لیا اور اُس کے پاس غصب کے گواہ نہیں یا جنگل میں دفن کر دیا تھا اور یہ یاد نہ رہا کہ کہاں دفن کیا تھا یا انجان کے پاس امانت رکھی تھی اور یہ یاد نہ رہا کہ وہ کون ہے یا مدیون نے دین سے انکار کر دیا اور اسکے پاس گواہ نہیں۔ پھر یہ مال مل گیا تو جب تک نہ ملا تھا اس زمانہ کی زکوٰۃ واجب نہیں (درمختار و ردالمحتار) **مسئلہ** اگر دین ایسے پر ہے جو دین کا اقرار کرتا ہے مگر ادا میں دیر کرتا ہے یا نادار ہے یا قاضی کے یہاں اس کے مفلس ہونے کا حکم ہو چکا ہے یا وہ منکر ہے مگر اس کے پاس گواہ موجود ہیں تو جب مال ملیگا گزرے ہوئے سالوں کی بھی زکوٰۃ واجب ہے (تنویر و بہار) **مسئلہ** شی مرہون کی زکوٰۃ نہ مرتہن پر ہے نہ راہن پر اور رہن چھڑانے کے بعد بھی اُن برسوں کی زکوٰۃ واجب نہیں (درمختار و بہار وغیرہ)

مسئلہ نصاب کا تو مالک ہے مگر اس پر اتنا دین ہے کہ دین ادا کرنے کے بعد نصاب نہیں رہتی تو زکوٰۃ واجب
نہیں۔ چاہے دین بندہ کا ہو (جیسے قرض۔ زرِ ثمن۔ کسی چیز کا تاوان) چاہے خدا کا (جیسے زکوٰۃ خراج)
مثلاً کوئی شخص صرف ایک نصاب کا مالک ہے اور دو سال گزر گئے کہ زکوٰۃ نہیں دی تو صرف پہلے سال کی
زکوٰۃ واجب ہے دوسرے سال کی نہیں اسلئے کہ پہلے سال کی زکوٰۃ تو اُسپر دین ہے اس کے نکالنے کے
بعد نصاب باقی نہیں رہتی لہٰذا دوسرے سال کی زکوٰۃ واجب نہ ہوئی (عالمگیری وردالمحتار) **مسئلہ** جو
دین میعادی ہو وہ زکوٰۃ سے نہیں روکتا (ردالمحتار) چونکہ عادۃً دینِ مہر کا مطالبہ نہیں ہوتا لہٰذا اگرچہ
شوہر کے ذمہ کتنا ہی دینِ مہر ہو جب وہ مالک نصاب ہے تو زکوٰۃ واجب ہے۔ (عالمگیری و بہار)۔
مسئلہ دین اسوقت زکوٰۃ سے روکتا ہے جب زکوٰۃ واجب ہونے سے پہلے کا ہو اور اگر نصاب پر سال گزرنے
کے بعد دین ہوا تو زکاۃ پر دین کا کچھ اثر نہیں۔ یعنی زکوٰۃ دینی ہوگی۔ (ردالمحتار و بہار) **مسئلہ** جو مال
حاجت اصلیہ کے علاوہ ہو اس میں زکوٰۃ واجب ہے جبکہ وہ نصاب کے برابر ہو۔ **حاجت اصلیہ**
یعنی زندگی بسر کرنے میں جس چیز کی ضرورت ہو اس میں زکوٰۃ واجب نہیں جیسے رہنے کا مکان جاڑے
گرمیوں میں پہننے کے کپڑے۔ خانہ داری کے سامان۔ سواری کے جانور۔ خدمت کے لونڈی غلام۔ آلات
حرب۔ پیشہ وروں کے اوزار۔ اہل علم کے لئے حاجت کی کتابیں۔ کھانے کیلئے غلہ۔ (ہدایہ۔ عالمگیری
ردالمحتار) خلاصہ یہ کہ زکوٰۃ تین قسم کے مال پر ہے ثمن یعنی سونا چاندی۔ مال تجارت۔ سائمہ یعنی
چرائی پر چھُٹے جانور (عامہ کتب) **مسئلہ** موتی اور جواہر پر زکاۃ واجب نہیں اگرچہ ہزاروں کے ہوں
ہاں اگر تجارت کی نیت سے لئے تو زکاۃ واجب ہوگئی۔ (عالمگیری درمختار و بہار) **مسئلہ** جو شخص
نصاب کا مالک ہے اگر درمیان سال میں کچھ اور مال بڑھا تو اس نئے مال کا سال الگ نہیں بلکہ پہلے
مال کا ختم سال اس کیلئے بھی ختم سال ہے اگرچہ سال پورا ہونے سے ایک ہی منٹ پہلے حاصل ہوا ہو۔
مسئلہ زکوٰۃ دیتے وقت یا زکوٰۃ کے لئے مال الگ کرتے وقت زکوٰۃ کی نیت کا ہونا ضروری ہے۔
نیت کے یہ معنی ہیں کہ اگر پوچھ جائے تو بلا تامل بتا سکے کہ زکوٰۃ ہے (عالمگیری) **مسئلہ** سال بھر تک خیرات
کرتا رہا اسکے بعد نیت کی کہ جو کچھ دیا ہے وہ زکوٰۃ ہے تو اس طرح زکوٰۃ ادا نہ ہوئی۔ (عالمگیری) **مسئلہ**
زکوٰۃ کا مال ہاتھ پر رکھا تھا کہ فقیروں نے لوٹ لیا تو زکوٰۃ ادا ہوگئی اور اگر ہاتھ سے گر گیا اور فقیر نے
اُٹھا لیا اگر یہ اُسے پہچانتا ہے اور راضی ہو گیا اور مال برباد نہ ہوا تو ادا ہوگئی (عالمگیری) **مسئلہ** زکوٰۃ
کا روپیہ مردہ کی تجہیز و تکفین یا مسجد کی تعمیر میں نہیں لگا سکتا اسلئے کہ ان میں فقیر کو مالک کر دینا نہیں پایا گیا۔

ع۵ یعنی جانوروں کے علاوہ جو مال ہے۔ جانوروں میں یہ قاعدہ ایک جنس میں جاری ہے مثلاً پہلے اسکے پاس گائیں تھیں
اور اب بکریاں ملیں تو بکریوں کا الگ اب سے سال لیا جائیگا۔ (جوہرہ)

اگر ان چیزوں میں خرچ کرنا چاہیں تو اسکا طریقہ یہ ہے کہ فقیر کو مالک کردیں - یہ فقیر خرچ کرے تو اب دونوں کو ہوگا حدیث میں آیا اگر سو ہاتھوں میں صدقہ گزرا تو سب کو ویسا ہی ثواب ملیگا جیسا دینے والے کو اور اسکے اجر میں کچھ کمی نہ ہوگی - (ردالمحتار و بہار و قاضی خاں) **مسئلہ** زکوٰۃ دینے میں اسکی ضرورت نہیں کہ فقیر کو زکوٰۃ کہہ کر دے بلکہ صرف زکوٰۃ کی نیت کافی ہے یہاں تک کہ اگر کوئی اور لفظ جیسے ہدیہ نذر - یا بچوں کے مٹھائی کھانے کو - تمھیں عید کرنے کو کہہ کر دیا اور خود نیت زکوٰۃ کی رکھی تو بھی ادا ہو جائیگی بعض محتاج ضرورتمند زکوٰۃ کا روپیہ نہیں لیتے انھیں زکوٰۃ دینے میں زکوٰۃ کا لفظ نہ کہے (بہار) **مسئلہ** مالک نصاب اگر پیشتر سے چند نصابوں کی زکوٰۃ دینا چاہے تو دے سکتا ہے یعنی شروع سال میں ایک نصاب کا مالک ہے اور دو تین نصابوں کی زکوٰۃ دیدی اور ختم سال پر جتنی نصابوں کی زکوٰۃ دی ہے اتنی نصابوں کا مالک ہو گیا تو سب کی ادا ہوگئی اور اگر سال تمام تک ایک ہی نصاب کا مالک رہا سال کے بعد اور حاصل کیا تو زکوٰۃ بعد والے میں محسوب نہ ہوگی (عالمگیری و بہار) **مسئلہ** ایک ہزار کا مالک ہے اور دو ہزار کی زکوٰۃ دی اور نیت یہ ہے کہ سال تمام تک اگر ایک ہزار اور ہوگئے تو یہ اسکی ہے ورنہ آئندہ سال میں محسوب ہوگی تو یہ جائز ہے (عالمگیری و بہار) **مسئلہ** اگر شک ہے کہ زکوٰۃ دی یا نہیں تو اب دے (عالمگیری ردالمحتار و بہار و سراجیہ و بحرالرائق)

سونے چاندی اور مال تجارت کی زکوٰۃ کا بیان

سونے کی نصاب بیس مثقال ہے یعنی ساڑھے سات تولہ سونا ہے اور چاندی کی نصاب دو سو درہم ہے یعنی ساڑھے باون تولہ چاندی ہے یعنی وہ تولہ جس سے یہ انگریزی روپیہ سوا گیارہ ماشہ ہے سونے چاندی کی زکوٰۃ میں وزن کا اعتبار ہے قیمت کا نہیں مثلاً سات تولے سونے یا کم کا زیور یا برتن بنا ہو کہ اس کی کاریگری کی وجہ سے دو سو درہم سے زائد قیمت ہو جائے یا سونا مہنگا ہو کہ ساڑھے سات تولے سے کم کی قیمت دو سو درہم سے بڑھ جائے - جیسے آجکل کہ ساڑھے سات تولے سونے کی قیمت چاندی کی کئی نصابیں ہونگی غرض یہ کہ وزن میں اگر نصاب کے برابر نہ ہو تو زکوٰۃ واجب نہیں چاہے قیمت کچھ بھی ہو - یونہیں سونے کی زکوٰۃ میں سونے اور چاندی کی زکوٰۃ میں چاندی کی کوئی چیز دی تو اُسکی قیمت کا اعتبار نہ ہوگا بلکہ وزن کا ہوگا گرچہ کام اور کاریگری کی وجہ سے قیمت بڑھ گئی ہو فرض کرو کہ دس آنہ بھری چاندی بک رہی ہے اور زکوٰۃ میں ایک روپیہ دیا جو سولہ آنے کا مانا جاتا ہے تو زکوٰۃ ادا کرنے میں وہ یہی سمجھا جائیگا کہ سوا گیارہ ماشہ چاندی دی

ف یعنی جب اس رائج روپیہ سے چاندی تولیں اور چاندی کا وزن چھپن روپیہ بھر ہو تو ایک نصاب ہوا اور اسپر زکوٰۃ واجب ہو اور سونے کا وزن اس رائج روپیہ سے ۸ روپیہ بھر ہوا - منہ سلمہٗ -

یہ چھ آنے بلکہ کچھ اوپر جو روپئے کی قیمت میں زائد ہیں لغو ہیں (درمختار و ردالمحتار و بہار) **مسئلہ** یہ جو کہا گیا کہ زکوٰۃ
کے ادا کرنے میں قیمت کا اعتبار نہیں۔ یہ اسی صورت میں ہے کہ اس جنس کی زکوٰۃ اسی جنس سے ادا کیجائے
اور اگر سونے کی زکوٰۃ چاندی سے یا چاندی کی سونے سے ادا کی تو قیمت کا اعتبار ہوگا۔ مثلاً سونے کی
زکوٰۃ میں چاندی کی کوئی چیز دی جس کی قیمت ایک اشرفی ہے تو ایک اشرفی دینا قرار پائیگا اگرچہ وزن
میں اس چیز کی چاندی پندرہ روپیہ بھر بھی نہ ہو (ردالمحتار و بہار) **مسئلہ** سونا چاندی جبکہ نصاب بھر ہوں
تو انکی زکوٰۃ ان کا چالیسواں حصہ ہے۔ چاہے وہ ویسے ہی ہوں یا ان کے سکّے (جیسے روپے اشرفیاں)
یا انکی کوئی چیز بنی ہو (جیسے زیور۔ برتن۔ گھڑی۔ سرمہ دانی) غرض جو کچھ ہو زکوٰۃ سب کی واجب ہے
مثلاً ساڑھے سات تولہ سونا ہے تو سوا دو ماشہ زکوٰۃ واجب ہے یا ساڑھے باون تولہ چاندی ہے تو ایک
تولہ تین ماشہ چھ رتی دینا واجب ہے (درمختار بہار وغیرہ) **مسئلہ** سونے چاندی کے علاوہ تجارت کی کوئی
چیز ہو جس کی قیمت سونے چاندی کے نصاب کو پہنچے تو اُس چیز پر بھی زکوٰۃ واجب ہے یعنی اُس چیز کی
قیمت کا چالیسواں حصہ اور اگر سامان تجارت کی قیمت تو نصاب کو نہیں پہنچتی مگر اسکے پاس مال تجارت
کے علاوہ سونا چاندی بھی ہے تو سامان کی قیمت سونے چاندی کے ساتھ ملا کر مجموعہ کریں اگر مجموعہ نصاب
کو پہونچے تو زکوٰۃ واجب ہے اور سامان تجارت کی قیمت اس سکے سے لگائیں جس کا چلن وہاں زیادہ ہو
جیسے ہندوستان میں روپیہ کا چلن زیادہ ہے یہاں اسی سے قیمت لگائی جائے۔ اور اگر کہیں سونے
چاندی کے سکوں کا یکساں چلن ہو تو اختیار ہے جس سے چاہیں قیمت لگائیں لیکن جبکہ روپئے سے قیمت
لگائیں تو نصاب نہیں ہوتی اور اشرفی سے ہو جاتی ہے یا اشرفی سے نہیں ہوتی اور روپئے سے ہو جاتی ہے
تو جس سے نصاب پوری ہو اُسی سے قیمت لگائی جائے۔ اور اگر دونوں سے نصاب پوری ہوتی ہے مگر ایک
سے نصاب کے علاوہ نصاب کا پانچواں حصہ زیادہ ہوتا ہے دوسرے سے نہیں تو اسی سے قیمت لگائیں
جس سے ایک نصاب اور نصاب کا پانچواں حصہ ہو (درمختار و بہار) **مسئلہ** نصاب سے زیادہ مال ہے
تو اگر یہ زیادتی نصاب کا پانچواں حصہ ہے تو اسکی بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ مثلاً دو سو چالیس درم یعنی ۶۲ تولہ
چاندی ہو تو زکوٰۃ میں چھ درم واجب یعنی ایک تولہ چھ ماشہ ۷ ۱/۵ رتی یعنی ساڑھے باون تولہ کے بعد
ہر ساڑھے دس تولہ پر تین ماشہ ۱ ۱/۵ رتی بڑھائیں۔ اور مثلاً سونا نو تولہ ہو تو دو ماشہ ۵ ۳/۵ رتی زکوٰۃ ہوئی
یعنی ساڑھے سات تولہ کے بعد ہر ڈیڑھ تولہ پر ۳ ۳/۵ رتی بڑھائیں اور اگر پانچواں حصہ نہ ہو تو معاف ہے
یعنی مثلاً نو تولہ سے اگر ایک رتی کم سونا ہے تو زکوٰۃ وہی ساڑھے سات تولہ کی واجب ہے یعنی سوا دو ماشہ
اور باقی رتی کم ڈیڑھ تولہ کی معاف ہے۔ یونہیں اگر چاندی ترسٹھ تولہ سے ایک رتی بھی کم ہے تو زکاۃ وہی

ساڑھے باون تولہ کی ایک تولہ تین ماشہ چھ رتی واجب ہے اور باقی رتی کم ساڑھے دس تولہ کی معاف - یونہیں جو زیادتی ہے اگر وہ بھی پانچواں حصّہ ہے تو اسکا چالیسواں واجب ورنہ معاف اور اسی طریقہ سے مال تجارت کا بھی یہی حکم ہے (درمختار عالمگیری و قاضی خاں) **مسئلہ** کسی کے پاس سونا بھی ہے اور چاندی بھی اور دونوں کی نصابیں پوری پوری ہیں تو یہ ضرور نہیں کہ سونے کو چاندی یا چاندی کو سونا قرار دیکر زکوٰۃ ادا کرے بلکہ ہر ایک کی زکوٰۃ علیحدہ علیحدہ واجب ہے۔ ہاں زکوٰۃ دینے والا اگر صرف ایک چیز سے دونوں نصابوں کی زکوٰۃ ادا کرے تو اُسے اختیار ہے مگر اس صورت میں یہ واجب ہوگا کہ قیمت وہ لگائے جس میں فقیروں کا زیادہ نفع ہو مثلاً ہندوستان میں روپئے کا چلن اشرفی سے زیادہ ہے تو سونے کی قیمت چاندی سے لگا کر چاندی زکوٰۃ میں دے **مسئلہ** سونا بھی ہے اور چاندی بھی اور دونوں میں سے کوئی بھی نصاب برابر نہیں تو سونے کی قیمت کی چاندی یا چاندی کی قیمت کا سونا فرض کر کے ملائیں۔ پھر اگر ملانے پر بھی نصاب نہیں ہوتی تو کچھ نہیں اور اگر سونے کی قیمت کی چاندی چاندی میں ملائیں تو نصاب ہو جاتی ہے اور چاندی کی قیمت کا سونا سونے میں ملائیں تو نصاب نہیں ہوتی یا بالعکس تو واجب ہے کہ جس میں نصاب پوری ہو وہ کریں اور اگر دونوں صورت میں نصاب ہو جاتی ہے تو اختیار ہے جو چاہیں کریں مگر جبکہ ایک صورت میں نصاب پر پانچواں حصّہ بڑھ جاتا ہے تو جس صورت میں پانچواں حصّہ بڑھ جائے وہی کرنا واجب ہے مثلاً سوا چھبیس تولہ چاندی ہے اور پونے چار تولہ سونا ہے۔ اگر پونے چار تولہ سونے کی چاندی سوا چھبیس تولہ ملتی ہے اور سوا چھبیس ۲۶¼ تولہ چاندی کا پونے چار تولہ سونا ملتا ہے تو سونے کو چاندی یا چاندی کو سونا جو چاہیں مان لیں اور اگر پونے چار تولہ سونے کے بدلے سینتیس ۳۷ تولہ چاندی ملتی ہے اور سوا چھبیس ۲۶¼ تولہ چاندی کا پونے چار تولہ سونا نہیں ملتا تو واجب ہے کہ سونے کو چاندی قرار دیں اسلئے کہ اس صورت میں نصاب ہو جاتی ہے بلکہ پانچواں حصّہ زیادہ ہوتا ہے اور اس صورت میں نصاب بھی پوری نہیں ہوتی۔ یونہیں اگر ہر ایک نصاب سے کچھ زیادہ ہے تو اگر زیادتی نصاب کا پانچواں حصّہ ہے تو اسکی بھی زکوٰۃ دیں اور اگر ہر ایک نصاب میں زیادتی اسکے پانچویں حصّہ سے کم ہے تو دونوں زیادتیوں کو ملائیں اگر ملکر بھی کسی نصاب کا پانچواں حصّہ نہیں ہوتا تو اس زیادتی پر کچھ نہیں اور اگر دونوں میں نصاب یا نصاب کا پانچواں ہو تو اختیار ہے۔ مگر جبکہ ایک میں نصاب ہو اور دوسرے میں پانچواں حصّہ تو وہ کریں جس میں نصاب ہو اور اگر ایک میں نصاب یا پانچواں حصّہ ہوتا ہے اور دوسرے میں نہیں تو وہی کرنا واجب ہے جس سے نصاب ہو یا نصاب کا پانچواں حصّہ (درمختار ردالمحتار و بہار) **مسئلہ** پیسے جب رائج ہوں اور دو سو درہم چاندی یا بیس مثقال سونے کی قیمت کے ہوں تو ان کی زکوٰۃ واجب ہے۔ اور اگر چلن اُٹھ گیا ہو تو

جب تک تجارت کیلئے نہ ہوں زکوٰۃ واجب نہیں۔ (فتاویٰ قاری الہدایہ و بہار) **مسئلہ** نوٹ کی بھی زکوٰۃ واجب ہے جب تک انکا رواج اور چلن ہو کہ یہ بھی ثمن اصطلاحی ہیں اور پیسوں کے حکم میں ہیں (بہار) یعنی ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونے کی قیمت کے نوٹ پر زکوٰۃ واجب ہے اور اس کے آگے سونے چاندی کے حساب کے قاعدہ سے **مسئلہ** مال تجارت میں سال گزرنے پر جو قیمت ہوگی اسکا اعتبار ہے مگر شرط یہ ہے کہ شروع سال میں اسکی قیمت دوسو درم سے کم نہ ہو۔ (عالمگیری) **مسئلہ** کرایہ پر دینے کے لئے دیگیں ہیں تو انکی زکوٰۃ نہیں یونہیں جو مکان کرایہ پر دینے کیلئے ہے اس کی بھی زکوٰۃ نہیں (عالمگیری قاضی خاں)

سائمہ کی زکوٰۃ کا بیان

تین قسم کے جانوروں میں زکوٰۃ واجب ہے جبکہ سائمہ ہوں۔ اونٹ۔ گائے۔ بکری۔ سائمہ وہ جانور ہے جو سال کے زیادہ حصہ چر کر گزر کرتا ہو اور اس سے مقصود صرف دودھ اور بچے لینا یا فربہ کرنا ہے۔ (تنویر و بہار) اگر گھر گھاس لا کر کھلاتے ہوں یا مقصود بوجھ لادنا یا ہل وغیرہ کسی کام میں لانا یا سواری لینا ہے تو اگرچہ چر کر گزر کرتا ہو وہ سائمہ نہیں اور اس کی زکوٰۃ واجب نہیں یونہیں اگر گوشت کھانے کیلئے ہے تو سائمہ نہیں اگرچہ جنگل میں چرتا ہو اور اگر تجارت کا جانور چرائی پر ہے تو یہ بھی سائمہ نہیں بلکہ اسکی زکوٰۃ قیمت لگا کر ادا کیجائیگی۔ (در مختار رد المحتار و بہار) **اونٹ کی زکوٰۃ**۔ پانچ اونٹ سے کم میں زکوٰۃ واجب نہیں اور جب پانچ یا پانچ سے زیادہ ہوں مگر پچیس[۲۵] سے کم تو ہر پانچ میں ایک بکری واجب ہے یعنی پانچ ہوں تو ایک بکری دس ہوں تو دو بکری وعلیٰ ہذا القیاس (ہدایہ در مختار وغیرہ) **مسئلہ** زکوٰۃ میں جو بکری دی جائے وہ سال بھر سے کم کی نہ ہو۔ بکری دیں یا بکرا جو چاہیں (رد المحتار) **مسئلہ** دو نصابوں کے درمیان میں جو ہوں وہ عفو ہیں یعنی انکی کچھ زکوٰۃ نہیں مثلاً سات آٹھ ہوں جب بھی وہی ایک بکری (در مختار) **مسئلہ** پچیس اونٹ ہوں تو ایک بنت مخاض (یعنی ایک سال سے کچھ زائد عمر کی اونٹنی) پینتیس[۳۵] تک یہی حکم ہے یعنی وہی ایک بنت مخاض دیں۔ چھتیس سے پینتالیس تک میں ایک بنت لبون (یعنی دو سال سے کچھ اوپر کی اونٹنی)۔ چھیالیس[۴۶] سے ساٹھ تک میں ایک حقہ (تین سال سے کچھ اوپر کی اونٹنی) اکسٹھ[۶۱] سے پچہتر تک ایک جذعہ (یعنی چار سال سے کچھ اوپر کی اونٹنی) چھہتر[۷۶] سے نوے[۹۰] تک دو بنت لبون۔ اکیانوے[۹۱] سے ایکسو بیس[۱۲۰] تک میں دو حقہ اسکے بعد ایکسو پینتالیس[۱۴۵] تک دو حقہ اور ہر پانچ میں ایک بکری۔ مثلاً ایکسو پچیس[۱۲۵] میں دو حقہ ایک بکری اور ایکسو تیس[۱۳۰] میں دو حقہ دو بکریاں وعلیٰ

علیٰ ہذا القیاس۔ اسی طرح اسی حساب سے۔ عفو۔ معاف کرنا۔ مٹانا۔

ہذا القیاس پھر ایک سو پچاس[۱۵۰] میں تین حقہ اگر اس سے زیادہ ہوں تو ان میں ویسا ہی کریں جیسا شروع میں کیا تھا یعنی ہر پانچ میں ایک بکری اور پچیس[۲۵] میں بنت مخاض چھتیس[۳۶] میں بنت لبون یہ ایکسو چھیاسی بلکہ ایک سو پچانوے[۱۹۵] تک کا حکم ہو گیا یعنی اتنے میں تین حقہ اور ایک بنت لبون پھر ایک سو چھیانوے[۱۹۶] سے دو سو[۲۰۰] تک چار حقہ اور یہ بھی اختیار ہے کہ پانچ بنت لبون دیدیں پھر دو سو کے بعد وہی طریقہ برتیں جو ایک سو پچاس کے بعد ہے یعنی ہر پانچ میں ایک بکری پچیس میں بنت مخاض چھتیس میں بنت لبون پھر دو سو چھیالیس سے دو سو پچاس تک پانچ حقہ وعلی ہذا القیاس (عامہ کتب) **مسئلہ** اونٹ کی زکوٰۃ میں جو اونٹ کا بچہ دیا جاتا ہے تو ضرور ہے کہ وہ مادہ ہو۔ نر دیں تو مادہ کی قیمت کا ہو ورنہ نہیں لیا جائیگا۔ **گائے بھینس کی زکوٰۃ** **مسئلہ** تیس سے کم گائیں ہوں تو زکوٰۃ واجب نہیں۔ جب تیس پوری ہوں تو ان کی زکوٰۃ میں ایک تبیع (یعنی سال بھر کا بچھڑا) یا تبیعہ (یعنی سال بھر کی بچھیا) ہے اور چالیس ہو تو ایک مُسِن (یعنی دو سال کا بچھڑا) یا مُسِنہ (دو سال کی بچھیا) اُنسٹھ تک یہی حکم ہے پھر ساٹھ میں دو تبیع یا تبیعہ پھر ہر تیس میں ایک تبیع یا تبیعہ اور ہر چالیس میں ایک مُسِن یا مُسِنَہ مثلاً ستر میں ایک تبیع اور ایک مُسِن اور اسی میں دو مسن وعلیٰ ہذا القیاس (عامہ کتب) **مسئلہ** گائے بھینس کا ایک حکم ہے اور اگر دونوں ہوں تو ملالیں جیسے بیس گائیں ہیں اور دس بھینسیں تو زکوٰۃ واجب ہو گئی اور زکاۃ میں اسکا بچہ لیا جائے جو زیادہ ہو یعنی گائے زیادہ ہو تو گائے کا بچہ اور بھینس زیادہ ہو تو بھینس کا بچہ اور کوئی زیادہ نہ ہو تو زکوٰۃ میں وہ بچہ لیں جو متوسط درجہ کا ہو (عالمگیری)۔ **بھیڑ بکری کی زکاۃ**۔ چالیس سے کم بھیڑ بکریاں ہوں تو زکوٰۃ واجب نہیں اور چالیس ہوں تو ایک بکری اور یہی حکم ایکسو بیس تک ہے یعنی ان میں بھی وہی ایک بکری ہے اور ایک سو اکیس میں دو بکری اور دو سو ایک میں تین بکری اور چار سو میں چار بکری پھر ہر سو پر ایک بکری اور جو دو نصابوں کے بیچ میں ہے انکی زکوٰۃ معاف ہے (عامہ کتب) **مسئلہ** زکوٰۃ میں اختیار ہے کہ بکری دے یا بکرا جو کچھ بھی ہو یہ ضرور ہے کہ سال بھر سے کم کا نہ ہو اگر کم کا ہو تو قیمت کے حساب سے دیا جا سکتا ہے۔ (درمختار و بہار) **مسئلہ** بھیڑ۔ دنبہ بکری میں داخل ہیں کہ ایک قسم سے نصاب پوری نہ ہو تو دوسری قسم کو ملالیں اور زکوٰۃ میں بھیڑ دنبہ بھی دے سکتے ہیں مگر سال بھر سے کم کے نہ ہوں (درمختار) **مسئلہ** اگر کسی کے پاس اونٹ گائے بکریاں سب ہیں مگر نصاب کسی کا پورا نہیں تو نصاب پوری کرنے کیلئے ملائے نہ جائیں گے اور زکوٰۃ واجب نہ ہو گی (درو بہار وغیرہ) **مسئلہ** گھوڑے گدھے خچر اگرچہ چرائی پر ہوں انکی زکوٰۃ نہیں ہاں اگر تجارت کیلئے ہوں تو انکی قیمت لگا کر اُسکا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دیں (درمختار وغیرہ)

کھیتی اور پھلوں کی زکوٰۃ کا بیان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس زمین کو آسمان یا چشموں نے سیراب کیا یا زمین عشری ہو یعنی نہر کے پانی سے اُسے سینچتے ہوں اس میں عُشر ہے (پیداوار کا دسواں حصہ) اور جس زمین کو سیراب کرنے کیلئے جانور پر پانی لاد کر لاتے ہیں اس میں نصف عُشر (یعنی پیداوار کا بیسواں حصہ ہے (بخاری وغیرہ) **مسئلہ** جو کھیت بارش یا نہر نالے کے پانی سے سیراب کیا جائے اُسمیں عشر یعنی پیداوار کا دسواں حصہ واجب ہے اور جس کھیت کی آبپاشی چرسے یا ڈول سے ہو اسمیں نصف عشر یعنی پیداوار کا بیسواں حصہ واجب ہے اور اگر کھیت کچھ دنوں مینھ کے پانی سے سیراب کیا جاتا ہے اور کچھ دنوں ڈول یا چرسے سے تو اگر زیادہ مینھ کے پانی سے کام لیا جاتا ہے اور کبھی کبھی ڈول چرسے سے تو عشر واجب ہے ورنہ نصف عشر (ردالمحتار و درمختار) **مسئلہ** زمین جو کھیتی کیلئے نقدی پر دی جاتی ہے اُسکا عشر کاشتکار پر ہے۔ (ردالمحتار) **مسئلہ** عُشری زمین بٹائی پر دی تو عُشر دونوں پر ہے اور اگر خراجی زمین بٹائی پر دی تو خراج مالک پر ہے۔ (ردالمحتار) **مسئلہ** زمین کی تین قسم ہے۔ عشری۔ خراجی۔ نہ عشری نہ خراجی۔ خراجی زمین میں خراج دینا واجب ہے اور عشری زمین اور اُس زمین میں جو نہ عشری ہو نہ خراجی ان دونوں قسموں میں عشر دینا واجب ہے۔ عشری زمین وہ ہے جس میں عشر دینا واجب ہوتا ہے یعنی پیداوار کا دسواں حصہ اور خراجی زمین وہ ہے جس میں خراج دینا واجب ہوتا ہے یعنی اتنا دینا واجب ہوتا ہے جو بادشاہ اسلام نے مقرر کیا ہے پیداوار سے مقرر کیا مثلاً چوتھائی یا تہائی یا نقد مقرر کیا جیسے دس یا بیس روپیہ بیگہ یا کچھ اور جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مقرر کیا تھا **مسئلہ** اگر معلوم ہو کہ سلطنت اسلامیہ میں اتنا خراج مقرر تھا وہی دیں جبکہ یہ اُس مقدار سے زیادہ نہ ہو جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اور جہاں منقول نہیں وہاں نصف پیداوار سے زیادہ نہ ہو اور یہ بھی شرط ہے کہ زمین اتنا دینے کی طاقت بھی رکھتی ہو (درمختار و ردالمحتار) **مسئلہ** اگر معلوم نہ ہو کہ سلطنت اسلام میں کیا مقرر تھا تو جو حضرت عمر کا مقرر کیا ہوا ہے وہ دیں اور اگر حضرت عمر کا مقرر کیا ہوا بھی معلوم نہ ہو تو نصف دیں۔ (فتاویٰ رضویہ) **مسئلہ** جہاں اسلامی سلطنت نہ ہو وہاں کے لوگ بطور خود فقراء وغیرہ جو مصارف خراج ہیں ان پر خرچ کریں۔ (بہار شریعت) **مسئلہ** ہندوستان میں مسلمانوں کی زمینیں خراجی نہ سمجھی جائیں گی جب تک کسی خاص زمین کیلئے خراجی ہونا دلیل شرعی سے ثابت نہ ہو جائے (بہار شریعت) **مسئلہ** عشر واجب ہونے کے لئے عاقل بالغ ہونا شرط نہیں مجنون اور نابالغ کی زمین میں جو کچھ پیدا ہوا

اس میں بھی عشر واجب ہے۔ (عالمگیری و بہار) **مسئلہ** جس پر عشر واجب ہوا وہ مرگیا اور پیداوار موجود ہے تو اس میں سے عشر لیا جائیگا۔ (عالمگیری و بہار) **مسئلہ** عشر میں سال گزرنا بھی شرط نہیں بلکہ اگر سال میں چند بار ایک کھیت میں زراعت ہوئی تو ہر بار عشر واجب ہے۔ (درمختار و ردالمحتار) **مسئلہ** عشر میں نصاب بھی شرط نہیں ایک صاع بھی پیداوار ہو تو عشر واجب ہے (درمختار و ردالمحتار) **مسئلہ** عشری زمین یا پہاڑ یا جنگل میں شہد ہوا تو اُس میں عشر واجب ہے یوں ہی پہاڑ اور جنگل کے پھلوں میں بھی عشر واجب ہے بشرطیکہ بادشاہ اسلام نے حربیوں اور ڈاکوؤں اور باغیوں سے ان عہ سب کی حفاظت کی ہو ورنہ کچھ نہیں (درمختار و ردالمحتار) **مسئلہ** گیہوں جَو جوار باجرہ دھان اور ہر قسم کے غلّے اور السی کُسُم، اخروٹ بادام اور ہر قسم کے میوے روئی پھول گنا خربوزہ تربوز کھیرا ککڑی بیگن اور ہر قسم کی ترکاری سب میں عشر واجب ہے۔ تھوڑا پیدا ہو یا زیادہ (عالمگیری و بہار) **مسئلہ** مکان یا مقبرہ میں جو پیداوار ہو اس میں نہ عشر ہے نہ خراج (درمختار و ردالمحتار) **مسئلہ** مسلمان نے اپنے گھر کو باغ بنالیا اگر اس میں عشری پانی دیتا ہے تو عشری ہے اور خراجی پانی دیتا ہے تو خراجی ہے۔ اور دونوں قسم کے پانی دیتا ہے جب بھی عشری ہے اور ذمی نے اپنے گھر کو باغ بنا لیا تو مطلقاً خراج لینگے۔ آسمان اور کنوئیں اور چشمہ اور دریا کا پانی عشری پانی ہے اور جو نہر عجمیوں نے کھودی اسکا پانی خراجی پانی ہے۔ کافروں نے کنواں کھودا تھا اور اب مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا یا خراجی زمین میں کھودا گیا وہ بھی خراجی ہے۔ (عالمگیری و ردالمحتار) **مسئلہ** زمین کے عشری ہونے کی بہت سی صورتیں ہیں۔ مثلاً مسلمانوں نے فتح کیا اور زمین مجاہدین پر تقسیم ہوگئی یا وہاں کے لوگ خود بخود مسلمان ہو گئے۔ جنگ کی نوبت نہ آئی یا عشری زمین کے قریب پرتی زمین تھی اُسے کاشت میں لایا یا اُس کھیت کو عشری پانی سے سیراب کیا۔ یہ سب صورتیں زمین کے عشری ہونے کی ہیں اور اور بھی صورتیں ہیں جو بڑی کتابوں میں مذکور ہیں۔ **مسئلہ** زمین کے خراجی ہونے کی بھی بہت سی صورتیں ہیں مثلاً مسلمانوں نے فتح کرکے وہیں والوں کو احسان کے طور پر دیدی یا دوسرے کافروں کو دیدی یا وہ ملک صلح کے طور پر فتح ہوا یا ذمی نے مسلمان سے عشری زمین خریدلی یا زمین کو خراجی پانی سے سیراب کیا تو ان سب صورتوں میں زمین خراجی ہے اور اسکے علاوہ بھی بہت صورتیں ہیں۔ **مسئلہ** خراجی زمین اگرچہ عشری پانی سے سیراب کیجائے خراجی ہی رہے گی۔ **مسئلہ** اور وہ زمین جو نہ خراجی ہو نہ عشری اسکی مثال یہ ہے کہ مسلمانوں نے فتح کرکے اپنے لئے قیامت تک کیلئے باقی رکھی یا زمین کے مالک مرگئے اور زمین بیت المال کی ملک ہوگئی تو ان صورتوں

عہ ان سب سے مراد شہد اور پھل دونوں ہیں کذا فی ردالمحتار ۱۲

میں زمین نہ عشری ہے نہ خراجی۔ مسئلہ گورنمنٹ کو جو مالگذاری دیجاتی ہے اس سے خراج شرعی نہیں ادا ہوتا بلکہ وہ مالک کے ذمہ ہے اسکا ادا کرنا ضروری ہے اور خراج کا مصرف صرف لشکر اسلام ہی نہیں بلکہ تمام مصالح عامہ مسلمین ہیں جن میں تعمیر مسجد و خرچ مسجد و ظیفہ امام و مؤذن و تنخواہ مدرسین علم دین و خبر گیری طلبہ علم دین و خدمت علمائے اہل سنت حامیان دین جو وعظ کہتے اور علم دین کی تعلیم کرتے اور فتوے کے کام میں مشغول رہتے ہوں داخل ہیں اور پل و سرائے بنانے میں بھی صرف کیا جا سکتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

زکوٰۃ کن لوگوں کو دیجائے

مسئلہ زکوٰۃ کے مصارف[ع] سات ہیں۔ فقیر۔ مسکین۔ عامل۔ رقاب۔ غارم۔ فی سبیل اللہ۔ ابن السبیل مسئلہ فقیر وہ آدمی ہے جسکے پاس کچھ ہو۔ مگر نہ اتنا کہ نصاب کو پہونچ جائے یا نصاب کے برابر ہو تو اسکی حاجت اصلیہ میں مستغرق ہو۔ (جیسے رہنے کا مکان۔ پہننے کے کپڑے خدمت کے لونڈی غلام پیشے کے اوزار وغیرہ جو ضرورت کی چیزیں ہیں چاہے کتنی ہی قیمتی ہوں یا اتنے کا قرض دار ہو کہ قرض نکالنے کے بعد جو بچے وہ نصاب کے برابر نہ ہو یہ چیزیں اگر ہوں اور نصاب سے زیادہ کی مالیت میں ہوں جب بھی فقیر ہے) (ردالمحتار وغیرہ) مسئلہ مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو یہاں تک کہ کھانے اور بدن چھپانے کیلئے اسکا محتاج ہے کہ لوگوں سے سوال کرے۔ مسئلہ مسکین کو سوال حلال ہے اور فقیر کو سوال ناجائز ہے اسلئے کہ جس کے پاس کھانے اور بدن چھپانے کو ہو اُسے بغیر ضرورت و مجبوری کے سوال حرام ہے (عالمگیری) مسئلہ عامل وہ ہے جسے بادشاہ اسلام نے زکوٰۃ و عشر وصول کرنے کیلئے مقرر کیا ہو اُسے کام کے لحاظ سے اتنا دیا جائے کہ اس کو اور اس کے مددگاروں کو متوسط طور پر کافی ہو مگر اتنا نہ دیا جائے کہ جو وصول کر لایا ہے اُسکے آدھے سے زیادہ ہو جائے۔ (درمختار وغیرہ) مسئلہ رقاب سے مراد مکاتب غلام کو دینا کہ اس مال زکوٰۃ سے بدل کتابت دے کر اپنی گردن چھڑائے (عامہ کتب) مسئلہ غارم سے مراد مدیون ہے یعنی اس پر اتنا دین ہو کہ اُسے نکالنے کے بعد نصاب باقی نہ رہے (درمختار) مسئلہ فی سبیل اللہ یعنی راہ خدا میں خرچ کرنا اسکی کئی صورتیں ہیں جیسے کوئی جہاد میں جانا چاہتا ہے اور سامان اسکے پاس نہیں تو زکوٰۃ کا مال دے سکتے ہیں اگرچہ وہ کما سکتا ہو۔ یا کوئی حج کو جانا چاہتا ہے اور اسکے پاس مال نہیں اسکو زکوٰۃ دے سکتے ہیں مگر اُسے حج کیلئے سوال کرنا جائز نہیں

ع زکوٰۃ کے مصارف۔ یعنی جن کو زکوٰۃ دیجائے جہاں خرچ کی جائے۔ ۱۲

یا طالب علم جو علم دین پڑھتا ہے اُسے بھی زکوٰۃ دے سکتے ہیں بلکہ یہ طالب علم سوال کر کے بھی مال زکوٰۃ لے سکتا ہے جبکہ اُس نے اپنے آپ کو اسی کام کیلئے فارغ کر رکھا ہو اگرچہ کما سکتا ہو۔ یونہیں ہر نیک کام میں زکوٰۃ خرچ کرنا فی سبیل اللہ ہے جبکہ بطور تملیک ہو۔ بغیر تملیک زکوٰۃ ادا نہیں ہو سکتی۔ درمختار و بہار) مسئلہ بہت لوگ زکوٰۃ کا مال اسلامی مدرسوں میں بھیج دیتے ہیں ان کو چاہئے کہ متولی مدرسہ کو بتا دیں کہ یہ زکوٰۃ ہے تاکہ متولی اسکو الگ رکھے اور دوسرے مال میں نہ ملائے اور غریب طلبہ پر خرچ کرے کسی کام کی اجرت میں نہ دے ورنہ زکوٰۃ ادا نہ ہوگی (بہار شریعت) مسئلہ ابن السبیل یعنی مسافر جس کے پاس مال نہ رہا وہ زکوٰۃ لے سکتا ہے اگرچہ گھر پر مال موجود ہو مگر اتنا ہی لے جس سے ضرورت پوری ہو جائے زیادہ کی اجازت نہیں۔ مسئلہ زکوٰۃ ادا کرنے میں یہ ضروری ہے کہ جسے دیں اُسے مالک بنا دیں۔ اباحت کافی نہیں۔ لہذا زکوٰۃ کا مال مسجد میں لگانا یا اُس سے میت کو کفن دینا یا میت کا دَین ادا کرنا یا غلام آزاد کرنا پُل۔ سرا سقا یا سڑک بنوا دینا نہر یا کنواں کھدوا دینا۔ ان چیزوں میں خرچ کرنا یا کتاب وغیرہ کوئی چیز خرید کر وقف کر دینا کافی نہیں اس سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ جب تک کسی فقیر کو مالک نہ بنا دیں البتہ فقیر زکوٰۃ کے مال کا مالک ہو جانے کے بعد خود اپنی طرف سے ان کاموں میں خرچ کرے تو کر سکتا ہے۔ (جوہرہ تنویر عالمگیری وغیرہ) مسئلہ اپنی اصل (یعنی ماں باپ دادا دادی نانا نانی وغیرہم جنکی اولاد میں یہ ہے) اور اپنی اولاد (یعنی بیٹا بیٹی۔ پوتا پوتی۔ نواسا نواسی وغیرہم) کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا۔ یونہیں صدقہ فطر و نذر شرعی و کفارہ بھی انھیں نہیں دے سکتا رہا صدقہ نفل تو وہ دے سکتا ہے بلکہ بہتر ہے (عالمگیری و درمختار و بہار) مسئلہ بہو۔ داماد۔ اور سوتیلی ماں یا سوتیلے باپ یا زوجہ کی اولاد یا شوہر کی اولاد کو زکوٰۃ دے سکتا ہے۔ اور رشتہ داروں میں جس کا نفقہ اس کے ذمہ واجب ہے اُسے زکاۃ دے سکتا ہے جبکہ نفقہ میں محسوب نہ کرے۔ (ردالمحتار) مسئلہ عورت شوہر کو اور شوہر عورت کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا۔ البتہ طلاق دینے کے بعد جبکہ عدت پوری ہو چکی ہو تو بعد عدت ختم ہونے کے دے سکتا ہے۔ (درمختار و ردالمحتار) مسئلہ غنی کی بی بی کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں جبکہ نصاب کی مالک نہ ہو۔ یونہیں غنی کے باپ کو دے سکتے ہیں جبکہ فقیر ہے۔ (عالمگیری) مسئلہ غنی مرد کے نابالغ بچے کو زکاۃ نہیں دے سکتے اور غنی کی بالغ اولاد کو دے سکتے ہیں جبکہ یہ فقیر ہوں (درمختار و عالمگیری) مسئلہ جو شخص حاجت اصلیہ کے علاوہ نصاب کا مالک ہو اسکو زکوٰۃ دینا جائز نہیں یعنی حاجت اصلیہ کے سامان کے علاوہ اتنا مال ہو کہ اس کی قیمت دو سو درم ہو۔ چاہے خود اُس مال پر زکوٰۃ واجب

تملیک۔ مالک بنا دینا ۱۲

نہ ہو مثلاً چھ تولہ سونا جب دوسو درم کی قیمت کا ہو تو جس کے پاس یہ ہے اگرچہ اُس پر زکوٰۃ واجب نہیں کہ سونے کی نصاب ساڑھے سات تولہ ہے مگر اس شخص کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔ یا مثلاً جس کے بیس گائے ہیں جنکی قیمت دوسو درم ہے تو اسکو زکوٰۃ نہیں دے سکتے اگرچہ بیس گائے پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ **مسئلہ** مکان سامان خانہ داری پہننے کے کپڑے خادم سواری کا جانور ہتھیار اہل علم کیلئے کتابیں جو اُس کے کام میں ہوں یہ سب حاجت اصلیہ سے ہیں۔ **مسئلہ** صحیح تندرست کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں اگرچہ کمانے پر قدرت رکھتا ہو مگر سوال کرنا اُسے جائز نہیں۔ (عالمگیری) **مسئلہ** موتی ہیرا وغیرہ جواہر جس کے پاس ہوں اور تجارت کے لئے نہ ہوں تو انکی زکوٰۃ واجب نہیں مگر جب نصاب کی قیمت کے ہوں تو زکوٰۃ لے نہیں سکتا (درمختار وغیرہ) **مسئلہ** بنی ہاشم کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے **بنی ہاشم** سے یہاں مراد حضرت علی وحضرت جعفر وعقیل اور حضرت عباس و حارث ابن مطلب کی اولادیں ہیں۔ (عالمگیری ردالمحتار وغیرہ) **مسئلہ** ماں ہاشمی بلکہ سیدانی ہو اور باپ ہاشمی نہ ہو تو ہاشمی نہیں اسلئے کہ شرع میں نسب باپ سے ہے لہذا ایسے شخص کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں جبکہ نہ دینے کی کوئی اور وجہ نہ ہو (بہار شریعت) **مسئلہ** صدقہ نفل اور وقف کی آمدنی بنی ہاشم کو دے سکتے ہیں۔ (درمختار و بہار) **مسئلہ** ذمّی کافر کو نہ زکاۃ دے سکتے ہیں نہ کوئی صدقہ واجبہ (جیسے نذر کفارہ صدقہ فطر) اور حربی کو کسی قسم کا صدقہ دینا جائز نہیں نہ واجبہ نہ نفل اگرچہ وہ حربی دارالاسلام میں بادشاہ اسلام سے امان لیکر آیا ہو۔ (درمختار) **ہندوستان اگرچہ دارالاسلام ہے** مگر یہاں کے کفار ذمی نہیں انھیں صدقات نفل مثلاً ہدیہ وغیرہ دینا بھی ناجائز ہے۔ (بہار شریعت) **مسئلہ** جن لوگوں کی نسبت بیان کیا گیا کہ انھیں زکوٰۃ دے سکتے ہیں ان سب کا فقیر ہونا شرط ہے سوا عامل کے کہ اسکے لئے فقیر ہونا شرط نہیں۔ اور ابن السبیل اگرچہ غنی ہو حالت سفر میں جبکہ مال نہ ہو تو وہ بھی فقیر کے حکم میں ہے باقی کسی کو جو فقیر نہ ہو زکوٰۃ نہیں دے سکتے (درمختار وغیرہ) **مسئلہ** زکوٰۃ وغیرہ صدقات میں افضل یہ ہے کہ پہلے اپنے بھائیوں بہنوں کو دے۔ پھر انکی اولاد کو پھر چچا اور پھوپھیوں کو پھر اُن کی اولاد کو پھر ماموں اور خالہ کو پھر انکی اولاد کو پھر اپنے گاؤں یا شہر کے رہنے والوں کو (جوہرہ عالمگیری وغیرہ) حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کے صدقہ کو قبول نہیں فرماتا جس کے رشتہ دار اسکے سلوک کرنے کے محتاج ہوں اور یہ غیروں کو دے (ردالمحتار) **مسئلہ** بدمذہب کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ (درمختار) اور اسی طرح ان مرتدین کو بھی دینے سے ادا نہ ہوگی جو زبان سے تو اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن خدا و رسول کی شان گھٹاتے یا

ابن السبیل۔ مسافر

کسی اور ضروری دینی کا انکار کرتے ہیں۔ (بہار وغیرہ) **مسئلہ** جس کے پاس آج کے کھانے کو ہے یا تندرست ہے کہ کما سکتا ہے اُسے کھانے کیلئے سوال حلال نہیں اور بے مانگے کوئی خود دیدے تو لینا جائز ہے اور کھانے کو اس کے پاس ہے مگر کپڑا نہیں تو کپڑے کیلئے سوال کر سکتا ہے۔ یونہیں اگر جہاد یا طلب علم دین میں لگا ہے تو اگرچہ صحیح تندرست کمانے لائق ہو اُسے سوال کی اجازت ہے جسے سوال جائز نہیں اسکے سوال پر دینا بھی ناجائز۔ دینے والا بھی گنہگار (درمختار وبہار) **مسئلہ** بھیک مانگنا بہت ذلت کی بات ہے بغیر ضرورت سوال نہ کرے۔ حدیثوں سے ثابت ہے کہ بے ضرورت سوال کرنا حرام ہے کہ سوال کرنے والا حرام کھاتا ہے (مسلم وابوداؤد ونسائی وغیرہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو سوال سے بچنا چاہے گا اللہ تعالیٰ اُسے بچائیگا اور جو غنی بننا چاہے گا اللہ تعالیٰ اُسے غنی کر دے گا اور جو صبر کرنا چاہے گا اللہ تعالیٰ اُسے صبر دے گا (بخاری مسلم ترمذی وغیرہ) اور فرمایا جو بندہ سوال کا دروازہ کھولے گا۔ اللہ تعالیٰ اُسپر محتاجی کا دروازہ کھولے گا (احمد وابویعلیٰ بزاز وطبرانی) اور فرمایا جو سوال کرے اور اسکے پاس اتنا ہے جو اُسے بے پرواہ کرے تو وہ آگ کی زیادتی چاہتا ہے لوگوں نے عرض کیا وہ کتنا ہے جس کے ہوتے سوال جائز نہیں۔ فرمایا صبح وشام کا کھانا۔ (ابوداؤد وابن حبان وابن خزیمہ)

صَدَقہ فِطر کا بَیان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ کا روزہ آسمان وزمین کے بیچ میں رُکا رہتا ہے جب تک صَدَقہ فِطر ادا نہ کرے۔ (دیلمی۔ خطیب۔ ابن عساکر) **مسئلہ** صدقہ فطر واجب ہے عمر بھر اسکا وقت ہے یعنی اگر ادا نہ کیا ہو تو اب ادا کر دے۔ ادا نہ کرنے سے ساقط نہ ہو گا۔ نہ اب ادا کرنا قضا ہے بلکہ اب بھی ادا ہی ہے اگرچہ سنت عید کی نماز سے پہلے ادا کر دینا ہے۔ (درمختار وغیرہ) **مسئلہ** عید کے دن صبح صادق شروع ہوتے ہی صدقہ فطر واجب ہو جاتا ہے لہٰذا جو شخص صبح صادق سے پہلے مر گیا یا فقیر ہو گیا تو اس پر صدقہ فطر واجب نہ ہوا۔ (عالمگیری) **مسئلہ** صبح صادق شروع ہونے کے بعد جو بچہ پیدا ہوا یا جو کافر مسلمان ہوا یا جو فقیر غنی ہوا اس پر صدقہ فطر واجب نہ ہوا۔ (عالمگیری) **مسئلہ** صبح صادق شروع ہونے سے پہلے کافر مسلمان ہو گیا یا بچہ پیدا ہوا یا جو فقیر تھا وہ غنی ہو گیا تو صدقہ فطر واجب ہے۔ (عالمگیری) **مسئلہ** جو صبح صادق شروع ہونے کے بعد مرا اُس پر صدقہ فطر واجب ہے (عالمگیری) **مسئلہ** صَدَقہ فِطر ہر مسلمان آزاد مالک نصاب پر (جس کی نصاب حاجت اصلیہ کے علاوہ ہو) واجب ہے اس میں عاقل بالغ اور مال نامی ہونے کی شرط نہیں یعنی مال پر سال گزرنا شرط نہیں

(درمختار) **مسئلہ** مرد مالک نصاب پر اپنی طرف سے اور اپنے چھوٹے بچے کی طرف سے صدقہ فطر واجب ہے جبکہ بچہ خود نصاب کا مالک نہ ہو اور اگر بچہ نصاب کا مالک ہے تو اسکا صدقہ فطر اسی کے مال سے دیا جائے اور مجنون اولاد اگرچہ بالغ ہو جبکہ غنی نہ ہو تو اُسکا صدقہ فطر اُسکے باپ پر واجب ہے اور غنی ہو تو خود اُس کے مال سے دیا جائے۔ (درمختار و ردالمحتار) **مسئلہ** صدقہ فطر واجب ہونے کیلئے روزہ رکھنا شرط نہیں اگر کسی عذر سفر مرض بڑھاپے کیوجہ سے یا معاذ اللہ بلا عذر روزہ نہ رکھا جب بھی واجب ہے (ردالمحتار و بہار) **مسئلہ** باپ نہ ہو تو دادا باپ کی جگہ ہے یعنی اپنے فقیر و یتیم پوتے پوتی کی طرف سے اُس پر صدقہ فطر دینا واجب ہے **مسئلہ** اپنی عورت اور عاقل بالغ اولاد کا صدقہ فطر اسکے ذمہ نہیں اگرچہ یہ اپاہج ہوں اگرچہ انکا نفقہ اسکے ذمہ ہو۔ (درمختار و بہار وغیرہ)۔ **صدقہ فطر کی مقدار** یہ ہے گیہوں یا اُس کا آٹا یا ستو آدھا صاع کھجور یا منقیٰ یا جو یا اس کا آٹا یا ستو ایک صاع۔ (ہدایہ۔ درمختار۔ عالمگیری وغیرہ) **مسئلہ** گیہوں اور جو دینے سے ان کا آٹا دینا افضل ہے اور اس سے افضل یہ کہ قیمت دے چاہے گیہوں کی قیمت دے یا جو کی یا کھجور کی مگر گرانی میں خود ان چیزوں کا دینا قیمت دینے سے افضل ہے اور اگر خراب گیہوں یا جو کی قیمت دی تو اچھے کی قیمت سے جو کمی پڑے وہ پوری کرے۔ (ردالمحتار)۔ **صاع کا وزن** اعلیٰ درجہ کی تحقیق اور احتیاط یہ ہے کہ صاع کا وزن تین سو اکیاون ۳۵۱ روپیہ بھر ہے اور نصف صاع کا وزن ایکسو پچھتر روپیہ اٹھنی بھر اوپر ہے۔ (فتاوی رضویہ) یعنی اسّی بھر کے نمبری سیر سے (جو آج کل ہندوستان کے اکثر بڑے شہروں میں رائج ہے) ایک صاع چار سیر سوا چھ چھٹانک کا ہوتا ہے اور آدھا صاع دو سیر سوا تین چھٹانک کا ہوتا ہے آسانی اور زیادہ احتیاط اس میں ہے کہ گیہوں سوا دو سیر نمبری یا جو ساڑھے چار سیر نمبری ایک ایک شخص کی طرف سے دیں **مسئلہ** صدقہ فطر کے مصارف وہی ہیں جو زکاۃ کے ہیں یعنی جن کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں انھیں فطرہ بھی دے سکتے ہیں سوا عامل کے کہ اس کیلئے زکوٰۃ ہے فطرہ نہیں۔ (درمختار و ردالمحتار)

قربانی کا بیان

قربانی یہ ایک مالی عبادت ہے جو غنی پر واجب ہے۔ خاص جانور کو خاص دن میں اللہ کے لئے ثواب کی نیت سے ذبح کرنا قربانی ہے۔ مسلمان مقیم۔ مالک نصاب۔ آزاد پر واجب ہے **مسئلہ** جس طرح قربانی مرد پر واجب ہے اُسی طرح عورت پر بھی واجب ہے۔ (درمختار وغیرہ) **مسئلہ** مسافر پر

افضل۔ اچھا بہتر۔ گرانی۔ مہنگی۔ آزاد۔ یعنی جو غلام نہ ہو۔ ۱۲

قربانی واجب نہیں لیکن اگر نفل کے طور پر کرے تو کرسکتا ہے۔ ثواب پائے گا۔ (درمختار وغیرہ) **مسئلہ** مالک نصاب ہونے سے مراد اتنا مال ہونا ہے جتنا مال ہونے سے صدقہ فطر واجب ہوتا۔ یعنی حاجت[عہ] اصلیہ کے علاوہ دوسو درہم (۵۲½ تولہ چاندی) یا بیس دینار (۷½ تولہ سونا) کا مالک ہو۔ (درمختار و عالمگیری وغیرہ) **مسئلہ** جو شخص دوسو درم یا بیس دینار کا مالک ہو یا حاجت کے سوا کسی ایسی چیز کا مالک ہو جس کی قیمت دوسو درہم ہو تو وہ غنی ہے اُسپر قربانی واجب ہے (عالمگیری وغیرہ)۔

قربانی کا وقت ۔ دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق سے بارہویں کے غروب آفتاب تک ہے یعنی تین۳ دن اور دو۲ راتیں لیکن دسویں سب میں افضل ہے پھر گیارہویں پھر بارہویں۔ **مسئلہ** شہر میں قربانی کی جائے تو شرط یہ ہے کہ نماز عید کے بعد ہو اور دیہات میں چونکہ نماز عید نہیں اس لئے صبح صادق سے ہو سکتی ہے۔ **مسئلہ** قربانی کے وقت میں قربانی ہی کرنی لازم ہے اتنی قیمت یا اتنی قیمت کا جانور صدقہ کرنے سے واجب ادا نہ ہوگا (عالمگیری وغیرہ) **مسئلہ** قربانی کے دن گزر جانے کے بعد قربانی فوت ہوگئی۔ اب نہیں ہوسکتی لہٰذا اگر کوئی جانور قربانی کیلئے خرید رکھا ہے تو اسکو صدقہ کرے ورنہ ایک بکری کی قیمت صدقہ کرے۔ (ردالمحتار عالمگیری وغیرہ) **مسئلہ** جب قربانی کی شرطیں پائی جائیں (جن کا اوپر بیان ہوا) تو ایک بکری یا بھیڑ کا ذبح کرنا یا اونٹ۔ گائے۔ بھینس کا ساتواں حصہ واجب ہے۔ اس سے کم نہیں ہو سکتا۔ یہاں تک کہ اگر کسی شریک کا حصہ ساتویں سے کم ہے تو کسی کی قربانی صحیح نہ ہوگی ہاں سات سے کم شریک ہوں اور حصے بھی کم و بیش ہوں لیکن کسی کا حصہ ساتویں سے کم نہ ہو تو جائز ہے۔ **مسئلہ** قربانی کے سب شریکوں کی نیت تقرب (یعنی ثواب پانا) ہونا چاہئے خالی گوشت حاصل کرنا نہ ہو لہٰذا عقیقہ کرنے والا شریک ہو سکتا ہے (کہ عقیقہ بھی تقرب کی ایک صورت ہے) (ردالمحتار)

قربانی کا طریقہ ۔ قربانی کے جانور کو ذبح سے پہلے چارہ پانی دیدیں پہلے سے چھری تیز کرلیں لیکن جانور کے سامنے نہیں۔ جانور کو بائیں پہلو پر اسطرح لٹائیں کہ قبلہ کیطرف اس کا منہ ہو اور ذبح کرنے والا اپنا داہنا پاؤں اس کے پہلو پر رکھ کر تیز چھری سے جلد ذبح کردے اور ذبح سے پہلے یہ دعا پڑھ لے۔ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ٥ اَللّٰهُمَّ لَكَ وَمِنْكَ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکْبَرُ[عہ] دعا ختم

حاجت اصلیہ۔ رہنے کا مکان۔ سامان خانہ داری۔ کپڑے خادم سواری کا جانور ہتھیار پیشہ کے اسباب اوزار اور اہل علم کیلئے حاجت کی کتابیں یہ چیزیں حاجت اصلیہ سے ہیں۔ منہ۔ عہ میں نے اپنے آپ کو متوجہ کیا اُس ذات کیطرف جس نے آسمان و زمین کو پیدا فرمایا اس حال میں کہ میں دین حق پر ہوں اور شرک کرنیوالوں میں نہیں بلاشک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا (بقیہ صفحہ ۲۶۵ پر)

کرتے ہی چھری چلادے۔ قربانی اپنی طرف سے ہو تو ذبح کے بعد یہ پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ خَلِیْلِکَ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَحَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عہ ذبح میں چاروں رگیں کٹیں یا کم سے کم تین اس سے زیادہ نہ کاٹیں کہ چھری مہرہ تک پہونچ جائے کہ یہ بے وجہ کی تکلیف ہے ٹھنڈا ہونے پر پاؤں کاٹیں کھال اتاریں۔ اگر دوسرے کی طرف سے ذبح کیا ہے تو مِنِّیْ کی جگہ مِنْ فلاں کہے (یعنی اُس کا نام لے) اور اگر مشترک جانور ہو جیسے گائے۔ اُونٹ۔ بھینس تو فلاں کی جگہ سب شریکوں کے نام لے **مسئلہ** اگر دوسرے سے ذبح کرائے تو بہتر ہے کہ خود بھی حاضر رہے۔

گوشت اور کھال ۔ اگر جانور مشترک ہے تو گوشت تول کر تقسیم کیا جائے اٹکل سے نہ باٹیں کہ اگر کسی کو زیادہ پہونچ گیا تو دوسرے کے معاف کرنے سے بھی جائز نہ ہوگا کہ حق شرع ہے (ردالمختار و بہار) پھر اپنے حصے کے تین حصے کرکے ایک حصہ فقیروں کو دے دیں اور ایک حصہ دوستوں اور عزیزوں کو دے اور ایک حصہ اپنے گھروالوں کیلئے رکھے خود بھی کھائے بال بچوں کو بھی کھلائے اگر گھر والے زیادہ ہوں تو کل گھر کے صرف میں لاسکتا ہے اور کل صدقہ بھی کرسکتا ہے اگرچہ ایک حصہ اپنے لئے بہتر ہے۔ **مسئلہ** اگر میت کی طرف سے قربانی کی تو اس کے گوشت کا بھی یہی حکم ہے البتہ اگر میت نے کہا تھا کہ میری طرف سے قربانی کردینا تو اس صورت میں کل گوشت صدقہ کردے **مسئلہ** قربانی اگر میت کی ہے تو اس کا گوشت نہ خود کھا سکتا ہے نہ غنی کو کھلا سکتا ہے بلکہ اُس کو صدقہ کردینا واجب ہے۔ (زیلعی و بہار) **مسئلہ** قربانی کرنے والا بقرعید کے دن سب سے پہلے قربانی کا گوشت کھائے یہ مستحب ہے (بحرالرائق) **مسئلہ** قربانی کا گوشت کافر کو نہ دے (کہ یہاں کے کفار حربی ہیں) **مسئلہ** چمڑا جھول رسّی ہار سب صدقہ کردے۔ چمڑے کو خود اپنے کام میں بھی لا سکتا ہے مثلاً ڈول جانماز بچھونا وغیرہ بنا سکتا ہے لیکن بیچ کر قیمت اپنے کام میں لانا جائز نہیں اگر بیچ دیا تو اُس قیمت کو صدقہ کردینا واجب ہے (درمختار و ردالمحتار) **مسئلہ** آج کل اکثر لوگ کھال دینی مدرسہ میں دیا کرتے ہیں یہ جائز ہے۔ اگر مدرسہ میں دینے کی نیت سے کھال بیچ کر قیمت مدرسہ میں دے دیں تو یہ بھی جائز ہے۔ (عالمگیری و بہار) **مسئلہ** قربانی کا گوشت یا چمڑا قصاب یا ذبح کرنے والے کو مزدوری میں نہیں دے سکتا ہاں اگر دوستوں کی طرح ہدیۃً حصہ دیا تو دے سکتا ہے جبکہ اُسے اُجرت میں نہ شمار کرے (ہدایہ وغیرہ) **مسئلہ** بعض جگہ قربانی کا چمڑا مسجد کے امام کو دیتے ہیں اگر تنخواہ میں نہ دیا جائے بلکہ بطور مدد کے دیں تو حرج نہیں۔ (بہار شریعت)

(بقیہ صفحہ ۱۶۲) مرنا اللہ رب العالمین ہی کے لئے ہے جسکا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمانوں میں ہوں۔ اے اللہ یہ قربانی تیری ہی عبادت اور خوشنودی کیلئے ہے اور تیری ہی توفیق اور مہربانی اور بخشش سے ہے اللہ کے نام سے ذبح کرتا ہوں جو سب سے بڑا ہے۔ ۱۲

عہ اے اللہ میری اس قربانی کو قبول فرما جیسا کہ اپنے خلیل ابراہیم علیہ السلام اور اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے قبول کیا۔ ۱۲

قربانی کا جانور۔ اونٹ، گائے، بھینس، بکری، بھیڑ، نر مادہ۔ خصی غیر خصی سب کی قربانی ہوسکتی ہے۔ (عالمگیری) **مسئلہ** وحشی جانور جیسے ہرن نیل گائے بارہ سنگھا وغیرہ کی قربانی نہیں ہوسکتی۔ (عالمگیری) **مسئلہ** دنبہ بھیڑ ہی میں داخل ہے **مسئلہ** اونٹ پانچ سال گائے بھینس دو سال بھیڑ بکری ایک سال کی ہو یا زیادہ کی اس سے کم کی نا جائز ہے۔ ہاں اگر دنبہ یا بھیڑ کا چھ ماہہ بچہ اتنا بڑا ہو کہ دور سے دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔ (درمختار) **مسئلہ** قربانی کا جانور موٹا تازہ اور اچھا ہونا چاہیئے۔ عیبی نہ ہونا چاہیئے۔ اگر تھوڑا سا عیب ہو تو قربانی ہو جائے گی مگر مکروہ ہوگی اور اگر زیادہ عیب ہے تو ہوگی ہی نہیں (ردالمحتار و درمختار و عالمگیری) **مسئلہ** مُنڈا جس کے پیدائشی سینگ نہ ہوں جائز ہے البتہ اگر سینگ تھے اور ٹوٹ گئے اور مینگ (گودا) تک ٹوٹ گئے تو جائز نہیں اس سے کم ٹوٹا ہے تو جائز ہے (عالمگیری وغیرہ) **مسئلہ** اندھا۔ لنگڑا۔ کانا۔ بہت دُبلا۔ کان کٹا دُم کٹا۔ بے دانت کا۔ تھن کٹا۔ تھن[1] سوکھا۔ ناک کٹا۔ پیدائشی بے کان کا۔ بیمار۔ خنثیٰ (جس کے دونوں نشانیاں ہوں) جلّالہ (جو صرف غلیظ کھاتا ہو) ان سب کی قربانی جائز نہیں (درمختار و بہار) **مسئلہ** بیماری اگر خفیف ہے اور لنگڑاپن ہلکا ہے کہ چل پھر لیتا ہے۔ قربان گاہ تک جاسکتا ہے یا کان ناک دُم تہائی سے زیادہ نہیں کٹے تو جائز ہے۔ (درمختار ہدایہ عالمگیری) **مسئلہ** قربانی کرتے وقت جانور اُچھلا کودا اور اس سے عیبی ہوگیا تو حرج نہیں (درمختار و ردالمحتار) **مسئلہ** قربانی کی اور پیٹ میں زندہ بچہ ہے تو اُسے بھی ذبح کردے اور کام میں لاسکتا ہے اور مرا ہوا ہو تو اُسے پھینک دے۔ (بہار شریعت) **مسئلہ** خریدنے کے بعد قربانی سے پہلے جانور نے بچہ دے دیا تو اُسے بھی ذبح کر ڈالے اور اگر بیچ دیا تو اسکی قیمت کو صدقہ کرے۔ اور اگر ایام قربانی میں ذبح نہ کیا تو زندہ صدقہ کردے (عالمگیری و بہار)۔

فائدہ ۔ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم عمیم کو دیکھو کہ خود اس اُمت مرحومہ کیطرف سے قربانی کی اور اس موقع پر بھی امت کا خیال فرمایا۔ لہٰذا جس مسلمان سے ہو سکے وہ حضرت کے نام کی قربانی کرے تو کیسی خوش نصیبی ہے۔ (بہار شریعت)

عقیقہ

بچہ پیدا ہونے کے شکریہ میں جو جانور ذبح کیا جاتا ہے اس کو عقیقہ کہتے ہیں **مسئلہ** عقیقہ مستحب ہے اس کے لئے ساتواں دن بہتر ہے۔ اگر ساتویں دن نہ کرسکیں تو جب میسر ہو کریں سنت ادا ہو جائیگی

---

[1] چار میں سے ایک کا سوکھا ہونا مانع نہیں۔ ۱۲ منہ

مسئلہ لڑکے کے لئے دو بکرے اور لڑکی کے لئے ایک بکری ذَبح کی جائے یعنی لڑکے میں نر جانور اور لڑکی
میں مادہ مناسب ہے۔ اس کے برعکس میں بھی حرج نہیں بلکہ اگر دو نہ ہو سکے تو لڑکے میں صرف ایک بکری
میں بھی حرج نہیں۔ مسئلہ اگر گائے بھینس ذَبح کریں تو لڑکے کے لئے دو حصّہ اور لڑکی کے لئے ایک
حصّہ کافی ہے۔ مسئلہ قربانی میں عقیقہ کی شرکت ہو سکتی ہے۔ عقیقہ کے جانور کیلئے بھی وہی شرطیں
ہیں جو قربانی کے جانور کے لئے ہیں۔ مسئلہ عقیقہ کا گوشت فقیروں اور عزیزوں اور دوستوں کو کچا
تقسیم کر دیا جائے یا پکا کر دیا جائے یا بطور ضیافت و دعوت کھلا دیا جائے سب صورتیں جائز ہیں
مسئلہ نیک فالی کے لئے ہڈیاں نہ توڑیں تو بہتر ہے اور توڑنا بھی ناجائز نہیں۔ گوشت کو جس طرح
چاہیں پکا سکتے ہیں مگر میٹھا پکانا بچّہ کے اخلاق اچھے ہونے کی فال ہے۔ مسئلہ عقیقہ کا گوشت
ماں باپ دادا دادی وغیرہ سب کھا سکتے ہیں۔ مسئلہ عقیقہ کی کھال کا وہی حکم ہے جو قربانی کی
کھال کا ہے کہ اپنے کام میں لائے یا غریبوں کو دیدے یا کسی اور نیک کام مسجد مدرسہ میں صرف کرے
مسئلہ عقیقہ کے جانور کو ذبح کرتے وقت یہ دعا پڑھی جاتی ہے۔ اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ عَقِیْقَۃُ اِبْنِیْ فُلَاں
(ابنی فلاں کی جگہ اپنے لڑکے کا نام لے اگر خود ذبح کرے اور اگر دوسرا کرے تو لڑکے اور لڑکے کے
باپ کا نام لے) دَمُھَا بِدَمِہٖ وَلَحْمُھَا بِلَحْمِہٖ وَعَظْمُھَا بِعَظْمِہٖ وَجِلْدُھَا بِجِلْدِہٖ
وَشَعْرُھَا بِشَعْرِہٖ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا فِدَاءً لِّابْنِیْ مِنَ النَّارِ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اگر
لڑکی ہو تو یہی دعا یوں پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ عَقِیْقَۃُ بِنْتِیْ فُلَانَۃَ (فلاں کی جگہ نام لے) دَمُھَا
بِدَمِھَا وَلَحْمُھَا بِلَحْمِھَا وَعَظْمُھَا بِعَظْمِھَا وَجِلْدُھَا بِجِلْدِھَا وَشَعْرُھَا بِشَعْرِھَا
اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا فِدَاءً لِّبِنْتِیْ (اگر اپنی ہو اور دوسرے کی ہو تو بنت فلاں کہے) مِنَ النَّارِ
یہ دعا یاد نہ ہو تو بغیر دعا پڑھے بھی فقط بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر ذبح کر دے عقیقہ ہو جائیگا
(بہار شریعت) فقط وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَحْکَمُ وَاَتَمُّ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

الحمد للہ کہ بائیس ۲۲ شعبان تیرہ سو اڑسٹھ ۱۳۶۸ ہجری کو جلد اوّل

ختم ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قانونِ شریعت

یعنی

دینی ضرورتوں کو پورا کرنے والی کتاب

ہر صحیح العقل سلیم الحواس جب عالم کے نظم و ترتیب پر نظر کرتا ہے تو ہر ہر
مخلوق کے وجود میں وہ وہ صنعتیں و حکمتیں ظاہر ہوتی ہیں کہ دنیا و ما فیہا کی
بنانے والی ہستی اور اس ہستی کی یکتائی۔ کمال علم و قدرت کا اقرار و
اعتراف کرنا ہی پڑتا ہے۔ اور بے اختیار ماننا پڑتا ہے کہ بے شک خالق
عالم ہی ہے جو نظام کائنات کو چلا رہا ہے۔ اور صرف وہی واحد۔ پاک
بے مثل ذات خداوندی و پرستش کے لائق ہے۔ اور اب اس کی فطرت اس
امر کا تقاضا کرتی ہے کہ وہ جہان کے موجد و مربّی کے منشار و مرضی کو جانے تاکہ
دنیا و عقبیٰ کے خسارہ و بوار سے محفوظ رہے۔ انسان کا یہ فطری تقاضا در حقیقت
صرف انبیاء ہی کی تعلیم سے پورا ہو سکتا ہے۔ انبیار و خصوصًا سیدالانبیا علیہم التحیۃ
والثنار کی تعلیمات کا خلاصہ جاننا چاہتے ہو تو **قانون شریعت** مطالعہ
کرو۔ یہ کتاب تمہاری اس ضرورت کو پورا کر دے گی۔ اس کتاب
کے دو حصے ہیں۔ حصہ اول عقائد و عبادات کی بحث میں ہے
اور حصہ دوم معاملات و اخلاقیات کے بیان میں

ملنے کا پتہ

دار الکتب حنفیہ کراچی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حج کا بیان

اسلام میں ایمان لانے کے بعد جو چار عبادتیں فرض ہیں ان میں سے پہلی عبادت تو نماز ہے دوسری روزہ۔ تیسری زکوٰۃ۔ اور چوتھی عبادت حج ہے۔ حج۔ اس طرح ہوتا ہے کہ احرام باندھ کر شہر مکہ شریف میں جاکر مسجد حرام میں کعبہ شریف عـہ کے گرد پھیرا لگایا جاتا ہے اور اسی کے قریب ایک جگہ ہے وہاں دوڑ لگائی جاتی ہے اور ایک اور جگہ میں ٹھہرا جاتا ہے اور قربانی کی جاتی ہے اور بال بنوایا جاتا ہے۔ اور کچھ اور باتیں بھی کی جاتی ہیں جن کو ہم آگے تفصیل کے وقت بیان کریں گے۔ یہ ہے حج۔ حج فرض ہے۔ جو اس کو فرض نہ مانے وہ کافر ہے۔ ساری عمر میں ایک بار فرض عـہ ہے۔ حج نہ کرنے میں بہت سخت گناہ ہے یہاں تک کہ بے ایمان ہوکر مرنے کا ڈر ہے اور حج کرنے سے علاوہ فرض ادا ہونے کے بہت بہت ثواب اور بہت برکتیں ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حج کرنے سے پہلے جتنے گناہ ہو چکے ہیں حج سب کو مٹا دیتا ہے۔ اور فرمایا حج کمزوروں اور عورتوں کے لئے جہاد ہے اور فرمایا حاجی کی مغفرت ہو جاتی ہے اور حاجی جس کی مغفرت کی دعا کرے اس کی بھی اور فرمایا حاجی کے ہر قدم پر سات کروڑ نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں لکھی جاتی ہیں اور فرمایا جو حج قبول ہوا اسکا ثواب جنّت ہی ہے اور فرمایا جو حج کے لئے چلا اور راستہ میں مرگیا تو وہ بے حساب جنّت میں جائے گا اور قیامت تک اس کے لئے حج کرنے کا ثواب لکھا جائے گا۔ اور بہت فضیلتیں ہیں ہم نے اختصار کی وجہ سے صرف چند حدیثوں کا مضمون لکھا ہے۔

جب حج کرنے کے لائق ہو جائے تو حج فوراً فرض ہو جاتا ہے یعنی اُسی سال میں اور اب دیر کرنے میں گناہ ہے اور کئی برس تک نہ کیا تو گنہگار ہے اور اس کی گواہی مقبول نہیں لیکن جب بھی کرے گا ادا ہی ہوگا قضا نہیں ہوگا۔ (درمختار) **حج کا وقت**۔ شوال سے دسویں ذی الحجہ تک ہے اس سے پہلے حج کے افعال نہیں ہو سکتے سوا احرام کے کہ احرام اس سے پہلے بھی ہو سکتا ہے لیکن مکروہ ہے (درمختار و ردالمحتار) حج کے لئے آٹھ شرطیں ہیں۔ جب یہ سب پائی جائیں تب حج فرض ہوگا۔

عـہ۔ کعبہ یہ ایک چوکور کوٹھری ہے مسجد حرام کے بیچ میں عـہ۔ قال فی الھندیۃ فالحج فریضۃ محکمۃ ثبت فرضیتھا بدلائل مقطوعۃ حتی یکفر جاحدھا وان لا تجب فی العمر الا مرۃ کذا فی محیط السرخسی ۱۲ منہ سلمہٗ

وہ آٹھوں شرطیں یہ ہیں۔ (۱) مسلمان ہونا۔ (۲) اگر دارالحرب میں ہو تو فرضیت کا علم ہونا۔ (۳) بالغ ہونا۔ (۴) عاقل ہونا (لہٰذا پاگل پر فرض نہیں) (۵) آزاد ہونا (۶) تندرست ہو تاکہ حج کو جاسکے۔ (لہٰذا اپاہج۔ اندھا اور جس کے پاؤں کٹے ہوں اور اتنا بوڑھا کہ سواری پر خود نہ بیٹھ سکتا ہو اس پر فرض نہیں) مسئلہ۔ پہلے تندرست تھا اور دوسری شرطیں بھی پائی جاتی تھیں لیکن حج نہ کیا پھر اپاہج وغیرہ ہوگیا کہ حج نہیں کرسکتا تو اس پر وہ حج فرض باقی ہے اب خود نہیں کرسکتا تو حج بدل کرائے۔ (عالمگیری وغیرہ) (۷) سفر خرچ کا مالک ہونا اور سواری پر قادر ہونا سفر خرچ اور سواری پر قادر ہونے کا یہ مطلب ہے کہ حاجت اصلیہ چھوڑ کر اتنا مال ہو کہ سواری پر مکہ معظمہ جاسکے اور وہاں سے سواری پر واپس آسکے اور جانے سے لے کر واپس آنے تک اپنے خرچ اور عیال کے خرچ اور مکان کی مرمت کے لئے کافی ہو۔ متوسط درجہ پر **عیال** سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا نفقہ اس پر شرعاً واجب ہے۔ **حاجت اصلیہ**۔ سے مراد ہے رہنے کا مکان۔ پہننے کے کپڑے۔ خدمت کے غلام۔ سواری کے جانور۔ پیشہ کے اوزار۔ خانہ داری کے سامان۔ دین (جو کسی کا کسی پر کچھ دینا آتا ہو اسے دَین کہتے ہیں۔ جیسے اُدھار کا روپیہ۔ مہر کا روپیہ۔ باقی دام جس کا دینا ادا کرنا اپنے ذمے ہے یہ دَین کہلاتا ہے) (درمختار و عالمگیری) مسئلہ۔ جس کی گذر تجارت پر ہے اور اتنی حیثیت ہوگئی کہ اس میں سے اپنے جانے آنے کا خرچ اور واپسی تک گھر والوں کی خوراک نکال لے تو اتنا بچ رہے گا کہ جس سے گذر کے لائق تجارت کرسکے گا تو اس پر حج فرض ہے۔ اور اگر کاشتکار ہے تو ان سب اخراجات کے بعد اتنا بچے کہ کھیتی کے سامان ہل بیل وغیرہ کے لئے کافی ہو تو حج فرض ہے اور اسی طرح دوسرے پیشہ والوں کے لئے ان کے پیشے کے لائق بچنا ضروری ہے (عالمگیری و درمختار) (۸) **وقت**۔ یعنی اتنے دن پہلے یہ سب شرطیں پائی جائیں کہ عادۃً اتنے دنوں میں حج کی تاریخوں میں مکہ معظمہ پہنچ جائے گا تب فرض ہوا۔ مسئلہ۔ عورت کو مکہ تک جانے میں تین دن یا زیادہ کا راستہ ہو تو اس کے ساتھ شوہر یا محرم؎ کا ہونا شرط ہے چاہے عورت جوان ہو یا بوڑھی۔ اور شوہر یا محرم جس کے ساتھ سفر کرسکتی ہے اس کا عاقل بالغ غیر فاسق ہونا شرط ہے (ہندیہ و قاضی خان و بہار) مسئلہ۔ عورت بغیر محرم یا شوہر کے گئی تو گنہگار ہوئی مگر حج کرے گی تو حج ہو جائے گا یعنی فرض ادا ہو جائے گا۔

؎ محرم سے مراد وہ مرد ہے جس سے ہمیشہ کے لئے اس عورت کا نکاح حرام ہے خواہ نسب کی وجہ سے حرام ہو (جیسے باپ، بیٹا، چچا، بھائی وغیرہ) یا دودھ کی وجہ سے حرام ہو (جیسے رضاعی بھائی رضاعی باپ رضاعی بیٹا وغیرہ) یا سسرالی رشتہ سے حرمت آئی ہو (جیسے خسر، شوہر کا بیٹا وغیرہ) (عالمگیری و خلاصہ وغیرہ)

حج کا طریقہ جب میقات[ع] قریب آئے تو وضو و غسل کرے خوشبو[س] لگائے اور احرام[لع] باندھے اور دو رکعت نماز بہ نیت احرام پڑھے اور اس نماز کے بعد یہ کہے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْهُ لِیْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّیْ نَوَیْتُ الْحَجَّ وَاَحْرَمْتُ بِهٖ مُخْلِصًا لِلّٰهِ تَعَالٰی۔ اور اس نیت کے بعد زور سے لَبَّیْکَ کہے۔ لبیک یہ ہے۔ لَبَّیْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ۔ پھر درود شریف پڑھے پھر یہ دعا مانگے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ رِضَاكَ وَالْجَنَّةَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَضَبِكَ وَالنَّارِ۔ پھر آگے لبیک[ص] بار بار کہا کرے۔ جب کہے تو تین بار کہے۔ یہ احرام ہوا اب احرام کی حالت میں جو چیزیں منع ہیں اُن سے بچے۔ جب حرم[ف] مکہ کے پاس پہنچے تو وہاں سے آگے بہت ادب سے سر جھکائے نگاہ نیچی کئے خضوع و خشوع سے جائے۔ اور ہو سکے تو پیدل ننگے پاؤں چلے اور لبیک اور دعا کی کثرت رکھے۔ جب مکہ معظمہ نظر پڑے ٹھہر کر یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِّیْ بِهَا قَرَارًا وَّارْزُقْنِیْ فِیْهَا رِزْقًا حَلَالًا اور درود شریف کی کثرت کرے اور بہتر یہ ہے کہ نہا کر داخل ہو اور جنت المعلیٰ میں

ع۔ میقات اس جگہ کو کہتے ہیں کہ مکہ جانے والے کو بغیر احرام وہاں سے آگے جانا جائز نہیں۔ یہ پانچ جگہیں ہیں۔ مختلف ملک والوں کے لئے الگ الگ میقات ہیں۔ ہندوستانیوں کی میقات سمندر کے راستہ سے یلملم پہاڑ کے بغل میں ہے۔ یہ جگہ کامران سے نکل کر سمندر میں آتی ہے جب جدہ دو تین منزل رہ جاتا ہے جہاز والے آواز دیتے ہیں۔ س۔ لیکن خوشبو ایسی ہو کہ جرم باقی نہ رہے۔ لع۔ احرام۔ بے سلا ایک تہبند اور ایک چادر تہبند تو جیسے باندھا جاتا ہے ویسے ہی باندھے لیکن چادر اس طرح اوڑھے کہ دونوں مونڈھے اور پیٹھ اور سینہ سب چھپا رہے مسئلہ۔ احرام کی حالت میں مرد کو سلا ہوا کپڑا پہننا جائز نہیں۔ (ہدایہ) ص۔ طواف قدوم کے سوا احرام کے وقت سے رمی جمرہ تک اکثر اوقات لبیک کی بے شمار کثرت رکھے اُٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے وضو بے وضو ہر حال میں۔ خاص کر چڑھائی پر چڑھتے اُترتے دو قافلوں کے ملتے۔ صبح شام پچھلی رات پانچوں نمازوں کے بعد غرض یہ کہ ہر حالت کے بدلنے پر۔ مرد آواز سے کہیں مگر نہ اتنا زور سے کہ اپنے آپ کو یا دوسرے کو تکلیف ہو اور عورت دھیمی آواز سے کہے۔ لیکن اتنی دھیمی نہیں کہ خود بھی نہ سُنے (بہار وغیرہ) ف۔ مکہ شریف کے گرداگرد کئی کوس تک حرم کا جنگل ہے ہر طرف اس کی حدیں بنی ہوئی ہیں ان حدوں کے اندر تر گھاس اُکھیڑنا خود رو پیڑ کاٹنا وہاں کے وحشی جانوروں کو تکلیف دینا حرام ہے یہاں تک کہ اگر سخت دھوپ ہو اور ایک ہی پیڑ ہے اس کے سایہ میں ہرن بیٹھا ہے تو جائز نہیں کہ اپنے بیٹھنے کے لئے اسے اُٹھائے۔ اگر وحشی جانور حرم کے باہر کا ہاتھ میں تھا اسے لئے ہوئے حرم میں داخل ہوا اب وہ جانور حرم کا ہو گیا فرض ہے کہ فوراً چھوڑ دے۔ مکہ معظمہ میں جنگلی کبوتر بہت ہیں ہر گھر میں رہتے ہیں۔ خبردار۔ خبردار ہرگز ہرگز نہ انھیں اُڑاؤ نہ ڈراؤ نہ کوئی تکلیف پہنچاؤ۔ بعض اِدھر اُدھر کے لوگ جو مکہ میں بسے ہیں کبوتروں کا ادب نہیں کرتے ان کی برابری نہ کرے مگر بُرا انھیں بھی نہ کہے جب وہاں کے جانوروں کا ادب ہے تو مسلمان آدمی کا کیا کہنا۔ یہ باتیں جو حرم کے بارے میں بیان کی گئیں۔ حرام کے ساتھ خاص نہیں احرام ہو یا نہ ہو ہر حال میں یہ باتیں حرام ہیں

جو حضرات دفن ہیں ان کے لئے فاتحہ پڑھ لے۔ اس کے بعد جب مکہ شریف میں داخل ہونے لگے تو یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ وَاَنَا عَبْدُکَ وَالْبَلَدُ بَلَدُکَ جِئْتُکَ ھَارِبًا مِّنْکَ اِلَیْکَ لِاُؤَدِّیَ فَرَائِضَکَ وَاَطْلُبَ رَحْمَتَکَ وَاَلْتَمِسَ رِضْوَانَکَ اَسْئَلُکَ مَسْئَلَۃَ الْمُضْطَرِّیْنَ اِلَیْکَ الْخَائِفِیْنَ عُقُوْبَتَکَ اَسْئَلُکَ اَنْ تَقَبَّلَنِیَ الْیَوْمَ بِعَفْوِکَ وَتُدْخِلَنِیْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَتَتَجَاوَزَ عَنِّیْ بِمَغْفِرَتِکَ وَتُعِیْنَنِیْ عَلٰی اَدَاءِ فَرَائِضِکَ اَللّٰھُمَّ نَجِّنِیْ مِنْ عَذَابِکَ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ وَاَدْخِلْنِیْ فِیْھَا وَاَعِذْنِیْ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ؕ اور آگے چلے جب مُدعیٰ[1] میں پہونچے تو یہاں ٹھہر کر سچے دل سے اپنے لئے اور تمام عزیزوں، دوستوں اور سب مسلمانوں کے لئے مغفرت اور بلا حساب جنّت ملنے کی دعا کرے کہ یہ دعا قبول ہونے کا وقت ہے۔ اور درود شریف کی کثرت اس موقع پر نہایت اہم ہے۔ اس مقام پر تین بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور تین بار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے اور یہ پڑھے رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ؕ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا سَئَلَکَ مِنْہُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَکَ مِنْہُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ؕ اور یہ دعا بھی پڑھے اَللّٰھُمَّ اِیْمَانًا بِکَ وَتَصْدِیْقًا بِکِتَابِکَ وَوَفَاءً بِعَھْدِکَ وَاتِّبَاعًا لِّسُنَّۃِ نَبِیِّکَ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ زِدْ بَیْتَکَ ھٰذَا تَعْظِیْمًا وَّتَشْرِیْفًا وَّمَھَابَۃً وَّزِدْ مَنْ تَعْظِیْمِہٖ وَتَشْرِیْفِہٖ مَنْ حَجَّہٗ وَاعْتَمَرَہٗ تَعْظِیْمًا وَّتَشْرِیْفًا وَّمَھَابَۃً ؕ اور یہ دعائے جامع کم از کم تین بار اس جگہ پڑھے اَللّٰھُمَّ ھٰذَا بَیْتُکَ وَاَنَا عَبْدُکَ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَلِعُبَیْدِکَ شَمْسِ الدِّیْنِ ؕ اَللّٰھُمَّ انْصُرْہُ نَصْرًا عَزِیْزًا ؕ اٰمِیْن پھر آگے بڑھے جب مکہ معظمہ میں پہونچ جائے تو سب سے پہلے مسجد الحرام میں جائے ذکر خدا و رسول کرتا اپنے اور سب مسلمانوں کے لئے دونوں جہان کی کامیابی کی دعا کرتا لبیک کہتا ہوا باب السلام تک پہونچے اور اُس پاک چوکھٹ کو چوم کر پہلے داہنا پاؤں اندر رکھے اور یہ پڑھے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِوَجْھِہِ الْکَرِیْمِ وَسُلْطَانِہِ الْقَدِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ[2]

---

[1] مُدعیٰ یہ وہ جگہ ہے جہاں سے کعبہ نظر آتا تھا جبکہ یہاں مکانات نہ بنے۔

[2] ترجمہ۔ میں خدائے عظیم کی پناہ مانگتا ہوں اور اس کی ذات بزرگ کی اور ہمیشہ کی بادشاہت کی مردود شیطان سے اللہ کے نام کی مدد سے سب خوبیاں اللہ کے لئے اور رسول اللہ پر سلام اے اللہ درود بھیج ہمارے آقا محمد اور ان کی آل اور بیبیوں پر الٰہی میرے گناہ بخش دے اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔ منہ

بِسْمِ اللّٰهِ ـ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی
اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ
رَحْمَتِكَ یہ دعا خوب یاد رکھو جب کبھی مسجد الحرام شریف یا کسی اور مسجد میں جاؤ تو اسی طرح
داخل ہو اور یہ دعا پڑھ لیا کرو اور اس وقت خاص کر اس دعا کے ساتھ اتنا اور ملاؤ اَللّٰهُمَّ
اَنْتَ[1] السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَاِلَیْكَ یَرْجِعُ السَّلَامُ حَیِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخِلْنَا دَارَ
السَّلَامِ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا حَرَمُكَ وَ
مَوْضِعُ اَمْنِكَ فَحَرِّمْ لَحْمِیْ وَبَشَرَتِیْ وَدَمِیْ وَمُخِّیْ وَعِظَامِیْ عَلَی النَّارِ جب کعبہ شریف پر

---

[1] ترجمہ ـ اے اللہ تو سلام ہے اور تجھی سے سلامتی ہے اور تیری ہی طرف سلامتی لوٹتی ہے اے ہمارے رب ہم کو سلامتی کے ساتھ زندہ رکھ اور دار السلام (جنت) میں داخل کر اے ہمارے رب تو برکت والا ہے اور بلند ہے اے جلال و بزرگی والے الٰہی یہ تیرا حرم ہے اور تیرے امن کی جگہ ہے میرے گوشت و پوست اور خون اور مغز اور ہڈیوں کو جہنم پر حرام کر دے ـ منہ

نظر پڑے تین بار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کہے اور درود شریف اور یہ دعا پڑھے۔ رَبَّنَا
اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ اور درود شریف بھی پڑھے۔
اب اللہ تعالیٰ کا پاک نام لے کر طواف کرے۔ طواف مَطاف میں حَجَرِ اَسْوَدْ کے پاس سے شروع ہوگا
اس طرح کہ حجر اسود کے قریب پہونچ کر یہ دعا پڑھے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ صَدَقَ وَعْدَہٗ
وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ۔ لَہُ[۲] الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی
کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ اور طواف شروع کرنے سے پہلے مرد اِصطباع کرلے اب کعبہ کی طرف منھ
کرکے حجر اسود کی داہنی طرف رُکن یمانی کی جانب حجر اَسْوَدْ کے قریب یوں کھڑا ہو کہ پورا حجر اپنے
داہنے ہاتھ کو رہے۔ پھر طواف کی نیت کرے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ طَوَافَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ فَیَسِّرْہُ
لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ اس نیت کے بعد کعبہ کو منھ کئے اپنی داہنی طرف چلے جب حجر اسود کے سامنے
ہوجائے تو کانوں تک اس طرح ہاتھ اُٹھائے کہ ہتھیلیاں حجر اسود کی طرف رہیں اور کہے
بِسْمِ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ اور اگر
ہو سکے تو حجر اسود پر دونوں ہتھیلیاں اور ان کے بیچ میں منھ رکھ کر یوں چومو کہ آواز نہ پیدا ہو۔
تین بار ایسا کرو۔ یہ نصیب ہو تو بڑی خوش قسمتی ہے کہ ہمارا منھ وہاں پہونچا جہاں دو عالم کے
سردار اللہ کے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا نورانی منھ رکھا اور بوسہ دیا۔ بھیڑ کی
وجہ سے بوسہ نہ دے سکے تو اس کے لئے دھکم دھکا نہ کرے بلکہ ہاتھ سے چھوکر ہاتھ کو چوم لے۔
یہ بھی نہ ہو سکے تو ہاتھوں کو اس کی طرف کرکے ہاتھوں کو چوم لے۔ ان طریقوں سے چومنے کا نام
استلام ہے استلام کے وقت یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَطَھِّرْ لِیْ قَلْبِیْ وَاشْرَحْ
لِیْ صَدْرِیْ وَیَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ۔ پھر اَللّٰھُمَّ اِیْمَانًا بِکَ وَتَصْدِیْقًا
بِکِتَابِکَ وَوَفَاءً بِعَھْدِکَ وَاتِّبَاعًا لِسُنَّۃِ نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَشْھَدُ
اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

عہ مسئلہ۔ جب کسی مسجد سے باہر نکلنے لگے پہلے بایاں پیر باہر رکھے اور وہی دعا پڑھے جو مسجد میں داخل ہوتے
وقت پڑھی جاتی ہے مگر آخر میں رَحْمَتِکَ کی جگہ فَضْلِکَ کہے اور اتنا اور بڑھائے وَسَھِّلْ لِیْ اَبْوَابَ رِزْقِکَ
اس کی برکتیں دین و دنیا میں بےگنتی ہیں۔

۲؎ ترجمہ۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اُس نے اپنا وعدہ سچا کیا اور اپنے بندہ
کی مدد کی اور تنہا اسی نے کفار کی جماعتوں کو شکست دی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک
نہیں اسی کے لئے ملک ہے اور اسی کے لئے حمد ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔

اٰمَنْتُ بِاللہِ وَکَفَرْتُ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ ۝ کہتے ہوئے کعبہ کے دروازہ کی طرف بڑھے جب حجر اسود کے سامنے سے بڑھ جائے تو سیدھا ہو جائے اور ایسے چلے کہ کعبہ بائیں ہاتھ کی طرف پڑے۔ چلنے میں کسی کو تکلیف نہ دے۔ اور کعبہ سے جتنا نزدیک رہے بہتر ہے مگر اتنا نہیں کہ بدن یا کپڑا دیوار کے پشتے سے لگے۔ جب مُلتزم کے سامنے آئے یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ ھٰذَا الْبَیْتُ بَیْتُکَ وَالْحَرَمُ حَرَمُکَ وَالْاَمْنُ اَمْنُکَ وَھٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِکَ مِنَ النَّارِ فَاَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ اَللّٰھُمَّ قَنِّعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاخْلُفْ عَلٰی کُلِّ غَائِبَۃٍ بِخَیْرٍ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ اور جب رکن عراقی کے سامنے پہونچے تو یہ دُعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الشَّکِّ وَالشِّرْکِ وَالشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوْءِ الْاَخْلَاقِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَالْاَھْلِ وَالْوَلَدِ ۝ اور جب میزاب رحمت کے سامنے آئے یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اَظِلَّنِیْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِکَ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّکَ وَلَا بَاقِیَ اِلَّا وَجْھُکَ وَاسْقِنِیْ مِنْ حَوْضِ نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَرْبَۃً ھَنِیْئَۃً لَا اَظْمَاُ بَعْدَھَا اَبَدًا ۝ اور جب رکن شامی کے سامنے پہونچے یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّسَعْیًا مَّشْکُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا وَّتِجَارَۃً لَّنْ تَبُوْرَ یَا عَالِمَ مَا فِی الصُّدُوْرِ اَخْرِجْنِیْ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ۝ اور جب رکن یمانی کے پاس آئے تو اسے دونوں ہاتھوں یا داہنے ہاتھ سے چھوئے اور چاہے تو چوم بھی لے اور یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ رکن یمانی سے آگے بڑھتے ہی مُستجاب ہے یہاں بھی یہی اوپر والی دعا پڑھے یا رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ پڑھے یا صرف درود شریف پڑھ لےعـــہ دعا۔ درود۔ چلا کر نہ پڑھے۔ اب چاروں طرف گھومتا ہوا حجر اسود پر لوٹ آیا تو یہ ایک پھیرا ہوا اس وقت بھی حجر اسود کا استلام کرے۔ اب یوں ہی چھ پھیرے اور کرے یعنی کل سات پھیرے کرے۔ پہلے تین پھیروں میں رَمل بھی کرے۔ اب جب یہ سات پھیرے پورے ہو چکے تو ایک طواف ہوا اسے طواف قُدوم کہتے ہیں۔ طواف کے بعد مقام ابراہیم پر آئے اور یہاں یہ آیۃ پڑھ کر وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰھِیْمَ مُصَلًّی ۝ دو رکعت نماز طواف پڑھے یہ نماز

عـــہ بلکہ یہاں اور تمام اُن جگہوں پر جہاں اپنے لئے دعا کرتا ہے بجائے دعاؤں کے درود شریف پڑھ لیا کرے۔ ۱۲ منہ

واجب ہے۔ اس کی پہلی رکعت میں سورہ قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ ؁ دوسری میں قُلْ ھُوَاللّٰہُ
پڑھے۔ یہ نماز پڑھ کر دعا مانگے۔ حدیث میں یہ دعا آئی ہے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَعْلَمُ سِرِّیْ
وَعَلَانِیَتِیْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِیْ وَتَعْلَمُ حَاجَتِیْ فَاَعْطِنِیْ سُؤْلِیْ وَتَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ
فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ اِیْمَانًا یُّبَاشِرُ قَلْبِیْ وَیَقِیْنًا صَادِقًا اَعْلَمُ
اَنَّہٗ لَا یُصِیْبُنِیْٓ اِلَّا مَا کَتَبْتَ لِیْ وَرِضًی مِّنَ الْمَعِیْشَۃِ بِمَا قَسَمْتَ لِیْ یَا اَرْحَمَ
الرَّاحِمِیْنَ ؁ اب اس نماز و دعا کے بعد مُلْتَزَم کے پاس جائے اور حجراسود کے قریب ملتزم
سے لپٹے۔ سینہ۔ داہنا بایاں رخسارہ اس پر رکھے اور دونوں ہاتھ سر سے اونچے کرکے
دیوار پر پھیلائے یا داہنا ہاتھ کعبہ کے دروازہ کی طرف اور بایاں حجراسود کی طرف پھیلائے
اور یہ دعا پڑھے یَا وَاجِدُ یَا مَاجِدُ لَا تُزِلْ عَنِّیْ نِعْمَۃً اَنْعَمْتَھَا عَلَیَّ۔ ملتزم سے لپٹنے
کے بعد چاہ زَمْزَم پر آئے۔ ہو سکے خود ایک ڈول کھینچے نہیں تو بھرنے والوں سے لے اور
کعبہ کو منہ کرکے تین سانس میں پیٹ بھر کر جتنا پیا جائے کھڑے کھڑے پئے ہر بار
بسم اللہ سے شروع کرے اور الحمد للہ پر ختم کرے۔ اور ہر بار کعبہ شریف کی طرف نگاہ
اٹھاکر دیکھ لے۔ باقی پانی بدن پر ڈال لے یا ہاتھ۔ منہ۔ سر۔ بدن پر مل لے اور پیتے وقت
دعا کرے کہ قبول ہے حضور نے فرمایا زمزم جس مراد سے پیا جائے اسی کے لئے ہے۔
اس وقت کی دعا یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّعَمَلًا
مُّتَقَبَّلًا وَّشِفَاءً مِّنْ کُلِّ دَاءٍ۔ یا وہی دعائے جامع پڑھے چاہ زمزم کے اندر نظر بھی
کرو کہ بحکم حدیث دافع نفاق ہے۔ اب اگر کوئی عذر تکان وغیرہ کا نہ ہو تو ابھی صفا و مروہ
میں سعی کے لئے پھر حجراسود کے پاس آئے اور اسی طرح تکبیر وغیرہ کہہ کر چومے اور نہ ہو سکے تو
اس کی طرف منہ کرکے اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اور درود پڑھتے ہوئے فوراً
باب صفا سے صفا کی طرف چلے (مسجد کے دروازے سے بایاں پاؤں پہلے نکالے اور جوتے میں
پہلے داہنا ڈالے اور یہ طریقہ ہر مسجد سے آتے ہوئے ہمیشہ کرے اور وہی دعا پڑھے جو مسجد سے
نکلتے وقت پڑھنے کے لئے پہلے لکھی گئی) ذکر و درود پڑھتے ہوئے صفا کی پہلی سیڑھی پر چڑھے
آگے نہ بڑھے کہ ناجائز ہے اور سیڑھی پر چڑھنے سے پہلے یہ پڑھے۔ اَبْدَءُ بِمَا بَدَاَ اللّٰہُ بِہٖ

رمل۔ سینہ ابھار کر شانہ ہلاتے ہوئے ذرا تیز چلنا رمل صرف تین پھیروں میں سنت ہے آگے نہیں۔

عہ مسئلہ۔ بھیڑ کی وجہ سے مقام ابراہیم میں یہ نماز نہ پڑھ سکے تو مسجد شریف میں کسی اور جگہ پڑھے اور یہاں بھی نہ پڑھی تو کہیں اور پڑھے ہو جائے گی۔ پڑھنا ضرور ہے۔ مسئلہ۔ ملتزم کے پاس نماز طواف کے بعد آنا اس طواف میں ہے جس کے بعد سعی ہے جیسے یہاں اور جس کے بعد سعی نہ ہو اس میں نماز سے پہلے ملتزم سے لپٹے پھر مقام کے پاس جاکر دو رکعت نماز پڑھے (مسلک متقسط)

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاکِرٌ عَلِیْمٌ ۝ پھر کعبہ معظمہ کی طرف منھ کر کے دونوں مونڈھوں تک دُعا کی طرح پھیلے ہوئے ہاتھ اُٹھاؤ اور اتنی دیر ٹھہرو جتنی دیر میں ۲۵ آیتیں بقر کی پڑھی جاتی ہیں اور تسبیح و تہلیل و تکبیر و درود پڑھو اور اپنے لئے اور اپنے دوستوں عزیزوں اور سب مسلمانوں کے لئے دعا کرو[۱] کہ یہاں دعا قبول ہوتی ہے یہاں بھی دعائے جامع پڑھو۔ جب دُعا کر چکے تو سعی کی نیت کرے اس کی نیت یوں ہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ السَّعْیَ بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَیَسِّرْهُ لِیْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّیْ پھر صفا سے اُتر کر مروہ کو چلے ذکر و درود پڑھتا رہے جب پہلا میل[۲] آئے یہاں سے دوڑنا شروع کرے اور دوسرے میل سے تھوڑا آگے تک دوڑا چلا جائے۔ پھر آہستہ چلے اور یہ پڑھتا ہوا مروہ تک پہونچے یہاں پہلی سیڑھی پر چڑھنے بلکہ اس کے قریب زمین پر کھڑے ہونے سے مروہ پر چڑھنا ہو گیا اس لئے دیوار سے لگ نہ جائے کہ یہ جاہلوں کا طریقہ ہے یہاں بھی عمارتوں کے بن جانے سے کعبہ دکھائی نہیں دیتا مگر کعبہ کی طرف...... منھ کر کے جیسے صفا پر کیا تھا تسبیح۔ تکبیر۔ حمد و ثنا درود اور دُعا یہاں بھی کرے۔ یہ ایک پھیرا ہوا۔ پھر یہاں سے صفا کی طرف چلے ذکر و درود و دُعائیں پڑھتے ہوئے۔ جب مروہ کے میل کے پاس پہونچے تو دوڑنا شروع کرے یہاں تک کہ صفا کے میل سے نکل جائے۔ پھر آہستہ ہو جائے اور صفا پر چڑھے۔ یہ دوسرا پھیرا ہوا۔ اسی طرح پھر صفا سے مروہ۔ یہ تیسرا پھیرا ہوا۔ پھر مروہ سے صفا۔ یہ چوتھا پھیرا۔ اسی طرح پانچواں۔ چھٹا۔ ساتواں پھیرا کرے۔ ساتواں پھیرا مروہ پر ختم ہو گا۔ اسی طرح سات پھیرا دوڑنے کا نام سعی ہے۔ صفا سے شروع ہو گی اور مروہ پر ختم ہو گی۔ دو میلوں کے درمیان کل سات دوڑ ہو گی۔ اب سعی کے بعد مکہ میں آٹھویں تاریخ تک ٹھہرے اور لبیک کہا کرے اور خالی طواف بغیر اضطباع و رَمَل و سَعی کے کیا کرے اور ہر سات پھیرے پورے ہونے پر مقام ابراہیم میں دو رکعت نفل پڑھا کرے۔ ساتویں تاریخ مسجد حرام میں بعد ظہر جو خطبہ امام پڑھے گا اس کو سُنے۔ پھر جب آٹھویں[۳] تاریخ کی صبح ہو تو سورج نکلنے کے بعد مکہ سے منیٰ کی طرف چلے راستہ بھر لبیک و دُعا و درود و ثنا پڑھتا رہے۔ جب منیٰ دکھائی پڑے یہ پڑھے

تنبیہ[۱]۔ یہاں بھی دُعا میں ہاتھ ویسے ہی رہیں جیسے نماز کے بعد ہوتے ہیں یعنی ہتھیلی آسمان کی طرف ہو ہاتھ پھیلے ہوئے سینہ کے سامنے ہوں اس کے خلاف نہ کرے جیسا کہ بعض مطوف کرتے ہیں (عالمگیری و بہار) [۲] جیسے میل کا پتھر ہوتا ہے ایسے ہی ہرے رنگ کا ایک پتھر ہے جو مسجد شریف کے پاس گڑا ہوا ہے صفا سے تھوڑی ہی دور بائیں پر ہے۔ اس کی لبیک دسویں تاریخ رمی جمرہ کے وقت ختم ہو گی۔ [۳] آٹھویں تاریخ کو یوم الترویہ کہتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ مِنًی فَامْنُنْ عَلَیَّ بِمَا مَنَنْتَ بِہٖ عَلٰی اَوْلِیَائِکَ۔ منیٰ پہونچ کر یہاں رات کو ٹھہرے آج ظہر سے نویں کی صبح تک پانچوں نمازیں یہیں مسجد خیف میں پڑھے۔ شب عرفہ یعنی نویں رات منیٰ میں ذکر و عبادت میں گذارے۔ جب نویں کی صبح ہو تو فجر پڑھ کر ذکر و درود میں لگا رہے کہ سورج ثبیر کی پہاڑی کے سامنے چمکے تو عرفات کی طرف چلے۔ راستہ بھر لبیک درود و دعا پڑھتا رہے۔ جب جبل رحمت دکھائی دے ذکر و دعا زیادہ کرے کہ وقت قبول ہے۔ عرفات میں جبل رحمت کے پاس یا جہاں جگہ ملے راستے سے ہٹ کر ٹھہرے۔ جب دوپہر قریب ہو نہائے کہ سنت موکدہ ہے اور نہ ہو سکے تو صرف وضو کرے۔ دوپہر ڈھلتے ہی مسجد نمرہ پہونچے سنت پڑھ کر خطبہ سنے اور امام کے ساتھ ظہر پڑھے۔ اس کے بعد ہی فوراً عصر کی تکبیر ہوگی ساتھ ہی جماعت سے عصر پڑھے آج یہاں ظہر اور عصر کے بیچ میں سلام و کلام کیسا سنتیں بھی نہ پڑھے اور عصر کے بعد بھی نفل نہیں۔ اب عصر پڑھتے ہی مَوْقِف میں جائے اور سورج ڈوبنے تک ذکر و درود و دعا میں لگا رہے۔ جب سورج ڈوب جائے فوراً مزدلفہ جائے امام کے ساتھ۔ اگر امام دیر کرے تو اس کا انتظار نہ کرے۔ راستہ بھر لبیک۔ دعا۔ درود میں لگے رہو۔ راستہ میں اگر ہو سکے تیز چلے چاہے پیدل ہو یا سواری پر۔ جب مزدلفہ دکھائی پڑے تو پیدل ہو جانا بہتر ہے اور نہا کر داخل ہونا اچھا ہے۔ داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ ھٰذَا جَمْعٌ نَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ یہاں پہونچ کر جبل قزح کے پاس راستہ سے بچ کر اترے یہ نہ ہو سکے تو جہاں جگہ ملے۔ اب یہاں مغرب و عشا ساتھ پڑھے چاہے مغرب کا وقت باقی ہی کیوں نہ ہو۔ یہاں عشا کے وقت میں مغرب و عشا دونوں ادا کی نیت سے پڑھی جائیں گی۔ پہلے مغرب کی فرض پڑھے۔ اس کے فوراً بعد عشا کی فرض پھر مغرب و عشا کی سنتیں۔ پھر وتر۔ ان نمازوں کے بعد باقی رات لبیک۔ ذکر و دعا و درود میں گذارنا بہتر ہے کہ یہ بہت افضل جگہ اور بہت افضل رات ہے۔ صبح بہت اندھیرے فجر پڑھی جائے۔ اور بعد فجر مشعر الحرام میں یعنی خاص پہاڑی پر اور نہ ہو سکے تو اس کے دامن میں اور یہ بھی نہ ہو سکے تو وادی محسر کے سوا جہاں جگہ ملے وقوف کرو یعنی ٹھہر کر جیسے عرفات میں کیا تھا لبیک دعا درود میں لگے رہو۔ اس وقوف کا وقت طلوع فجر

لله منیٰ ایک گاؤں ہے مکہ سے ایک فرسخ (ساڑھے تین میل) (جوہرہ، موقف یعنی وہ جگہ جہاں کھڑے ہو کر ذکر و دعا کا حکم ہے آج موقف میں ٹھہر کر عصر سے سورج ڈوبنے تک ذکر و دعا میں مشغول ہونا حج کی جان اور ایک بڑا رکن ہے مسئلہ۔ وقوف کا وقت نویں ذی الحجہ کے سورج ڈھلنے سے دسویں کی فجر تک ہے اس وقت کے علاوہ کسی اور وقت میں وقوف کیا تو حج نہ ہوا سوا چاند کے اختلاف کے۔ ۱۲ منہ

سے اُجالا ہونے تک ہے۔ اس وقت میں یہاں نہ آیا تو وقوف نہ پایا۔ اب جب طلوع آفتاب میں دو رکعت پڑھنے کا وقت باقی رہ جائے امام کے ساتھ منیٰ کو جائے اور یہاں سے سات چھوٹی چھوٹی کنکریاں کھجور کی گٹھلی برابر کی پاک جگہ سے اُٹھا کر تین بار دھو کر ساتھ رکھ لے راستہ بھر لبیک درود دعا میں لگا رہے[عہ] جب وادی مُحَسّر پہونچے بہت جلد تیزی[عہ] کے ساتھ چل کر نکل جائے اور یہ دعا پڑھتا جائے اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذَالِكَ ۔ جب منیٰ دکھائی دے یہ پڑھے اَللّٰهُمَّ هٰذِهٖ مِنًى فَامْنُنْ عَلَيَّ بِمَا مَنَنْتَ بِهٖ عَلٰى اَوْلِيَائِكَ ٥ اور منیٰ پہونچ کر سب کاموں سے پہلے جَمْرَةُ الْعَقَبَه جائے جمرہ سے کم سے کم پانچ ہاتھ دو ۔ یوں کھڑا ہو کہ مکہ معظمہ سے پہلے نالے کے بیچ میں سواری پر رہے منیٰ داہنے ہاتھ پر اور کعبہ بائیں ہاتھ کو ہو۔ اور منہ جمرہ کی طرف رہے۔ ایک کنکری چٹکی میں لے اور اچھی طرح خوب ہاتھ اُٹھا کر بغل کی رنگت ظاہر ہو یہ پڑھ کر مارے۔ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ رَغْمًا لِّلشَّيْطَانِ رِضًا لِّلرَّحْمٰنِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّسَعْيًا مَّشْكُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا۔ بہتر یہ ہے کہ کنکریاں جمرہ تک پہونچیں نہیں تو تین ہاتھ کی دوری تک رہیں اس سے زیادہ دور جو گرے گی اس کی گنتی نہ ہوگی۔ اسی طرح سات کنکری ایک ایک کر کے مارے پہلے ہی کنکری سے لبیک بند کر دے جب ساتوں مار چکے تو وہاں نہ ٹھہرے۔ اسی دم ذکر و دعا کرتے لوٹ آئے۔ اب رمی[عہ] کر چکنے کے بعد قربانی کرے۔ قربانی[عہ] کر کے اپنے اور سب مسلمانوں کے حج اور قربانی قبول ہونے کی دُعا مانگے پھر قربانی کے بعد قبلہ مُنہ بیٹھ کر حلق کریں یعنی پورا سر مُنڈائیں یا بال کتروائیں۔ لیکن منڈانا بہتر ہے۔ مگر عورت کو بال منڈانا حرام ہے وہ ایک پورا برابر کتروا دے۔ بال کو دفن کر دیں اور ہمیشہ بدن سے جو چیز بال۔ ناخن۔ کھال الگ ہو دفن کر دیا جائے۔ یہاں بال بنوانے سے پہلے نہ ناخن کٹائے۔ نہ ڈاڑھی مونچھ بنوائے نہیں تو دم لازم آئے گا۔ ہاں اگر سر منڈانے کے بعد

مسئلہ۔ عرفات میں ظہر و عصر کے لئے ایک اذان اور دو اقامتیں ہوں گی اور مزدلفہ میں مغرب و عشا کے لئے ایک اذان اور ایک اقامت۔ (درمختار و بہار) عہ اور یہ دعا بھی پڑھے اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ اَفَضْتُ وَمِنْ عَذَابِكَ اَشْفَقْتُ وَاِلَيْكَ رَجَعْتُ وَمِنْكَ رَهِبْتُ فَاقْبَلْ نُسُكِيْ وَعَظِّمْ اَجْرِيْ وَارْحَمْ تَضَرُّعِيْ وَاقْبَلْ تَوْبَتِيْ وَاسْتَجِبْ دُعَائِيْ۔

عہ یہ جگہ جہاں تیزی سے نکل جانا ہے پانچ سو پینتالیس ہاتھ ہے یعنی تقریباً سوا تین سو قدم۔ جمرہ۔ منیٰ اور مکہ کے بیچ میں تین جگہ ستون بنے ہیں ان کو جمرہ کہتے ہیں پہلا جو منیٰ سے قریب ہے جمرہ اولیٰ کہلاتا ہے اور بیچ کا جمرہ وسطیٰ اور اخیر کا جو مکہ سے قریب ہے جمرۃ العقبہ کہلاتا ہے۔ عہ اس رمی کا وقت دسویں کی فجر سے گیارھویں کی فجر تک ہے۔ لیکن سنت یہ ہے کہ سورج نکلنے کے بعد سے زوال تک کر لے۔ (درمختار و ردالمحتار) عہ یہ قربانی وہ نہیں جو بقرعید میں ہوا کرتی ہے بلکہ یہ حج کا شکرانہ ہے جو قارن اور متمتع پر واجب ہے چاہے فقیر ہی ہو اور مفرد کے لئے مستحب ہے۔

مونچھ کتائے۔ ناخن کے بال بنائے۔ تو جائز بلکہ مستحب ہے۔ لیکن ڈاڑھی پھر بھی نہ کتائے[عـہ] ۔ پہلے داہنی طرف کا بال منڈائے۔ پھر بائیں کا اور منڈاتے وقت اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ شروع سے آخر تک بار بار کہتے جاؤ۔ اور بعد میں بھی کہو۔ اور منڈاتے وقت یہ دعا بھی پڑھو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی مَا ھَدَانَا وَ اَنْعَمَ عَلَیْنَا وَ قَضٰی عَنَّا نُسُکَنَا اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ نَاصِیَتِیْ بِیَدِكَ فَاجْعَلْ لِّیْ بِکُلِّ شَعْرَۃٍ نُوْرًا یَّوْمَ الْقِیَامَۃِ وَامْحُ عَنِّیْ بِھَا سَیِّئَۃً وَّارْفَعْ لِیْ بِھَا دَرَجَۃً فِی الْجَنَّۃِ الْعَالِیَۃِ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لِیْ فِیْ نَفْسِیْ وَتَقَبَّلْ مِنِّیْ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَلِلْمُحَلِّقِیْنَ وَالْمُقَصِّرِیْنَ یَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَۃِ اٰمِیْنَ ہ اور سب مسلمانوں کی بخشش کی دعا کرے۔ اب بال بنوانے کے بعد احرام کی وجہ سے جو باتیں حرام تھیں وہ سب حلال ہو گئیں۔ سوا عورت کی صحبت اور اسے بشہوت ہاتھ لگانے بوسہ لینے شرم گاہ دیکھنے کے کہ یہ باتیں اب بھی حرام رہیں گی۔ اب بال بنوانے کے بعد بہتر یہ ہے کہ آج دسویں کو مکہ پہونچو فرض طواف کے لئے یہ طواف حج کا دوسرا رکن ہے یہ طواف بھی ویسے ہی ہوگا جیسے پہلا ہوا تھا مگر اس میں اصطباع نہیں۔ اس کے بعد بھی دو رکعت بدستور پڑھیں۔ اس طواف کے بعد اپنی عورتیں[لعـہ] حلال ہو جائیں گی اور اصل حج پورا[صـہ] ہو گیا۔ لیکن ابھی پھر منیٰ واپس آئے اور گیارھویں بارھویں راتیں منیٰ میں گذارے کہ سنت ہے جیسا کہ دسویں رات منیٰ میں رہنا سنت ہے۔ گیارھویں تاریخ۔ بعد نماز ظہر امام کا خطبہ سن کر پھر رمی کو جائے۔ ان ایام میں رمی جمرۂ اولیٰ سے شروع کرے جو مسجد خیف کے قریب ہے اس رمی کے لئے مکہ کے راستہ کی طرف سے آکر چڑھائی پر چڑھے یہاں قبلہ رو ہوکر سات کنکریاں مارے جیسے دسویں کو رمی کی تھی۔ ساتویں کنکری مار کر جمرہ سے کچھ آگے بڑھ جائے اور کعبہ کی طرف منہ کرکے دعا کے لئے یوں ہاتھ اٹھائے کہ ہتھیلیاں قبلہ کو رہیں اور کم سے کم بیس آیتیں پڑھنے کے برابر دیر تک حمد درود استغفار و دعا کرتا رہے یا زیادہ دیر تک اتنا کہ سورہ بقر پڑھی جا سکے۔ پھر جمرۂ وسطیٰ پر جا کر یوں ہی رمی اور دعا کرے پھر جمرۃ العقبہ پر۔ مگر یہاں رمی کر کے نہ ٹھہرے۔ اسی دم پلٹ آئے پلٹتے میں دعا کرے پھر بارھویں

عـہ اگرچہ سر منڈانے کے بعد داڑھی کٹانے میں دم وغیرہ لازم نہ آئے گا لیکن کٹانا نہیں چاہئے (عالمگیری و بہار)

لعـہ عورتوں سے مراد اپنی بیویاں اور شرعی باندیاں صـہ یعنی حج کے دونوں رکن وقوف اور طواف زیارت ادا ہو گئے مسئلہ سات کنکریوں سے کم جائز نہیں اگر تین ماریں یا بالکل نہ ماریں تو دم لازم آئے گا اور اگر چار ماریں تو باقی ہر کنکری کے بدلے صدقہ دے۔ (ردالمحتار و بہار) فرض طواف کو طواف زیارت اور طواف افاضہ بھی کہتے ہیں مسئلہ جمرہ کے پاس سے کنکریاں اٹھانا مکروہ ہے مسئلہ سر منڈانے یا بال کترانے کا وقت ایام نحر ہے یعنی ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲ اور بہتر پہلا دن یعنی دسویں ذی الحجہ ہے اگر بارھویں تک بال نہ بنوایا تو دم لازم آئے گا (عالمگیری ردالمحتار و بہار)

تاریخ بالکل اسی طرح زوال[1] کے بعد تینوں جمروں کی رمی کرے۔ بارھویں کی رمی کرکے سورج ڈوبنے سے پہلے مکہ کو روانہ ہوجائے اور چاہے تو رہے۔ تیرھویں کو واپس ہو۔ لیکن پھر تیرھویں کو دوپہر ڈھلے رمی کرکے جانا ہوگا۔ یہی افضل ہے۔ اخیر دن یعنی بارھویں کو یا تیرھویں کو جب منیٰ سے رخصت ہوکر مکہ کو چلے تو وادیٔ مُحَصَّب میں جو جنّة المُعلیٰ کے قریب ہے سواری سے اتر کر یا بے اترے کچھ دیر ٹھہر کر دعا کرے۔ اور افضل یہ ہے کہ عشا تک نمازیں یہیں پڑھے ایک نیند لے کر مکہ داخل ہو۔ اب تیرھویں کے بعد جب تک جی چاہے مکہ میں ٹھہرو لیکن جب تک ٹھہرے رہو عمرے[2] اور مقامات مقدسہ[3] کی زیارت کرتے رہو۔ جب ارادہ مکہ سے رخصت کا ہو تو طواف وداع یعنی رخصتی طواف بے رمل وسعی کے بجالائے۔ یہ طواف باہر والوں پر واجب ہے طواف کے بعد بدستور دو رکعت مقام ابراہیم میں پڑھے۔ پھر چاہ زمزم پر آکر اسی طرح پانی پیے اور بدن پر ڈالے۔ پھر کعبہ کے دروازہ کے سامنے کھڑا ہوکر اس کی پاک چوکھٹ کو چومے اور حج وزیارت کے قبول ہونے اور بار بار حاضر ہونے کی دعا مانگے۔ اور دعائے جامع پڑھے یا یہ پڑھے اَلسَّائِلُ بِبَابِكَ يَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ وَمَعْرُوْفِكَ وَيَرْجُوْ رَحْمَتَكَ ۝ پھر ملتزم پر آکر غلاف کعبہ تھام کر اسی طرح لپٹو ذکر درود و دعا کی کثرت کرو یہ دعا پڑھو۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِىَ لَوْلَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ اَللّٰهُمَّ فَكَمَا هَدَيْتَنَا لِهٰذَا فَتَقَبَّلْهُ مِنَّا وَلَا تَجْعَلْ هٰذَا اٰخِرَ الْعَهْدِ مِنْ بَيْتِكَ الْحَرَامِ وَارْزُقْنِى الْعَوْدَ اِلَيْهِ حَتّٰى تَرْضٰى بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۝ پھر حجر اسود کو بوسہ دو اور رو رو کر یہ پڑھو۔ يَا يَمِيْنَ اللّٰهِ فِىْ اَرْضِهٖ اِنِّىْ اُشْهِدُكَ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا اَنِّىْ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاَنَا اُوْدِعُكَ هٰذِهِ الشَّهَادَةَ لِتَشْهَدَ لِىْ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى فِىْ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ يَوْمَ الْفَزَعِ الْاَكْبَرِ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اُشْهِدُكَ عَلٰى ذٰلِكَ وَاُشْهِدُ مَلٰٓئِكَتَكَ الْكِرَامَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۝ پھر الٹے پاؤں کعبہ کی طرف منہ کرکے یا سیدھے چلنے میں پھر پھر کر حسرت سے دیکھتے اس کی جدائی پر روتے مسجد حرام کے دروازہ سے بایاں پیر پہلے نکالو اور دعا مسجد سے نکلنے والی پڑھو۔ باب الحَزْوَرۃ سے نکلنا بہتر ہے[4] پھر مکہ کے فقیروں کو جو کچھ ہوسکے

---

[1] بعض لوگ زوال یعنی دوپہر سے پہلے آج یہ رمی کرکے مکہ کو چلے جاتے ہیں ایسا نہ کرنا چاہیے لانه خلاف اصل المذهب وقد جاء فى رواية ضعيفة فلا يعمل عليه كما قال استادى صدر الشريعة رحمة الله تعالىٰ عليه۔

[2] عمرے اس طرح کرو کہ تنعیم جاؤ اور وہاں سے عمرہ کا احرام باندھ کر آؤ۔ طواف اور سعی کرکے حلق یا تقصیر کرو عمرہ ہوگیا۔ تنعیم۔ مکہ سے تین میل اتر جگہ ہے۔ [3] مقامات مقدسہ کی زیارت میں جنة المعلیٰ وغیرہ کی زیارت ہے۔ [4] حیض ونفاس والی عورت اندر نہ جائے دروازۂ مسجد پر کھڑی ہوکر بنگاہ حسرت دیکھے اور دعا کرتی پلٹے۔

ذے۔ اور مدینہ شریف کی طرف چلے۔ وہاں پہنچ کر دربار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرے۔
یہ طریقہ حج کا جو اوپر بیان کیا گیا اس میں کچھ باتیں فرض ہیں اور کچھ واجب اور کچھ سنت فرضوں میں سے
اگر کوئی فرض چھوٹ گیا تو حج ہی نہ ہوگا اور واجب کے چھوٹ جانے سے حج تو ہو جائے گا مگر ادھورا
اور دم دینا لازم آئے گا اور سنت کے چھوٹنے سے ثواب کم ہو جائے گا۔ حج میں یہ باتیں فرض ہیں
احرام۔ وقوف عرفہ (یعنی نویں ذی الحجہ[عه] دوپہر کو سورج ڈھلنے سے لے کر دسویں کی صبح صادق ہونے
سے پہلے تک اتنے وقت میں کسی وقت کچھ دیر عرفات میں ٹھہرنا) طواف زیارت کا اکثر حصہ یعنی
چار پھیرا۔ نیت۔ ترتیب یعنی پہلے احرام باندھنا پھر وقوف عرفہ پھر طواف زیارۃ ہر فرض کا اپنے
وقت پر ہونا یعنی وقوف اس وقت ہو جو وقت اس کے لئے مقرر ہے (یعنی نویں ذی الحجہ دوپہر بعد
سے دسویں کی صبح صادق سے پہلے تک) وقوف عرفہ کے بعد طواف زیارۃ ہو۔ جگہ یعنی وقوف زمین عرفات
میں ہو سوا بطن عرنہ کے اور طواف کی جگہ مسجد حرام شریف میں ہو۔ حج میں یہ چیزیں واجب
ہیں۔ میقات سے احرام باندھنا یعنی میقات سے بغیر احرام کے آگے نہ بڑھنا۔ اور اگر میقات سے
پہلے ہی احرام باندھ لیا تو جائز ہے۔ صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا اس کو سعی کہتے ہیں سعی کو صفا
سے شروع کرنا پیدل سعی کرنا۔ سعی کا طواف کے بعد ہونا۔ دن میں وقوف عرفہ کیا تو اتنی دیر تک
وقوف کرے کہ آفتاب ڈوب جائے اور رات کا کچھ حصہ آجائے اور زوال کے بعد سے دن کے کسی
حصہ سے وقوف شروع کرنا واجب ہے۔ عرفات سے واپسی میں امام کی پیروی کرنا یعنی جب تک
امام وہاں سے نہ چلے۔ ہاں اگر امام نے وقت سے دیر کی تو یہ امام کے پہلے جا سکتا ہے اور اگر بھیڑ
وغیرہ کی ضرورت سے امام کے چلے جانے کے بعد ٹھہر گیا ساتھ نہ گیا جب بھی جائز ہے۔ مزدلفہ میں
ٹھہرنا۔ مغرب اور عشا کی نماز کو وقت عشا میں مزدلفہ آکر پڑھنا دسویں گیارھویں بارھویں تینوں
دن کنکریاں مارنا یعنی دسویں کو صرف جمرۃ العقبہ پر اور گیارھویں بارھویں کو تینوں پر رمی کرنا۔
جمرۂ عقبہ کی رمی پہلے دن بال بنوانے سے پہلے کرنا۔ ہر روز کی رمی کا اسی دن ہونا۔ سر منڈانا یا
بال کتروانا۔ بال بنوانا ایام نحر میں اور حرم شریف میں۔ قران اور تمتع والے کو قربانی کرنا اور اس (اگرچہ منیٰ میں نہ ہو)
قربانی کا حرم اور ایام نحر میں ہونا طواف افاضہ کا اکثر حصہ ایام نحر میں ہونا۔ طواف حطیم کے باہر سے
ہونا داہنی طرف سے طواف کرنا یعنی کعبہ معظمہ طواف کرنے والے کے بائیں طرف ہو۔ پاؤں سے چل کر

ف۔ جب مکہ سے نکلے تو مکہ کے اسفل سے ثنیۂ سفلیٰ سے نکلے (فتح القدیر و ہندیہ) [لله] عه وقوف کا وقت نویں ذی الحجہ دوپہر
بعد سے دسویں کی صبح صادق سے پہلے تک ہے۔ ۱۲ منہ عه عرفات سے واپسی کے بعد جو طواف کیا جاتا ہے جو فرض ہے اسی کا
نام طواف زیارۃ اور طواف افاضہ بھی ہے۔

طواف کرنا۔ طواف کرنے میں باوضو اور باغسل ہونا اگر بے وضو یا بے غسل طواف کیا تو اعادہ کرے۔
طواف کرتے وقت ستر کا چھپا رہنا۔ طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا یہ واجب تو ہے لیکن ایسا
واجب ہے کہ اس کے ترک سے دم واجب نہیں) کنکریاں پھینکنے اور ذبح کرنے اور سر منڈانے اور طواف
میں ترتیب۔ یعنی پہلے کنکریاں پھینکے پھر غیر مفرد قربانی کرے پھر سر منڈائے پھر طواف کرے۔ طواف
صدر یعنی میقات سے باہر رہنے والے کے لئے رخصتی طواف (اگر حج کرنے والی حیض یا نفاس سے ہے
اور پاک ہونے سے پہلے قافلہ روانہ ہو جائے گا تو اس پر رخصتی طواف نہیں)۔ وقوف عرفہ کے بعد
سر منڈانے تک جماع نہ ہونا۔ احرام کی حالت میں جو چیزیں منع ہیں (جیسے سلا کپڑا پہننا یا سر
چھپانا) ان سے بچنا۔ یہ سب چیزیں حج میں واجب ہیں۔

حج کی سنتیں طوافِ قدوم یعنی میقات کے باہر سے آنے والا شخص مکہ معظمہ میں حاضر ہو کر
سب میں پہلا جو طواف کرے اسے طواف قدوم کہتے ہیں۔ طواف قدوم مفرد اور قارن کے لئے
سنت ہے۔ متمتع کے لئے نہیں۔ طواف کا حجر اسود سے شروع کرنا۔ طواف قدوم یا طواف فرض میں
رمل کرنا۔ صفا و مروہ کے درمیان جو دو میل اخضر ہیں ان کے درمیان دوڑنا۔ امام کا مکہ میں
ساتویں کو اور عرفات میں نویں کو اور منیٰ میں گیارھویں کو خطبہ پڑھنا۔ آٹھویں کی فجر کے بعد
مکہ سے روانہ ہونا تاکہ منیٰ میں پانچ نمازیں لی جائیں۔ نویں رات منیٰ میں گذارنا سورج نکلنے
کے بعد منیٰ سے عرفات کو روانہ ہونا۔ وقوف عرفہ کے لئے غسل کرنا۔ عرفات سے واپسی میں
مزدلفہ میں رات کو رہنا اور سورج نکلنے سے پہلے یہاں سے منیٰ کو چلے جانا۔ دس اور گیارہ
کے بعد جو دونوں راتیں ہیں ان کو منیٰ میں گذارنا۔ اور اگر تیرھویں کو بھی منیٰ میں رہا تو بارھویں
کے بعد کی رات کو بھی منیٰ میں رہے۔ ابطح یعنی وادی محصب میں اترنا۔ اگرچہ تھوڑی ہی دیر
کے لئے ہو۔ ان کے علاوہ اور بھی سنتیں ہیں جن میں سے اکثر کا ذکر طریقہ میں آچکا ہے وعلیٰ
ھٰذا المستحبات۔

عمرہ کا بیان

عمرہ یہ ہے کہ احرام باندھ کر طواف و سعی کرے اور اس کے بعد سر منڈا کر احرام کھول دے۔

عہ اعادہ کرنا یعنی دہرانا پھر نئے سرے سے کرنا۔ سہ یعنی نماز کے لئے جتنا ستر ضروری ہے اتنا طواف کے لئے بھی لہٰذا جہاں جہاں ستر
کھلنے سے نماز فاسد ہوتی ہے یہاں دم واجب ہوگا۔ للعہ ترک یعنی چھٹ جانا۔ ےہ اس کے علاوہ چند اور واجب بھی ہیں کہ
جن کے ترک سے دم لازم نہیں آتا جیسے کسی مجبوری سے سر نہ منڈانا یا مغرب کی نماز کا عشا تک موخر نہ کرنا یا کسی واجب کا ترک ایسے عذر سے ہو
جس کو شرع نے معتبر رکھا ہو یعنی وہاں اجازت دی ہو اور کفارہ ساقط کر دیا ہو۔ ہے طواف صدر رخصتی کا طواف جس کو طواف وداع
بھی کہتے ہیں۔ سعہ جماع یعنی عورت سے صحبت کرنا۔ ے لیکن یہ رمل قران والے کے لئے عمرہ ہی کے طواف میں سنت ہے۔

احرام شرط ادا ہے اور بال منڈانا شرط خروج۔ (جوہرہ) عمرہ سنت ہے واجب نہیں اور سال میں کئی کئی بار ہو سکتا ہے اس کا وقت تمام سال ہے سوا پانچ دنوں کے[1] عمرہ میں فرض صرف طواف ہے اور واجب سعی اور حلق یا تقصیر ہے۔ اس کے شرائط وہی ہیں جو شرائط حج کے ہیں سوا وقت کے اس کے سنن و آداب بھی وہی ہیں جو حج کے ہیں۔ عمرہ کو فاسد کرنے والی چیز طواف کا چار پھیرا پورا کرنے سے پہلے جماع کر لینا ہے۔ **عمرہ کا طریقہ**۔ جو نرا عمرہ کرنا چاہتا ہے وہ عمرہ کا احرام میقات سے یا میقات کے پہلے سے کسی جگہ سے باندھے۔ اور عمرہ کی نیت یوں کرے کہ پہلے دو رکعت نماز نیت احرام پڑھے اور سلام کے بعد یہ کہے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَةَ فَیَسِّرْهَا لِیْ وَتَقَبَّلْهَا مِنِّیْ نَوَیْتُ الْعُمْرَةَ وَاَحْرَمْتُ بِهَا مُخْلِصًا لِلّٰهِ تَعَالٰی۔ اور اس کے بعد زور زور سے پوری لبیک کہے درود شریف پھر دعا مانگے۔ ایک دعا یہ ہے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ رِضَاكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَضَبِكَ وَالنَّارِ۔ اور اب ان تمام چیزوں سے بچے جن سے حج کا احرام باندھنے والا بچتا ہے۔ پھر طواف کرے۔ طواف کے بعد سعی کرے۔ اور یہ طواف و سعی بھی ویسے ہی کرے جیسے حج کرنے والا کرتا ہے اور دخول مکہ وغیرہ میں بھی وہی آداب بجا لائے جو حج کرنے والا کرتا ہے۔ جب طواف اور سعی کر چکے تو سعی کے بعد بال منڈوائے[2]۔ عمرہ ختم ہوا عمرہ کا احرام کھول دے۔ عمرہ میں طواف شروع کرتے وقت حجر اسود کا بوسہ لیتے ہی لبیک کہنا چھوڑ دے۔ (جوہرہ و عالمگیری وغیرہ)

قران اور تمتع کا بیان

حج تین طرح کا ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ نرا حج کرے اسے **افراد** کہتے ہیں اور حاجی کو مُفرِد اس میں بعد سلام نیت یوں کرے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْهُ لِیْ وَتَقَبَّلْ مِنِّیْ نَوَیْتُ الْحَجَّ وَاَحْرَمْتُ بِهٖ مُخْلِصًا لِلّٰهِ تَعَالٰی۔ دوسرا یہ کہ نرے عمرہ کی نیت کر کے احرام باندھے اور مکہ معظمہ میں حج کا احرام باندھے۔ اسے **تمتع** اور حاجی کو مُتَمَتِّع کہتے ہیں۔ اس میں بعد سلام نیت یوں کرے

---

[1] ۹، ۱۰ ذالحجہ۔ ۱۰ ذالحجہ یوم عرفہ یوم نحر ۱۱۔۱۲۔۱۳۔ ذالحجہ ایام تشریق۔ یعنی ۹ سے ۱۳ ذالحجہ تک۔ [ترجمہ] اے اللہ میں عمرہ کرنا چاہتا ہوں تو تو اسے مجھ پر آسان کر دے اور قبول فرما۔ نیت کی میں نے عمرہ کی اور احرام باندھا عمرے کا خالص اللہ تعالیٰ کے لئے [2] بال منڈوائے یعنی سر منڈائے کہ منڈانا سنت ہے یا ایک پورا بال کتروائے کہ یہ بھی جائز ہے۔ [3] اور احرام باندھنے والے چار طرح کے ہیں ایک وہ جو صرف حج کا احرام باندھے اس کو مفرد بالحج کہتے ہیں دوسرا وہ جو فقط عمرہ کا احرام باندھے اس کو معتمر فقط یا مفرد العمرۃ کہتے ہیں۔ تیسرا وہ جو حج اور عمرہ دونوں کی نیت سے ایک ہی احرام باندھے اس کو قارن کہتے ہیں۔ چوتھا وہ جو عمرہ کی نیت سے احرام باندھے اور عمرہ ختم کر کے حلال ہو جائے اور اس کے بعد گھر لوٹنے سے پہلے پھر حج کا احرام باندھ کر اسی سال حج کرے۔ (جوہرہ و قاضی خاں)

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْھَا لِیْ وَتَقَبَّلْھَا مِنِّیْ نَوَیْتُ الْعُمْرَۃَ وَاَحْرَمْتُ بِھَا مُخْلِصًا لِلّٰہِ تَعَالٰی۔ تیسرا یہ ہے کہ حج و عمرہ دونوں کی یہیں سے نیت کرے۔ اس کو قران کہتے ہیں۔ اور یہ سب سے افضل ہے۔ اور ایسے حاجی کو قارن کہتے ہیں۔ اس میں بعد سلام یوں نیت کرے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ وَالْحَجَّ فَیَسِّرْھُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْھُمَا مِنِّیْ نَوَیْتُ الْعُمْرَۃَ وَالْحَجَّ وَاَحْرَمْتُ بِھِمَا مُخْلِصًا لِلّٰہِ تَعَالٰی۔ اور ہر صورت میں نیت کے بعد لبیک آواز سے کہے عہ **قران کا طریقہ** جب قران کا ارادہ ہو تو احرام کی ویسی ہی تیاری کرے جیسے کہ مُفرِد کرتا ہے وضو یا غسل کرکے دو رکعتیں بہ نیت احرام پڑھے اور بعد سلام قران کی یوں نیت کرے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ وَالْحَجَّ فَیَسِّرْھُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْھُمَا مِنِّیْ نَوَیْتُ الْعُمْرَۃَ وَالْحَجَّ وَاَحْرَمْتُ بِھِمَا مُخْلِصًا لِلّٰہِ تَعَالٰی پھر لبیک کہے۔ حج اور عمرہ دونوں کو ساتھ ادا کرنے کی نیت سے اور درود پڑھے اور دُعا مانگے۔ پھر عمرہ کے افعال شروع کردے کہ جب مکہ پہونچے عمرہ کے لئے خانہ کعبہ کا سات پھیرا طواف ؎ کرے۔ جیسے مفرد کرتا ہے۔ اس کے بعد صفا و مروہ میں سعی کرے۔ یہ عمرہ کے افعال ہو گئے۔ لیکن ابھی نہ سر مُنڈائے نہ احرام کھولے بلکہ اب حج کے لئے طواف قدوم کرے اور سعی کرے اور باقی افعال حج کے بجالائے جیسا کہ حاجی مفرد کرتا ہے۔ **مسئلہ**۔ قارن کو اگر قربانی میسر للعہ نہ آئے کہ اس کے پاس ضرورت سے زیادہ مال نہیں نہ اتنا اسباب کہ اسے بیچ کر جانور خریدے تو دس روزے رکھے ان میں تین تو وہیں یعنی یکم شوال سے ذی الحجہ کی نویں تک احرام باندھنے کے بعد رکھے۔ خاص سات آٹھ نو کو رکھے یا اس سے پہلے۔ اور بہتر یہ ہے کہ نویں سے پہلے ختم کردے۔ اور یہ بھی اختیار ہے کہ متفرق طور پر رکھے۔ تینوں کا لگاتار رکھنا ضروری نہیں۔ اور سات روزے حج کا زمانہ گذارنے کے بعد یعنی تیرھویں گذر جانے کے بعد رکھے تیرہ کو یا اس سے پہلے نہیں ہوسکتا۔ ان سات روزوں میں اختیار ہے کہ وہیں رکھے یا گھر واپس آکر۔ اور بہتر گھر پر واپس ہوکر رکھنا ہے۔ اور ان دسوں روزوں میں رات ہی سے نیت ضروری ہے۔ (عالمگیری درمختار ردالمحتار و بہار) **مسئلہ**۔ اگر پہلے تین روزے نویں تک نہیں رکھے تو اب روزے کافی نہیں بلکہ دم واجب ہوگا۔ دَم دے کر احرام سے باہر ہوجائے۔ اور اگر دَم دینے پر قادر نہیں تو

عہ لیکن عورت اتنے زور سے نہ کہے کہ نامحرم سُنے۔ ؎ اس طواف کے پہلے تین پھیروں میں رمل بھی کرے کہ سنت ہے۔

للعہ مسئلہ۔ قارن دسویں کو جو قربانی کرے گا اس قربانی کو دم قران کہتے ہیں یہ قربانی واجب ہے۔ اس قربانی میں بھی جانور کی وہی قسمیں اور شرطیں ہیں جو بقرعید کی قربانی کے جانور کی ہیں اس قربانی کے لئے ضرور ہے کہ حرم میں ہو۔ حرم سے باہر نہیں ہوسکتی۔ سنت ہے کہ منی میں ہو اور رمی کے بعد ہو اس سے پہلے کرے گا تو دم لازم آئے گا (منسک)

سر منڈا کر یا بال کترا کر احرام سے جُدا ہو جائے۔ اور اب دو دم واجب ہے۔ (درمختار و بہار)

تمتع کا طریقہ۔ میقات سے یا اس سے پہلے کہیں سے عمرہ کا احرام باندھے اور مکہ پہونچ کر عمرہ کے لئے سات پھیرے کا طواف[عہ] کرے اور اس کے بعد سعی کرے۔ اور سعی کے بعد حلق یا تقصیر کرے اب عمرہ سے حلال ہو گیا۔ یعنی عمرہ پورا ہو گیا احرام کھول دے۔ اور مکہ میں ٹھہرا رہے پھر آٹھویں[عہ] کو مسجد حرام سے یا حرم سے حج کا احرام باندھے اور حج پورا کرے جیسے حاجی مُفرِد کرتا ہے سوا طواف قدوم کے۔ **مسئلہ**۔ اس پر دم تمتع واجب ہے۔ تو جب یوم نحر میں رمی کے بعد قربانی کر چکے تب حلق یا تقصیر کرائے۔ **مسئلہ**۔ اگر قربانی کی استطاعت نہ ہو تو روزہ رکھے جیسے قران والے کے لئے ہیں۔ (جوہرہ عالمگیری درمختار و بہار) **مسئلہ**۔ متمتع اگر اپنے ساتھ قربانی کا جانور نہ لایا تو عمرہ سے فارغ ہو کر حلال ہو جائے گا اور اگر ہدی مُتعَۃ لایا ہے تو محرم رہے گا۔ جب تک کہ افعال حج سے فارغ نہ ہو جائے (قاضی خاں) **مسئلہ**۔ جو جانور لایا اور جو نہ لایا دونوں میں فرق یہ ہے کہ اگر جانور نہ لایا اور عمرہ کے بعد احرام کھول دیا اور اب حج کا احرام باندھا اور کوئی جنایت ہوئی تو جرمانہ مثل مفرد کے ہے۔ اور اگر عمرہ کا احرام باقی تھا تو جرمانہ مثل قارن کے ہے اور اگر جانور لایا ہے تو ہر حال میں قارن کے مثل ہے (ردالمحتار و بہار) **مسئلہ**۔ تمتع کرنے والے نے حج و عمرہ فاسد کر دیا تو اس کی قضا دے اور جرمانہ میں دم دے اور تمتع کی قربانی اس کے ذمہ میں نہیں۔ (درمختار و بہار)

وہ باتیں جو احرام میں حرام ہیں

عورت[۱] سے صحبت۔ بوسہ[۲]۔ مساس[۳]۔ گلے لگانا[۴]۔ اسکے اندام نہانی پر نگاہ جبکہ یہ چاروں باتیں شہوت سے ہوں۔ عورتوں[۵] کے سامنے اس کام کا نام لینا۔ فحش[۶]۔ گناہ[۷]۔ کسی[۸] سے دنیوی لڑائی۔ جھگڑا[۹]۔ جنگل کا[۱۰] شکار۔ اس کی طرف[۱۱] شکار کرنے کو اشارہ کرنا۔ یا کسی طرح[۱۲] بتانا۔ بندوق[۱۳] یا بارود یا اس کے ذبح کرنے کو چھری دینا۔ اس کے انڈے[۱۴] توڑنا۔ پر اُکھیڑنا[۱۵]۔ پاؤں[۱۶] یا بازو توڑنا۔ اس کا دودھ[۱۷] دُہنا۔ اس کا گوشت[۱۸] یا انڈے پکانا۔ بھوننا[۱۹]۔ بیچنا[۲۰]۔ خریدنا[۲۱]۔ کھانا[۲۲]۔ اپنا یا[۲۳] دوسرے کا ناخن کترنا۔ یا دوسرے سے اپنا کتروانا۔ سر[۲۴] سے پاؤں تک کہیں سے کوئی بال کترنا۔ منہ[۲۵] یا سر[۲۶] کسی کپڑے[۲۷] وغیرہ سے چھپانا

عہ طواف شروع کرتے ہی یعنی حجر کا بوسہ لیتے وقت لبیک ختم کر دے۔ عہ آٹھویں یا اس سے پہلے یا بعد نویں کو بھی باندھ سکتا ہے مگر پہلے افضل ہے۔ ۶ فحش اور گناہ ہمیشہ حرام ہے اب اور سخت حرام ہو گئے۔ ۲۶ لیکن عورت کو سر چھپانا جائز ہے بلکہ نامحرم کے سامنے اور نماز میں تو فرض ہے البتہ مُنہ چھپانا عورت کو بھی حرام ہے مگر نامحرم کے آگے کوئی پنکھا وغیرہ منہ سے بچا ہوا سامنے رکھے۔

بستہ یا کپڑے کی بقچی یا گٹھری سر پر رکھنا۔ عمامہ باندھنا۔ برقع و دستانے پہننا۔ موزے یا جرابیں
وغیرہ جو وسط قدم کو چھپائے (جہاں عربی جوتے کا تسمہ ہوتا ہے) پہننا۔ اگر جوتیاں نہ ہوں تو موزے
کاٹ کر پہنے کہ وہ تسمہ کی جگہ نہ چھپے۔ سِلا کپڑا پہننا۔ خوشبو بالوں یا بدن یا کپڑوں میں لگانا۔ ملاگیری
یا کُسم کیسر غرض کسی خوشبو کے رنگے کپڑے پہننا جبکہ ابھی خوشبو دے رہے ہوں۔ خالص خوشبو مشک
عنبر۔ زعفران۔ جاوتری۔ لونگ۔ الائچی۔ دارچینی۔ زنجبیل وغیرہ۔ کھانا۔ ایسے خوشبو کا آنچل میں
باندھنا جس میں فی الحال مہک ہو جیسے مشک۔ عنبر۔ زعفران۔ سر یا داڑھی کو خطمی یا کسی خوشبودار
ایسی چیز سے دھونا جس سے جوئیں مرجائیں۔ وسمہ یا مہندی کا خضاب لگانا۔ گوند وغیرہ سے
بال جمانا۔ زیتون یا تل کا تیل اگرچہ بے خوشبو ہو بالوں یا بدن میں لگانا۔ کسی کا سر مونڈنا اگرچہ اس کا
احرام نہ ہو جوں مارنا۔ پھینکنا کسی کو اس کے مارنے کا اشارہ کرنا۔ کپڑا اس کے مارنے کو دھونا۔
دھوپ میں ڈالنا۔ بالوں میں پارہ وغیرہ اس کے مارنے کو ڈالنا۔ غرض جوں کے ہلاک پر کسی طرح باعث ہونا

احرام میں یہ باتیں مکروہ ہیں

بدن کا میل چھڑانا۔ بال یا بدن کھلی یا صابن وغیرہ بے خوشبو
کی چیز سے دھونا۔ کنگھی کرنا۔ اس طرح کھجانا کہ بال ٹوٹنے یا
جوں کے گرنے کا اندیشہ ہو۔ انگرکھا۔ کرتا۔ چوغا پہننے کی طرح کندھوں پر ڈالنا۔ خوشبو کی دھونی دیا ہوا
کپڑا کہ ابھی خوشبو دے رہا ہو پہننا۔ اوڑھنا۔ قصداً خوشبو سونگھنا اگرچہ خوشبودار پھل یا پتّا ہو جیسے
لیموں نارنگی پودینہ۔ عطر دانہ۔ عطر فروش کی دوکان پر اس غرض سے بیٹھنا کہ خوشبو سے دماغ
معطر ہوگا۔ سر یا منہ پر پٹی باندھنا۔ غلاف کعبہ معظمہ کے اندر اس طرح داخل ہونا کہ غلاف شریف
سر یا منہ سے لگے۔ ناک وغیرہ منہ کا کوئی حصہ کپڑے سے چھپانا۔ کوئی ایسی چیز کھانا۔ پینا جس میں
خوشبو پڑی ہو اور نہ وہ پکائی گئی ہو نہ بو دور ہوگئی ہو۔ بے سلا کپڑا رفو کیا ہوا یا پیوند لگا ہوا پہننا
تکیہ پر منہ رکھ کر اوندھا لیٹنا۔ مہکتی خوشبو ہاتھ سے چھونا جبکہ ہاتھ میں لگ نہ جائے ورنہ حرام
ہے۔ بازو یا گلے پر تعویذ باندھنا اگرچہ بے سلے کپڑے میں لپیٹ کر ہو۔ بلا عذر بدن پر پٹی باندھنا۔
سنگار کرنا چادر اوڑھ کر اس کے آنچلوں میں گرہ دے لینا جیسے گاتی باندھتے ہیں اس طرح پر یا کسی

۱؎ لیکن عورت رکھ سکتی ہے۔ ۲؎ سر پر سینی یا بوری اٹھانے میں حرج نہیں یہ جائز ہے ۳؎ لیکن عورت دستانے موزے
پہن سکتی ہے۔ ۴؎ لیکن عورت سلا کپڑا پہن سکتی ہے اور مرد نے بھی اگر سلا کپڑا جیسے اچکن شیروانی جبہ لیٹ کر اوپر اس طرح
ڈال لیا کہ منہ اور سر کھلا دیا تو حرج نہیں ۵؎ لیکن جس کھانے کے پکنے میں مشک وغیرہ پڑی ہو اس کے کھانے میں حرج نہیں
اگرچہ خوشبو دیں یوں ہی بے پکائے جس میں کوئی خوشبو ڈالی اور وہ مہکتی نہیں تو اس کا کھانا پینا جائز ہے۔ ۱۲ ۶؎ لیکن
گھی۔ چربی۔ کڑوا تیل۔ ناریل کا تیل۔ بادام کدو۔ کاہو کا تیل جو بسایا نہ ہو بالوں یا بدن میں لگانا جائز ہے۔

اور طرح پر جبکہ سر کھلا ہو ورنہ حرام ہے۔ تہبند[۲۱] کے دونوں کناروں میں گرہ دینا۔ تہبند[۲۲] باندھ کر کمر بند یا رسّی سے کسنا۔ **مسئلہ**۔ جو باتیں احرام[۲۳] میں ناجائز ہیں وہ اگر کسی عذر سے یا بھول کر ہوں تو گناہ تو نہیں مگر ان پر جو جرمانہ مقرر ہے وہ ہر طرح دینا آئے گا چاہے جان بوجھ کر ہوں یا بھول کر ہو یا کسی کی زبردستی سے ہو یا سوتے میں ہو۔

جُرم اور اس کے کفارے کا بیان

مسئلہ۔ مُحرم اگر قصداً بلا عذر جُرم کرے تو کفارہ بھی واجب ہے اور گنہگار بھی ہوا لہٰذا اس صورت میں توبہ بھی واجب ہے۔ کہ خالی کفارہ سے پاک نہ ہوگا جب تک کہ توبہ نہ کرے اور اگر بھول کر یا کسی عذر سے ہے تو کفارہ کافی ہے جرم کا کفارہ بہرحال لازم ہے۔ یاد سے ہو یا بھول چوک سے اس کا جرم ہونا جانتا ہو یا نہ جانتا ہو خوشی سے ہو یا مجبوراً سوتے میں ہو یا جاگتے میں نشہ یا بیہوشی میں ہو یا ہوش میں اس نے اپنے آپ کیا ہو یا دوسرے نے اس کے حکم سے کیا ہو۔ **تنبیہ**۔ اس بیان میں جہاں دَم کہا جائیگا اس سے مراد ایک بکری یا بھیڑ ہوگی اور بَدَنہ سے مراد اونٹ یا گائے ہوگی یہ سب جانور انھیں شرائط کے ہوں گے جو شرطیں قربانی میں ہیں اور صَدَقَہ سے مراد نصف صاع[۱] گیہوں یا ایک صاع جَو یا کھجور یا ان کی قیمت ہے **مسئلہ**۔ جہاں دم کا حکم ہے اور وہ جرم مجبوراً[۲] کرنا پڑا ہے تو اس میں یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دم کے بدلے چھ مسکینوں کو ہر ایک کو ایک ایک صدقہ[۳] دے یا چھ مسکینوں کو دو وقت پیٹ بھر کھلائے یا تین روزے رکھ لے اور جس جرم میں صدقہ کا حکم ہے اور مجبوراً کرنا پڑا ہے تو اس میں صدقہ کے بدلے ایک روزہ رکھ لے۔ **مسئلہ**۔ جہاں ایک دم یا ایک صدقہ ہے قارن پر دو ہیں۔ **مسئلہ** کفارہ کی قربانی سے آپ کھائے غنی کو کھلائے مساکین کو دے اور کفارہ کی صرف محتاجوں کا حق ہے

خوشبو اور تیل لگانا

مسئلہ۔ خوشبو اگر بہت سی لگائی جسے دیکھ کر لوگ بہت بتائیں چاہے عضو کے تھوڑے ہی حصہ پر یا کسی بڑے عضو پر جیسے سر منھ ران پنڈلی پر۔ چاہے خوشبو تھوڑی ہی ہو۔ تو ان دونوں صورتوں میں دَم ہے۔ اور اگر تھوڑی سی خوشبو عضو کے تھوڑے سے حصے میں لگائی تو صدقہ ہے (عالمگیری) **مسئلہ**۔ کپڑے یا بچھونے پر خوشبو ملی تو خود خوشبو کی مقدار دیکھی جائے گی۔ زیادہ ہے تو دم اور کم ہے تو صدقہ۔ (عالمگیری) **مسئلہ**۔ خوشبو سونگھی پھل ہو یا پھول جیسے لیموں نارنگی۔ گلاب چنبیلی۔ بیلے جوہی وغیرہ کے پھول تو کچھ کفارہ نہیں لیکن محرم کو خوشبو

---

[۱] صاع کا وزن انگریزی روپیہ سے ۳۵۱ بھر ہے یعنی نمبری چار سیر سوا چھ چھٹانک۔ [۲] مجبوراً جرم کرنے کی مثال جیسے بیماری یا سخت گرمی یا سخت سردی یا زخم یا پھوڑے یا جوؤں کی سخت تکلیف۔ [۳] لہٰذا اگر چھے صدقے ایک ہی مسکین کو دیا تو کفارہ ادا نہ ہوگا بلکہ شرط یہ ہے کہ چھ مسکینوں کو دے اور افضل یہ ہے کہ یہ مساکین حرم کے ہوں۔

سونگھنا مکروہ ہے۔(ردالمحتار) مسئلہ۔احرام سے پہلے بدن پر خوشبو لگائی تھی اب احرام کے بعد پھیل کر اور اعضاء کو لگی تو کفارہ نہیں ہے (ردالمحتار) مسئلہ۔خوشبودار سُرمہ ایک یا دو بار لگایا تو صدقہ دے اس سے زیادہ میں دم دے اور جس سُرمہ میں خوشبو نہ ہو اس کے استعمال میں حرج نہیں جبکہ ضرورت سے ہو اور بلاضرورت مکروہ ہے۔(منسک وعالمگیری و بہار) مسئلہ۔اگر خالص خوشبو جیسے مشک زعفران لونگ الائچی دارچینی اتنی کھائی کہ مُنہ کے اکثر حصہ میں لگ گئی تو دم ہے ورنہ صدقہ۔ مسئلہ۔پینے کی چیز میں خوشبو ملائی۔اگر خوشبو غالب ہے۔یا تین بار یا زیادہ پیا تو دم ہے ورنہ صدقہ۔ (ردالمحتار) مسئلہ۔تمباکو کھانے والے اس کا خیال رکھیں کہ احرام میں خوشبودار تمباکو نہ کھائیں کہ پتیوں میں تو ویسے ہی کچی خوشبو ملائی جاتی ہے اور قوام میں بھی اکثر پکانے کے بعد مشک وغیرہ ملاتے ہیں۔ مسئلہ۔خمیرہ تمباکو نہ پینا بہتر ہے کہ اس میں خوشبو ہوتی ہے مگر پیا تو کفارہ نہیں۔مسئلہ۔روغن چنبیلی وغیرہ خوشبودار تیل لگانے کا وہی حکم ہے جو خوشبو استعمال کرنے میں تھا۔(عالمگیری) مسئلہ۔تل اور زیتون کا تیل خوشبو کے حکم میں ہے۔اگر ان میں خوشبو نہ ہو تو البتہ ان کے کھانے اور ناک میں چڑھانے اور زخم پر لگانے اور کان میں ٹپکانے سے صدقہ واجب نہیں (ردالمحتار) مسئلہ۔مشک۔عنبر زعفران وغیرہ جو خود ہی خوشبو ہیں خالص ان کے استعمال سے مطلقاً کفارہ لازم ہے چاہے دوا کے طور پر ہی کیوں نہ استعمال کیا ہو۔مسئلہ۔خالص خوشبو مشک عنبر وغیرہ دوسری بے خوشبو چیز میں ملا کر استعمال کیا تو دیکھیں گے کہ اگر خوشبودار چیز زیادہ ہے تو کل خوشبودار کے حکم میں ہوگی۔ مسئلہ۔خوشبو لگانا جب جرم قرار پایا تو بدن یا کپڑے سے دور کرنا واجب ہے اور کفارہ دینے کے بعد دور نہ کیا تو پھر دم وغیرہ واجب ہوگا۔(عالمگیری) سِلے کپڑے پہننا۔مُحرم نے سِلا کپڑا چار پہر کامل پہنا تو دم واجب ہے اور اگر اس سے کم تو صدقہ۔چاہے تھوڑی ہی دیر پہنا۔اور اگر لگاتار کئی دن تک پہنے۔جب بھی ایک ہی دم واجب ہے جبکہ یہ لگاتار پہننا ایک طرح کا ہو یعنی عذر سے یا بلاعذر اور اگر مثلاً ایک دن بلاعذر تھا اور دوسرے دن عذر سے یا بالعکس[1] تو دو کفارے واجب ہوں گے (عالمگیری وغیرہ) مسئلہ۔باری کے ساتھ بخار آتا ہے اور جس دن بخار آیا کپڑے پہن لئے دوسرے دن اُتار ڈالے تیسرے دن پھر پہنے تو جب تک یہ بخار آئے ایک ہی جرم ہے۔ (منسک و بہار) مسئلہ۔اگر سلا کپڑا پہنا اس کا کفارہ ادا کر دیا مگر اُتارا نہیں دوسرے دن بھی پہنے رہا تو دوسرا کفارہ واجب ہے۔یوں ہی اگر احرام باندھتے وقت سلا کپڑا نہ اُتارا تو یہ جرم ہے (درمختار عالمگیری و بہار) مسئلہ مُحرم نے دوسرے مُحرم کو سلا ہوا یا خوشبودار کپڑا پہنایا تو اس پہنانے والے کو

---

[1] یعنی ایک دن عذر سے اور دوسرے دن بلاعذر۔

کچھ نہیں۔ (عالمگیری) **مسئلہ**۔ مرد یا عورت نے مُنھ کی ٹکلی پوری یا چوتھائی چھپائی۔ یا مرد نے پورا یا چوتھائی سر چھپایا تو چار پہر یا زیادہ لگاتار چھپانے میں دم ہے اور کم میں صدقہ۔ اور چوتھائی سے کم کو چار پہر تک چھپایا تو صدقہ ہے۔ اور چار پہر سے کم میں کفّارہ نہیں۔ مگر گناہ ہے (عالمگیری وغیرہ) **مسئلہ**۔ مُحرم نے سر پہ کپڑے کی گٹھری رکھی تو کفارہ ہے۔ اور غلّہ کی گٹھری یا تختہ یا لگن سینی وغیرہ کوئی برتن رکھ لیا تو نہیں۔ اور اگر سر پر مٹّی تھوپ لی تو کفارہ ہے۔ (منسک عالمگیری بہار)

مسئلہ۔ کان اور گُدّی کے چھپانے میں حرج نہیں یوں ہی ناک پر خالی ہاتھ رکھنے میں کچھ نہیں اور اگر ہاتھ میں کپڑا ہے اور کپڑے سمیت ناک پر ہاتھ رکھا تو کفّارہ نہیں مگر مکروہ و گناہ ہے۔

مسئلہ۔ پہننے کا مطلب یہ ہے کہ وہ کپڑا اس طرح پہنے جیسے عادتاً پہنا جاتا ہے ورنہ اگر کُرتے کا تہبند باندھ لیا یا پائجامہ کو تہبند کی طرح لپیٹا یا پاؤں پائنچے میں نہ ڈالے تو کچھ نہیں۔

بال دور کرنا۔ **مسئلہ**۔ سر یا داڑھی کے چوتھائی بال یا زیادہ کسی طرح دور کئے تو دم ہے اور کم میں صدقہ۔ **مسئلہ**۔ پوری گردن یا پوری ایک بغل میں دم ہے اور کم میں صدقہ۔ چاہے آدھی یا زیادہ ہی کیوں نہ ہو یہی حکم زیرِ ناف کا ہے۔ دونوں بغلیں پوری منڈائے تب بھی ایک ہی دم ہے (درمختار و ردالمحتار و بہار) **مسئلہ**۔ مونچھ اگرچہ پوری منڈائے یا کتروائے صدقہ ہے۔

مسئلہ۔ روٹی پکانے میں کچھ بال جل گئے تو صدقہ ہے وضو کرنے یا کھجانے یا کنگھا کرنے میں بال گرے تو اس پر بھی پورا صدقہ ہے۔ اور بعض نے کہا کہ دو تین بال تک ہر بال کے لئے ایک مٹھی اناج یا ایک ٹکڑا روٹی یا ایک چھوہارا ہے۔ (عالمگیری ردالمحتار و بہار) **مسئلہ**۔ اپنے آپ بے ہاتھ لگائے بال گر جائے یا بیماری سے تمام بال گر پڑیں تو کچھ نہیں (منسک و بہار) **مسئلہ**۔ عورت پورے یا چوتھائی سر کے بال ایک پورے برابر کترے تو دم دے اور کم میں صدقہ (منسک و بہار) **ناخن کترنا**۔ **مسئلہ**۔ ایک ہاتھ ایک پاؤں کے پانچوں ناخن کترے یا بیسوں ایک ساتھ تو ایک دم ہے اور اگر کسی ہاتھ یا پاؤں کے پورے پانچ نہ کترے تو ہر ناخن پر ایک صدقہ یہاں تک کہ اگر چاروں ہاتھ پاؤں کے چار چار کترے تو سولہ صدقے دے مگر یہ کہ صدقوں کی قیمت ایک دم کے برابر ہو جائے تو کچھ کم کرے یا دم دے اور اگر ایک ہاتھ یا پاؤں کے پانچوں ایک جلسہ میں اور دوسرے کے پانچوں دوسرے جلسہ میں کترے تو دو دم لازم ہیں اور چاروں ہاتھ پاؤں کے چار جلسوں میں تو چار دم (عالمگیری) **مسئلہ**۔ کوئی ناخن ٹوٹ گیا کہ بڑھنے کے قابل نہ رہا اس کا بقیہ اس نے کاٹ لیا تو کچھ نہیں۔ (عالمگیری) **بوس و کنار وغیرہ** **مسئلہ** مباشرت فاحشہ اور شہوت کے ساتھ بوس و کنار اور بدن چھونے میں دم ہے۔ اگرچہ انزال نہ ہوا اور بلا شہوت میں کچھ نہیں یہ باتیں عورت کے ساتھ ہوں یا مرد کے ساتھ دونوں کا ایک حکم ہے۔

(درمختار وردالمحتار) مسئلہ۔ مرد کی ان باتوں سے عورت کو لذت آئے تو وہ بھی دم دے (جوہرہ وبہار) مسئلہ۔ اندام نہانی پر نگاہ کرنے سے کچھ نہیں۔ چاہے انزال ہی ہوجائے چاہے بار بار نگاہ کی ہو۔ یوں ہی خیال جمانے سے اگر انزال ہوجائے تب بھی کچھ نہیں۔ (ہندیہ و ردالمحتار) مسئلہ۔ جلق سے اگر انزال ہوجائے تو دم ہے ورنہ مکروہ۔ اور احتلام سے کچھ نہیں (ہندیہ وبہار) جماع۔ مسئلہ۔ وقوف عرفہ سے پہلے جماع کیا تو حج فاسد ہوگیا اسے حج کی طرح پورا کرکے دم دے اور سال آئندہ ہی میں اس کی قضا کرے۔ عورت بھی احرام حج میں تھی تو اس پر بھی یہی لازم (ہندیہ وبہار) مسئلہ۔ وقوف کے بعد جماع سے حج تو نہ جائے گا مگر حلق وطواف[علہ] سے پہلے کیا تو بدنہ دے اور حلق کے بعد کیا تو دم دے۔ اور بہتر اب بھی بدنہ ہی ہے اور حلق وطواف کے بعد جماع کیا تو کچھ نہیں۔ مسئلہ۔ عمرہ میں چار پھیرے سے پہلے جماع کیا تو عمرہ جاتا رہا۔ دم دے اور عمرہ کی قضا۔ اور چار پھیروں کے بعد کیا تو دم دے عمرہ صحیح ہے۔ (درمختار وبہار) مسئلہ جماع سے احرام نہیں جاتا اور جو چیزیں محرم کے لئے ناجائز ہیں وہ اب بھی ناجائز ہیں اور وہی سب احکام ہیں (ردالمحتار)

طواف میں غلطیاں

فرض طواف کے چار پھیرے یا اس سے زیادہ جنابت یا حیض ونفاس کی حالت میں کیا تو بدنہ دینا واجب ہے۔ اور طہارت کے ساتھ اعادہ واجب ہے۔ بارھویں تاریخ تک کامل طور پر اعادہ کرلیا تو جرمانہ ساقط[یعنی بدنہ ساقط] اور بارھویں کے بعد کیا تو بدنہ ساقط ہوجائے گا لیکن دم لازم رہے گا۔ مسئلہ۔ اگر فرض طواف بے وضو کیا تھا تو دم لازم ہے اور اعادہ مستحب اور اعادہ کرلینے سے دم ساقط ہوجاتا ہے چاہے بارھویں کے بعد ہی کیا ہو۔ (جوہرہ وہندیہ) مسئلہ۔ تین پھیرے یا اس سے کم بے طہارت کیا تو ہر پھیرے کے بدلے ایک صدقہ مسئلہ۔ طواف فرض کل یا اکثر بلا عذر سواری پر یا گود میں یا گھسٹ کر کیا یا بے ستر کیا (مثلاً عورت کی چوتھائی کلائی یا چوتھائی سر کے بال کھلے تھے) یا الٹا طواف کیا یا حطیم کے اندر سے طواف میں گذرا یا بارھویں کے بعد کیا تو ان سب صورتوں میں دم دے اور صحیح طور پر اعادہ کرلیا تو دم ساقط اور بغیر اعادہ کئے چلا آیا تو بکری یا اس کی قیمت بھیج دے کہ حرم میں ذبح کردی جائے واپس آنے کی ضرورت نہیں۔ (ردالمحتار ہندیہ وبہار) مسئلہ۔ فرض طواف چار پھیرے کرکے چلا گیا یعنی تین یا دو یا ایک پھیرا باقی رہ گیا تو دم واجب ہے۔ اگر خود نہ آیا بھیج دیا تو کافی ہے (ہندیہ وبہار) مسئلہ فرض کے سوا کوئی اور طواف کل یا اکثر جنابت میں کیا تو دم دے اور بے وضو کیا تو صدقہ۔ اور تین

علہ یعنی طواف کے چار پھیرے سے پہلے۔ ۱۲ منہ

پھیرے یا اس سے کم جنابت میں کئے تو ہر پھیرے کے بدلے ایک صدقہ پھر اگر مکہ معظمہ میں ہے تو سب صورتوں میں اعادہ کرلے کفارہ ساقط ہو جائے گا۔ (عالمگیری) **مسئلہ** ۔طواف رخصت کل یا اکثر ترک کیا تو دم لازم اور چار پھیروں سے کم چھوڑا تو ہر پھیرے کے بدلے میں ایک صدقہ۔ اور طواف قدوم ترک کیا تو کفارہ نہیں۔ مگر بُرا کیا اور طواف عمرہ کا ایک پھیرا بھی ترک کرے گا تو دم لازم آئے گا اور بالکل نہ کیا یا اکثر ترک کیا تو کفارہ نہیں بلکہ اس کا ادا کرنا لازم ہے (منسک) **مسئلہ** ۔قارن نے طواف قدوم و طواف عمرہ دونوں بے وضو کئے تو دسویں سے پہلے طواف عمرہ کا اعادہ کرے۔ اور اگر اعادہ نہ کیا یہاں تک دسویں تاریخ کی فجر طلوع ہوگئی تو دم واجب اور طواف فرض میں رمل اور سعی کرلے (منسک و بہار) **مسئلہ** ۔نجس کپڑوں میں طواف مکروہ ہے۔ کفارہ نہیں۔

سعی میں غلطیاں

سعی کے چار پھیرے یا زیادہ بلا عذر چھوڑ دئے یا سواری پر کئے تو دم دے حج ہوگیا۔ اور چار سے کم میں ہر پھیرے کے بدلے صدقہ دے۔ اور اگر اعادہ کرلیا تو دم اور صدقہ ساقط اور اگر عذر کی وجہ سے ایسا ہوا تو معاف ہے۔ یہی ہر واجب کا حکم ہے کہ صحیح عذر سے چھوڑا جاسکتا ہے (ہندیہ و ردالمحتار) **مسئلہ** ۔طواف سے پہلے سعی کرلی اور پھر اعادہ بھی نہ کیا تو دم ہے (درمختار) **مسئلہ** ۔جنابت میں یا بے وضو طواف کرکے سعی کی تو سعی کے اعادہ کی ضرورت نہیں (درمختار) **مسئلہ** ۔سعی کے لئے احرام یا حج کا زمانہ شرط نہیں۔ نہ کی ہو تو جب کرے ادا ہو جائے گی (جوہرہ)

وقوف میں غلطی

جو شخص سورج ڈوبنے سے پہلے عرفات سے چلا گیا وہ دم دے پھر اگر ڈوبنے سے پہلے واپس آیا تو دم ساقط ہوگیا اور اگر ڈوبنے کے بعد واپس ہوا تو دم دینا ہوگا۔ اور عرفات سے چلا آنا چاہے اپنے اختیار سے ہو یا بے اختیار (جیسے اونٹ پر سوار تھا وہ اسے لے بھاگا) دونوں صورت میں دم ہے۔ (ہندیہ و جوہرہ نیرہ) **وقوف مزدلفہ** دسویں کی صبح کو مزدلفہ میں بلا عذر وقوف نہ کیا تو دم دے ہاں کمزور یا عورت بھیڑ کے ڈر سے وقوف چھوڑ سکتی ہے۔ جرمانہ نہیں۔ (جوہرہ نیرہ)

رمی کی غلطیاں

کسی دن بھی رمی نہیں کی یا ایک دن رمی بالکل یا اکثر چھوڑ دی (جیسے دسویں کو تین کنکریاں تک ماریں[1] یا گیارھویں وغیرہ کو دس کنکریاں تک ماریں[2]) یا کسی دن کی کل یا اکثر رمی دوسرے دن کی تو ان پانچوں صورتوں میں دم ہے۔ اور اگر کسی دن نصف سے کم چھوڑی (جیسے دسویں کو چار کنکریاں ماریں تین چھوڑ دیں یا اور دنوں کی گیارہ ماریں دس چھوڑ دیں

[1] باقی چھوڑ دیں۔ [2] باقی چھوڑ دیں۔

یا نصف سے کم چھوڑی ہوئی رمی دوسرے دن کی تو ان سب صورتوں میں ہر کنکری پر ایک صدقہ دے اگر صدقوں کی قیمت دم کے برابر ہو جائے تو کچھ کم دے۔ (ہندیہ درمختار و ردالمحتار و بہار)

قربانی اور حلق میں غلطی قارن و متمتع نے رمی سے پہلے قربانی کی تو دم دے۔ **مسئلہ**۔ حرم میں حلق نہ کیا بلکہ حرم کی حد سے باہر کیا۔ یا بارھویں کے بعد کیا۔ یا رمی سے پہلے کیا۔ یا قارن اور متمتع نے قربانی سے پہلے کیا۔ تو ان سب صورتوں میں دم دے۔ (درمختار وغیرہ) **مسئلہ**۔ عمرہ کا حلق بھی حرم ہی میں ہونا ضروری ہے اس کا حلق بھی حرم سے باہر ہوا تو دم ہے مگر اس میں وقت کی شرط نہیں۔ (درمختار) **مسئلہ**۔ حج کرنے والے نے بارھویں کے بعد حرم سے باہر سر منڈایا تو دو دم ہیں۔ ایک حرم سے باہر حلق کرنے کا دوسرا بارھویں کے بعد ہونے کا۔ (ردالمحتار و بہار) **شکار کرنا**۔ خشکی کا جانور شکار کرنا یا اس کی طرف شکار کرنے کو اشارہ کرنا یا اور کسی طرح بتانا یہ سب کام حرام ہیں۔ اور سب میں کفارہ واجب اگرچہ اس کے کھانے میں مضطر ہو یعنی بھوک سے مرا جاتا ہو اور کفارہ اس جانور کی قیمت ہے یعنی دو عادل وہاں کے حساب سے جو قیمت بتائیں وہ دینی ہوگی۔ اور اگر وہاں اس کی کوئی قیمت نہ ہو تو وہاں سے قریب جگہ میں جو قیمت ہو وہ ہے۔ اور اگر ایک ہی عادل نے بتا دیا جب بھی کافی ہے۔ (درمختار وغیرہ) **مسئلہ**۔ جنگل کے جانور سے مراد وہ ہے جو خشکی میں پیدا ہوتا ہے اگرچہ پانی میں رہتا ہو۔ لہٰذا مرغابی اور وحشی بط کے شکار کرنے سے کفارہ لازم آئے گا۔ پانی کا جانور وہ ہے جس کی پیدائش پانی میں ہوتی ہے اگرچہ کبھی کبھی خشکی میں رہتا ہو۔ گھریلو جانور جیسے گائے بھینس بکری اگر جنگل میں رہنے کے سبب انسان سے وحشت کریں تو وحشی نہیں۔ اور اگر وحشی جانور کسی نے پال لیا تو اب بھی جنگل ہی کا جانور گنا جائے گا۔ لہٰذا اگر پلاؤ ہرن شکار کیا تو کفارہ دینا ہوگا۔ (ہندیہ جوہرہ ردالمحتار و بہار) **مسئلہ**۔ جنگل کا جانور اگر کسی کی ملک ہو جائے۔ مثلاً پکڑ لایا یا پکڑنے والے سے مول لیا تو اس کے شکار کرنے پر بھی کفارہ ہے۔ (ہندیہ جوہرہ ردالمحتار و بہار) **مسئلہ**۔ پانی کے جانور کو شکار کرنا جائز ہے یعنی جو پانی میں پیدا ہوا اگرچہ خشکی میں بھی کبھی کبھی رہتا ہو (منسک و بہار) **مسئلہ**۔ شکار کا کفارہ ادا کرنے کے لئے۔ چاہے تو شکار کی قیمت کی بھیڑ بکری وغیرہ مول لے کر حرم میں ذبح کر کے فقیروں کو بانٹ دے اور چاہے تو اُس قیمت کا غلہ لے کر مسکینوں کو دیدے مگر ہر مسکین کو صدقہ فطر کے برابر دے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس قیمت کے غلہ میں جتنے صدقے ہو سکتے ہوں ہر صدقہ

عـ۵ یہ جانور حلال ہو یا حرام دونوں میں کفارہ ہے مگر حرام جانور میں ایک بکری سے زیادہ کفارہ نہیں چاہے اس کی قیمت بکری سے زائد ہو۔ مثلاً ہاتھی کو قتل کیا تو ایک بکری کفارہ میں واجب ہے۔ (درمختار۔ ردالمحتار و بہار)

کے بدلے ایک روزہ رکھے۔ اور اگر کچھ غلہ بچ جائے جو پورا صدقہ نہیں تو چاہے اُسے کسی مسکین کو دیدے یا اس کے بدلے ایک روزہ رکھے۔ اور اگر پوری قیمت ایک صدقہ کے برابر بھی نہیں تو بھی چاہے تو اتنے کا غلہ مول لے کر ایک مسکین کو دیدے یا اس کے بدلے ایک روزہ رکھے۔ (درمختار و ہندیہ وغیرہ) **مسئلہ**۔ کفارہ کے جانور کو حرم کے اندر ذبح کرنا چاہئے۔ حرم کے باہر ذبح کیا تو کفارہ ادا نہ ہوا۔ (درمختار و ہندیہ وغیرہ) **مسئلہ**۔ اگر کفارہ کے جانور میں سے خود بھی کھالیا تو اتنے کا تاوان دے (ہندیہ درد و بہار) **مسئلہ**۔ کفارہ کا جانور چوری گیا۔ یا زندہ جانور ہی صدقہ کر دیا۔ تو یہ کافی نہیں۔ یعنی کفارہ ادا نہ ہوا۔ اور اگر ذبح کر دیا گوشت چوری گیا تو ادا ہوگیا (ردالمحتار و بہار) **مسئلہ**۔ جانور کو زخمی کر دیا مگر وہ مرا نہیں یا اسکے بال یا پَر نوچے یا کوئی عضو کاٹ ڈالا تو اس کی وجہ سے جو کچھ اس جانور میں کمی ہوئی اتنے کا کفارہ واجب ہے اور اگر زخم کی وجہ سے مرگیا تو پوری قیمت واجب ہے۔ **مسئلہ**۔ مُحرم نے جنگل کا جانور پکڑا تو لازم ہے کہ جنگل میں یا کسی ایسی جگہ چھوڑ دے جہاں وہ پناہ لے سکے۔ اگر شہر میں لاکر چھوڑا جہاں اس کے پکڑے جانے کا ڈر ہے تو جرمانہ دینا ہوگا۔ (منسک و بہار) **مسئلہ**۔ چند مُحرموں نے مل کر شکار کیا تو سب پر پورا پورا کفارہ ہے (ہدایہ و جوہرہ) **مسئلہ**۔ ٹڈی بھی خشکی کا جانور ہے اسے مارے تو کفارہ دے۔ ایک کھجور کافی ہے۔ (ہدایہ و جوہرہ) **مسئلہ**۔ غیر مُحرم نے شکار کیا تو محرم اسے کھا سکتا ہے جبکہ اس محرم نے نہ اسے بتایا نہ حکم کیا نہ کسی طرح اس کام میں مدد کی۔ اور یہ بھی شرط ہے کہ حرم سے باہر اسے ذبح کیا گیا ہو۔ **مسئلہ** جو حرم میں داخل ہوا اور اس کے پاس وحشی جانور ہے چاہے پنجرے ہی میں ہو تو حکم ہے کہ اسے چھوڑ دے۔ (درمختار وغیرہ) **مسئلہ**۔ گھوڑے وغیرہ کسی جانور پر سوار جا رہا تھا یا اسے ہانکتا یا کھینچتا لئے جا رہا تھا اس کے ہاتھ پاؤں سے کوئی جانور دب کر مرگیا یا اس نے کسی جانور کو دانت کاٹا اور مرگیا تو تاوان دے۔ (ہندیہ و بہار) **مسئلہ** جانور کو بھگایا وہ کنوئیں میں گر پڑا یا پھسل کر گرا اور مرگیا یا کسی چیز کی ٹھوکر لگی وہ مرگیا تو تاوان دے۔ (ہندیہ) **مسئلہ**۔ کوّا۔ چیل۔ بھیڑیا۔ بچھو۔ سانپ۔ چوہا۔ گھونس۔ چھچھوندر۔ کاٹنے والا کُتا۔ پسّو۔ مچھر۔ کلّی۔ کچھوا۔ کیکڑا۔ پتنگا۔ کاٹنے والی چیونٹی۔ مکھی۔ چھپکلی۔ بِرّ اور تمام حشرات الارض بجّو۔ لومڑی جب کہ یہ درندے حملہ کریں یا جو درندے ایسے ہوں جن کی عادت ابتداءً حملہ کرنے کی ہوتی ہے۔ (جیسے تیندوا چیتا) ان سب کے مارنے میں کچھ نہیں۔ یوں ہی پانی کے تمام جانوروں کے قتل میں کفارہ نہیں (ہندیہ درد و بہار وغیرہ) **حرم کے پیڑ وغیرہ کاٹنا**۔ حرم کی جنگلی خود رو ہری تر جڑی بوٹی گھاس پیڑ یا لو کے کاٹنے یا توڑنے میں جرمانہ دینا پڑے گا جبکہ یہ اس قسم کا درخت ہو کہ نہ اسے کسی نے بویا ہو۔ نہ بویا جاتا ہو۔ اور تر ہو۔ اور ٹوٹا یا اُکھڑا ہوا نہ ہو۔ جرمانہ یہ ہے کہ اس کی قیمت کا غلہ لے کر مسکینوں کو دے۔ ہر مسکین کو ایک صدقہ اگر قیمت کا

غلہ پورے صدقے سے کم ہے تو ایک ہی مسکین کو دے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ قیمت ہی دیدے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس قیمت کا جانور خرید کر حرم میں ذبح کر دے۔ اس کے بدلے روزہ نہیں رکھ سکتا (ہندیہ و درمختار وغیرہ) **مسئلہ**۔ درخت اکھیڑا اور اس کی قیمت بھی دے دی جب بھی اسے کام میں لانا جائز نہیں اور اگر بیچ ڈالا ہے تو قیمت صدقہ کر دے۔ (ہندیہ و بہار) **مسئلہ** جو درخت سوکھ گیا اُسے اکھاڑ سکتا ہے اور کام میں بھی لا سکتا ہے۔ (ہندیہ و بہار) **مسئلہ**۔ درخت کے پتے توڑے اگر اس سے درخت کو نقصان نہ پہونچا تو کچھ نہیں۔ یوں ہی جو درخت پھلتا ہے اسے بھی کاٹنے میں تاوان نہیں جبکہ مالک سے اجازت لے لی یا اُسے قیمت دے دی۔ (درمختار و بہار) **مسئلہ**۔ چند آدمیوں نے مل کر درخت کاٹا تو ایک ہی تاوان ہے جو سب پر تقسیم ہو جائے گا۔ چاہے سب محرم ہوں یا بعض محرم بعض غیر محرم (ہندیہ و بہار) **مسئلہ**۔ حرم کے کسی درخت کی مسواک بنانا جائز نہیں (ہندیہ و بہار) **مسئلہ**۔ اپنے چلنے یا جانور کے چلنے میں یا خیمہ گاڑنے میں کچھ درخت جاتے رہے تو کچھ نہیں (درمختار و ردالمحتار و بہار) **مسئلہ** ضرورت کی وجہ سے فتویٰ اس پر ہے کہ وہاں کی گھاس جانوروں کو چرانا جائز ہے۔ باقی کاٹنے اکھاڑنے کا وہی حکم ہے جو پیڑ کا ہے سوائے اِذخر اور سوکھی گھاس کے کہ ان کو ہر طرح سے کام میں لانا جائز ہے کھیتی توڑنے اکھاڑنے میں کچھ حرج نہیں۔ **جوں مارنا** اپنی جوں اپنے بدن یا کپڑوں میں ماری یا پھینک دی تو ایک جوں میں روٹی کا ایک ٹکڑا کفارہ دے۔ اور دو یا تین جوں ہوں تو ایک مٹھی اناج دے۔ اور اس سے زیادہ میں صدقہ ہے۔ (درمختار و بہار) **مسئلہ**۔ جوئیں مارنے کو سر یا کپڑا دھویا یا دھوپ میں ڈالا جب بھی یہی کفارے ہیں جو مارنے میں تھے۔ (درمختار و بہار) **مسئلہ** کپڑا بھیگ گیا تھا سو کھانے کے لئے دھوپ میں رکھا اس سے خود جوئیں مرگئیں مارنا مقصود نہ تھا تو کچھ حرج نہیں۔ (منسک و بہار) **بغیر احرام میقات سے گذرنا**۔ میقات کے باہر سے جو شخص آیا اور بغیر احرام کہ معظمہ کو گیا تو چاہے نہ حج کا ارادہ ہو نہ عمرہ کا مگر حج یا عمرہ واجب ہو گیا۔ اب چاہئے کہ میقات کو واپس جائے اور احرام باندھ کر آئے۔ اگر میقات کو نہ گیا اور مکہ ہی میں احرام باندھ لیا تو دم واجب ہو گیا۔ **مسئلہ**۔ میقات سے بغیر احرام گذرا پھر عمرہ کا احرام باندھا اس کے بعد حج کا۔ یا قران کیا تو دم لازم ہے اور اگر پہلے حج کا احرام باندھا پھر حرم میں عمرہ کا تو دو دم۔ (ہندیہ و بہار) **احرام ہوتے ہوئے دوسرا احرام باندھنا**۔ حج کا احرام باندھا پھر عرفہ کے دن یا رات میں دوسرے حج کا احرام باندھا بعد حلق کے تو بدستور احرام میں رہے۔ اور دوسرے کو آئندہ سال میں پورا کرے اور دم واجب نہیں۔ اور حلق نہیں کیا ہے تو دم واجب (ردالمحتار و بہار) **مسئلہ**۔ عمرہ کے تمام افعال کر چکا تھا صرف حلق باقی تھا کہ دوسرے عمرہ کا احرام باندھا تو دم واجب ہے اور گنہگار بھی ہوا۔ **مسئلہ**۔ دسویں سے تیرھویں تک حج کرنے والے کو عمرہ کا احرام باندھنا منع ہے۔

اور اگر باندھا تو توڑ دے اور اس کی قضا کرے۔ اور دم دے اور کرلیا تو ہوگیا مگر دم واجب ہے۔

مُحصَر کا بیان

جس نے حج یا عمرہ کا احرام باندھا مگر کسی وجہ سے پورا نہ کرسکا اسے مُحصَر کہتے ہیں۔ جن سببوں سے حج یا عمرہ نہ کرسکے وہ یہ ہیں۔ دُشمن[1]۔ درندہ[2]۔ مرض[3] ایسا کہ سفر کرنے یا سوار ہونے میں اس کے زیادہ ہونے کا گمان غالب ہے۔ ہاتھ[4] پاؤں ٹوٹ جانا۔ قید[5]۔ عورت کے[6] مَحرَم یا شوہر جس کے ساتھ جارہی تھی اس کا انتقال ہوجانا۔ عدت[7]۔ خرچ یا سواری کا ہلاک ہوجانا شوہر حج نفل میں عورت کو منع کردے۔ مُحصَر کا حکم یہ ہے کہ اس کا احرام نہیں کھل سکتا جب تک مکہ معظمہ پہونچ کر طواف وسعی وحلق نہ کرلے۔ اگر اس سے پہلے احرام کھولنا چاہے تو حرم کو قربانی بھیجے جب قربانی ہوجائے گی اس کا احرام کھل جائے گا یا قربانی کی قیمت بھیج دے کہ وہاں جانور خرید کر ذبح کردیا جائے[عـلہ]۔ اس میں یہ بھی ضروری ہے کہ جس کے ہاتھ قربانی بھیجے اس سے یہ ٹھہرالے کہ فلاں دن فلاں وقت قربانی ذبح ہو۔ اور وہ وقت گذرنے کے بعد احرام سے باہر ہوگا۔ پھر اگر اُسی وقت قربانی ہوئی جو ٹھہرایا تھا۔ یا اس سے پہلے ہوئی تو ٹھیک ہے اور اگر بعد میں ہوئی اور اسے اب معلوم ہوا تو دم دے اس لئے کہ ذبح سے پہلے احرام سے باہر ہوا ہے۔ مُحصَر کو احرام سے باہر آنے کے لئے حلق شرط نہیں لیکن بہتر ہے۔ (ہندیہ و ردالمحتار و بہار) **مسئلہ**۔ محصر اگر مُفرِد ہو (یعنی صرف حج یا صرف عمرہ کا احرام باندھا ہے) تو ایک قربانی بھیجے اور اگر قارن ہو تو دو بھیجے۔ (درمختار و بہار وغیرہ) اور اس قربانی کے لئے حرم شرط ہے۔ حرم سے باہر نہیں ہوسکتی۔ تاریخ کی کوئی شرط نہیں[عـلہ ۲] **مسئلہ**۔ قارن نے اپنے خیال سے دو قربانیوں کے دام بھیجے اور وہاں ان داموں کی ایک ہی ملی اور ذبح کردی تو یہ کافی نہیں۔ (ردالمحتار و بہار) **مسئلہ**۔ قارن نے عمرہ کا طواف کیا اور وقوف عرفہ سے پہلے مُحصَر ہوگیا تو ایک قربانی بھیجے اور حج کے بدلے ایک حج اور ایک عمرہ کرے دوسرا عمرہ اس پر نہیں۔ (ہندیہ و بہار) **مسئلہ**۔ وہ روکنے والی بات جس کی وجہ سے رُکنا ہوا تھا وہ جاتی رہی اور ابھی وقت اتنا ہے کہ حج اور قربانی دونوں کرے گا تو جانا فرض ہے۔ اور اگر گیا اور حج مل گیا تو ٹھیک ہے نہیں تو عمرہ کرکے احرام سے باہر ہوجائے اور قربانی کا جو جانور بھیجا تھا مل گیا تو جو چاہے کرے۔ (درمختار و بہار وغیرہ) **مسئلہ**۔ وقوف عرفہ کے بعد احصار نہیں ہوسکتا اور اگر مکہ ہی میں ہے مگر طواف اور وقوف عرفہ دونوں پر قادر نہ ہو تو محصر ہے اور دونوں میں سے ایک پر قادر ہو تو نہیں۔ (ہندیہ و بہار وغیرہ) **مسئلہ**۔ محصر قربانی بھیج کر جب احرام سے

عـلہ۔ یہاں قربانی کے بجائے روزہ رکھنے یا صدقہ دینے سے کام نہ چلے گا اگرچہ قربانی کرنے کی استطاعت نہ ہو (ہندیہ و رد و بہار) عـلہ ۲ یعنی احصار کی قربانی کے لئے دس گیارہ بارہ ذی الحجہ شرط نہیں بلکہ پہلے اور بعد کو بھی ہوسکتی ہے (درمختار)

باہر ہوگیا اب اس کی قضا کرنا چاہتا ہے تو اگر صرف حج کا احرام تھا تو ایک حج اور ایک عمرہ کرے اور اگر قران کا احرام تھا تو ایک حج اور دو عمرے کرے اور یہ اختیار ہے کہ قضا میں قِران کرے پھر ایک عمرہ یا تینوں الگ الگ کرے۔ اور اگر احرام عمرہ کا تھا تو صرف ایک عمرہ کرنا ہوگا (ہندیہ و بہار وغیرہ)

حج فوت ہونے کا بیان

جس کا حج فوت ہوگیا یعنی وقوف عرفہ اسے نہ ملا تو طواف و سعی کرکے سر منڈاکر یا بال کتروا کر احرام سے باہر ہوجائے اور سال آئندہ حج کرے۔ اور اس پر دم واجب نہیں۔ (ہدایہ جوہرہ نیرہ و بہار)۔
مسئلہ۔ قارن کا حج فوت ہوگیا تو عمرہ کے لئے سعی و طواف کرے۔ پھر ایک اور طواف و سعی کرکے حلق کرے اور دم قران جاتا رہا اور پہلا طواف جسے کرکے احرام سے باہر ہوگا اُسے شروع کرتے ہی لبیک چھوڑ دے اور آئندہ سال حج کی قضا کرے۔ عمرہ کی قضا نہیں کیونکہ عمرہ تو ہوچکا۔ (منسک و ہندیہ و بہار) مسئلہ۔ تمتع والا قربانی کا جانور لایا تھا اور تمتع باطل ہوگیا تو جانور کو جو چاہے سو کرے۔ مسئلہ۔ عمرہ فوت نہیں ہوسکتا اس لئے کہ اس کا وقت عمر بھر ہے البتہ پانچ دنوں میں مکروہ ہے یعنی نو ۹ سے تیرہ ۱۳ ذی الحجہ تک۔ (ہندیہ وغیرہ) مسئلہ۔ جس کا حج فوت ہوگیا اس پر طواف صدر نہیں۔ (ہندیہ وغیرہ) مسئلہ۔ جس کا حج فوت ہوا اس نے سعی کرکے احرام نہ کھولا اور اسی احرام سے آئندہ سال حج کیا تو یہ حج صحیح نہ ہوا (منسک و بہار)

حج بدل کا بیان

حج بدل کے لئے چند شرطیں ہیں۔ ۱۔ جو حج بدل کراتا ہو اس پر حج فرض ہو (یعنی اگر فرض نہیں تھا اور حج بدل کرایا تو حج فرض ادا نہ ہوا لہٰذا اگر بعد میں حج اس پر فرض ہوا تو یہ حج اس کے لئے کافی نہ ہوگا بلکہ اگر عاجز ہو تو پھر حج کرائے اور قادر ہو تو خود کرے) ۲۔ جس کی طرف سے حج کیا جائے وہ عاجز ہو (یعنی وہ خود حج نہ کرسکتا ہو۔ اگر اس قابل ہو کہ خود کرسکتا ہے تو اس کی طرف سے نہیں ہوسکتا اگرچہ بعد میں عاجز ہوگیا لہٰذا اس وقت اگر عاجز نہ تھا پھر عاجز ہوگیا تو دوبارہ حج کرائے) ۳۔ حج کے وقت سے مرنے تک عذر برابر باقی رہے (اگر بیچ میں اس قابل ہوجائے کہ خود حج کرے تو پہلے جو حج کیا جاچکا ہے وہ کافی نہیں ہے۔ ہاں اگر وہ کوئی ایسا عذر تھا جس کے جانے کی اُمید ہی نہ تھی اور اتفاقاً جاتا رہا تو وہ پہلا حج جو اس کی طرف سے کیا گیا کافی ہے جیسے وہ اندھا تھا اور حج کرانے کے بعد انکھیارا ہوگیا تو اب دوبارہ حج کرانے کی ضرورت نہ رہی۔ ۴۔ جس کی طرف سے حج کیا جائے اُس نے حکم دیا ہو (بغیر اس کے حکم کے نہیں ہوسکتا ہاں وارث نے مورث کی طرف سے کیا تو اس میں حکم کی ضرورت نہیں) ۵۔ خرچ اس کے مال سے ہو جس کی طرف سے حج کیا جائے۔ ۶۔ جس کو حکم دیا ہے وہی حج کرے (دوسرے سے اُس نے حج کرایا تو نہ ہوا البتہ اگر میت نے وصیت کی تھی کہ میری طرف سے فلاں آدمی حج

مرنے والا

کرے اور وہ آدمی مرگیا یا انکار کرگیا۔ اب دوسرے سے حج کرالیا گیا تو جائز ہے) (ردالمحتار و بہار) ۷۔سواری پر حج کو جائے (پیدل حج کیا تو نہ ہوا لہٰذا سواری میں جو کچھ خرچ ہوا دینا پڑے گا ہاں اگر خرچ میں کمی پڑی تو پیدل بھی ہوجائے گا۔ سواری سے مراد یہ ہے کہ اکثر راستہ سواری پر طے کیا ہو)۔ ۸۔اس کے وطن سے حج کو جائے۔ ۹۔میقات سے حج کا احرام باندھے اگر اس نے اس کا حکم کیا ہو۔ ۱۰۔اس کی نیت سے حج کرے (اور بہتر یہ ہے کہ زبان سے بھی لَبَّیْكَ عَنْ فُلَانٍ کہہ لے۔ اگر اس کا نام بھول گیا ہے تو یہ نیت کرے کہ جس نے مجھے بھیجا ہے اس کی طرف سے کرتا ہوں) ان شرطوں کے علاوہ کچھ اور شرطیں بھی ہیں جو آگے ضمناً بیان کی جائیں گی۔ یہ سب شرطیں جو اوپر لکھی گئیں فرض حج کے بدل کی ہیں۔ حج نفل ہو تو ان میں سے کوئی شرط نہیں۔ (ردالمحتار و بہار) **مسئلہ**۔ دو آدمیوں نے ایک ہی آدمی کو حج بدل کے لئے بھیجا اس نے ایک حج میں دونوں کی طرف سے لبیک کہا تو دونوں میں سے کسی کی طرف سے نہ ہوا۔ (ہندیہ و بہار) **مسئلہ** جس پر حج فرض ہو یا قضا یا منت کا حج اس کے ذمہ ہو اور موت کا وقت آگیا تو واجب ہے کہ وصیت کر جائے (منسک و بہار) **مسئلہ**۔ جس پر حج فرض ہے اور نہ ادا کیا نہ وصیت کی بالاجماع گنہگار ہے۔ اگر وارث اس کی طرف سے حج بدل کرانا چاہے تو کرا سکتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ امید ہے کہ ادا ہوجائے اور اگر وصیت کر گیا تو تہائی مال سے کرایا جائے اگرچہ اس نے وصیت میں تہائی کی قید نہ لگائی مثلاً یہ کہہ مرا کہ میری طرف سے حج بدل کرایا جائے (عالمگیری وغیرہ) **مسئلہ**۔ تہائی مال کی مقدار اتنی ہے کہ وطن سے حج کے مصارف کے لئے کافی ہے تو وطن ہی سے آدمی بھیجا جائے ورنہ بیرون میقات جہاں سے بھی اس تہائی سے بھیجا جاسکے۔ یوں ہی اگر وصیت میں کوئی رقم معین کردی ہو تو اس رقم میں اگر وہاں سے بھیجا جاسکتا ہے تو بھیجا جائے ورنہ جہاں سے ہوسکے۔ اور اگر وہ تہائی یا وہ رقم معین بیرون میقات کہیں سے بھی کافی نہیں تو وصیت باطل۔ (عالمگیری درمختار و ردالمحتار) **مسئلہ**۔ کوئی شخص حج کو چلا اور راستہ میں یا مکہ معظمہ میں وقوف عرفہ سے پہلے اس کا انتقال ہوگیا تو اگر اسی سال اس پر حج فرض ہوا تھا تو وصیت واجب نہیں اور اگر وقوف کے بعد انتقال ہوا تو حج ہوگیا بلکہ اگر طواف فرض باقی ہے اور وصیت کر گیا کہ اس کا حج پورا کر دیا جائے تو اس کی طرف سے بدنہ کی قربانی کردی جائے۔ (ردالمحتار و بہار) **مسئلہ**۔ بہتر یہ ہے کہ حج بدل کے لئے ایسا شخص بھیجا جائے جو خود حجۃ الاسلام یعنی حج فرض ادا کر چکا ہو اور اگر ایسے کو بھیجا جس نے خود نہیں کیا ہے جب بھی حج بدل ہوجائے گا اور اگر خود اس پر حج فرض ہو اور ادا نہ کیا تو ایسے کو بھیجنا مکروہ تحریمی ہے۔ (ہندیہ منسک و بہار) **ہدی کا بیان** ہدی اس جانور کو کہتے ہیں جو قربانی کے لئے حرم لے جایا جائے۔ یہ تین قسم کے جانور ہیں۔ ۱۔ شات یعنی بکری بھیڑ اور دنبہ۔ ۲۔ بقر یعنی گائے بھینس ۳۔ اونٹ۔ ہدی کا ادنیٰ درجہ بکری ہے۔ تو اگر کسی نے حرم کو قربانی بھیجنے کی منت مانی اور کسی خاص قسم کی نیت نہ کی تو بکری کافی ہے۔ (درمختار و بہار وغیرہ)

مسئلہ۔ قربانی کے جانور میں نر اور مادہ کا ایک حکم ہے۔ جس طرح سے نر کی اجازت ہے اسی طرح سے مادہ کی بھی۔ مسئلہ قربانی کے جانور میں جو شرطیں ہیں وہی ہدی کے جانور میں بھی ہیں۔ جیسے اونٹ کم سے کم پانچ سال کا ہو گائے بھینس کم سے کم دو سال کی ہو۔ بکری کم سے کم ایک سال کی ہو لیکن بھیڑ دنبہ چھ مہینہ کا اگر سال بھر والی کے مثل ہو تو ہو سکتا ہے اور اونٹ گائے میں یہاں بھی سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔ (درمختار و بہار وغیرہ) مسئلہ ہدی اگر قران یا تمتع کا ہو تو اس میں سے کچھ کھا لینا بہتر ہے یوں ہی اگر ہدی نفل ہو اور حرم میں پہونچ گیا ہو۔ اور اگر حرم کو نہ پہونچا تو خود نہیں کھا سکتا۔ فقرا کا حق ہے۔ اور ان تین کے علاوہ نہیں کھا سکتا۔ اور جس ہدی کا گوشت خود کھا سکتا ہے اس میں سے مالداروں کو بھی کھلا سکتا ہے اور جس کو کھا نہیں سکتا اس کی کھال وغیرہ سے بھی نفع نہیں لے سکتا۔ (درمختار و بہار) مسئلہ تمتع اور قران کی قربانی دسویں ذی الحجہ سے پہلے نہیں ہو سکتی اور دسویں کے بعد کی تو ہو جائے گی۔ مگر دم لازم آئے گا۔ اس وجہ سے کہ دیر کرنا جائز نہیں۔ اور ان دو کے علاوہ کے لئے کوئی دن مقرر نہیں لیکن بہتر دسویں ہے۔ حرم میں ہونا سب میں ضروری ہے۔ منیٰ کی خصوصیت نہیں۔ ہاں دسویں کو ہو تو منیٰ میں ہونا سنت ہے۔ اور دسویں کے بعد مکہ میں۔ منّت کے بدنہ کا حرم میں ذبح ہونا شرط نہیں جبکہ منت میں حرم کی شرط نہ لگائی ہو (درمختار و ہندیہ و بہار) مسئلہ۔ ہدی کا گوشت حرم کے مساکین کو دینا بہتر ہے۔ اس کی نکیل اور جھول کو خیرات کر دیں اور قصاب کو اس کے گوشت میں سے کچھ نہ دیں۔ ہاں اگر اسے بطور تصدق دیں تو کوئی حرج نہیں (درمختار و بہار وغیرہ) مسئلہ۔ ہدی کے جانور پر بلا ضرورت سوار ہونا۔ سامان لادنا جائز نہیں اور اگر ضرورت سے ایسا کیا تو جانور میں جو کچھ کمی آئی اتنا محتاجوں پر تصدق کرے۔ (ہندیہ) مسئلہ۔ ہدی کے جانور کا دودھ نہ دوہے اور اگر کسی مجبوری سے دوہا تو وہ دودھ مسکینوں کو دیدے اگر نہ دیا تو اتنا ہی دودھ یا اس کی قیمت مسکینوں پر تصدق کرے۔ (ہندیہ ورد المحتار) مسئلہ اگر وہ بچہ[عـہ] جنی تو بچے کو تصدق کر دے یا اُسے بھی اس کے ساتھ ذبح کر دے اور اگر بچے کو بیچ ڈالا یا ہلاک کر دیا تو قیمت کو تصدق کرے۔ اور اگر اس قیمت سے قربانی کا جانور خرید لیا تو بہتر ہے۔ (ہندیہ) مسئلہ غلطی سے اس نے دوسرے کے جانور کو ذبح کر دیا اور دوسرے نے اس کے جانور کو تو دونوں کی قربانیاں ہو گئیں (منسک و بہار) مسئلہ۔ اگر جانور حرم کو لے جا رہا تھا راستہ میں مرنے لگا تو اسے وہیں ذبح کر ڈالے اور خون سے اس کا ہار رنگ دے اور کوہان پر چھاپا لگا دے تاکہ اسے مالدار لوگ نہ کھائیں فقرا ہی کھائیں۔ پھر اگر وہ نفل تھا تو اس کے بدلے کا دوسرا جانور لے جانا ضروری نہیں۔ اور اگر واجب تھا تو اس کے بدلے کا دوسرا جانور لے جانا واجب ہے۔ اور اگر اس میں کوئی ایسا عیب آگیا کہ قربانی کے قابل نہ رہا تو اسے جو چاہے کرے اور اس کے بدلے دوسرا لے جائے جبکہ

عـہ ہدی یا قربانی کا جانور

واجب ہو۔ (درمختار وبہار وغیرہ) **مسئلہ**۔ جانور حرم کو پہونچ گیا اور وہاں مرنے لگا تو اسے ذبح کرکے مسکینوں پر تصدق کرے خود نہ کھائے اگرچہ نفل ہو اور اگر اس میں تھوڑا سا نقصان پیدا ہوا ہے کہ ابھی قربانی کے قابل ہے تو قربانی کرے اور خود بھی کھا سکتا ہے۔ (ہندیہ وبہار)۔

مدینہ شریف کی حاضری

مدینہ شریف کی بڑائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس سے ہو سکے کہ مدینہ میں مرے تو وہ مدینہ ہی میں مرے کہ جو شخص مدینہ میں مرے گا میں اس کی شفاعت کروں گا (ترمذی وابن ماجہ وغیرہ) اور فرمایا جو آدمی مدینہ والوں کو تکلیف دے گا اللہ تعالیٰ اسے تکلیف میں ڈالے گا اور اس پر اللہ اور فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت اور اس کا نہ فرض قبول کیا جائے نہ نفل (طبرانی کبیر) اور فرمایا جو شخص اہل مدینہ کے ساتھ فریب کرے گا ایسا گھل جائے گا جیسے نمک پانی میں گھلتا ہے۔ (بخاری ومسلم) اور فرمایا مدینے کے راستوں پر فرشتے پہرہ دیتے ہیں اس میں نہ دجّال آئے نہ طاعون (بخاری ومسلم) اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مدینہ طیبہ کے واسطے دعا کی کہ مکہ سے دونی برکتیں ہوں (مسلم) **دربار اقدس کی حاضری** کے فائدے اور برکتیں اور زیارت نہ کرنے کا نقصان۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۝ اگر لوگ اپنی جانوں پر ظلم کریں اور (اے نبیؐ) تمھارے حضور حاضر ہو کر اللہ سے مغفرت چاہیں اور رسول (آپ) بھی ان کے لئے استغفار کریں تو اللہ کو توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا پائیں گے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں جو میری قبر کی زیارت کرے اس کے لئے میری شفاعت واجب (دارقطنی وبیہقی) اور فرمایا جس نے حج کیا اور بعد میری وفات کے میری قبر کی زیارت کی تو ایسا ہے جیسے میری حیات میں زیارت کی (دارقطنی وطبرانی) اور فرمایا جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر جفا کی۔ **مسئلہ**۔ حضور علیہ السلام کے مزار مبارک کی حاضری اور زیارت قریب واجب کے ہے (مناسک الفارسی وشرح المختار کما فی فتح القدیر) **تنبیہ**۔ بہت لوگ دوست بن کر طرح طرح ڈراتے ہیں کہ راہ میں خطرہ ہے وہاں بیماری ہے یہ ہے وہ ہے۔ خبردار کسی کی نہ سنو اور ہرگز محرومی کا داغ لے کر نہ پلٹو۔ جان ایک دن ضرور جانی ہے اس سے کیا بہتر کہ ان کی راہ میں جائے اور تجربہ ہے کہ جو ان کا دامن تھام لیتا ہے اُسے اپنے سایہ میں آرام سے لے جاتے ہیں کیل کا کھٹکا نہیں ہوتا۔

ہم کو تو اپنے سایہ میں آرام ہی سے لائے ٭ حیلے بہانے والوں کو یہ راہ ڈر کی ہے۔ والحمد للہ۔

حاضری کے آداب ۱۔ حاضری میں خالص زیارت اقدس کی نیت کرے۔ یہاں تک کہ امام

ابن ہمام فرماتے ہیں کہ اس بار مسجد شریف کی نیت بھی شریک نہ کرے۔ ۲۔ حج اگر فرض ہے تو حج کر کے مدینہ طیبہ حاضر ہو۔ ہاں اگر مدینہ طیبہ راستہ میں ہو تو بغیر زیارت حج کو جانا سخت محرومی (بے نصیبی) و قساوت قلبی (سنگ دلی) ہے۔ اور اس حاضری کو قبول حج اور دینی و دنیوی سعادت کے لئے ذریعہ اور وسیلہ قرار دے۔ اور اگر حج نفل ہو تو اختیار ہے کہ پہلے حج سے پاک صاف ہو کر محبوب کے دربار میں حاضر ہو۔ یا سرکار میں پہلے حاضری دے کر حج کی مقبولیت و نورانیت کے لئے وسیلہ کرے۔ غرض جو پہلے اختیار کرے اُسے اختیار ہے۔ مگر نیت خیر درکار ہے کہ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَلِکُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوٰی اعمال کا مدار نیت پر ہے اور ہر ایک کے لئے وہ ہے جو اُس نے نیت کی۔ ۳۔ راستہ بھر درود اور ذکر شریف میں ڈوب جاؤ اور جس قدر مدینہ طیبہ قریب آتا جائے شوق و ذوق اور زیادہ ہوتا جائے۔ ۴۔ جب حرم مدینہ آئے بہتر یہ کہ پیادہ ہو جائے روتے سر جھکائے آنکھیں نیچی کئے درود شریف کی اور کثرت کرے اور ہو سکے تو ننگے پاؤں چلے بلکہ ؎

جائے سرست ایں کہ تو پا می نہی پائے نہ بینی کہ کجا می نہی

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

جب قبہ انور پر نظر پڑے درود و سلام کی خوب کثرت کرو۔ ۵۔ شہر اقدس تک پہونچو جلال و جمال محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے تصور میں غرق ہو جاؤ اور دروازۂ شہر میں داخل ہوتے وقت پہلے داہنا قدم رکھو اور یہ پڑھو۔ بِسْمِ اللّٰہِ مَا شَاءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ وَارْزُقْنِیْ مِنْ زِیَارَۃِ رَسُوْلِکَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا رَزَقْتَ اَوْلِیَاءَکَ وَاَھْلَ طَاعَتِکَ وَاَنْقِذْنِیْ مِنَ النَّارِ وَاغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ یَا خَیْرَ مَسْئُوْلٍ ۔ ۶۔ مسجد شریف میں حاضر ہونے سے پہلے جلد ایسی تمام ضروریات سے فارغ ہو جن سے دل بٹنے کا ڈر ہو ان کے سوا کسی اور کام میں نہ لگے اور جلدی ہی وضو اور مسواک کرکے اور بہتر یہ ہے کہ غسل کر کے سفید صاف کپڑے پہنے۔ نئے ہوں تو اور اچھا۔ سرمہ اور خوشبو لگائے۔ مشک ہو تو اور اچھا۔ ۷۔ اب فوراً آستانۂ اقدس کی طرف نہایت خشوع و خضوع سے متوجہ ہو۔ رونا نہ آئے تو رونے کا منہ بنائے اور دل کو بزور رونے پر لائے اور اپنی سنگ دلی سے حضور علیہ السلام کی طرف التجا کرے۔ ۸۔ مسجد کے سب دروں پر حاضر ہو۔ صلوٰۃ و سلام عرض کر کے تھوڑا ٹھہرو جیسے سرکار سے حاضری کی اجازت مانگتے ہو۔ بسم اللہ کہکر داہنا پاؤں پہلے رکھ کر ہمہ تن

لہ اللہ کے نام سے میں شروع کرتا ہوں۔ جو اللہ نے چاہا۔ نیکی کی طاقت نہیں مگر اللہ سے اے رب سچائی کے ساتھ مجھ کو داخل کر اور سچائی کے ساتھ باہر لے جا الہٰی تو اپنی رحمت کے دروازے میرے لئے کھول دے اور اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے مجھے وہ نصیب کر جو اپنے اولیا اور فرماں بردار بندوں کے لئے تو نے نصیب کیا اور مجھے جہنم سے نجات دے اور مجھ کو بخش دے اور مجھ پر رحم فرما۔ اے بہتر سوال کئے گئے ۱۲ منہ

ادب ہو کر داخل ہو۔ ۹۔ اس وقت جو ادب و تعظیم فرض ہے ہر مسلمان کا دل جانتا ہے۔ آنکھ۔ کان، زبان۔ ہاتھ۔ پاؤں۔ دل۔ سب خیال غیر سے پاک کرو۔ مسجد اقدس کے نقش و نگار نہ دیکھو۔ ۱۰۔ اگر کوئی ایسا سامنے آجائے جس سے سلام و کلام ضرور ہو تو جہاں تک بنے کترا جاؤ ورنہ ضرورت سے زیادہ نہ نہ بڑھو پھر بھی دل سرکار ہی کی طرف ہو۔ ۱۱۔ ہرگز ہرگز مسجد اقدس میں کوئی حرف چلّا کر نہ نکلے۔ ۱۲۔ **یقین جانو** کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سچی حقیقی دنیاوی جسمانی حیات سے ویسے ہی زندہ ہیں جیسے وفات شریف کے پہلے تھے ان کی بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کی موت صرف وعدۂ خدا کی تصدیق کو ایک آن کے لئے تھی۔ ان کا انتقال صرف نظر عوام سے چھپ جانا ہے۔ امام محمد ابن حاج مکی اپنی کتاب مُدخل میں اور امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ میں اور دیگر آئمہ دین رحمہم اللہ اپنی اپنی تصانیف میں فرماتے ہیں۔ لا فرق بَیْنَ مَوْتِہٖ وَحَیَاتِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ مشاھدتہٖ لامتہ ومعرفتہ باحوالھم ونیاتھم وعزائمھم وَخواطرھم وذالك عندہ جلی لا خفاء بہ یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات و وفات میں اس بات میں کچھ فرق نہیں کہ حضور اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں۔ اور ان کی حالتوں اور ان کی نیتوں ان کے ارادوں ان کے دلوں کے خیالوں کو پہچانتے ہیں۔ اور یہ سب حضور پر ایسا روشن ہے جس میں اصلا پوشیدگی نہیں۔ امام رحمۃ اللہ علیہ شاگرد امام محقق ابن الہمام منسک متوسط میں اور علی قاری مکی اس کی شرح مسلک متقسط میں فرماتے ہیں اِنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم عالم بحضورك وقیامك وسلامك ای بل بجمیع افعالك واحوالك وارتحالك ومقامك یعنی بیشک رسول اللہ علیہ وسلم تیری حاضری اور تیرے کھڑے ہونے اور تیرے سلام بلکہ تیرے تمام افعال و احوال۔ کوچ و مقام سے آگاہ ہیں عـہ۔ ۱۳۔ اب اگر جماعت قائم ہو شریک ہو جاؤ تو اس میں تحیۃ المسجد بھی ادا ہو جائے گی ورنہ اگر غلبۂ شوق مہلت دے اور وقت کراہت نہ ہو تو دو رکعت تحیۃ المسجد و شکرانۂ حاضری دربار اقدس صرف قُل یا اور قُل ھُوَ اللہ سے بہت ہلکی مگر رعایت سنت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کی جگہ جہاں اب بیچ مسجد میں محراب نبی ہے اور وہاں نہ ملے تو جہاں تک ہو سکے اس کے نزدیک ادا کرو۔ پھر سجدۂ شکر میں گرو اور دعا کرو کہ الٰہی اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب اور ان کا اور اپنا قبول نصیب کر۔ آمین۔ ۱۴۔ اب کمال ادب میں ڈوبے ہوئے گردن جھکائے آنکھیں نیچی کئے لرزتے کانپتے گناہوں کی ندامت سے پسینہ پسینہ ہوتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عفو و کرم کی اُمید رکھتے حضور والا کی پائیں یعنی مشرق کی طرف سے مواجہہ عالیہ میں حاضر ہو کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مزار انور میں رو بقبلہ جلوہ فرما ہیں، اس سمت سے حاضر ہو گے تو حضور کی نگاہ بیکس پناہ تمہاری طرف ہو گی اور یہ بات

عـہ حیاتِ انبیاء علیہم السلام کی کچھ دلیلیں حصہ اول میں لکھی جا چکی ہیں وہاں بھی دیکھیں۔ ۱۲ منہ۔

تمھارے لئے دونوں جہاں میں کافی ہے وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ ۔ ۱۵۔ اب کمال ادب و ہیبت و خوف و اُمید کے ساتھ قندیل کے نیچے اس چاندی کی کیل کے سامنے جو حجرۂ مطہرہ کی جنوبی دیوار میں چہرہ انور کے سامنے لگی ہے کم از کم چار ہاتھ کے فاصلہ سے قبلہ کو پیٹھ اور مزار انور کو منہ کرکے نماز کی طرح ہاتھ باندھے کھڑے[1] ہو۔ ۱۶۔ خبردار جالی شریف کو بوسہ دینے یا ہاتھ لگانے سے بچو کہ خلاف ادب ہے بلکہ چار ہاتھ فاصلہ سے زیادہ قریب نہ جاؤ یہ ان کی رحمت کیا کم ہے کہ تم کو اپنے حضور بلایا اپنے مواجہۂ اقدس میں جگہ بخشی اَن کی نگاہ کریم اگرچہ ہر جگہ تمھاری طرف تھی مگر اب خصوصیت اور اس درجہ قرب کے ساتھ ہے وَلِلّٰہِ الْحَمْد۔ ۱۷۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اب کہ دل کی طرح تمھارا منہ بھی اُس پاک جالی کی طرف ہوگیا جو اللہ عزّوجلّ کے محبوب عظیم الشان کی آرام گاہ ہے تو نہایت ادب و وقار کے ساتھ باآواز حزیں و صورتِ درد آگیں و دلِ شرمناک و جگرِ چاک چاک معتدل آواز سے نہ بلند و سخت (کہ ان کے حضور آواز بلند کرنے سے عمل اکارت ہوجاتے ہیں) نہ نہایت نرم و پست (کہ سنت کے خلاف ہے اگرچہ وہ تمھارے دلوں کے خطروں تک سے آگاہ ہیں جیساکہ ابھی تصریحات آئمہ سے گذرا) **مجرا و تسلیم** بجالاؤ کہ عرض کرو۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَیْرَ خَلْقِ اللّٰہِ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا شَفِیْعَ الْمُذْنِبِیْنَ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ وَاُمَّتِکَ اَجْمَعِیْنَ[2] ۱۸۔ جہاں تک ممکن ہو زبان یاری دے اور ملال و کسل نہ ہو صلوٰۃ و سلام کی کثرت کرو۔ حضور سے اپنے اور اپنے ماں باپ پیر و اُستاد اولاد عزیزوں دوستوں اور سب مسلمانوں کے لئے شفاعت مانگو۔ بار بار عرض کرو اَسْئَلُکَ الشَّفَاعَةَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ۔ ۱۹۔ پھر جن لوگوں نے سلام کہلایا ہے اسے عرض کر دو کہ شرعًا اس کا حکم ہے اور اِس فقیر کی اُن مسلمانوں سے جو اس کتاب کو دیکھیں یہ عرض ہے کہ اِس مسکین کی طرف سے بھی سلام پہونچا دیں بڑا احسان ہوگا۔ ۲۰۔ پھر اپنے داہنے ہاتھ یعنی پورب کی طرف ہاتھ بھر ہٹ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرۂ نورانی کے سامنے کھڑے ہوکر عرض کرو۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَلِیْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَزِیْرَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰہِ فِی الْغَارِ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ[3] ۔ ۲۱۔ پھر اتنا ہی اور ہٹ کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے روبرو کھڑے ہوکر عرض

---

[1] لباب و شرح لباب و اختیار شرح مختار و فتاویٰ عالمگیری وغیرہ معتمد کتابوں میں اس ادب کی تصریح فرمائی یقف کما یقف فی الصلوٰۃ یعنی حضور کے سامنے ایسا کھڑا ہو جیسا نماز میں کھڑا ہوتا ہے یہ عبارت عالمگیری و اختیار کی ہے اور لباب میں واضعا یمینہ علٰی شمالہ یعنی دست بستہ داہنا ہاتھ بائیں پر رکھ کر کھڑا ہو۔

[2] ترجمہ۔ اے نبی آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت اور برکتیں اے اللہ کے رسول آپ پر سلام اے اللہ کی تمام مخلوق سے بہتر آپ پر سلام اے گنہگاروں کی شفاعت کرنے والے آپ پر سلام آپ پر اور آپ کی آل و اصحاب پر اور آپ کی تمام امت پر سلام ۱۲۔

[3] خلیفۂ رسول اللہ آپ پر سلام اے غار ثور میں رسول اللہ کے رفیق آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت اور برکتیں۔

کرو اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مُتَمِّمَ الْاَرْبَعِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا عِزَّ الْاِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ[1] ۲۲- پھر بالشت بھر پچھم کی طرف پلٹو اور حضرت ابوبکر و عمر کے درمیان کھڑے ہو کر کہو اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمَا یَا خَلِیْفَتَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمَا یَا وَزِیْرَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمَا یَا ضَجِیْعَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَسْئَلُكُمَا الشَّفَاعَةَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَعَلَیْكُمَا وَبَارَكَ وَسَلَّمَ[2] ۲۳- یہ سب حاضریاں محلِ اجابت ہیں لہٰذا دعا میں کوشش کرے دعائے جامع کرے اور درود پر قناعت بہتر اور چاہے تو یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُشْهِدُكَ وَاُشْهِدُ رَسُوْلَكَ وَاَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَاُشْهِدُ الْمَلٰٓئِكَةَ النَّازِلِیْنَ عَلٰی هٰذِهِ الرَّوْضَةِ الْكَرِیْمَةِ الْعَاكِفِیْنَ عَلَیْهَا اَنِّیْ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ مُقِرٌّ بِجِنَایَتِیْ وَمَعْصِیَتِیْ فَاغْفِرْ لِیْ وَامْنُنْ عَلَیَّ بِالَّذِیْ مَنَنْتَ عَلٰی اَوْلِیَآئِكَ فَاِنَّكَ الْمَنَّانُ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ[3] ۲۴- پھر ممبر شریف کے قریب دعا مانگے۔ ۲۵- پھر جنت کی کیاری[4] میں آکر دو رکعت نفل اگر وقت مکروہ نہ ہو پڑھ کر دعا مانگے۔ ۲۶- یوں ہی مسجد شریف کے ہر ستون کے پاس نماز پڑھے۔ دعا مانگے۔ کہ یہ سب برکت کی جگہیں ہیں خاص کر بعض میں خاص خصوصیت ہے۔ ۲۷- جب تک مدینہ شریف میں رہو ایک سانس بھی بیکار نہ جانے دو ضرورتوں کے سوا اکثر وقت مسجد شریف میں طہارت کے ساتھ حاضر رہو۔ نماز۔ تلاوت۔ درود میں وقت گذارو۔ دنیا کی بات کسی مسجد میں نہ چاہئے نہ کہ یہاں۔ ۲۸- مسجد شریف میں جاتے وقت اعتکاف[5] کی نیت کرو بلکہ ہر مسجد میں جاتے وقت اعتکاف کی

---

[1] ترجمہ۔ اے امیر المومنین آپ پر سلام اے چالیس کا عدد پورا کرنے والے آپ پر سلام اے اسلام و مسلین کی عزت۔ آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ۱۲

[2] اے رسول اللہ کے دونوں خلیفہ آپ لوگوں پر سلام ہو۔ اے رسول اللہ کے دونوں وزیر آپ لوگوں پر سلام ہو۔ اے رسول اللہ کے پہلو میں آرام کرنے والے آپ دونوں پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور برکتیں آپ دونوں صاحبوں سے عرض ہے کہ رسول اللہ کے دربار میں ہماری شفارش کیجئے اللہ تعالیٰ ان پر اور آپ دونوں پر درود و برکت و سلام نازل فرمائے۔

[3] اے اللہ میں تجھ کو اور تیرے رسول اور ابوبکر و عمر کو اور تیرے فرشتوں کو جو اس روضہ پر نازل و معتکف ہیں ان سب کو گواہ کرتا ہوں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو تنہا ہے تیرا کوئی شریک نہیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تیرے بندہ اور تیرے رسول ہیں اے اللہ میں اپنے گناہ و معصیت کا اقرار کرتا ہوں تو میری مغفرت فرما اور مجھ پر وہ احسان کر جو تو نے اپنے اولیاء پر کیا بیشک تو احسان کرنے والا بخشنے والا مہربان ہے۔ اے رب ہمارے ہمیں دنیا و آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا

[4] جنت کی کیاری وہ جگہ ہے جو ممبر شریف اور حجرہ شریف کے بیچ میں ہے اتنی جگہ کو حضور نے جنت کی کیاری فرمایا ہے۔

[5] اعتکاف کے معنی ہیں مسجد میں بالقصد نیت کرکے ٹھہرنا اس لئے کہ ذکر الٰہی کروں گا۔

نیت کرلینی چاہئے۔ ۲۹۔ مدینہ طیبہ میں روزہ نصیب ہو خصوصًا گرمی میں تو کیا کہنا کہ اس پر وعدۂ شفاعت ہے۔ ۳۰۔ یہاں ہر نیکی ایک کی پچاس ہزار لکھی جاتی ہے۔ لہٰذا عبادت میں زیادہ کوشش کرو۔ کھانے پینے کی کمی ضرور کرو اور جہاں تک ہو سکے صدقہ کرو۔ خصوصًا یہاں والوں پر خاص کر اس زمانہ میں کہ اکثر لوگ ضرورت مند ہیں۔ ۳۱۔ قرآن مجید کا کم سے کم ایک ختم یہاں اور حطیم کعبہ میں کر لو۔ ۳۲۔ روضۂ انور کو دیکھنا بھی عبادت ہے جیسے کعبہ معظمہ یا قرآن مجید کا دیکھنا۔ تو ادب کے ساتھ اس کی کثرت کرو اور درود و سلام عرض کرو۔ ۳۳۔ پانچوں نمازوں کے بعد یا کم سے کم صبح شام مواجہۂ شریف میں سلام عرض کرنے کے لئے حاضر ہو۔ ۳۴۔ شہر میں خواہ شہر کے باہر جہاں کہیں گنبد مبارک پر نظر پڑے فوراً دست بستہ اُدھر مُنھ کرکے صلاۃ و سلام عرض کروبے اس کے ہرگز نہ گذرو کہ خلاف ادب ہے۔ ۳۵۔ بلا عذر جماعت چھوڑنا ہر جگہ گناہ ہے اور کئی بار ہو تو سخت حرام و گناہ کبیرہ اور یہاں تو گناہ کے علاوہ کیسی سخت محرومی ہے۔ خدا پناہ میں رکھے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا جسے میری مسجد میں چالیس نمازیں فوت نہ ہوں اس کے لئے دوزخ اور نفاق سے آزادی لکھی جائے ۳۶۔ جہاں تک ہو سکے کوشش کرو کہ مسجد اول میں یعنی حضور کے زمانہ میں جتنی تھی اس میں نماز پڑھو اور اس کی مقدار سَو ہاتھ لمبی اور سَو ہاتھ چوڑی ہے اگرچہ بعد میں کچھ اضافہ ہوا ہے اس میں نماز پڑھنا بھی مسجد نبوی ہی میں پڑھنا ہے۔ ۳۷۔ حضور کی قبر شریف کی طرف ہرگز پیٹھ نہ کرو اور جہاں تک ہو سکے نمازوں میں بھی ایسی جگہ نہ کھڑے ہو کہ پیٹھ کرنی پڑے۔ ۳۸۔ روضۂ انور کا نہ طواف کرو نہ سجدہ نہ اتنا جھکو کہ رکوع کے برابر ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ان کی اطاعت میں ہے۔ **۳۹۔ بقیع کی زیارت** سُنّت ہے۔ روضۂ شریف کی زیارت کرکے بقیع جائے خاص کر جمعہ کے دن۔ اس قبرستان میں قریب دس ہزار صحابہ[1] دفن ہیں اور تابعین و تبع تابعین اور اولیاء و علماء و صلحاء وغیرہم کی گنتی نہیں۔ یہاں جب حاضر ہو پہلے تمام مدفون مسلمانوں کی زیارت کا ارادہ کرے اور یہ پڑھے[2] اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَّ اِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی بِکُمْ لَاحِقُوْنَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَھْلِ الْبَقِیْعِ بَقِیْعِ الْغَرْقَدِ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَھُمْ۔ اور اگر کچھ اور پڑھنا چاہے تو یہ پڑھے رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِوَالِدَیْنَا وَلِاُسْتَاذِیْنَا وَلِاِخْوَانِنَا وَلِاِخْوَاتِنَا وَلِاَوْلَادِنَا وَلِاَحْفَادِنَا وَلِاَصْحَابِنَا وَلِاَحْبَابِنَا وَلِمَنْ لَّہٗ حَقٌّ عَلَیْنَا

---

[1] صحابہ جمع صحابی کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے والے کو صحابی کہتے ہیں اور صحابی کے دیکھنے والے کو تابعی کہتے ہیں اور تابعی کے دیکھنے والے کو تبع تابعی کہتے ہیں۔

[2] تم پر سلام اے قوم مومنین کے گھر والو تم ہمارے پیشوا ہو اور ہم انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں اے اللہ بقیع والوں کی مغفرت فرما اے اللہ ہمیں اور انھیں بخش دے ۱۲

وَلِمَنْ اَوْصَانَا وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ[1] ہ اور درود شریف و سورۂ فاتحہ و آیۃ الکرسی و قُلْ ھُوَ اللّٰہُ وغیرہ جو کچھ ہو سکے پڑھ کر ثواب اس کا نذر کرے۔ اس کے بعد بقیع شریف میں جو مزارات معروف و مشہور ہیں ان کی زیارت کرے۔ تمام اہل بقیع میں افضل امیر المومنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ ان کے مزار پر حاضر ہو کر سلام عرض کرے اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ[2] یَا اَمِیْرَالْمُؤْمِنِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا ثَالِثَ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا صَاحِبَ الْھِجْرَتَیْنِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مُجَھِّزَ جَیْشِ الْعُسْرَۃِ بِالنَّقْدِ وَالْعَیْنِ جَزَاكَ اللّٰہُ عَنْ رَسُوْلِہٖ وَعَنْ سَائِرِ الْمُسْلِمِیْنَ وَرَضِیَ اللّٰہُ عَنْكَ وَعَنِ الصَّحَابَۃِ اَجْمَعِیْنَ ط یہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت سیدنا ابراہیم اور اُم المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور دیگر ازواج مطہرات اور عمّین مکرمین حضرت حمزہ و عباس و حضرت عبداللہ ابن مسعود و حضرت امام حسن و امام حسین و حضرت امام مالک وغیرہ صحابہ و تابعین و دیگر آئمہ دین آرام فرما ہیں ان سب کی خدمت میں حاضری دے۔ سلام عرض کرے اور فاتحہ پڑھے۔ ۴۰۔ قبا شریف کی زیارت کرے اور مسجد شریف میں دو رکعت نماز پڑھے[3]۔ ۴۱۔ شہداء احد کی زیارت کرے۔ حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال کے شروع میں اُحد کے شہیدوں کی قبروں پر آتے اور یہ فرماتے اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ اور اُحد کے پہاڑ کی بھی زیارت کرے۔ کہ حضور نے فرمایا اُحد ہمیں دوست رکھتا ہے اور ہم اُسے دوست رکھتے ہیں اور فرمایا جب تم اُحد پر جاؤ تو اس کے درخت سے کچھ کھاؤ چاہے ببول ہی ہو۔ بہتر یہ ہے کہ جمعرات کے دن صبح کے وقت جائے اور سب سے پہلے سید الشہدا حضرت حمزہ کے مزار پر حاضر ہو کر سلام عرض کرے۔ اور ایک روایت کے مطابق حضرت عبداللہ ابن جحش رض و مصعب رض ابن عمیر بھی یہیں ہیں لہٰذا انھیں بھی سلام عرض کرے۔ اور پھر آگے بڑھے یہاں تک کہ قبۂ صفیہ[4] پر زیارت ختم ہو ۴۲۔ اگر کوئی بتانے والا ملے تو ان کنوؤں کی بھی زیارت کرے اُن سے وضو کرے ان کا پانی پیئے جن کے متعلق یہ نسبت ہے کہ حضور نے اُن میں سے کسی کا پانی پیا ہے کسی میں لعاب ڈالا

---

[1] اے اللہ ہم کو اور ہمارے والدین کو اور ہمارے اُستادوں اور بھائیوں بہنوں کو اور ہماری اولاد۔ بچوں۔ ساتھیوں۔ دوستوں کو اور اس کو جس کا ہم پر حق ہے اور جس نے ہمیں وصیت کی اور تمام مومنین و مومنات و مسلمین و مسلمات کو بخش دے۔ [2] ترجمہ۔ اے امیر المومنین آپ پر سلام اور اے خلفائے راشدین میں تیسرے خلیفہ آپ پر سلام اے دو ہجرت کرنے والے آپ پر سلام اے غزوۂ تبوک کی نقد و جنس سے تیاری کرنے والے آپ پر سلام اللہ آپ کو اپنے رسول اور تمام مسلمانوں کی طرف سے بدلا دے آپ سے اور تمام صحابہ سے اللہ راضی ہو ۱۲ [3] ترمذی کی حدیث میں ہے کہ مسجد قبا میں نماز عمرہ کے برابر ہے۔ اور حدیثوں میں آیا ہے کہ حضور علیہ السلام ہر ہفتہ کو قبا شریف تشریف لے جاتے اور اپنی زبان مبارک سے اس کی بزرگی بھی بیان فرمائی ہے ۱۲ [4] رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور کی پھوپھی تھیں۔

ہے ۔۲۳۴۔ مدینہ شریف سے رخصت ہوتے وقت حضور کے سامنے حاضر ہو اور بار بار حاضری کی نعمت کا سوال کرو۔ اور تمام آداب کہ کعبہ شریف سے رخصت ہونے کے بارے میں بیان کئے گئے اُن سب کا یہاں بھی خیال رکھو اور سچے دل سے دعا کرو کہ اے اللہ ایمان اور سنت پر مدینہ پاک میں مرنا اور بقیع شریف میں دفن ہونا نصیب ہو اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا اٰمِیْنَ اٰمِیْنَ اٰمِیْنَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ اَجْمَعِیْنَ اٰمِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ٥ بحمد اللہ حج کا بیان ختم ہوا اب انشاء اللہ اس کے بعد نکاح و طلاق کا بیان شروع ہوگا۔

نکاح کا بیان

چونکہ آدمی کی نسل کا باقی رہنا نکاح پر موقوف ہے اور آدمی کی طبعی خواہش بھی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے نکاح کرنے کا حکم دیا اور اس کے احکام قرآن میں بیان فرمائے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کی ترغیب دی اور اس کے فائدے و قاعدے ارشاد فرمائے۔ بخاری و مسلم وغیرہ حدیث کی کتابوں میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے جوانو تم میں جو نکاح کر سکتا ہے وہ نکاح کرے کہ نکاح بُری نظر اور بُرے کام سے روکنے والا ہے اور جس سے نہ ہو سکے وہ روزہ رکھے کہ روزہ شہوت کو توڑنے والا ہے اور فرمایا جو خدا سے پاک و صاف ہو کر ملنا چاہتا ہے وہ حُرّہ عورتوں سے نکاح کرے اور فرمایا جو میرے طریقہ کو دوست رکھے وہ میری سنت پر چلے۔ اور میری سنّت سے نکاح ہے اور فرمایا دنیا کی سب سے اچھی پونجی نیک عورت ہے۔ اور فرمایا جو اتنا مال رکھتا ہے کہ نکاح کرلے پھر نکاح نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔ **مسئلہ**۔ نکاح اس عقد کو کہتے ہیں کہ مرد کو عورت سے جماع وغیرہ حلال ہو جائے۔ **مسئلہ**۔ اعتدال کی حالت میں یعنی نہ شہوت کا بہت زیادہ غلبہ ہو نہ عِنّین (نامرد) ہو اور مہر و نفقہ پر قدرت بھی ہو تو نکاح سنّت موکدہ ہے کہ نکاح نہ کرنے پر اڑا رہنا گناہ ہے۔ اور اگر حرام سے بچنا اتباع سنت و تعمیل حکم یا اولاد ہونا مقصود ہے تو ثواب بھی پائے گا اور اگر محض لذت یا قضائے حاجت (پیروی) منظور ہو تو ثواب نہیں۔ (درمختار و ردالمحتار و بہار) **مسئلہ**۔ شہوت کا غلبہ ہے کہ نکاح نہ کرے تو ڈر ہے کہ زنا ہو جائے اور مہر و نفقہ کی قدرت بھی ہے تو نکاح واجب ہے۔ یوں ہی جبکہ پرائی عورت کی طرف دیکھنے سے رُک نہیں سکتا یا ہاتھ سے کام لینا پڑے گا تو نکاح واجب ہے (درمختار و ردالمحتار و بہار) **مسئلہ** یہ یقین ہو کہ نکاح نہ کرنے سے زنا ہو جائے گا تو فرض ہے کہ نکاح کرے۔ (درمختار و بہار) **مسئلہ**۔ اگر یہ ڈر ہے کہ نکاح کرے گا تو نان نفقہ نہ دے سکے گا۔ جو ضروری باتیں ہیں ان کو پورا نہ کر سکے گا۔ تو ایسی حالت میں نکاح کرنا مکروہ ہے۔ اور اگر ان باتوں کا یقین ہو تو نکاح کرنا حرام ہے۔ مگر نکاح بہر حال ہو جائے گا (درمختار) **مسئلہ**۔

مسئلہ۔ نکاح اور اس کے حقوق کے ادا کرنے میں اور اولاد کی تربیت میں مشغول رہنا نوافل میں مشغولی سے بہتر ہے۔ (مرقاۃ و لمعات ردالمحتار و بہار) مسئلہ۔ نکاح میں یہ باتیں مستحب ہیں علانیہ ہونا۔ نکاح سے پہلے خطبہ پڑھنا (کوئی سا خطبہ ہو اور بہتر وہ ہے جو حدیث میں آیا)۔ مسجد میں ہونا۔ جمعہ کے دن ہونا۔ گواہان عادل کے سامنے ہونا۔ عورت عمر حسب مال عزت میں مرد سے کم ہو اور چال چلن اور اخلاق و تقویٰ و جمال میں زیادہ ہو۔ (درمختار و بہار) مسئلہ۔ ایجاب و قبول (یعنی مثلاً ایک کہے کہ میں نے اپنے کو تیری زوجیت میں دیا۔ دوسرا کہے میں نے قبول کیا) یہ نکاح کے رکن ہیں۔ پہلے جو کہے وہ ایجاب ہے اور اس کے جواب میں دوسرے کے الفاظ کو قبول کہتے ہیں (درمختار و ردالمحتار و بہار) مسئلہ ایجاب و قبول میں ماضی کا لفظ ہونا ضروری ہے مثلاً یوں کہے کہ میں نے اپنا یا اپنی لڑکی یا اپنی موکلہ کا تجھ سے نکاح کیا یا ان کو تیرے نکاح میں دیا وہ کہے میں نے اپنے لئے یا اپنے بیٹے یا موکل کے لئے قبول کیا یا ایک طرف سے امر کا صیغہ ہو۔ دوسری طرف سے ماضی کا۔ مثلاً یوں کہے کہ تو مجھ سے اپنا نکاح کر دے یا تو میری عورت ہو جا اُس نے کہا میں نے قبول کیا یا زوجیت میں دیا تو نکاح ہو جائے گا یا ایک طرف سے حال کا صیغہ ہو دوسری طرف سے ماضی کا مثلاً کہے تو مجھ سے اپنا نکاح کرتی ہے اُس نے کہا کیا تو ہو گیا یا یوں کہے میں تجھ سے نکاح کرتا ہوں اس نے کہا میں نے قبول کیا تو ہو جائے گا۔ اِن دونوں صورتوں میں پہلے شخص کو اسکی ضرورت نہیں کہ کہے میں نے قبول کیا۔ اور اگر کہا تو نے اپنی لڑکی کا مجھ سے نکاح کر دیا اُس نے کہا کر دیا یا کہا ہاں تو جب تک پہلا شخص یہ نہ کہے کہ میں نے قبول کیا نکاح نہ ہوگا۔ اور ان لفظوں سے کہ نکاح کروں گا یا قبول کروں گا نکاح نہیں ہو سکتا۔ (درمختار و ہندیہ و بہار وغیرہ) مسئلہ۔ الفاظ نکاح دو قسم ہیں ایک صریح یہ صرف دو لفظ ہیں نکاح و تزوج۔ باقی کنایہ ہیں۔ الفاظ کنایہ میں ان لفظوں سے نکاح ہو سکتا ہے جن سے خود شے ملک میں آجاتی ہے (مثلاً ہبہ۔ تملیک۔ صدقہ۔ عطیہ۔ بیع۔ شرا۔) مگر ان میں قرینہ کی ضرورت ہے کہ

لہ جو خطبہ حدیث میں آیا وہ یہ ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط يٰاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ج وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ط يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ط يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ ۱۲ ۔

ٰلہ حدیث شریف میں آیا جو کسی عورت سے اس کے عزت کی وجہ سے نکاح کرے اللہ تعالیٰ اس کی ذلت میں زیادتی کرے گا۔ اور جو کسی عورت سے اس کے مال کے سبب سے نکاح کریگا اللہ تعالیٰ اس کی محتاجی ہی بڑھائے گا اور جو اس کے حسب کے سبب سے نکاح کرے گا تو اس کے کمینہ پن میں زیادتی فرمائے گا اور جو اس لئے نکاح کرے کہ ادھر اُدھر نگاہ نہ اُٹھے اور پاکدامنی حاصل ہو یا صلہ رحم کرے تو اللہ تعالیٰ اس مرد کے لئے اس عورت میں برکت دے گا اور عورت کے لئے مرد میں (رواہ الطبرانی کذا فی الفتح۔ بہار)

گواہ اسے نکاح سمجھیں۔ (درمختار و ہندیہ و بہار) مسئلہ۔ نکاح میں خیار رویت خیار عیب مطلقاً نہیں (ہندیہ و بہار وغیرہ) مسئلہ۔ نکاح کے لئے چند شرطیں ہیں (۱) عاقل ہونا (لہٰذا مجنوں یا ناسمجھ بچہ نے نکاح کیا تو نہ ہوا) (۲) بالغ ہونا (لیکن اگر نابالغ سمجھدار ہے تو ہو جائے گا مگر ولی کی اجازت پر موقوف رہے گا) (۳) گواہ ہونا (یعنی ایجاب و قبول دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کے سامنے ہو۔ گواہ آزاد عاقل بالغ ہوں اور سب نکاح کے الفاظ ساتھ سُنیں۔ بچّوں اور پاگلوں کی گواہی سے نکاح نہیں ہوسکتا نہ غلام کی گواہی سے اگرچہ مُدَبَّر یا مکاتَب ہو مسلمان مرد کا نکاح مسلمان عورت کے ساتھ ہو تو گواہوں کا مسلمان ہونا بھی شرط ہے لہٰذا اگر کتابیہ سے مسلمان مرد کا نکاح ہو تو اس نکاح کے گواہ ذمّی کافر بھی ہو سکتے ہیں)۔ (بہار وغیرہ) مسئلہ۔ صرف عورتوں یا خنثیٰ کی گواہی سے نکاح نہیں ہو سکتا جب تک ان میں کے دو کے ساتھ ایک مرد نہ ہو۔ (خانیہ و بہار) مسئلہ۔ نکاح کے گواہ فاسق ہوں یا اندھے یا محدود فی القذف تو ان کی گواہی سے نکاح منعقد تو ہو جائے گا مگر عاقدین میں سے اگر کوئی انکار کر بیٹھے تو ان کی شہادت سے نکاح ثابت نہ ہو گا (درمختار ردالمحتار و بہار) مسئلہ۔ گواہوں کا ایجاب و قبول کے وقت ہونا شرط ہے۔ لہٰذا اگر نکاح اجازت پر موقوف ہے اور ایجاب و قبول گواہوں کے سامنے ہوئے اور اجازت کے وقت نہ تھے تو ہو گیا اور اس کا عکس ہوا تو نہیں (ہندیہ و بہار) مسئلہ۔ گواہ اسی کو نہیں کہتے جو دو شخص مجلس عقد میں مقرر کر لئے جاتے ہیں بلکہ وہ تمام حاضرین گواہ ہیں جنھوں نے ایجاب و قبول سُنا اگر قابل شہادت ہوں۔ مسئلہ۔ عورت سے اذن لیتے وقت گواہوں کی ضرورت نہیں یعنی اگر اس وقت گواہ نہ بھی ہوں لیکن نکاح پڑھاتے وقت ہوں تو نکاح ہو گیا البتہ اذن کے لئے گواہوں کی یوں ضرورت ہے کہ اگر اس نے انکار کر دیا اور یہ کہا کہ میں نے اذن نہیں دیا تھا تو اب گواہوں سے اس کا اذن لینا ثابت کیا جائے گا۔ مسئلہ۔ یہ جو تمام ہندوستان میں عام طور پر رواج پڑا ہوا ہے کہ عورت سے ایک شخص اذن لے کر آتا ہے جسے وکیل کہتے ہیں وہ نکاح پڑھانے والے سے کہدیتا ہے کہ میں فلاں کا وکیل ہوں آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ نکاح پڑھا دیجئے۔ یہ طریقہ محض غلط ہے وکیل کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اس کام کے لئے دوسرے کو وکیل بنا دے اگر ایسا کیا تو نکاح فضولی ہوا اور اجازت پر موقوف ہے اجازت سے پہلے مرد و عورت ہر ایک کو توڑ دینے کا اختیار حاصل ہے۔ بلکہ یوں چاہیئے کہ جو پڑھائے وہ عورت کا یا اس کے ولی کا وکیل بنے۔ چاہے خود اس کے پاس جا کر وکالت حاصل کرے یا دوسرا اس کی وکالت کے لئے اذن لائے کہ فلاں بن فلاں کو تو نے وکیل کیا کہ وہ تیرا نکاح فلاں بن فلاں سے کر دے عورت کہے ہاں مسئلہ۔ یہ امر بھی ضروری ہے کہ منکوحہ گواہوں کو معلوم ہو جائے یعنی یہ کہ فلاں عورت سے نکاح ہوتا ہے اس کے دو طریقے ہیں ایک یہ کہ اگر عورت مجلس عقد میں موجود ہے تو اس کی طرف نکاح پڑھانے والا اشارہ کر کے کہے کہ

میں نے اس کو تیرے نکاح میں دیا اگرچہ عورت کے مُنھ پر نقاب پڑا ہو بس اشارہ کافی ہے دوسری صورت معلوم کرنے کی یہ ہے کہ عورت اور اس کے باپ اور دادا کے نام لئے جائیں کہ فلاں بنت فلاں۔ اور اگر صرف عورت ہی کے نام لینے سے گواہوں کو معلوم ہو جائے کہ فلانی عورت سے نکاح ہوا تو باپ دادا کے نام لینے کی ضرورت نہیں لیکن احتیاطاً لینا چاہئے۔ مسئلہ عورت سے اجازت لیں تو اسے مرد کا نام اور اس کے باپ دادا کا نام بتادیں تاکہ عورت جان لے کہ فلاں کے ساتھ اُس کا نکاح ہو رہا ہے۔ (۴) ایجاب و قبول دونوں کا ایک مجلس میں ہونا (تو اگر دونوں ایک مجلس میں موجود تھے ایک نے ایجاب کیا دوسرا قبول سے پہلے اُٹھ کھڑا ہوا یا کوئی ایسا کام شروع کر دیا جس سے مجلس بدل جاتی ہے تو ایجاب باطل ہو گیا اب قبول کرنا بیکار ہے پھر سے ایجاب و قبول ہونا چاہئے)۔ (ہندیہ و بہار) (۵) قبول ایجاب کے مخالف نہ ہو (مثلاً کہا ہزار روپیہ مہر پر تیرے نکاح میں دی اس نے کہا نکاح تو قبول کیا اور مہر قبول نہیں۔ تو نکاح نہ ہوا اور اگر نکاح قبول کیا اور مہر کی نسبت کچھ نہ بولا تو ہزار پر نکاح ہو گیا)۔ (۶) لڑکی بالغہ ہے تو اس کا راضی ہونا شرط ہے (ولی کو یہ اختیار نہیں کہ بغیر اس کی رضا کے نکاح کر دے)۔ (۷) کسی آئندہ زمانہ کی طرف نسبت نہ کی ہو نہ کسی شرط نامعلوم پر معلق کیا ہو (مثلاً میں نے تجھ سے آئندہ روز میں نکاح کیا یا میں نے نکاح کیا اگر زید آئے) ان صورتوں میں نکاح نہ ہوا۔ (۸) نکاح کی اضافت کل کی طرف ہو یا ان اعضا کی طرف جن کو بول کر کل مراد لیتے ہیں۔ (تو اگر یہ کہا فلاں کے ہاتھ سے یا پاؤں سے یا نصف سے نکاح کیا تو ان صورتوں میں صحیح نہ ہوا (ہندیہ و بہار)

مُحرّمات کا بیان

محرمات وہ عورتیں ہیں جن سے نکاح حرام ہے۔ اور حرام ہونے کے چند سبب ہیں انھیں سببوں کی وجہ سے حرام ہونے والی عورتوں کی نو قسمیں ہیں پہلی قسم میں وہ عورتیں ہیں جو نسب کی وجہ سے حرام ہیں اور اس قسم میں سات عورتیں ہیں ماں۔ بیٹی بہن۔ پھوپھی۔ خالہ۔ بھتیجی۔ بھانجی۔ ماں سے مراد وہ عورت ہے جس کی اولاد میں یہ ہے واسطہ سے یا بلا واسطہ۔ لہٰذا دادی۔ نانی۔ پرنانی چاہے کتنے ہی اوپر کی ہوں سب حرام ہیں اور یہ سب ماں میں داخل ہیں اس لئے کہ یہ باپ یا ماں یا دادا دادی نانا نانی کی مائیں ہیں۔ بیٹی سے مراد وہ عورتیں ہیں جو اس کی اولاد ہیں لہٰذا پوتی پرپوتی نواسی پرنواسی چاہے بیچ میں کتنے ہی پشتوں کا فاصلہ ہو سب حرام ہیں مسئلہ بہن چاہے حقیقی ہو یعنی ایک ماں باپ سے ہو یا سوتیلی ہو کہ باپ دونوں کا ایک ہے اور مائیں دو یا ماں ایک ہے باپ دو سب حرام ہیں مسئلہ۔ باپ۔ ماں۔ دادا۔ دادی۔ نانا۔ نانی وغیرہم اصول کی پھوپھیاں یا خالائیں۔ اپنی پھوپھی اور خالہ کے حکم میں ہیں چاہے یہ سگی ہوں یا سوتیلی۔ یوں ہی پھوپھی کی پھوپھی اور خالہ کی خالہ یعنی یہ سب حرام ہیں مسئلہ۔ بھتیجی بھانجی سے بھائی بہن کی اولاد مراد ہیں ان کی پوتیاں نواسیاں بھی اسی شمار میں ہیں یعنی یہ سب بھی حرام ہیں۔ مسئلہ۔ زنا سے بیٹی پوتی بہن بھتیجی بھانجی بھی

محرمات میں ہیں۔ (ہدایہ وغیرہ) مسئلہ جس عورت سے اس کے شوہر نے لعان کیا اگرچہ اس کی لڑکی اپنی ماں کی طرف منسوب ہوگی مگر پھر بھی اس شخص پر وہ لڑکی حرام ہے۔ (ردالمحتار و بہار) **دوسری قسم** میں وہ عورتیں ہیں جو رشتۂ مصاہرت کی وجہ سے حرام ہیں اور وہ یہ ہیں زوجۂ موطوءہ کی لڑکیاں زوجہ کی ماں۔ دادیاں۔ نانیاں۔ باپ دادا وغیرہما اصول کی بیویاں۔ بیٹے پوتے وغیرہما فروع کی بیویاں **مسئلہ** خلوتِ صحیحہ بھی وطی ہی کے حکم میں ہے یعنی اگر خلوت صحیحہ عورت کے ساتھ ہوگئی تو اس کی لڑکی حرام ہوگئی چاہے وطی نہ کی ہو (ردالمحتار و بہار) **مسئلہ** جس عورت سے نکاح کیا اور وطی نہ کی تھی کہ جدائی ہوگئی اس کی لڑکی اس پر حرام نہیں[1]۔ (ردالمحتار و بہار) **مسئلہ** نکاح فاسد سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی جب تک وطی نہ ہو۔ (ہندیہ و ردالمحتار) **مسئلہ** وطی چاہے حلال طور پر ہو یا حرام۔ بہرحال حرمت مصاہرت ثابت ہوجائے گی۔ (ہندیہ و ردالمحتار و بہار) **مسئلہ** حرمت مصاہرت جس طرح وطی سے ہوتی ہے یوں ہی شہوت[2] سے چھونے اور بوسہ لینے اور فرج داخل کی طرف نظر کرنے سے بھی ہوتی ہے چاہے قصداً ہو یا بھول کر یا غلطی سے یا مجبوراً بہرحال مصاہرت ثابت ہوجائے گی۔ (ہندیہ و درمختار) **مسئلہ** حرمت مصاہرت کے لئے شرط یہ ہے کہ عورت مشتہاۃ ہو یعنی نو برس سے کم عمر کی نہ ہو اور یہ کہ زندہ ہو۔ تو اگر نو برس سے کم عمر کی لڑکی یا مردہ عورت کو شہوت سے چھوا تو حرمت ثابت نہ ہوگی (درمختار و بہار) **مسئلہ** کسی مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس مرد کے لڑکے نے اس عورت کی لڑکی سے نکاح کیا جو لڑکی دوسرے شوہر سے ہے تو حرج نہیں۔ یوں ہی اگر اس مرد کے لڑکے نے عورت کی ماں سے نکاح کیا جب بھی یہی حکم ہے۔ (ہندیہ و بہار) **تیسری قسم** میں وہ عورتیں ہیں کہ جن میں سے ایک تو مرد کے نکاح میں رہ سکتی ہے اور ان میں کی دو ایک ساتھ ایک مرد کے نکاح میں نہیں رہ سکتیں اور یہ وہ عورتیں ہیں کہ جن عورتوں میں آپس میں ایسا رشتہ ہو کہ اگر ایک کو مرد فرض کرے تو دوسری کے ساتھ اُس کا نکاح حرام ہو (جیسے دو بہنیں کہ ایک کو اگر مرد فرض کریں تو دوسری سے اس کا بھائی بہن کا رشتہ ہو۔ یا جیسے پھوپھی بھتیجی کہ پھوپھی کو مرد فرض کریں تو چچا بھتیجے کا رشتہ ہو اور بھتیجی کو مرد فرض کریں تو پھوپھی بھتیجے کا رشتہ ہو۔ یا جیسے خالہ بھانجی کہ اگر خالہ کو مرد فرض کریں تو ماموں بھانجے کا رشتہ اور بھانجی کو مرد فرض کریں تو بھانجے خالہ کا رشتہ ہو ایسی دو عورتوں کو نکاح میں جمع نہیں کرسکتے ہو۔ اور بھانجی کو مرد فرض کریں تو بھانجے خالہ کا رشتہ ہو ایسی دو عورتوں کو نکاح میں جمع نہیں کرسکتے بلکہ اگر طلاق دے دی ہو تو جب تک عدت نہ گذر لے دوسری سے نکاح نہیں کرسکتا (ہدایہ وغیرہ)

---

[1] نیز حرمت اُس صورت میں ہے کہ وہ مشتہاۃ ہو [2] یہاں شہوت کے معنی یہ ہیں کہ اس کی وجہ سے انتشار آکر ہوجائے کھڑا ہوجائے اور اگر پہلے سے انتشار موجود تھا تو اب زیادہ ہوجائے یہ جوان کے لئے ہے۔ بوڑھے کے لئے اور عورت کے لئے شہوت کی حد یہ ہے کہ دل میں حرکت پیدا ہو۔ اور پہلے سے ہو تو زیادہ ہوجائے خالی میلان نفس کا نام شہوت نہیں۔ (درمختار و بہار)

مسئلہ۔ ایسی دو عورتیں جن میں اس قسم کا رشتہ ہو (جو ابھی اوپر بیان کیا گیا) وہ نسب کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ اگر دودھ کے بھی اس طرح کے رشتہ ہوں جب بھی دونوں کا جمع کرنا حرام ہے جیسے عورت اور اس کی رضاعی بہن یا رضاعی خالہ یا رضاعی پھوپھی۔ (ہندیہ و بہار) مسئلہ دو عورتوں میں اگر ایسا رشتہ پایا جائے کہ ایک کو مرد فرض کریں تو دوسری اس کے لئے حرام ہو اور دوسری کو مرد فرض کریں تو پہلی حرام نہ ہو تو ایسی دو عورتوں کے جمع کرنے میں حرج نہیں۔ جیسے عورت اور اس کے شوہر کی لڑکی کہ اس لڑکی کو مرد فرض کریں تو وہ عورت اس پر حرام ہوگی کہ اس کی سوتیلی ماں ہوئی اور اگر عورت کو مرد فرض کریں تو لڑکی سے کوئی رشتہ پیدا نہ ہوگا یوں ہی عورت اور اس کی بہو۔ (درمختار و بہار) چوتھی قسم میں وہ عورتیں ہیں جو اپنی ملک میں ہونے کی وجہ سے حرام ہیں جیسے اپنی باندی چاہے اُمّ ولد یا مکاتبہ یا مُدبّرہ ہی چاہے ساجھے کی ہو۔ مگر متاخرین کے نزدیک احتیاطاً نکاح کر لینا اچھا ہے لیکن اس پر ثمرات نکاح از قسم مہر و طلاق وغیرہ مرتب نہیں۔ (ہندیہ و بہار) مسئلہ عورت اپنے غلام سے نکاح نہیں کر سکتی چاہے تنہا اسی کی ملک میں ہو یا کوئی اور بھی اس میں شریک ہو۔ (ہندیہ و درمختار و بہار) مسئلہ عورت اپنے غلام سے نکاح نہیں کر سکتی چاہے تنہا اسی کی ملک میں ہو یا کوئی اور بھی اس میں شریک ہو۔ (ہندیہ و درمختار و بہار) پانچویں قسم میں وہ عورتیں ہیں جن کے ساتھ نکاح شرک کی وجہ سے حرام ہے۔ مسئلہ مسلمان کا نکاح مجوسیہ (آگ پوجنے والی) ۔ بت پرست (مورتی پوجنے والا) ۔ آفتاب پرست۔ ستارہ پرست عورت سے نہیں ہو سکتا بلکہ کتابیہ کے سوا کسی کافرہ عورت سے مسلمان کا نکاح نہیں ہو سکتا (فتح القدیر و بہار وغیرہ) مسئلہ۔ یہودیہ اور نصرانیہ سے مسلمان کا نکاح ہو سکتا ہے۔ مگر چاہئے نہیں کہ اس میں بہت سے مفاسد (خرابیاں) کا دروازہ کھلتا ہے۔ (ہدایہ عالمگیری) مگر یہ جائز ہونا اسی وقت تک ہے جبکہ اپنے اُسی مذہب یہودیت یا نصرانیت پر ہوں اور اگر صرف نام کے یہودی نصرانی ہوں اور حقیقتاً نیچری اور دہریہ مذہب رکھتی ہو جیسے آجکل کے عموماً نصاریٰ کا کوئی مذہب ہی نہیں تو ان سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ نہ ان کا ذبیحہ جائز۔ اور اب تو ان کے یہاں ذبیحہ ہوتا بھی نہیں (بہار) مسئلہ مسلمان عورت کا نکاح مسلمان مرد کے سوا کسی مذہب والے سے نہیں ہو سکتا (ہندیہ و بہار) مسئلہ مرتد[1] و مرتدہ کا نکاح کسی سے نہیں ہو سکتا (خزانیہ و بہار وغیرہ) مسئلہ مرد و عورت کافر تھے دونوں مسلمان ہوئے تو وہی پہلا (یعنی کفر کی حالت کا بیاہ) نکاح باقی ہے نئے نکاح کی ضرورت نہیں۔ اور اگر صرف

---

[1] جو مسلمان اسلام سے پھر جائے اس کو مرتد کہتے ہیں یعنی اسلام کو چھوڑ کر کوئی اور دین اختیار کرے۔ یا ایسی بات کہے یا ایسا کام کرے جس سے کسی ضروری دینی کا انکار ثابت ہو مثلاً کہے خدا ظالم ہے۔ خدا جھوٹا ہے۔ جنت۔ دوزخ۔ قیامت نبوت سب ڈھکوسلا ہے۔ سب مذہب سچے ہیں۔ قرآن پھاڑ کے پھینک دے۔ پیر سے روند دے۔ بُت کے آگے سجدہ کرے تو ایسا شخص مرتد ہے اگرچہ دعویٰ اسلام کا کرتا ہو۔ مسئلہ جو ہنسی دل لگی کے طور پر بھی کفر کرے گا وہ بھی مُرتد ہے چاہے کہتا ہو کہ ایسا اعتقاد نہیں رکھتا۔ (درمختار)

مرد مسلمان ہوا تو عورت سے اسلام لانے کو کہا جائے گا اگر مسلمان ہوگئی تو وہ اس کی بیوی ہے اور اگر اسلام نہ لائی تو اب تفریق کر دیں گے یوں ہی اگر عورت پہلے مسلمان ہوئی تو مرد سے اسلام لانے کو کہا جائے گا اگر تین حیض آنے سے پہلے مرد مسلمان ہوگیا تو پہلا نکاح باقی ہے۔ اور اگر اسلام قبول نہ کیا تو پھر اس کے بعد عورت جس سے چاہے نکاح کرے کوئی اسے روک نہیں سکتا۔ (ہدایہ وبہار وغیرہ) چھٹی قسم میں وہ باندی ہے جس سے نکاح حُرّہ پر کیا جائے۔ مسئلہ حرہ نکاح میں ہے اور باندی سے نکاح کیا تو یہ نکاح صحیح نہ ہوا۔ (ہندیہ وبہار) مسئلہ پہلے باندی سے نکاح کیا پھر آزاد سے تو دونوں نکاح صحیح ہوگئے۔ (ہندیہ ردالمحتار وبہار) ساتویں قسم میں وہ عورتیں ہیں جو اس وجہ سے حرام ہیں کہ ان سے غیر کا حق متعلق ہے۔ مسئلہ دوسرے کی منکوحہ سے نکاح نہیں ہوسکتا بلکہ اگر دوسرے کی عدت میں ہو جب بھی نہیں ہوسکتا چاہے عدت طلاق کی ہو یا عدت موت کی یا شبہہ نکاح یا نکاح فاسد میں دخول کی وجہ سے (فتح القدیر وہدایہ وغیرہ) مسئلہ جس عورت کو زنا کا حمل ہے اس سے نکاح ہوسکتا ہے پھر اگر اسی کا وہ حمل ہے تو وطی بھی کرسکتا ہے اور اگر دوسرے کا ہے تو جب تک بچہ نہ پیدا ہولے وطی جائز نہیں (درمختار وبہار) مسئلہ جس عورت کا حمل ثابتُ النّسَب ہے اس سے نکاح نہیں ہوسکتا۔ (ہندیہ وبہار) آٹھویں قسم میں وہ عورتیں ہیں جو مقرر گنتی سے زائد ہونے کی وجہ سے حرام ہیں۔ مسئلہ آزاد مرد کو ایک وقت میں چار عورتوں سے اور غلام کو دو سے زیادہ سے نکاح کرنے کی اجازت نہیں اور آزاد مرد کو کنیز باندی کا اختیار ہے اس کے لئے کوئی حد نہیں۔ (درمختار وبہار) مسئلہ متعہ حرام ہے۔ یوں ہی اگر کسی خاص وقت تک کے لئے نکاح کیا تو یہ نکاح بھی نہ ہوا اگرچہ دو سو برس کے لئے ہو۔ (درمختار وبہار) نویں قسم میں وہ عورتیں ہیں جو دودھ کے رشتہ کی وجہ سے حرام ہیں۔ مسئلہ۔ جو عورتیں نسب کے رشتہ کی وجہ سے حرام ہوتی ہیں وہ دودھ کے رشتہ کی وجہ سے بھی حرام ہوتی ہیں سوا چند کے جن کا بیان آگے آتا ہے۔

دُودھ کے رِشتہ کا بیان

مسئلہ بچہ کو دو برس تک دودھ پلایا جائے اس سے زیادہ کی اجازت نہیں دودھ پینے والا لڑکا ہو یا لڑکی دونوں برابر ہیں[ع]۔ یہ حکم دودھ پلانے کا ہے مگر نکاح حرام ہونے کے لئے ڈھائی برس کا زمانہ ہے۔ یعنی دو برس کے بعد اگرچہ دودھ پلانا حرام ہے مگر ڈھائی برس کے اندر اگر دودھ پلا دے گی نکاح حرام ہونا ثابت ہوجائے گا اور اگر ڈھائی برس کی عمر کے بعد پیا تو نکاح حرام نہیں ہوگا اگرچہ پلانا جائز نہیں (بہار وغیرہ) مسئلہ۔ دو برس کی مدت پوری ہونے کے بعد علاج کے لئے بھی دودھ پینا یا پلانا جائز نہیں۔ مسئلہ رضاع (یعنی دودھ کا رشتہ)

ع اور یہ جو بعض عوام میں مشہور ہے کہ لڑکی کو دو برس تک اور لڑکے کو ڈھائی برس تک پلاسکتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے بلکہ لڑکا لڑکی دونوں کے لئے دو برس سے زیادہ کی اجازت نہیں۔ (بہار وغیرہ)

عورت کا دودھ پینے سے ثابت ہوتا ہے مرد یا جانور کا دودھ پینے سے ثابت نہیں۔ اور دودھ پینے سے مراد یہی طریقہ نہیں بلکہ اگر حلق یا ناک میں دودھ ٹپکایا گیا جب بھی یہی حکم ہے اور تھوڑا پیا یا زیادہ ہر حال میں حرمت ثابت ہوجائے گی جبکہ اندر پہنچ جانا معلوم ہو۔ اور اگر چھاتی منہ میں لی مگر یہ نہیں معلوم کہ دودھ پیا تو حرمت ثابت نہیں۔ (ہدایہ و جوہرہ و بہار وغیرہ) مسئلہ عورت کا دودھ اگر حقنہ سے اندر پہنچایا گیا یا کان میں ٹپکایا گیا یا پیشاب کے مقام سے پہنچایا گیا یا پیٹ یا دماغ میں زخم تھا اس میں ڈالا گیا کہ اندر پہنچ گیا تو ان صورتوں میں رضاع ثابت نہیں۔ (جوہرہ و بہار) مسئلہ عورتوں کو چاہئے کہ بلاضرورت ہر بچہ کو دودھ نہ پلا دیا کریں۔ اور پلائیں تو خود بھی یاد رکھیں اور لوگوں سے یہ بات کہہ بھی دیں۔ عورت کو بلا اپنے مرد سے پوچھے کسی بچہ کو دودھ نہ پلانا چاہئے مکروہ ہے۔ البتہ اگر اس بچہ کے ہلاک ہونے کا ڈر ہو تو مکروہ نہیں۔ مگر میعاد کے اندر رضاعت ہر صورت میں ثابت ہوگی (ردالمحتار و بہار) مسئلہ بچہ نے جس عورت کا دودھ پیا وہ عورت اس بچہ کی ماں ہوجائے گی اور اس کا شوہر (جس کا یہ دودھ ہے یعنی اس کی وطی سے بچہ پیدا ہوا جس سے عورت کو دودھ اترا) اس دودھ پینے والے بچہ کا باپ ہوجائے گا۔ اور اس عورت کی تمام اولادیں اس بچہ کے بھائی بہن ہوجائیں گے چاہے یہ سب اسی شوہر سے ہوں یا دوسرے شوہر سے اس بچہ کے دودھ پینے سے پہلے کی اولادیں ہیں یا بعد کی یا ساتھ کی ہر حال میں بھائی بہن ہوجائیں گے اور عورت کے بھائی اس بچہ کے ماموں ہوجائیں گے اور بہن خالہ ہوجائے گی یوں ہی اس شوہر کی اولادیں چاہے اسی عورت سے ہوں یا دوسری سے سب اس بچہ کے بھائی بہن ہوجائیں گے اور اس شوہر کے بھائی اس بچہ کے چچا ہوجائیں گے اور اس شوہر کی بہنیں اس بچہ کی پھوپھیاں ہوجائیں گی یوں ہی اس مرد کے باپ ماں اس بچہ کے دادا دادی اور عورت کے باپ ماں نانا نانی ہوجائیں گے (ہندیہ و بہار) مسئلہ جو نسب میں حرام ہے رضاع میں بھی حرام ہے مگر بھائی یا بہن کی ماں کہ یہ نسب میں حرام ہے کہ وہ یا اس کی ماں ہوگی یا باپ کی موطوہ اور دونوں حرام اور رضاع میں کوئی حرمت کی وجہ نہیں لہٰذا حرام نہیں۔ اور اس کی تین صورتیں ہیں۔ رضاعی بھائی کی رضاعی ماں یا رضاعی بھائی کی حقیقی ماں یا حقیقی بھائی کی رضاعی ماں۔ یونہی بیٹے یا بیٹی کی بہن یا دادی۔ کہ نسب میں پہلی صورت میں بیٹی ہوگی یا ربیبہ ہوگی اور دوسری صورت میں ماں ہوگی یا باپ کی موطوہ ہوگی یونہی چچا یا پھوپھی کی ماں یا ماموں یا خالہ کی ماں کہ نسب میں دادی نانی ہوئی اور رضاع میں حرام نہیں اور ان میں بھی وہی تین صورتیں ہیں (درمختار، ہندیہ، بہار) مسئلہ حقیقی بھائی کی رضاعی بہن یا رضاعی بھائی کی حقیقی بہن یا رضاعی بھائی کی رضاعی بہن سے نکاح جائز ہے اور بھائی کی بہن سے نسب میں بھی ایک صورت جواز کی ہے یعنی سوتیلے بھائی کی بہن جو دوسرے باپ سے

ہو۔ (درمختار) مسئلہ ایک عورت کا دو بچوں نے دودھ پیا اور ان میں ایک لڑکا ہے اور ایک لڑکی ہے تو یہ بھائی بہن ہیں اور ان میں نکاح حرام ہے۔ چاہے دونوں نے ایک وقت میں نہ پیا ہو بلکہ دونوں کے پینے میں برسوں کا فاصلہ ہو چاہے ایک وقت میں ایک شوہر کا دودھ تھا اور دوسرے وقت میں دوسرے کا (درمختار) مسئلہ دودھ پینے والی لڑکی کا نکاح پلانے والی کے بیٹوں پوتوں سے نہیں ہوسکتا کہ بیٹے والی یہ اُن کی بہن یا پھوپھی ہے۔ (درمختار) مسئلہ جس عورت سے زنا کیا اور بچہ پیدا ہوا اس عورت کا دودھ جس لڑکی نے پیا وہ لڑکی زانی پر حرام ہے۔ (جوہرہ نیرہ) مسئلہ پانی یا دوا میں عورت کا دودھ ملا کر پلایا تو اگر دودھ زیادہ غالب ہے یا برابر تو رضاعت ثابت ہے۔ اگر مغلوب ہے تو نہیں۔ یوں ہی اگر بکری وغیرہ کسی جانور کے دودھ میں عورت کا دودھ ملا کر دیا تو اگر جانور کا دودھ غالب ہے تو رضاعت ثابت نہیں اور کم اور برابر میں رضاعت ثابت ہے اور اسی طرح اگر دو عورتوں کا دودھ ملا کر پلایا تو جس کا دودھ زیادہ ہے اس سے رضاعت ثابت ہے اور دونوں برابر ہوں تو دونوں سے ثابت ہے اور ایک روایت یہ ہے کہ بہرحال دونوں سے رضاع ثابت ہے۔ (جوہرہ بہار) مسئلہ کھانے میں عورت کا دودھ ملا کر دیا اگر وہ پتلی چیز پینے کے قابل ہے اور دودھ غالب یا برابر ہے تو رضاع ثابت ہو جائے گی نہیں تو نہیں اور اگر پتلی چیز نہیں ہے تو مطلقاً ثابت نہیں۔ (ردالمحتار و بہار) مسئلہ رضاع کے ثبوت کے لئے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں عادل گواہ ہوں چاہے وہ عورت خود دودھ پلانے والی ہی ہو۔ فقط عورتوں کی شہادت سے ثبوت نہ ہوگا مگر بہتر یہ ہے کہ عورتوں کے کہنے سے بھی جدائی کرلے۔ (جوہرہ بہار) مسئلہ مرد نے اپنی عورت کی چھاتی چوسی تو نکاح میں کوئی خرابی نہ آئی چاہے دودھ مُنھ میں آگیا ہو بلکہ حلق سے اُتر گیا ہو تب بھی نکاح نہ ٹوٹے گا (درمختار بہار) **ولی کا بیان**۔ ولی وہ ہے جس کا قول دوسرے پر نافذ ہو دوسرا چاہے یا نہ چاہے۔ ولی کا عاقل بالغ ہونا شرط ہے اور مجنون پاگل ولی نہیں ہوسکتا مسلمان کے ولی کا مسلمان ہونا بھی شرط ہے اس لئے کہ کافر کو مسلمان پر کوئی اختیار نہیں۔ متقی ہونا شرط نہیں۔ فاسق بھی ولی ہوسکتا ہے ولایت کے اسباب چار ہیں قرابت۔ مِلک۔ وِلا۔ امامت۔ (درمختار بہار وغیرہ) مسئلہ قرابت کی وجہ سے ولایت عَصَبہ بنفسہ کے لئے ہے یعنی وہ مرد جس کو اس سے قرابت کسی عورت کے رشتہ سے نہ ہو۔ یا یوں سمجھو کہ عصبہ وہ وارث ہے کہ ذوی الفروض کے بعد جو کچھ بچے سب لے لے اور جب ذوی الفروض نہ ہوں تو سارا مال یہی لے ایسی قرابت والا ولی ہے اور نکاح میں بھی وہی ترتیب ہے جو وراثت میں ہے یعنی سب میں مقدم بیٹا پھر پوتا۔ پھر پرپوتا چاہے کئی پشت نیچے کا ہو۔ یہ نہ ہوں تو باپ۔ پھر دادا۔ پھر پردادا وغیرہم اصول اگرچہ کئی پشت اوپر کا ہو۔ پھر حقیقی بھائی پھر سوتیلا بھائی۔ پھر حقیقی بھائی کا بیٹا۔ پھر سوتیلے بھائی کا بیٹا۔ پھر حقیقی چچا۔ پھر

سوتیلا چچا۔ پھر حقیقی چچا کا بیٹا۔ پھر سوتیلے چچا کا بیٹا۔ پھر باپ کا حقیقی چچا۔ پھر سوتیلا چچا۔ پھر باپ کے حقیقی چچا کا بیٹا۔ پھر سوتیلے چچا کا بیٹا۔ پھر دادا کا حقیقی چچا۔ پھر دادا کا سوتیلا چچا۔ پھر دادا کے حقیقی چچا کا بیٹا۔ خلاصہ یہ کہ اس خاندان میں سب سے زیادہ قریب کا رشتہ دار جو مرد ہو وہ ولی ہے۔ جب بیٹا نہ ہو تو جو حکم بیٹے کا ہے وہی پوتے کا ہے پوتا نہ ہو تو پرپوتے کا ہے اور عصبہ کے ولی ہونے میں اس کا آزاد ہونا شرط ہے اگر غلام ہے تو اس کو ولایت نہیں بلکہ اس صورت میں ولی وہ ہوگا جو اس کے بعد ولی ہوسکتا۔ (ہندیہ درمختار وبہار وغیرہ) مسئلہ جب عصبہ نہ ہوں تب ماں ولی ہے۔ پھر دادی پھر نانی۔ پھر بیٹی۔ پھر پوتی۔ پھر نواسی۔ پھر پرپوتی۔ پھر نواسی کی بیٹی۔ پھر نانا۔ پھر حقیقی بہن۔ پھر سوتیلی بہن پھر اخیافی بھائی بہن یہ دونوں ایک درجہ کے ہیں۔ ان کے بعد بہن وغیرہا کی اولاد۔ اسی ترتیب سے ان کی اولاد (خانیہ ودُرّ وردّ وبہار) مسئلہ جب رشتہ دار موجود نہ ہوں تو ولی مولی الموالاۃ ہے یعنی وہ جس کے ہاتھ پر اس کا باپ مشرف باسلام ہوا اور یہ عہد کیا کہ اس کے بعد یہ اس کا وارث ہوگا۔ یا دونوں نے ایک دوسرے کا وارث ہونا ٹھہرا لیا ہو۔ (خانیہ ورد المحتار) مسئلہ ان سب کے بعد بادشاہِ اسلام ولی[1] ہے۔ پھر قاضیٔ مجاز بشرائط مذکورہ فی المطولات۔ مسئلہ وصی[2] کو یہ اختیار نہیں کہ یتیم کا نکاح کردے چاہے اس یتیم کے باپ دادا نے یہ وصیت بھی کی ہو کہ میرے بعد تم اس کا نکاح کر دینا البتہ اگر وہ قریب کا رشتہ دار یا حاکم ہے تو کر سکتا ہے کہ وہ ولی بھی ہے۔ (درمختار وبہار) مسئلہ نابالغ بچہ کی کسی نے پرورش کی مثلاً اسے متبنّیٰ کیا۔ یا لاوارث بچہ کہیں پڑا ملا اُسے پال لیا تو یہ پرورش کرنے والا اس بچہ کا ولی نہیں (ہندیہ وبہار) مسئلہ لونڈی غلام کے نکاح کا ولی ان کا مولیٰ ہے اس کے سوا کسی کو ولایت نہیں چاہے بالغ ہوں یا نابالغ اگر کسی اور نے یا لونڈی غلام نے خود نکاح کر لیا تو نکاح مولیٰ کی اجازت پر موقوف رہے گا جائز کر دے گا جائز ہو جائے گا۔ رد کر دے گا باطل ہو جائے گا۔ اور غلام مشترک ہیں اب شرکار کی اجازت پر موقوف ہوگا۔ (خانیہ) مسئلہ کافر اصلی کا فر اصلی کا ولی ہے اور مرتد کسی کا بھی ولی نہیں نہ مسلم کا نہ کافر کا یہاں تک کہ مُرتد مُرتد کا بھی ولی نہیں۔ (ہندیہ وبہار) مسئلہ ولی اگر پاگل ہوگیا تو اس کی ولایت جاتی رہی لیکن اگر اس قسم کا پاگل ہے کہ کبھی پاگل رہتا ہے کبھی ہوش میں تو ولایت باقی ہے ہوش افاقہ کی حالت میں جو کچھ تصرفات کرے گا نافذ جاری ہوں گے۔ (ہندیہ وبہار) مسئلہ ولی اقرب ولایت کے لائق نہیں (جیسے بچہ ہے یا پاگل) تو ولی ابعد ہی نکاح کا ولی ہے۔ (ہندیہ وبہار) مسئلہ دو برابر کے ولی نے نکاح کر دیا جیسے اس کے دو سگے بھائی ہیں دونوں نے نکاح کر دیا تو جس نے پہلے کیا وہ صحیح ہے (درمختار) مسئلہ ولی اقرب غائب ہے اس وقت دور والے ولی نے نکاح کر دیا تو صحیح ہے اور اگر اس کی موجودگی

---

[1] لیکن اس ولایت سے بادشاہ خود اپنے ساتھ نہیں کر سکتا۔ ۱۲ [2] وصی وہ ہے جس کو وصیت کی جائے کہ تم ایسا کرنا

میں کیا تو بلا اس کی اجازت نہ ہوگا۔ (درمختار وردالمحتار) مسئلہ ولی کے غائب ہونے سے مراد یہ ہے کہ اگر اس کا انتظار کیا جائے تو جس نے پیغام دیا ہے اور کفو بھی ہے ہاتھ سے جاتا رہے گا۔ ولی قریب مفقود الخبر ہو یا کہیں دورہ کرتا ہو کہ اس کا پتہ معلوم نہ ہو یا اُسی شہر میں چھپا ہوا ہے مگر لوگوں کو اس کا حال معلوم نہیں اور ولی ابعد نے نکاح کر دیا اور وہ اب ظاہر ہوا تو نکاح صحیح ہوگیا (خانیہ وغیرہ) مسئلہ کفو نے پیغام دیا اور وہ مہر مثل بھی دینے پر تیار ہے مگر ولی اقرب لڑکی کا نکاح اس سے نہیں کرتا بلکہ بلا وجہ انکار کرتا ہے تو ولی ابعد نکاح کر سکتا ہے (درمختار و بہار) مسئلہ نابالغ اور مجنون اور لونڈی غلام کے نکاح کے لئے ولی شرط ہے بغیر ولی ان کا نکاح نہیں ہو سکتا اور حُرّہ بالغہ عاقلہ نے بغیر ولی کفو سے نکاح کیا تو نکاح ہوگیا اور غیر کفو سے کیا تو نہ ہوا اگرچہ نکاح کے بعد راضی ہوگیا البتہ اگر ولی نے سکوت کیا اور کچھ جواب نہ دیا اور عورت کے بچہ بھی پیدا ہوگیا تو اب نکاح صحیح مانا جائے گا۔ (درمختار وردالمحتار) مسئلہ جس عورت کا کوئی عصبہ نہ ہو وہ اگر اپنا نکاح جان بوجھ کر غیر کفو سے کرے تو نکاح ہو جائے گا۔ (ردالمحتار و بہار) مسئلہ عورت بالغہ عاقلہ کا نکاح بغیر اس کی اجازت کے کوئی نہیں کر سکتا نہ اس کا باپ نہ بادشاہ اسلام کنواری ہو یا ثیب[۲]۔ یوہیں مرد بالغ آزاد اور مکاتب[۳] و مکاتبہ کا عقدِ نکاح بلا ان کی مرضی کے کوئی نہیں کر سکتا۔ (ہندیہ درمختار و بہار) مسئلہ کنواری[۱] عورت سے اُس کے ولی اقرب نے یا ولی کے وکیل یا قاصد نے اذن مانگا اور عورت چُپ رہی یا مُسکرائی یا ہنسی یا بلا آواز روئی تو یہ سب اذن دینا سمجھا جائے گا۔ (ہندیہ درمختار) مسئلہ ولی اقرب نے بلا اجازت لئے نکاح کر دیا اب اُس کے قاصد نے یا کسی فضولی عادل نے خبر دی اور عورت چُپ رہی۔ یا ہنسی[۴] یا مسکرائی یا بغیر آواز رو دی۔ تو اِن سب صورتوں میں اذن سمجھا جائے گا کہ کیا ہوا نکاح منظور ہے۔ (ہندیہ درمختار) مسئلہ ولی بعید یا اجنبی نے نکاح کا اذن طلب کیا تو سکوت اذن نہیں بلکہ اگر عورت کنواری ہے تو صراحۃً اذن کے الفاظ کہے۔ یا کوئی فعل ایسا کرے جو قول کے حکم میں ہو۔ جیسے مہر یا نفقہ طلب یا قبول کرنا۔ خلوت پر راضی ہونا وغیرہ۔ (درمختار) مسئلہ

---

[۱] کنواری عورت اس کو کہتے ہیں جس سے نکاح کے ساتھ وطی نہ کی گئی ہو لہٰذا اگر بیماری یا زیادتی عمر کی وجہ سے یا زنا کی وجہ سے بکارت زائل ہوگئی جب بھی کنواری ہی کہلائے گی۔ یوہیں اگر نکاح ہوا اور شوہر کے نامرد ہونے کی وجہ سے تفریق ہوگئی یا شوہر نے وطی سے پہلے طلاق دے دی یا مرگیا تب بھی کنواری ہے اگرچہ ان صورتوں میں خلوت بھی ہو چکی ہو جب بھی کنواری ہے لیکن اگر چند بار زنا کیا کہ لوگوں کو حال معلوم ہوگیا یا زنا کی حد لگی تو چاہے ایک ہی بار زنا ہو تو اب کنواری نہ ٹھہرائی جائے گی۔ [۲] ثیب جو عورت کنواری نہ ہو اس کو ثیب کہتے ہیں (درمختار) [۳] مکاتب اس غلام کو کہتے ہیں جس کو آقا نے اس شرط پر آزاد کیا ہو کہ تو اتنی رقم دیدے تو آزاد ہے۔ [۴] مگر یہ ہنسنا استہزاءً نہ ہو کہ استہزاءً ہنسی انکار پر دلالت کرتی ہے اور اسی طرح آواز سے رونا ۔ منہ

اذن لینے میں یہ بھی ضروری ہے کہ جس کے ساتھ نکاح کرنے کا ارادہ ہو اس کا نام اس طرح لیا جائے کہ عورت جان سکے۔ اگر یوں کہا کہ ایک مرد سے تیرا نکاح کردوں یا یوں کہ فلاں قوم کے ایک شخص سے نکاح کردوں تو یہ اذن نہیں ہو سکتا۔ مسئلہ اذن لینے میں مہر کا ذکر ہو جانا چاہئے اور اگر ذکر نہ کیا تو ضرور ہے کہ جو مہر باندھا جائے وہ مہر مثل سے کم نہ ہو اور کم ہو تو بغیر عورت کے راضی ہوئے عقد صحیح نہ ہوگا۔ (درمختار) مسئلہ نابالغ لڑکا اور لڑکی اور مجنون اور معتوہ کے نکاح پر ولی کو ولایت اجبار حاصل ہے یعنی اگرچہ یہ لوگ نہ چاہیں ولی نے جب نکاح کر دیا ہو گیا پھر اگر باپ دادا یا بیٹے نے نکاح کر دیا ہے تو یہ نکاح لازم ہو جائے گا کہ ان کو بالغ ہونے کے بعد یا مجنون کو ہوش آنے کے بعد اس نکاح کے توڑنے کا اختیار نہیں ہاں اگر باپ دادا یا لڑکے کا سوئے اختیار معلوم ہو چکا ہو مثلاً اس سے پیشتر اس نے اپنی لڑکی کا کسی غیر کفو فاسق وغیرہ سے کر دیا اور اب یہ دوسرا نکاح غیر کفو سے کرے گا) تو صحیح نہ ہوگا یونہیں اگر نشہ کی حالت میں غیر کفو سے یا مہر مثل میں زیادہ کمی کے ساتھ نکاح کیا تو صحیح نہ ہوا اور اگر باپ دادا یا بیٹے کے سوا کسی اور نے کیا تو غیر کفو یا مہر مثل میں زیادہ کمی بیشی کے ساتھ ہوا تو مطلقاً صحیح نہیں اور اگر کفو سے مہر مثل کے ساتھ کیا ہے تو صحیح ہے مگر بالغ ہونے کے بعد اور مجنوں کو افاقہ کے بعد اور معتوہ کو عاقل ہونے کے بعد فسخ کا اختیار ہوگا اگرچہ خلوت بلکہ وطی ہو چکی ہو یعنی اگر نکاح ہونا پہلے سے معلوم ہے تو بکر بالغ ہوتے ہی فوراً اور اگر معلوم نہ تھا تو جس وقت معلوم ہوا اسی وقت فوراً فسخ کر سکتی ہے۔ اگر کچھ بھی وقفہ ہوا تو اختیار فسخ جاتا رہا۔ یہ نہ ہوگا کہ آخر مجلس تک اختیار باقی رہے۔ مگر نکاح فسخ اس وقت ہوگا جب قاضی فسخ کا حکم بھی نہ دیدے لہٰذا اسی اثنا میں قبل حکم قاضی اگر ایک مر گیا تو دوسرا وارث ہوگا اور پورا مہر لازم ہوگا (درمختار خانیہ جوہرہ بہار وغیرہ) مسئلہ عورت جس وقت بالغہ ہوئی اُسی وقت کسی کو گواہ بنائے کہ میں ابھی بالغ ہوئی اور اپنے نفس کو اختیار کرتی ہوں۔ اور رات میں اگر اسے حیض آیا تو اُسی وقت اپنے نفس کو اختیار کرے اور صبح کو گواہوں کے سامنے اپنا بالغ ہونا اور اختیار کرنا بیان کرے مگر یہ نہ کہے کہ رات میں بالغ ہوئی بلکہ یہ کہ میں اس وقت بالغ ہوئی اور اپنے نفس کو اختیار کیا اور اس لفظ سے یہ مراد لے کہ میں اس وقت بالغ ہوں تاکہ جھوٹ نہ ہو۔ (بزازیہ وبہار وغیرہ)۔ مسئلہ عورت کو یہ معلوم نہ تھا کہ اُسے خیار بلوغ حاصل ہے اس بنا پر اُس نے عمل بھی نہ کیا اب اسے یہ مسئلہ معلوم ہوا تو اب کچھ نہیں کر سکتی اس لئے کہ جہل عذر نہیں۔ اس لئے کہ نہ سیکھنا خود اُسی کا قصور ہے لہٰذا قابل معذوری نہیں۔ (ہدایہ درمختار وغیرہ) مسئلہ لڑکا یا ثیب بالغ ہوئے تو سکوت سے خیار بلوغ باطل نہ ہوگا جب تک صاف طور پر اپنی رضا یا کوئی ایسا فعل جو

رضا پر دلالت[1] کرے نہ پایا جائے۔ یہاں مجلس سے اُٹھ جانا بھی خیار کو باطل نہیں کرتا اس لئے کہ اس خیار کا وقت عمر بھر ہے رہی یہ بات کہ اس فسخ نکاح سے مہر لازم آئے گا یا نہیں۔ تو اگر وطی ہو چکی ہے تو مہر لازم آئے گا نہیں تو نہیں۔ (خانیہ و جوہرہ وغیرہ) اور اگر وطی ہو چکی ہے تو فسخ کے بعد عورت کے لئے عدت بھی ہے اور اس زمانہ عدت میں اگر شوہر اسے طلاق دے دے تو واقع نہ ہوگی۔ اور یہ فسخ طلاق نہیں لہٰذا پھر اگر انھیں دونوں کا باہم نکاح ہو تو شوہر تین طلاق کا مالک ہوگا۔ (ردالمحتار و بہار)

کفو کا بیان

کفو سے یہاں مراد یہ ہے کہ مرد عورت سے نسب وغیرہ میں اتنا کم نہ ہو کہ اس سے نکاح عورت کے ولیوں کے لئے ننگ و عار کا سبب ہو۔ کفاءت صرف مرد کی طرف لی جاتی ہے عورت چاہے کم درجہ کی ہو اس کا کچھ اعتبار نہیں۔ (ہدایہ و بہار وغیرہ) **مسئلہ** باپ دادا کے سوا کسی اور ولی نے نابالغ لڑکے کا نکاح غیر کفو سے کر دیا تو صحیح نہیں۔ اور اگر بالغ اپنا خود نکاح کرنا چاہے تو غیر کفو سے کر سکتا ہے کہ عورت کی طرف سے اِس صورت میں کفاءت مُعتبر نہیں۔ اور نابالغ میں دونوں طرف سے کفاءت کا اعتبار ہے۔ (ردالمحتار و بہار وغیرہ) **مسئلہ** کفاءت میں چھ چیزوں کا اعتبار ہے۔ نسب۔ اسلام۔ حرفہ۔ حریت۔ دیانت۔ مال۔ قریش میں جتنے خاندان ہیں وہ سب آپس میں کفو ہیں یہاں تک کہ قرشی غیر ہاشمی کا کفو ہے۔ اور کوئی غیر قرشی قریش کا کفو نہیں۔ قریش کے علاوہ عرب کی تمام قومیں ایک دوسرے کی کفو ہیں انصار و مہاجرین سب اس میں برابر ہیں۔ عجمی النسل عربی کا کفو نہیں۔ مگر عالمِ دین کہ اس کی شرافت نسب کی شرافت پر فوقیت رکھتی ہے۔ (خانیہ و ہندیہ و بہار) **مسئلہ** جو خود مسلمان ہوا یعنی اس کے باپ دادا مسلمان نہ تھے وہ اُس کا کفو نہیں جس کا باپ مسلمان ہو اور جس کا صرف باپ مسلمان ہو اس کا کفو نہیں جس کا دادا بھی مسلمان ہو اور باپ دادا دو پُشت سے اسلام ہو تو اب دوسری طرف اگرچہ زیادہ پشتوں سے اسلام ہو کفو ہیں مگر باپ دادا کے اسلام کا اعتبار غیر عرب میں ہے عربی کے لئے خود مسلمان ہوا یا باپ دادا سے اسلام چلا آتا ہو سب برابر ہیں۔ (خانیہ درمختار و بہار) **مسئلہ** فاسق شخص متقی کی لڑکی کا کفو نہیں اگرچہ وہ لڑکی خود متقیہ نہ ہو۔ (درمختار وغیرہ) اور یہ ظاہر ہے کہ فسق اعتقادی فسق عملی سے بدرجہا بدتر ہے لہٰذا سُنّی عورت کا کفو وہ بدمذہب نہیں ہو سکتا جس کی بدمذہبی حد کفر کو نہ پہنچی ہو۔ اور جو بدمذہب ایسے ہیں کہ ان کی بدمذہبی کفر کو پہنچی ہو اُن سے تو نکاح ہی نہیں ہو سکتا کہ وہ مسلمان ہی نہیں کفو ہونا تو بڑی بات ہے جیسے روافض و وہابیہ زمانہ کہ ان کے عقائد و اقوال کفریہ ہیں جیسا کہ ان کی کتابوں سے ظاہر ہے۔ **مسئلہ** مال میں کفاءت کے یہ معنٰی ہیں کہ مرد کے پاس اتنا مال ہو کہ مہر معجّل و نفقہ دینے پر قادر ہو۔

---

[1] رضا پر دلالت کرنے والے فعل کی مثال یہ ہے۔ بوسہ لینا۔ بدن چھونا۔ مہر لینا مہر دینا۔ وطی پر راضی ہونا ۱۲

کفو۔ جوڑ کا۔ برابر کا۔ میل کا۔ ننگ و عار۔ شرم و غیرت۔ ذلت

اگر پیشہ نہ کرتا ہو تو ایک مہینہ کا نفقہ دینے پر قادر ہو ورنہ روز کی مزدوری اتنی ہو کہ عورت کے روز کے ضروری خرچ روز دے سکے اُس کی ضرورت نہیں کہ مال میں یہ اس کے برابر ہو۔ (خانیہ و درمختار و بہار) مسئلہ عورت محتاج ہے اور اس کے باپ دادا بھی ایسے ہی ہیں تو اُس کا کفو بھی مال کے اعتبار سے وہی ہوگا جو مہر مُعجّل اور نفقہ دینے پر قادر ہو۔ (خانیہ و بہار) **مسئلہ** مالدار کا نابالغ لڑکا چاہے خود مال کا مالک نہ ہو مگر کفارت میں مالدار سمجھا جائے گا۔ (خانیہ و بہار وغیرہ) **مسئلہ** جن لوگوں کے پیشے ذلیل سمجھے جاتے ہیں وہ اچھے پیشے والوں کے کفو نہیں جیسے جوتا بنانے والے۔ چمڑا پکانے والے۔ سائیس چرواہے یہ ان کے کفو نہیں جو کپڑے بیچتے عطر فروشی کرتے تجارت کرتے ہیں۔ اور اگر خود جوتا نہ بناتا ہو بلکہ کارخانہ دار ہے کہ اس کے یہاں لوگ نوکر ہیں یہ کام کرتے ہیں یا وہ دوکاندار ہے کہ بنے ہوئے جوتے لیتا اور بیچتا ہے تو تاجر وغیرہ کا کفو ہے۔ یونہیں اور کاموں میں۔ (درمختار ردالمحتار و بہار) **مسئلہ** نکاح کے وقت کفو تھا بعد میں کفارت جاتی رہی تو نکاح فسخ نہ کیا جائے گا۔ (درمختار و بہار) **مسئلہ** پہلے کسی کا پیشہ کم درجہ کا تھا جس کی وجہ سے کفو نہ تھا اور اس نے اس کام کو چھوڑ دیا۔ اگر عار باقی ہے تو اب بھی کفو نہیں اور اگر عار باقی نہیں رہا تو کفو ہو جائے گا۔ (درمختار) **مسئلہ** حسن وجمال امراض وعیوب کا اعتبار نہیں۔ لیکن ولی کو چاہئے کہ ان باتوں کا بھی خیال رکھے تاکہ بعد میں فساد کا سبب نہ ہو (ہندیہ درمختار و ردالمحتار)۔

مہر کا بیان

مہر کم سے کم دس درہم ہے اس سے کم نہیں ہو سکتا جس کی مقدار آجکل کے حساب سے دو روپے بارہ آنے ۹⅗ پائی ہے۔ چاہے سکہ ہو یا ویسی ہی چاندی یا اُس قیمت کا کوئی سامان ہو۔ (ہندیہ وغیرہ) **مسئلہ** نکاح میں دس درہم یا اس سے کم مہر باندھا گیا تو دس درہم واجب اور اگر زیادہ باندھا ہو تو جو مقرر ہوا وہ واجب۔ (ہدایہ وغیرہ) **مسئلہ** وطی یا خلوت صحیحہ ہو جائے یا دونوں میں سے کوئی مر جائے تو ان صورتوں سے مہر موکد ہو جائے گا کہ جو مہر اب ہے اس میں کمی نہیں ہو سکتی یونہیں اگر عورت کو طلاق بائن دی تھی اور عدت کے اندر اس سے پھر نکاح کر لیا تو یہ مہر بغیر دخول وغیرہ کے موکد ہو جائے گا۔ ہاں اگر صاحب حق نے کُل یا جُز معاف کر دیا تو معاف ہو جائے گا اور اگر مہر مؤکد نہ ہوا تھا اور شوہر نے طلاق دے دی تو نصف واجب ہوگا اور اس صورت میں اگر طلاق سے پہلے پورا مہر ادا کر چکا تھا تو آدھا شوہر کو واپس ملے گا (درمختار و ردالمحتار) **مسئلہ** جو چیز مال متقوم نہیں وہ مہر نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا اگر ایسی چیز کو مہر ٹھہرایا تو وہ چیز نہیں بلکہ مثل واجب ہوگا۔ جیسے مہر یہ ٹھہرا کہ آزاد شوہر عورت کی سال بھر خدمت کرے گا یا قرآن شریف پڑھا دے یا حج وعمرہ کرا دے گا۔ یا مسلمان مرد کا نکاح مسلمان عورت سے ہوا اور

مہر میں خون یا شراب یا خنزیر (سور) کا ذکر آیا۔ یا یہ مہر ٹھہرایا کہ شوہر اپنی پہلی بیوی کو طلاق دے دے۔ تو
ان سب صورتوں میں مہرِ مثل[1] واجب ہوگا۔ (ہندیہ و درمختار) **مسئلہ** نکاح شغار میں مہر مثل واجب
ہوتا ہے۔ شِغَار یہ ہے کہ ایک آدمی نے اپنی لڑکی یا بہن کا نکاح دوسرے سے کر دیا اور دوسرے
نے اپنی لڑکی یا بہن کا نکاح اس سے کر دیا اور ہر ایک نے مہر دوسرے کا نکاح ٹھہرایا۔ ایسا کرنا
اگرچہ گناہ ہے لیکن نکاح ہو جائے گا اور مہر مثل واجب ہوگا۔ (درمختار) **مسئلہ** نکاح میں مہر کا ذکر
ہی نہ ہوا یا مہر کی نفی کر دی کہ بلا مہر نکاح کیا تو نکاح ہو جائے گا۔ اور اگر خلوت صحیحہ ہوگئی یا دونوں
میں سے کوئی مر گیا تو مہر مثل واجب ہے۔ اور اگر بعد عقد آپس میں کوئی مہر طے پا گیا تو وہی طے شدہ
ملے گا۔ یونہیں اگر قاضی نے مقرر کر دیا تو جو مقرر کر دیا ہے وہی ملے گا۔ اور ان دونوں صورتوں میں
مہر جس چیز سے موکد ہوتا ہے موکد ہو جائے گا۔ اور اگر موکد نہ ہوا بلکہ خلوت صحیحہ سے پہلے
طلاق ہوگئی تو ان دونوں صورتوں میں بھی ایک جوڑا کپڑا واجب ہے یعنی کرتا۔ پائجامہ۔ دوپٹہ جن کی
قیمت نصف مہر مثل سے زیادہ نہ ہو۔ اور اگر زیادہ ہو تو مہر مثل کا نصف دیا جائے گا اگر
شوہر مالدار ہو اور ایسا جوڑا بھی نہ ہو جو پانچ درہم سے کم قیمت کا ہو اگر شوہر محتاج ہو۔ اگر
مرد عورت دونوں مالدار ہوں تو جوڑا اعلیٰ درجہ کا ہو اور دونوں محتاج ہوں تو معمولی اور ایک
مالدار ہو اور ایک محتاج تو درمیانی۔ (جوہرہ درمختار ہندیہ) **مسئلہ** جوڑا دینا اس وقت واجب
ہے جب فرقت زوج کی جانب سے ہو جیسے طلاق دے یا ایلا کرے یا مرتد ہو جائے وغیرہ اور
اگر فرقت جانب زوجہ سے ہو تو واجب نہیں جیسے عورت مرتد ہو جائے۔ شوہر کے لڑکے کو بشہوت
بوسہ دیدے وغیرہ (ہندیہ) **مسئلہ** جس عورت کا مہر معین ہے اور خلوت سے پہلے اُسے طلاق
دی گئی اُسے جوڑا دینا مستحب بھی نہیں اور دخول کے بعد طلاق ہوئی تو مہر مقرر ہو یا نہ ہو جوڑا
دینا مستحب ہے (درمختار وبہار) عورت کل مہر یا جز (کچھ حصہ) معاف کر دے تو معاف ہو جائے گا بشرطیکہ
شوہر نے انکار نہ کر دیا ہو اور اگر عورت نابالغہ ہے اور اُس کا باپ معاف کرنا چاہتا ہے تو نہیں
کر سکتا اور بالغہ ہے تو اس کی اجازت پر معافی موقوف ہے۔ (درمختار ردالمحتار) **خلوت صحیحہ**
خلوت صحیحہ یہ ہے کہ زوج و زوجہ ایک مکان میں جمع ہوں اور کوئی چیز مانع جماع نہ ہو۔ یہ خلوت
جماع ہی کے حکم میں ہے اور موانع (روکنے والی چیزیں) تین قسم ہیں۔ ۱۔ حسّی۔ ۲۔ طبعی۔ ۳۔ شرعی۔ مانع حسّی جیسے مرض
کہ شوہر بیمار ہے تو مطلقاً خلوت صحیحہ نہ ہوگی۔ اور زوجہ بیمار ہو تو اس حد کی بیمار ہو کہ وطی سے نقصان کا
اندیشہ (ڈر) صحیح ہو۔ اور ایسی بیماری نہ ہو تو خلوت صحیحہ ہو جائے گی۔ مانع طبعی جیسے وہاں کسی تیسرے کا

---

[1] اس عورت کے خاندان کی ایسی عورتوں کا جو مہر ہے وہ اس کے لئے مہر مثل ہے۔ ۱۲ مال متقوم جس مال سے نفع اٹھانا جائز ہو۔

ہونا۔ چاہے وہ سوتا ہو یا اندھا یا اس کی دوسری بیوی ہی ہو۔ ہاں اگر اتنا چھوٹا بچہ ہو کہ کسی سے بیان نہ کرسکے گا تو یہ مانع نہ ہوگا اور خلوت صحیحہ ہوجائے گی اور باقیوں میں نہ ہوگی۔ مانع شرعی جیسے عورت حیض یا نفاس میں ہے یا دونوں میں سے کوئی احرام باندھے ہو یا کسی کا رمضان کا ادا روزہ ہو یا فرض نماز میں ہو تو خلوت صحیحہ نہ ہوگی۔ (ہندیہ در مختار و قاضی خاں وغیرہ) **خلوت فاسدہ**۔ اگر دونوں ایک جگہ تنہائی میں جمع ہوگئے مگر کوئی مانع شرعی یا حسی یا طبعی پایا جاتا ہے تو یہ خلوت فاسدہ ہے (ہندیہ و در مختار وغیرہ) **مسئلہ** لڑکا جو اس قابل نہیں کہ صحبت کرسکے اپنی عورت کے ساتھ تنہائی میں رہا یا زوجہ اتنی چھوٹی لڑکی ہے کہ اس قابل نہیں۔ اس کے ساتھ اس کا شوہر رہا تو ان دونوں صورتوں میں خلوت صحیحہ نہ ہوئی۔ (ہندیہ و بہار) **مسئلہ** عورت کے اندام نہانی میں کوئی ایسی چیز پیدا ہوگئی جس کی وجہ سے وطی نہیں ہوسکتی مثلاً وہاں گوشت آگیا یا مقام جڑ گیا یا ہڈی پیدا ہوگئی یا غدود آگیا تو ان صورتوں میں خلوت صحیحہ نہیں ہوسکتی۔ (در مختار و بہار) **مسئلہ** ایسی جگہ جمع ہوئے جو اس لائق نہیں کہ وہاں وطی کی جائے تو خلوت صحیحہ نہ ہوگی۔ جیسے مسجد اور راستہ اور میدان وغیرہ۔ (جوہرہ و در مختار وغیرہ) **مسئلہ** خلوت صحیحہ کے بعد عورت کو طلاق دی تو مہر پورا واجب ہوگا جبکہ نکاح بھی صحیح ہو اور اگر نکاح فاسد ہے تو فقط خلوت سے مہر واجب نہیں ہاں اگر وطی ہوگئی تو مہر مثل واجب ہوگا۔ (جوہرہ۔ ہندیہ۔ در مختار و بہار) **مسئلہ** مہر مقرر نہ تھا تو خلوت صحیحہ سے نکاح صحیح میں مہر مثل موکد ہو جائے گا۔ (جوہرہ و ہندیہ وغیرہ) **خلوت صحیحہ کے کچھ اور احکام**۔ خلوت صحیحہ کے بعد طلاق دی تو عورت پر عدت واجب ہے بلکہ اس عدت میں بھی نان و نفقہ اور رہنے کو مکان دینا بھی واجب ہے بلکہ نکاح صحیح میں عدت تو مطلقاً خلوت سے واجب ہوتی ہے صحیحہ ہو یا فاسدہ۔ البتہ نکاح فاسد ہو تو بغیر وطی کے عدت واجب نہیں۔ خلوت صحیحہ کے بعد طلاق دی تو جب تک یہ عدت میں ہے اس کی بہن سے نکاح نہیں کرسکتا اور اس کے علاوہ چار عورتیں نکاح میں نہیں ہوسکتیں۔ اگر وہ آزاد ہے تو اس کی عدت میں باندی سے نکاح نہیں کرسکتا۔ اور اُس عورت کو جس سے خلوت صحیحہ ہوئی اس زمانہ میں طلاق دے جو موطوءہ کے طلاق کا زمانہ ہے اور عدت میں اسے طلاق بائن دے سکتا ہے مگر اس سے رجعت نہیں کرسکتا۔ نہ طلاق رجعی دینے کے بعد فقط خلوت صحیحہ سے رجعت ہوسکتی ہے۔ اور اسکی عدت کے زمانہ میں شوہر مرگیا تو وارث نہ ہوگی۔ خلوت سے جب مہر موکد ہوچکا تو اب ساقط نہ ہوگا اگرچہ جدائی عورت کی جانب سے ہو۔ (جوہرہ۔ ہندیہ در مختار وغیرہ) **مسئلہ** اگر میاں بیوی میں تفریق ہوگئی مرد کہتا ہے خلوت صحیحہ نہیں ہوئی عورت کہتی ہے ہوگئی تو عورت کا قول معتبر ہے اور اگر خلوت ہوئی مگر

ف البتہ اگر بیہوش ہو اور بالکل پاگل بے عقل ہو تو خلوت صحیحہ ہوجائے گی۔ یونہی اگر مرد کا کتا ہے لیکن کٹکھنا نہیں ہے تو خلوت صحیح ہوجائے گی اور اگر کٹکھنا ہے یا عورت کا کتا ہے چاہے کٹکھنا ہو یا نہ ہو تو خلوت صحیحہ نہ ہوگی ۱۲ منہ

عورت مرد کے قابو میں نہ آئی تو اگر کنواری ہے تو مہر پورا واجب ہو جائے گا اور ثیب ہے تو مہر مؤکد نہ ہوا۔ (درمختار وبہار) **نکاح فاسد**۔ اگر نکاح کی کوئی شرط چھوٹ جائے تو یہ نکاح فاسد ہے جیسے بغیر گواہوں کے نکاح ہوا یا دو بہنوں سے ایک ساتھ نکاح کیا۔ یا عورت کی عدت میں اس کی بہن سے نکاح کیا یا جو عورت کسی کی عدت میں ہے اس سے نکاح کیا یا چوتھی کی عدت میں پانچویں سے نکاح کیا یا حُرّہ نکاح میں ہوتے ہوئے باندی سے نکاح کیا ان سب صورتوں میں نکاح فاسد ہے۔ (بہار شریعت وغیرہ) **مسئلہ** نکاح فاسد میں جب تک وطی نہ ہو مہر لازم نہیں یعنی خلوت صحیحہ کافی نہیں اور وطی ہوگئی تو مہر مثل واجب ہے جو مہر مقرر سے زائد نہ ہو اور اگر اس سے زیادہ ہے تو جو مقرر ہوا وہی دیں گے۔ **نکاح فاسد کا حکم** یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک پر فسخ کر دینا واجب ہے اس کی بھی ضرورت نہیں کہ دوسرے کے سامنے فسخ کرے۔ اگر خود فسخ نہ کریں تو قاضی پر واجب ہے کہ فسخ کر دے۔ اور تفریق ہوگئی یا شوہر مر گیا تو عورت پر عدت واجب ہے جبکہ وطی ہو چکی ہو۔ لیکن یہاں نکاح فاسد میں موت کی عدت میں بھی تین حیض ہے۔ چار مہینے دس دن نہیں۔ (درمختار وبہار) **مسئلہ** نکاح فاسد میں تفریق یا متارکہ کے وقت سے عدت ہے اگرچہ عورت کو اس کی خبر نہ ہو۔ **متارکہ** یہ ہے کہ اُسے چھوڑ دے مثلاً یہ کہے کہ میں نے اسے چھوڑا۔ یا چلی جا یا نکاح کرلے۔ یا کوئی اور لفظ اسی طرح کا کہے اور فقط جانا آنا چھوڑ دینے سے متارکہ نہ ہوگا جب تک زبان سے نہ کہے (ہندیہ درمختار ردالمحتار وبہار) **مسئلہ** اگرچہ تفریق[1] ومتارکہ میں عورت کا وہاں ہونا ضروری نہیں مگر کسی نہ کسی کا جاننا ضروری ہے اگر کسی نے نہ جانا تو عدت پوری نہ ہوگی۔ (ہندیہ درمختار ردالمحتار) **مسئلہ** نکاح فاسد میں نفقہ واجب نہیں اگر نفقہ پر مصالحت ہوئی جب بھی نہیں (ہندیہ وبہار) **مہر مثل** عورت کے خاندان کی اُس جیسی عورت کا جو مہر ہو وہ اس کے لئے مہر مثل ہے جیسے اس کی بہن پھوپھی چچا کی بیٹی وغیرہا کا مہر۔ اس کی ماں کا مہر اس کے لئے مہر مثل نہیں جبکہ وہ دوسرے گھرانے کی ہو اور اگر اس کی ماں اسی خاندان کی ہو مثلاً اس کے باپ کی چچازاد بہن ہے تو اُس کا مہر اُس کے لئے مہر مثل ہے۔ اور وہ عورت جس کا مہر اس کے لئے مہر مثل ہے وہ کن باتوں میں اس جیسی ہو اُن کا بیان یہ ہے عمر۔ جمال۔ مال میں مشابہ ہو دونوں ایک شہر میں ہوں ایک زمانہ ہو۔ عقل وتمیز ودیانت وپارسائی وعلم وادب میں یکساں ہوں۔ دونوں کنواری ہوں یا دونوں ثیب اولاد ہونے نہ ہونے میں ایک سی ہوں کہ ان چیزوں کے اختلاف سے مہر میں اختلاف ہوتا ہے۔ شوہر کا حال بھی ملحوظ ہوتا ہے مثلاً جوان اور بوڑھے کے مہر میں اختلاف ہوتا ہے۔ عقد کے وقت ان امور میں یکساں ہونے کا اعتبار ہے بعد میں کسی بات کی کمی بیشی ہوئی تو اُس کا اعتبار نہیں مثلاً ایک کا جب نکاح ہوا تھا اس وقت جس حیثیت کی تھی دوسری بھی اپنے نکاح

---

[1] تفریق۔ الگ کرنا۔ جدا کرنا۔ متارکہ۔ ایک دوسرے کو چھوڑنا۔ ترک کرنا۔

کے وقت اسی حیثیت کی ہے مگر پہلی میں بعد کو کمی ہوگئی اور دوسری میں زیادتی یا برعکس ہوا تو اس کا اعتبار
نہیں۔ (درمختار وبہار) مسئلہ اگر اس خاندان میں کوئی ایسی عورت نہ ہو جس کا مہر اس کے لئے مہر مثل
ہو سکے تو کوئی دوسرا خاندان جو اس کے خاندان کے مثل ہے اس میں کوئی عورت اس جیسی ہو اس کا مہر اس کیلئے
مہر مثل ہوگا۔ (ہندیہ وبہار) مسئلہ مہر مثل کے ثبوت کے لئے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہان
عادل چاہئے جو بلفظ شہادت بیان کریں۔ اور اگر گواہ نہ ہوں تو زوج کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے۔
(ہندیہ وبہار) مہر مسمّٰی تین قسم کا ہے پہلی قسم مجہول الجنس والوصف جیسے کپڑا یا چوپایہ یا مکان یا بکری
کے پیٹ میں جو بچہ ہے یا اس سال باغ میں جتنے پھل آئیں گے۔ اگر اس طرح کوئی چیز مہر ٹھہرائی
تو اس میں ٹھہری ہوئی چیز نہیں بلکہ مہر مثل واجب ہوگا۔ دوسری قسم معلوم الجنس مجہول الوصف جیسے
غلام یا گھوڑا یا گائے یا بکری۔ ان سب میں جسے کہا ہے اس کے متوسط درجہ کا واجب ہے۔ یا متوسط
کی قیمت۔ تیسری قسم معلوم الجنس والوصف اس میں جو کہا ہے وہی واجب ہے۔ (ہندیہ وبہار وغیرہ)
مسئلہ۔ جلدی یا دیر میں ادا کرنے کے اعتبار سے مہر تین قسم کا ہوتا ہے۔ معجل۔ مؤجل۔ مطلق۔ معجل
یہ ہے کہ خلوت سے پہلے مہر دینا قرار پایا ہے اور مؤجل وہ ہے کہ جس کے لئے کوئی میعاد مقرر ہو۔ مطلق
وہ ہے کہ جس میں نہ وہ (معجل) ہو نہ یہ (مؤجل) اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کچھ حصہ معجل ہو کچھ مؤجل یا مطلق اور یہ بھی
ہو سکتا ہے کہ کچھ مؤجل ہو کچھ مطلق یا کچھ معجل اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کچھ مؤجل اور کچھ مطلق۔ مہر معجل وصول
کرنے کے لئے عورت اپنے کو شوہر سے روک سکتی ہے یعنی یہ اختیار ہے کہ وطی اور مقدمات وطی سے باز
رکھے خواہ کل معجل ہو یا بعض اور شوہر کو حلال نہیں کہ عورت کو مجبور کرے اگرچہ اس کے پیشتر عورت کی
رضامندی سے وطی و خلوت ہو چکی ہو۔ یعنی یہ حق عورت کو ہمیشہ حاصل ہے جب تک وصول نہ کرلے۔
یوہیں اگر شوہر سفر میں لے جانا چاہتا ہے تو مہر معجل وصول کرنے کے لئے جانے سے انکار کر سکتی ہے۔
یوہیں اگر مہر مطلق ہو اور وہاں کا عرف ہے کہ ایسے مہر میں کچھ قبل خلوت ادا کیا جاتا ہے تو اس کے خاندان
میں جتنا پیشتر ادا کرنے کا رواج ہے اس کا حکم مہر معجل کا ہے یعنی اس کے وصول کرنے کے لئے وطی و سفر
سے منع کر سکتی ہے۔ اور اگر مہر مؤجل یعنی میعادی ہے اور میعاد مجہول ہے جب بھی فوراً دینا واجب ہے
ہاں اگر مؤجل ہے اور میعاد یہ ٹھہری کہ موت یا طلاق پر وصول کرنے کا حق ہے تو جب تک طلاق یا موت
واقع نہ ہو وصول نہیں کر سکتی جیسے عموماً ہندوستان میں یہی رائج ہے کہ مہر مؤجل سے یہی سمجھتے ہیں (عالمگیری
درمختار وبہار) مسئلہ نابالغہ کی رخصت ہو چکی مگر مہر معجل وصول نہیں ہوا ہے تو اس کا ولی روک سکتا ہے

ـه قولہ معلوم الجنس الوصف کما لو تزوجها علی مکیل او موزون موصوف فی الذمہ صحت التسمیہ ویلزمہ
تسلیمہ ھکذا فی الھندیۃ وان سمی جنسہ وصفتہ لا یتخیر ۱۲ منہ معلوم الجنس والوصف کی مثال جیسے
عربی گھوڑا۔ جمنا پاری گائے۔

اور شوہر کچھ نہیں کر سکتا جب تک مہر معجل ادا نہ کر دے (ہندیہ و بہار) **مسئلہ** مہر مؤجل یعنی میعادی تھا اور میعاد پوری ہوگئی تو عورت اپنے کو روک سکتی ہے یا بعض معجل تھا بعض میعادی اور میعاد پوری ہوگئی تو عورت اپنے کو روک سکتی ہے۔ (ہندیہ درمختار و بہار) **مسئلہ** مہر معجل لینے کے لئے عورت اگر وطی سے انکار کرے تو اس کی وجہ سے نفقہ ساقط نہ ہوگا اور اس صورت میں بلا اجازت شوہر کے گھر سے باہر بلکہ سفر میں بھی جا سکتی ہے جبکہ ضرورت سے ہو اور اپنے میکے والوں سے ملنے کے لئے بھی بلا اجازت جا سکتی ہے اور جب مہر وصول کر لیا تو اب بلا اجازت نہیں جا سکتی۔ مگر صرف ماں باپ کی ملاقات کو ہر ہفتہ میں ایک بار دن بھر کے لئے جا سکتی ہے اور محارم کے یہاں سال بھر میں ایک بار۔ اور محارم کے سوا دوسرے رشتہ داروں یا غیروں کے یہاں غمی یا شادی کسی تقریب میں نہیں جا سکتی نہ شوہر ان موقعوں پر جانے کی اجازت دے۔ اگر اجازت دی تو دونوں گنہگار ہوئے۔ (درمختار و بہار) **مسئلہ** شوہر نے کوئی چیز عورت کے یہاں بھیجی اگر یہ کہدیا کہ یہ ہدیہ ہے تو اب نہیں کہہ سکتا کہ وہ مہر میں تھی۔ اور اگر کچھ نہ کہا تھا اور اب کہتا ہے کہ مہر میں بھیجی اور عورت کہتی ہے کہ ہدیہ ہے اور وہ چیز کھانے کی قسم سے ہے (مثلاً روٹی گوشت حلوہ مٹھائی وغیرہ) تو عورت سے قسم دے کر اس کا قول مانا جائے۔ اور اگر کھانے کی قسم سے نہیں یعنی باقی رہنے والی چیز ہو (جیسے کپڑے۔ بکری۔ گھی۔ شہد وغیرہ) تو شوہر کو حلف دیا جائے قسم کھالے تو اس کی بات مانی جائے۔ اور عورت کو اختیار ہوگا کہ اگر وہ چیز از قسم مہر نہیں اور باقی ہے تو واپس دے اور اپنا مہر وصول کرے۔ (ہندیہ درمختار و بہار) **مسئلہ** لڑکی کو جو کچھ جہیز میں دیا ہے واپس نہیں لے سکتا اور وارثوں کو بھی اختیار نہیں جبکہ مرض الموت میں نہ دیا ہو یوہیں جو کچھ سامان نابالغہ لڑکی کے لئے خریدا اگرچہ ابھی دیا نہ ہو یا مرض الموت میں دیا۔ اس کی مالک بھی تنہا لڑکی ہے (درمختار و بہار) **مسئلہ** لڑکی والوں نے نکاح یا رخصت کے وقت شوہر سے کچھ لیا ہو یعنی بغیر لئے نکاح یا رخصت سے انکار کرتے ہوں اور شوہر نے دے کر نکاح یا رخصت کرایا تو شوہر اس چیز کو واپس لے سکتا ہے اور وہ نہ رہی تو اس کی قیمت لے سکتا ہے کہ یہ رشوت ہے (بحر وغیرہ) رخصت کے وقت جو کپڑے بھیجے اگر بطور تملیک ہیں جیسا ہندوستان میں عموماً رواج ہے کہ ڈالبری میں جوڑے بھیجے جاتے ہیں اور عرف یہی ہے کہ لڑکی کو مالک کر دیتے ہیں تو انھیں واپس نہیں لے سکتا اور تملیک نہ ہو تو لے سکتا ہے۔ (ہندیہ و بہار) **مسئلہ** لڑکی کو جہیز دیا۔ پھر یہ کہتا ہے کہ میں نے بطور عاریت دیا ہے۔ اور لڑکی یا اس کے مرنے کے بعد شوہر کہتا ہے کہ بطور تملیک دیا ہے۔ تو اگر وہ چیز ایسی ہے کہ عموماً لوگ اسے جہیز میں دیا کرتے ہیں تو لڑکی یا اس کے شوہر کا قول مانا جائے۔ اور اگر عموماً یہ بات نہ ہو بلکہ عاریت و تملیک دونوں طرح دی جاتی ہو تو اس کے باپ یا ورثہ (وارثوں) کا قول معتبر ہے۔ (درمختار) **مسئلہ** جس

صورت میں لڑکی کا قول معتبر ہے اگر اس کے باپ نے گواہ پیش کئے جو اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ دیتے وقت اُس نے کہدیا تھا کہ عاریت ہے تو گواہ مان لئے جائیں گے۔ (ہندیہ و بہار) مسئلہ جس گھر میں دونوں میاں بیوی رہتے ہیں اس میں کچھ اسباب ہے جس کا ہر ایک مدعی ہے تو اگر وہ ایسی چیز ہے جو عورتیں برتتی ہیں جیسے ڈوپٹہ۔ سنگاردان۔ خاص عورتوں کے پہننے کے کپڑے۔ تو ایسی چیز عورت کو دی جائے گی۔ ہاں اگر شوہر ثبوت دے کہ یہ چیز اس کی ہے تو اُسے دیدیں گے۔ اور اگر وہ خاص مردوں کے برتنے کی ہے جیسے ٹوپی۔ عمامہ۔ انگرکھا اور ہتھیار وغیرہ ایسی چیز مرد کو دیدیں گے مگر جب عورت گواہ سے اپنی ملک ثابت کرے تو اسے دیں گے۔ اور اگر دونوں کے کام کی وہ چیز ہے جیسے بچھونا تو یہ بھی مرد ہی کو دیں۔ مگر جب عورت گواہ پیش کرے تو اسے دے دیں۔ اور اگر ان دونوں میں سے ایک مر چکا ہے اس کے ورثہ اور اس میں اختلاف ہوا جب بھی یہی صورتیں ہیں۔ مگر جو چیز دونوں کے برتنے کی ہو وہ اُسے دیں جو زندہ ہے وارث کو نہیں۔ اور اگر مکان میں مال تجارت ہے اور مشہور ہے کہ وہ شخص اس چیز کی تجارت کرتا تھا تو مرد کو دیں (ہندیہ و بہار) مسئلہ نابالغہ کے باپ کو حق ہے کہ اپنی لڑکی کا مہر معجل شوہر سے طلب کرے۔ اور اگر لڑکی قابل جماع ہے تو شوہر رخصت کرا سکتا ہے۔ اور اس کے لئے کسی سن کی تخصیص نہیں۔ اور اگر اس قابل نہیں اگرچہ بالغہ ہو تو رخصت پر جبر نہیں کیا جاسکتا (درمختار ردالمحتار و بہار)۔

کافر کا نکاح

جس قسم کا نکاح مسلمانوں میں جائز ہے اگر اسی طرح کافر نکاح کریں تو ان کا نکاح بھی صحیح ہے مگر اس قسم کے بھی نکاح ہیں کہ مسلمان کے لئے ناجائز اور کافر کرے تو ہو جائے گا اس کی صورت یہ ہے کہ نکاح کی کوئی شرط مفقود ہو (جیسے بغیر گواہ نکاح ہوا یا عورت کافر کی عدت میں تھی اس سے نکاح کیا) مگر شرط یہ ہے کہ کفار ایسے نکاح کے جائز ہونے کے معتقد ہوں پھر ایسے نکاح کے بعد اگر دونوں مسلمان ہو گئے تو اسی نکاح سابق پر باقی رکھے جائیں[1] جدید نکاح کی حاجت نہیں۔ یوہیں اگر قاضی کے پاس مقدمہ دائر کیا تو قاضی تفریق نہ کرے گا۔ (درمختار و بہار وغیرہ) مسئلہ کافر نے محارم سے نکاح کیا اگر ایسا نکاح ان لوگوں میں جائز ہو تو نکاح کے لوازم نفقہ وغیرہ ثابت ہو جائیں گے مگر ایک دوسرے کا وارث نہ ہوگا اور اگر دونوں اسلام لائے یا ایک تو تفریق کر دی جائیگی یوہیں اگر قاضی یا کسی مسلمان کے پاس دونوں نے اس کا مقدمہ پیش کیا تو تفریق کر دے گا اور ایک نے پیش کیا تو نہیں۔ (ہندیہ و بہار وغیرہ) مسئلہ یہودی اور نصرانی کے علاوہ کسی اور قسم کے کافر میاں بیوی تھے ان میں سے ایک مسلمان ہوا تو قاضی دوسرے پر اسلام پیش کرے۔ اگر یہ بھی مسلمان ہو گیا فبہا اور

---

[1] فبہا یعنی نکاح سابق پر باقی رکھے جائیں نئے نکاح کی ضرورت نہیں۔

اگر انکار کیا یا سکوت کیا تو قاضی تفریق[1] کر دے سکوت کی صورت میں احتیاط یہ ہے کہ قاضی تین بار اسلام پیش کرے یونہیں اگر کتابی کی عورت مسلمان ہوگئی تو مرد پر اسلام پیش کیا جائے۔ اسلام نہ قبول کرے تو تفریق کر دی جائے۔ اور اگر دونوں کتابی ہیں اور مرد مسلمان ہوا تو عورت بدستور اس کی زوجہ ہے (ہدایہ و بہار وغیرہ) مسئلہ کوئی عورت ہجرت کر کے دارالاسلام میں آئی مسلمان ہو کر یا ذمی بن کر یا یہاں آ کر مسلمان یا ذمیہ ہوئی تو اگر حاملہ نہ ہو فوراً نکاح کر سکتی ہے۔ اور حاملہ ہو تو بعد وضع حمل کے۔ مگر یہ وضع حمل اس کے لئے عدت نہیں۔ (درمختار و بہار) مسئلہ میاں بیوی میں سے کوئی مرتد ہو گیا تو نکاح فوراً ٹوٹ گیا اور یہ فسخ ہے طلاق نہیں۔ عورت موطوءہ ہو تو مہر بہر حال پورا لے سکتی ہے۔ اور غیر موطوءہ ہے تو اگر عورت مرتدہ ہوئی کچھ نہ پائے گی اور شوہر مرتد ہوا تو آدھا مہر لے سکتی ہے۔ اور عورت مرتدہ ہوئی اور زمانہ عدت میں مر گئی اور شوہر مسلمان ہوا تو ترکہ پائے گا۔ (درمختار و بہار) مسئلہ دونوں ایک ساتھ مرتد ہوگئے پھر مسلمان ہوئے تو پہلا نکاح باقی رہا اور اگر دونوں میں ایک پہلے مسلمان ہوا پھر دوسرا تو نکاح جاتا رہا اور اگر یہ معلوم نہ ہو کہ پہلے کون مرتد ہوا تو دونوں کا مرتد ہونا ایک ساتھ قرار دیا جائے۔ (ہندیہ و بہار) مسئلہ عورت مرتدہ ہوگئی تو اسلام لانے پر مجبور کی جائے یعنی اُسے قید میں رکھیں یہاں تک کہ مر جائے یا اسلام لائے۔ اور بعد اسلام لانے کے جب جدید نکاح ہو تو مہر بہت تھوڑا رکھا جائے (درمختار و بہار) مسئلہ عورت نے زبان سے کلمۂ کفر نکالا تاکہ شوہر سے پیچھا چھوٹے۔ یا اس لئے کہ دوسرا نکاح ہوگا تو اُس کا مہر بھی وصول کرے گی تو ایسی صورت میں ہر قاضی کو اختیار ہے کہ کم سے کم مہر پر اُسی شوہر کے ساتھ نکاح کر دے عورت راضی ہو یا ناراض اور عورت کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ دوسرے سے نکاح کر لے۔ (عالمگیری و بہار) مسئلہ۔ بچہ اپنے باپ ماں میں اس کا تابع ہوگا جس کا دین بہتر ہو۔ جیسے اگر کوئی مسلمان ہوا تو اولاد مسلمان ہے ہاں اگر بچہ دارالحرب میں ہے اور اس کا باپ دارالاسلام میں مسلمان ہوا تو اس صورت میں اس کا تابع نہ ہوگا۔ اور اگر ایک کتابی ہے دوسرا مجوسی یا بت پرست تو بچہ کتابی[2] قرار دیا جائے گا۔ (ہدایہ وغیرہ) مسئلہ نشہ والا جس کی عقل جاتی رہی اس کی زبان سے کلمۂ کفر نکلا تو عورت نکاح سے باہر نہ ہوئی لیکن پھر بھی نکاح پھر سے پڑھایا جائے۔ (ہندیہ و بہار)

بیویوں کی باری مقرر کرنے کا بیان

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے دو بیویاں ہوں اور دونوں میں عدل نہ کرے تو وہ قیامت کے دن حاضر ہوگا اس طرح پر کہ آدھا دھڑ اس کا بیکار ہوگا (ترمذی و حاکم) مسئلہ جس کی دو یا تین یا چار عورتیں ہوں اس پر عدل فرض ہے یعنی جو چیزیں اختیاری ہوں اُن میں سب عورتوں کا

---

[1] اور یہ تفریق طلاق بائن قرار دی جائے ۱۲ منہ۔ [2] کتابی۔ یہودی اور عیسائی کو کہتے ہیں۔

یکساں خیال رکھے یعنی ہر ایک کا پورا حق ادا کرے۔ کپڑا۔ روٹی۔ خرچہ اور رہنے سہنے میں کسی کے ساتھ کچھ کمی نہ کرے۔ اور جو بات اس کے اختیار کی نہیں اس میں مجبور و معذور ہے جیسے ایک کی زیادہ محبت ہے دوسری کی کم یونہیں جماع سب کے ساتھ برابر ہونا بھی ضروری نہیں۔ (درمختار و بہار وغیرہ) مسئلہ ایک مرتبہ جماع قضاءً واجب ہے اور دیانۃً یہ حکم ہے کہ کبھی کبھی کرتا رہے اور اس کے لئے کوئی حد مقرر نہیں مگر اتنا تو ہو کہ عورت کی نظر اوروں کی طرف نہ اُٹھے اور اتنی کثرت بھی جائز نہیں کہ عورت کو نقصان پہنچے (درمختار و بہار وغیرہ) مسئلہ ایک ہی بیوی ہے مگر مرد اس کے پاس نہیں رہتا بلکہ نماز روزہ میں لگا رہتا ہے تو عورت شوہر سے مطالبہ کرسکتی ہے اور مرد کو حکم دیا جائے گا کہ عورت کے پاس بھی رہا کرے کہ حدیث میں آیا دَاِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے۔ روز مرہ شب بیداری اور روزے رکھنے میں اُس کا حق تلف ہوتا ہے۔ رہا یہ کہ عورت کے پاس رہنے کی کیا میعاد ہے اس کے بارے میں ایک روایت یہ ہے کہ چار دن میں ایک دن عورت کے لئے اور تین دن عبادت کے لئے۔ اور صحیح یہ ہے کہ مرد کو حکم دیا جائے کہ عورت کا بھی خیال رکھے اس کے لئے بھی کچھ وقت دے۔ اور اس کی مقدار شوہر کے تعلق ہے۔ (جوہرہ خانیہ و بہار) مسئلہ نئی اور پرانی کنواری اور ثیب تندرست اور بیمار حاملہ اور غیر حاملہ اور وہ نابالغہ جو قابل وطی ہو۔ حیض و نفاس والی اور جس سے ایلا یا ظہار کیا ہو۔ اور جس کو طلاق رجعی دی اور رجعت کا ارادہ ہے۔ اور احرام والی اور وہ مجنونہ جس سے ایذا کا خوف نہ ہو اور مسلمہ و کتابیہ سب برابر ہیں۔ سب کی باریاں ہوں گی۔ یونہیں مرد عنین ہو یا خصی۔ مریض ہو یا تندرست۔ بالغ ہو یا نابالغ قابل وطی ان سب کا ایک حکم ہے۔ (ہندیہ و بہار) مسئلہ ایک زوجہ کنیز ہے دوسری حرہ تو آزاد کے لئے دو دن اور دو راتیں ہیں اور کنیز کے لئے ایک دن ایک رات ہے اور جو کنیز اپنی ملک ہے اس کے لئے باری نہیں (ہندیہ و بہار) مسئلہ۔ باری میں رات کا اعتبار ہے لہٰذا ایک کی رات میں دوسری کے یہاں بلا ضرورت نہیں جاسکتا دن میں کسی حاجت کے لئے جاسکتا ہے اور دوسری بیمار ہو تو اس کے پوچھنے کو رات میں بھی جاسکتا ہے اور بیماری سخت ہے تو اس کے یہاں رہ بھی سکتا ہے یعنی جب اس کے یہاں کوئی ایسا نہ ہو جس سے اس کا جی بہلے اور تیمار داری کرے۔ ایک کی باری میں دوسری سے دن میں بھی جماع نہیں کرسکتا۔ (جوہرہ و بہار) مسئلہ یہ اختیار شوہر کو ہے کہ ایک ایک دن کی باری مقرر کرے یا تین تین دن کی بلکہ ایک ایک ہفتہ کی بھی مقرر کرسکتا ہے۔ (درمختار وغیرہ) مسئلہ سفر کو جانے میں باری نہیں بلکہ شوہر کو اختیار ہے جسے چاہے اپنے ساتھ لے جائے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ قرعہ ڈالے جس کے نام کا قرعہ

روز مرہ۔ ہر دن۔ تلف۔ برباد

قُرعَہ نکلے اسے لے جائے۔ اور سفر سے واپسی کے بعد اور عورتوں کو یہ حق نہیں کہ اس کا مطالبہ کریں کہ جتنے دن سفر میں رہا اتنے ہی دنوں اِن باقیوں کے پاس بھی رہے۔ بلکہ اب سے باری مقرر ہو گی۔ سفر سے مراد شرعی سفر ہے جس کا بیان نماز میں گذرا۔ عرف میں پردیس میں رہنے کو بھی سفر کہتے ہیں یہ مراد نہیں۔ (جوہرہ و بہار) مسئلہ عورت کو اختیار ہے کہ اپنی باری سَوت کو ہبہ کر دے۔ اور ہبہ کرنے کے بعد واپس لینا چاہے تو لے سکتی ہے۔ (ہدایہ و جوہرہ وغیرہ) مسئلہ وطی اور بوسہ ہر قسم کے تمتع سب عورتوں کے ساتھ یکساں کرنا مستحب ہے واجب نہیں۔ (فتح القدیر و بہار)

حقوق زوجین میاں بیوی میں نااتفاقی اور جھگڑے کی اصل وجہ ایک دوسرے کے حق کو ادا نہ کرنا ہے۔ قرآن مجید میں جس طرح یہ حکم آیا کہ اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ جس سے مردوں کی بڑائی ظاہر ہوتی ہے اسی طرح یہ بھی فرمایا کہ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ عورتوں کے ساتھ اچھی معاشرت کرو۔ لہٰذا اگر ہر ایک دوسرے کے سب حق پوری طور سے ادا کرے تو دین دنیا کی تمام خرابیوں اور آپس کے جھگڑے فساد سے بچ جائے اور زندگی آرام سے گذرے۔ یہاں ہم چند حدیثیں لکھتے ہیں تاکہ ہر ایک کے حقوق معلوم ہو جائیں۔ **مرد کا عورت پر حق** ۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا عورت پر سب آدمیوں سے زیادہ حق اس کے شوہر کا ہے اور مرد پر اس کی ماں کا (حاکم) اور فرمایا کہ اگر میں خدا کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ شوہر کو سجدہ کرے۔ خدا کی قسم عورت اپنے رب کا حق ادا نہ کرے گی جب تک شوہر کے کل حق ادا نہ کرے۔ (احمد و ابن ماجہ وغیرہ) اور فرمایا۔ شوہر نے عورت کو بلایا عورت نے انکار کر دیا اور شوہر نے غصہ میں رات گذاری تو صبح تک اس عورت پر فرشتے لعنت بھیجتے رہتے ہیں اور دوسری روایت میں ہے کہ جب تک شوہر اس سے راضی نہ ہو اللہ تعالیٰ اس عورت سے ناراض رہتا ہے (بخاری و مسلم) اور فرمایا کہ شوہر کا حق عورت پر یہ ہے کہ اپنے نفس کو اس سے نہ روکے اور سوا فرض کے کسی دن بلا اس کی اجازت کے روزہ نہ رکھے۔ اگر رکھ لیا تو گنہگار ہوئی۔ بلا شوہر کی اجازت کے عورت کا کوئی عمل قبول نہیں اگر عورت نے بلا اجازت کر لیا تو شوہر کو ثواب ہے عورت پر گناہ بغیر اجازت اس کے گھر سے نہ جائے اگر ایسا کیا تو جب تک توبہ نہ کرے اللہ و فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں عرض کی گئی کہ چاہے شوہر ظالم ہی ہو فرمایا چاہے ظالم ہی ہو۔ (ابو داؤد طیالسی و ابن عساکر) اور فرمایا کہ جو عورت اس حال میں مری کہ شوہر راضی تھا وہ جنّت میں داخل ہو گی۔ (ترمذی) مسئلہ ہر مباح چیز جس سے شوہر منع کرے عورت پر اس کا ماننا واجب ہے۔ (ہندیہ

حقوق۔ جمع حق کی۔ زوجین۔ میاں بیوی۔ معاشرت۔ سلوک برتاؤ۔ چلن

ردالمحتار) **مسئلہ** شوہر بناؤ سنگار کو کہتا ہے یہ نہیں کرتی یا وہ اپنے پاس بلاتا ہے اور یہ نہیں آتی اس صورت میں عورت کو مارنے کا بھی حق ہے اور اگر نماز نہیں پڑھتی تو طلاق دینی جائز ہے چاہے مہر دینے پر قادر نہ ہو (ہندیہ وبہار) **مسئلہ** عورت کو مسئلہ پوچھنے کی ضرورت ہو تو اگر شوہر عالم ہو تو اُس سے پوچھ لے اور عالم نہیں تو اس سے کہے وہ پوچھ آئے اور ان صورتوں میں عورت کو خود عالم کے یہاں جانے کی اجازت نہیں اور یہ صورتیں نہ ہوں تو جا سکتی ہے (ہندیہ وبہار) **مسئلہ** عورت کا باپ اپاہج ہے اور اس کا کوئی نگراں نہیں تو عورت اس کی خدمت کے لئے جا سکتی ہے چاہے شوہر منع کرتا ہو تب بھی جا سکتی ہے (ہندیہ وبہار) **عورت کا حق مرد پر**۔ مہر روٹی کپڑا اور دوسری ضروری باتوں کے علاوہ عورتوں سے اچھی طرح پیش آنا بھی مردوں کے ذمے ہے۔ ذرا ذرا سی بات پر مارنا گالی دینا یا غصہ کرنا بیجا سختی کرنا منع ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں اچھے وہ لوگ ہیں جو عورتوں سے اچھی طرح پیش آئیں اور فرمایا مسلمان مرد مومنہ عورت کو مبغوض نہ رکھے اگر اس کی ایک عادت بُری معلوم ہوتی ہے دوسری پسند ہوگی یعنی سب عادتیں خراب نہ ہوں گی جبکہ اچھی بُری ہر قسم کی باتیں ہوں گی تو مرد کو نہ چاہئے کہ خراب ہی عادت کو دیکھتا رہے بلکہ بُری عادت سے چشم پوشی کرے اور اچھی عادت کی طرف نظر کرے (مسلم ومرقات وغیرہ) اور فرمایا کوئی شخص اپنی عورت کو نہ مارے جیسے غلام کو مارتا ہے پھر دوسرے وقت اس سے مجامعت کرے گا۔

شادی کے رسوم

شادی میں طرح طرح کی رسمیں برتی جاتی ہیں۔ ہر ملک میں نئی رسم۔ ہر قوم اور خاندان کا الگ رواج۔ جو رسمیں ہمارے ملک میں ہوتی ہیں ان میں سے کچھ کا بیان کیا جاتا ہے۔ رسم کی بنیاد چلن اور رواج پر ہے۔ یہ کوئی نہیں سمجھتا کہ شرعاً واجب یا سنت یا مستحب ہے اس لئے جب تک کسی رسم کی ممانعت شریعت سے ثابت نہ ہو اس وقت تک اسے حرام و ناجائز نہیں کہہ سکتے کھینچ تان کر ممنوع قرار دینا زیادتی ہے۔ مگر یہ ضرور ہے کہ رسوم کی پابندی اسی حد تک کر سکتا ہے کہ کسی حرام فعل میں مبتلا نہ ہو کچھ لوگ رسموں کی اتنی پابندی کرتے ہیں کہ ناجائز فعل کرنا پڑے تو پڑے مگر رسم نہ چھوٹے جیسے لڑکی جوان ہے اور رسموں کے ادا کرنے کو روپیہ نہیں تو یہ نہ کریں گے کہ رسمیں چھوڑ دیں اور نکاح کر دیں کہ بوجھ اُترے اور بے آبروئی کا ڈر جاتا رہے۔ اب رسموں کو پورا کرنے کیلئے بھیک مانگتے طرح طرح کی فکر کرتے ہیں۔ اس خیال میں کہ کہیں سے مل جائے تو شادی کریں برسیں گذار دیتے ہیں اور بہت سی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ بعض آدمی قرض لے کر رسوم ادا کرتے ہیں اور

سے آیت اور حدیث سے یہ ظاہر ہے کہ عورت کو مارنا نہ چاہئے مگر اس صورت میں کہ باوجود سمجھانے بجھانے پند نصیحت کے کہا نہ مانے اور نافرمانی کرے تو بطور تنبیہ کے کچھ مار سکتا ہے لیکن اس میں بھی سخت مار نہ مارے اور مُنھ پر ہرگز نہ مارے۔

یہ خیال نہیں کرتے کہ جس طرح سود لینا حرام ہے اسی طرح سود دینا بھی حرام ہے۔ حدیث میں دونوں پر لعنت آئی۔ اللہ و رسول کی لعنت کے سزاوار ہوتے ہیں مگر رسم چھوڑنا گوارا نہیں کرتے۔ پھر اگر کچھ جگہ زمین ہے تو وہ بھی سودی قرضہ میں غائب ہوگئی اور کھانے بیٹھنے کا بھی ٹھکانا نہ رہا ایسے ہی فضول خرچیوں کی وجہ سے مسلمانوں کی جائدادیں تباہ ہوگئیں اس لئے دین دنیا کا آرام اسی میں ہے کہ آدمی فضول خرچی سے بچے۔ اکثر جاہلوں میں رواج ہے کہ محلہ یا رشتہ کی عورتیں جمع ہوتی ہیں گاتی بجاتی ہیں۔ یہ حرام ہے کہ اولاً ڈھول بجانا ہی حرام پھر عورتوں کا گانا اس سے بڑھ کر۔ عورتوں کی آواز نامحرموں کو پہنچنا اور وہ بھی گانے کی وہ بھی عشق و محبت کے گیت۔ جو عورتیں اپنے گھروں میں چلّا کر بات کرنا اچھا نہیں سمجھتیں گھر سے باہر آواز جانے کو برا جانتی ہیں ایسے موقع پر وہ بھی شریک ہو جاتی ہیں گویا ان کے نزدیک گانا کوئی عیب ہی نہیں کتنے ہی دور آواز جائے کوئی حرج نہیں۔ پھر ایسے گانے میں جوان کنواری لڑکیاں بھی ہوتی ہیں ان کا ایسے گیت گانا یا سننا ضرور ان کے دل میں برے خیالات پیدا کرے گا دبے جوش کو ابھارے گا اور اخلاق و شرافت پر اس کا برا اثر پڑے گا۔ یہ باتیں ایسی نہیں جن کے سمجھانے کی ضرورت ہو آج مردوں اور عورتوں کے بد[illegible] ہونے کی سب سے بڑی وجہ عشقیہ مضامین کا پڑھنا ہے (جیسے ناول اور افسانے) یا عشق و محبت [illegible] شہ کھیل دیکھنا ہے۔ جیسے تھیٹر سینما) اسی سلسلہ میں رتجگا بھی ہے کہ رات بھر گاتی ہیں اور گا[illegible] جاگتے ہیں صبح کو مسجد میں طاق بھرنے جاتی ہیں یہ بہت سی خرافات پر مشتمل ہے۔ نیاز گھر میں بھی ہو سکتی۔ [illegible] گلگلے کے سوا ہر کھانے پر ہو سکتی ہے اور اگر مسجد ہی میں ہو تو مرد لے جا سکتے ہیں عورتوں کی کیا ضرورت پھر اگر اس رسم کے ادا کے لئے عورت ہی ہونا ضرور ہو تو اس جھگھٹے کی کیا حاجت۔ پھر جوانوں اور کنواریوں کی اس میں شرکت اور نامحرم کے سامنے جانے کی جرأت کس قدر حماقت ہے۔ پھر بعض جگہ یہ بھی دیکھا گیا کہ اس رسم کے ادا کرنے کے لئے چلتی ہیں تو وہی گانا بجانا ساتھ ہوتا ہے اسی شان سے مسجد تک پہنچتی ہیں ہاتھ میں ایک چومکھ ہوتا ہے یہ سب ناجائز۔ جب صبح ہوگئی چراغ کی کیا ضرورت اور چراغ کی حاجت ہے تو مٹی کا کافی ہے آٹے کا چراغ بنانا اور تیل کی جگہ گھی جلانا فضول خرچی ہے۔ دولھا دولھن کو بٹنا لگانا مانجھے بٹھانا جائز ہے ان میں کوئی حرج نہیں دولھا کو مہندی لگانا ناجائز ہے کنگنا باندھنا بھی منع ہے۔ ڈال بری کی رسم کہ کپڑے وغیرہ بھیجے جاتے ہیں جائز۔ دولھا کو ریشمی کپڑا پہننا حرام یوہیں مغرق جوتے بھی ناجائز۔ اور خالص پھولوں کا سہرا جائز۔ بلاوجہ ممنوع نہیں کہا جا سکتا۔ ناچ باجے آتشبازی حرام ہے۔ کون ان کی حرمت سے واقف نہیں۔ مگر بعض لوگ اتنے منہمک ہوتے ہیں کہ یہ نہ ہوں تو گویا شادی ہی نہ ہوئی بعض تو اتنے بے باک ہوتے ہیں کہ یہ محرمات نہ ہوں تو اسے غمی اور جنازہ سے تعبیر کرتے ہیں یہ خیال نہیں کرتے

کہ ایک تو گناہ اور شریعت کی مخالفت ہے دوسرے مال برباد کرنا ہے تیسرے تمام تماشائیوں کے گناہ کا بھی سبب ہے اور سب کے مجموعہ کے برابر اس پر گناہ کا بوجھ، اور بعض جگہ ناچ کا رواج ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ کھلی ہوئی بیحیائی ہے۔ چھوٹے بڑے حتیٰ کہ باپ بیٹے تک ایک مجلس میں یہ بیحیائی کا کام دیکھنے اور اپنی بیحیائی کا ثبوت دیتے ہیں۔ علاوہ حرام و گناہ ہونے کے فضول خرچی بھی ہے یہی پیسہ بچے تو دوسرے جائز طریقہ سے خوشی کا اظہار ہو سکتا ہے جیسے کھانے کپڑے میں فراغت و وسعت۔ اس کی کیا ضرورت ہے کہ حد شرع سے گذر کر ہی خوشی منائی جائے اور بھی جائز طریقے ہیں۔ ولیمہ سنت ہے سنت ادا کرنے کی نیت سے ولیمہ کرو۔ خویش و اقارب اور دوسرے مسلمانوں کو کھانا کھلاؤ۔ غرض مسلمان کو لازم ہے کہ اپنے ہر کام کو شریعت کے موافق کرے اللہ و رسول کی مخالفت سے بچے۔ وھوالموفق۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ قد تم کتاب النکاح و یتلوہٗ کتاب الطلاق انشاء اللہ تعالیٰ

طلاق کا بیان

نکاح سے عورت شوہر کی پابند ہو جاتی ہے اس پابندی کے اٹھا دینے کو طلاق کہتے ہیں۔ طلاق کے لئے کچھ الفاظ مقرر ہیں جن کا بیان آگے آئے گا۔ طلاق کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ اسی وقت نکاح سے باہر ہو جائے اس کو بائن کہتے ہیں دوسری یہ کہ عدت گذرنے پر باہر ہو گی اسے رجعی کہتے ہیں۔ مسئلہ طلاق دینا جائز ہے مگر بے وجہ شرعی منع ہے اور وجہ شرعی ہو تو مباح ہے بلکہ بعض صورتوں میں مستحب ہے (جیسے عورت اس کو یا اوروں کو ایذا دیتی ہے یا نماز نہیں پڑھتی)۔ اور بعض صورتوں میں طلاق دینا واجب ہے۔ (جیسے شوہر نامرد یا ہجڑا ہے یا اس پر کسی نے جادو یا عمل کر دیا ہے کہ جماع پر قادر نہیں اور اسکے ازالہ کی بھی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ کہ ان صورتوں میں طلاق نہ دینا سخت تکلیف پہنچانا ہے) (درمختار و بہار وغیرہ) مسئلہ طلاق کی تین قسمیں ہیں حَسَنْ اَحْسَنْ بِدْعِیْ۔ طلاق اَحْسَنْ دینے کی صورت یہ ہے کہ جس طہر میں وطی نہ کی ہو اس میں ایک طلاق رجعی دے اور چھوڑے رہے یہاں تک کہ عدت گذر جائے۔ یہ احسن ہے اور طلاق حسن یہ ہے کہ غیر موطوءہ کو طلاق دی یا موطوءہ کو تین طہر میں تین طلاقیں دیں بشرطیکہ نہ ان طہروں میں وطی کی ہو نہ حیض میں۔ یا تین مہینے میں تین طلاقیں اس عورت کو دیں جسے حیض

ولیمہ۔ شب زفاف کی صبح کو جو دعوت اس خوشی میں کی جائے وہ ولیمہ ہے۔ ترمذی کی حدیث میں ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (شادیوں میں) پہلے دن کا کھانا حق ہے یعنی ثابت ہے اسے کرنا ہی چاہئے اور دوسرے دن کا کھانا سنت ہے اور تیسرے دن کھانا سُمعہ ہے (یعنی سُنانے اور شہرت کے لئے ہے) جو سنانے کے لئے کوئی کام کریگا اللہ تعالیٰ اس کو سُنائے گا یعنی اس کو سزا دے گا

نہیں آتا (جیسے نابالغہ یا حمل والی یا سن ایاس والی) یہ سب صورتیں طلاق حسن کی ہیں۔ بدعی یہ ہے کہ ایک طہر میں دو یا تین طلاق دے دے (چاہے تین دفعہ میں یا دو دفعہ میں یا ایک ہی دفعہ میں چاہے تین بار لفظ کہے۔ یا یوں کہدیا کہ تجھے تین طلاقیں) یا ایک طہر میں ایک ہی طلاق دی مگر اس طہر میں وطی کر چکا ہے یا موطوءہ کو حیض میں طلاق دی یا طہر ہی میں طلاق دی مگر اس سے پہلے جو حیض آیا تھا اس میں وطی کی تھی یا اس حیض میں طلاق دی تھی یا یہ سب باتیں نہیں مگر طہر میں طلاق بائن دی تو یہ تمام صورتیں طلاق بدعی کی ہیں۔ (درمختار و بہار وغیرہ) مسئلہ اگر حیض میں طلاق دی تو رجعت واجب ہے اس لئے کہ اس حالت میں طلاق دینا گناہ تھا اگر طلاق دینا ہی ہے تو اس حیض کے بعد طہر گذر جائے پھر حیض آکر پاک ہو تو اب دے سکتا ہے یہ اس وقت ہے کہ جماع سے رجعت کی ہو اور اگر قول یا بوسہ لینے یا چھونے سے رجعت کی ہو تو اس حیض کے بعد جو طہر ہے اس میں بھی طلاق دے سکتا ہے۔ (جوہرہ و بہار وغیرہ) مسئلہ ایسی موطوءہ جسے حیض آتا ہے اُس سے کہا تجھے سنت کے موافق دو یا تین طلاقیں تو اس سے ہر طہر میں ایک طلاق واقع ہوگی پہلی اس طہر میں پڑے گی جس میں وطی نہ کی ہو۔ مسئلہ ایسی موطوءہ جسے حیض آتا ہے اس سے ایسے طہر کی حالت میں جس میں وطی نہیں کی ہے یہ کہا تجھے سنت کے موافق دو یا تین طلاقیں تو ایک طلاق فوراً واقع ہوگی۔ مسئلہ۔ ایسی موطوءہ جسے حیض آتا ہے اس سے حالت حیض میں کہا تجھے سنت کے موافق دو یا تین طلاقیں تو اب حیض کے بعد پاک ہونے پر پہلی طلاق واقع ہوگی مسئلہ ایسی موطوءہ جسے حیض آتا ہے اُسے ایسی طہر میں جس میں وطی کر چکا ہے یہ کہا تجھے سنت کے موافق دو یا تین طلاقیں تو اب حیض کے بعد پاک ہونے پر پہلی طلاق ہوگی۔ مسئلہ غیر موطوءہ سے کہا تجھے سنت کے موافق دو یا تین طلاقیں تو ایک طلاق فوراً واقع ہوگی (چاہے اس وقت حیض ہی ہو) باقی اس وقت واقع ہوگی کہ اس سے نکاح کرے (کیونکہ پہلے ہی طلاق سے بائن ہوگئی نکاح سے نکل گئی دوسری طلاق کے لئے محل نہ رہی) مسئلہ موطوءہ جسے حیض نہیں آتا اس سے کہا تجھے سنت کے موافق دو یا تین طلاقیں تو ایک فوراً واقع ہوگی۔ دوسرے مہینے میں دوسری اور تیسرے مہینے میں تیسری واقع ہوگی۔ مسئلہ اگر عورت سے کہا کہ تجھے سنت کے موافق دو یا تین طلاقیں اور اس کلام سے یہ نیت کی کہ تینوں ابھی پڑ جائیں یا ہر مہینے کے شروع میں ایک واقع ہو تو یہ نیت بھی صحیح ہے۔ مگر غیر موطوءہ میں یہ نیت کہ ہر مہینے کے شروع میں ایک واقع ہو بیکار ہے کہ وہ پہلی ہی سے بائن ہو جائیگی اور محل نہ رہے گی۔ (درمختار و بہار وغیرہ) مسئلہ طلاق کے لئے شرط یہ ہے کہ شوہر عاقل بالغ ہو نابالغ

؎ یہ نابالغہ اگر نو برس یا زیادہ عمر کی ہے مگر ابھی حیض نہیں آیا ہے تو افضل یہ ہے کہ وطی اور طلاق میں ایک مہینے کا فاصلہ ہو۔

یا مجنون نہ خود طلاق دے سکتا ہے نہ اس کی طرف سے اُس کا ولی۔ (درمختار ہدایہ ہندیہ وبہار) مسئلہ نشہ والے نے طلاق دی تو واقع ہو جائے گی کہ یہ عاقل کے حکم میں ہے۔ اور نشہ چاہے شراب پینے سے ہو یا بھنگ وغیرہ کسی اور چیز سے۔ افیون کی پینک میں طلاق دے دی جب بھی واقع ہو جائے گی۔ طلاق میں عورت کی طرف سے کوئی شرط نہیں نابالغہ ہو یا مجنونہ بہر حال طلاق واقع ہوگی۔ (درمختار ہندیہ وبہار) مسئلہ کسی نے مجبور کر کے نشہ پلا دیا یا حالت اضطرار میں پیا (جیسے پیاس سے مر رہا تھا اور پانی نہ تھا تب پیا تھا) اور نشہ میں طلاق دے دی تو صحیح یہ ہے کہ واقع نہ ہوگی (ردالمحتار وبہار) مسئلہ طلاق کے لئے یہ شرط نہیں کہ خوشی سے طلاق دی جائے بلکہ اکراہ شرعی کی صورت میں بھی طلاق واقع ہو جائیگی (ہدایہ جوہرہ وہندیہ وغیرہ) مسئلہ الفاظِ طلاق بطور ہزل کہے یعنی ان سے دوسرے معنی کا ارادہ کیا جو نہیں بن سکتے جب بھی طلاق ہو گئی (درمختار ردالمحتار وبہار) مسئلہ خفیف العقل کی بھی طلاق واقع ہے اور بوہرا مجنون کے حکم میں ہے۔ (درمختار۔ ردالمحتار وبہار) مسئلہ گونگے نے اشارے سے طلاق دی تو ہو گئی جبکہ لکھنا نہ جانتا ہو اور اگر لکھنا جانتا ہے تو اشارے سے نہ ہوگی بلکہ لکھنے سے ہوگی..... (فتح القدیر وبہار) مسئلہ کوئی اور لفظ کہنا چاہتا ہے زبان سے لفظ طلاق نکل گیا یا لفظ طلاق بولا مگر اس کے معنی نہیں جانتا یا سہواً یا غفلت میں کہا یا ہنسی دل لگی کے طور پر کہا۔ یا ڈرانے دھمکانے کے لئے کہا ان سب صورتوں میں طلاق واقع ہو گئی (درمختار وبہار وغیرہ) مسئلہ مریض جس کا مرض اس حد کو نہ پہنچا ہو کہ عقل جاتی رہے اُس کی طلاق واقع ہے۔ (درمختار وبہار) مسئلہ سرسام و برسام یا کسی اور بیماری میں جس سے عقل جاتی رہی یا غشی کی حالت میں یا سونے میں طلاق دیدی تو واقع نہ ہوگی (درمختار۔ ردالمحتار وبہار) مسئلہ اگر غصہ اس حد کا ہو کہ عقل جاتی رہے تو طلاق واقع نہ ہوگی (درمختار و ردالمحتار) آجکل اکثر لوگ طلاق دے بیٹھتے ہیں بعد کو افسوس کرتے ہیں اور طرح طرح کے حیلہ سے یہ فتویٰ لیا چاہتے ہیں کہ طلاق واقع نہ ہو ایک عذر اکثر یہ بھی ہوتا ہے کہ غصہ میں طلاق دی تھی مفتی کو چاہئے کہ یہ امر ملحوظ رکھے کہ مطلقاً غصہ کا اعتبار نہیں معمولی غصہ میں طلاق ہو جاتی ہے۔ اور وہ صورت کہ عقل غصہ سے جاتی رہی بہت نادر ہے۔ لہٰذا جب تک اِس کا ثبوت نہ ہو محض سائل کے کہدینے پر اعتماد نہ کرے (بہار شریعت) مسئلہ نابالغ کی عورت مسلمان ہو گئی اور شوہر پر قاضی نے اسلام پیش کیا اگر وہ سمجھوال ہے اور اسلام سے انکار کرے تو طلاق ہو گئی۔ (ردالمحتار وبہار) مسئلہ زبان سے الفاظ طلاق نہ کہا مگر کسی

اِکراہ۔ زبردستی کرنا۔ مجبور کرنا۔ ع۵۔ مجبوری سے مراد شرعی مجبوری ہے دوست احباب کے اصرار اور معمولی مار اور دھمکی شرعی مجبوری نہیں بلکہ قتل یا قطع عضو یا ضرب شدید کے صحیح اندیشہ سے شرعی مجبوری ہوتی ہے ۱۲ منہ
خفیف العقل۔ کم سمجھ۔

ایسی چیز پر لکھا کہ حروف ممتاز نہ ہوتے ہوں (جیسے پانی یا ہوا پر) تو طلاق نہ ہوگی اور اگر ایسی چیز پر لکھا کہ حروف ممتاز ہوتے ہوں (جیسے کاغذ یا تختہ وغیرہ پر) اور طلاق کی نیت سے لکھا تو ہوجائیگی اور اگر لکھ کر بھیجا یعنی اس طرح لکھا جس طرح خط لکھا جاتا ہے (کہ معمولی القاب و آداب کے بعد اپنا مطلب لکھا جاتا ہے) جب بھی ہوگئی بلکہ اگر نہ بھی بھیجے جب بھی اس صورت میں ہو جائے گی۔ اور یہ طلاق لکھتے وقت پڑے گی۔ اور اسی وقت سے عدت شمار ہوگی۔ اور اگر یوں لکھا کہ میرا یہ خط جب تجھے پہنچے تجھے طلاق ہے تو عورت کو جب تحریر پہنچے گی اس وقت طلاق ہوگی۔ عورت چاہے پڑھے یا نہ پڑھے اور فرض کیجئے کہ عورت کو تحریر پہنچی ہی نہیں مثلاً اسے نہ بھیجی یا راستہ میں گم ہوگئی تو طلاق نہ ہوگی۔ اور اگر یہ تحریر عورت کے باپ کو ملی اُس نے چاک کردی لڑکی کو نہ دی تو اگر لڑکی کے تمام کاموں میں یہ تصرف کرتا ہے اور وہ تحریر اس شہر میں اس کو ملی جہاں لڑکی رہتی ہے تو طلاق ہوگئی ورنہ نہیں مگر جبکہ تحریر آنے کی لڑکی کو خبر دی اور وہ پھٹی ہوئی تحریر بھی اُسے دی اور وہ پڑھنے میں آتی ہے تو واقع ہوجائے گی (قاضی خاں درمختار ہندیہ وبہار) **مسئلہ** کسی پرچہ پر طلاق لکھی اور کہتا ہے کہ میں نے مشق کے طور پر لکھی ہے تو قضاءً اس کا قول معتبر نہیں۔ (ردالمحتار وبہار) **مسئلہ** دو پرچوں پر یہ لکھا کہ جب میری یہ تحریر پہنچے تجھے طلاق ہے اور عورت کو دونوں پرچے پہنچے تو قاضی دو طلاق کا حکم دے گا۔ (ردالمحتار) **مسئلہ** دوسرے سے طلاق لکھوا کر بھیجی تو طلاق ہوجائے گی۔ لکھنے والے سے کہا میری عورت کو طلاق لکھ دے۔ تو یہ اقراری طلاق ہے۔ یعنی طلاق ہوجائے گی۔ چاہے وہ نہ لکھے۔ (ردالمحتار وبہار) **مسئلہ** تحریر سے طلاق کے ثبوت میں یہ ضرور ہے کہ شوہر اقرار کرے کہ میں نے لکھی یا لکھوائی یا عورت اس پر گواہ پیش کرے۔ محض اس کے خط سے مشابہ ہونا یا اس کے سے دستخط ہونا یا اس کی سی مہر ہونا کافی نہیں۔ ہاں اگر عورت کو اطمینان اور غالب گمان ہے کہ یہ تحریر اسی کی ہے تو اس پر عمل کرنے کی عورت کو اجازت ہے۔ مگر جب شوہر انکار کرے تو بغیر شہادت چارہ نہیں۔ (خانیہ وغیرہ) **مسئلہ** کسی نے شوہر کو طلاقنامہ لکھنے پر مجبور کیا اُس نے لکھدیا مگر نہ دل میں ارادہ ہے نہ زبان سے طلاق کا لفظ کہا تو طلاق نہ ہوگی۔ مجبوری سے مراد شرعی مجبوری ہے۔ محض کسی کے اصرار کرنے پر لکھدینا یا بڑا ہے اسکی بات کیسے ٹالی جائے۔ یہ مجبوری نہیں۔ (ردالمحتار وبہار) **مسئلہ** طلاق دو قسم ہے صریح و کنایہ۔ صریح وہ ہے جس سے طلاق مراد ہونا ظاہر ہو اکثر طلاق میں اس کا استعمال ہو اگرچہ وہ کسی زبان کا لفظ ہو۔ (جوہرہ وبہار وغیرہ) **مسئلہ** لفظ صریح جیسے میں نے تجھے طلاق دی تجھے طلاق ہے۔ تو مطلّقہ ہے۔ تو طالق ہے۔ میں تجھے طلاق دیتا ہوں۔ اے مطلّقہ۔ ان سب لفظوں کا حکم یہ ہے کہ ایک طلاق رجعی واقع ہوگی۔ چاہے کچھ نیت نہ کی ہو یا بائن کی نیت کی ہو یا ایک سے زیادہ کی نیت کی ہو

یا کہے میں نہیں جانتا تھا کہ طلاق کیا چیز ہے۔ اِن سب صورتوں میں ایک رجعی واقع ہوگی مگر اس صورت میں کہ وہ طلاق کو نہ جانتا تھا تو دیانۃً واقع نہ ہوگی۔ (درمختار وبہار وغیرہ) مسئلہ طلاغ[7] تلاغ[8] طلاک[9] تلاک[10] تلاکھ[11] تلاکھ[12] تلاخ[13] تلاخ[14] تلاق[15] طلاق[16] بلکہ توتلے کی زبان سے تلات[17] یہ سب صریح کے الفاظ ہیں۔ اِن سب سے ایک طلاق رجعی ہوگی چاہے طلاق کی نیت ہو یا نہ ہو۔ ط ل اق[18] طا لام الف[19] قاف کہا اور نیت طلاق کی ہے تو ایک رجعی ہوگی۔ (درمختار وبہار) مسئلہ اُردو میں یہ لفظ کہے کہ میں نے تجھے چھوڑا یہ صریح ہے اس سے ایک رجعی ہوگی کچھ نیت ہو یا نہ ہو۔ یوہیں یہ لفظ کہ میں نے فارغ خطی[21] فارخطی[22] فارکھتی[23] دی صریح ہے۔ (بہارشریعت) مسئلہ لفظ طلاق غلط طور پر ادا کرنے میں عالم وجاہل برابر ہیں۔ بہرحال طلاق ہوجائے گی۔ چاہے کہے کہ میں نے دھمکانے کے لئے غلط طور پر ادا کیا تھا طلاق مقصود نہ تھی نہیں تو صحیح طور پر بولتا۔ ہاں اگر لوگوں سے پہلے کہدیا تھا کہ میں دھمکانے کے لئے غلط طور پر بولوں گا طلاق مقصود نہ ہوگی تو اب اس کا کہا مان لیا جائے گا۔ (درمختار وبہار) مسئلہ کسی نے پوچھا تو نے اپنی عورت کو طلاق دے دی اس نے کہا ہاں "یا کیوں نہیں" تو طلاق ہوگئی۔ اگرچہ طلاق دینے کی نیت سے نہ کہا ہو۔ مگر جب کہ ایسی سخت آواز اور ایسے لہجہ سے کہا جس سے انکار سمجھا جاتا ہو تو نہیں (درمختار خانیہ وبہار) مسئلہ کسی نے زید سے کہا تیری عورت پر طلاق نہیں اس پر زید نے کہا کیوں نہیں یا کہا کیوں تو طلاق ہوگئی اور اگر کہا نہیں یا ہاں تو نہ ہوئی۔ (فتاویٰ رضویہ) مسئلہ عورت کو طلاق نہیں دی ہے مگر اوروں سے کہتا ہے میں طلاق دے آیا تو قضاءً طلاق ہوجائے گی لیکن دیانۃً نہ ہوگی (فتاویٰ خیریہ وبہار) مسئلہ طلاق ایک دی ہے اور لوگوں سے کہتا ہے تین دی ہیں تو دیانۃً ایک ہوگی قضاءً تین۔ چاہے کہے کہ میں نے جھوٹ کہا تھا۔ (خیریہ وبہار) مسئلہ عورت سے کہا اے مُطلّقہ۔ اے طلاق دی گئی۔ اے طالق اے طلاق شدہ۔ اے طلاق یافتہ۔ اے طلاق کردہ۔ اِن سب صورتوں میں طلاق ہوگئی۔ چاہے کہے میرا مقصد گالی دینا تھا طلاق دینا نہ تھا۔ اور اگر یہ کہے کہ میرا مقصود یہ تھا کہ وہ پہلے شوہر کی مُطلّقہ ہے۔ اور حقیقت میں وہ ایسی ہی ہے یعنی شوہر اوّل کی مُطلّقہ ہے تو دیانۃً اس کا قول مان لیا جائے گا۔ اور اگر وہ عورت پہلے کسی کی منکوحہ تھی ہی نہیں یا تھی مگر اس نے طلاق نہ دی تھی بلکہ مر گیا ہو تو یہ تاویل نہیں مانی جائے گی۔ یوہیں "اگر تیرے شوہر نے تجھے طلاق دی" تو بھی وہی حکم ہے۔ (ردالمحتار ہندیہ وبہار) مسئلہ عورت سے کہا تجھے طلاق دیتا ہوں یا کہا تو مطلقہ ہوجا۔ تو طلاق ہوگئی۔ (شامی وبہار) مگر یہ لفظ کہ طلاق دیتا ہوں یا چھوڑتا ہوں اس کے یہ معنی لیے کہ طلاق دینا چاہتا ہوں یا چھوڑنا چاہتا ہوں تو دیانۃً نہ ہوگی۔ قضاءً ہوجائے گی اور اگر یہ لفظ کہا کہ چھوڑے دیتا ہوں تو طلاق نہ ہوئی کہ یہ لفظ قصد وارادہ کے لئے ہے۔ (بہارشریعت) مسئلہ تجھ پر طلاق

تجھے طلاق۔ طلاق ہو جا۔ تو طلاق ہے۔ تو طلاق ہو گئی۔ طلاق لے۔ باہر جاتی تھی کہا طلاق لے جا۔ اپنی طلاق اوڑھ اور روانہ ہو۔ میں نے تیری طلاق تیرے آنچل میں باندھ دی۔ جا تجھ پر طلاق۔ اِن سب لفظوں سے ایک طلاق رجعی ہو گی۔ اور اگر فقط جا طلاق کی نیت سے کہتا تو بائن ہوتی (خانیہ ہندیہ وغیرہ) **مسئلہ** کسی نے اپنی عورت کی نسبت کہا۔ اسے اس کی طلاق کی خبر دے۔ یا طلاق کی خوشخبری سُنا دے۔ یا اس کی طلاق کی خبر اس کے پاس لے جا یا اُسے لکھ بھیج یا اس سے کہہ کہ وہ مطلقہ ہے۔ یا اس کے لئے اس کی طلاق کی سند یا یادداشت لکھ دے۔ اِن سب صورتوں میں طلاق ابھی پڑ گئی چاہے نہ اُس نے اُس سے کہا نہ لکھا۔ اور اگر یوں کہا کہ اس سے کہہ کہ تو مطلقہ ہے۔ یا یوں کہا کہ اسے طلاق دے آ۔ تو جب یہ جا کر کہے گا تب طلاق ہو گی ورنہ نہیں۔ (خانیہ و بہار) **مسئلہ** عورت سے کہا تو فلانی سے زیادہ مطلقہ ہے۔ طلاق پڑ گئی چاہے وہ فلانی مطلقہ نہ بھی ہو (فتاویٰ رضویہ) **مسئلہ** عورت سے کہا میں نے تیری طلاق چاہی یا کہا تیرے لئے طلاق ہے یا کہا اللہ نے تیری طلاق چاہی یا کہا اللہ نے تیری طلاق مقدر کر دی۔ ان سب صورتوں میں اگر نیت طلاق کی ہو تو رجعی واقع ہو گی۔ (درمختار ردالمحتار بحر و بہار) **مسئلہ** عورت سے کہا میں نے تجھے چھوڑا اور کہتا ہے میرا مطلب یہ تھا کہ بندھی ہوئی تھی اس کی بندش کھول دی یا مقید تھی اب چھوڑ دی تو یہ تاویل سُنی نہ جائے گی ہاں اگر تصریح کر دی کہ تجھے قید یا بندش سے چھوڑا تو قول مان لیا جائے گا (درمختار و بہار) **مسئلہ** اپنی عورت سے کہا تو مجھ پر حرام ہے تو اس سے ایک بائن طلاق واقع ہو گی چاہے نیت نہ کی ہو)۔ (درمختار و بہار) **مسئلہ** عورت سے کہا۔ میں تجھ پر حرام ہوں اور طلاق کی نیت کی تو طلاق واقع ہو گئی۔ اور اگر صرف یہ کہا تھا کہ میں حرام ہوں تو نہ ہو گی۔ (درمختار و بہار) **مسئلہ** عورت سے کہا تیری طلاق مجھ پر واجب ہے تو اِس سے طلاق ہو جائے گی۔ (ردالمحتار و بہار) **مسئلہ** اگر کہا تجھے خدا طلاق دے تو اِس سے طلاق نہ ہو گی اور اگر یوں کہا کہ تجھے خدا نے طلاق دی تو اس سے طلاق ہو گئی۔ (ردالمحتار و بہار) **مسئلہ** طلاق میں اضافت نسبت ضرور ہونی چاہئے بغیر اضافت طلاق واقع نہ ہو گی۔ چاہے حاضر کے صیغہ سے بیان کرے جیسے کہے تجھے طلاق ہے یا اشارہ کے ساتھ بیان کرے جیسے کہے کہ اسے یا اُسے یا نام لے کر کہے کہ فلانی کو طلاق ہے غرض جس کو طلاق دینا ہے اس کی طرف طلاق کی نسبت ضروری۔ (درمختار و بہار وغیرہ) **مسئلہ** اگر کہا تجھے کہ میں طلاق ہے یا گھر میں یا سایہ میں یا دھوپ میں تو ایسا کہنے سے فوراً طلاق پڑ جائے گی یہ نہیں کہ مکہ کو جائے تب پڑے۔ ہاں اگر یہ کہے کہ میرا مطلب یہ تھا کہ جب مکہ کو جائے تب طلاق ہے تو دیانۃً یہ بات معتبر ہے لیکن قضاءً نہیں۔ (درمختار و بہار) **مسئلہ** اگر کہا تجھے قیامت کے دن طلاق ہے۔ تو کچھ نہیں کہ یہ

عورت کا دودھ پینے سے ثابت ہوتا ہے مرد یا جانور کا دودھ پینے سے ثابت نہیں۔ اور دودھ پینے سے مراد یہی طریقہ نہیں بلکہ اگر حلق یا ناک میں دودھ ٹپکایا گیا جب بھی یہی حکم ہے اور تھوڑا پیا یا زیادہ ہر حال میں حرمت ثابت ہوجائے گی جبکہ اندر پہنچ جانا معلوم ہو۔ اور اگر چھاتی منھ میں لی مگر یہ نہیں معلوم کہ دودھ پیا تو حرمت ثابت نہیں۔ (ہدایہ و جوہرہ و بہار وغیرہ) **مسئلہ** عورت کا دودھ اگر حقنہ سے اندر پہنچایا گیا یا کان میں ٹپکایا گیا یا پیشاب کے مقام سے پہنچایا گیا یا پیٹ یا دماغ میں زخم تھا اس میں ڈالا گیا کہ اندر پہنچ گیا تو ان صورتوں میں رضاع ثابت نہیں۔ (جوہرہ و بہار) **مسئلہ** عورتوں کو چاہئے کہ بلاضرورت ہر بچہ کو دودھ نہ پلا دیا کریں۔ اور پلائیں تو خود بھی یاد رکھیں اور لوگوں سے یہ بات کہہ بھی دیں۔ عورت کو بلا اپنے مرد سے پوچھے کسی بچہ کو دودھ نہ پلانا چاہئے مکروہ ہے۔ البتہ اگر اس بچہ کے ہلاک ہونے کا ڈر ہو تو مکروہ نہیں۔ مگر میعاد کے اندر رضاعت ہر صورت میں ثابت ہوگی (ردالمحتار و بہار) **مسئلہ** بچہ نے جس عورت کا دودھ پیا وہ عورت اس بچہ کی ماں ہوجائے گی اور اس کا شوہر (جس کا یہ دودھ ہے یعنی اس کی وطی سے بچہ پیدا ہوا جس سے عورت کو دودھ اترا) اس دودھ پینے والے بچہ کا باپ ہوجائے گا۔ اور اس عورت کی تمام اولادیں اس بچہ کے بھائی بہن ہوجائیں گے چاہے یہ سب اسی شوہر سے ہوں یا دوسرے شوہر سے اس بچہ کے دودھ پینے سے پہلے کی اولادیں ہیں یا بعد کی یا ساتھ کی ہر حال میں بھائی بہن ہوجائیں گے اور عورت کے بھائی اس بچہ کے ماموں ہوجائیں گے اور بہن خالہ ہوجائے گی یوں ہی اس شوہر کی اولادیں چاہے اسی عورت سے ہوں یا دوسری سے سب اس بچہ کے بھائی بہن ہوجائیں گے اور اس شوہر کے بھائی اس بچہ کے چچا ہوجائیں گے اور اس شوہر کی بہنیں اس بچہ کی پھوپھیاں ہوجائیں گی یوں ہی اس مرد کے باپ ماں اس بچہ کے دادا دادی اور عورت کے باپ ماں نانا نانی ہوجائیں گے (ہندیہ و بہار) **مسئلہ** جو نسب میں حرام ہے رضاع میں بھی حرام ہے مگر بھائی یا بہن کی ماں کہ یہ نسب میں حرام ہے کہ وہ یا اس کی ماں ہوگی یا باپ کی موطوءہ اور دونوں حرام اور رضاع میں کوئی حرمت کی وجہ نہیں لہٰذا حرام نہیں۔ اور اس کی تین صورتیں ہیں۔ رضاعی بھائی کی رضاعی ماں یا رضاعی بھائی کی حقیقی ماں یا حقیقی بھائی کی رضاعی ماں۔ یوہیں بیٹے یا بیٹی کی بہن یا دادی۔ کہ نسب میں پہلی صورت میں بیٹی ہوگی یا ربیبہ ہوگی اور دوسری صورت میں ماں ہوگی یا باپ کی موطوءہ ہوگی یوہیں چچا یا پھوپھی کی ماں یا ماموں یا خالہ کی ماں کہ نسب میں دادی نانی ہوگی اور رضاع میں حرام نہیں اور ان میں بھی وہی تین صورتیں ہیں (درمختار ہندیہ بہار) **مسئلہ** حقیقی بھائی کی رضاعی بہن یا رضاعی بھائی کی حقیقی بہن یا رضاعی بھائی کی رضاعی بہن سے نکاح جائز ہے اور بھائی کی بہن سے نسب میں بھی ایک صورت جواز کی ہے یعنی سوتیلے بھائی کی بہن جو دوسرے باپ سے

ہو۔ (درمختار) **مسئلہ** ایک عورت کا دو بچوں نے دودھ پیا اور ان میں ایک لڑکا ہے اور ایک لڑکی ہے تو یہ بھائی بہن ہیں اور ان میں نکاح حرام ہے۔ چاہے دونوں نے ایک وقت میں نہ پیا ہو بلکہ دونوں کے پینے میں برسوں کا فاصلہ ہو چاہے ایک وقت میں ایک شوہر کا دودھ تھا اور دوسرے وقت میں دوسرے کا (درمختار) **مسئلہ** دودھ پینے والی لڑکی کا نکاح پلانے والی کے بیٹوں پوتوں سے نہیں ہوسکتا کہ یہ ان کی بہن یا پھوپھی ہے۔ (درمختار) **مسئلہ** جس عورت سے زنا کیا اور بچہ پیدا ہوا اس عورت کا دودھ جس لڑکی نے پیا وہ لڑکی زانی پر حرام ہے۔ (جوہرہ نیرہ) **مسئلہ** پانی یا دوا میں عورت کا دودھ ملا کر پلایا تو اگر دودھ غالب زیادہ ہے یا برابر تو رضاعت ثابت ہے۔ اگر مغلوب ہے تو نہیں۔ یوں ہی اگر بکری وغیرہ کسی جانور کے دودھ میں عورت کا دودھ ملا کر دیا تو اگر جانور کا دودھ غالب ہے تو رضاعت ثابت نہیں اور کم اور برابر میں رضاعت ثابت ہے اور اسی طرح اگر دو عورتوں کا دودھ ملا کر پلایا تو جس کا دودھ زیادہ ہے اس سے رضاعت ثابت ہے اور جو دونوں برابر ہوں تو دونوں سے ثابت ہے اور ایک روایت یہ ہے کہ بہرحال دونوں سے رضاع ثابت ہے۔ (جوہرہ بہار) **مسئلہ** کھانے میں عورت کا دودھ ملا کر دیا اگر وہ پتلی چیز پینے کے قابل ہے اور دودھ غالب یا برابر ہے تو رضاع ثابت ہو جائے گی نہیں تو نہیں اور اگر پتلی چیز نہیں ہے تو مطلقاً ثابت نہیں۔ (ردالمحتار و بہار) **مسئلہ** رضاع کے ثبوت کے لئے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں عادل گواہ ہوں چاہے وہ عورت خود دودھ پلانے والی ہی ہو۔ فقط عورتوں کی شہادت سے ثبوت نہ ہوگا مگر بہتر یہ ہے کہ عورتوں کے کہنے سے بھی جدائی کرلے۔ (جوہرہ بہار) **مسئلہ** مرد نے اپنی عورت کی چھاتی چوسی تو نکاح میں کوئی خرابی نہ آئی چاہے دودھ منھ میں آگیا ہو بلکہ حلق سے اتر گیا ہو تب بھی نکاح نہ ٹوٹے گا (درمختار بہار)

ولی کا بیان۔ ولی وہ ہے جس کا قول دوسرے پر نافذ ہو دوسرا چاہے یا نہ چاہے۔ ولی کا عاقل بالغ ہونا شرط ہے اور مجنون پاگل ولی نہیں ہوسکتا مسلمان کے ولی کا مسلمان ہونا بھی شرط ہے اس لئے کہ کافر کو مسلمان پر کوئی اختیار نہیں۔ متقی ہونا شرط نہیں۔ فاسق بھی ولی ہوسکتا ہے ولایت کے اسباب چار ہیں قرابت۔ ملک۔ ولا۔ امامت۔ (درمختار بہار وغیرہ) **مسئلہ** قرابت کی وجہ سے ولایت عصبہ بنفسہ کے لئے ہے یعنی وہ مرد جس کو اس سے قرابت کسی عورت کے رشتہ سے نہ ہو۔ یا یوں سمجھو کہ عصبہ وہ وارث ہے کہ ذوی الفروض کے بعد جو کچھ بچے سب لے لے اور جب ذوی الفروض نہ ہوں تو سارا مال یہی لے ایسی قرابت والا ولی ہے اور نکاح میں بھی وہی ترتیب ہے جو وراثت میں ہے یعنی سب میں مقدم بیٹا پھر پوتا۔ پھر پرپوتا چاہے کئی پشت نیچے کا ہو۔ یہ نہ ہوں تو باپ۔ پھر دادا۔ پھر پردادا وغیرہم اصول اگرچہ کئی پشت اوپر کا ہو۔ پھر حقیقی بھائی پھر سوتیلا بھائی۔ پھر حقیقی بھائی کا بیٹا۔ پھر سوتیلے بھائی کا بیٹا۔ پھر حقیقی چچا۔ پھر

سوتیلا چچا - پھر حقیقی چچا کا بیٹا - پھر سوتیلے چچا کا بیٹا - پھر باپ کا حقیقی چچا - پھر سوتیلا چچا - پھر باپ کے حقیقی چچا کا بیٹا - پھر سوتیلے چچا کا بیٹا - پھر دادا کا حقیقی چچا - پھر دادا کا سوتیلا چچا - پھر دادا کے حقیقی چچا کا بیٹا - خلاصہ یہ کہ اس خاندان میں سب سے زیادہ قریب کا رشتہ دار جو مرد ہو وہ ولی ہے - جب بیٹا نہ ہو تو جو حکم بیٹے کا ہے وہی پوتے کا ہے پوتا نہ ہو تو پرپوتے کا ہے اور عصبہ کے ولی ہونے میں اس کا آزاد ہونا شرط ہے اگر غلام ہے تو اس کو ولایت نہیں بلکہ اس صورت میں ولی وہ ہوگا جو اس کے بعد ولی ہو سکتا - (ہندیہ درمختار وبہار وغیرہ) مسئلہ جب عصبہ نہ ہوں تب ماں ولی ہے - پھر دادی پھر نانی - پھر بیٹی - پھر پوتی - پھر نواسی - پھر پرپوتی - پھر نواسی کی بیٹی - پھر نانا - پھر حقیقی بہن - پھر سوتیلی بہن پھر اخیافی بھائی بہن یہ دونوں ایک درجہ کے ہیں - ان کے بعد بہن وغیرہا کی اولاد - اسی ترتیب سے ان کی اولاد (خانیہ ودُرّ وردّ وبہار) مسئلہ جب رشتہ دار موجود نہ ہوں تو ولی مَوْلَی الْمُوَالَاۃ ہے یعنی وہ جس کے ہاتھ پر اس کا باپ مشرف باسلام ہوا اور یہ عہد کیا کہ اس کے بعد یہ اس کا وارث ہوگا - یا دونوں نے ایک دوسرے کا وارث ہونا ٹھہرا لیا ہو - (خانیہ وردالمحتار) مسئلہ ان سب کے بعد بادشاہِ اسلام ولی[1] ہے - پھر قاضی مجاز بشرائط مذکورہ فی المطولات - مسئلہ وصی[2] کو یہ اختیار نہیں کہ یتیم کا نکاح کر دے چاہے اس یتیم کے باپ دادا نے یہ وصیت بھی کی ہو کہ میرے بعد تم اس کا نکاح کر دینا البتہ اگر وہ قریب کا رشتہ دار یا حاکم ہے تو کر سکتا ہے کہ وہ ولی بھی ہے - (درمختار وبہار) مسئلہ نابالغ بچہ کی کسی نے پرورش کی مثلاً اسے متبنّیٰ کیا - یا لاوارث بچہ کہیں پڑا ملا اُسے پال لیا تو یہ پرورش کرنے والا اس بچہ کا ولی نہیں (ہندیہ وبہار) مسئلہ لونڈی غلام کے نکاح کا ولی ان کا مولیٰ ہے اس کے سوا کسی کو ولایت نہیں چاہے بالغ ہوں یا نابالغ اگر کسی اور نے یا لونڈی غلام نے خود نکاح کر لیا تو نکاح مولیٰ کی اجازت پر موقوف رہے گا جائز کر دے گا جائز ہو جائے گا - رد کر دے گا باطل ہو جائے گا - اور غلام مشترک میں اب شرکاء کی اجازت پر موقوف ہوگا - (خانیہ) مسئلہ کافر اصلی کافر اصلی کا ولی ہے اور مرتد کسی کا بھی ولی نہیں نہ مسلم کا نہ کافر کا یہاں تک کہ مرتد مرتد کا بھی ولی نہیں - (ہندیہ وبہار) مسئلہ ولی اگر پاگل ہو گیا تو اس کی ولایت جاتی رہی لیکن اگر اس قسم کا پاگل ہے کہ کبھی پاگل رہتا ہے کبھی ہوش میں تو ولایت باقی ہے ہوش یعنی افاقہ کی حالت میں جو کچھ تصرفات کرے گا نافذ ہوں گے - (ہندیہ وبہار) مسئلہ ولی اقرب ولایت کے لائق نہیں (جیسے بچہ ہے یا پاگل) تو ولی ابعد یعنی نکاح کا ولی ہے - (ہندیہ وبہار) مسئلہ دو برابر کے ولی نے نکاح کر دیا جیسے اس کے دو سگے بھائی ہیں دونوں نے نکاح کر دیا تو جس نے پہلے کیا وہ صحیح ہے (درمختار) مسئلہ ولی اقرب غائب ہے اس وقت دور والے ولی نے نکاح کر دیا تو صحیح ہے اور اگر اس کی موجودگی

---

[1] لیکن اس ولایت سے بادشاہ خود اپنے ساتھ نہیں کر سکتا - ۱۲ [2] وصی وہ ہے جس کو وصیت کی جائے کہ تم ایسا کرنا

میں کیا تو بلا اس کی اجازت نہ ہوگا۔ (درمختار وردالمحتار) مسئلہ ولی کے غائب ہونے سے مراد یہ ہے کہ اگر اس کا انتظار کیا جائے تو جس نے پیغام دیا ہے اور کفو بھی ہے ہاتھ سے جاتا رہے گا۔ ولی قریب مفقود الخبر ہو یا کہیں دورہ کرتا ہو کہ اس کا پتہ معلوم نہ ہو یا اُسی شہر میں چھپا ہوا ہے مگر لوگوں کو اس کا حال معلوم نہیں اور ولی ابعد نے نکاح کر دیا اور وہ اب ظاہر ہوا تو نکاح صحیح ہوگیا (خانیہ وغیرہ) مسئلہ کفو نے پیغام دیا اور وہ مہر مثل بھی دینے پر تیار ہے مگر ولی اقرب لڑکی کا نکاح اس سے نہیں کرتا بلکہ بلا وجہ انکار کرتا ہے تو ولی ابعد نکاح کر سکتا ہے (درمختار و بہار) مسئلہ نابالغ اور مجنون اور لونڈی غلام کے نکاح کے لئے ولی شرط ہے بغیر ولی ان کا نکاح نہیں ہو سکتا اور حُرّہ بالغہ عاقلہ نے بغیر ولی کفو سے نکاح کیا تو نکاح ہوگیا اور غیر کفو سے کیا تو نہ ہوا اگرچہ نکاح کے بعد راضی ہو گیا البتہ اگر ولی نے سکوت کیا اور کچھ جواب نہ دیا اور عورت کے بچہ بھی پیدا ہوگیا تو اب نکاح صحیح مانا جائے گا۔ (درمختار وردالمحتار) مسئلہ جس عورت کا کوئی عصبہ نہ ہو وہ اگر اپنا نکاح جان بوجھ کر غیر کفو سے کرے تو نکاح ہو جائے گا۔ (ردالمحتار و بہار) مسئلہ عورت بالغہ عاقلہ کا نکاح بغیر اس کی اجازت کے کوئی نہیں کر سکتا نہ اس کا باپ نہ بادشاہ اسلام کنواری[1] ہو یا ثیب[2]۔ یوہیں مرد بالغ آزاد اور مکاتب[3] و مکاتبہ کا عقدِ نکاح بلا ان کی مرضی کے کوئی نہیں کر سکتا۔ (ہندیہ درمختار و بہار) مسئلہ کنواری عورت سے اُس کے ولی اقرب نے یا ولی کے وکیل یا قاصد نے اذن مانگا اور عورت چُپ رہی یا مُسکرائی یا ہنسی[4] یا بلا آواز روئی تو یہ سب اذن دینا سمجھا جائے گا۔ (ہندیہ درمختار) مسئلہ ولی اقرب نے بلا اجازت لئے نکاح کر دیا اب اُس کے قاصد نے یا کسی فضولی عادل نے خبر دی اور عورت چُپ رہی۔ یا ہنسی[4] یا مسکرائی یا بغیر آواز رو دی۔ تو ان سب صورتوں میں اذن سمجھا جائے گا کہ کیا ہوا نکاح منظور ہے۔ (ہندیہ درمختار) مسئلہ ولی بعید یا اجنبی نے نکاح کا اذن طلب کیا تو سکوت اذن نہیں بلکہ اگر عورت کنواری ہے تو صراحۃً اذن کے الفاظ کہے۔ یا کوئی فعل ایسا کرے جو قول کے حکم میں ہو۔ جیسے مہر یا نفقہ طلب یا قبول کرنا۔ خلوت پر راضی ہونا وغیرہ۔ (درمختار) مسئلہ

---

[1] کنواری عورت اس کو کہتے ہیں جس سے نکاح کے ساتھ وطی نہ کی گئی ہو لہٰذا اگر بیماری یا زیادتی عمر کی وجہ سے یا زنا کی وجہ سے بکارت زائل ہوگئی جب بھی کنواری ہی کہلائے گی۔ یوہیں اگر نکاح ہوا اور شوہر کے نامرد ہونے کی وجہ سے تفریق ہوگئی یا شوہر نے وطی سے پہلے طلاق دے دی یا مرگیا تب بھی کنواری ہے اگرچہ ان صورتوں میں خلوت بھی ہو چکی ہو جب بھی کنواری ہے لیکن اگر چند بار زنا کیا کہ لوگوں کو حال معلوم ہوگیا یا زنا کی حد لگی تو چاہے ایک ہی بار زنا ہو تو اب کنواری نہ ٹھہرائی جائے گی۔ [2] ثیب جو عورت کنواری نہ ہو اس کو ثیبہ کہتے ہیں (درمختار) [3] مکاتب اس غلام کو کہتے ہیں جس کو آقا نے اس شرط پر آزاد کیا ہو کہ تو اتنی رقم دیدے تو آزاد ہے۔ [4] مگر یہ ہنسنا استہزاءً نہ ہو کہ استہزاءً ہنسی انکار پر دلالت کرتی ہے اور اسی طرح آواز سے رونا منہ

اذن لینے میں یہ بھی ضروری ہے کہ جس کے ساتھ نکاح کرنے کا ارادہ ہو اس کا نام اس طرح لیا جائے کہ عورت جان سکے۔ اگر یوں کہا کہ ایک مرد سے تیرا نکاح کر دوں یا یوں کہ فلاں قوم کے ایک شخص سے نکاح کر دوں تو یہ اذن نہیں ہو سکتا۔ مسئلہ اذن لینے میں مہر کا ذکر ہو جانا چاہئے اور اگر ذکر نہ کیا تو ضرور ہے کہ جو مہر باندھا جائے وہ مہر مثل سے کم نہ ہو اور کم ہو تو بغیر عورت کے راضی ہوئے عقد صحیح نہ ہوگا۔ (درمختار) مسئلہ نابالغ لڑکا اور لڑکی اور مجنون اور مَعتوہ کے نکاح پر ولی کو ولایت اجبار حاصل ہے یعنی اگرچہ یہ لوگ نہ چاہیں ولی نے جب نکاح کر دیا ہوگیا پھر اگر باپ دادا یا بیٹے نے نکاح کر دیا ہے تو یہ نکاح لازم ہو جائے گا کہ ان کو بالغ ہونے کے بعد یا مجنون کو ہوش آنے کے بعد اس نکاح کے توڑنے کا اختیار نہیں ہاں اگر باپ دادا یا لڑکے کا سوئے اختیار معلوم ہو چکا ہو مثلاً اس سے پیشتر اس نے اپنی لڑکی کا کسی غیر کفو فاسق وغیرہ سے کر دیا اور اب یہ دوسرا نکاح غیر کفو سے کرے گا) تو صحیح نہ ہوگا یونہیں اگر نشہ کی حالت میں غیر کفو سے یا مہر مثل میں زیادہ کمی کے ساتھ نکاح کیا تو صحیح نہ ہوا اور اگر باپ دادا یا بیٹے کے سوا کسی اور نے کیا تو غیر کفو یا مہر مثل میں زیادہ کمی بیشی کے ساتھ ہوا تو مطلقاً صحیح نہیں اور اگر کفو سے مہر مثل کے ساتھ کیا ہے تو صحیح ہے مگر بالغ ہونے کے بعد اور مجنوں کو افاقہ کے بعد اور مَعتوہ کو عاقل ہونے کے بعد فسخ کا اختیار ہوگا اگرچہ خلوت بلکہ وطی ہو چکی ہو یعنی اگر نکاح ہونا پہلے سے معلوم ہے تو بکر بالغ ہوتے ہی فوراً اور اگر معلوم نہ تھا تو جس وقت معلوم ہوا اسی وقت فوراً فسخ کر سکتی ہے۔ اگر کچھ بھی وقفہ ہوا تو اختیار فسخ جاتا رہا۔ یہ نہ ہوگا کہ آخر مجلس تک اختیار باقی رہے۔ مگر نکاح فسخ اس وقت ہوگا جب قاضی فسخ کا حکم بھی دیدے لہٰذا اسی اثنا میں قبل حکم قاضی اگر ایک مر گیا تو دوسرا وارث ہوگا اور پورا مہر لازم ہوگا (درمختار خانیہ جوہرہ بہار وغیرہ) مسئلہ عورت جس وقت بالغہ ہوئی اُسی وقت کسی کو گواہ بنائے کہ میں ابھی بالغ ہوئی اور اپنے نفس کو اختیار کرتی ہوں۔ اور رات میں اگر اسے حیض آیا تو اُسی وقت اپنے نفس کو اختیار کرے اور صبح کو گواہوں کے سامنے اپنا بالغ ہونا اور اختیار کرنا بیان کرے مگر یہ نہ کہے کہ رات میں بالغ ہوئی بلکہ یہ کہ میں اس وقت بالغ ہوئی اور اپنے نفس کو اختیار کیا اور اس لفظ سے یہ مراد لے کہ میں اس وقت بالغ ہوں تاکہ جھوٹ نہ ہو۔ (بزازیہ وبہار وغیرہ)۔ مسئلہ عورت کو یہ معلوم نہ تھا کہ اُسے خیار بلوغ حاصل ہے اس بنا پر اُس نے عمل بھی نہ کیا اب اسے یہ مسئلہ معلوم ہوا تو اب کچھ نہیں کر سکتی اس لئے کہ جہل عذر نہیں۔ اس لئے کہ نہ سیکھنا خود اُسی کا قصور ہے لہٰذا قابل معذوری نہیں۔ (ہدایہ درمختار وغیرہ) مسئلہ لڑکا یا ثیب بالغ ہوئے تو سکوت سے خیار بلوغ باطل نہ ہوگا جب تک صاف طور پر اپنی رضا یا کوئی ایسا فعل جو

رضا پر دلالت[1] کرے نہ پایا جائے۔ یہاں مجلس سے اُٹھ جانا بھی خیار کو باطل نہیں کرتا اس لئے کہ اس خیار کا وقت عمر بھر ہے رہی یہ بات کہ اس فسخ نکاح سے مہر لازم آئے گا یا نہیں۔ تو اگر وطی ہو چکی ہے تو مہر لازم آئے گا نہیں تو نہیں۔ (خانیہ و جوہرہ وغیرہ) اور اگر وطی ہو چکی ہے تو فسخ کے بعد عورت کے لئے عدت بھی ہے اور اس زمانہ عدت میں اگر شوہر اسے طلاق دے دے تو واقع نہ ہوگی۔ اور یہ فسخ طلاق نہیں لہٰذا پھر اگر انھیں دونوں کا باہم نکاح ہو تو شوہر تین طلاق کا مالک ہوگا۔ (ردالمحتار و بہار)

کفو کا بیان

کفو سے یہاں مراد یہ ہے کہ مرد عورت سے نسب وغیرہ میں اتنا کم نہ ہو کہ اس سے نکاح عورت کے ولیوں کے لئے ننگ و عار کا سبب ہو۔ کفاءت صرف مرد کی طرف لی جاتی ہے عورت چاہے کم درجہ کی ہو اس کا کچھ اعتبار نہیں۔ (ہدایہ و بہار وغیرہ) **مسئلہ** باپ دادا کے سوا کسی اور ولی نے نابالغ لڑکے کا نکاح غیر کفو سے کر دیا تو صحیح نہیں۔ اور اگر بالغ اپنا خود نکاح کرنا چاہے تو غیر کفو سے کر سکتا ہے کہ عورت کی طرف سے اِس صورت میں کفاءت (کفو ہونا) معتبر نہیں۔ اور نابالغ میں دونوں طرف سے کفاءت کا اعتبار ہے۔ (ردالمحتار و بہار وغیرہ) **مسئلہ** کفاءت میں چھ چیزوں کا اعتبار ہے۔ نسب۔ اسلام۔ حرفہ۔ حریت۔ دیانت۔ مال۔ قریش میں جتنے خاندان ہیں وہ سب آپس میں کفو ہیں یہاں تک کہ قرشی غیر ہاشمی کا کفو ہے۔ اور کوئی غیر قرشی قریش کا کفو نہیں۔ قریش کے علاوہ عرب کی تمام قومیں ایک دوسرے کی کفو ہیں انصار و مہاجرین سب اس میں برابر ہیں۔ عجمی النسل عربی کا کفو نہیں۔ مگر عالمِ دین کہ اس کی شرافت نسب کی شرافت پر فوقیت رکھتی ہے۔ (خانیہ و ہندیہ و بہار) **مسئلہ** جو خود مسلمان ہوا یعنی اس کے باپ دادا مسلمان نہ تھے وہ اُس کا کفو نہیں جس کا باپ مسلمان ہو اور جس کا صرف باپ مسلمان ہو اس کا کفو نہیں جس کا دادا بھی مسلمان ہو اور باپ دادا دو پُشت سے اسلام ہو تو اب دوسری طرف اگرچہ زیادہ پشتوں سے اسلام ہو کفو ہیں مگر باپ دادا کے اسلام کا اعتبار غیر عرب میں ہے عربی کے لئے خود مسلمان ہوا یا باپ دادا سے اسلام چلا آتا ہو سب برابر ہیں۔ (خانیہ درمختار و بہار) **مسئلہ** فاسق شخص متقی کی لڑکی کا کفو نہیں اگرچہ وہ لڑکی خود متقیہ نہ ہو۔ (درمختار وغیرہ) اور یہ ظاہر ہے کہ فسق اعتقادی فسق عملی سے بدرجہا بدتر ہے لہٰذا سُنّی عورت کا کفو وہ بدمذہب نہیں ہو سکتا جس کی بدمذہبی حد کفر کو نہ پہنچی ہو۔ اور جو بدمذہب ایسے ہیں کہ ان کی بدمذہبی کفر کو پہنچی ہو اُن سے تو نکاح ہی نہیں ہو سکتا کہ وہ مسلمان ہی نہیں کفو ہونا تو بڑی بات ہے جیسے روافض و وہابیۂ زمانہ کہ ان کے عقائد و اقوال کفریہ ہیں جیسا کہ ان کی کتابوں سے ظاہر ہے۔ **مسئلہ** مال میں کفاءت کے یہ معنیٰ ہیں کہ مرد کے پاس اتنا مال ہو کہ مہر معجّل و نفقہ دینے پر قادر ہو۔

---

[1] رضا پر دلالت کرنے والے فعل کی مثال یہ ہے۔ بوسہ لینا۔ بدن چھونا۔ مہر لینا مہر دینا۔ وطی پر راضی ہونا۔ ۱۲

کفو۔ جوڑ کا۔ برابر کا۔ میل کا۔ ننگ و عار۔ شرم و غیرت۔ ذلت

اگر پیشہ نہ کرتا ہو تو ایک مہینہ کا نفقہ دینے پر قادر ہو ورنہ روز کی مزدوری اتنی ہو کہ عورت کے روزہ کے ضروری خرچ روز دے سکے اس کی ضرورت نہیں کہ مال میں یہ اس کے برابر ہو۔ (خانیہ و درمختار و بہار) مسئلہ عورت محتاج ہے اور اس کے باپ دادا بھی ایسے ہی ہیں تو اُس کا کفو بھی مال کے اعتبار سے وہی ہوگا جو مہر مُعجّل اور نفقہ دینے پر قادر ہو۔ (خانیہ و بہار) مسئلہ مالدار کا نابالغ لڑکا چاہے خود مال کا مالک نہ ہو مگر کفارت میں مالدار سمجھا جائے گا۔ (خانیہ و بہار وغیرہ) مسئلہ جن لوگوں کے پیشے ذلیل سمجھے جاتے ہیں وہ اچھے پیشے والوں کے کفو نہیں جیسے جوتا بنانے والے۔ چمڑا پکانے والے۔ سائیس چرواہے یہ ان کے کفو نہیں جو کپڑے بیچتے عطر فروشی کرتے تجارت کرتے ہیں۔ اور اگر خود جوتا نہ بناتا ہو بلکہ کارخانہ دار ہے کہ اس کے یہاں لوگ نوکر ہیں یہ کام کرتے ہیں یا وہ دوکاندار ہے کہ بنے ہوئے جوتے لیتا اور بیچتا ہے تو تاجر وغیرہ کا کفو ہے۔ یونہیں اور کاموں میں۔ (درمختار ردالمحتار و بہار) مسئلہ نکاح کے وقت کفو تھا بعد میں کفارت جاتی رہی تو نکاح فسخ نہ کیا جائے گا۔ (درمختار و بہار) مسئلہ پہلے کسی کا پیشہ کم درجہ کا تھا جس کی وجہ سے کفو نہ تھا اور اس نے اس کام کو چھوڑ دیا۔ اگر عار باقی ہے تو اب بھی کفو نہیں اور اگر عار باقی نہیں رہا تو کفو ہوجائے گا۔ (درمختار) مسئلہ حُسن و جمال امراض و عیوب کا اعتبار نہیں۔ لیکن ولی کو چاہئے کہ ان باتوں کا بھی خیال رکھے تاکہ بعد میں فساد کا سبب نہ ہو (ہندیہ درمختار و ردالمحتار)۔

مہر کا بیان

مہر کم سے کم دس درہم ہے اس سے کم نہیں ہوسکتا جس کی مقدار آجکل کے حساب سے دو روپئے بارہ آنے ۹ ۳/۵ پائی ہے۔ چاہے سکہ ہو یا ویسی ہی چاندی یا اس قیمت کا کوئی سامان ہو۔ (ہندیہ وغیرہ) مسئلہ نکاح میں دس درہم یا اس سے کم مہر باندھا گیا تو دس درہم واجب اور اگر زیادہ باندھا ہو تو جو مقرر ہوا وہ واجب۔ (ہدایہ وغیرہ) مسئلہ وطی یا خلوت صحیحہ ہوجائے یا دونوں میں سے کوئی مرجائے تو ان صورتوں سے مہر موکد ہوجائے گا کہ جو مہر اب ہے اس میں کمی نہیں ہوسکتی یونہیں اگر عورت کو طلاق بائن دی تھی اور عدت کے اندر اس سے پھر نکاح کر لیا تو یہ مہر بغیر دخول وغیرہ کے موکد ہوجائے گا۔ ہاں اگر صاحب حق نے کُل یا جُز معاف کر دیا تو معاف ہوجائے گا اور اگر مہر مؤکد نہ ہوا تھا اور شوہر نے طلاق دے دی تو نصف آدھا واجب ہوگا اور اس صورت میں اگر طلاق سے پہلے پورا مہر ادا کر چکا تھا تو آدھا شوہر کو واپس ملے گا (درمختار و ردالمحتار) مسئلہ جو چیز مال متقوم نہیں وہ مہر نہیں ہوسکتی۔ لہٰذا اگر ایسی چیز کو مہر ٹھہرایا تو وہ چیز نہیں بلکہ مثل واجب ہوگا۔ جیسے مہر یہ ٹھہرا کہ آزاد شوہر عورت کی سال بھر خدمت کرے گا یا قرآن شریف پڑھا دے یا حج و عمرہ کرا دے گا۔ یا مسلمان مرد کا نکاح مسلمان عورت سے ہوا اور

مہر میں خون یا شراب یا خنزیر سور کا ذکر آیا۔ یا یہ مہر ٹھہرایا کہ شوہر اپنی پہلی بیوی کو طلاق دے دے۔ تو ان سب صورتوں میں مہر مثل واجب ہوگا۔ (ہندیہ و درمختار) مسئلہ نکاح شغار میں مہر مثل واجب ہوتا ہے۔ شغار یہ ہے کہ ایک آدمی نے اپنی لڑکی یا بہن کا نکاح دوسرے سے کر دیا اور دوسرے نے اپنی لڑکی یا بہن کا نکاح اس سے کر دیا اور ہر ایک نے مہر دوسرے کا نکاح ٹھہرایا۔ ایسا کرنا اگرچہ گناہ ہے لیکن نکاح ہو جائے گا اور مہر مثل واجب ہوگا۔ (درمختار) مسئلہ نکاح میں مہر کا ذکر ہی نہ ہوا یا مہر کی نفی کر دی کہ بلا مہر نکاح کیا تو نکاح ہو جائے گا۔ اور اگر خلوت صحیحہ ہو گئی یا دونوں میں سے کوئی مر گیا تو مہر مثل واجب ہے۔ اور اگر بعد عقد آپس میں کوئی مہر طے پا گیا تو وہی طے شدہ ملے گا۔ یوہیں اگر قاضی نے مقرر کر دیا تو جو مقرر کر دیا ہے وہی ملے گا۔ اور ان دونوں صورتوں میں مہر جس چیز سے موکد ہوتا ہے موکد ہو جائے گا۔ اور اگر موکد نہ ہوا بلکہ خلوت صحیحہ سے پہلے طلاق ہو گئی تو ان دونوں صورتوں میں بھی ایک جوڑا کپڑا واجب ہے یعنی کرتا۔ پائجامہ۔ دوپٹہ جن کی قیمت نصف مہر مثل سے زیادہ نہ ہو۔ اور اگر زیادہ ہو تو مہر مثل کا نصف دیا جائے گا اگر شوہر مالدار ہو اور ایسا جوڑا بھی نہ ہو جو پانچ درہم سے کم قیمت کا ہو اگر شوہر محتاج ہو۔ اگر مرد عورت دونوں مالدار ہوں تو جوڑا اعلیٰ درجہ کا ہو اور دونوں محتاج ہوں تو معمولی اور ایک مالدار ہو اور ایک محتاج تو درمیانی۔ (جوہرہ درمختار ہندیہ) مسئلہ جوڑا دینا اس وقت واجب ہے جب فرقت زوج کی جانب سے ہو جیسے طلاق دے یا ایلا کرے یا مرتد ہو جائے وغیرہ اور اگر فرقت جانب زوجہ سے ہو تو واجب نہیں جیسے عورت مرتد ہو جائے۔ شوہر کے لڑکے کو بشہوت بوسہ دیدے وغیرہ (ہندیہ) مسئلہ جس عورت کا مہر معین ہے اور خلوت سے پہلے اُسے طلاق دی گئی اُسے جوڑا دینا مستحب بھی نہیں اور دخول کے بعد طلاق ہوئی تو مہر مقرر ہو یا نہ ہو جوڑا دینا مستحب ہے (درمختار و بہار) عورت کل مہر یا جزء معاف کر دے تو معاف ہو جائے گا بشرطیکہ شوہر نے انکار نہ کر دیا ہو اور اگر عورت نا بالغہ ہے اور اُس کا باپ معاف کرنا چاہتا ہے تو نہیں کر سکتا اور بالغہ ہے تو اس کی اجازت پر معافی موقوف ہے۔ (درمختار ردالمحتار) خلوت صحیحہ خلوت صحیحہ یہ ہے کہ زوج و زوجہ ایک مکان میں جمع ہوں اور کوئی چیز مانع جماع نہ ہو۔ یہ خلوت جماع ہی کے حکم میں ہے اور موانع (روکنے والی چیزیں) تین قسم ہیں۔ ۱۔ حسی۔ ۲۔ طبعی۔ ۳۔ شرعی مانع حسی جیسے مرض کہ شوہر بیمار ہے تو مطلقاً خلوت صحیحہ نہ ہوگی۔ اور زوجہ بیمار ہو تو اس حد کی بیمار ہو کہ وطی سے نقصان کا اندیشہ صحیح ہو۔ اور ایسی بیماری نہ ہو تو خلوت صحیحہ ہو جائے گی۔ مانع طبعی جیسے وہاں کسی تیسرے کا

۱؎ اس عورت کے خاندان کی ایسی عورتوں کا جو مہر ہے وہ اس کے لئے مہر مثل ہے۔ ۱۲ مال متقوم۔ جس مال سے نفع اٹھانا جائز ہو

ہونا۔ چاہے وہ سوتا ہو یا اندھا یا اس کی دوسری بیوی ہی ہو۔ ہاں اگر اتنا چھوٹا بچہ ہو کہ کسی سے بیان نہ کر سکے گا تو یہ مانع نہ ہوگا اور خلوت صحیحہ ہو جائے گی اور باقیوں میں نہ ہوگی۔ مانع شرعی جیسے عورت حیض یا نفاس میں ہے یا دونوں میں سے کوئی احرام باندھے ہو یا کسی کا رمضان کا ادا روزہ ہو یا فرض نماز میں ہو تو خلوت صحیحہ نہ ہوگی۔ (ہندیہ در مختار و قاضی خاں وغیرہ) **خلوت فاسدہ**۔ اگر دونوں ایک جگہ تنہائی میں جمع ہو گئے مگر کوئی مانع شرعی یا حسی یا طبعی پایا جاتا ہے تو یہ خلوت فاسدہ ہے (ہندیہ و در مختار وغیرہ) **مسئلہ** لڑکا جو اس قابل نہیں کہ صحبت کر سکے اپنی عورت کے ساتھ تنہائی میں رہا یا زوجہ اتنی چھوٹی لڑکی ہے کہ اس قابل نہیں۔ اس کے ساتھ اس کا شوہر رہا تو ان دونوں صورتوں میں خلوت صحیحہ نہ ہوئی۔ (ہندیہ و بہار) **مسئلہ** عورت کے اندام نہانی میں کوئی ایسی چیز پیدا ہو گئی جس کی وجہ سے وطی نہیں ہو سکتی مثلاً وہاں گوشت آگیا یا مقام جڑ گیا یا ہڈی پیدا ہو گئی یا غدود آگیا تو ان صورتوں میں خلوت صحیحہ نہیں ہو سکتی۔ (در مختار و بہار) **مسئلہ** ایسی جگہ جمع ہوئے جو اس لائق نہیں کہ وہاں وطی کی جائے تو خلوت صحیحہ نہ ہوگی۔ جیسے مسجد اور راستہ اور میدان وغیرہ۔ (جوہرہ و در مختار وغیرہ) **مسئلہ** خلوت صحیحہ کے بعد عورت کو طلاق دی تو مہر پورا واجب ہوگا جبکہ نکاح بھی صحیح ہو اور اگر نکاح فاسد ہے تو فقط خلوت سے مہر واجب نہیں ہاں اگر وطی ہو گئی تو مہر مثل واجب ہوگا۔ (جوہرہ۔ ہندیہ۔ در مختار و بہار) **مسئلہ** مہر مقرر نہ تھا تو خلوت صحیحہ سے نکاح صحیح میں مہر مثل موکد ہو جائے گا۔ (جوہرہ و ہندیہ وغیرہ) **خلوت صحیحہ کے کچھ اور احکام**۔ خلوت صحیحہ کے بعد طلاق دی تو عورت پر عدت واجب ہے بلکہ اس عدت میں بھی نان و نفقہ اور رہنے کو مکان دینا بھی واجب ہے بلکہ نکاح صحیح میں عدت تو مطلقاً خلوت سے واجب ہوتی ہے صحیحہ ہو یا فاسدہ۔ البتہ نکاح فاسد ہو تو بغیر وطی کے عدت واجب نہیں۔ خلوت صحیحہ کے بعد طلاق دی تو جب تک یہ عدت میں ہے اس کی بہن سے نکاح نہیں کر سکتا اور اس کے علاوہ چار عورتیں نکاح میں نہیں ہو سکتیں۔ اگر وہ آزاد ہے تو اس کی عدت میں باندی سے نکاح نہیں کر سکتا۔ اور اس عورت کو جس سے خلوت صحیحہ ہوئی اس زمانہ میں طلاق دے جو موطوہ کے طلاق کا زمانہ ہے اور عدت میں اسے طلاق بائن دے سکتا ہے مگر اس سے رجعت نہیں کر سکتا۔ نہ طلاق رجعی دینے کے بعد فقط خلوت صحیحہ سے رجعت ہو سکتی ہے۔ اور اسکی عدت کے زمانہ میں شوہر مر گیا تو وارث نہ ہوگی۔ خلوت سے جب مہر موکد ہو چکا تو اب ساقط نہ ہوگا اگرچہ جدائی عورت کی جانب سے ہو۔ (جوہرہ۔ ہندیہ در مختار وغیرہ) **مسئلہ** اگر میاں بیوی میں تفریق ہو گئی مرد کہتا ہے خلوت صحیحہ نہیں ہوئی عورت کہتی ہے ہو گئی تو عورت کا قول معتبر ہے اور اگر خلوت ہوئی مگر

لہ البتہ اگر بیہوش ہو اور بالکل پاگل بے عقل ہو تو خلوت صحیحہ ہو جائے گی۔ یونہی اگر مرد کا کتا ہے لیکن کٹکھنا نہیں ہے تو خلوت صحیح ہو جائے گی اور اگر کٹکھنا ہے یا عورت کا کتا ہے چاہے کٹکھنا ہو یا نہ ہو تو خلوت صحیحہ نہ ہوگی ۱۲ منہ

عورت مرد کے قابو میں نہ آئی تو اگر کنواری ہے تو مہر پورا واجب ہو جائے گا اور ثیب ہے تو مہر ہو کہ نہ ہوا۔ (درمختار و بہار) **نکاح فاسد**۔ اگر نکاح کی کوئی شرط چھوٹ جائے تو یہ نکاح فاسد ہے جیسے بغیر گواہوں کے نکاح ہوا یا دو بہنوں سے ایک ساتھ نکاح کیا۔ یا عورت کی عدت میں اس کی بہن سے نکاح کیا یا جو عورت کسی کی عدت میں ہے اس سے نکاح کیا یا چوتھی کی عدت میں پانچویں سے نکاح کیا یا حُرّہ نکاح میں ہوتے ہوئے باندی سے نکاح کیا ان سب صورتوں میں نکاح فاسد ہے۔ (بہار شریعت وغیرہ) **مسئلہ** نکاح فاسد میں جب تک وطی نہ ہو مہر لازم نہیں یعنی خلوت صحیحہ کافی نہیں اور وطی ہوگئی تو مہر مثل واجب ہے جو مہر مقرر سے زائد نہ ہو اور اگر اس سے زیادہ ہے تو جو مقرر ہوا وہی دیں گے۔ **نکاح فاسد کا حکم** یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک پر فسخ کر دینا واجب ہے اس کی بھی ضرورت نہیں کہ دوسرے کے سامنے فسخ کرے۔ اگر خود فسخ نہ کریں تو قاضی پر واجب ہے کہ فسخ کر دے۔ اور تفریق ہوگئی یا شوہر مر گیا تو عورت پر عدت واجب ہے جبکہ وطی ہو چکی ہو۔ لیکن یہاں نکاح فاسد میں موت کی عدت میں بھی تین حیض ہے۔ چار مہینے دس دن نہیں۔ (درمختار و بہار) **مسئلہ** نکاح فاسد میں تفریق یا متارکہ کے وقت سے عدت ہے اگرچہ عورت کو اس کی خبر نہ ہو۔ متارکہ یہ ہے کہ اُسے چھوڑ دے مثلاً یہ کہے کہ میں نے اسے چھوڑا۔ یا چلی جا یا نکاح کرلے۔ یا کوئی اور لفظ اسی طرح کا کہے اور نقط جانا آنا چھوڑ دینے سے متارکہ نہ ہوگا جب تک زبان سے نہ کہے (ہندیہ درمختار ردالمحتار و بہار) **مسئلہ** اگرچہ تفریق[^1] و متارکہ میں عورت کا وہاں ہونا ضروری نہیں مگر کسی نہ کسی کا جاننا ضروری ہے اگر کسی نے نہ جانا تو عدت پوری نہ ہوگی۔ (ہندیہ درمختار و ردالمحتار) **مسئلہ** نکاح فاسد میں نفقہ واجب نہیں اگر نفقہ پر مصالحت ہوئی جب بھی نہیں (ہندیہ و بہار) **مہر مثل** عورت کے خاندان کی اُس جیسی عورت کا جو مہر ہو وہ اس کے لئے مہر مثل ہے جیسے اس کی بہن پھوپھی چچا کی بیٹی وغیرہا کا مہر۔ اس کی ماں کا مہر اس کے لئے مہر مثل نہیں جبکہ وہ دوسرے گھرانے کی ہو اور اگر اس کی ماں اسی خاندان کی ہو مثلاً اس کے باپ کی چچازاد بہن ہے تو اُس کا مہر اُس کے لئے مہر مثل ہے۔ اور یہ وہ عورت جس کا مہر اس کے لئے مہر مثل ہے وہ کن باتوں میں اس جیسی ہو اُن کا بیان یہ ہے عمر۔ جمال۔ مال میں مشابہ ہو دونوں ایک شہر میں ہوں ایک زمانہ ہو۔ عقل و تمیز و دیانت و پارسائی و علم و ادب میں یکساں ہوں۔ دونوں کنواری ہوں یا دونوں ثیب اولاد ہونے نہ ہونے میں ایک سی ہوں کہ ان چیزوں کے اختلاف سے مہر میں اختلاف ہوتا ہے۔ شوہر کا حال بھی ملحوظ ہوتا ہے مثلاً جوان اور بوڑھے کے مہر میں اختلاف ہوتا ہے۔ عقد کے وقت ان امور میں یکساں ہونے کا اعتبار ہے بعد میں کسی بات کی کمی بیشی ہوئی تو اُس کا اعتبار نہیں مثلاً ایک کا جب نکاح ہوا تھا اس وقت جس حیثیت کی تھی دوسری بھی اپنے نکاح

[^1]: تفریق۔ الگ کرنا۔ جدا کرنا۔ متارکہ۔ ایک دوسرے کو چھوڑنا۔ ترک کرنا۔

کے وقت اسی حیثیت کی ہے مگر پہلی میں بعد کو کمی ہوگئی اور دوسری میں زیادتی یا برعکس ہوا تو اِس کا اعتبار
نہیں ۔(درمختار و بہار) مسئلہ اگر اس خاندان میں کوئی ایسی عورت نہ ہو جس کا مہر اس کے لئے مہر مثل
ہو سکے تو کوئی دوسرا خاندان جو اس کے خاندان کے مثل ہے اس میں کوئی عورت اس جیسی ہو اس کا مہر اس کیلئے
مہر مثل ہوگا۔(ہندیہ و بہار) مسئلہ مہر مثل کے ثبوت کے لئے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہان
عادل چاہئے جو بلفظ شہادت بیان کریں۔اور اگر گواہ نہ ہوں تو زوج کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے۔
(ہندیہ و بہار) مہر مسمّٰی تین قسم کا ہے پہلی قسم مجہول الجنس والوصف جیسے کپڑا یا چوپایہ یا مکان یا بکری
کے پیٹ میں جو بچہ ہے یا اس سال باغ میں جتنے پھل آئیں گے۔اگر اس طرح کوئی چیز مہر ٹھہرائی
تو اس میں ٹھہری ہوئی چیز نہیں بلکہ مہر مثل واجب ہوگا۔ دوسری قسم معلوم الجنس مجہول الوصف جیسے
غلام یا گھوڑا یا گائے یا بکری۔ان سب میں جسے کہا ہے اس کے متوسط درجہ کا واجب ہے۔یا متوسط
کی قیمت۔ تیسری قسم معلوم الجنس والوصف اس میں جو کہا ہے وہی واجب ہے۔(ہندیہ و بہار وغیرہ)
مسئلہ۔جلدی یا دیر میں ادا کرنے کے اعتبار سے مہر تین قسم کا ہوتا ہے۔معجل۔ موجل۔ مطلق۔معجل
یہ ہے کہ خلوت سے پہلے مہر دینا قرار پایا ہے اور موجل وہ ہے کہ جس کے لئے کوئی میعاد مقرر ہو۔مطلق
وہ ہے کہ جس میں نہ وہ ہو نہ یہ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کچھ حصہ معجل ہو کچھ موجل یا مطلق اور یہ بھی
ہو سکتا ہے کہ کچھ موجل ہو کچھ مطلق یا کچھ معجل اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کچھ موجل اور کچھ مطلق۔مہر معجل وصول
کرنے کے لئے عورت اپنے کو شوہر سے روک سکتی ہے یعنی یہ اختیار ہے کہ وطی اور مقدمات وطی سے باز
رکھے خواہ کل معجل ہو یا بعض اور شوہر کو حلال نہیں کہ عورت کو مجبور کرے اگرچہ اس کے پیشتر عورت کی
رضامندی سے وطی و خلوت ہو چکی ہو یعنی یہ حق عورت کو ہمیشہ حاصل ہے جب تک وصول نہ کرلے۔
یوہیں اگر شوہر سفر میں لے جانا چاہتا ہے تو مہر معجل وصول کرنے کے لئے جانے سے انکار کر سکتی ہے۔
یوہیں اگر مہر مطلق ہو اور وہاں کا عرف ہے کہ ایسے مہر میں کچھ قبل خلوت ادا کیا جاتا ہے تو اس کے خاندان
میں جتنا پیشتر ادا کرنے کا رواج ہے اس کا حکم مہر معجل کا ہے یعنی اس کے وصول کرنے کے لئے وطی و سفر
سے منع کر سکتی ہے۔اور اگر مہر موجل یعنی میعادی ہے اور میعاد مجہول ہے جب بھی فوراً دینا واجب ہے
ہاں اگر موجل ہے اور میعاد یہ ٹھہری کہ موت یا طلاق پر وصول کرنے کا حق ہے تو جب تک طلاق یا موت
واقع نہ ہو وصول نہیں کر سکتی جیسے عموماً ہندوستان میں یہی رائج ہے کہ مہر موجل سے یہی سمجھتے ہیں (عالمگیری
درمختار و بہار) مسئلہ نابالغہ کی رخصت ہو چکی مگر مہر معجل وصول نہیں ہوا ہے تو اُس کا ولی روک سکتا ہے

ــہ قولہ معلوم الجنس الوصف کما لو تزوجہا علی مکیل او موزون موصوف فی الذمۃ صحت التسمیۃ ویلزمہ
تسلیمہ ھکذا فی الہندیۃ وان سمی جنسہ وصفتہ لا یخیر ۱۲ منہ معلوم الجنس والوصف کی مثال جیسے
عربی گھوڑا۔جمنا پاری گائے۔

اور شوہر کچھ نہیں کر سکتا جب تک مہر معجل ادا نہ کرے (ہندیہ و بہار) **مسئلہ** مہر مؤجل یعنی میعادی تھا اور میعاد پوری ہوگئی تو عورت اپنے کو روک سکتی ہے یا بعض معجل تھا بعض میعادی اور میعاد پوری ہوگئی تو عورت اپنے کو روک سکتی ہے۔ (ہندیہ درمختار و بہار) **مسئلہ** مہر معجل لینے کے لئے عورت اگر وطی سے انکار کرے تو اس کی وجہ سے نفقہ ساقط نہ ہوگا اور اس صورت میں بلا اجازت شوہر کے گھر سے باہر بلکہ سفر میں بھی جا سکتی ہے جبکہ ضرورت سے ہو اور اپنے میکے والوں سے ملنے کے لئے بھی بلا اجازت جا سکتی ہے اور جب مہر وصول کر لیا تو اب بلا اجازت نہیں جا سکتی۔ مگر صرف ماں باپ کی ملاقات کو ہر ہفتہ میں ایک بار دن بھر کے لئے جا سکتی ہے اور محارم کے یہاں سال بھر میں ایک بار۔ اور محارم کے سوا دوسرے رشتہ داروں یا غیروں کے یہاں غمی یا شادی کسی تقریب میں نہیں جا سکتی نہ شوہر ان موقعوں پر جانے کی اجازت دے۔ اگر اجازت دی تو دونوں گنہگار ہوئے۔ (درمختار و بہار) **مسئلہ** شوہر نے کوئی چیز عورت کے یہاں بھیجی اگر یہ کہدیا کہ یہ ہدیہ ہے تو اب نہیں کہہ سکتا کہ وہ مہر میں تھی۔ اور اگر کچھ نہ کہا تھا اور اب کہتا ہے کہ مہر میں بھیجی اور عورت کہتی ہے کہ ہدیہ ہے اور وہ چیز کھانے کی قسم سے ہے (مثلاً روٹی گوشت حلوہ مٹھائی وغیرہ) تو عورت سے قسم لے کر اس کا قول مانا جائے۔ اور اگر کھانے کی قسم سے نہیں یعنی باقی رہنے والی چیز ہو (جیسے کپڑے۔ بکری۔ گھی۔ شہد وغیرہ) تو شوہر کو حلف دیا جائے قسم کھالے تو اس کی بات مانے۔ اور عورت کو اختیار ہوگا کہ اگر وہ چیز از قسم مہر نہیں اور باقی ہے تو واپس دے اور اپنا مہر وصول کرے۔ (ہندیہ درمختار و بہار) **مسئلہ** لڑکی کو جو کچھ جہیز میں دیا ہے واپس نہیں لے سکتا اور وارثوں کو بھی اختیار نہیں جبکہ مرض الموت میں نہ دیا ہو یونہیں جو کچھ سامان نابالغہ لڑکی کے لئے خریدا اگرچہ ابھی دیا نہ ہو یا مرض الموت میں دیا۔ اس کی مالک بھی تنہا لڑکی ہے (درمختار و بہار) **مسئلہ** لڑکی والوں نے نکاح یا رخصت کے وقت شوہر سے کچھ لیا ہو یعنی بغیر لئے نکاح یا رخصت سے انکار کرتے ہوں اور شوہر نے دے کر نکاح یا رخصت کرایا تو شوہر اس چیز کو واپس لے سکتا ہے اور وہ نہ رہی تو اس کی قیمت لے سکتا ہے کہ یہ رشوت ہے (بحر وغیرہ) رخصت کے وقت جو کپڑے بھیجے اگر بطور تملیک ہیں جیسا ہندوستان میں عموماً رواج ہے کہ ڈالبری میں جوڑے بھیجے جاتے ہیں اور عرف یہی ہے کہ لڑکی کو مالک کر دیتے ہیں تو انھیں واپس نہیں لے سکتا اور تملیک نہ ہو تو لے سکتا ہے۔ (ہندیہ و بہار) **مسئلہ** لڑکی کو جہیز دیا۔ پھر یہ کہتا ہے کہ میں نے بطور عاریت دیا ہے۔ اور لڑکی یا اس کے مرنے کے بعد شوہر کہتا ہے کہ بطور تملیک دیا ہے۔ تو اگر وہ چیز ایسی ہے کہ عموماً لوگ اسے جہیز میں دیا کرتے ہیں تو لڑکی یا اس کے شوہر کا قول مانا جائے۔ اور اگر عموماً یہ بات نہ ہو بلکہ عاریت و تملیک دونوں طرح دی جاتی ہو تو اس کے باپ یا ورثہ (وارثوں) کا قول معتبر ہے۔ (درمختار) **مسئلہ** جس

صورت میں لڑکی کا قول معتبر ہے اگر اس کے باپ نے گواہ پیش کئے جو اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ دیتے وقت اُس نے کہدیا تھا کہ عاریت ہے تو گواہ مان لئے جائیں گے۔ (ہندیہ و بہار) مسئلہ جس گھر میں دونوں میاں بیوی رہتے ہیں اس میں کچھ اسباب ہے جس کا ہر ایک مدعی ہے تو اگر وہ ایسی چیز ہے جو عورتیں برتتی ہیں جیسے ڈوپٹہ۔ سنگاردان۔ خاص عورتوں کے پہننے کے کپڑے۔ تو ایسی چیز عورت کو دی جائے گی۔ ہاں اگر شوہر ثبوت دے کہ یہ چیز اس کی ہے تو اُسے دیدیں گے۔ اور اگر وہ خاص مردوں کے برتنے کی ہے جیسے ٹوپی۔ عمامہ۔ انگرکھا اور ہتھیار وغیرہ ایسی چیز مرد کو دیدیں گے مگر جب عورت گواہ سے اپنی ملک ثابت کرے تو اسے دیں گے۔ اور اگر دونوں کے کام کی وہ چیز ہے جیسے بچھونا تو یہ بھی مرد ہی کو دیں۔ مگر جب عورت گواہ پیش کرے تو اسے دے دیں۔ اور اگر ان دونوں میں سے ایک مرچکا ہے اس کے ورثہ اور اس میں اختلاف ہوا جب بھی یہی صورتیں ہیں۔ مگر جو چیز دونوں کے برتنے کی ہو وہ اُسے دیں جو زندہ ہے وارث کو نہیں۔ اور اگر مکان میں مال تجارت ہے اور مشہور ہے کہ وہ شخص اس چیز کی تجارت کرتا تھا تو مرد کو دیں (ہندیہ و بہار) مسئلہ: نابالغہ کے باپ کو حق ہے کہ اپنی لڑکی کا مہر معجل شوہر سے طلب کرے۔ اور اگر لڑکی قابل جماع ہے تو شوہر رخصت کراسکتا ہے۔ اور اس کے لئے کسی سن کی تخصیص نہیں۔ اور اگر اس قابل نہیں اگرچہ بالغہ ہو تو رخصت پر جبر نہیں کیا جاسکتا (درمختار ردالمحتار و بہار)۔

کافر کا نکاح

جس قسم کا نکاح مسلمانوں میں جائز ہے اگر اسی طرح کافر نکاح کریں تو ان کا نکاح بھی صحیح ہے مگر اس قسم کے بھی نکاح ہیں کہ مسلمان کے لئے ناجائز اور کافر کرے تو ہو جائے گا اس کی صورت یہ ہے کہ نکاح کی کوئی شرط مفقود ہو (جیسے بغیر گواہ نکاح ہوا یا عورت کافر کی عدت میں تھی اس سے نکاح کیا) مگر شرط یہ ہے کہ کفار ایسے نکاح کے جائز ہونے کے معتقد ہوں پھر ایسے نکاح کے بعد اگر دونوں مسلمان ہوگئے تو اسی نکاح سابق[1] پر باقی رکھے جائیں جدید نکاح کی حاجت[ضرورت] نہیں۔ یونہیں اگر قاضی کے پاس مقدمہ دائر کیا تو قاضی تفریق نہ کرے گا۔ (درمختار و بہار وغیرہ) مسئلہ کافر نے محارم سے نکاح کیا اگر ایسا نکاح ان لوگوں میں جائز ہو تو نکاح کے لوازم نفقہ وغیرہ ثابت ہو جائیں گے مگر ایک دوسرے کا وارث نہ ہوگا اور اگر دونوں اسلام لائے یا ایک تو تفریق کردی جائیگی یونہیں اگر قاضی یا کسی مسلمان کے پاس دونوں نے اس کا مقدمہ پیش کیا تو تفریق کردے گا اور ایک نے پیش کیا تو نہیں۔ (ہندیہ و بہار وغیرہ) مسئلہ یہودی اور نصرانی کے علاوہ کسی اور قسم کے کافر میاں بیوی تھے ان میں سے ایک مسلمان ہوا تو قاضی دوسرے پر اسلام پیش کرے۔ اگر یہ بھی مسلمان ہوگیا فبہا اور

---

[1] فبہا یعنی نکاح سابق پر باقی رکھے جائیں نئے نکاح کی ضرورت نہیں۔

اگر انکار کیا یا سکوت کیا تو قاضی تفریق[1] کر دے سکوت کی صورت میں احتیاط یہ ہے کہ قاضی تین بار اسلام پیش کرے یونہی اگر کتابی کی عورت مسلمان ہوگئی تو مرد پر اسلام پیش کیا جائے۔ اسلام نہ قبول کرے تو تفریق کر دی جائے۔ اور اگر دونوں کتابی ہیں اور مرد مسلمان ہوا تو عورت بدستور اس کی زوجہ ہے (ہدایہ و بہار وغیرہ) مسئلہ کوئی عورت ہجرت کر کے دارالاسلام میں آئی مسلمان ہو کر یا ذمی بن کر یا یہاں آ کر مسلمان یا ذمیہ ہوئی تو اگر حاملہ نہ ہو فوراً نکاح کر سکتی ہے۔ اور حاملہ ہو تو بعد وضع حمل کے۔ مگر یہ وضع حمل اس کے لئے عدت نہیں۔ (درمختار و بہار) مسئلہ میاں بیوی میں سے کوئی مرتد ہوگیا تو نکاح فوراً ٹوٹ گیا اور یہ فسخ ہے طلاق نہیں۔ عورت موطوءہ ہو تو مہر بہرحال پورا لے سکتی ہے۔ اور غیر موطوءہ ہے تو اگر عورت مرتدہ ہوئی کچھ نہ پائے گی اور شوہر مرتد ہوا تو آدھا مہر لے سکتی ہے۔ اور عورت مرتدہ ہوئی اور زمانہ عدت میں مرگئی اور شوہر مسلمان ہوا تو ترکہ پائے گا۔ (درمختار و بہار) مسئلہ دونوں ایک ساتھ مرتد ہوگئے پھر مسلمان ہوئے تو پہلا نکاح باقی رہا اور اگر دونوں میں ایک پہلے مسلمان ہوا پھر دوسرا تو نکاح جاتا رہا اور اگر یہ معلوم نہ ہو کہ پہلے کون مرتد ہوا تو دونوں کا مرتد ہونا ایک ساتھ قرار دیا جائے۔ (ہندیہ و بہار) مسئلہ عورت مرتدہ ہوگئی تو اسلام لانے پر مجبور کی جائے۔ یعنی اُسے قید میں رکھیں یہاں تک کہ مرجائے یا اسلام لائے۔ اور بعد اسلام لانے کے جب جدید نکاح ہو تو مہر بہت تھوڑا رکھا جائے (درمختار و بہار) مسئلہ عورت نے زبان سے کلمۂ کفر نکالا تاکہ شوہر سے پیچھا چھوٹے۔ یا اس لئے کہ دوسرا نکاح ہوگا تو اُس کا مہر بھی وصول کرے گی تو ایسی صورت میں ہر قاضی کو اختیار ہے کہ کم سے کم مہر پر اُسی شوہر کے ساتھ نکاح کر دے عورت راضی ہو یا ناراض اور عورت کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ دوسرے سے نکاح کرلے۔ (عالمگیری و بہار) مسئلہ۔ بچہ اپنے باپ ماں میں اس کا تابع ہوگا جس کا دین بہتر ہو۔ جیسے اگر کوئی مسلمان ہوا تو اولاد مسلمان ہے ہاں اگر بچہ دارالحرب میں ہے اور اس کا باپ دارالاسلام میں مسلمان ہوا تو اس صورت میں اس کا تابع نہ ہوگا۔ اور اگر ایک کتابی ہے دوسرا مجوسی یا بت پرست تو بچہ کتابی قرار دیا جائے گا۔ (ہدایہ وغیرہ) مسئلہ نشہ والا جس کی عقل جاتی رہی اس کی زبان سے کلمۂ کفر نکلا تو عورت نکاح سے باہر نہ ہوئی لیکن پھر بھی نکاح پھر سے پڑھایا جائے۔ (ہندیہ و بہار)

بیویوں کی باری مقرر کرنے کا بیان

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے دو بیویاں ہوں اور دونوں میں عدل نہ کرے تو وہ قیامت کے دن حاضر ہوگا اس طرح پر کہ آدھا دھڑ اس کا بیکار ہوگا (ترمذی و حاکم) مسئلہ جس کی دو یا تین یا چار عورتیں ہوں اس پر عدل فرض ہے یعنی جو چیزیں اختیاری ہوں اُن میں سب عورتوں کا

---

[1] اور یہ تفریق طلاق بائن قرار دی جائے ۱۲ منہ - کتابی۔ یہودی اور عیسائی کو کہتے ہیں۔

یکساں خیال رکھے یعنی ہر ایک کا پورا حق ادا کرے۔ کپڑا۔ روٹی۔ خرچہ اور رہنے سہنے میں کسی کے ساتھ کچھ کمی نہ کرے۔ اور جو بات اس کے اختیار کی نہیں اس میں مجبور و معذور ہے جیسے ایک کی زیادہ محبت ہے دوسری کی کم یونہیں جماع سب کے ساتھ برابر ہونا بھی ضروری نہیں۔ (درمختار و بہار وغیرہ) مسئلہ ایک مرتبہ جماع قضاءً واجب ہے اور دیانۃً یہ حکم ہے کہ کبھی کبھی کرتا رہے اور اس کے لئے کوئی حد مقرر نہیں مگر اتنا تو ہو کہ عورت کی نظر اوروں کی طرف نہ اُٹھے اور اتنی کثرت بھی جائز نہیں کہ عورت کو نقصان پہنچے (درمختار و بہار وغیرہ) مسئلہ ایک ہی بیوی ہے مگر مرد اس کے پاس نہیں رہتا بلکہ نماز روزہ میں لگا رہتا ہے تو عورت شوہر سے مطالبہ کرسکتی ہے اور مرد کو حکم دیا جائے گا کہ عورت کے پاس بھی رہا کرے کہ حدیث میں آیا دَاِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے۔ روز مرہ شب بیداری اور روزے رکھنے میں اُس کا حق تلف ہوتا ہے۔ رہا یہ کہ عورت کے پاس رہنے کی کیا میعاد ہے اس کے بارے میں ایک روایت یہ ہے کہ چار دن میں ایک دن عورت کے لئے اور تین دن عبادت کے لئے۔ اور صحیح یہ ہے کہ مرد کو حکم دیا جائے کہ عورت کا بھی خیال رکھے اس کے لئے بھی کچھ وقت دے۔ اور اس کی مقدار شوہر کے تعلق ہے۔ (جوہرہ خانیہ و بہار) مسئلہ نئی اور پرانی کنواری اور ثیب تندرست اور بیمار حاملہ اور غیر حاملہ اور وہ نابالغہ جو قابل وطی ہو۔ حیض و نفاس والی اور جس سے ایلا یا ظہار کیا ہو۔ اور جس کو طلاق رجعی دی اور رجعت کا ارادہ ہے۔ اور احرام والی اور وہ مجنونہ جس سے ایذا کا خوف نہ ہو اور مسلمہ وکتابیہ سب برابر ہیں۔ سب کی باریاں ہوں گی۔ یونہیں مرد عنین ہو یا خصی۔ مریض ہو یا تندرست۔ بالغ ہو یا نابالغ قابل وطی ان سب کا ایک حکم ہے۔ (ہندیہ و بہار) مسئلہ ایک زوجہ کنیز ہے دوسری حُرّہ تو آزاد کے لئے دو دن اور دو راتیں ہیں اور کنیز کے لئے ایک دن ایک رات ہے اور جو کنیز اپنی ملک ہے اس کے لئے باری نہیں (ہندیہ و بہار) مسئلہ۔ باری میں رات کا اعتبار ہے لہٰذا ایک کی رات میں دوسری کے یہاں بلا ضرورت نہیں جاسکتا دن میں کسی حاجت کے لئے جاسکتا ہے اور دوسری بیمار ہو تو اس کے پوچھنے کو رات میں بھی جاسکتا ہے اور بیماری سخت ہے تو اس کے یہاں رہ بھی سکتا ہے یعنی جب اس کے یہاں کوئی ایسا نہ ہو جس سے اس کا جی بہلے اور تیمار داری کرے۔ ایک کی باری میں دوسری سے دن میں بھی جماع نہیں کرسکتا۔ (جوہرہ و بہار) مسئلہ یہ اختیار شوہر کو ہے کہ ایک ایک دن کی باری مقرر کرے یا تین تین دن کی بلکہ ایک ایک ہفتہ کی بھی مقرر کرسکتا ہے۔ (درمختار وغیرہ) مسئلہ سفر کو جانے میں باری نہیں بلکہ شوہر کو اختیار ہے جسے چاہے اپنے ساتھ لے جائے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ قرعہ ڈالے جس کے نام کا قرعہ

روزمرہ۔ ہر دن۔ تلف۔ برباد

قُرعہ نکلے اسے لے جائے۔ اور سفر سے واپسی کے بعد اور عورتوں کو یہ حق نہیں کہ اس کا مطالبہ کریں کہ جتنے دن سفر میں رہا اتنے ہی دنوں اِن باقیوں کے پاس بھی رہے۔ بلکہ اب سے باری مقرر ہوگی۔ سَفر سے مراد شرعی سفر ہے جس کا بیان نماز میں گذرا۔ عرف میں پردیس میں رہنے کو بھی سفر کہتے ہیں یہ مراد نہیں۔ (جوہرہ و بہار) مسئلہ عورت کو اختیار ہے کہ اپنی باری سَوت کو ہبہ کردے۔ اور ہبہ کرنے کے بعد واپس لینا چاہے تو لے سکتی ہے۔ (ہدایہ و جوہرہ وغیرہ) مسئلہ وطی اور بوسہ ہر قسم کے تمتع سب عورتوں کے ساتھ یکساں کرنا مستحب ہے واجب نہیں۔ (فتح القدیر و بہار)

حقوق زوجین

میاں بیوی میں نااتفاقی اور جھگڑے کی اصل وجہ ایک دوسرے کے حق کو ادا نہ کرنا ہے۔ قرآن مجید میں جس طرح یہ حکم آیا کہ اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ جس سے مردوں کی بڑائی ظاہر ہوتی ہے اسی طرح یہ بھی فرمایا کہ عَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ عورتوں کے ساتھ اچھی معاشرت کرو۔ لہٰذا اگر ہر ایک دوسرے کے سب حق پوری طور سے ادا کرے تو دین دنیا کی تمام خرابیوں اور آپس کے جھگڑے فساد سے بچ جائے اور زندگی آرام سے گذرے۔ یہاں ہم چند حدیثیں لکھتے ہیں تاکہ ہر ایک کے حقوق معلوم ہوجائیں۔ **مرد کا عورت پر حق** ۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا عورت پر سب آدمیوں سے زیادہ حق اس کے شوہر کا ہے اور مرد پر اس کی ماں کا (حاکم) اور فرمایا کہ اگر میں خدا کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ شوہر کو سجدہ کرے۔ خدا کی قسم عورت اپنے رب کا حق ادا نہ کرے گی جب تک شوہر کے کل حق ادا نہ کرے۔ (احمد و ابن ماجہ وغیرہ) اور فرمایا۔ شوہر نے عورت کو بلایا عورت نے انکار کردیا اور شوہر نے غصہ میں رات گذاری تو صبح تک اس عورت پر فرشتے لعنت بھیجتے رہتے ہیں اور دوسری روایت میں ہے کہ جب تک شوہر اس سے راضی نہ ہو اللہ تعالیٰ اس عورت سے ناراض رہتا ہے (بخاری و مسلم) اور فرمایا کہ شوہر کا حق عورت پر یہ ہے کہ اپنے نفس کو اس سے نہ روکے اور سوا فرض کے کسی دن بلا اس کی اجازت کے روزہ نہ رکھے۔ اگر رکھ لیا تو گنہگار ہوئی۔ بلا شوہر کی اجازت کے عورت کا کوئی عمل قبول نہیں اگر عورت نے بلا اجازت کرلیا تو شوہر کو ثواب ہے عورت پر گناہ۔ بغیر اجازت اس کے گھر سے نہ جائے اگر ایسا کیا تو جب تک توبہ نہ کرے اللہ و فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں عرض کی گئی کہ چاہے شوہر ظالم ہی ہو فرمایا چاہے ظالم ہی ہو۔ (ابو داؤد طیالسی و ابن عساکر) اور فرمایا کہ جو عورت اس حال میں مری کہ شوہر راضی تھا وہ جنت میں داخل ہوگی۔ (ترمذی) مسئلہ ہر مباح چیز جس سے شوہر منع کرے عورت پر اس کا ماننا واجب ہے۔ (ہندیہ

حقوق۔ جمع حق کی۔ زوجین۔ میاں بیوی۔ معاشرت۔ سلوک برتاوا۔ چلن

ردالمحتار) مسئلہ شوہر بناؤ سنگار کو کہتا ہے یہ نہیں کرتی یا وہ اپنے پاس بلاتا ہے اور یہ نہیں آتی اس صورت میں عورت کو مارنے کا بھی حق ہے اور اگر نماز نہیں پڑھتی تو طلاق دینی جائز ہے چاہے مہر دینے پر قادر نہ ہو (ہندیہ وبہار) مسئلہ عورت کو مسئلہ پوچھنے کی ضرورت ہو تو اگر شوہر عالم ہو تو اُس سے پوچھ لے اور عالم نہیں تو اس سے کہے وہ پوچھ آئے اور اِن صورتوں میں عورت کو خود عالم کے یہاں جانے کی اجازت نہیں اور یہ صورتیں نہ ہوں تو جاسکتی ہے (ہندیہ وبہار) مسئلہ عورت کا باپ اپاہج ہے اور اس کا کوئی نگراں نہیں تو عورت اس کی خدمت کے لئے جاسکتی ہے چاہے شوہر منع کرتا ہو تب بھی جاسکتی ہے (ہندیہ وبہار) **عورت کا حق مرد پر۔** مہر روٹی کپڑا اور دوسری ضروری باتوں کے علاوہ عورتوں سے اچھی طرح پیش آنا بھی مردوں کے ذمے ہے۔ ذرا ذرا سی بات پر مارنا۔ گالی دینا یا غصہ کرنا بیجا سختی کرنا منع ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں اچھے وہ لوگ ہیں جو عورتوں سے اچھی طرح پیش آئیں اور فرمایا مسلمان مرد مومنہ عورت کو مبغوض نہ رکھے اگر اس کی ایک عادت بُری معلوم ہوتی ہے دوسری پسند ہوگی یعنی سب عادتیں خراب نہ ہوں گی جبکہ اچھی بُری ہر قسم کی باتیں ہوں گی تو مرد کو نہ چاہئے کہ خراب ہی عادت کو دیکھتا رہے بلکہ بُری عادت سے چشم پوشی کرے اور اچھی عادت کی طرف نظر کرے (مسلم ومرقات وغیرہ) اور فرمایا کوئی شخص اپنی عورت کو نہ مارے جیسے غلام کو مارتا ہے پھر دوسرے وقت اس سے مجامعت کرے گا۔

شادی کے رسوم

شادی میں طرح طرح کی رسمیں برتی جاتی ہیں۔ ہر ملک میں نئی رسم۔ ہر قوم اور خاندان کا الگ رواج۔ جو رسمیں ہمارے ملک میں ہوتی ہیں ان میں سے کچھ کا بیان کیا جاتا ہے۔ رسم کی بنیاد چلن اور رواج پر ہے۔ یہ کوئی نہیں سمجھتا کہ شرعاً واجب یا سنت یا مستحب ہے اس لئے جب تک کسی رسم کی ممانعت شریعت سے ثابت نہ ہو اس وقت تک اسے حرام و ناجائز نہیں کہہ سکتے کھینچ تان کر ممنوع قرار دینا زیادتی ہے۔ مگر یہ ضرور ہے کہ رسوم کی پابندی اسی حد تک کرسکتا ہے کہ کسی حرام فعل میں مبتلا نہ ہو کچھ لوگ رسموں کی اتنی پابندی کرتے ہیں کہ ناجائز فعل کرنا پڑے تو پڑے مگر رسم نہ چھوٹے جیسے لڑکی جوان ہے اور رسموں کے ادا کرنے کو روپیہ نہیں تو یہ نہ کریں گے کہ رسمیں چھوڑ دیں اور نکاح کردیں کہ بوجھ اُترے اور بے آبروئی کا ڈر جاتا رہے۔ اب رسموں کو پورا کرنے کیلئے بھیک مانگتے طرح طرح کی فکر کرتے ہیں۔ اس خیال میں کہ کہیں سے مل جائے تو شادی کریں برسیں گذار دیتے ہیں اور بہت سی خرابیاں پیدا ہوجاتی ہیں۔ بعض آدمی قرض لے کر رسوم ادا کرتے ہیں اور

---

[۱] آیت اور حدیث سے یہ ظاہر ہے کہ عورت کو مارنا نہ چاہئے مگر اس صورت میں کہ باوجود سمجھانے بجھانے پند نصیحت کے کہا نہ مانے اور نافرمانی کرے تو بطور تنبیہ کے کچھ مار سکتا ہے لیکن اس میں بھی سخت مار نہ مارے اور مُنھ پر ہرگز نہ مارے۔

یہ خیال نہیں کرتے کہ جس طرح سود لینا حرام ہے اسی طرح سود دینا بھی حرام ہے۔ حدیث میں دونوں پر لعنت آئی۔ اللہ و رسول کی لعنت کے سزاوار ہوتے ہیں مگر رسم چھوڑنا گوارا نہیں کرتے۔ پھر اگر کچھ جگہ زمین ہے تو وہ بھی سودی قرضہ میں غائب ہوگئی اور کھانے بیٹھنے کا بھی ٹھکانا نہ رہا ایسے ہی فضول خرچیوں کی وجہ سے مسلمانوں کی جائدادیں تباہ ہوگئیں اسی لئے دین دنیا کا آرام اسی میں ہے کہ آدمی فضول خرچی سے بچے۔ اکثر جاہلوں میں رواج ہے کہ محلہ یا رشتہ کی عورتیں جمع ہوتی ہیں گاتی بجاتی ہیں۔ یہ حرام ہے کہ اولاً ڈھول بجانا ہی حرام پھر عورتوں کا گانا اس سے بڑھ کر۔ عورتوں کی آواز نامحرموں کو پہنچنا اور وہ بھی گانے کی وہ بھی عشق و محبت کے گیت۔ جو عورتیں اپنے گھروں میں چلّا کر بات کرنا اچھا نہیں سمجھتیں گھر سے باہر آواز جانے کو برا جانتی ہیں ایسے موقع پر وہ بھی شریک ہو جاتی ہیں گویا ان کے نزدیک گانا کوئی عیب ہی نہیں کتنے ہی دور آواز جائے کوئی حرج نہیں۔ پھر ایسے گانے میں جوان کنواری لڑکیاں بھی ہوتی ہیں ان کا ایسے گیت گانا یا سننا ضرور ان کے دل میں بُرے خیالات پیدا کرے گا دبے جوش کو اُبھارے گا اور اخلاق و شرافت پر اس کا بُرا اثر پڑے گا۔ یہ باتیں ایسی نہیں جن کے سمجھانے کی ضرورت ہو آج مردوں اور عورتوں کے بد[illegible] ہونے کی سب سے بڑی وجہ عشقیہ مضامین کا پڑھنا ہے (جیسے ناول اور افسانے) یا عشق و محبت [illegible] شہ کھیل دیکھنا ہے۔ (جیسے تھیٹر سینما) اسی سلسلہ میں رتجگا بھی ہے کہ رات بھر گاتی ہیں اور گل[illegible] بکتے ہیں صبح کو مسجد میں طاق بھرنے جاتی ہیں یہ بہت سی خرافات پر مشتمل ہے۔ نیاز گھر میں بھی ہو سکتی۔ [illegible] گلگلے کے سوا ہر کھانے پر ہو سکتی ہے اور اگر مسجد ہی میں ہو تو مرد لے جا سکتے ہیں عورتوں کی کیا ضرورت پھر اگر اس رسم کے ادا کے لئے عورت ہی ہونا ضرور ہو تو اس جگھٹے کی کیا حاجت۔ پھر جوانوں اور کنواریوں کی اس میں شرکت اور نامحرم کے سامنے جانے کی جرأت کس قدر حماقت ہے۔ پھر بعض جگہ یہ بھی دیکھا گیا کہ اس رسم کے ادا کرنے کے لئے چلتی ہیں تو وہی گانا بجانا ساتھ ہوتا ہے اسی شان سے مسجد تک پہنچتی ہیں ہاتھ میں ایک چَومکھ ہوتا ہے یہ سب ناجائز۔ جب صبح ہوگئی چراغ کی کیا ضرورت اور چراغ کی حاجت ہے تو مٹی کا کافی ہے آٹے کا چراغ بنانا اور تیل کی جگہ گھی جلانا فضول خرچی ہے۔ دولھا دولھن کو بٹنا لگانا مانجھے بٹھانا جائز ہے ان میں کوئی حرج نہیں دولھا کو مہندی لگانا ناجائز ہے کنگنا باندھنا بھی منع ہے۔ ڈال بری کی رسم کہ کپڑے وغیرہ بھیجے جاتے ہیں جائز۔ دولھا کو ریشمی کپڑا پہننا حرام یونہیں مغرق جوتے بھی ناجائز۔ اور خالص پھولوں کا سہرا جائز۔ بلاوجہ ممنوع نہیں کہا جا سکتا۔ ناچ باجے آتشبازی حرام ہے۔ کون ان کی حرمت سے واقف نہیں۔ مگر بعض لوگ اتنے منہمک ہوتے ہیں کہ یہ نہ ہوں تو گویا شادی ہی نہ ہوئی بعض تو اتنے بے باک ہوتے ہیں کہ یہ محرمات نہ ہوں تو اسے غمی اور جنازہ سے تعبیر کرتے ہیں یہ خیال نہیں کرتے

کہ ایک تو گناہ اور شریعت کی مخالفت ہے دوسرے مال برباد کرنا ہے تیسرے تمام تماشائیوں کے گناہ کا بھی سبب ہے اور سب کے مجموعہ کے برابر اس پر گناہ کا بوجھ، اور بعض جگہ ناچ کا رواج ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ کھلی ہوئی بیحیائی ہے۔ چھوٹے بڑے حتیٰ کہ باپ بیٹے تک ایک مجلس میں یہ بیحیائی کا کام دیکھتے اور اپنی بیحیائی کا ثبوت دیتے ہیں۔ علاوہ حرام و گناہ ہونے کے فضول خرچی بھی ہے یہی پیسہ بچے تو دوسرے جائز طریقہ سے خوشی کا اظہار ہوسکتا ہے جیسے کھانے کپڑے میں فراغت و وسعت۔ اس کی کیا ضرورت ہے کہ حد شرع سے گذر کر ہی خوشی منائی جائے اور بھی جائز طریقے ہیں۔ ولیمہ سنت ہے سنت ادا کرنے کی نیت سے ولیمہ کرو۔ خویش و اقارب اور دوسرے مسلمانوں کو کھانا کھلاؤ۔ غرض مسلمان کو لازم ہے کہ اپنے ہر کام کو شریعت کے موافق کرے اللہ و رسول کی مخالفت سے بچے۔ وھو الموفق۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ قد تم کتاب النکاح و یتلوہ کتاب الطلاق انشاء اللہ تعالےٰ

طلاق کا بیان

نکاح سے عورت شوہر کی پابند ہو جاتی ہے اس پابندی کے اُٹھا دینے کو طلاق کہتے ہیں۔ طلاق کے لئے کچھ الفاظ مقرر ہیں جن کا بیان آگے آئے گا۔ طلاق کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ اسی وقت نکاح سے باہر ہو جائے اس کو بائن کہتے ہیں دوسری یہ کہ عدت گذرنے پر باہر ہوگی اسے رجعی کہتے ہیں۔ مسئلہ طلاق دینا جائز ہے مگر بے وجہ شرعی منع ہے اور وجہ شرعی ہو تو مباح ہے بلکہ بعض صورتوں میں مستحب ہے (جیسے عورت اس کو یا اوروں کو ایذا دیتی ہے یا نماز نہیں پڑھتی)۔ اور بعض صورتوں میں طلاق دینا واجب ہے۔ (جیسے شوہر نامرد یا ہجڑا ہے یا اس پر کسی نے جادو یا عمل کر دیا ہے کہ جماع پر قادر نہیں اور اسکے ازالہ کی بھی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ کہ ان صورتوں میں طلاق نہ دینا سخت تکلیف پہنچانا ہے) (درمختار وبہار وغیرہ) مسئلہ طلاق کی تین قسمیں ہیں حَسَنْ اَحْسَنْ بِدْعی۔ طلاق اَحْسَنْ دینے کی صورت یہ ہے کہ جس طہر میں وطی نہ کی ہو اس میں ایک طلاق رجعی دے اور چھوڑے رہے یہاں تک کہ عدت گذر جائے۔ یہ احسن ہے اور طلاق حسن یہ ہے کہ غیر موطوءہ کو طلاق دی یا موطوءہ کو تین طہر میں تین طلاقیں دیں بشرطیکہ نہ اِن طہروں میں وطی کی ہو نہ حیض میں۔ یا تین مہینے میں تین طلاقیں اس عورت کو دیں جسے حیض

ولیمہ۔ شب زفاف کی صبح کو جو دعوت اس خوشی میں کی جائے وہ ولیمہ ہے۔ ترمذی کی حدیث میں ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (شادیوں میں) پہلے دن کا کھانا حق ہے یعنی ثابت ہے اسے کرنا ہی چاہئے اور دوسرے دن کا کھانا سنت ہے اور تیسرے دن کھانا سُمعَہ ہے (یعنی سنانے اور شہرت کے لئے ہے) جو سنانے کے لئے کوئی کام کریگا اللہ تعالیٰ اس کو سُنائے گا یعنی اس کو سزا دے گا

نہیں آتا (جیسے نابالغہ؎ یا حمل والی یا سن ایاس والی) یہ سب صورتیں طلاق حسن کی ہیں۔ بدعی یہ ہے
کہ ایک طہر میں دو یا تین طلاق دے دے (چاہے تین دفعہ میں یا دو دفعہ میں یا ایک ہی دفعہ میں چاہے
تین بار لفظ کہے۔ یا یوں کہدیا کہ تجھے تین طلاقیں) یا ایک طہر میں ایک ہی طلاق دی مگر اس طہر میں وطی
کر چکا ہے یا موطوءہ کو حیض میں طلاق دی یا طہر ہی میں طلاق دی مگر اس سے پہلے جو حیض آیا تھا اس میں
وطی کی تھی یا اس حیض میں طلاق دی تھی یا یہ سب باتیں نہیں مگر طہر میں طلاق بائن دی تو یہ تمام صورتیں
طلاق بدعی کی ہیں۔ (درمختار و بہار وغیرہ) مسئلہ اگر حیض میں طلاق دی تو رجعت واجب ہے اس لئے
کہ اس حالت میں طلاق دینا گناہ تھا اگر طلاق دینا ہی ہے تو اس حیض کے بعد طہر گذر جائے پھر حیض آکر
پاک ہو تو اب دے سکتا ہے یہ اس وقت ہے کہ جماع سے رجعت کی ہو اور اگر قول یا بوسہ لینے یا چھونے
سے رجعت کی ہو تو اس حیض کے بعد جو طہر ہے اس میں بھی طلاق دے سکتا ہے۔ (جوہرہ و بہار وغیرہ)
مسئلہ ایسی موطوءہ جسے حیض آتا ہے اس سے کہا تجھے سنت کے موافق دو یا تین طلاقیں تو اس سے
ہر طہر میں ایک طلاق واقع ہوگی پہلی اس طہر میں پڑے گی جس میں وطی نہ کی ہو۔ مسئلہ ایسی موطوءہ
جسے حیض آتا ہے اس سے ایسے طہر کی حالت میں جس میں وطی نہیں کی ہے یہ کہا تجھے سنت کے موافق
دو یا تین طلاقیں تو ایک طلاق فوراً واقع ہوگی۔ مسئلہ۔ ایسی موطوءہ جسے حیض آتا ہے اس سے حالت حیض
میں کہا تجھے سنت کے موافق دو یا تین طلاقیں تو اب حیض کے بعد پاک ہونے پر پہلی طلاق واقع ہوگی
مسئلہ ایسی موطوءہ جسے حیض آتا ہے اُسے ایسی طہر میں جس میں وطی کر چکا ہے یہ کہا تجھے سنت کے
موافق دو یا تین طلاقیں تو اب حیض کے بعد پاک ہونے پر پہلی طلاق ہوگی۔ مسئلہ غیر موطوءہ سے کہا
تجھے سنت کے موافق دو یا تین طلاقیں تو ایک طلاق فوراً واقع ہوگی (چاہے اس وقت حیض ہی ہو)
باقی اس وقت واقع ہوگی کہ اس سے نکاح کرے (کیونکہ پہلے ہی طلاق سے بائن ہوگئی نکاح سے نکل گئی
دوسری طلاق کے لئے محل نہ رہی) مسئلہ موطوءہ جسے حیض نہیں آتا اس سے کہا تجھے سنت کے
موافق دو یا تین طلاقیں تو ایک فوراً واقع ہوگی۔ دوسرے مہینے میں دوسری اور تیسرے مہینے میں
تیسری واقع ہوگی۔ مسئلہ اگر عورت سے کہا کہ تجھے سنت کے موافق دو یا تین طلاقیں اور اس کلام سے
یہ نیت کی کہ تینوں ابھی پڑ جائیں یا ہر مہینے کے شروع میں ایک واقع ہو تو یہ نیت بھی صحیح ہے۔ مگر
غیر موطوءہ میں یہ نیت کہ ہر مہینے کے شروع میں ایک واقع ہو بیکار ہے کہ وہ پہلی ہی سے بائن ہو جائیگی
اور محل نہ رہے گی۔ (درمختار و بہار وغیرہ) مسئلہ طلاق کے لئے شرط یہ ہے کہ شوہر عاقل بالغ ہو۔ نابالغ

؎ یہ نابالغہ اگر نو برس یا زیادہ عمر کی ہے مگر ابھی حیض نہیں آیا ہے تو افضل یہ ہے کہ وطی اور طلاق میں ایک مہینے
کا فاصلہ ہو۔

یا مجنون نہ خود طلاق دے سکتا ہے نہ اس کی طرف سے اُس کا ولی۔ (درمختار ہدایہ ہندیہ وبہار) مسئلہ نشہ والے نے طلاق دی تو واقع ہو جائے گی کہ یہ عاقل کے حکم میں ہے۔ اور نشہ چاہے شراب پینے سے ہو یا بھنگ وغیرہ کسی اور چیز سے۔ افیون کی پینک میں طلاق دے دی جب بھی واقع ہو جائے گی۔ طلاق میں عورت کی طرف سے کوئی شرط نہیں نابالغہ ہو یا مجنونہ بہرحال طلاق واقع ہو گی۔ (درمختار، ہندیہ وبہار) مسئلہ کسی نے مجبور کر کے نشہ پلا دیا یا حالت اضطرار میں پیا (جیسے پیاس سے مر رہا تھا اور پانی نہ تھا تب پیا تھا) اور نشہ میں طلاق دے دی تو صحیح یہ ہے کہ واقع نہ ہوگی (ردالمحتار وبہار) مسئلہ طلاق کے لئے یہ شرط نہیں کہ خوشی سے طلاق دی جائے بلکہ اِکراہ شرعی کی صورت میں بھی طلاق واقع ہو جائیگی (ہدایہ جوہرہ وہندیہ وغیرہ) مسئلہ الفاظ طلاق بطور ہزل کہے یعنی ان سے دوسرے معنیٰ کا ارادہ کیا جو نہیں بن سکتے جب بھی طلاق ہو گئی (درمختار ردالمحتار وبہار) مسئلہ خفیف العقل کی بھی طلاق واقع ہے اور بوہرا مجنون کے حکم میں ہے۔ (درمختار۔ ردالمحتار وبہار) مسئلہ گونگے نے اشارے سے طلاق دی تو ہو گئی جبکہ لکھنا نہ جانتا ہو اور اگر لکھنا جانتا ہے تو اشارے سے نہ ہوگی بلکہ لکھنے سے ہوگی..... (فتح القدیر وبہار) مسئلہ کوئی اور لفظ کہنا چاہتا ہے زبان سے لفظ طلاق نکل گیا یا لفظ طلاق بولا مگر اس کے معنی نہیں جانتا یا سہواً یا غفلت میں کہا یا ہنسی دل لگی کے طور پر کہا۔ یا ڈرانے دھمکانے کے لئے کہا۔ ان سب صورتوں میں طلاق واقع ہو گئی (درمختار وبہار وغیرہ) مسئلہ مریض جس کا مرض اس حد کو نہ پہنچا ہو کہ عقل جاتی رہے اُس کی طلاق واقع ہے۔ (درمختار وبہار) مسئلہ سرسام وبرسام یا کسی اور بیماری میں جس سے عقل جاتی رہی یا غشی کی حالت میں یا سوتے میں طلاق دیدی تو واقع نہ ہوگی (درمختار۔ ردالمحتار وبہار) مسئلہ اگر غصہ اس حد کا ہو کہ عقل جاتی رہے تو طلاق واقع نہ ہوگی (درمختار و ردالمحتار) آجکل اکثر لوگ طلاق دے بیٹھتے ہیں بعد کو افسوس کرتے ہیں اور طرح طرح کے حیلہ سے یہ فتویٰ لیا چاہتے ہیں کہ طلاق واقع نہ ہو ایک عذر اکثر یہ بھی ہوتا ہے کہ غصہ میں طلاق دی تھی۔ مفتی کو چاہئے کہ یہ امر ملحوظ رکھے کہ مطلقاً غصہ کا اعتبار نہیں معمولی غصہ میں طلاق ہو جاتی ہے۔ اور وہ صورت کہ عقل غصہ سے جاتی رہی بہت نادر ہے۔ لہٰذا جب تک اِس کا ثبوت نہ ہو محض سائل کے کہدینے پر اعتماد نہ کرے (بہار شریعت) مسئلہ نابالغ کی عورت مسلمان ہوگئی اور شوہر پر قاضی نے اسلام پیش کیا اگر وہ سمجھوال ہے اور اسلام سے انکار کرے تو طلاق ہو گئی۔ (ردالمحتار وبہار) مسئلہ زبان سے الفاظ طلاق نہ کہا مگر کسی

اِکراہ۔ زبردستی کرنا۔ مجبور کرنا۔ ع ۵۔ مجبوری سے مراد شرعی مجبوری ہے دوست احباب کے اصرار اور معمولی مار اور دھمکی شرعی مجبوری نہیں بلکہ قتل یا قطع عضو یا ضرب شدید کے صحیح اندیشہ سے شرعی مجبوری ہوتی ہے ۱۲ منہ

خفیف العقل۔ کم سمجھ۔

ایسی چیز پر لکھا کہ حروف ممتاز نہ ہوتے ہوں (جیسے پانی یا ہوا پر) تو طلاق نہ ہوگی اور اگر ایسی چیز پر لکھا کہ حروف ممتاز ہوتے ہوں (جیسے کاغذ یا تختہ وغیرہ پر) اور طلاق کی نیت سے لکھا تو ہو جائیگی اور اگر لکھ کر بھیجا یعنی اس طرح لکھا جس طرح خط لکھا جاتا ہے (کہ معمولی القاب و آداب کے بعد اپنا مطلب لکھا جاتا ہے) جب بھی ہوگئی بلکہ اگر نہ بھی بھیجے جب بھی اس صورت میں ہو جائے گی۔ اور یہ طلاق لکھتے وقت پڑے گی۔ اور اسی وقت سے عدت شمار ہوگی۔ اور اگر یوں لکھا کہ میرا یہ خط جب تجھے پہنچے تجھے طلاق ہے تو عورت کو جب تحریر پہنچے گی اس وقت طلاق ہوگی۔ عورت چاہے پڑھے یا نہ پڑھے اور فرض کیجئے کہ عورت کو تحریر پہنچی ہی نہیں مثلاً اسے نہ بھیجی یا راستہ میں گم ہوگئی تو طلاق نہ ہوگی۔ اور اگر یہ تحریر عورت کے باپ کو ملی اُس نے چاک کر دی لڑکی کو نہ دی تو اگر لڑکی کے تمام کاموں میں یہ تصرف کرتا ہے اور وہ تحریر اس شہر میں اس کو ملی جہاں لڑکی رہتی ہے تو طلاق ہوگئی ورنہ نہیں مگر جبکہ تحریر آنے کی لڑکی کو خبر دی اور وہ پھٹی ہوئی تحریر بھی اُسے دی اور وہ پڑھنے میں آتی ہے تو واقع ہو جائے گی (قاضی خاں درمختار ہندیہ و بہار) **مسئلہ** کسی پرچہ پر طلاق لکھی اور کہتا ہے کہ میں نے مشق کے طور پر لکھی ہے تو قضاءً اس کا قول معتبر نہیں۔ (ردالمحتار و بہار) **مسئلہ** دو پرچوں پر یہ لکھا کہ جب میری یہ تحریر پہنچے تجھے طلاق ہے اور عورت کو دونوں پرچے پہنچے تو قاضی دو طلاق کا حکم دے گا۔ (ردالمحتار) **مسئلہ** دوسرے سے طلاق لکھوا کر بھیجی تو طلاق ہو جائے گی۔ لکھنے والے سے کہا میری عورت کو طلاق لکھ دے۔ تو یہ اقراری طلاق ہے۔ یعنی طلاق ہو جائے گی۔ چاہے وہ نہ لکھے۔ (ردالمحتار و بہار) **مسئلہ** تحریر سے طلاق کے ثبوت میں یہ ضرور ہے کہ شوہر اقرار کرے کہ میں نے لکھی یا لکھوائی یا عورت اس پر گواہ پیش کرے۔ محض اس کے خط سے مشابہ ہونا یا اس کے سے دستخط ہونا یا اس کی سی مہر ہونا کافی نہیں۔ ہاں اگر عورت کو اطمینان اور غالب گمان ہے کہ یہ تحریر اسی کی ہے تو اس پر عمل کرنے کی عورت کو اجازت ہے۔ مگر جب شوہر انکار کرے تو بغیر شہادت چارہ نہیں۔ (خانیہ وغیرہ) **مسئلہ** کسی نے شوہر کو طلاقنامہ لکھنے پر مجبور کیا اُس نے لکھدیا مگر نہ دل میں ارادہ ہے نہ زبان سے طلاق کا لفظ کہا تو طلاق نہ ہوگی۔ مجبوری سے مراد شرعی مجبوری ہے۔ محض کسی کے اصرار کرنے پر لکھدینا یا بڑا ہے اسکی بات کیسے ٹالی جائے۔ یہ مجبوری نہیں۔ (ردالمحتار و بہار) **مسئلہ** طلاق دو قسم ہے صریح و کنایہ۔ صریح وہ ہے جس سے طلاق مراد ہونا ظاہر ہو اکثر طلاق میں اس کا استعمال ہو اگرچہ وہ کسی زبان کا لفظ ہو۔ (جوہرہ و بہار وغیرہ) **مسئلہ** لفظ صریح جیسے میں نے تجھے طلاق دی تجھے طلاق ہے۔ تو مطلقہ ہے۔ تو طالق ہے۔ میں تجھے طلاق دیتا ہوں۔ اے مطلقہ۔ اِن سب لفظوں کا حکم یہ ہے کہ ایک طلاق رجعی واقع ہوگی۔ چاہے کچھ نیت نہ کی ہو یا بائن کی نیت کی ہو یا ایک سے زیادہ کی نیت کی ہو

یا کہے میں نہیں جانتا تھا کہ طلاق کیا چیز ہے۔ اِن سب صورتوں میں ایک رجعی واقع ہوگی مگر اس صورت میں کہ وہ طلاق کو نہ جانتا تھا تو دیانۃً واقع نہ ہوگی۔ (درمختار و بہار وغیرہ) مسئلہ طلاغ تلاغ طلاک تلاک تلاکھ تلاکھ تلاخ تلاخ تلاق طلاق بلکہ توتلے کی زبان سے تلات یہ سب صریح الفاظ ہیں۔ اِن سب سے ایک طلاق رجعی ہوگی چاہے طلاق کی نیت ہو یا نہ ہو۔ ط ل اق طا لام الف قاف کہا اور نیت طلاق کی ہے تو ایک رجعی ہوگی۔ (درمختار و بہار) مسئلہ اُردو میں یہ لفظ کہے کہ میں نے تجھے چھوڑا یہ صریح ہے اس سے ایک رجعی ہوگی کچھ نیت ہو یا نہ ہو۔ یوہیں یہ لفظ کہ میں نے فارغ خطی فارخطی۔ فارکھتی دی۔ صریح ہے۔ (بہار شریعت) مسئلہ لفظ طلاق غلط طور پر ادا کرنے میں عالم و جاہل برابر ہیں۔ بہرحال طلاق ہوجائے گی۔ چاہے کہے کہ میں نے دھمکانے کے لئے غلط طور پر ادا کیا تھا طلاق مقصود نہ تھی نہیں تو صحیح طور پر بولتا۔ ہاں اگر لوگوں سے پہلے کہدیا تھا کہ میں دھمکانے کے لئے غلط طور پر بولوں گا طلاق مقصود نہ ہوگی تو اب اس کا کہا مان لیا جائے گا۔ (درمختار و بہار) مسئلہ کسی نے پوچھا تو نے اپنی عورت کو طلاق دے دی اس نے کہا ہاں "یا کیوں نہیں" تو طلاق ہوگئی۔ اگرچہ طلاق دینے کی نیت سے نہ کہا ہو۔ مگر جب کہ ایسی سخت آواز اور ایسے لہجہ سے کہا جس سے انکار سمجھا جاتا ہو تو نہیں (درمختار خانیہ و بہار) مسئلہ کسی نے زید سے کہا تیری عورت پر طلاق نہیں اس پر زید نے کہا کیوں نہیں یا کہا کیوں تو طلاق ہوگئی اور اگر کہا نہیں یا ہاں تو نہ ہوئی۔ (فتاویٰ رضویہ) مسئلہ عورت کو طلاق نہیں دی ہے مگر اوروں سے کہتا ہے میں طلاق دے آیا تو قضاءً طلاق ہوجائے گی لیکن دیانۃً نہ ہوگی (فتاویٰ خیریہ و بہار) مسئلہ طلاق ایک دی ہے اور لوگوں سے کہتا ہے تین دی ہیں تو دیانۃً ایک ہوگی قضاءً تین۔ چاہے کہے کہ میں نے جھوٹ کہا تھا۔ (خیریہ و بہار) مسئلہ عورت سے کہا اے مُطَلَّقہ۔ اے طلاق دی گئی۔ اے طالق۔ اے طلاق شدہ۔ اے طلاق یافتہ۔ اے طلاق کردہ۔ اِن سب صورتوں میں طلاق ہوگئی۔ چاہے کہے میرا مقصد گالی دینا تھا طلاق دینا نہ تھا۔ اور اگر یہ کہے کہ میرا مقصود یہ تھا کہ وہ پہلے شوہر کی مُطلقہ ہے۔ اور حقیقت میں وہ ایسی ہی ہے یعنی شوہر اوّل کی مُطلّقہ ہے تو دیانۃً اس کا قول مان لیا جائے گا۔ اور اگر وہ عورت پہلے کسی کی منکوحہ تھی ہی نہیں یا تھی مگر اس نے طلاق نہ دی تھی بلکہ مرگیا ہو تو یہ تاویل نہیں مانی جائے گی۔ یوہیں "اگر تیرے شوہر نے تجھے طلاق دی" تو بھی وہی حکم ہے۔ (ردالمحتار ہندیہ و بہار) مسئلہ عورت سے کہا تجھے طلاق دیتا ہوں یا کہا تو مطلقہ ہوجا۔ تو طلاق ہوگئی۔ (شامی و بہار) مگر یہ لفظ کہ طلاق دیتا ہوں یا چھوڑتا ہوں اس کے یہ معنی لئے کہ طلاق دینا چاہتا ہوں یا چھوڑنا چاہتا ہوں تو دیانۃً نہ ہوگی۔ قضاءً ہوجائے گی اور اگر یہ لفظ کہا کہ چھوڑے دیتا ہوں تو طلاق نہ ہوئی کہ یہ لفظ قصد و ارادہ کے لئے ہے۔ (بہار شریعت) مسئلہ تجھ پر طلاق

تجھے طلاق ۔ طلاق ہو جا ۔ تو طلاق ہے ۔ تو طلاق ہو گئی ۔ طلاق لے ۔ باہر جاتی تھی کہا طلاق لے جا ۔ اپنی طلاق اوڑھ اور روانہ ہو ۔ میں نے تیری طلاق تیرے آنچل میں باندھ دی ۔ جا تجھ پر طلاق ۔ اِن سب لفظوں سے ایک طلاق رجعی ہوگی ۔ اور اگر فقط جا طلاق کی نیت سے کہتا تو بائن ہوتی (خانیہ ہندیہ وغیرہ) **مسئلہ** کسی نے اپنی عورت کی نسبت کہا ۔ اسے اس کی طلاق کی خبر دے ۔ یا طلاق کی خوشخبری سُنا دے ۔ یا اس کی طلاق کی خبر اس کے پاس لے جا یا اُسے لکھ بھیج یا اس سے کہہ کہ وہ مطلقہ ہے ۔ یا اس کے لئے اس کی طلاق کی سند یا یادداشت لکھ دے ۔ اِن سب صورتوں میں طلاق ابھی پڑ گئی چاہے نہ اُس نے اُس سے کہا نہ لکھا ۔ اور اگر یوں کہا کہ اس سے کہہ کہ تو مطلقہ ہے ۔ یا یوں کہا کہ اسے طلاق دے آ ۔ تو جب یہ جا کر کہے گا تب طلاق ہوگی ورنہ نہیں ۔ (خانیہ و بہار) **مسئلہ** عورت سے کہا تو فلانی سے زیادہ مطلقہ ہے ۔ طلاق پڑ گئی چاہے وہ فلانی مطلقہ نہ بھی ہو (فتاویٰ رضویہ) **مسئلہ** عورت سے کہا میں نے تیری طلاق چاہی یا کہا تیرے لئے طلاق ہے یا کہا اللہ نے تیری طلاق چاہی یا کہا اللہ نے تیری طلاق مقدر کر دی ۔ ان سب صورتوں میں اگر نیت طلاق کی ہو تو رجعی واقع ہوگی ۔ (درمختار ردالمحتار بحر و بہار) **مسئلہ** عورت سے کہا میں نے تجھے چھوڑا اور کہتا ہے میرا مطلب یہ تھا کہ بندھی ہوئی تھی اس کی بندش کھول دی یا مقید تھی اب چھوڑ دی تو یہ تاویل سُنی نہ جائے گی ہاں اگر تصریح کر دی کہ تجھے قید یا بندش سے چھوڑا تو قول مان لیا جائے گا (درمختار و بہار) **مسئلہ** اپنی عورت سے کہا تو مجھ پر حرام ہے تو اس سے ایک بائن طلاق واقع ہوگی چاہے نیت نہ کی ہو) ۔ (درمختار و بہار) **مسئلہ** عورت سے کہا ۔ میں تجھ پر حرام ہوں اور طلاق کی نیت کی تو طلاق واقع ہو گئی ۔ اور اگر صرف یہ کہا تھا کہ میں حرام ہوں تو نہ ہوگی ۔ (درمختار و بہار) **مسئلہ** عورت سے کہا تیری طلاق مجھ پر واجب ہے تو اس سے طلاق ہو جائے گی ۔ (ردالمحتار و بہار) **مسئلہ** اگر کہا تجھے خدا طلاق دے تو اِس سے طلاق نہ ہوگی اور اگر یوں کہا کہ تجھے خدا نے طلاق دی تو اس سے طلاق ہو گئی ۔ (ردالمحتار و بہار) **مسئلہ** طلاق میں اضافت نسبت ضرور ہونی چاہئے بغیر اضافت طلاق واقع نہ ہوگی ۔ چاہے حاضر کے صیغہ سے بیان کرے جیسے کہے تجھے طلاق ہے یا اشارہ کے ساتھ بیان کرے جیسے کہے کہ اسے یا اُسے یا نام لے کر کہے کہ فلانی کو طلاق ہے غرض جس کو طلاق دینا ہے اس کی طرف طلاق کی نسبت ضروری ۔ (درمختار و بہار وغیرہ) **مسئلہ** اگر کہا تجھے کہ میں طلاق ہے یا گھر میں یا سایہ میں یا دھوپ میں تو ایسا کہنے سے فوراً طلاق پڑ جائے گی یہ نہیں کہ مکہ کو جائے تب پڑے ۔ ہاں اگر یہ کہے کہ میرا مطلب یہ تھا کہ جب مکہ کو جائے تب طلاق ہے تو دیانۃً یہ بات معتبر ہے لیکن قضاءً نہیں ۔ (درمختار و بہار) **مسئلہ** اگر کہا تجھے قیامت کے دن طلاق ہے ۔ تو کچھ نہیں کہ یہ

کلام لغو ہے اور اگر یوں کہا کہ تجھے قیامت سے پہلے طلاق ہے تو فوراً طلاق پڑجائے گی (درمختار و بہار) مسئلہ اگر کہا تجھے کل طلاق ہے تو دوسرے دن صبح چمکتے ہی طلاق ہوجائے گی۔ یوہیں اگر کہا شعبان میں طلاق ہے تو جس دن رجب کا مہینہ ختم ہوگا اُس دن آفتاب ڈوبتے ہی طلاق ہوگی۔ (درمختار و بہار) مسئلہ انگلیوں سے اشارہ کرکے کہا تجھے اتنی طلاقیں۔ تو ایک دو تین جتنی انگلیوں سے اشارہ کیا اتنی طلاقیں ہوئیں یعنی جتنی انگلیاں اشارہ کے وقت کھلی ہوں ان کا اعتبار ہے بند کا اعتبار نہیں۔ اور اگر وہ کہتا ہے میری مراد بند انگلیاں یا ہتھیلی تھی تو یہ قول دیانۃً معتبر ہوگا قضاءً نہیں۔ اور اگر تین انگلیوں سے اشارہ کرکے کہا تجھے اِس کے مثل طلاق اور نیت تین کی ہو تو تین طلاق پڑے گی نہیں تو ایک بائن پڑے گی اور اگر اشارہ کرکے کہا تجھے اتنی اور نیت طلاق کی ہے اور لفظ طلاق بولا نہیں جب بھی طلاق ہوجائے گی (درمختار ردالمحتار و بہار) مسئلہ طلاق کے ساتھ کوئی صفت ذکر کی جس سے شدت سمجھی جائے تو بائن ہوگی جیسے بائن یا البتہ۔ فحش طلاق۔ طلاق شیطان۔ طلاق بدعت بدتر طلاق۔ پہاڑ برابر۔ ہزار کے مثل سب سے بڑی۔ سب سے کڑوی سب سے کرّی۔ سب سے چوڑی سب سے لمبی۔ سب سے موٹی۔ پھر اگر تین کی نیت کی تو تین ہوگی نہیں[1] تو ایک اور اگر عورت باندی ہے تو دو کی نیت صحیح[2] ہے (ہدایہ درمختار۔ وبہار وغیرہ) مسئلہ کہا تجھے ہزاروں طلاق یا چند بار طلاق تو تین واقع ہوگی۔ اور اگر کہا تجھے طلاق نہ کم نہ زیادہ تو ظاہرالروایہ میں تین ہوں گی۔ اور امام ابوجعفر ہندوانی و امام قاضی خاں اس کو ترجیح دیتے ہیں کہ دو واقع ہوں اور اگر کہا کم تر طلاق تو ایک رجعی ہوگی (درمختار ردالمحتار وبہار) مسئلہ اگر کہا تجھے طلاق ہے پوری طلاق۔ تو ایک ہوگی اور اگر کہا کہ کل طلاقیں تو تین۔ (درمختار ردالمحتار و بہار) مسئلہ جس عورت سے نکاح فاسد کیا پھر اس کو تین طلاقیں دیں تو بغیر حلالہ نکاح کرسکتا ہے اس لئے کہ یہ حقیقۃً طلاق نہیں بلکہ متارکہ ہے۔

غیر مدخولہ کی طلاق۔

مسئلہ۔ غیر مدخولہ کو کہا تجھے تین طلاقیں تو تین ہوں گی اور اگر کہا تجھے طلاق۔ تجھے طلاق۔ تجھے طلاق۔ یا کہا تجھے طلاق طلاق۔ طلاق۔ یا کہا تجھے طلاق ہے ایک اور ایک اور ایک تو ان صورتوں میں ایک بائن

---

[1] یعنی دو کی نیت کرے جب بھی ایک ہی ہوگی اقول نیۃ الثلث انما صحت لکونہا جنسا حتی لوکانت المرءۃ امۃ تصح نیۃ الثنتین باعتبار معنی الجنسیۃ اما الثنتان فی حق الحرۃ عدد والفظ لا یحتمل العدد وھذا لان معنی التوحد مراعا فی الفاظ الوحدان وذالک بالفردیۃ او الجنسیۃ والمثنی بمعزل منہا ھٰکذا فی الھدایہ وغیرھا وفی قاضی خاں ولا تصح نیۃ الثنتین فی الکنایات رجل قال للمنکوحۃ الامۃ انت بائن ونوی الثنتین صحت نیۃ ولو قال ذالک لحرۃ طلقھا واحدۃ ونوی الثنتین یقع واحدۃ ۱۲ منہ [2] ان عورتوں یں حرہ میں دو کی نیت صحیح نہیں ہے۔ ۱۲ منہ

واقع ہوگی باقی لغو و بیکار ہیں یعنی چند لفظوں سے واقع کرنے میں صرف پہلے لفظ سے واقع ہوگی اور باقی کے لئے محل نہ رہے گی۔ اور موطوءہ میں بہرحال تین واقع ہوں گی۔ (درمختار و بہار) **مسئلہ** اگر کہا ڈیڑھ طلاق تو دو ہوں گی۔ اور اگر کہا آدھی اور ایک تو ایک ہوگی۔ یوں ہی ڈھائی کہا تو تین ہوں گی۔ اور دو اور آدھی کہا تو دو ہوں گی۔ (درمختار و بہار) **مسئلہ** کسی کے دو یا تین عورتیں ہیں اُس نے کہا میری عورت کو طلاق۔ تو ان میں سے ایک پر پڑے گی۔ اور یہ اُسے اختیار ہے کہ ان میں سے جسے چاہے طلاق کے لئے معین کرے اور اگر ایک کو مخاطب کر کے کہا۔ تجھ کو طلاق ہے۔ یا کہا تو مجھ پر حرام ہے تو صرف اُسی کو ہوگی جس سے کہا۔ (درمختار ردالمحتار و بہار) **مسئلہ** عورت نے شوہر سے کہا مجھے تین طلاقیں دیدے۔ شوہر نے جواب میں کہا دی تو تین واقع ہوئیں اور اگر جواب میں یہ کہا کہ تجھے طلاق ہے تو ایک واقع ہوگی چاہے نیت تین کی ہو۔ (خانیہ و بہار وغیرہ) **مسئلہ** عورت نے کہا میں نے اپنے کو طلاق دے دی۔ شوہر نے جائز کر دی تو طلاق ہوگئی۔ (درمختار و بہار) **کنایۂ طلاق** وہ الفاظ ہیں جن سے طلاق مراد ہونا ظاہر نہ ہو طلاق کے علاوہ اور معنوں میں بھی ان کا استعمال ہوتا ہو۔ کنایہ سے طلاق واقع ہونے میں یہ شرط ہے کہ طلاق کی نیت ہو یا حالت بتاتی ہو کہ طلاق مراد ہے۔ یعنی پہلے سے طلاق کا ذکر تھا یا غصہ میں کہا۔ کنایہ کے الفاظ تین طرح کے ہیں۔ بعض میں سوال رد کرنے کا احتمال ہے۔ بعض میں گالی کا احتمال ہے۔ اور بعض میں نہ یہ ہے نہ وہ بلکہ جواب کے لئے متعین ہیں۔ اگر رد کا احتمال ہے تو مطلقاً ہر حال میں نیت کی حاجت ہے بغیر نیت طلاق نہ ہوگی اور جن میں گالی کا احتمال ہے ان سے طلاق ہونا خوشی اور غضب میں نیت پر موقوف ہے اور طلاق کا ذکر تھا تو نیت کی ضرورت نہیں اور تیسری صورت یعنی جو فقط جواب ہو تو اس کے لئے خوشی میں نیت ضروری ہے اور غضب و مذاکرہ کے وقت بغیر نیت بھی طلاق واقع ہے۔ (درمختار و بہار وغیرہ) **بائن کے بعض الفاظ یہ ہیں** ۔ جا[1]۔ نکل[2]۔ چل[3]۔ روانہ ہو[4]۔ اُٹھ[5]۔ کھڑی ہو[6]۔ پردہ کر[7]۔ ہٹ[8] سرک[9]۔ جگہ[10] چھوڑ۔ گھر[11] خالی کر۔ دور[12] ہو۔ رستہ[13] ناپ۔ اپنی[14] راہ لے۔ کالا[15] منہ کر۔ چل[16] دور ہو۔ تو جدا[17] ہے۔ تو مجھ سے[18] جدا ہے۔ چلتی[19] بن۔ رفو[20] چکر ہو۔ بخرا[21] خالی کر۔ چلتی[22] نظر آ۔ دفع[23] ہو۔ دال[24] فے عین ہو بستر[25] اٹھا۔ تشریف[26] لے جائیے۔ تشریف کا[27] ٹوکرا لے جائیے۔ جہاں[28] سینگ سمائے جا۔ بہت[29] ہو چکی اب مہربانی فرمائیے۔ جہنم[30] میں جا۔ چولھے[31] میں جا۔ بھاڑ[32] میں پڑ۔ میرے[33] پاس سے چل۔ تو مجھ پر[34] مثل مُردار کے ہے۔ تو مجھ پر[35] مثل سور کے ہے۔ تو مجھ پر[36] مثل شراب کے ہے۔ (لیکن اگر کہا مثل بھانگ کے یا مثل افیون کے یا مثل فلاں کے مال کے یا مثل فلاں کی عورت کے تو نہیں) تو مثل میری[37] ماں کے ہے۔ تو مثل میری[38] بیٹی کے ہے تو مثل میری[39] بہن کے ہے۔ (اور اگر یوں کہا کہ تو ماں ہے۔ یا کہا بہن ہے۔ یا کہا بیٹی ہے۔ تو گناہ کے سوا کچھ نہیں) میں تجھ[40] سے باز آیا۔ میں تجھ سے[41] درگذرا۔ تو میرے[42] کام کی نہیں۔ میں نے تیری[43] راہ خالی کردی

اپنے[43] میکے بیٹھ۔ میں تجھ سے لا دعویٰ[44] ہوتا ہوں۔ میرا تجھ پر کچھ[45] دعویٰ نہیں۔ تو خود مختار[46] ہے۔ تو آزاد[47] ہے۔ مجھے صورت[48] نہ دکھا۔ الگ[49] ہو۔ کنارے[50] ہو۔ آزاد[51] ہوجا۔ میں تجھ سے بری[52] ہوں۔ میں تجھ سے بیزار[53] ہوں۔ میں تجھ سے دست بردار[54] ہوں۔ تو قیامت تک میرے[55] لائق نہیں۔ تو عمر بھر میرے لائق نہیں۔ میں نے تجھے آزاد[56] کیا۔ میں نے تجھے تیرے گھروالوں[58] کو دیا۔ میں نے تجھے تیری ماں کو دیا۔ میں نے تجھے تیرے خاوندوں[61] کو دیا۔ میں نے تجھے[62] جدا کر دیا۔ میں نے تجھ سے[63] جدائی کی۔ مجھ میں[64] تجھ میں نکاح باقی نہ رہا۔ میں نے تجھ سے خلع کیا۔ یہ چند کثیر الوقوع الفاظ کنایہ کے جن سے بائن طلاق واقع ہوتی ہے یہاں لکھے گئے۔ اور بہت الفاظ ہیں جن کو بہار شریعت و فتویٰ رضویہ میں ذکر کیا گیا ہے اگر ضرورت ہو تو ان کتابوں میں دیکھیں **مسئلہ** کنایہ کے ان لفظوں سے ایک بائن طلاق ہوگی اگر طلاق کی نیت سے بولے گئے چاہے بائن کی نیت نہ ہو اور دو کی نیت کی جب بھی وہی ایک واقع ہوگی۔ ہاں اگر تین کی نیت کی تو تین واقع ہوگی۔ لیکن اگر باندی میں دو کی نیت کی تو دو واقع ہوگی۔ (درمختار۔ ردالمحتار و بہار) **مسئلہ** ان لفظوں سے طلاق نہ ہوگی چاہے نیت کرے۔ مجھے تیری حاجت نہیں۔ مجھے تجھ سے سروکار نہیں۔ تجھ سے مجھے کام نہیں۔ تجھے مجھ سے غرض نہیں۔ تجھ سے مطلب نہیں تو مجھے درکار نہیں تجھ سے مجھے رغبت نہیں۔ میں تجھے نہیں چاہتا۔ (فتاویٰ رضویہ و بہار) **مسئلہ** مدخولہ کو ایک طلاق دی تھی پھر عدت میں کہا کہ میں نے اسے بائن کر دیا تو بائن واقع ہوجائیگی اور اگر کہا تین۔ تو تین واقع ہوجائیں گی اور اگر عدت یا رجعت کے بعد ایسا کہا تو کچھ نہیں۔ (درمختار و بہار)

طلاق سپرد کرنے کا بیان

مسئلہ۔ عورت سے کہا تجھے اختیار ہے یا کہا تیرا معاملہ تیرے ہاتھ ہے اور اس سے مقصود طلاق کا اختیار دینا ہے تو عورت اس مجلس میں اپنے کو طلاق دے سکتی ہے۔ چاہے وہ مجلس کتنی ہی لمبی طویل ہو اور مجلس بدلنے کے بعد کچھ نہیں کر سکتی اور اگر عورت وہاں موجود نہ تھی یا موجود تھی مگر سنا نہیں اور اسے اختیار انھیں لفظوں سے دیا تو جس مجلس میں عورت کو اس کا علم ہوا اس مجلس کا اعتبار ہے۔ ہاں اگر شوہر نے کوئی وقت مقرر کر دیا تھا مثلاً آج اسے اختیار ہے اور وقت گذرنے کے بعد علم ہوا تو اب کچھ نہیں کر سکتی۔ اور اگر ان لفظوں سے شوہر نے طلاق کی نیت ہی نہ کی تو کچھ نہیں اس لئے اگر

ے الفاظ کنایہ سے کم سے کم طلاق واقع ہوگی۔ یا کل کوئی عدد معین نہیں۔ حرہ اور باندی دونوں میں کم سے کم ایک ہے اور کل طلاق حرہ میں تین ہے اور باندی میں دو لہٰذا حرہ میں ایک یا تین واقع ہو سکیں گی دو نہیں اور باندی میں ایک یا دو۔ منہ

یہ الفاظ کنایہ کے ہیں اور کنایہ میں بے نیت طلاق نہیں ہوتی۔ ہاں اگر غضب کی حالت میں کہا یا اس وقت طلاق کی بات چیت تھی اس حالت میں کہا تو اب نیت نہیں دیکھی جائیگی۔ اور اگر عورت نے ابھی کچھ نہ کہا تھا کہ شوہر نے اپنے کلام (بات) کو واپس لیا تو مجلس کے اندر واپس نہو گا یعنی بعد واپسی شوہر بھی عورت اپنے کو طلاق دے سکتی ہے اور شوہر اُسے منع بھی نہیں کر سکتا۔ اور اگر شوہر نے یہ لفظ کہے کہ تو اپنے کو طلاق دیدے یا تجھے اپنی طلاق کا اختیار ہے جب بھی یہی سب احکام ہیں۔ مگر اس صورت میں اگر عورت نے طلاق دیدی تو رجعی پڑیگی۔ ہاں اگر اس صورت میں عورت نے تین طلاقیں دیں اور مرد نے تین کی نیت بھی کر لی ہے تو تین ہونگی اور اگر مرد کہتا ہے میں نے ایک کی نیت کی تھی تو ایک بھی واقع نہو گی اور اگر شوہر نے تین کی نیت کی یا یہ کہا کہ تو اپنے کو تین طلاق دے لے اور عورت نے ایک دی تو ایک پڑیگی اور اگر کہا تو اگر چاہے تو اپنے کو تین طلاقیں دے عورت نے ایک دی یا کہا تو اگر چاہے تو اپنے کو ایک طلاق دے۔ عورت نے تین دیں تو دونوں صورتوں میں کچھ نہیں مگر پہلی صورت میں اگر عورت نے کہا میں نے اپنے کو طلاق دی ایک اور ایک اور ایک تو تین پڑیگی۔ (جوہرہ۔ ہندیہ۔ درمختار و بہار وغیرہ) مسئلہ ان الفاظ مذکورہ کے ساتھ یہ بھی کہا کہ تو جب چاہے یا جس وقت چاہے۔ تو اب مجلس بدلنے سے اختیار باطل نہو گا اور شوہر کو کلام واپس لینے کا اب بھی اختیار نہو گا۔ (درمختار و بہار) مسئلہ کسی شخص سے کہا کہ تو میری عورت کو طلاق دیدے اس شخص نے اسی مجلس میں یا بعد اس مجلس کے طلاق دیدی تو طلاق ہو گئی اور اسمیں رجوع کر سکتا ہے یعنی جسکو یہ اختیار دیا تھا اس سے یہ اختیار لے سکتا ہے۔ لیکن اگر یوں کہا تھا کہ اگر تو چاہے تو طلاق دیدے تو یہ اختیار اسی مجلس تک رہیگا اور رجوع نہ کر سکے گا۔ (جوہرہ درمختار و بہار) مسئلہ عورت سے کہا تو اپنے کو طلاق دیدے۔ تو عورت اسی مجلس میں اپنے کو طلاق دے سکتی ہے۔ اس مجلس کے بعد نہیں دیسکتی۔ اور رجوع بھی نہیں کر سکتا ہے[ع] (جوہرہ و درمختار) مسئلہ عورت سے کہا تو اپنی سوت کو طلاق دیدے تو یہ مجلس کے ساتھ خاص نہیں اس مجلس کے بعد بھی دے سکتی ہے اور رجوع بھی کر سکتا ہے[س] (جوہرہ درمختار) یہاں مجلس بدلنے کی صورتیں بیٹھی تھی کھڑی ہو گئی یا ایک کام کر رہی تھی اُسے چھوڑ کر دوسرا کرنے لگی جیسے کھانا منگوایا یا سو گئی۔ یا غسل کرنے لگی یا مہندی لگانے لگی۔ یا کسی سے خرید و فروخت کی بات کی یا کھڑی تھی جانور پر سوار ہو گئی یا سوار تھی اُتر گئی یا ایک سواری سے اُتر کر دوسری پر سوار ہوئی۔ یا سوار تھی مگر جانور کھڑا تھا چلنے لگا تو ان سب صورتوں میں مجلس بدل گئی اور اب طلاق کا اختیار نہ رہا۔ اور اگر کھڑی تھی بیٹھ گئی یا کھڑی تھی اور مکان میں ٹہلنے لگی یا بیٹھی ہوئی تھی تکیہ لگا لیا۔ یا تکیہ لگائے ہوئے تھی سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔ یا اپنے باپ وغیرہ کسی کو مشورہ کیلئے بلا لیا۔ یا گواہوں کو بلانے گئی تاکہ انکے سامنے طلاق دے جبکہ وہاں کوئی ایسا نہیں جو بلا دے یا سواری پر جا رہی تھی اُسے روک دیا۔ یا پانی دیا۔ یا کھانا وہاں موجود تھا کچھ تھوڑا سا کھا لیا۔ ان سب صورتوں میں مجلس نہیں بدلی

ع لانہ تملیک۔ س لانہ توکیل منہ سلمہ

اگر میں کمینہ ہوں تو تجھ پر طلاق ہے تو طلاق ہوگئی چاہے کمینہ نہ ہو) کہ ایسے کلام سے تعلیق مقصود نہیں ہوتی بلکہ عورت کو ایذا دینا ہے۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ وہ فعل ذکر کیا جائے جسے شرط ٹھہرایا لہٰذا اگر یوں کہا۔ تجھے طلاق ہے اگر۔ اور اسکے بعد کچھ نہ کہا تو یہ کلام لغو ہے طلاق نہ واقع ہوئی نہ ہوگی۔ تعلیق کیلئے شرط یہ ہے کہ عورت تعلیق کے وقت اسکے نکاح میں ہو۔ (مثلاً اپنی منکوحہ سے یا جو عورت اسکی عدت میں ہے کہا اگر تو فلاں کام کرے یا فلاں کے گھر جائے تو تجھ پر طلاق ہے) یا نکاح کیطرف اضافت ہو۔ (مثلاً کہا اگر میں کسی عورت سے نکاح کروں تو اس پر طلاق ہے۔ یا اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو تجھ پر طلاق ہے یا جس عورت سے نکاح کروں اُسے طلاق ہے اور کسی اجنبیہ سے کہا اگر تو فلاں کے گھر گئی تو تجھ پر طلاق ہے پھر اس سے نکاح کیا اور وہ عورت اسکے یہاں گئی طلاق نہ ہوئی۔ یا کہا جو عورت میرے ساتھ سوئے اُسے طلاق ہے۔ پھر نکاح کیا اور ساتھ سوئی طلاق نہ ہوئی۔ یوں ہی اگر والدین سے کہا اگر تم میرا نکاح کروگے تو اُسے طلاق۔ پھر والدین نے اُسکے بے کہے نکاح کر دیا طلاق واقع نہ ہوگی۔ یوں ہی اگر طلاق ثبوت ملک یا زوال ملک کے مقارن ہو تو کلام لغو ہے طلاق نہ ہوگی مثلاً تجھ پر طلاق ہے تیرے نکاح کے ساتھ یا میری یا تیری موت کیساتھ (درمختار و ردالمحتار وغیرہ) **مسئلہ** شرط کا محل جاتے رہنے سے تعلیق باطل ہو جاتی ہے۔ مثلاً کہا اگر فلاں سے بات کرے تو تجھ پر طلاق۔ اب فلاں مرگیا تو تعلیق باطل ہوگئی لہٰذا اگر کسی ولی کی کرامت سے وہ فلاں جی گیا اب کلام کیا تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ یا کہا اگر تو اس گھر میں گئی تو تجھ پر طلاق۔ اور یہ گھر گر پڑ کر کھیت یا باغ بن گیا تو تعلیق جاتی رہی چاہے پھر دوبارہ اس جگہ گھر بنایا گیا ہو۔ (درمختار و بہار) **حروف شرط** اُردو زبان میں یہ ہیں۔ اگر۔ جب۔ جس وقت۔ ہر وقت۔ جو۔ ہر۔ جس۔ جب کبھی۔ ہر بار۔ (بہار شریعت) **مسئلہ** ایک بار شرط پائے جانے سے تعلیق ختم ہو جاتی ہے یعنی دوبارہ شرط کے پائے جانے سے طلاق واقع نہ ہوگی۔ مثلاً عورت سے کہا اگر تو فلاں کے گھر میں گئی۔ یا تو نے فلاں سے بات کی تو تجھ کو طلاق ہے۔ اب عورت اُسکے گھر گئی تو طلاق واقع ہوگئی دوبارہ پھر گئی تو اب واقع نہ ہوگی۔ اسلئے کہ اب تعلیق کا حکم باقی نہیں۔ مگر جب کبھی یا جب جب یا ہر بار کے لفظ سے تعلیق کی تو ایک دو بار پر تعلیق ختم نہ ہوگی بلکہ تین بار میں تین طلاقیں پڑیں گی۔ اسلئے کہ یہ کُلَّمَا کا ترجمہ ہے اور کُلَّمَا عموم افعال کے واسطے ہے مثلاً عورت سے کہا جب کبھی تو فلاں کے گھر جائے یا فلاں سے بات کرے تو تجھکو طلاق ہے۔ تو اگر فلاں کے گھر تین بار گئی۔ تین طلاقیں ہوگئیں۔ اب تعلیق کا حکم ختم ہوگیا یعنی اگر وہ عورت بعد حلالہ پھر اسکے نکاح میں آئی اب پھر فلاں کے گھر گئی تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ ہاں اگر یوں کہا کہ جب کبھی میں اس سے نکاح کروں تو اُسے طلاق ہے تو تین پر بس نہیں بلکہ سو بار بھی نکاح کرے تو ہر بار طلاق واقع ہوگی یوں ہی اگر یہ کہا کہ جس جس آدمی سے تو بات کرے تجھ کو طلاق ہے یا ہر اس عورت سے کہ جس سے میں نکاح کروں اُسے طلاق ہے یا جس جس وقت تو یہ کام کرے تجھ پر طلاق ہے۔ کہ یہ الفاظ بھی عموم کیواسطے ہیں لہٰذا

لہذا ایک بار میں تعلیق ختم ہوگی۔ (عامہ کتب) **مسئلہ** یہ کہا کہ جب کبھی میں اُس مکان میں جاؤں اور فلاں سے بات کروں تو میری عورت کو طلاق۔ اسکے بعد اُس گھر میں کئی بار گیا مگر فلاں سے بات نہ کی تو عورت کو طلاق نہوئی اور اگر جانا کئی بار ہوا اور بات کرنا ایک بار تو ایک طلاق ہوئی۔ (ہندیہ وبہار) **مسئلہ** وطی پر تین طلاقیں معلق کی تھیں تو حشفہ داخل ہونے سے طلاق ہو جائیگی اور واجب ہے کہ فوراً جُدا ہو جائے (درمختار وبہار) **مسئلہ** یہ کہا کہ اگر اس رات میں تو میرے پاس نہ آئی تو تجھ پر طلاق۔ عورت دروازہ تک آئی اندر نہ گئی۔ طلاق ہو گئی۔ اور اگر اندر گئی مگر شوہر سو رہا تھا تو نہ ہوئی۔ اور پاس آنے میں یہ شرط ہے کہ اتنے قریب آجائے کہ شوہر ہاتھ بڑھائے تو عورت تک پہنچ جائے۔ مرد نے عورت کو بُلایا۔ عورت نے انکار کیا۔ اس پر مرد نے کہا اگر تو نہ آئی تو تجھکو طلاق ہے۔ پھر شوہر خود زبردستی اُسے لے آیا تو طلاق نہوئی (ہندیہ وبہار) **مسئلہ** اگر تو فلاں کے گھر جائے تو تجھ کو طلاق ہے۔ اسکے بعد فلاں مرگیا اور گھر ترکہ میں چھوڑا اب اُس گھر میں جانے سے طلاق نہوگی۔ (ہندیہ وبہار)۔

اِستثناء کا بیان

استثنا کیلئے شرط یہ ہے کہ کلام کیساتھ متصل ہو یعنی بلا وجہ نہ سکوت کیا ہو نہ کوئی بیکار بات درمیان میں کہی ہو۔ اور یہ بھی شرط ہے کہ اتنی آواز سے کہے کہ اگر شور وغل وغیرہ کوئی مانع نہ ہو تو خود سُن سکے۔ بہرے کا استثنا صحیح ہے (بہار وغیرہ) **مسئلہ** عورت سے کہا تجھ کو طلاق ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ تو طلاق واقع نہ ہوگی چاہے انشاء اللہ کہنے سے پہلے ہی عورت مرگئی اور اگر شوہر اتنا لفظ کہہ کر کہ تجھ کو طلاق ہے۔ مرگیا۔ انشاء اللہ نہ کہہ سکا مگر اسکا ارادہ انشاء اللہ بھی کہنے کا تھا تو طلاق ہوگئی۔ رہا یہ کہ کیسے معلوم ہوا کہ اسکا ارادہ یہ بھی تھا یہ یوں معلوم ہوا کہ پہلے اُس نے کہہ دیا کہ میں اپنی عورت کو طلاق دیکر استثنا کرونگا۔ (درمختار وردالمحتار) **مسئلہ** یہ کہا کہ تجھ کو طلاق ہے مگر یہ کہ خدا چاہے یا کہا اگر خدا نہ چاہے۔ یا کہا جو اللہ چاہے یا کہا جب خدا چاہے یا کہا مگر جو خدا چاہے یا کہا جب تک خدا نہ چاہے یا کہا اللہ کی مشیت کیساتھ یا کہا اللہ کے حکم میں یا کہا اللہ کے اذن میں یا کہا اللہ کے امر میں تو طلاق واقع نہوگی۔ اور اگر یوں کہا کہ اللہ کے امر سے یا کہا اللہ کے حکم سے یا کہا اللہ کے اذن سے یا کہا اللہ کے علم سے یا کہا اللہ کی قضا سے یا کہا اللہ کی قدرت سے یا کہا اللہ کے علم میں یا کہا اللہ کی مشیّت کے سبب یا کہا اللہ کے ارادہ کے سبب تو طلاق ہو جائے گی۔ (درمختار وہندیہ وبہار) **مسئلہ** اگر انشاء اللہ کو مقدم کیا یعنی یوں کہا انشاء اللہ تجھ کو طلاق ہے جب بھی طلاق نہوگی اور اگر یوں کہا کہ تجھکو طلاق ہے انشاء اللہ اگر تو گھر میں گئی تو گھر میں جانے سے طلاق نہوگی اور اگر انشاء اللہ طلاق کے دو جملوں کے بیچ میں کہا جیسے یوں کہا تجھ کو طلاق ہے انشاء اللہ تجھ کو طلاق ہے تو استثنا پہلے جملہ سے لگے گا لہذا دوسرے جملہ سے طلاق واقع ہو جائے گی۔ یوں ہی اگر کہا تجھ کو تین طلاقیں ہیں انشاء اللہ تجھ پر طلاق ہے تو ایک واقع ہوگی؏ (بحر۔ درمختار۔ خانیہ وبہار) **مسئلہ** اگر تین طلاقیں کہہ کر ان میں سے

؏ کہ اس صورت میں انشاء اللہ پہلے جملہ سے متعلق ہوگا لہذا دوسرے جملہ سے تعلیق نہ ہوگی بلکہ تنجیز ہو جائے گی ۱۲۔

(ہندیہ وبہار) مسئلہ کشتی گھر کے حکم میں ہے کہ کشتی کے چلنے سے مجلس نہ بدلے گی۔ اور جانور پر سوار ہے اور جانور چل رہا ہے تو مجلس بدل رہی ہے۔ ہاں اگر شوہر کے سکوت کرتے ہی فوراً اُسی قدم میں جواب دیا تو طلاق ہوگئی اور اگر محمل میں دونوں سوار ہیں جسے کوئی کھینچے لئے جاتا ہے تو مجلس نہیں بدلی کہ یہ کشتی کے حکم میں ہے۔ گاڑی پالکی کا بھی یہی حکم ہے۔ (درمختار وبہار) مسئلہ مرد نے اپنی عورت سے کہا کہ تو اپنے نفس کو اختیار کر عورت نے کہا میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا یا کہا میں نے اختیار کیا یا کہا اختیار کرتی ہوں تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی۔ اور تین کی نیت صحیح نہیں۔ (درمختار وبہار) مسئلہ شوہر نے اختیار دیا عورت نے جواب میں کہا میں نے اپنے کو بائن کیا یا کہا حرام کردیا یا کہا طلاق دی تو جواب ہوگیا اور ایک بائن طلاق پڑگئی (ہندیہ وبہار) مسئلہ عورت کے اولیا نے طلاق لینی چاہی۔ شوہر عورت کے باپ سے یہ کہہ کر چلا گیا کہ تم جو چاہو سو کرو۔ اور باپ نے طلاق دیدی۔ تو اگر شوہر نے تفویض کے ارادہ سے نہ کہا ہو تو طلاق نہ ہوگی۔ (درمختار وبہار) مسئلہ عورت سے کہا تو اپنے کو طلاق دیدے۔ اور نیت کچھ نہ ہو یا ایک یا دو کی نیت ہو اور عورت حرہ ہو۔ تو عورت کے طلاق دینے پر ایک رجعی واقع ہوگی۔ اور تین کی نیت کی ہو تو تین پڑجائیں گی۔ اور باندی میں دو کی نیت بھی صحیح ہے۔ اور اگر عورت نے جواب میں کہا کہ میں نے اپنے کو بائن کیا یا کہا میں نے اپنے کو جدا کیا یا کہا میں حرام ہوں یا کہا میں بری ہوں جب بھی ایک رجعی واقع ہوگی۔ اور اگر کہا میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو کچھ نہیں اگرچہ شوہر نے جائز کردیا ہو (درمختار) کسی اور سے کہا تو میری عورت کو رجعی طلاق دیدے اُس نے بائن دی جب بھی رجعی ہوگی۔ اور اگر وکیل نے طلاق کا لفظ نہ کہا بلکہ کہا میں نے جُدا کردیا تو یہ کچھ نہیں۔ (ردالمحتار وبہار) مسئلہ عورت سے کہا اپنے کو تو طلاق دیدے جیسی تو چاہے تو عورت کو اختیار ہے۔ بائن دے یا رجعی۔ ایک دے یا دو یا تین۔ مگر مجلس بدلنے کے بعد اختیار نہ رہے گا۔ (ہندیہ وبہار) مسئلہ مرد نے عورت سے کہا تجھکو طلاق ہے اگر تو ارادہ کرے۔ یا پسند کرے۔ یا خواہش کرے۔ یا محبوب رکھے۔ عورت نے جواب میں کہا۔ میں نے چاہا یا ارادہ کیا تو طلاق ہوگئی۔ یوں ہی اگر کہا تجھے موافق آئے۔ جواب میں کہا میں نے چاہا تو طلاق ہوگئی۔ اور جواب میں کہا میں نے محبوب رکھا تو طلاق نہوئی۔ (ہندیہ وبہار)

تعلیق کا بیان

تعلیق کے معنی یہ ہیں کہ کسی چیز کا ہونا دوسری چیز کے ہونے پر موقوف کیا جائے۔ یہ دوسری چیز جس پر پہلی موقوف ہے اسکو شرط کہتے ہیں۔ تعلیق صحیح ہونے کیلئے ضروری ہے کہ شرط فی الحال معدوم ہو مگر عادۃً ہو سکتی ہو۔ لہذا اگر شرط معدوم نہ ہو (مثلاً یہ کہے کہ اگر آسمان ہمارے اوپر ہو تو تجھکو طلاق ہے) تو تعلیق نہیں (بلکہ فوراً طلاق واقع ہو جائیگی) اور اگر شرط عادۃً محال ہو (مثلاً یہ کہ اگر سوئی کے ناکے میں اونٹ چلا جائے تو تجھکو طلاق ہے) تو کلام لغو ہے اس سے کچھ نہ ہوگا اور تعلیق میں یہ بھی شرط ہے کہ شرط متصلاً بولی جائے اور یہ کہ سزا دینا مقصود نہ ہو (مثلاً عورت نے شوہر کو کمینہ کہا اُس پر شوہر نے کہا

ایک یا دو کا استثنا کرے تو یہ استثنا صحیح ہے یعنی استثنا کے بعد جو باقی ہے وہ واقع ہوگی جیسے کہا تجھ کو تین طلاقیں ہیں مگر ایک تو اس صورت میں دو طلاقیں واقع ہونگی اور اگر کہا تجھ کو تین طلاقیں ہیں مگر دو تو اسوقت ایک طلاق پڑے گی۔ اور کل کا استثنا صحیح نہیں چاہے اسی لفظ سے ہو جیسے کہا تجھ پر تین طلاقیں ہیں مگر ایک اور ایک اور ایک یا کہا تجھ پر تین طلاقیں مگر دو اور ایک تو ان صورتوں میں تینوں طلاقیں واقع ہوں گی۔ (در مختار و بہار وغیرہ)

طلاق مریض کا بیان

مریض سے مراد وہ شخص ہے جس کی نسبت غالب گمان ہو کہ اس مرض سے ہلاک ہو جائیگا کہ مرض نے اُسے اتنا لاغر کر دیا ہے کہ گھر سے باہر کام کے لئے نہیں جا سکتا مثلاً نماز کیلئے مسجد کو نہ جا سکتا ہو یا تاجر اپنی دوکان تک نہ جا سکتا ہو۔ اور یہ اکثر کے لحاظ سے ہے ورنہ اصل حکم یہ ہے کہ اس مرض میں غالب گمان موت ہو۔ اگرچہ ابتداءً جبکہ شدت نہ ہوئی ہو باہر جا سکتا ہو (مثلاً ہیضہ وغیرہا امراض مہلکہ میں بعض لوگ گھر سے باہر کے کام بھی کر لیتے ہیں مگر ایسے امراض میں غالب گمان ہلاکت ہے)۔ یوں ہی یہاں مریض کیلئے صاحب فراش ہونا بھی ضروری نہیں اور امراض مزمنہ مثلاً سل فالج اگر روز بروز زیادتی پر ہوں تو یہ بھی مرض الموت ہیں۔ اور اگر ایک حالت پر قائم ہو گئے اور پُرانے ہو گئے یعنی ایک سال کا زمانہ گذر گیا تو اب اس مریض کے تصرفات تندرست کی مثل نافذ ہونگے۔ (درمختار۔ رد المحتار و بہار) **مسئلہ** مریض نے عورت کو طلاق دی تو اسے فار بالطلاق کہتے ہیں کہ وہ زوجہ کو ترکہ سے محروم کرنا چاہتا ہے۔ فار بالطلاق کے احکام آگے آرہے ہیں۔ (بہار وغیرہ) **مسئلہ** جو شخص لڑائی میں دشمن سے لڑ رہا ہو وہ بھی مریض کے حکم میں ہے اگرچہ مریض نہیں کہ غالب خوف ہلاک ہے۔ یوں ہی جو شخص قصاص میں قتل کیلئے یا پھانسی دینے کیلئے یا سنگسار کرنے کیلئے لایا گیا یا شیر وغیرہ کسی درندے نے اُسے پچھاڑا یا کشتی میں سوار ہے اور کشتی موج کے طلاطم میں پڑ گئی یا کشتی ٹوٹ گئی اور یہ اسکے تختے پر بہتا ہوا جا رہا تھا۔ تو یہ سب مریض کے حکم میں ہیں جبکہ اسی سبب سے مر بھی جائیں۔ اور اگر وہ سبب جاتا رہا پھر کسی اور وجہ سے مر گئے تو مریض نہیں۔ اور اگر شیر کے مُنہ سے چھوٹ گیا اور زخم ایسا کاری لگا ہے کہ غالب گمان یہی ہے کہ اس سے مر جائے گا تو اب بھی مریض ہے (فتح القدیر و درمختار وغیرہ) **مسئلہ** مریض نے تبرع کیا (مثلاً اپنی جائداد وقف کر دی یا کسی اجنبی کو ہبہ کر دی یا کسی عورت سے مہر مثل سے زیادہ پر نکاح کیا)، تو صرف تہائی مال میں اسکا تصرف نافذ ہوگا کہ یہ افعال وصیت کے حکم میں ہیں۔ (بہار شریعت) **مسئلہ** عورت کو طلاق رجعی دی اور عدت کے اندر مر گیا تو مطلقاً عورت وارث ہے صحت میں طلاق دی ہو یا مرض میں عورت کی رضامندی سے دی ہو یا بغیر رضا (ہندیہ و بہار) **مسئلہ** مرض الموت میں عورت کو بائن طلاق دی عورت کی بغیر رضامندی کے اور اسی مرض میں عدت کے اندر مر گیا تو عورت وارث ہے جبکہ اس طلاق کے وقت عورت وارث ہونے کی صلاحیت بھی رکھتی ہو

یعنی مومنہ حرّہ ہو۔ (درمختار وغیرہ) **مسئلہ** اور یہ حکم (کہ مرض الموت میں عورت کو بائن کرنے کے بعد شوہر عدت میں مرجائے تو شرائط مذکورہ کے ساتھ عورت وارث ہوگی) طلاق کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ جو فرقت بھی زوج کی طرف سے ہو اسکا یہی حکم ہے (جیسے شوہر نے خیار بلوغ کیوجہ سے عورت کو بائن کیا یا عورت کی ماں یا لڑکی کا شہوت سے بوسہ لیا یا مرتد ہوگیا اب ان باتوں سے جو بینونت ہوگی اُس میں عورت وارث ہوگی) اور جو فرقت زوجہ کیطرف سے ہو اس میں وارث نہوگی (جیسے عورت نے شوہر کے لڑکے کا شہوت کیساتھ بوسہ لیا یا مرتد ہوگئی۔ یا خلع کرایا تو ان صورتوں میں وارث نہوگی) یوں ہی اگر اگر فرقت غیر کیطرف سے ہوئی۔ (جیسے شوہر کے لڑکے نے عورت کا بوسہ لیا چاہے عورت کو مجبور ہی کیا ہو۔ تو وارث نہوگی) ہاں اگر یہ بوسہ اپنے باپ کے حکم سے لیا تو اب وارث ہوگی۔ (ردالمحتار) **مسئلہ** مریض نے عورت کو تین طلاقیں دی تھیں اسکے بعد عورت مرتدہ ہوگئی پھر مسلمان ہوئی اب شوہر مرا تو وارث نہوگی اگرچہ ابھی عدت پوری نہ ہوئی ہو۔ (ہندیہ و بہار) **مسئلہ** عورت نے طلاق رجعی یا طلاق کا سوال کیا تھا مرد مریض نے طلاق بائن یا تین طلاقیں دیدیں اور عدت میں مرگیا تو عورت وارث ہے۔ یوں ہی عورت نے بطور خود اپنے کو تین طلاقیں دے لی تھیں اور شوہر مریض نے جائز کردیں تو وارث ہوگی۔ اور اگر شوہر نے عورت کو اختیار دیا تھا عورت نے اپنے نفس کو اختیار کیا۔ یا شوہر نے کہا تھا تو اپنے کو تین طلاقیں دیدے۔ عورت نے دیدیں تو وارث نہوگی۔ (درمختار و ہندیہ) **مسئلہ** مریض نے عورت کو طلاق بائن دی تھی اور عدت میں عورت ہی مرگئی تو یہ شوہر اسکا وارث نہوگا۔ اور اگر رجعی طلاق تھی تو وارث ہوگا۔ (درمختار و بہار) **مسئلہ** عورت مریضہ تھی اور اُس نے کوئی ایسا کام کیا جسکی وجہ سے شوہر سے فرقت ہوگئی (مثلاً خیار بلوغ و عتق یا شوہر کے لڑکے کا بوسہ لے لینا وغیرہ) اور پھر مرگئی تو شوہر اسکا وارث ہوگا۔ (ہندیہ و بہار) **مسئلہ** عورت سے کہا جب میں بیمار ہو جاؤں تو تجھ پر طلاق اسکے بعد شوہر بیمار ہوا تو طلاق ہوگئی اور عدت میں مرگیا تو وارث ہوگی (خانیہ و بہار) **مسئلہ** شوہر کے مرنے کے بعد عورت کہتی ہے کہ اُس نے مجھے مرض الموت میں بائن طلاق دی تھی اور میں عدت میں تھی کہ مرگیا لہذا مجھے میراث ملنی چاہئے اور ورثہ کہتے ہیں کہ صحت میں طلاق دی تھی لہذا میراث نہ ملنی چاہئے۔ تو قول عورت کا معتبر ہے۔ (ہندیہ و بہار)۔

رجعت کا بیان

رجعت کے یہ معنی ہیں کہ جس عورت کو رجعی طلاق دی ہو عدت کے اندر اُسے اُسی پہلے نکاح پر باقی رکھنا۔ **مسئلہ** رجعت اُسی عورت سے ہوسکتی جس سے وطی کی ہو اگر خلوت صحیحہ ہوئی مگر جماع نہ ہوا تو رجعت نہیں ہوسکتی چاہے اُسے شہوت کیساتھ چھوا یا شہوت کے ساتھ فرج داخل پر نظر کی ہو۔ (درمختار و ردالمحتار و بہار) **مسئلہ** رجعت کو کسی شرط پر معلق کیا یا آئندہ زمانہ کی طرف مضاف کیا (جیسے کہا اگر تو گھر میں گئی تو میرے نکاح میں واپس ہو جائیگی یا کہا کل تو میرے نکاح

میں واپس آجائیگی) تو یہ رجعت نہ ہوئی اور اگر مذاق یا کھیل یا غلطی سے رجعت کے الفاظ کہے تو رجعت ہوگئی (بحر وبہار) مسئلہ کسی اور نے رجعت کے الفاظ کہے اور شوہر نے جائز کر دیا تو رجعت ہوگئی۔ (ردّ وبہار) مسئلہ رجعت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کسی لفظ سے رجعت کرے اور رجعت پر دو عادل شخصوں کو گواہ کرے اور عورت کو بھی اسکی خبر کر دے تاکہ عدت کے بعد کسی اور سے نکاح نہ کر لے اور اگر کر لیا تو تفریق کر دیجائے چاہے دخول بھی کر چکا ہو اسلئے کہ یہ نکاح نہوا۔ اور اگر قول لفظ سے رجعت کی مگر گواہ نہ کیا یا گواہ بھی کیا مگر عورت کو خبر نہ دی تو مکروہ خلاف سنت ہے مگر رجعت ہو جائیگی اور اگر فعل سے رجعت کی (جیسے اُس سے وطی کی۔ شہوت کے ساتھ بوسہ لیا یا اسکی شرمگاہ کیطرف نظر کی) تو رجعت ہوگئی مگر مکروہ ہے۔ چاہئے کہ پھر گواہوں کے سامنے رجعت کے الفاظ کہے۔ (جوہرہ وبہار) مسئلہ شوہر نے رجعت کر لی مگر عورت کو خبر نہ کی عورت نے عدت پوری کر کے کسی سے نکاح کر لیا اور رجعت ثابت ہو جائے تو تفریق کر دیجائیگی اگرچہ دوسرا دخول بھی کر چکا ہو۔ (درمختار وبہار) مسئلہ رجعت کے الفاظ یہ ہیں۔ میں نے تجھ سے رجعت کی یا میں نے اپنی زوجہ سے رجعت کی یا تجھ کو واپس لیا یا میں نے تجھ کو روک لیا۔ یہ سب رجعت کے صریح الفاظ ہیں کہ ان لفظوں سے بلا نیت کے بھی رجعت ہو جائیگی۔ اور اگر کہا تو میرے نزدیک ویسی ہے جیسی تھی یا تو میری عورت ہے۔ تو اگر ان لفظوں کو رجعت کی نیت سے کہا تو رجعت ہوگئی نہیں تو نہ ہوگی اور نکاح کے الفاظ سے بھی رجعت ہو جاتی ہے۔ (ہندیہ وبہار وغیرہ) مسئلہ رجعت میں عورت کی رضا کی ضرورت نہیں بلکہ اگر عورت انکار بھی کرے جب بھی ہو جائیگی بلکہ اگر شوہر نے طلاق دینے کے بعد کہہ دیا ہو کہ میں نے رجعت باطل کر دی یا مجھے رجعت کا اختیار نہیں جب بھی رجعت کر سکتا ہے (درمختار وبہار) مسئلہ زوج زوجہ دونوں کہتے ہیں کہ عدت پوری ہو گئی مگر رجعت میں اختلاف کرتے ہیں ایک کہتا ہے کہ رجعت ہوئی اور دوسرا منکر ہے تو زوجہ کا قول معتبر ہے اور قسم کی ضرورت نہیں۔ اور اگر عدت کے اندر یہ اختلاف ہوا تو زوج کا قول معتبر ہے اور اگر عدّت کے بعد شوہر نے گواہوں سے ثابت کیا کہ میں نے عدت میں کہا تھا کہ میں نے اُسے واپس لیا یا کہا تھا کہ میں نے اس سے جماع کیا تو رجعت ہوگئی۔ (ہدایہ بحر وبہار وغیرہ) مسئلہ عدت پوری ہونے کے بعد شوہر کہتا ہے کہ میں نے عدّت میں رجعت کر لی ہے اور عورت تصدیق کرتی ہے تو رجعت ہوگئی۔ اور تکذیب کرتی ہے تو نہ ہوئی۔ (ہدایہ وبہار) مسئلہ جس عورت کو تین سے کم طلاق بائن دی ہے اُس سے عدت میں بھی نکاح کر سکتا ہے اور بعد عدت بھی۔ اور اگر تین طلاقیں دی ہوں تو بغیر حلالہ نکاح نہیں کر سکتا چاہے دخول نہ کیا ہو۔ البتہ اگر عورت غیر مدخولہ ہے تو تین طلاق ایک لفظ سے ہوگی۔ تین لفظ سے ایک ہی ہوگی جیسا کہ پہلے معلوم ہو چکا ہے۔ اور دوسرے سے عدت کے اندر مطلقاً نکاح نہیں کر سکتی تین طلاقیں دی ہوں یا تین سے کم۔ (ہدایہ وغیرہ)۔ مسئلہ حلالہ کی صورت یہ ہے کہ اگر عورت مدخولہ ہے تو طلاق کی عدت پوری ہونے کے بعد یہ عورت کسی اور سے

نکاح صحیح کرے اور یہ دوسرا شوہر اس عورت سے وطی بھی کرلے اب اس دوسرے شوہر کے طلاق دینے یا مر جانے کے بعد عدت پوری ہونے پر پہلے شوہر سے پھر نکاح کرسکتی ہے۔ اور اگر عورت مدخولہ نہیں ہے تو پہلے شوہر کے طلاق دینے کے بعد فوراً دوسرے سے نکاح کرسکتی ہے اسلئے کہ غیر مدخولہ کیلئے عدت نہیں (ہدایہ وغیرہ) **مسئلہ** حلالہ میں جو وطی شرط ہے اس سے مراد وہ وطی ہے جس سے غسل فرض ہو جاتا ہے یعنی دخول حشفہ۔ اور انزال شرط نہیں۔ (درمختار و ہندیہ و بہار وغیرہ) **مسئلہ** کسی عورت سے نکاح فاسد کرکے تین طلاقیں دیدیں تو حلالہ کی حاجت نہیں بغیر حلالہ اس سے نکاح کرسکتا ہے۔ (عالمگیری و بہار)۔

ایلاء کا بیان

ایلاء کے معنی یہ ہیں کہ شوہر نے یہ قسم کھائی کہ عورت سے قربت نہ کرے گا یا یوں قسم کھائی کہ چار مہینہ قربت نہ کریگا تو یہ ایلا ہو گیا۔ اگر عورت باندی ہو تو اسکے ایلاء کی عدت دو مہینہ ہے۔ ایلاء میں قسم کی دو صورت ہے ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ یا اسکے ان صفات کی قسم کھائے جن کی قسم کھائی جاتی ہے۔ (جیسے کہے اسکی عظمت وجلال کی قسم۔ اسکے کبریائی کی قسم۔ قرآن کی قسم۔ کلام اللہ کی قسم) دوسری صورت تعلیق ہے (جیسے یہ کہے کہ اگر اس سے وطی کروں تو میرا غلام آزاد ہے یا میری عورت کو طلاق ہے یا مجھ پر اتنا روزہ ہے یا حج ہے۔ (ہدایہ وغیرہ) **مسئلہ** ایلاء دو طرح کا ہے ایک ایلائے موقت یعنی چار مہینہ کا۔ دوسرا ایلائے مؤبد یعنی چار مہینہ کی قید نہو۔ ہر حال ایلاء کے بعد اگر چار مہینہ کے اندر اگر عورت سے جماع کیا تو قسم ٹوٹ گئی (چاہے پاگل ہی ہو) اور کفارہ لازم[عـــہ] جبکہ اللہ تعالیٰ یا اسکے ان صفات کی قسم کھائی ہو۔ اور اگر قسم بصورت تعلیق تھی) تو جس بات پر معلق کیا تھا وہ بات ہو جائیگی (جیسے کہا تھا اگر اس سے صحبت کروں تو غلام آزاد ہے اور چار مہینے کے اندر جماع کرلیا تو غلام آزاد ہو گیا) اور اگر ایلاء کرنے کے بعد چار مہینہ کے اندر صحبت نہ کی تو طلاق بائن پڑ جائے گی۔ پھر اگر یہ ایلاء موقت تھا یعنی چار مہینہ کا تھا تو یمین ساقط ہو گئی یعنی اگر اس عورت سے پھر نکاح کیا تو اب ایلا کا کچھ اثر نہیں۔ اور اگر ایلا مؤبد تھا یعنی ہمیشہ کی قید تھی (جیسے یوں کہا تھا خدا کی قسم تجھ سے کبھی قربت نہ کرونگا) یا کچھ قید نہ تھی (جیسے کہا تھا خدا کی قسم تجھ سے قربت نہ کرونگا) تو ان صورتوں میں ایک بائن طلاق پڑ گئی اور قسم باقی ہے (یعنی اگر اس عورت سے پھر نکاح کیا تو پھر ایلاء کا حکم جاری ہوگا کہ اگر اس نکاح کے وقت سے چار مہینہ کے اندر جماع کرلیا تو قسم کا کفارہ دینا ہوگا اور تعلیق میں جزا واقع ہو جائیگی اور چار مہینہ گذر گئے اور قربت نہ کی تو ایک طلاق بائن پڑ جائیگی مگر یمین اب بھی باقی ہے۔ اسیطرح اگر تیسری بار اسی عورت سے نکاح کیا تو پھر ایلا آگیا اب بھی جماع نہ کرے تو چار مہینہ گذرنے پر تیسری طلاق پڑ جائیگی۔ اور اب بے حلالہ

عـــہ لہذا اگر نکاح فاسد ہوا یا موقوف اور وطی بھی ہو گئی تو حلالہ نہ ہوا۔ (درمختار و ہندیہ وغیرہ)۔ عـــہ ایلاء میں قسم توڑنے کے بعد کفارہ لازم آتا ہے لہذا اگر کسی نے پہلے کفارہ دیا تو اسکا کچھ اعتبار نہیں پھر کفارہ دینا ہوگا۔ حشفہ۔ آلہ کا سرا۔

نکاح نہیں کر سکتا۔ اگر طلاق کے بعد پھر نکاح کیا تو اب ایلا نہیں یعنی چار مہینہ بغیر قربت گذرنے پر طلاق نہ ہوگی مگر قسم باقی ہے اگر جماع کریگا کفارہ واجب۔ اور اگر پہلی یا دوسری طلاق کے بعد عورت نے کسی اور سے نکاح کیا اسکے بعد پھر اس سے نکاح کیا تو مستقل طور پر اب سے تین طلاق کا مالک ہوگا مگر ایلا پھر بھی رہے گا یعنی قربت نہ کرنے پر طلاق ہو جائے گی۔ پھر نکاح۔ پھر وہی حکم۔ پھر ایک یا دو طلاق کے بعد کسی سے نکاح کیا پھر اس سے نکاح کیا پھر وہی حکم یعنی جب تک تین طلاق کے بعد دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرلے ایلا بدستور باقی رہے گا۔ (ہندیہ و بہار) مسئلہ ایلا صرف اپنی منکوحہ سے ہوتا ہے یا مطلقہ رجعی سے۔ اجنبیہ سے یا جسے بائن طلاق دی اس سے ابتداءً نہیں ہو سکتا۔ یوں ہی اپنی باندی سے بھی نہیں۔ ہاں دوسرے کی کنیز اسکے نکاح میں ہے تو اس کنیز سے ایلا کر سکتا ہے۔ یوں ہی اجنبیہ کا ایلا اگر نکاح پر معلق کیا تو ہو جائیگا (جیسے کہا اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو خدا کی قسم تجھ سے قربت نہ کرونگا) مسئلہ ایلا کیلئے یہ بھی شرط ہے کہ شوہر اہل طلاق ہو یعنی وہ طلاق دے سکتا ہو لہذا مجنون و نابالغ کا ایلا صحیح نہیں کہ یہ اہل طلاق نہیں۔ (درمختار و بہار) اور یہ بھی شرط ہے کہ چار مہینہ سے کم کی مدت نہ ہو اور یہ بھی شرط ہے کہ جگہ معین نکرے اگر جگہ معین کی (جیسے یوں کہا خدا کی قسم تجھ سے فلاں جگہ قربت نہ کرونگا) تو ایلا نہیں۔ اور یہ بھی شرط ہے کہ زوجہ کے ساتھ کسی باندی یا اجنبیہ کو نہ ملائے۔ (جیسے کہا تجھ سے اور فلاں عورت سے قربت نہ کرونگا اور یہ فلاں اس کی باندی یا اجنبیہ ہے تو ایلا نہ ہوگا) اور یہ بھی شرط ہے کہ محض مدت کا استثنا نہو (جیسے یوں کہا چار مہینے تجھ سے قربت نہ کرونگا مگر ایک دن تو یہ ایلا نہیں) اور یہ بھی شرط ہے کہ قربت کیساتھ کسی اور چیز کو نہ ملائے (جیسے اگر یوں کہے اگر میں تجھ سے قربت کروں یا تجھے اپنے بچھونے پر بلاؤں تو تجھ کو طلاق ہے تو اس طرح کہنے سے ایلا نہیں ہوگا (خانیہ درمختار و ردالمحتار وغیرہ) مسئلہ ایلا کے الفاظ بعض صریح ہیں بعض کنایہ صریح وہ الفاظ ہیں جن سے ذہن جماع کے معنیٰ کیطرف سبقت کرتا ہو اُس معنیٰ میں کثرت سے استعمال کیا جاتا ہو۔ صریح میں نیت درکار نہیں بغیر نیت بھی ایلا ہو جائیگا اور اگر صریح لفظ میں یہ کہے کہ میں نے جماع کے معنیٰ کا ارادہ نہ کیا تھا تو قضاءً اسکا قول معتبر نہیں دیانۃً معتبر ہے۔ کنایہ ایسا لفظ ہے جس سے معنیٰ جماع متبادر نہوں دوسرے معنیٰ کا بھی احتمال ہو۔ کنایہ میں بغیر نیت ایلا نہیں ہوگا اور اگر دوسرے معنیٰ مراد ہونا بتاتا ہے تو قضاءً بھی اسکا قول مان لیا جائیگا۔ (ردالمحتار و بہار) مسئلہ اپنی عورت سے کہا اگر میں تجھ سے قربت کروں تو تو مجھ پر حرام ہے اور نیت ایلا کی ہے تو ایلا ہو گیا۔ (ہندیہ و بہار) مسئلہ جماع کرنے کو کسی ایسی چیز پر موقوف کیا جس کی نسبت یہ اُمید نہیں ہے کہ وہ چار مہینہ کے اندر ہو جائے تو ایلا ہو گیا (جیسے رجب کے مہینہ میں کہا واللہ میں تجھ سے قربت نہ کرونگا جب تک محرم کا روزہ نہ رکھ لوں یا کہا واللہ میں تجھ سے جماع نہ کرونگا مگر فلاں جگہ اور اس جگہ تک چار مہینہ سے کم میں نہیں پہنچ سکتا۔ یا کہا خدا کی قسم تجھ سے قربت نہ کروں گا جب تک بچہ کے

ف۔ کہ یہاں مطلقہ رجعی بھی منکوحہ کے حکم میں ہے۔ ۱۲ منہ

دودھ چھڑانے کا وقت نہ آئے۔ اور ابھی دو برس پورے ہونے میں چار مہینہ یا زیادہ باقی ہیں تو ان سب صورتوں میں ایلا ہے) یوں ہی اگر وہ کام مدت کے اندر تو ہو سکتا ہے مگر یوں کہ نکاح نہ رہیگا جب بھی ایلا ہے۔ جیسے یہ کہا تجھ سے قربت نہ کرونگا یہاں تک کہ تو مر جائے یا کہا میں مرجاؤں یا تو قتل کی جائے یا میں مار ڈالا جاؤں یا تو مجھے مار ڈالے یا میں تجھے مار ڈالوں یا میں تجھے تین طلاقیں دیدوں۔ (جوہرہ و بہار وغیرہ) مسئلہ ایلا کیا اور مدت کے اندر قسم توڑنا چاہتا ہے مگر وطی کرنے سے عاجز ہے (کہ وہ خود بیمار یا عورت بیمار ہے یا عورت کم عمر ہے یا عورت کا مقام بند ہے کہ وطی ہو نہیں سکتی یا یہی نامرد ہے یا اسکا عضو کاٹ ڈالا گیا یا عورت اتنی دور ہے کہ چار مہینہ میں وہاں نہیں پہونچ سکتا یا خود قید ہے اور قیدخانہ میں وطی نہیں کرسکتا اور قید بھی ظلماً ہو یا عورت جماع نہیں کرنے دیتی یا کہیں ایسی جگہ ہے کہ اسکو اسکا پتہ نہیں) تو ان مجبوریوں میں زبان سے رجوع کے الفاظ کہہ لے۔ جیسے کہے میں نے تجھے رجوع کرلیا یا کہے ایلا کو باطل کردیا یا کہے میں نے اپنے قول سے رجوع کیا یا کہے میں نے اپنا قول واپس لیا۔ تو اس طرح کہنے سے ایلا جاتا رہے گا یعنی مدت پوری ہونے پر طلاق واقع نہ ہوگی۔ اور احتیاط یہ ہے کہ گواہوں کے سامنے رجوع کے الفاظ کہے۔ لیکن اگر قسم مطلق ہے یا موبد تو بحالہ باقی ہے۔ جب وطی کریگا کفارہ لازم آئے گا۔ اور اگر قسم چار مہینہ کی تھی اور چار مہینہ کے بعد وطی کی تو کفارہ نہیں مگر زبان سے رجوع کرنے کیلئے یہ شرط ہے کہ مدت کے اندر یہ مجبوری قائم رہے اور اگر مدت کے اندر زبانی رجوع کے بعد وطی پر قادر ہو گیا تو زبانی رجوع کافی نہیں ہے وطی کرنا ضروری ہے۔ (درمختار جوہرہ و بہار) مسئلہ وطی سے عاجز تے دل سے رجوع کرلیا مگر زبان سے کچھ نہ کہا تو رجوع نہیں۔ (ردالمحتار و بہار) مسئلہ جس وقت ایلا کیا اس وقت عاجز نہ تھا پھر عاجز ہو گیا تو زبانی رجوع کافی نہیں۔ جیسے تندرست نے ایلا کیا پھر بیمار ہو گیا تو اب رجوع کیلئے وطی ضرور ہے مگر جب کہ ایلا کرتے ہی بیمار ہو گیا اتنا وقت نہ ملا کہ وطی کرتا تو زبان سے کہہ لینا کافی ہے اور اگر مریض نے ایلا کیا تھا اور ابھی اچھا نہ ہوا تھا کہ عورت بیمار ہو گئی اب یہ اچھا ہو گیا تو زبانی رجوع ناکافی ہے (درمختار ردالمحتار و بہار) مسئلہ شہوت کیساتھ بوسہ لینا یا چھونا یا اسکی شرمگاہ کیطرف دیکھنا یا آگے کے مقام کے علاوہ کسی اور جگہ وطی کرنا رجوع نہیں۔ (ہندیہ و بہار) مسئلہ اگر حیض میں جماع کرلیا تو اگرچہ یہ بہت سخت حرام ہے مگر ایلا جاتا رہا۔ (ہندیہ و بہار) مسئلہ ایلا کی مدت میں اگر زوج و زوجہ کا اختلاف ہو تو شوہر کا قول معتبر ہے مگر عورت کو جب شوہر کا جھوٹا ہونا معلوم ہو تو عورت کو اجازت نہیں کہ اسکے ساتھ رہے جس طرح ہو سکے مال وغیرہ دیکر اس سے الگ ہو جائے اور اگر مدت کے اندر جماع کرنا بتاتا ہے تو شوہر کا قول معتبر ہے اور اگر مدت پوری ہونے کے بعد کہتا ہے کہ مدت کے اندر جماع کیا ہے تو جب تک عورت اسکی تصدیق نہ کرے شوہر کا قول نہ مانا جائے (ہندیہ جوہرہ و بہار) مسئلہ عورت سے کہا تو مجھ پر حرام ہے۔ اس لفظ سے ایلا کی نیت کی تو ایلا ہے اور ظہار کی نیت کی تو ظہار

ہے نہیں تو طلاق بائن اور تین کی نیت کی تو تین۔ اور اگر عورت نے کہا کہ میں تجھ پر حرام ہوں تو یہ یمین ہے شوہر نے زبردستی یا عورت کی خوشی سے جماع کیا تو عورت پر کفارہ لازم ہے۔ (درمختار ردالمحتار و بہار)۔
مسئلہ اگر شوہر نے کہا تو مجھ پر مثل مردار یا سور کے گوشت یا خون یا شراب کے ہے تو اگر اس سے جھوٹ مقصود ہے تو جھوٹ ہے اور حرام کرنا مقصود ہے تو ایلا ہے اور طلاق کی نیت ہے تو طلاق ہے۔ (جوہرہ و بہار)
مسئلہ عورت کو کہا تو میری ماں ہے اور نیت تحریم (حرام کرنا) کی ہے تو حرام نہو گی بلکہ یہ جھوٹ ہے۔ (جوہرہ و بہار)۔

خُلع کا بیان

مال کے بدلے میں نکاح زائل کرنے کو خلع کہتے ہیں۔ عورت کا قبول کرنا شرط ہے بغیر عورت کے قبول کئے خُلع نہیں ہو سکتا۔ خلع کے الفاظ معین ہیں۔ اسکے علاوہ اور لفظوں سے نہ ہو گا۔ مسئلہ اگر زوج زوجہ (میاں بی بی) میں نا اتفاقی رہتی ہو اور یہ ڈر ہو کہ شریعت کے حکموں کی پابندی نہ کر سکیں گے تو خلع کرانے میں حرج نہیں اور جب خلع کر لیں تو طلاق بائن واقع ہو جائیگی۔ اور جو مال ٹھہرا ہے عورت پر اسکا دینا لازم ہے۔ (ہدایہ و بہار) مسئلہ جو چیز مہر ہو سکتی ہے وہ خلع میں بدل ہو سکتی ہے اور جو چیز مہر نہیں ہو سکتی وہ بھی خلع کا بدل ہو سکتی ہے۔ جیسے دس درہم سے کم مہر تو نہیں ہو سکتا مگر خلع کا بدل ہو سکتا ہے۔ (درمختار)
مسئلہ خلع شوہر کے حق میں طلاق کو عورت کے قبول پر معلق کرتا ہے کہ عورت نے اگر مال دینا قبول کر لیا تو طلاق بائن ہو جائیگی لہذا اگر شوہر نے خلع کے الفاظ کہے اور عورت نے ابھی قبول نہیں کیا تو شوہر کو رجوع کا اختیار نہیں نہ شوہر کو شرط خیار حاصل۔ اور نہ شوہر کی مجلس بدلنے سے خلع باطل۔ (خانیہ و بہار) مسئلہ خلع عورت کی جانب میں اپنے کو مال کے بدلے میں چھڑانا ہے تو اگر عورت کیجانب سے ابتدا ہوئی مگر ابھی شوہر نے قبول نہیں کیا تو عورت رجوع کر سکتی ہے اور اپنے لئے اختیار بھی لے سکتی ہے اور یہاں تین دن سے زیادہ کا بھی اختیار لے سکتی ہے۔ بخلاف بیع کے کہ بیع میں تین دن سے زیادہ کا اختیار نہیں اور دونوں میں سے ایک کی مجلس بدلنے کے بعد عورت کا کلام باطل ہو جائیگا۔ (خانیہ و بہار) مسئلہ خلع چونکہ معاوضہ ہے لہذا یہ شرط ہے کہ عورت کا قبول اس لفظ معنی سمجھ کر ہو بغیر معنی سمجھے اگر محض لفظ بول دے گی تو خلع نہو گا۔ (درمختار و بہار)
مسئلہ چونکہ شوہر کیجانب سے خلع طلاق ہے لہذا شوہر کا عاقل بالغ ہونا شرط ہے نابالغ یا مجنون خلع نہیں کر سکتا کہ اہل طلاق نہیں۔ اور یہ بھی شرط ہے کہ عورت محل طلاق ہو لہذا اگر عورت کو طلاق بائن دیدی ہے تو اگرچہ عدت میں ہو اس سے خلع نہیں ہو سکتا۔ یوں ہی اگر نکاح فاسد ہوا ہے یا عورت مرتدہ ہو گئی تب بھی خلع نہیں ہو سکتا کہ نکاح ہی نہیں ہے خلع کس چیز کا ہو گا اور رجعی کی عدت میں ہے تو خلع ہو سکتا ہے (درمختار ردالمحتار و بہار) مسئلہ شوہر نے کہا میں نے تجھ سے خلع کیا اور مال کا ذکر نہ کیا تو خلع نہیں بلکہ طلاق ہے اور عورت کے قبول کرنے پر موقوف نہیں (بدائع و بہار) مسئلہ شوہر نے کہا میں نے تجھ سے اتنے پر خلع کیا

زائل کرنا۔ ہٹانا۔ دور کرنا۔ مٹانا۔

عورت نے جواب میں کہا ہاں تو اس سے کچھ نہو گا جب تک یہ نہ کہے کہ میں راضی ہوئی یا جائز کیا۔ یہ کہا تو صحیح ہو گیا۔ یوہیں اگر عورت نے کہا مجھے ہزار روپیہ کے بدلے میں طلاق دیدے اس پر شوہر نے کہا ہاں تو یہ بھی کچھ نہیں اور اگر عورت نے کہا مجھکو ہزار روپیہ کے بدلے میں طلاق ہے اس پر شوہر نے کہا ہاں تو طلاق ہو گی۔ (ہندیہ وبہار) مسئلہ نکاح کی وجہ سے جتنے حقوق ایک کے دوسرے پر تھے وہ خلع سے ساقط ہو جاتے ہیں۔ اور جو حقوق کہ نکاح سے علاوہ ہیں وہ ساقط نہ ہوں گے عدت کا نفقہ اگرچہ نکاح کے حقوق سے ہے مگر یہ ساقط نہو گا ہاں اگر اسکے ساقط ہونے کی شرط کر دی گئی تو یہ بھی ساقط ہو جائیگا۔ یوہیں عورت کے بچہ ہو تو بچہ کا نفقہ اور دودھ پلانے کے خرچ ساقط نہ ہوں گے اور اگر انکے ساقط ہونے کی بھی شرط ہے اور اس کے لئے وقت معین کر دیا گیا ہے تو ساقط ہو جائیں گے ورنہ نہیں اور وقت معین کرنے کی صورت میں اگر اُس وقت سے پہلے بچہ مر گیا تو باقی مدت میں جو خرچ ہوتا وہ عورت سے شوہر لے سکتا ہے۔ اور اگر یہ ٹھہرا کہ عورت اپنے مال سے دس برس تک بچے کی پرورش کریگی تو بچہ کے کپڑے کا عورت مطالبہ کر سکتی ہے اور اگر بچہ کا کھانا کپڑا دونوں ٹھہرا ہے تو کپڑے کا مطالبہ بھی نہیں کر سکتی اور اگر بچہ کو چھوڑ کر عورت بھاگ گئی تو باقی نفقہ کی قیمت شوہر وصول کر سکتا ہے اور اگر یہ ٹھہرا ہے کہ بالغ ہونے تک بچہ کو اپنے پاس رکھے گی تو لڑکی میں ایسی شرط ہو سکتی ہے لڑکے میں نہیں۔ (ہندیہ وبہار) مسئلہ عورت کو طلاق بائن دیکر پھر اس سے نکاح کیا پھر مہر پر خلع ہوا تو دوسرا مہر ساقط ہو گیا پہلا نہیں (جوہرہ وبہار) مسئلہ خلع اس پر ہوا کہ کسی عورت سے زوجہ اپنی طرف سے نکاح کر دے اور اسکا مہر زوجہ دے تو زوجہ پر صرف وہ مہر واپس کرنا ہو گا جو زوج سے لے چکی ہے اور کچھ نہیں۔ (ہندیہ وبہار) مسئلہ شراب، خنزیر، مردار وغیرہ ایسی چیز پر خلع ہوا جو مال نہیں تو طلاق بائن پڑ گئی اور عورت پر کچھ واجب نہیں اور اگر ان چیزوں کے بدلے میں طلاق دی تو رجعی واقع ہوئی یوں ہی اگر عورت نے یہ کہا کہ میرے ہاتھ میں جو کچھ ہے اسکے بدلے میں خلع کر اور ہاتھ میں کچھ نہ تھا تو کچھ واجب نہیں (درمختار وجوہرہ) مسئلہ عورت سے کہا میں نے تجھ سے خلع کیا عورت نے کہا میں نے قبول کیا تو اگر یہ لفظ شوہر نے طلاق کی نیت سے کہا تھا تو بائن طلاق واقع ہو گی اور مہر ساقط نہ ہو گا۔ بلکہ اگر عورت نے قبول نہ کیا ہو جب بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر شوہر یہ کہتا ہے کہ میں نے یہ لفظ طلاق کی نیت سے نہ کہا تھا تو طلاق واقع نہ ہوگی جب تک عورت قبول نہ کرے اور اگر یہ کہا تھا کہ فلاں چیز کے بدلے میں نے تجھ سے خلع کیا تو جب تک عورت قبول نہ کرے گی طلاق واقع نہ ہو گی۔ اور عورت کے قبول کرنے کے بعد اگر شوہر کہے کہ میری مراد طلاق نہ تھی تو اسکی بات نہ مانی جائے گی (خانیہ وغیرہ) مسئلہ خرید و فروخت کے لفظ سے بھی خلع ہوتا ہے جیسے مرد نے کہا میں نے تیرا امر یا کہا تیری طلاق تیرے ہاتھ اتنے کو بیچی عورت نے اسی مجلس میں کہا میں نے قبول کی تو طلاق واقع ہو گئی۔ یوہیں اگر مہر کے بدلے میں بیچی اور

اُس نے قبول کی۔ ہاں اگر اسکا مہر شوہر پر باقی نہ تھا اور یہ بات شوہر کو معلوم تھی پھر مہر کے بدلے بیچی تو طلاق رجعی ہو گی۔ (خانیہ و بہار) مسئلہ لوگوں نے عورت سے کہا کہ تو نے اپنے نفس کو مہر اور عدت کے نفقہ کے بدلے خریدا عورت نے کہا ہاں خریدا۔ پھر شوہر سے کہا تو نے بیچا۔ اُس نے کہا ہاں۔ تو خلع ہو گیا اور شوہر تمام حقوق سے بری ہو گیا۔ اور اگر خلع کرانے کے لئے لوگ جمع ہوئے اور الفاظ مذکورہ دونوں سے کہلائے۔ اب شوہر کہتا ہے کہ میرے خیال میں یہ تھا کہ کسی مال کی خرید و فروخت ہو رہی ہے۔ جب بھی طلاق کا حکم دینگے۔ (ہندیہ و بہار)۔ مسئلہ شوہر نے عورت سے کہا تو نے اپنے مہر کے بدلے مجھ سے تین طلاقیں خریدیں۔ عورت نے کہا خریدیں تو طلاق واقع نہو گی جب تک مرد اسکے بعد یہ نہ کہے میں نے بیچی۔ اور اگر شوہر نے پہلے یہ الفاظ کہے کہ مہر کے بدلے مجھ سے تین طلاقیں خرید۔ اس پر عورت نے کہا خریدیں تو طلاق واقع ہو گئی چاہے شوہر نے بعد میں بیچنے کے لفظ نہ کہے۔ (خانیہ و بہار) مسئلہ مال کے بدلے میں طلاق دی اور عورت نے قبول کر لیا تو مال واجب ہو گا اور طلاق بائن واقع ہو گی (ہندیہ و بہار) مسئلہ دونوں راہ چل رہے ہیں اور خلع کیا اگر ہر ایک کا کلام دوسرے کے کلام سے متصل (ملا ہوا) ہے تو خلع صحیح ہے نہیں تو نہیں اور اس صورت میں طلاق بھی واقع نہیں ہو گی۔ (ہندیہ و بہار)

ظہار کا بیان

ظہار کے یہ معنی ہیں کہ اپنی زوجہ یا اسکے کسی جُزء شائع کو یا ایسے جُز کو جو کل سے تعبیر کیا جاتا ہو ایسی عورت سے تشبیہ دینا جو اس مرد پر ہمیشہ کیلئے حرام ہو یا ایسی عورت کے کسی ایسے عضو سے تشبیہ دینا جس عضو کیطرف اس مرد کو دیکھنا حرام ہے جیسے کہا تو مجھ پر میری ماں کے مثل ہے یا تیرا سر یا تیری گردن یا تیرا نصف میری ماں کی پیٹھ کے مثل ہے۔ مسئلہ جس عورت سے تشبیہ دی اگر اسکی حرمت عارضی ہے ہمیشہ کیلئے نہیں تو ظہار نہ ہو گا جیسے زوجہ کی بہن یا جسکو تین طلاقیں دی ہیں یا مجوسی یا بت پرست عورت کہ یہ مسلمان یا کتابیہ ہو سکتی ہیں اور انکی حرمت دائمی نہونا ظاہر۔ (درمختار و بہار) مسئلہ اجنبیہ سے کہا کہ اگر تو میری عورت ہو یا کہا میں تجھ سے نکاح کروں تو تو ایسی ہے تو ظہار ہو جائے گا (درمختار و بہار) مسئلہ عورت نے مرد سے ظہار کے الفاظ کہے تو کچھ نہیں۔ (جوہرہ و بہار) مسئلہ محارم کی پیٹھ یا پیٹ یا ران سے تشبیہ دی یا کہا میں نے تجھ سے ظہار کیا تو یہ الفاظ ظہار کیلئے صریح ہیں۔ ان میں نیت کی کچھ حاجت نہیں کچھ بھی نیت نہو یا طلاق کی نیت ہو یا اکرام (تعظیم بڑائی) کی نیت (ارادہ) ہو ہر حالت میں ظہار ہی ہے۔ اور اگر یہ کہتا ہے کہ مقصود جھوٹی خبر دینا تھا یا زمانہ گذشتہ کی خبر دینا ہے تو قضاءً تصدیق (مانا) نہ کیجائیگی اور عورت بھی تصدیق نہیں کر سکتی۔ (درمختار ہندیہ و بہار) مسئلہ عورت کو ماں بیٹی یا بہن کہا تو ظہار نہوا مگر ایسا کہنا مکروہ ہے (ہندیہ و بہار)

جز شائع۔ پھیلا ہوا جز۔ عضو۔ بدن کا حصہ۔ جیسے ہاتھ۔ پیر۔ آنکھ۔ کان۔ پیٹ وغیرہ۔ اجنبیہ۔ پرائی عورت۔ تعبیر کرنا۔ بیان کرنا۔ تشبیہ۔ مثال دینا۔ دائمی۔ ہمیشہ کا۔ حرمت۔ حرام ہونا۔

مسئلہ ظہار کی تعلیق بھی ہو سکتی ہے جیسے کہا اگر فلاں کے گھر گئی تو ایسی ہے تو ظہار ہو جائیگا۔ (ہندیہ و بہار) ظہار کا حکم یہ ہے کہ جب تک کفارہ نہ دیدے اس وقت تک اس عورت سے جماع کرنا یا شہوت کے ساتھ بوسہ لینا یا اسکو چھونا یا اسکی شرمگاہ کیطرف دیکھنا حرام ہے۔ اور بغیر شہوت چھونے یا بوسہ لینے میں حرج نہیں۔ مگر لب کا بوسہ بغیر شہوت بھی جائز نہیں۔ اگر کفارہ سے پہلے جماع کرلیا تو توبہ کرے اسکے لئے کوئی دوسرا کفارہ واجب نہ ہوا مگر خبردار پھر ایسا نہ کرے۔ اور عورت کو بھی یہ جائز نہیں کہ شوہر کو قربت کرنے دے۔ (جوہرہ درمختار و بہار)۔

ظہار کا کفارہ۔ ظہار کرنے والا جماع کا ارادہ کرے تو کفارہ واجب ہے اور اگر یہ چاہے کہ جماع نہ کرے اور عورت اُس پر حرام ہی رہے تو کفارہ واجب نہیں۔ اور جماع کا ارادہ تھا مگر زوجہ مرگئی تو کفارہ واجب نہ رہا۔ (ہندیہ و بہار) ظہار کا کفارہ غلام یا کنیز آزاد کرنا ہے اور جو یہ نہو سکے تو لگاتار دو مہینہ کے روزے جماع سے پہلے رکھے اور روزہ بھی رکھنے کی طاقت نہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ (ہدایہ وغیرہ) مسئلہ روزہ سے کفارہ ادا کرنے میں یہ شرط ہے کہ نہ اس مدت کے اندر ماہ رمضان ہو نہ عید الفطر نہ عید اضحیٰ نہ ایام تشریق ہاں اگر مسافر ہے تو ماہ رمضان میں کفارہ کی نیت سے روزہ رکھ سکتا ہے مگر ایام منہیہ عہ میں مسافر کو بھی اجازت نہیں۔ (درمختار و جوہرہ) مسئلہ کفارہ کا روزہ توڑ دیا چاہے کسی عذر سے توڑا یا بلا عذر یا ظہار کرنے والے نے جس عورت سے ظہار کیا ان دو مہینوں کے اندر دن یا رات میں اس سے صحبت کی جان کر کی ہو یا بھول کر تو پھر سے دو مہینہ کے پورے روزے رکھے اور پہلے کے روزے بیکار گئے۔ اس لئے کہ صحبت سے پہلے پورے دو مہینہ کے لگاتار روزے شرط ہیں۔ (درمختار و ردالمحتار) مسئلہ روزے رکھنے پر بھی اگر قدرت نہو کہ بیمار ہے اور اچھے ہونے کی امید نہیں یا بہت بوڑھا ہے تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے اور یہ اختیار ہے کہ ایک دم سے ساٹھ مسکینوں کو کھلاوے یا متفرق طور پر۔ مگر شرط یہ ہے کہ اس اثنا (بیچ) میں روزے پر قدرت حاصل نہو نہیں تو کھلانا صدقہ نفل ہو جائیگا اور کفارہ میں روزے رکھنے ہونگے۔ اور اگر ایک وقت ساٹھ کو کھلایا۔ دوسرے وقت اسکے سوا دوسرے ساٹھ کو کھلایا تو کفارہ ادا نہ ہوا بلکہ ضرور ہے کہ پہلوں یا پچھلوں کو پھر ایک وقت کھلائے (درمختار و ردالمحتار و ہندیہ)۔

مسئلہ شرط یہ ہے کہ جن مسکینوں کو کھانا کھلایا ہو ان میں کوئی نابالغ غیر مراہق نہ ہو۔ ہاں اگر ایک جوان کی پوری خوراک کا اُسے مالک کردیا تو کافی ہے۔ (درمختار و ردالمحتار) مسئلہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہر مسکین کو صدقہ فطر کے برابر یعنی آدھا صاع گیہوں یا ایک صاع جو یا انکی قیمت کا مالک کردیا جائے۔ مگر اباحت کافی نہیں۔ اور انھیں لوگوں کو دیسکتے ہیں جنھیں صدقہ فطر دیسکتے ہیں عہ۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ صبح کو کھلادے اور شام کیلئے قیمت دیدے یا شام کو کھلادے اور صبح کے کھانے کی قیمت دیدے یا دو دن

عہ ایام منہیہ سے مراد عید۔ بقرعید اور ایام تشریق ۱۲ منہ۔ عہ جنکو صدقہ فطر دیا جاسکتا ہے انکا بیان صدقہ فطر کی بحث میں دیکھو ۱۲ منہ

صبح کو یا شام کو کھلا دے یا تیس کو کھلائے تیس کو دیدے غرض یہ کہ ساٹھ کی گنتی جسطرح چاہے پوری کرے یا چوتھائی صاع گیہوں یا آدھا صاع جَو دیدے یا کچھ گیہوں یا جَو دے باقی کی قیمت دے ہرطرح ہو سکتا ہے۔ (درمختار وردالمحتار) مسئلہ کھلانے میں پیٹ بھر کر کھلانا شرط ہے چاہے تھوڑا ہی کھلانے سے پیٹ بھر جائے۔ اور اگر پہلے ہی سے کوئی آسودہ پیٹ بھرا تھا تو اسکا کھانا کافی نہیں۔ اور بہتر یہ ہے کہ گیہوں کی روٹی اور سالن کھلائے اور اس سے اچھا کھانا ہو تو اور بہتر۔ اور جَو کی روٹی ہو تو سالن ضروری ہے (درمختار ردالمحتار وبہار) مسئلہ ایک مسکین کو ساٹھ دن تک دونوں وقت کھلایا یا ہر روز صدقہ فطر کے برابر دیدیا جب بھی کفارہ ادا ہوگیا۔ اور اگر ایک ہی دن میں ایک مسکین کو سب دیدیا (ایک دفعہ میں یا ساٹھ دفعہ کر کے) یا اسکے لئے سب بطور اباحت دیا تو صرف اس ایک دن کا ادا ہوا۔ یوں ہی اگر تیس[۱] مسکینوں کو ایک ایک صاع گیہوں دے یا دو دو صاع جَو تو صرف تیس کو دینا قرار پائیگا یعنی تیس[۲] مسکینوں کو پھر دینا پڑیگا یہ اس صورت میں ہے کہ ایک ہی دن میں دیا ہو اور دو دن میں دیا تو جائز ہے۔ (ہندیہ وبہار وغیرہ) مسئلہ ظہار میں یہ ضروری ہے کہ قربت سے پہلے ساٹھ مسکینوں کو کھلا دے اور اگر ابھی پورے ساٹھ کو کھلا نہیں چکا ہے اور درمیان میں وطی کرلی تو اگرچہ یہ حرام ہے مگر جتنے کو کھلا چکا وہ بیکار نہ ہوا باقیوں کو کھلا دے سرے سے پھر ساٹھ کو کھلانا ضرور نہیں۔ (جوہرہ وبہار) مسئلہ جس کے ذمہ کفارہ تھا وہ مرگیا اسکے وارث نے اسکی طرف سے کھانا کھلا دیا یا قسم کے کفارہ میں کپڑے پہنا دئے تو کفارہ ادا ہو جائیگا اور غلام آزاد کیا تو نہ ادا ہوگا۔ (ردالمحتار)۔

لِعان کا بیان

مرد نے اپنی عورت کو زنا کی تہمت لگائی تو لِعان کیا جائیگا جبکہ وہ عورت عاقلہ بالغہ حُرّہ مسلمہ عفیفہ ہو۔ لعان کا طریقہ یہ ہے کہ قاضی کے سامنے پہلے شوہر قسم کے ساتھ چار مرتبہ شہادت دے یعنی کہے کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے جو اس عورت کو زنا کی تہمت لگائی اسمیں خدا کی قسم میں سچّا ہوں۔ پھر پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ ...عـہ پر خدا کی لعنت اگر اس بات میں کہ اسکو زنا کی تہمت لگائی جھوٹ بولنے والوں میں سے ہوں۔ اور ہر بار لفظ اس سے عورت کیطرف اشارہ کرے۔ پھر عورت چار مرتبہ یہ کہے کہ میں شہادت دیتی ہوں خدا کی قسم اس نے جو مجھے زنا کی تہمت لگائی ہے اس بات میں جھوٹا ہے۔ اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ ...[۱] پر اللہ کا غضب ہو اگر یہ اس بات میں سچا ہو جو مجھے زنا کی تہمت لگائی۔ لعان میں لفظ شہادت شرط ہے اگر یہ کہا کہ میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ سچّا ہوں تو ان لفظوں سے لعان نہ ہوا۔ مسئلہ لعان کیلئے چند شرطیں ہیں (۱) نکاح صحیح ہو[۲] (۲) زوجیت قائم ہو چاہے دخول ہوا

عـہ ان تین نقطوں کی جگہ مجھ ہے ۱۲ منہ۔ ۱ـہ ان نقطوں کی جگہ بھی مجھ کا لفظ ہے۔ ۲ـہ لہذا اگر نکاح صحیح نہ تھا اور تہمت لگائی تو لعان نہیں۔ ۱۲ منہ

ہو یا نہ ہوا ہو[1] (۳) دونوں آزاد ہوں (۴) دونوں عاقل ہوں (۵) دونوں بالغ ہوں (۶) دونوں مسلمان ہوں (۷) دونوں ناطق ہوں (یعنی دونوں میں سے کوئی گونگا نہ ہو) (۸) انمیں سے کسی پر حد قذف نہ لگائی گئی ہو۔ (۹) مرد نے اپنے اس قول پر گواہ نہ پیش کئے ہوں (۱۰) عورت زنا سے انکار کرتی ہو اور اپنے کو پارسا[2] کہتی ہو (۱۱) صریح زنا کی تہمت لگائی ہو یا اسکی جو اولاد اسکے نکاح میں پیدا ہوئی اسکو کہتا ہے کہ یہ میری نہیں یا جو بچہ عورت کا دوسرے شوہر سے ہے اسکو کہتا ہے کہ یہ اسکا نہیں۔ (۱۲) دارالاسلام میں یہ تہمت لگائی ہو (۱۳) عورت قاضی کے یہاں اسکا مطالبہ کرے (۱۴) شوہر تہمت لگانے کا اقرار کرتا ہو یا دو مرد گواہوں سے ثابت ہو۔ لعان کیوقت عورت کا کھڑا ہونا مستحب ہے، شرط نہیں۔ (بہار وغیرہ) **مسئلہ** عورت پر چند بار تہمت لگائی تو ایک ہی بار لعان ہوگا۔ (ہندیہ) **مسئلہ** لعان میں تمادی نہیں یعنی اگر عورت نے زمانہ دراز تک مطالبہ نہ کیا تو لعان ساقط نہوگا ہر وقت مطالبہ کا اختیار ہے۔ لعان معاف نہیں ہو سکتا یعنی اگر شوہر نے تہمت لگائی اور عورت نے معاف کر دیا اور معاف کرنے کے بعد اب قاضی کے یہاں دعویٰ کرتی ہے تو قاضی لعان کا حکم دیگا۔ اور اگر عورت دعویٰ نہ کرے تو قاضی خود مطالبہ نہیں کر سکتا۔ یوں ہی اگر عورت نے کچھ لیکر صلح کر لی تو لعان ساقط نہ ہوا جو لیا ہے اُسے واپس کرکے مطالبہ کرنے کا حق عورت کو ہے۔ مگر عورت کیلئے افضل یہ ہے کہ ایسی بات کو چھپائے۔ اور حاکم کو بھی چاہئے کہ عورت کو پردہ پوشی کا حکم دے۔ (ہندیہ درمختار وبہار)۔ **مسئلہ** عورت سے کہا اے زانیہ یا کہا تو نے زنا کیا یا کہا میں نے تجھے زنا کرتے دیکھا۔ یہ سب الفاظ صریح ہیں اور اگر کہا تو نے حرام کاری کی یا کہا تجھ سے حرام طور پر جماع کیا گیا یا کہا تجھ سے لواطت کی گئی۔ تو لعان نہیں (ہندیہ وبہار) **مسئلہ** لعان کا حکم یہ ہے کہ اس سے فارغ ہوتے ہی اس شخص کو اس عورت سے وطی حرام ہے۔ مگر فقط لعان سے نکاح سے خارج نہ ہوئی۔ بلکہ لعان کے بعد حاکم اسلام تفریق کر دیگا اور اب مطلقہ بائن ہو گئی۔ لہذا بعد لعان اگر قاضی نے تفریق نہ کی ہو تو طلاق دے سکتا ہے۔ ایلا وظہار کر سکتا ہے۔ دونوں میں کوئی مر جائے تو دوسرا اسکا ترکہ پائیگا۔ اور لعان کے بعد اگر دونوں الگ ہونا نہ چاہیں جب بھی تفریق کر دی جائے گی (جوہرہ وبہار) **مسئلہ** لعان کے بعد اگر ابھی تفریق نہ ہوئی ہو جب بھی وطی اور دواعی وطی حرام ہیں اور جب

---

[1] لہذا اگر تہمت لگانے کے بعد طلاق بائن دیدی تو لعان نہیں ہو سکتا اگرچہ طلاق دینے کے بعد پھر نکاح کر لیا یوں ہی اگر طلاق بائن دینے کے بعد تہمت لگائی یا زوجہ کے مر جانے کے بعد رجعی طلاق دی یا رجعی طلاق دینے کے بعد تہمت لگائی تو لعان ساقط نہ ہوگا۔ ۱۲ منہ

[2] اصطلاح شرع میں پارسا اسکو کہتے ہیں جس کے ساتھ حرام وطی نہ ہوئی ہو نہ حرام وطی کے ساتھ متہم ہو۔ لہذا طلاق بائن کی عدت میں اگر شوہر نے اس سے وطی کی اگرچہ وہ اپنی نادانی سے یہ سمجھتا تھا کہ اس سے وطی حلال ہے تو عورت عفیفہ (پارسا) نہیں۔ یوں ہی اگر نکاح فاسد کرکے اس سے وطی کی تو عفت جاتی رہی یا عورت کی اولاد ہے جسکے باپ کو یہاں کے لوگ نہ جانتے ہوں اگرچہ حقیقۃً وہ ولد الزنا نہیں ہے، یہ صورت متہم ہونے کی ہے اس سے بھی عفت جاتی رہتی ہے اور اگر وطی عارضی سبب سے حرام ہو جیسے حیض ونفاس وغیرہ میں جنمیں وطی حرام ہے وطی کی تو اس سے عفت نہیں جاتی۔ ۱۲ منہ

تفریق ہوگئی تو عدت کا نفقہ اور سُکنیٰ (یعنی رہنے کا مکان) پائیگی اور عدت کے اندر جو بچہ پیدا ہوگا اُسی شوہر کا ہوگا اگر دو برس کے اندر پیدا ہو۔ اور اگر عدت اُس عورت کیلئے نہو اور چھ ماہ کے اندر بچہ پیدا ہو تو اسی شوہر کا قرار دیا جائیگا۔ (درمختار ردالمحتار و بہار) **مسئلہ** عورت سے کہا تجھ پر تین طلاقیں اے زانیہ تو لعان نہیں بلکہ حدِّ قذف ہے اور اگر کہا اے زانیہ تجھے تین طلاقیں تو نہ لعان ہے نہ حد۔ (ہندیہ و بہار) **مسئلہ** عورت سے کہا میں نے تجھے بکر نہ پایا تو نہ حد ہے نہ لعان۔ (ہندیہ و بہار)۔

عِنّین کا بیان

عِنّین اسکو کہتے ہیں کہ جسکے آلہ موجود ہو اور زوجہ کے آگے کے مقام میں دخول نہ کر سکے اور اگر بعض عورت سے جماع کر سکتا ہے اور بعض سے نہیں۔ یا ثیب کے ساتھ کر سکتا ہے اور بِکر سے نہیں تو جس سے نہیں کر سکتا اسکے حق میں عنین ہے۔ اور جس سے کر سکتا ہے اسکے حق میں نہیں۔ عنین ہونے کے اسباب مختلف ہیں۔ مرض کی وجہ سے ہے یا پیدائشی ایسا ہے یا بڑھاپے کی وجہ سے یا جادو کر دینے سے **مسئلہ** اگر فقط حشفہ (آلہ کا سرا) داخل کر سکتا ہے تو عنین نہیں اور حشفہ کٹ گیا ہو تو حشفہ کے برابر عضو داخل کر سکنے پر عنین نہ ہوگا۔ اور اگر عورت نے شوہر کا ذکر کاٹ ڈالا تو مقطوع الذکر کا حکم جاری نہوگا (ردالمحتار و بہار) **مسئلہ** مرد کا عضوِ تناسل اور انثیین یا صرف عضوِ تناسل بالکل جڑ سے کٹ گیا ہو۔ یا بہت ہی چھوٹا گھنڈی کے مثل ہو اور عورت تفریق چاہے تو تفریق کر دی جائیگی جبکہ عورت حرہ بالغہ ہو اور نکاح سے پہلے یہ حال مرد کا معلوم نہو نہ نکاح کے بعد جان کر اسپر راضی رہی۔ اگر عورت کسی کی باندی ہے تو خود عورت کو کوئی اختیار نہیں بلکہ اختیار اسکے مولیٰ کو ہے اور اگر عورت نابالغہ ہے تو بالغ ہونے تک انتظار کیا جائے اگر بالغ ہونے کے بعد راضی ہوگئی فبہا نہیں تو تفریق کر دیجائے۔ عضوِ تناسل کٹ جانے کی صورت میں شوہر بالغ ہو یا نابالغ اسکا اعتبار نہیں۔ (درمختار ردالمحتار و بہار) **مسئلہ** نابالغ لڑکی کا نکاح باپ نے کر دیا لڑکی نے شوہر کو مقطوع الذکر پایا تو باپ کو تفریق کے دعویٰ کا حق نہیں جبتک لڑکی خود بالغہ نہو جائے۔ (ہندیہ و بہار) **مسئلہ** ایک بار جماع کرنے کے بعد مرد کا عضو کاٹ ڈالا گیا یا عنین ہو گیا تو اب تفریق نہیں کیجا سکتی۔ (درمختار و بہار) **عنین کا حکم** یہ ہے کہ عورت جب قاضی کے پاس دعویٰ کرے تو شوہر سے قاضی پوچھے اگر اقرار کرے تو ایک سال[ع] کی مہلت دیجائیگی۔ اگر سال کے اندر شوہر نے جماع کر لیا تو عورت کا دعویٰ ساقط ہو گیا۔ اگر اس مدت میں جماع نہ کیا اور عورت جدائی چاہتی ہے تو قاضی شوہر سے طلاق دینے کو کہے۔ اگر طلاق دیدے فبہا نہیں تو قاضی خود تفریق کر دے۔ (ہدایہ وغیرہ) **مسئلہ** عورت نے دعویٰ کیا اور شوہر کہتا ہے میں نے اس سے جماع کیا ہے۔ اور یہ عورت ثیب ہے تو شوہر سے قسم کھلائیں قسم کھالے تو عورت کا حق جاتا رہا قسم سے انکار کرے تو ایک سال کی مہلت دیجائے۔ اور اگر عورت اپنے کو بکر بتاتی ہے تو کسی عورت کو دکھائیں لیکن احتیاط

ع سال سے مراد اس جگہ قمسی سال ہے یعنی تین سو پینسٹھ دن اور ایک دن کا کچھ حصّہ۔ (بہار)۔
مقطوع الذکر۔ جسکا آلہ کٹا ہو۔ مولیٰ۔ غلام کا مالک۔

یہ ہے کہ دو عورتوں کو دکھائیں اگر یہ عورتیں اسے ثیب بتائیں تو شوہر سے قسم لیکر شوہر کی بات مانیں اور اگر یہ عورتیں اُسے بکر بتائیں تو عورت کی بات بغیر قسم مانی جائیگی۔ اور اگر ان دیکھنے والی عورتوں کو شک ہو تو کسی طریقہ سے جانچ کرائیں۔ اور اگر ان جانچنے والی عورتوں میں آپس میں اختلاف ہو کوئی بکر کہتی ہے کوئی ثیب تو کسی اور سے جانچ کرائیں جب یہ بات ثابت ہو جائے کہ شوہر نے جماع نہیں کیا ہے تو ایک سال کی مہلت دیں۔ (ہندیہ و بہار) **مسئلہ** عورت کا دعویٰ قاضی شہر کے پاس ہوگا دوسرے قاضی یا غیر قاضی کے پاس دعویٰ کیا اور اُسنے مہلت بھی دیدی تو اسکا کچھ اعتبار نہیں۔ یوں ہی عورت کا بطور خود بیٹھی رہنا بیکار ہے۔ (خانیہ و بہار)۔ **مسئلہ** میعاد گذرنے کے بعد عورت نے دعویٰ کیا کہ شوہر نے جماع نہیں کیا اور شوہر کہتا ہے کہ کیا ہے۔ تو اگر عورت ثیب تھی تو شوہر کو قسم کھلائیں اُس نے قسم کھالی تو عورت کا حق باطل ہو گیا اور قسم کھانے سے انکار کرے تو عورت کو اختیار ہے۔ تفریق چاہے تو تفریق کر دینگے۔ اور اگر عورت اپنے کو بکر کہتی ہے تو وہی صورتیں ہیں جو مذکور ہوئیں۔ (ہندیہ و بہار) **مسئلہ** تفریق قاضی بائن طلاق قرار دیجائیگی اور خلوت ہو چکی ہے تو پورا مہر پائیگی اور عدت بیٹھیگی نہیں تو آدھا مہر پائیگی اور عدت نہیں اور اگر مہر مقرر نہ ہوا تھا تو متعہ ملیگا۔ (درمختار و بہار) **مسئلہ** اگر شوہر میں اور کسی قسم کا عیب ہے، جیسے جنون۔ جذام۔ برص۔ یا عورت میں عیب ہو کہ اسکا مقام بند ہو تو فسخ کا اختیار نہیں۔ (درمختار و بہار) **مسئلہ** شوہر جماع کرتا ہے مگر منی نہیں ہے کہ انزال ہو تو عورت کو دعویٰ کا حق نہیں (ہندیہ و بہار)

عدت کا بیان

نکاح زائل ہونے یا شبہۂ نکاح کے بعد عورت کا نکاح سے رکا ہوا ہونا اور ایک زمانہ تک انتظار کرنا عدت ہے۔ **مسئلہ** نکاح زائل ہونے کے بعد اُسوقت عدت ہے کہ شوہر مر گیا ہو یا خلوت صحیحہ ہوئی ہو زانیہ کیلئے عدت نہیں اگرچہ حاملہ ہو اور یہ نکاح کر سکتی ہے مگر جسکے زنا سے حمل ہے اسکے سوا دوسرے سے نکاح کرے تو جب تک بچہ پیدا نہولے وطی جائز نہیں۔ **مسئلہ** نکاح فاسد میں دخول سے قبل تفریق ہوئی تو عدت نہیں اور دخول کے بعد تفریق ہوئی تو عدت ہے۔ (ہدایہ وغیرہ) **مسئلہ** جس عورت کا مقام بند ہے اُس سے خلوت ہوئی تو طلاق کے بعد عدت نہیں۔ (درمختار و بہار) **مسئلہ** عورت کو طلاق دی بائن یا رجعی یا کسی طرح نکاح فسخ ہو گیا (چاہے یوں فسخ ہوا کہ شوہر کے بیٹے کا شہوت کے ساتھ بوسہ لیا) اور دخول ہو چکا ہے یا خلوت ہو چکی ہے اور اس وقت حمل نہیں اور عورت کو حیض آتا ہے تو عدت پورے تین حیض ہیں[۱]۔ اور اگر ایسی عورت کو حیض نہیں آتا ہے کہ ابھی اتنی عمر کو نہیں پہونچی یا سن ایاس کو پہونچ چکی ہے یا عمر کے حساب سے تو بالغہ ہو چکی ہے پر ابھی حیض نہیں آیا ہے تو عدت تین مہینہ[۲] ہے **مسئلہ** اگر طلاق یا فسخ پہلی تاریخ کو

---

[۱] اگر عورت باندی ہے تو دو حیض اور اگر ام ولد ہے اور مولیٰ مر چکا ہے یا اُسنے آزاد کر دیا ہے تو اسکی عدت بھی تین حیض ہے (درمختار)

[۲] اور اگر باندی ہو تو اس صورت میں ڈیڑھ مہینہ ہے۔

ہو تو چاند کے حساب سے تین مہینہ عدت کا لیا جائے اور اگر کوئی اور تاریخ ہو تو مہینہ تیس دن کا لیا جائے یعنی عدت کے کل دن نوّے ہوں۔ (ہندیہ و جوہرہ وغیرہ) **مسئلہ** عورت کو حیض آچکا ہے مگر اب نہیں آتا اور ابھی سن ایاس کو بھی نہیں پہونچی تو اسکی عدت بھی حیض سے ہے جب تک تین حیض نہ آلیں یا سن ایاس کو نہ پہنچے عدت پوری نہوگی۔ اور اگر حیض آیا ہی نہ تھا اور مہینوں کے حساب سے عدت گذار رہی تھی کہ عدت کے بیچ حیض آگیا تو اب حیض کے حساب سے عدت پوری کرے یعنی جب تک تین حیض نہ آلیں عدت پوری نہوگی۔ (ہندیہ و بہار) **مسئلہ** حیض کیحالت میں طلاق دی تو یہ حیض عدت میں نہ گنا جائے بلکہ اسکے بعد سے پورے تین حیض ختم ہونے پر عدت پوری ہوگی۔ (ہدایہ وغیرہ) **مسئلہ** جس عورت سے نکاح فاسد ہوا اور دخول ہو چکا ہے یا جس عورت سے شبہۃً وطی ہوئی اسکی عدت فرقت اور موت دونوں میں حیض سے ہے اور حیض نہ آتا ہو تو تین مہینے[عـہ] (جوہرہ و بہار)۔ **مسئلہ** جس عورت سے نابالغ نے وطی کی شبہۃً یا نکاح فاسد میں اسپر بھی یہی عدت ہے یوں ہی اگر نابالغی میں خلوت ہوئی اور بالغ ہونے کے بعد طلاق دی جب بھی یہی عدت ہے۔ (رد المحتار و بہار) **مسئلہ** نکاح فاسد میں تفریق یا متارکہ کے وقت سے عدت شمار کیجائیگی۔ متارکہ یہ ہے کہ مرد نے یہ کہا کہ میں نے اُسے چھوڑا یا کہا میں نے اس سے وطی ترک کی یا اسی قسم کے اور الفاظ کہے جبتک متارکہ یا تفریق نہو کتنا ہی زمانہ گذر جائے عدت نہیں چاہیے دل میں ارادہ کر لیا کہ وطی نہ کرونگا۔ اور اگر عورت کے سامنے نکاح سے انکار کرتا ہے تو یہ متارکہ ہے نہیں تو نہیں لہذا اسکا اعتبار نہیں (جوہرہ در مختار و بہار) **مسئلہ** طلاق کی عدت طلاق کیوقت سے ہے چاہے عورت کو اسکی اطلاع نہو کہ شوہر نے اُسے طلاق دی ہے اور تین حیض آنے کے بعد معلوم ہوا تو عدت ختم ہو چکی اور اگر شوہر یہ کہتا ہے کہ میں نے اسکو اتنے زمانہ سے طلاق دی ہے تو جسوقت اقرار کیا اسوقت سے عدت گنی جائیگی۔ (جوہرہ و بہار) **مسئلہ** موت کی عدت چار مہینہ دس دن ہے (یعنی دسویں رات بھی گذر لے) جبکہ نکاح صحیح ہوا ہو چاہے دخول ہوا ہو یا نہ ہوا ہو چاہے شوہر نابالغ ہو یا زوجہ نابالغہ ہو۔ (جوہرہ وغیرہ) **مسئلہ** عورت حاملہ ہے تو اسکی عدت وضع حمل ہے۔ (در مختار و ہدایہ وغیرہ) **مسئلہ** وضع حمل سے عدت پوری ہونے کیلئے کوئی خاص مدت مقرر نہیں۔ موت یا طلاق کے بعد جسوقت بچہ پیدا ہوا عدت ختم ہوگئی۔ اگرچہ موت یا طلاق کے ایک ہی منٹ بعد پیدا ہوا۔ حمل ساقط ہوگیا اور اعضا بن چکے ہیں تو عدت پوری ہوگئی نہیں تو نہیں اور اگر دو یا تین بچے ایک حمل سے ہوئے تو پچھلے کے پیدا ہونے سے عدت پوری ہوگی (جوہرہ و بہار) **مسئلہ** موت کے بعد اگر حمل قرار پایا تو عدت وضع حمل سے نہ ہوگی بلکہ دنوں سے ہوگی۔ (جوہرہ و بہار) **مسئلہ** عورت کو طلاق رجعی دی تھی اور عدت میں مر گیا تو عورت موت کی عدت پوری کرے اور طلاق کی عدت جاتی رہی۔ اور اگر بائن طلاق دی تھی یا تین دی تھی تو طلاق ..... کی عدت پوری کرے جبکہ صحت میں طلاق دی ہو اور اگر مرض میں دی تھی تو دونوں عدتیں

[عـہ] اور اگر یہ عورت کسی کی باندی ہو تو عدت ڈیڑھ مہینہ ہے۔ (ہندیہ و بہار)

پوری کرے یعنی اگر چار مہینہ دس دن میں تین حیض پورے ہو چکے تو عدت پوری ہو چکی اور اگر تین حیض پورے ہو چکے ہیں مگر چار مہینہ دس دن پورے نہ ہوئے تو انکو پورا کرے اور اگر یہ دن پورے ہو گئے مگر ابھی تین حیض پورے نہوئے تو انکے پورے ہونے تک انتظار کرے۔ (ہدایہ وغیرہ)۔

سوگ کا بیان

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہے اسے یہ حلال نہیں کہ کسی میت پر تین راتوں سے زیادہ سوگ کرے مگر شوہر پر کہ چار مہینے دس دن سوگ کرے۔ (صحیحین وغیرہ) اور فرمایا کوئی عورت کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ نہ کرے۔ مگر شوہر پر چار مہینہ دس دن سوگ کرے اور رنگا ہوا کپڑا نہ پہنے مگر وہ کپڑا کہ بننے سے پہلے اسکا سوت جگہ جگہ باندھکر رنگتے ہیں۔ اور سُرمہ نہ لگائے اور نہ خوشبو چھوئے۔ مگر جب حیض سے پاک ہو تو تھوڑا سا عود استعمال کر سکتی ہے اور مہندی نہ لگائے۔ (ابوداؤد وغیرہ) سوگ کے یہ معنی ہیں کہ زینت کو چھوڑے یعنی ہر قسم کے زیور چاندی سونے جواہر وغیرہ کے اور ہر قسم اور ہر رنگ کے ریشم کے کپڑے نہ پہنے اور خوشبو بدن یا کپڑے میں نہ لگائے اور نہ تیل لگائے چاہے تیل بے مہک ہو (جیسے زیتون کا تیل) اور نہ کنگھا کرے نہ کالا سُرمہ لگائے۔ یوں ہی سفید خوشبودار سُرمہ لگانا اور مہندی لگانا اور زعفران یا کسم یا گیرو کا رنگا ہوا کپڑا یا سُرخ رنگ کا کپڑا پہننا منع ہے ان سب چیزونکا ترک واجب ہے۔ یوں ہی گلابی رنگ دھانی چمپئی اور طرح طرح کے رنگ جنمیں تزئین ہوتا ہے سب کو چھوڑے۔ (جوہرہ ہندیہ۔ درمختار وبہار) **مسئلہ** جس کپڑے کا رنگ پُرانا ہو گیا کہ اب اسکا پہننا زینت نہیں اسے پہن سکتی ہے یوں ہی سیاہ رنگ کے کپڑے میں بھی حرج نہیں جبکہ ریشم کا نہو (ہندیہ وبہار) **مسئلہ** عذر کیوجہ سے ان چیزوں کا استعمال کر سکتی ہے مگر اس حالت میں اس کا استعمال زینت کے ارادہ سے نہو جیسے درد سر کیوجہ سے تیل لگا سکتی ہے۔ آنکھ کے درد میں سرمہ لگا سکتی ہے۔ مگر سیاہ سُرمہ اسوقت لگا سکتی ہے جبکہ سفید سے کام نہ چلے اور رات کا لگانا کافی ہو تو دن میں نہ لگائے وقس علیٰ ہذا۔ (ہندیہ درمختار وردالمحتار) **مسئلہ** سوگ عاقلہ۔ بالغہ۔ مسلمہ عورت پر ہے۔ موت یا طلاق بائن کی عدت میں ہو۔ **مسئلہ** شوہر کے عنّین ہونے یا مقطوع الذکر ہونیکی وجہ سے فرقت ہوئی تو اسکی عدت میں بھی سوگ واجب ہے۔ (درمختار وعالمگیری) **مسئلہ** کسی قریب کے مرجانے پر عورت تین دن تک سوگ کر سکتی ہے اس سے زائد جائز نہیں اور عورت شوہر والی ہو تو شوہر اس سے بھی روک سکتا ہے۔ (ردالمحتار) **مسئلہ** کسی کے مرنے کے غم میں سیاہ کپڑا پہننا جائز نہیں مگر عورت کو تین دن تک شوہر کے مرنے پر غم کیوجہ سے سیاہ کپڑے پہننا جائز ہے اور سیاہ کپڑے غم ظاہر کرنے کیلئے نہوں تو مطلقاً جائز ہیں۔ (درمختار ردالمحتار وبہار) **مسئلہ** جو عورت عدت میں ہو اسکے پاس صراحۃً نکاح کا پیغام دینا حرام ہے۔ اگرچہ نکاح فاسد یا عتق کی عدت میں ہو۔ لیکن موت کی عدت میں ہو تو اشارۃً کہہ سکتے ہیں۔ اور طلاق رجعی یا بائن یا فسخ کی عدت میں اشارۃً بھی

نہیں کہہ سکتے اور وطی بالشبہہ یا نکاح فاسد کی عدت میں اشارۃً کہہ سکتے ہیں۔ اشارۃً کہنے کی صورت یہ ہے کہ کہے میں نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ مگر یہ نہ کہے کہ تجھ سے (نہیں تو صراحت ہو جائیگی) یا کہے میں ایسی عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہوں جس میں یہ یہ باتیں ہوں۔ اور وہ باتیں بیان کرے جو اس عورت میں ہیں۔ یا کہے مجھے تیرے ایسی کہاں ملیگی۔ (درمختار و ہندیہ) **مسئلہ** جو عورت طلاق رجعی یا بائن کی عدت میں ہے یا خُلع یا کسی اور فرقت کی عدت میں ہے اسکو گھر سے نکلنا جائز نہیں جبکہ عاقلہ بالغہ مسلمہ ہو اور نابالغہ لڑکی طلاق رجعی کی عدت میں شوہر کی اجازت سے باہر جا سکتی ہے اور بائن طلاق کی عدت میں بے اجازت بھی جا سکتی ہے۔ ہاں اگر قریب بالغ ہونے کے ہے تو بغیر اجازت نہیں جا سکتی۔ (ہندیہ و درمختار) **مسئلہ** نکاح فاسد کی عدت میں گھر سے نکل سکتی ہے مگر شوہر روک سکتا ہے۔ (ہندیہ و درمختار) **مسئلہ** اگر کرایہ کے مکان میں رہتی تھی جب بھی مکان بدلنے کی اجازت نہیں۔ عدت کے زمانہ کا کرایہ شوہر کے ذمہ ہے۔ اور اگر شوہر غائب ہے اور عورت خود کرایہ دے سکتی ہے جب بھی اسی مکان میں رہے۔ (ردالمحتار) **مسئلہ** موت کی عدت میں اگر باہر جانے کی ضرورت ہو کہ عورت کے پاس گذر کے لائق مال نہیں اور باہر جا کر محنت مزدوری کرکے لائیگی تب کام چلے گا تو اُسے جانے کی اجازت ہے کہ دن میں اور رات کے کچھ حصہ میں باہر جائے اور رات کا زیادہ حصہ اپنے مکان میں گذارے مگر حاجت سے زیادہ باہر ٹھہرنے کی اجازت نہیں۔ اور اگر کام چلانے کے لائق خرچ موجود ہے تو باہر نکلنا مطلقاً منع ہے اور اگر خرچ موجود ہے مگر باہر نہ جائیگی تو کوئی نقصان پہونچیگا جیسے کھیتی کا کوئی دیکھنے بھالنے والا نہیں اور کوئی ایسا نہیں جسے اس کام پر مقرر کرے تو اسکے لئے بھی جا سکتی ہے مگر رات کو اسی گھر میں رہنا ہوگا یوں ہی اگر کوئی سودا لانے والا نہو تو اسکے لئے بھی جا سکتی ہے۔ (درمختار ردالمحتار و بہار) **مسئلہ** موت یا فرقت کے وقت جس مکان میں عورت رہتی تھی اسی مکان میں عدت پوری کرے۔ اور اوپر جو کہا گیا ہے کہ گھر سے باہر نہیں جا سکتی اس گھر سے مراد یہی گھر ہے اور اس گھر کو چھوڑ کر دوسرے مکان میں بھی نہیں رہ سکتی مگر جب کوئی مجبوری[ع]

ع مجبوری کی صورتیں یہ ہیں جیسے طلاق کی عدت میں شوہر نے گھر میں سے اسکو نکال دیا یا کرایہ کا مکان ہے اور عدت وفات کی ہے مالک مکان کہتا ہے کرایہ دے یا مکان خالی کر اور اسکے پاس کرایہ نہیں۔ یا مکان شوہر کا ہے مگر اسکے حصہ میں جتنا پڑا وہ رہنے کے لائق نہیں اور ورثہ اپنے حصہ میں اُسے رہنے نہیں دیتے۔ یا کرایہ مانگتے ہیں اور پاس کرایہ نہیں۔ یا مکان گر رہا ہے یا گر جانے کا ڈر ہے یا چوروں کا ڈر ہے۔ مال برباد ہونے کا ڈر ہے تو ان صورتوں میں مکان بدل سکتی ہے۔ اور اگر کرایہ کا مکان ہے اور کرایہ دے سکتی ہے یا وارثوں کو کرایہ دیکر رہ سکتی ہے تو اسی میں رہنا لازم ہے اور اگر حصہ اتنا ملا کہ اسکے رہنے کیلئے کافی ہے تو اسی میں رہے اور شوہر کے دوسرے وارث جن سے پردہ فرض ہے اُنسے پردہ کرے۔ اور اگر اس مکان میں نہ چور کا ڈر ہے نہ پڑوسیوں کا مگر [illegible] کوئی اور نہیں ہے، اور اکیلے رہتے ڈرتی ہے تو اگر ڈر زیادہ ہے تو مکان بدل سکتی ہے۔ اور اگر طلاق بائن کی عدت ہے اور شوہر [illegible] اور کوئی وہاں ایسا نہیں کہ اگر شوہر کی نیت بد ہو تو روک سکے ایسی حالت میں مکان بدل دے۔ (ہندیہ درمختار و بہار وغیرہ)

ہو تو اُسے بدل سکتی ہے **مسئلہ** عورت اپنے میکے گئی تھی یا کسی کام کیلئے کہیں اور گئی تھی اُسوقت شوہر نے طلاق دی یا مرگیا تو فوراً بلا توقف وہاں سے واپس آئے۔ (ہندیہ و بہار) **مسئلہ** طلاق بائن کی عدت میں یہ ضروری ہے کہ شوہر اور عورت میں پردہ ہو یعنی کسی چیز سے آڑ کردیجائے کہ ایک طرف شوہر رہے دوسری طرف عورت۔ عورت کا اسکے سامنے اپنا بدن چھپانا کافی نہیں اسواسطے کہ عورت اب اجنبیہ ہے اور اجنبیہ سے خلوت جائز نہیں بلکہ یہاں فتنہ کا زیادہ اندیشہ ہے۔ اور اگر مکان میں تنگی ہو اتنا نہیں کہ دونوں الگ الگ رہ سکیں تو شوہر اتنے دنوں تک مکان چھوڑ دے یہ نہ کرے کہ عورت کو تو دوسرے مکان میں بھیجدے اور آپ اسی میں رہے اسلئے کہ عورت کو مکان بدلنے کی بغیر ضرورت اجازت نہیں۔ اور اگر شوہر فاسق ہو تو اسے حکماً اس مکان سے علیحدہ کردیا جائے۔ اور نہ نکلے تو اس مکان میں کوئی ثقہ عورت رکھدی جائے جو فتنہ کو روک سکے۔ اور اگر طلاق رجعی کی عدت ہو تو پردہ کی کچھ ضرورت نہیں چاہے شوہر فاسق ہی ہو۔ (درمختار و ردالمحتار) **مسئلہ** تین طلاق کی عدت کا بھی وہی حکم ہے جو طلاق بائن کی عدت کا ہے (درمختار و بہار) **مسئلہ** عورت کو عدت میں شوہر سفر میں نہیں لیجا سکتا چاہے رجعی کی ہی کیوں نہ عدت ہو۔ (درمختار و بہار) **مسئلہ** رجعی کی عدت کے وہی احکام ہیں جو بائن کی عدت کے ہیں مگر رجعی کی عدت میں سوگ نہیں۔ اور اگر سفر میں رجعی طلاق دی تو شوہر کیساتھ ہے اور کسی اور طرف مسافت سفر ہے تو ادھر نہیں جا سکتی (درمختار و بہار)

ثبوتِ نسب کا بیان

حدیث میں آیا بچہ اسکا ہے جسکی عورت ہے اور زانی کیلئے پتھر ہے **مسئلہ** حمل کی مدت کم سے کم چھ مہینہ ہے اور زیادہ سے زیادہ دو سال۔ لہذا جو عورت طلاق رجعی کی عدت میں ہے اور عدت پوری ہونے کا عورت نے اقرار نہ کیا ہو اور بچہ پیدا ہوا تو نسب ثابت ہے، اور اگر عدت پوری ہونے کا اقرار کیا لیکن وہ مدت اتنی ہے کہ اسمیں عدت پوری ہوسکتی ہے اور وقت اقرار سے چھ مہینہ کے اندر بچہ پیدا ہوا تو اب بھی نسب ثابت ہے (اسلئے کہ بچہ پیدا ہونے سے معلوم ہوا کہ عورت کا اقرار غلط تھا) اور ان دونوں صورتوں میں ولادت سے ثابت ہوا کہ شوہر نے رجعت کرلی ہے جبکہ وقت طلاق سے پورے دو برس یا زیادہ میں بچہ پیدا ہوا۔ اور دو برس سے کم میں پیدا ہوا تو رجعت ثابت نہوئی اسلئے کہ ہوسکتا ہے کہ طلاق دینے سے پہلے کا حمل ہو۔ اور اگر وقت اقرار سے چھ مہینہ پر بچہ پیدا ہوا تو نسب ثابت نہیں۔ یوں ہی طلاق بائن یا موت کی عدت پوری ہونے کا عورت نے اقرار کیا اور وقت اقرار سے چھ مہینہ سے کم میں بچہ پیدا ہوا تو نسب ثابت ہے ورنہ نہیں (درمختار و ہدایہ وغیرہ) **مسئلہ** جس عورت کو بائن طلاق دی اور وقت طلاق سے دو برس کے اندر بچہ پیدا ہوا تو نسب ثابت ہے۔ اور اگر دو برس کے بعد پیدا ہوا تو نہیں لیکن اگر شوہر اس بچہ کیلئے کہے کہ یہ میرا

ہے تو اب بھی ثابت ہو جائیگا یا ایک بچہ دو برس کے اندر پیدا ہوا دوسرا بعد میں تو دونوں کا نسب ثابت ہو جائیگا (درمختار و بہار) **مسئلہ** وقت نکاح سے چھ مہینہ کے اندر بچہ پیدا ہوا تو نسب ثابت نہیں اور چھ مہینہ یا زیادہ پر ہوا تو ثابت ہے، جبکہ شوہر اقرار کرے یا سکوت کرے اور اگر شوہر کہتا ہے کہ بچہ پیدا ہی نہ ہوا تو ایک عورت کی گواہی سے پیدائش ثابت ہو جائیگی۔ اور اگر شوہر نے کہا تھا کہ جب تو جنے تو تجھ کو طلاق اور عورت بچہ پیدا ہونا بیان کرتی ہے اور شوہر انکار کرتا ہے تو دو مرد یا ایک مرد دو عورت کی گواہی سے طلاق ثابت ہوگی تنہا جنائی کی گواہی کافی نہیں۔ یوں ہی اگر شوہر نے حمل کا اقرار کیا تھا یا حمل ظاہر تھا جب بھی طلاق ثابت ہے لیکن نسب ثابت ہونے کیلئے فقط جنائی کا قول کافی ہے۔ اور اگر دو بچے پیدا ہوئے ایک چھ مہینہ کے اندر دوسرا چھ مہینہ پر یا چھ مہینہ کے بعد تو دونوں میں کسی کا نسب ثابت نہیں۔ (جوہرہ ہندیہ وبہار) **مسئلہ** نکاح میں جہاں نسب ثابت ہونا کہا جاتا ہے وہاں یہ کچھ ضرور نہیں کہ شوہر دعویٰ کرے تو نسب ہوگا بلکہ سکوت سے بھی نسب ثابت ہوگا۔ اور اگر انکار کرے تو نفی نہ ہوگی جب تک لعان نہ ہو جائے اور اگر کسی وجہ سے لعان نہ ہو سکے جب بھی ثابت ہوگا۔ (ہندیہ وبہار) **مسئلہ** شوہر کے مرنے کے وقت سے دو برس کے اندر بچہ پیدا ہوا تو نسب ثابت ہے ورنہ نہیں یہی حکم صغیرہ کا ہے جبکہ حمل کا اقرار کرتی ہو۔ اور اگر عورت صغیرہ ہے جس نے نہ حمل کا اقرار کیا نہ عدت پوری ہونے کا اور دس مہینہ دس دن سے کم میں بچہ ہوا تو نسب ثابت ہے ورنہ نہیں۔ اور اگر صغیرہ نے عدت پوری ہونے کا اقرار کیا اور وقت اقرار یعنی چار مہینہ دس دن کے بعد اگر چھ مہینہ کے اندر پیدا ہوا تو نسب ثابت ہے نہیں تو نہیں۔ (درمختار وبہار) **مسئلہ** بچہ پیدا ہوا عورت کہتی ہے کہ نکاح کو چھ مہینہ یا زائد کا عرصہ گذرا اور مرد کہتا ہے کہ چھ مہینہ نہیں ہوئے تو عورت سے قسم لیجائے قسم کیساتھ عورت کا قول مان لیں۔ اور اگر شوہر یا شوہر کے ورثہ گواہ پیش کرنا چاہیں تو گواہ نہ سنے جائیں۔ (درمختار۔ ردالمحتار وبہار) **مسئلہ** کسی عورت سے زنا کیا پھر اُسی سے نکاح کیا اور چھ مہینہ یا زائد میں بچہ پیدا ہوا تو نسب ثابت ہے اور کم میں پیدا ہوا تو ثابت نہیں چاہے شوہر کہے کہ یہ زنا سے میرا بیٹا ہے۔ (ہندیہ وبہار)

بچے کی پرورش کا بیان

بچہ کی پرورش کا حق ماں کیلئے ہے چاہے وہ نکاح میں ہو یا نکاح سے باہر ہوگئی ہو۔ ہاں اگر مرتدہ ہوگئی تو پرورش نہیں کرسکتی یا کسی فسق میں مبتلا ہے جسکی وجہ سے بچہ کی تربیت میں فرق آئے (جیسے زانیہ یا چور یا نوحہ کرنے والی ہے) تو اسکی پرورش میں نہ دیا جائے بلکہ بعض فقہا نے فرمایا اگر وہ نماز کی پابند نہیں تو اسکی پرورش میں بھی نہ دیا جائے مگر اصح یہ ہے کہ اسکی پرورش میں اسوقت تک رہیگا جب تک نا سمجھ ہے جب کچھ سمجھنے لگے تو الگ کر لیا جائے اس لئے کہ بچہ ماں کو دیکھ کر وہی عادت اختیار کریگا جو ماں کی ہے۔ یوں ہی ماں کی پرورش میں اسوقت بھی نہ

دیا جائے جبکہ بکثرت بچے کو چھوڑ کر اِدھر اُدھر چلی جاتی ہو چاہے اسکا جانا کسی گناہ کیلئے نہو (جیسے وہ
عورت مردے نہلاتی ہے یا جنائی کرتی ہے یا اور کوئی ایسا کام کرتی ہے جسکی وجہ سے اکثر گھر سے باہر جانا پڑتا
ہے)۔ (درمختار۔ ردالمحتار وہندیہ) **مسئلہ** اگر بچّہ کی ماں نے بچّہ کے غیر محرم سے نکاح کرلیا تو اب ماں کو
پرورش کا حق نہ رہا اور محرم سے کیا تو حق پرورش باطل نہ ہوا۔ غیر محرم سے مراد وہ شخص ہے کہ نسب کے اعتبار
سے بچّہ کیلئے محرم نہو چاہے رضاع کے لحاظ سے محرم ہو۔ (جیسے بچّہ کی ماں نے بچہ کے رضاعی چچا سے نکاح
کرلیا تو اب ماں کی پرورش میں نہ رہیگا کہ یہ شخص اگرچہ رضاع کے لحاظ سے بچّہ کا چچا ہے مگر نسبًا اجنبی ہے
اور اگر نسبی چچا سے نکاح کیا تو حق پرورش باطل نہوا) (درمختار وغیرہ) **مسئلہ** ماں اگر مفت پرورش کرنا
نہیں چاہتی اور باپ اُجرت دے سکتا ہے تو اُجرت دے۔ اور تنگدست ہے تو ماں کے بعد جنکو پرورش کا حق ہے اگر
ان میں کوئی مفت پرورش کرے تو اسکی پرورش میں بچّہ دیا جائے بشرطیکہ بچّہ کے غیر محرم سے اُس نے نکاح نہ
کیا ہو اور ماں سے کہدیا جائے کہ یا تو مفت پرورش کر یا بچّہ کو فلاں کو دیدے۔ مگر ماں اگر بچّہ کو دیکھنا چاہے
یا اسکی دیکھ بھال کرنا چاہے تو اس سے روکی نہ جائے۔ اور اگر کوئی دوسری عورت ایسی نہ ہو جسکو پرورش
کا حق ہے مگر کوئی اجنبی شخص یا رشتہ دار مرد مفت پرورش کرنا چاہتا ہے تو اس صورت میں ماں ہی
کو دینگے۔ اگرچہ ماں نے اجنبی سے نکاح کرلیا ہو۔ اگرچہ اُجرت مانگتی ہو۔ (درمختار۔ ردالمحتار وبہار)
مسئلہ جسکے لئے حق پرورش ہے اگر وہ انکار کرے اور کوئی دوسری نہ ہو جو پرورش کرے تو یہ پرورش
پر مجبور کیجائیگی۔ یوں ہی اگر بچّہ کی ماں دودھ پلانے سے انکار کرے اور بچہ دوسری عورت کا دودھ نہ
لیتا ہو یا مفت کوئی دودھ نہیں پلاتی اور بچہ یا اسکے باپ کے پاس مال نہیں تو ماں دودھ پلانے پر مجبور
کیجائیگی (ردالمحتار وبہار) **مسئلہ** ماں کی پرورش میں بچّہ ہو اور وہ اسکے باپ کے نکاح یا عدت میں ہو تو
پرورش کا معاوضہ (عوض بدلہ) نہیں پائیگی اور اگر نکاح یا عدت میں نہیں ہے تو پرورش کا حق لے سکتی ہے اور دودھ پلانے
کی اُجرت اور بچّہ کا نفقہ بھی لے سکتی ہے۔ اور اگر اسکے پاس رہنے کا مکان نہ ہو تو مکان بھی۔ اور بچّہ کو خادم
کی ضرورت ہو تو خادم بھی۔ اور یہ سب اخراجات اگر بچّہ کا مال ہو تو اس مال سے دیئے جائیں نہیں تو جس پر
بچّہ کا نفقہ ہے اسی کے ذمہ یہ سب خرچ بھی ہیں (درمختار وبہار) **مسئلہ** ماں نے اگر پہلے پرورش سے
انکار کردیا پھر یہ چاہتی ہے کہ پرورش کرے تو کرسکتی ہے۔ رجوع صحیح ہے۔ (ردالمحتار) **مسئلہ** ماں اگر
نہو یا پرورش کی اہل نہو یا انکار کردیا یا اجنبی سے نکاح کرلیا تو اب پرورش کا حق نانی کیلئے ہے۔ نانی
بھی نہو تو نانی کی ماں۔ اسکے بعد دادی پھر پردادی انھیں شرطوں کے ساتھ جو اوپر بیان ہوئیں۔ پھر
حقیقی بہن پھر اخیافی بہن پھر سوتیلی بہن پھر حقیقی بہن کی بیٹی پھر خالہ (یعنی ماں کی سگی بہن) پھر ماں کی
اخیافی بہن پھر ماں کی سوتیلی بہن۔ پھر سوتیلی بہن کی بیٹی۔ پھر سگی بھتیجی۔ پھر اخیافی بھائی کی بیٹی۔ پھر سوتیلے

بھائی کی بیٹی پھر اسی ترتیب سے پھوپھیاں پھر ماں کی خالہ پھر باپ کی خالہ پھر ماں کی پھوپھیاں پھر باپ کی پھوپھیاں (اور ان سب میں بھی وہی ترتیب ہے کہ پہلے سگی پھر اخیافی پھر سوتیلی) اور اگر کوئی عورت پرورش کرنے والی نہو یا ہو مگر اسکا حق ساقط ہو تو عصبات بہ ترتیب ارث یعنی باپ پھر دادا پھر حقیقی بھائی پھر سوتیلا بھائی پھر بھتیجے پھر چچا کے بیٹے۔ (مگر لڑکی کو اسکے چچازاد بھائی کی پرورش میں نہ دیں خصوصاً جبکہ لڑکی مشتہاۃ ہو) اور اگر عصبات بھی نہوں تو ذوی الارحام کی پرورش میں دیا جائے جیسے اخیافی بھائی پھر اخیافی بھائی کا بیٹا پھر ماں کا چچا پھر حقیقی ماموں۔ چچا اور پھوپھی اور ماموں اور خالہ کی بیٹیوں کو لڑکے کی پرورش کا حق نہیں۔ (درّ و ردّ) **مسئلہ** اگر چند شخص ایک درجہ کے ہوں تو بچہ کی پرورش کا حقدار وہ ہے جو انمیں زیادہ بہتر ہو۔ پھر وہ جو زیادہ پرہیزگار ہو۔ پھر وہ جو انمیں بڑا ہو۔ (ہندیہ و درمختار)۔ **مسئلہ** بچہ نانی یا دادی کے پاس ہے لیکن وہ خیانت کرتی ہے تو پھوپھی کو اختیار ہے کہ اس سے لے لے۔ (ہندیہ و بہار) **مسئلہ** جس عورت کیلئے پرورش کا حق ہے اسکے پاس لڑکے کو اسوقت تک رہنے دیں جبتک اُسے اسکی ضرورت ہو یعنی اپنے آپ کھانے پینے پہننے استنجا کرنے کے لائق نہ ہو جائے اور یہ زمانہ سات برس تک ہے۔ اور اگر عمر میں اختلاف ہو تو اگر یہ سب کام خود کرلیتا ہو تو عورت کے پاس سے الگ کر لیا جائے نہیں تو رہنے دیں اور اگر باپ لینے سے انکار کرے تو جبراً اسکے سپرد کیا جائے۔ اور لڑکی اُسوقت تک عورت کی پرورش میں رہیگی کہ حد شہوت کو پہونچ جائے اِسکا زمانہ نو برس کی عمر ہے۔ اور اگر اس عمر سے کم میں لڑکی کا نکاح کردیا گیا جب بھی اسی کی پرورش میں رہے گی جسکی پرورش میں ہے۔ نکاح کر دینے سے پرورش کا حق نہ جائیگا جب تک مرد کے قابل نہو (خانیہ و بحر وغیرہ) **مسئلہ** سات برس کی عمر سے بالغ ہونے تک لڑکا اپنے باپ یا دادا یا کسی اور ولی کے پاس رہے گا۔ پھر جب بالغ ہو گیا اور سمجھدار ہے کہ فتنہ یا بدنامی کا ڈر نہیں اور تادیب کی ضرورت نہیں تو جہاں چاہے وہاں رہے۔ اور اگر ان باتوں کا ڈر ہو اور تادیب کی ضرورت ہو تو باپ دادا وغیرہ کے پاس رہے گا۔ خود مختار نہ ہوگا۔ مگر بالغ ہونے کے بعد باپ پر نفقہ واجب نہیں اب اگر خرچہ دے تو یہ احسان ہے۔ یہ تو حکم شرع کا ہے۔ مگر آجکل کی حالت کو دیکھ کر خود مختار نہ رکھا جائے جب تک چال چلن اچھی طرح ٹھیک نہ ہو جائے اور پورا بھروسہ نہ ہو جائے کہ اب اسکی وجہ سے فتنہ و عار نہ ہوگا کہ اس زمانہ میں اکثر صحبتیں عادتوں کو خراب کرنے والی ہیں اور نوعمری میں بُری عادت جلد پڑ جاتی ہے۔ (ہندیہ درّ و بہار) **مسئلہ** لڑکی نو برس کی عمر کے بعد سے جب تک کنواری ہے باپ دادا بھائی وغیرہ کے یہاں رہے گی۔ مگر جب پوری عمر کی ہو جائے اور فتنہ کا اندیشہ نہو تو اختیار ہے جہاں چاہے رہے اور اگر لڑکی ثیب ہے جیسے بیوہ ہے اور فتنہ کا ڈر نہیں تو اُسے اختیار ہے نہیں تو باپ دادا کے یہاں رہے

عہ مشتہاۃ جسے دیکھ کر رغبت ہو۔

اور یہ ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ چچا کے بیٹے کو لڑکی کیلئے پرورش کا حق نہیں یہی اب بھی ہے اسلئے کہ وہ محرم نہیں بلکہ ضرور ہے کہ محرم کے پاس رہے۔ اور اگر محرم نہو تو کسی ثقہ امانت دار عورت کے پاس رہے جو اسکی عفت کی حفاظت کر سکے۔ اور اگر لڑکی ایسی ہو کہ فساد کا ڈر نہیں تو اختیار ہے۔ (ردالمحتار درمختار ہندیہ وبہار) **مسئلہ** لڑکا ابھی بالغ نہیں ہوا مگر کام کاج کرنے کے قابل ہو گیا ہے تو باپ اُسے کسی کام میں لگا دے جو کام سکھانا چاہے اس کام کے جاننے والوں کے پاس بھیجدے کہ ان سے کام سیکھے۔ نوکری یا مزدوری کے لائق ہوا اور باپ اس سے نوکری یا مزدوری کرانا چاہے تو کرائے۔ اور لڑکا جو کمائے اسکو لڑکے پر خرچ کرے۔ اور جو بچ رہے تو اسکے لئے جمع کرتا رہے۔ اگر باپ جانتا ہے کہ میرے پاس خرچ ہو جائیگا تو کسی اور کے پاس امانت رکھدے مگر سب سے مقدم یہ ہے کہ بچوں کو قرآن مجید پڑھائیں اور دین کی ضروری باتیں سکھائیں۔ روزہ۔ نماز۔ طہارت اور بیع و اجارہ و دیگر معاملات جن سے روز کام پڑتا ہے اور ناواقفی سے خلاف شرع عمل کرنے کے جرم میں مبتلا ہوتے ہیں ان سب کی تعلیم دیجائے۔ اگر دیکھیں کہ بچہ کا علم میں جی لگتا ہے اور سمجھدار ہے تو دین کا علم سیکھنے سے بڑھ کر کیا کام ہے اسی میں لگائیں۔ اور اگر استطاعت نہ ہو تو عقیدہ کی باتیں ٹھیک ٹھیک سمجھا کر اور ضروری ضروری مسئلے بتا کر جس جائز کام میں چاہیں لگائیں (درمختار وغیرہ) **مسئلہ** لڑکی کو بھی عقیدے اور ضروری ضروری مسئلے سکھانے کے بعد کسی عورت سے سلائی وغیرہ ایسے کام سکھائیں جنکی عورتوں کو اکثر ضرورت پڑتی ہے **مسئلہ** لڑکی کو نوکر نہ رکھائیں کہ جسکے یہاں نوکر رہے گی کبھی ایسا بھی ہوگا کہ مرد کے پاس اکیلی رہے اور یہ بڑے عیب کی بات ہے۔ (ردالمحتار و بہار) **مسئلہ** پرورش کے دنوں میں باپ یہ چاہتا ہے کہ عورت سے بچہ لیکر کہیں دوسری جگہ چلا جائے تو باپ کو یہ اختیار نہیں۔ اور اگر عورت چاہتی ہے کہ بچہ کو لیکر دوسرے شہر کو چلی جائے اور دونوں شہروں میں اتنا فاصلہ ہے کہ باپ اگر بچہ کو دیکھنا چاہے تو دیکھ کر رات ہونے سے پہلے واپس آسکتا ہے تو لے جا سکتی ہے اور اس سے زیادہ فاصلہ ہے تو خود بھی نہیں جا سکتی (ردالمحتار و ہندیہ وغیرہ) **مسئلہ** عورت کو طلاق دیدی عورت نے کسی اجنبی سے نکاح کر لیا تو باپ بچہ کو عورت سے لیکر سفر میں لیجا سکتا ہے جبکہ کوئی اور پرورش کا حقدار نہو۔ (درمختار) **مسئلہ** جب پرورش کا زمانہ پورا ہو چکا اور بچہ باپ کے پاس آگیا تو باپ پر یہ واجب نہیں کہ بچہ کو اسکی ماں کے پاس بھیجے نہ پرورش کے زمانہ میں ماں پر باپ کے پاس بھیجنا لازم تھا۔ ہاں اگر ایک کے پاس ہے اور دوسرا اُسے دیکھنا چاہتا ہے تو دیکھنے سے روکا نہیں جا سکتا (درمختار و بہار)

نفقہ کا بیان

نفقہ سے مراد کھانا۔ کپڑا۔ رہنے کا مکان ہے۔ نفقہ واجب ہونے کے تین سبب ہیں۔ زوجیت۔ نسب۔ ملک۔ (درمختار و جوہرہ) **مسئلہ** جس عورت سے

نکاح صحیح ہوا اسکا نفقہ شوہر پر واجب ہے، عورت مسلمان ہو یا کافرہ۔ آزاد ہو یا مکاتبہ۔ محتاج ہو یا مالدار
دخول ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔ بالغہ ہو یا نابالغہ۔ مگر نابالغہ میں شرط یہ ہے کہ جماع کی طاقت رکھتی ہو یا مشتہاۃ
ہو چاہے شوہر نابالغ بلکہ کتنا ہی کم عمر ہو جب بھی اُسپر نفقہ واجب ہے، اُسکے مال سے دیا جائے۔ اور اسکی
ملک میں مال نہ ہو تو اسکی عورت کا نفقہ اُسکے باپ پر واجب نہیں۔ ہاں اگر اسکے باپ نے نفقہ کی ضمانت کی ہو
تو باپ پر واجب ہے، (ہندیہ و درمختار) **مسئلہ** شوہر عنّین ہے یا مقطوع الذکر ہے یا مریض ہے کہ جماع
کی طاقت نہیں رکھتا یا حج کو گیا ہے جب بھی نفقہ واجب ہے،۔ (ہندیہ و درمختار) **مسئلہ** نابالغہ جو جماع
کے قابل نہو اسکا نفقہ شوہر پر واجب نہیں چاہے شوہر کے یہاں رہے یا اپنے باپ کے گھر جب تک قابل
وطی نہ ہو جائے۔ ہاں اگر اس لائق ہے کہ خدمت کر سکے یا اس سے اُنس حاصل ہو اور شوہر نے اپنے مکان میں
رکھا ہے تو نفقہ واجب ہے، اور نہیں رکھا تو نہیں۔ (ہندیہ و درمختار) **مسئلہ** عورت کا مقام بند ہے جسکے
سبب سے وطی نہیں ہو سکتی یا دیوانی ہے یا بوہری ہے تو بھی نفقہ واجب ہے، (درمختار و بہار) **مسئلہ** نکاح
فاسد میں یا اسکی عدت میں نفقہ واجب نہیں۔ یوں ہی وطی بالشبہہ میں بھی۔ اور اگر بظاہر نکاح صحیح ہوا
اور قاضی شرع نے نفقہ مقرر کر دیا بعد کو معلوم ہوا کہ نکاح صحیح نہیں (جیسے وہ عورت اسکی رضاعی
بہن ثابت ہوئی) تو جو کچھ نفقہ میں دیا ہے واپس لے سکتا ہے۔ اور اگر بطور خود بلا حکم قاضی دیا ہے تو
واپس نہیں لے سکتا۔ (جوہرہ و ردالمحتار) **مسئلہ** بالغہ عورت جب اپنے نفقہ کا مطالبہ کرے اور ابھی
رخصت نہیں ہوئی ہے تو اسکا مطالبہ درست ہے جبکہ شوہر نے اپنے مکان پر لیجانے کو اس سے نہ کہا
ہو۔ اور اگر شوہر نے کہا تو میرے یہاں چل اور عورت نے انکار نہ کیا جب بھی نفقہ کی مستحق ہے۔ اور اگر
عورت نے انکار کیا تو اسکی دو صورتیں ہیں۔ اگر کہتی ہے جب تک مہر معجل نہ دو گے نہیں جاؤنگی تو اس
صورت میں نفقہ پائیگی (کہ یہ انکار ناحق نہیں) اور اگر انکار ناحق ہے (مثلاً مہر معجل ادا کر چکا ہے یا مہر معجل
تھا ہی نہیں یا عورت معاف کر چکی ہے) تو اس صورت میں نفقہ کی مستحق نہیں جب تک شوہر کے گھر نہ آئے
(ہندیہ و بہار) **مسئلہ** دخول ہونے کے بعد اگر عورت شوہر کے یہاں آنے سے انکار کرتی ہے تو اگر مہر
معجل کا مطالبہ کرتی ہے کہ دیدو تو چلوں تو نفقہ کی مستحق ہے۔ نہیں تو نہیں۔ (درمختار و بہار) **مسئلہ**
عورت شوہر کے یہاں سے ناحق چلی گئی تو نفقہ نہیں پائیگی جب تک واپس نہ آئے (درمختار و ردالمحتار)
مسئلہ جس عورت کو طلاق دیگئی ہے وہ بہر حال عدت کے اندر نفقہ پائیگی۔ طلاق رجعی ہو یا بائن یا تین
طلاقیں۔ عورت کو حمل ہو یا نہو۔ (خانیہ و بہار) **مسئلہ** جب تک عورت سن ایاس کو نہ پہونچے اس کی
عدت تین حیض ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا۔ اور اگر اس عمر سے پہلے کسی وجہ سے جوان عورت کو حیض نہیں
آتا تو اسکی عدت چاہے کتنی ہی طویل ہو عدت کے زمانہ کا نفقہ واجب ہے یہانتک کہ اگر سن ایاس تک حیض

نہ آیا تو سن ایاس کے بعد تین مہینے گذرنے پر عدت ختم ہوگی اور اُسوقت تک نفقہ دینا ہوگا۔ ہاں اگر شوہر گواہوں سے ثابت کردے کہ عورت نے اقرار کیا ہے کہ تین حیض آئے اور عدت ختم ہوگئی تو نفقہ ساقط ہوجائیگا۔ اسلئے کہ اس طرح عدت پوری ہوچکی۔ اور اگر عورت کو طلاق ہوئی اُس نے اپنے کو حاملہ بتایا تو طلاق کے وقت سے دو برس تک وضع حمل کا انتظار کیا جائے اور وضع حمل تک نفقہ واجب ہے اور دو برس پر بھی بچہ نہ ہوا اور عورت کہتی ہے کہ مجھے حیض نہیں آیا اور حمل کا گمان تھا تو برابر نفقہ لیتی رہیگی یہانتک کہ تین حیض آئیں یا سن ایاس آکر تین مہینے گذر جائیں۔ (خانیہ و بہار) مسئلہ عدت کے نفقہ کا نہ دعویٰ کیا نہ قاضی نے مقرر کیا تو عدت گذرنے کے بعد نفقہ ساقط ہوگیا۔ (بہار) مسئلہ مفقود کی عورت نے نکاح کرلیا اور اُس دوسرے شوہر نے دخول بھی کرلیا ہے۔ اب پہلا شوہر آیا تو عورت اور دوسرے شوہر میں تفریق کردیجائیگی اور عورت عدت گذارے گی۔ مگر اس عدت کا نفقہ نہ پہلے شوہر پر ہے نہ دوسرے پر (خانیہ و بہار) مسئلہ وفات کی عدت میں نفقہ واجب نہیں۔ چاہے عورت کو حمل ہو یا نہ ہو۔ یونہی جو فرقت عورت کی جانب سے معصیت کیساتھ ہوا سمیں بھی نفقہ نہیں۔ (جوہرہ) مسئلہ خلع میں نفقہ ہے ہاں اگر خلع اس شرط پر ہوا کہ عورت نفقہ اور سکنیٰ معاف کرے تو اب نفقہ نہیں پائیگی۔ مگر سکنیٰ شوہر کو اب بھی دینا ہوگا کہ عورت کو سکنیٰ معاف کرنے کا اختیار نہیں۔ (جوہرہ) مسئلہ عورت سے ایلا یا ظہار یا لعان کیا یا شوہر مرتد ہوگیا یا شوہر نے عورت کی ماں سے جماع کیا یا عنین کی عورت نے فرقت اختیار کی تو ان سب صورتوں میں نفقہ پائیگی۔ (ہندیہ و بہار) مسئلہ اگر مرد اور عورت دونوں مالدار ہوں تو نفقہ مالداروں کے ایسا ہوگا اور دونوں محتاج ہوں تو محتاجوں کے ایسا اور ایک مالدار ہے دوسرا محتاج تو متوسط درجہ کا (یعنی محتاج جیسا کھاتے ہوں اُس سے اچھا اور مالدار جیسا کھاتے ہوں اس سے کم) اور اگر شوہر مالدار ہے اور عورت محتاج تو بہتر یہ ہے کہ جیسا آپ کھاتا ہو عورت کو بھی کھلائے مگر یہ واجب نہیں۔ واجب اس صورت میں متوسط ہے (دُرمختار وغیرہ) مسئلہ عورت آٹا پیسنے روٹی پکانے انکار کرتی ہے تو اگر وہ ایسے گھرانے کی ہے کہ وہاں کی عورتیں آپ یہ کام نہیں کرتیں یا یہ عورت بیمار یا کمزور ہے کہ یہ کام نہیں کرسکتی تو پکا ہوا کھانا دینا ہوگا یا کوئی ایسا آدمی دے جو کھانا پکادے۔ پکانے پر مجبور نہیں کیجاسکتی اور نہ اگر ایسے گھرانے کی ہے نہ کوئی سبب ایسا ہے کہ کھانا نہ پکاسکے تو شوہر پر یہ واجب نہیں کہ پکا ہوا دے اور اگر عورت خود پکاتی ہے اور پکانے کی اُجرت مانگتی ہے تو اُجرت.......... نہیں دیجائیگی۔ (ہندیہ دُرمختار و بہار) مسئلہ کھانا پکانے کے تمام

عہ معصیت کیساتھ فرقت کی مثال یہ ہے کہ عورت مرتدہ ہوجائے یا شہوت کیساتھ شوہر کے بیٹے یا باپ کا بوسہ لیلے یا شہوت کیساتھ چھوئے تو ان صورتوں میں فرقت ہوجائیگی اور عورت کیطرف سے ہوگی معصیت کیساتھ ۱۲ (بہار وغیرہ)
سکنیٰ: رہنے کا مکان۔ مفقود۔ لاپتہ۔ مستحق۔ حقدار: لائق۔

برتن اور سامان شوہر پر واجب ہیں جیسے چکّی - ہانڈی - توا - چمٹا - رکابی - پیالہ - چمچہ وغیرہ جن چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے حسب حیثیت - یوں ہی حسب حیثیت اثاث البیت دینا واجب ہے جیسے چٹائی - دری قالین - چارپائی - لحاف - توشک - تکیہ - چادر وغیرہ یوہیں کنگھا - تیل - سر دھونے کیلئے کھلی وغیرہ اور صابن یا بیسن میل دور کرنے کیلئے دینا واجب ہے اور سُرمہ - مِسّی - مہندی دینا شوہر پر واجب نہیں - اگر لائے تو عورت کو استعمال کرنا ضرور ہے - عطر وغیرہ خوشبو کی اتنی ضرورت ہے جس سے بغل اور پسینہ کی بو کو دور کرسکے - (جوہرہ وغیرہ) **مسئلہ** غسل اور وضو کا پانی شوہر کے ذمہ ہے چاہے عورت مالدار ہی ہو **مسئلہ** عورت اگر حقّہ یا سگریٹ پیتی ہے تو انکے خرچ شوہر واجب نہیں چاہے نہ پینے سے نقصان ہی ہو - یوں ہی پان چھالیہ - تمبا کو شوہر پر واجب نہیں - (ردالمحتار و بہار) **مسئلہ** عورت بیمار ہو تو اسکی دوا کی قیمت اور طبیب کی فیس شوہر پر واجب نہیں - فصد یا پچھنے کی ضرورت ہو تو یہ بھی شوہر پر نہیں (جوہرہ و بہار) **مسئلہ** سال میں دو جوڑے کپڑے دینا واجب ہیں ہر چھ مہینہ پر ایک جوڑا کپڑا دیدیا تو جب تک مدت پوری نہو دینا واجب نہیں - اور اگر مدت کے اندر پھاڑ ڈالا اور عادۃً جسطرح پہنا جاتا ہے اسطرح پہنتی تو نہ پھٹتا تو دوسرے کپڑے اس چھ ماہی میں واجب نہیں ورنہ واجب ہیں - اور اگر مدت پوری ہوگئی اور وہ جوڑا باقی ہے تو اگر پہنا ہی نہیں یا کبھی اسکو پہنتی تھی اور کبھی اور کپڑے اسوجہ سے باقی ہے تو اب دوسرا جوڑا دینا واجب ہے اور اگر یہ وجہ نہیں بلکہ کپڑا مضبوط تھا اسوجہ سے نہیں پھٹا تو دوسرا واجب نہیں - (جوہرہ و بہار) **مسئلہ** عورت جب رخصت ہو کر آئی تو اسی وقت سے شوہر کے ذمہ اسکا کپڑا ہے اسکا انتظار نہ کریگا کہ چھ مہینہ گذرلیں تو کپڑے بنائے - چاہے عورت کے پاس کتنے ہی کپڑے ہوں - نہ عورت پر یہ واجب کہ میکے سے جو کپڑے لائی ہے وہ پہنے - بلکہ اب سب شوہر کے ذمہ ہے - (ردالمحتار) **مسئلہ** شوہر کو خود ہی چاہیئے کہ عورت کے خرچ اپنے ذمہ لے یعنی جس چیز کی ضرورت ہو لاکر یا منگا کر دے - اور اگر لانے میں ڈھیل ڈالتا ہے تو قاضی کوئی مقدار وقت اور حال کے لحاظ سے مقرر کر دے کہ شوہر وہ رقم دیدیا کرے اور عورت اپنے طور پر خرچ کرے - اور اگر اپنے اوپر تکلیف اُٹھا کر عورت اُسمیں سے کچھ بچالے تو وہ عورت کا ہے واپس نہ کریگی نہ آئندہ کے نفقہ میں مجرا دیگی - اور اگر شوہر عورت کو ضرورت بھر نہیں دیتا تو بغیر شوہر کی اجازت عورت شوہر کے مال سے لیکر خرچ کرسکتی ہے (بحر و بہار) **مسئلہ** شوہر عورت کو جتنے روپئے کھانے کے لئے دیتا ہے عورت اپنے اوپر تکلیف اٹھا کر اسمیں سے کچھ بچالیتی ہے اور ڈر ہے کہ دُبلی ہو جائیگی تو شوہر کو حق ہے کہ عورت کو تنگی کرنے سے روکدے نہ مانے تو قاضی کے یہاں اسکا دعویٰ کر کے رُکوا سکتا ہے اسلئے کہ اسکی وجہ سے جمال میں فرق آئیگا اور یہ شوہر کا حق ہے - (درمختار) **مسئلہ** عورت کو مثلاً مہینہ بھر کا نفقہ دیدیا اُس نے فضول خرچی سے مہینہ پورا

ہونے سے پہلے خرچ کر ڈالا یا چوری ہوگئی یا کسی اور وجہ سے ہلاک ہوگیا تو اس مہینہ کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں۔ (درمختار و بہار) **مسئلہ** شوہر اگر ناداری کے سبب نفقہ دینے سے عاجز ہے تو اسکی وجہ سے تفریق نہ کیجائے۔ یوں ہی اگر مالدار ہے مگر یہاں موجود نہیں جب بھی تفریق نہ کیجائے گی بلکہ اگر نفقہ مقرر ہو چکا ہے تو قاضی حکم دے کہ قرض لیکر یا کچھ کام کر کے خرچ کرے اور یہ سب شوہر کے ذمہ ہے اُسے دینا ہوگا۔ (درمختار و بہار) **مسئلہ** مرد نے عورت کے پاس کپڑے یا روپئے بھیجے۔ عورت کہتی ہے ہدیۃً بھیجے اور مرد کہتا ہے نفقہ میں بھیجے۔ یا یہ کہ شوہر نے ہدیہ ہونے کا اقرار کیا تھا اور گواہوں نے اس اقرار کی شہادت دی تو گواہی مان لیجائے۔ (ہندیہ و بہار) **مسئلہ** نفقہ کا تیسرا جز سکنیٰ یعنی رہنے کا گھر۔ شوہر جو مکان عورت کو رہنے کیلئے دے وہ خالی ہو یعنی شوہر کے متعلقین وہاں نہ رہیں۔ ہاں اگر شوہر کا اتنا چھوٹا بچّہ ہو کہ جماع کو نہیں سمجھتا تو حرج نہیں۔ اور اگر اس مکان میں شوہر کے متعلقین رہتے ہوں اور عورت نے اسی کو پسند کیا کہ سب کیساتھ رہے تو اس گھر کا شوہر کے متعلقین سے خالی ہونا ضروری نہیں۔ اور عورت کا بچہ اگرچہ بہت چھوٹا ہو اگر شوہر روکنا چاہے تو روک سکتا ہے۔ عورت کو یہ اختیار نہیں کہ خواہ مخواہ اسے وہاں رکھے۔ (ہدایہ وغیرہ) **مسئلہ** عورت اگر تنہا مکان چاہتی ہے یعنی اپنی سَوت یا شوہر کے متعلقین کیساتھ رہنا نہیں چاہتی تو اگر مکان میں کوئی ایسا دالان اسکو دیدے جسمیں دروازہ ہو اور اُسے بند کر سکتی ہے تو وہ اُسے دے سکتا ہے۔ دوسرا مکان طلب کرنے کا عورت کو اختیار نہیں بشرطیکہ شوہر کے رشتہ دار عورت کو تکلیف نہ پہنچاتے ہوں۔ رہی یہ بات کہ پاخانہ۔ غسل خانہ۔ باورچی خانہ بھی الگ ہونا چاہئے اسمیں تفصیل ہے اگر شوہر مالدار ہو تو ایسا ہی مکان دے جسمیں یہ سب چیزیں ہوں۔ اور اگر غریب ہو تو خالی ایک کمرہ دیدینا کافی ہے اگرچہ غسل خانہ وغیرہ مشترک ہو۔ (ہندیہ رد المحتار و بہار) **مسئلہ** عورت کے والدین ہفتہ میں ایک بار اپنی لڑکی کے یہاں آسکتے ہیں شوہر منع نہیں کر سکتا ہاں اگر رات میں وہاں رہنا چاہیں تو شوہر منع کر سکتا ہے اور والدین کے علاوہ اور محارم سال بھر میں ایک بار آسکتے ہیں یوں ہی عورت اپنے والدین کے یہاں ہر ہفتہ میں ایک بار اور دوسرے محارم کے یہاں سال میں ایک بار جا سکتی ہے۔ مگر رات میں شوہر کی بلا اجازت وہاں نہیں رہ سکتی دن ہی دن میں واپس آئے اور والدین یا محارم اگر فقط دیکھنا چاہیں تو اس سے کسی وقت منع نہیں کر سکتا۔ اور غیروں کے یہاں جانے یا انکی عیادت کرنے یا شادی وغیرہ تقریبوں کی شرکت سے منع کرے۔ بلا اجازت جائیگی تو گنہگار ہوگی اور اجازت سے گئی تو دونوں گنہگار ہونگے۔ (ہندیہ درمختار و بہار) **مسئلہ** عورت اگر کوئی ایسا کام کرتی ہے جس سے شوہر کا حق فوت ہوتا ہے یا اسمیں نقصان آتا ہے یا اس کام کیلئے گھر سے باہر نکلنا پڑتا ہے تو شوہر ایسے کام

۱؎ تو شوہر کا قول معتبر ہے۔ ۲؎ اگر عورت گواہوں سے ثابت کر دے کہ ہدیۃً بھیجے

سے عورت کو روک سکتا ہے بلکہ اس زمانہ میں تو ایسے کام سے روکنا ہی چاہئے جسکے لئے باہر نکلنا پڑے۔ (درمختار و بہار) **مسئلہ** نابالغ اولاد کا نفقہ باپ پر واجب ہے جبکہ اولاد فقیر ہو یعنی خود کی ملک میں مال نہو اور آزاد ہو۔ اور بالغ بیٹا اگر اپاہج یا مجنون یا نابینا ہو کمانے سے عاجز ہو اور اسکے پاس مال نہو تو اسکا نفقہ بھی باپ پر ہے۔ اور لڑکی جبکہ اسکے پاس مال نہو تو اسکا نفقہ بہر حال باپ پر ہے چاہے اسکے اعضا سلامت ہوں۔ اور اگر نابالغ کی ملک میں مال ہے مگر یہاں مال موجود نہیں تو باپ کو حکم دیا جائیگا کہ اپنے پاس سے خرچ کرے جب مال آئے تو جتنا خرچ کیا ہے اتنا اس میں سے لے لے۔ اور اگر بطور خود خرچ کیا ہے اور چاہتا ہے کہ مال آنے کے بعد اسمیں سے لے لے تو خرچ کرتے وقت لوگوں کو گواہ بنائے کہ جب مال آئیگا تو میں لے لونگا اگر گواہ نہ کیا تو دیانۃً لے سکتا ہے قضاءً نہیں۔ (جوہرہ) **مسئلہ** بچے کی ملک میں کوئی جائداد منقولہ ہو یا غیر منقولہ اور بچے کو نفقہ کی حاجت ہو تو وہ جائداد بیچ کر خرچ کیجائے۔ چاہے سب رفتہ رفتہ کرکے خرچ ہو جائے۔ (ہندیہ و بہار)۔

مسئلہ لڑکی جب جوان ہوگئی اور اسکی شادی کردی تو اب اسکا نفقہ شوہر پر ہے باپ بری الذمہ ہوگیا (ہندیہ و بہار) **مسئلہ** ماں نے اگر بچہ کا نفقہ اسکے باپ سے لیا اور وہ چوری گیا یا اور کسی طرح ہلاک ہو گیا تو پھر دوبارہ نفقہ لے گی۔ اور بچ رہا تو واپس کریگی۔ (درمختار و بہار) **مسئلہ** بچے کو دودھ پلانا ماں پر اسوقت واجب ہے جبکہ کوئی دوسری عورت دودھ پلانے والی نہ ملے یا بچہ دوسری عورت کا دودھ نہ لے یا باپ تنگدست ہے کہ اُجرت نہیں دے سکتا اور بچے کی ملک میں بھی مال نہیں تو ان صورتوں میں دودھ پلانے پر ماں مجبور کیجائیگی اور اگر یہ صورتیں نہوں تو دیانۃً ماں کے ذمہ دودھ پلانا ہے مجبور نہیں کیجا سکتی۔ (درّ و بہار) **مسئلہ** بچہ کی ماں نکاح میں ہے یا طلاق رجعی کی عدت میں ہے اب اگر دودھ پلائے تو اُجرت نہیں لے سکتی اور طلاق بائن کی عدت میں اگر پلائے تو اُجرت لے سکتی ہے اور اگر دوسری عورت کے بچہ کو جو اسی شوہر کا ہے اسے دودھ پلائے تو مطلقاً اُجرت لے سکتی ہے۔ اگرچہ نکاح میں ہو۔ (درمختار و بہار وغیرہ) **مسئلہ** باپ ماں دادا دادی۔ نانا۔ نانی اگر تنگدست ہوں تو انکا نفقہ واجب ہے اگرچہ کمانے پر قادر ہوں جبکہ یہ مالدار ہو یعنی مالک نصاب ہو۔ اگرچہ وہ نصاب نامی نہو۔ اور اگر یہ بھی محتاج ہے تو باپ کا نفقہ اُسپر واجب نہیں۔ البتہ اگر باپ اپاہج یا مفلوج ہے کہ کما نہیں سکتا تو بیٹے کے ساتھ نفقہ میں شریک ہے اگرچہ بیٹا فقیر ہو اور ماں کا نفقہ بھی بیٹے پر ہے اگرچہ ماں اپاہج نہو اگرچہ بیٹا فقیر ہو یعنی جبکہ ماں بیوہ ہو اور اگر ماں نے نکاح کرلیا ہے تو اسکا نفقہ شوہر پر ہے اور اگر اسکے باپ کے نکاح میں ہے اور باپ ماں دونوں محتاج ہوں تو دونوں کا نفقہ بیٹے پر ہے۔ اور باپ محتاج نہو تو باپ پر ہے۔ اور باپ محتاج ہے اور ماں مالدار تو ماں کا نفقہ اب بھی بیٹے پر نہیں

بلکہ ماں اپنے پاس سے خرچ کرے اور شوہر سے وصول کرسکتی ہے (جوہرہ وردالمحتار) مسئلہ باپ وغیرہ کا نفقہ جیسے بیٹے پر واجب ہے، ویسے ہی بیٹی پر بھی واجب ہے۔ اگر بیٹا بیٹی دونوں ہوں دونوں پر برابر واجب ہے اور اگر دو بیٹے ہوں ایک فقط مالک نصاب ہے اور دوسرا بہت مالدار ہے تو بھی باپ کا نفقہ برابر برابر ہے (درمختار ردالمحتار و بہار) مسئلہ باپ اور اولاد کے نفقہ میں قرابت و جزئیت کا اعتبار ہے وراثت کا نہیں۔ جیسے بیٹا ہے اور پوتا تو نفقہ بیٹے پر واجب ہے، پوتے پر نہیں۔ یوں ہی بیٹی ہے اور پوتا تو بیٹی پر ہے پوتے پر نہیں۔ اور پوتا ہے اور نواسی یا نواسہ۔ تو دونوں پر برابر ہے اور بیٹی ہے اور بہن یا بھائی تو بیٹی پر ہے اور نواسہ نواسی ہیں اور بھائی ہے۔ تو ان پر ہے۔ بھائی پر نہیں اور باپ یا ماں ہے اور بیٹا ہے تو بیٹے پر ہے اور دادا ہے اور پوتا۔ تو ایک ثلث دادا پر ہے اور باقی پوتے پر۔ اور باپ ہے، اور نواسہ نواسی تو باپ پر ہے (ردالمحتار) مسئلہ باپ اگر تنگدست ہے اور اُسکے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں اور یہ بچے محتاج ہیں اور بڑا بیٹا مالدار ہے تو باپ کا اور باپ کی سب اولاد کا نفقہ اس بیٹے پر واجب ہے۔ (ہندیہ و بہار) مسئلہ طالبعلم دین اگرچہ تندرست ہے کمانے کے لائق ہے مگر علم دین سیکھنے میں لگا ہے تو اسکا نفقہ رشتہ داروں پر فرض ہے۔ (درو بہار) مسئلہ قریبی رشتہ دار غائب ہے اور دور والا موجود ہے تو نفقہ اُسی دور کے رشتہ دار پر ہے (درمختار و بہار) مسئلہ عورت کا شوہر تنگدست ہے اور بھائی مالدار ہے تو بھائی کو خرچ کرنے کا حکم دیا جائیگا۔ پھر جب شوہر کے پاس مال ہو جائے تو بھائی واپس لے سکتا ہے۔ (درمختار و بہار) مسئلہ اگر رشتہ دار مَحرم نہ ہو (جیسے چچازاد بھائی) یا محرم ہو مگر رشتہ دار نہ ہو (جیسے رضاعی بھائی بہن) یا رشتہ دار محرم ہو مگر حرمت قرابت کی نہو (جیسے وہ چچازاد بھائی جو رضاعی بھائی بھی ہے) تو ان صورتوں میں نفقہ واجب نہیں۔ (ہندیہ و بہار) مسئلہ لونڈی غلام کا نفقہ آقا پر ہے اور اگر آقا نفقہ دینے سے انکار کرے تو مزدوری وغیرہ کرکے اپنے نفقہ میں خرچ کریں اور کمی پڑے تو مولیٰ سے لیں۔ بچ رہے تو مولیٰ کو دیں۔ (ہندیہ وغیرہ) مسئلہ جانور پالا اور انھیں چارہ نہیں دیتا تو دیانۃً حکم دیا جائیگا کہ چارہ وغیرہ دے یا بیچ ڈالے اور اگر مشترک ہے اور ایک شریک چارہ دینے سے انکار کرتا ہے تو قضاءً بھی حکم دیا جائیگا کہ چارہ دے یا بیچ ڈال۔ (درمختار) مسئلہ جانور پر بوجھ لادنے اور سواری لینے میں یہ خیال کرنا چاہئے کہ اُسکی طاقت سے زیادہ نہو۔ (جوہرہ نیرہ) مسئلہ باغ اور کھیتی اور مکان میں اگر خرچ کرنے کی ضرورت ہو تو خرچ کرے اور خرچ نہ کرکے برباد نہ کرے کہ مال ضایع کرنا منع ہے۔ (درمختار و بہار) واللہ تعالیٰ اعلم۔ بحمداللہ کہ بتاریخ ۲۲ ماہ ربیع الآخر ۱۳۷۰ھ کتاب النکاح و الطلاق ختم شد۔

کتاب البیوع

یعنی خرید و فروخت کا بیان

انسان مَدَنِیُّ الطَّبع ہے۔ مِل جُلکر رہنے کا عادی ہے اور اپنی ضرورتوں میں دوسرے آدمیوں کا بھی محتاج ہے۔ کیونکہ آدمی کی حاجتیں اتنی زیادہ ہیں کہ ان سب کو اکیلا پورا نہیں کر سکتا۔ اسی حکمت سے اللہ تعالیٰ نے کچھ لوگوں میں ایک خاص کام کی قابلیت اور دلچسپی پیدا فرمائی اور دوسرے چند آدمیوں میں دوسرے کام کی لیاقت اور شوق ودیعت فرمایا تاکہ آپس کی امداد سے ہر شخص اپنی زندگی کو آسانی سے گذار سکے اور انسانیت کی تکمیل میں سہولت ہو۔ کسی کو تجارت سے دلچسپی ہے کسی کو زراعت سے کسی کو حرب و سیاست سے تو کسی کو علم و حکمت سے۔ ہر ایک دوسرے کے ہنر سے فائدہ اُٹھاتا ہے بلکہ اپنی ضروریات پوری کرتا ہے۔ اور اسی سے لین دین خرید فروخت کا سلسلہ بھی شروع ہوا اور ہر قسم کے معاملات وجود میں آئے۔ اسلام چونکہ ایک مکمل دین ہے۔ زندگی کے ہر شعبہ ہر عمل پر اسکا حکم نافذ ہے جاری ہے۔ ہر حرکت و سکون کیلئے اسلامی قانون میں ایک حکم ہے کہ آیا یہ درست ہے یا نادرست انسان کو اسکے کرنے کی اجازت ہے یا نہیں اسلئے اسلام جہاں عقائد حقہ و نظریات صحیحہ کی تعلیم دیتا ہے۔ قوانین اخلاق و عادات سکھاتا ہے۔ طاعات و عبادات کے طریقے بتاتا ہے وہاں کاروبار معاشرت و معاملت کے متعلق بھی پوری رہنمائی کرتا ہے تاکہ زندگی کا کوئی گوشہ تشنۂ تکمیل نہ رہے اور مسلمان کسی عمل میں اسلام کے سوا دوسرے کا محتاج نہو۔ عقائد و عبادات وغیرہ تمام باتوں میں جسطرح بعض صورتیں جائز اور بعض ناجائز ہیں اسی طرح لین دین کاروبار کی بھی بعض صورتیں جائز ہیں اور بعض ناجائز تو جبتک جائز و ناجائز میں امتیاز نہ ہو حلال کیونکر حاصل ہو اور حرام سے کیسے بچے حالانکہ ناجائز مال لینے اور حرام مال کھانیکی قرآن و حدیث میں سخت ممانعت آئی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا تَاكُلُوٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق مت کھاؤ ہاں اگر باہمی رضامندی سے تجارت[1] ہو تو حرج نہیں۔ اور فرماتا ہے وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ص وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ٥ اللہ نے جو تمھیں روزی دی اس میں حلال طیّب کو کھاؤ اور اللہ سے ڈرو جس پر تم ایمان لائے ہو۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو بندہ حرام مال حاصل کرتا ہے اگر اسکو صدقہ کرے تو قبول نہو اور خرچ کرے تو اسکے لئے اسمیں برکت نہیں

---

[1] رضامندی کیساتھ تجارت جب ہی جائز ہوگی جب کہ شرعی قاعدوں کے موافق ہو نہیں تو بے قاعدہ تجارت سے جو مال حاصل کیا جائے وہ حرام ہی ہوگا اگرچہ رضامندی سے ہو۔

اور اپنے بعد چھوڑ مرے تو جہنم میں جانے کا سامان ہے (رواہ احمد) اور فرماتے ہیں حلال کمائی کی تلاش بھی فرائض کے بعد ایک فریضہ ہے۔ (بیہقی شعب الایمان)۔ مال حاصل کرنے کے ذریعوں میں سے سب سے بڑا ذریعہ جسکی سب سے زیادہ ضرورت پڑتی ہے اور غالباً جس سے روزانہ کام پڑتا ہے وہ خرید فروخت ہے قبل اسکے کہ ہم خرید و فروخت کے مسائل بیان کریں کسب و تجارت کی فضیلت کے بارے میں چند حدیثوں کے مضمون لکھتے ہیں۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کھانے سے بہتر کوئی کھانا نہیں جسکو کسی نے اپنے ہاتھوں سے کام کر کے حاصل کیا ہے اور بیشک اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام اپنی دستکاری سے کھاتے تھے۔ (رواہ البخاری) اور فرمایا اللہ تعالیٰ بندۂ مومن پیشہ کرنے والے کو دوست رکھتا ہے۔ (طبرانی) ایک بار آپ سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ کونسا کسب زیادہ پاکیزہ ہے تو آپ نے فرمایا کہ آدمی کا اپنے ہاتھ سے کام کرنا اور اچھی بیع[1] (احمد و طبرانی و حاکم)۔ ایک حدیث میں آیا کہ تاجر راست گو امانت دار نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں کیساتھ ہوگا۔ (ترمذی و دارمی وغیرہ) ایک اور حدیث میں آیا کہ تاجر لوگ قیامت کے دن بدکار اٹھائے[2] جائیں گے سوا اس تاجر کے جو متقی ہوا اور لوگوں کیساتھ احسان کرے اور سچ بولے۔ (ترمذی و ابن ماجہ و دارمی) علما فرماتے ہیں جب تک خرید فروخت کے مسائل معلوم نہ ہوں کہ کونسی بیع جائز ہے اور کونسی ناجائز اسوقت تک تجارت نہ کرے۔ (عالمگیری) **مسئلہ** شرع میں بیع کے معنیٰ ہیں ایک خاص طریقہ پر مال کو مال سے آپس میں تبادلہ کرنا۔ بیع کبھی قول سے ہوتی ہے اور کبھی فعل سے۔ جو بیع قول سے ہوتی ہے اسکے ارکان ایجاب و قبول ہیں (یعنی جیسے ایک نے کہا میں نے بیچا دوسرے نے کہا میں نے خریدا)۔ اور جو بیع فعل سے ہو اسمیں چیز کا لے لینا اور دیدینا اسکے ارکان ہیں اور یہ لینا دینا ایجاب و قبول کے قائم مقام ہے (جیسے ترکاری وغیرہ کی گڈیاں بنا کر اکثر بیچنے والے رکھدیتے ہیں اور ظاہر

[1] اچھی بیع سے مراد یہ ہے کہ جس میں خیانت اور دھوکا نہ ہو یا یہ کہ وہ بیع فاسد نہ ہو۔ ۱۲ منہ

[2] حضور علیہ السلام نے تاجروں کو بدکار اسلئے فرمایا کہ اکثر تاجر لین دین میں شرعی حدوں کا خیال نہیں رکھتے۔ گاہکوں کو دھوکا دیتے جھوٹ بولتے اور ہر جا و بیجا ترکیب سے نفع حاصل کرنیکی کوشش کرتے ہیں ورنہ تجارت بہت اچھا کام ہے جبکہ سچائی ایمانداری اور شرعی قاعدہ کیساتھ ہو تاجروں کی انہیں بدعنوانیوں کی وجہ سے بازار کو سب سے بُری جگہ فرمایا اور بے ضرورت بازار میں جانے کو بُرا بتایا۔ اور فرمایا جو بازار میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھے گا اللہ تعالیٰ اسکے لئے ایک لاکھ نیکی لکھے گا اور ایک لاکھ گناہ مٹائے گا اور ایک لاکھ درجہ بلند فرمائے گا اور اس کے لئے ایک گھر جنت میں بنائے گا۔ دعا۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِیْ وَيُمِيْتُ وهو حی لا يموت بيده الخير وهو عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ (رواہ احمد و ترمذی و حاکم ابن ماجہ عن ابن عمر) متقی۔ خدا سے ڈرنے والا۔ ناجائز باتوں سے بچنے والا۔

کر دیتے ہیں کہ پیسہ پیسہ کی گڈی ہے۔ خریدار آتا ہے ایک پیسہ ڈال دیتا ہے اور ایک گڈی اُٹھا لیتا ہے طرفین باہم کوئی بات نہیں کرتے۔ مگر دونوں کے فعل ایجاب و قبول کے قائم مقام شمار ہوتے ہیں) اور اسطرح کی بیع کو **بَیعِ تعاطی** کہتے ہیں۔ بَیع کے طرفین میں سے ایک کو بائِع اور دوسرے کو مُشتری کہتے ہیں۔ **مسئلہ**۔ بیع کیلئے چند شرطیں ہیں۔ ۱۔ بائع اور مشتری کا عاقل ہونا (یعنی مجنون یا بالکل ناسمجھ بچے کی بیع صحیح نہیں)۔ ۲۔ عاقِد کا متعدِد ہونا (یعنی ایک ہی شخص بائع اور مشتری دونوں ہو یہ نہیں ہو سکتا۔ مگر باپ یا وَصی کہ نا بالغ بچّہ کے مال کو بیع کریں اور خود ہی خریدیں یا اپنا مال اُن سے بیع کریں یا قاضی کہ ایک یتیم کے مال کو دوسرے یتیم کیلئے بیع کرے تو اگرچہ ان صورتوں میں ایک ہی شخص بائع و مشتری دونوں ہے مگر بیع جائز ہے بشرطیکہ وصی کی بیع میں یتیم کا کھلا ہوا نفع ہو۔ یونہی ایک ہی شخص دونوں طرف سے قاصد ہو تو اس صورت میں بھی بیع جائز ہے) (ہندیہ بحر و ردالمحتار)۔ ۳۔ ایجاب و قبول میں موافقت (یعنی جس چیز کا ایجاب ہے اسی کیساتھ قبول ہو۔ اگر قبول کسی دوسری چیز کو کیا یا جسکا ایجاب تھا اسکے ایک جزر کو قبول کیا یا قبول میں ثمن دوسرا ذکر کیا یا ایجاب کے جزر ثمن کے ساتھ قبول کیا تو ان سب صورتوں میں بیع صحیح نہیں۔ ہاں اگر مشتری نے ایجاب کیا اور بائع نے اس سے کم ثمن کے ساتھ قبول کیا تو بیع صحیح ہے۔) ۴۔ ایجاب و قبول کا ایک مجلس میں ہونا۔ ۵۔ ہر ایک کا دوسرے کے کلام کو سننا۔ (مشتری نے کہا میں نے خریدا مگر بائع نے نہیں سنا تو بیع نہ ہوئی۔ ہاں اگر مجلس والوں نے مشتری کا کلام سُن لیا ہے اور بائع کہتا ہے میں نے نہیں سنا ہے تو قضاءً بائع کا قول نامعتبر ہے ۶۔ مبیع کا موجود ہونا۔ مال مُتقوّم ہونا۔ مملوک ہونا۔ مقدور التسلیم ہونا ضروری ہے۔ اور اگر بائع اُس چیز کو اپنے لئے بیچتا ہو تو اُس چیز کا بائع کی مِلک میں ہونا ضروری ہے جو چیز موجود ہی نہو بلکہ موجود نہ ہونے کا اندیشہ ہو اسکی بیع نہیں ہو سکتی (مثلاً حمل کی بیع یا اُس دودھ کی بیع جو تھن میں ہے ناجائز ہے کہ ہو سکتا ہے کہ جانور کا پیٹ پھولا ہوا ہو اور اسمیں بچّہ نہو اور تھن میں دودھ نہ ہو۔) پھل نمودار ہونے سے پہلے بیچ نہیں سکتے۔ یوں ہی خون اور مُردار کی بیع نہیں ہو سکتی کہ یہ مال نہیں اور مسلمان کے حق میں شراب و خنزیر کی بیع نہیں ہو سکتی کہ یہ مال مُتقوّم نہیں۔ زمین میں جو گھاس لگی ہوئی ہے اس کی

ع۵ مال وہ ہے جسکی طرف طبیعتیں جھکیں اور جسکا وقت ضرورت کیلئے اُٹھا رکھنا ممکن ہو۔ اور مالیت ثابت ہوتی ہے سب یا بعض لوگوں کے تمول سے اور تقوم کیلئے یہ اور اباحت انتفاع دونوں ضروری ہیں۔ لہذا جو مُباح ہو اور اس سے تمول نہو تو وہ مال نہیں جیسے ایک دانہ گیہوں۔ اور جس سے تمول تو ہو لیکن اس سے نفع اُٹھانا جائز نہو تو وہ مال تو ہے لیکن متقوم نہیں جیسے شراب اور جس چیز میں یہ دونوں نہوں تو وہ دونوں نہیں نہ متقوم نہ مال جیسے خون (بحر و ردالمحتار) مُتقوِّم جس سے نفع اُٹھانا جائز ہو۔ مقدور التسلیم جو سپرد کیجا سکے بَیع۔ بیچنا۔ بیچا۔ بکری۔ بائِع۔ بیچنے والا۔ مُشتری۔ خریدنے والا۔ مَبیع۔ جو چیز بیچی جائے۔ ۱۲ منہ

بیع نہیں ہو سکتی چاہے وہ زمین اپنی ہی ملک ہو۔ اسلئے کہ یہ گھاس مملوک نہیں۔ یوں ہی نہر یا کوئیں کا پانی جنگل کی لکڑی اور شکار۔ کہ جب تک ان کو قبضہ میں نہ کیا جائے مملوک نہیں۔ ۷۔ بیع موقت نہو۔ (اگر موقت ہے جیسے کہے اتنے دلنوں کیلئے بیچا تو یہ بیع صحیح نہیں۔) ۸۔ مبیع وثمن دونوں اسطرح معلوم ہوں کہ نزاع پیدا نہ ہو سکے (اگر مجہول ہوں کہ نزاع پیدا ہو سکتی ہو تو بیع صحیح نہیں جیسے کہے اس ریوڑ سے ایک بکری بیچی یا یہ کہا اس چیز کو واجبی دام پر بیچا یا اس قیمت پر بیچا جو فلاں شخص بتائے) **مسئلہ** بیع کا حکم یہ ہے کہ مشتری مبیع کا مالک ہو جائے اور بائع ثمن کا مالک ہو جائے۔ جسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ بائع پر واجب ہو جائیگا کہ مبیع کو مشتری کے حوالہ کر دے۔ اور مشتری پر یہ واجب ہو جائیگا کہ بائع کو ثمن دیدے۔ یہ اسوقت ہے کہ بیع بات (قطعی) ہو اور اگر بیع موقوف ہے کہ دوسرے کی اجازت پر موقوف ہے تو ملک کا ثبوت اس وقت ہوگا جب اجازت ہو جائے۔ (ہندیہ) **مسئلہ** ایسے دو لفظ جو تملیک اور تملک کا افادہ کرتے ہوں (یعنی جنکا یہ مطلب ہو کہ چیز کا مالک دوسرے کو کر دیا یا دوسرے کی چیز کا مالک ہو گیا) ان دو لفظوں کو ایجاب و قبول کہتے ہیں۔ ان میں سے پہلے کلام کو ایجاب کہتے ہیں اور اسکے مقابل میں بعد والے کلام کو قبول کہتے ہیں جیسے بائع نے کہا کہ میں نے یہ چیز اتنے دام میں بیچی۔ اس پر مشتری نے کہا میں نے خریدی۔ تو بائع کا کلام ایجاب ہے اور مشتری کا کلام قبول ہے اور اگر مشتری پہلے کہتا کہ میں نے یہ چیز اتنے میں خریدی تو یہ ایجاب ہوتا اور بائع کا لفظ قبول کہلاتا۔ (درمختار) **مسئلہ** ایجاب و قبول دونوں لفظ ماضی سے ہونا چاہیئے (خریدا۔ بیچا) یا دونوں حال سے (جیسے بیچتا ہوں۔ خریدتا ہوں) یا ایک ماضی سے دوسرا حال سے (جیسے ایک نے کہا بیچتا ہوں دوسرے نے کہا خریدا) اگر کسی ایک کا لفظ بھی مستقبل ہوگا تو بیع نہ ہوگی (جیسے خریدونگا۔ بیچوں گا) **مسئلہ** بائع نے کہا میں نے یہ چیز بیچی اسپر مشتری نے کہا ہاں۔ تو بیع نہ ہوئی اور اگر مشتری ایجاب کرتا اور بائع جواب میں۔ ہاں کہتا تو صحیح ہو جاتی۔ استفہام کے جواب میں ہاں کہا تو بیع نہ ہوگی۔ مگر جبکہ مشتری اسی وقت ثمن ادا کر دے۔ کہ یہ ثمن ادا کرنا قبول ہے جیسے کہا۔ کیا تم نے یہ چیز میرے ہاتھ اتنے میں بیچی۔ اُس نے کہا ہاں۔ مشتری نے ثمن دیدیا تو بیع ہو گئی۔ (درمختار) **مسئلہ** میں نے اپنا گھوڑا تمھارے گھوڑے سے بدلا دوسرے نے کہا اور میں نے بھی کیا تو بیع ہو گئی۔ بائع نے کہا یہ چیز تم پر ایک ہزار کو ہے مشتری نے کہا میں نے قبول کیا تو بیع ہو گئی۔ (عالمگیری) **مسئلہ** ایک شخص نے کہا یہ چیز تمھارے لئے ایک ہزار کو ہے اگر تم کو پسند ہو۔ دوسرے نے کہا مجھے پسند ہے تو بیع ہو گئی یوں ہی اگر یہ کہا کہ اگر تم کو موافق آئے یا تم ارادہ کرو یا تمھیں اسکی خواہش ہو اسنے جواب میں کہا کہ مجھے موافق ہے یا میں نے ارادہ کیا یا مجھے اسکی خواہش ہے۔ تو ان لفظوں سے بھی بیع ہو جائیگی۔ (ہندیہ) **مسئلہ** ایک شخص نے کہا یہ سامان لیجاؤ اور اسکے بارے میں آج سوچ لو

اگر تم کو پسند ہو تو ایک ہزار کو ہے۔ دوسرا اسے لیگیا بیع جائز ہو گئی۔ (خانیہ) **مسئلہ** بائع نے کہا اسکو میں نے تیرے ہاتھ بیچا مشتری نے اسکو کھانا شروع کر دیا یا جانور تھا اسپر سوار ہو گیا یا کپڑا تھا اُسے پہن لیا تو بیع ہو گئی یعنی یہ تصرفات قبول کے قائم مقام ہیں۔ یوں ہی ایک شخص نے دوسرے سے کہا اس چیز کو کھا لو اور اسکے بدلے میں میرا ایک روپیہ تم پر لازم ہو گا۔ اُسنے کھا لیا تو بیع درست ہو گئی اور کھانا حلال ہو گیا۔ (ہندیہ)۔

مسئلہ جس مجلس میں ایجاب ہوا اگر قبول کرنیوالا اس مجلس سے غائب ہو تو ایجاب بالکل باطل ہو جاتا ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ اسکے قبول کرنے پر موقوف ہو کہ اسے خبر پہونچے اور قبول کرے تو بیع درست ہو جائے ہاں اگر قبول کرنیوالے کے پاس ایجاب کے الفاظ لکھ کر بھیجے ہیں تو جس مجلس میں تحریر پہونچی اسی مجلس میں قبول کیا تو بیع صحیح ہے۔ اگر اُس مجلس میں قبول نہ کیا تو پھر قبول نہیں کر سکتا۔ یوں ہی اگر ایجاب کے الفاظ کسی قاصد کے ہاتھ کہلا کر بھیجے تو جس مجلس میں یہ قاصد اُسے خبر پہنچائیگا اسی مجلس میں قبول کر سکتا ہے۔ اسکی صورت یہ ہے کہ بائع نے ایک شخص سے یہ کہا کہ میں نے یہ چیز فلاں شخص کے ہاتھ اتنے میں بیچی اے شخص تو اسکے پاس جا کر یہ خبر پہونچا دے۔ اگر غائب کیطرف سے کسی اور شخص نے جو مجلس میں موجود ہے اُس نے قبول کر لیا تو ایجاب باطل نہ ہوا بلکہ یہ بیع اس غائب کی اجازت پر موقوف ہے۔ اگر ایک شخص کو اُسنے خبر پہنچانے پر مامور کیا تھا مگر دوسرے نے خبر پہنچا دی اور اُسنے قبول کر لیا تو بیع صحیح ہو گئی۔ جس طرح ایجاب تحریری ہوتا ہے قبول بھی تحریری ہو سکتا ہے جیسے ایک نے دوسرے کے پاس ایجاب لکھ کر بھیجا دوسرے نے قبول کو لکھ کر بھیجدیا تو بیع ہو جائیگی لیکن یہ ضرور ہے کہ جس مجلس میں ایجاب کی تحریر موصول ہوئی ہے قبول کی تحریر اُسی مجلس میں لکھی جائے ورنہ ایجاب باطل ہو جائیگا۔ (درمختار ردالمحتار وہندیہ) **مسئلہ** عاقدین میں سے جب ایک نے ایجاب کیا تو دوسرے کو اختیار ہے کہ اسی مجلس میں قبول کرے یا رد کر دے اسکا نام خیار قبول ہے۔ خیار قبول میں وراثت نہیں جاری ہوتی جیسے یہ مر جائے تو اسکے وارث کو قبول کرنے کا حق حاصل نہو گا۔ (ہندیہ وبہار) **مسئلہ** خیار قبول آخر مجلس تک رہتا ہے مجلس بدل جانے کے بعد جاتا رہتا ہے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ ایجاب کرنے والا زندہ ہو یعنی اگر ایجاب کے بعد قبول سے پہلے مر گیا تو اب قبول کرنیکا حق نہ رہا کیونکہ ایجاب ہی باطل ہو گیا قبول کس چیز کو کریگا۔ (ہندیہ)

مسئلہ دونوں میں سے کوئی اس مجلس سے اُٹھ جائے یا بیع کے علاوہ کسی اور بات میں مشغول ہو جائے تو ایجاب باطل ہو جاتا ہے۔ قبول کرنے سے پہلے ایجاب کرنیوالے کو اختیار ہے کہ ایجاب کو واپس کر لے قبول کے بعد واپس نہیں لے سکتا کہ دوسرے کا حق متعلق ہو چکا اب واپس لینے میں اسکا ابطال ہوتا ہے (ہدایہ وغیرہ) **مسئلہ** جب ایجاب وقبول دونوں ہو چکے تو بیع تمام اور لازم ہو گئی۔ اب کسی کو دوسرے کی رضامندی کے بغیر رد کر دینے کا اختیار نہ رہا۔ البتہ اگر مبیع میں عیب ہو یا مبیع کو مشتری نے نہیں دیکھا ہے

عاقدین: دونوں عقد کرنے والے۔ عقد: معاملہ۔

تو خیار عیب اور خیار رویت حاصل ہوتا ہے (ہدایہ وغیرہ) **مسئلہ** ایک بوجھ ایک روپیہ میں خریدا پھر بائع سے یہ کہا کہ اسی دام کا ایک بوجھ یہاں اور لاکر ڈالدو۔ اُسنے لاکر ڈالدیا۔ تو اس دوسرے بوجھ کی بھی بیع ہوگئی اب مشتری لینے سے انکار نہیں کرسکتا۔ (ہندیہ) **مسئلہ** دوکانداروں کے یہاں سے خرچ کیلئے چیزیں منگالی جاتی ہیں اور خرچ کر ڈالنے کے بعد ثمن کا حساب ہوتا ہے ایسا کرنا جائز ہے۔ (درمختار) **مسئلہ** عقد بیع میں جو چیز معین ہوتی ہے۔ (کہ جسکو دینا کہا اُسی کا دینا واجب ہے)، اِس چیز کو مَبیع کہتے ہیں اور جو چیز معین نہو وہ ثمن ہے۔ چیزیں تین قسم کی ہیں۔ ایک وہ جو ہمیشہ ثمن ہو دوسری وہ جو ہمیشہ مَبیع ہو تیسری وہ جو کبھی ثمن ہو اور کبھی مَبیع۔ جو ہمیشہ ثمن ہے وہ روپیہ اور اشرفی ہے۔ اِن کے مقابل میں کوئی چیز ہو اور انکو اس چیز سے بیچنا کہا جائے یا اس چیز کو ان سے بیچنا کہا جائے ہر حال میں یہی ثمن ہیں۔ پیسے بھی ثمن ہیں کہ معین کرنے سے معین نہیں ہوتے مگر ان کی ثمنیت باطل ہوسکتی ہے۔ جو چیزیں ذوات القیم سے ہیں اور جو عددی متفاوت ہیں وہ ہمیشہ مبیع ہوا کرتی ہیں۔ مگر کپڑے کا تھان جبکہ اسکا وصف بیان کردیا جائے اور اسکے لئے میعاد مقرر کردیجائے تو یہ بھی ثمن بن سکتا ہے اسکے بدلے میں غلام وغیرہ کوئی معین چیز خرید سکتے ہیں۔ اور جو چیزیں کبھی ثمن ہوں اور کبھی مبیع وہ مکیل اور موزوں اور عددی متقارب ہیں۔ اِن چیزوں کو اگر ثمن کے مقابل میں ذکر کیا تو مبیع ہیں۔ اور اگر انکے مقابل انھیں جیسی چیزوں کو ذکر کیا یعنی مکیل و موزوں و عددی متقارب کو تو اگر دونوں جانب کی چیزیں معین ہوں تو بَیع جائز ہے اور دونوں چیزیں مبیع قرار پائیں گی۔ اور اگر ایک جانب معین ہو اور دوسری جانب غیر معین مگر اس غیر معین کا وصف بیان کردیا ہے کہ اس قسم کی ہوگی تو اس صورت میں اگر معین کو مبیع اور غیر معین کو ثمن قرار دیا ہے تو بیع جائز ہے لیکن غیر معین کو تفرق سے پہلے قبضہ کرنا ضروری ہے۔ اور اگر غیر معین کو مبیع اور معین کو ثمن قرار دیا ہے تو بیع ناجائز ہوگی۔ اس صورت میں مبیع اور ثمن ٹھہرانیکا یہ مطلب ہے کہ جسکو بیچنا کہا وہ ثمن ہے اور اگر دونوں (یعنی مبیع و ثمن) غیر معین ہوں تو بیع ناجائز ہوگی۔ (عالمگیری) **مسئلہ** اگر مبیع منقولات کے قسم سے ہے تو بائع کا اُسپر قبضہ ہونا ضرور ہے قبضہ سے پہلے چیز بیچدی تو بیع ناجائز ہے۔ (ہدایہ وغیرہ) **مسئلہ** مبیع اور ثمن کی مقدار معلوم ہونا ضروری ہے اور ثمن کا وصف بھی معلوم ہونا ضروری ہے۔ ہاں اگر ثمن کیطرف اشارہ کردیا جائے (جیسے کہے اس روپیہ کے بدلے خریدا) تو نہ مقدار کے ذکر کی ضرورت نہ وصف کے ذکر کی۔ البتہ اگر وہ مال ربوی ہے اور مقابلہ جنس کیساتھ ہو۔ (مثلاً کہے گیہوں کی اس ڈھیری کو بدلے میں اس ڈھیری کے بیچا) تو اگرچہ یہاں مَبیع و ثمن دونوں کیطرف اشارہ کیا جارہا ہے مگر پھر بھی

تفرق۔ الگ ہونا۔ مَکیل۔ وہ چیز جو کیل یعنی نپنے سے بکتی ہے۔ مَوزوں۔ وہ چیز جو تول سے بکتی ہے۔ عَددِی۔ وہ چیز جو گنتی سے بکتی ہے۔ مُتقارِب۔ ایسی چیزیں جنمیں آپس میں بہت کم فرق ہو انکو متقارِب کہتے ہیں۔

مقدار کا معلوم ہونا ضروری ہے کیونکہ اگر دونوں مقداریں برابر نہ ہوں تو سود ہو جائیگا۔ (درمختار) مسئلہ بیع میں کبھی ثمن حال ہوتا ہے یعنی فوراً دینا اور کبھی مُوَجّل یعنی ادا کیلئے کوئی میعاد معین بیان کر دیجائے (کیونکہ اگر میعاد معین نہ ہوگی تو جھگڑا ہوگا) اصل یہ ہے کہ ثمن حال ہو۔ لہذا عقد میں اسکے کہنے کی ضرورت نہیں کہ ثمن حال ہے۔ بلکہ عقد میں ثمن کے بابت اگر کچھ نہ کہا جب بھی فوراً دینا واجب ہوگا۔ ثمن موجل کے لئے یہ ضرور ہے کہ عقد ہی میں موجل ہونا ذکر کیا جائے۔ (درمختار) مسئلہ میعاد کے بارے میں اختلاف ہوا۔ بائع کہتا ہے میعاد تھی ہی نہیں۔ اور مشتری میعاد ہونا بتاتا ہے۔ تو گواہ مشتری کے معتبر ہیں۔ اور قول بائع کا معتبر ہے۔ اور اگر میعاد کی مقدار میں اختلاف ہوا۔ ایک کم بتاتا ہے اور ایک زیادہ۔ تو اسکی بات مانی جائے جو کم بتاتا ہے۔ گواہ یہاں بھی مشتری کے معتبر ہیں۔ اور اگر ایک کہتا ہے میعاد گذر چکی ہے اور ایک بتاتا ہے کہ باقی ہے تو قول بھی مشتری ہی کا معتبر ہے اور اگر دونوں گواہ پیش کریں تو گواہ بھی مشتری ہی کے معتبر ہیں (درمختار) مسئلہ مدیون کے مرنے سے میعاد باطل ہو جاتی ہے اور دائن کے مرنے سے میعاد باطل نہیں ہوتی کیونکہ میعاد کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ تجارت وغیرہ کر کے اس زمانہ میں دَین کی مقدار اکٹھا کریگا اور ادا کردیگا اور جب مدیون خود ہی نہ رہا تو میعاد ہونا بیکار ہے بلکہ جو کچھ ترکہ ہے وہ دین ادا کرنے کے لئے متعیّن ہے۔ لہذا بیع موجّل میں بائع کے مرنے سے اجل باطل نہوگی (درمختار ورد المحتار) مسئلہ کسی جگہ مختلف قسم کے روپئے چلتے ہوں اور عاقد نے مطلق روپیہ کہا تو وہ روپیہ مراد لیا جائیگا جو اس شہر میں زیادہ چلتا ہے یعنی جسکا رواج زیادہ ہے چاہے ان سکوں کی مالیت مختلف ہو یا ایک ہو۔ اور اگر ایک ہی قسم کا روپیہ چلتا ہے جب تو وہی دینا ہوگا۔ اور اگر چلن یکساں ہے کسی کا کم کسی کا زیادہ نہیں اور مالیت برابر ہے تو بیع صحیح ہے اور مشتری کو اختیار ہے کہ جو سا چاہے دے۔ (جیسے ایک روپیہ کی کوئی چیز خریدی تو ایک روپیہ یا دو اٹھنیاں یا چار چونیاں یا آٹھ دونیاں جو چاہے دیدے) اور اگر مالیت میں اختلاف ہے جیسے حیدر آبادی روپئے، اور چہرے دار کہ دونوں کی مالیت میں اختلاف رہتا ہے اگر کسی جگہ دونوں کا یکساں چلن ہو تو بیع فاسد ہو جائیگی۔ (درمختار۔ ہدایہ۔ فتح القدیر) مسئلہ گیہوں اور جو اور ہر قسم کے غلّہ کی بیع تول سے بھی ہو سکتی ہے اور ناپ سے بھی (جیسے کہے ایک روپیہ کا اتنے سیر) اور اٹکل اور تخمینہ سے بھی خریدے جا سکتے۔ (مثلاً کہے یہ ڈھیری ایک روپیہ کی) چاہے یہ معلوم نہیں کہ اس ڈھیری میں کتنے سیر ہیں مگر تخمینہ سے اسی وقت خریدے جا سکتے ہیں جبکہ غیر جنس کیساتھ بیع ہو (مثلاً روپئے سے ہو یا گیہوں جو سے یا کسی دوسرے غلّہ سے) اور اگر اسی جنس سے بیع کرے (مثلاً گیہوں کو گیہوں سے خریدیں) تو تخمینہ سے بیع نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اگر کم وبیش ہوئے تو سود ہو جائیگا۔ (ہدایہ وغیرہ) مسئلہ جنس کے ساتھ تخمینہ سے بیع کیگئی مگر نصف صاع سے کم کی کمی بیشی ہے تو بیع جائز ہے کہ نصف صاع سے کم میں سود نہیں ہوتا۔ (درمختار) مسئلہ غلّہ کی ایک ڈھیری اس

طرح بیچی کہ اسمیں کا ہر ایک صاع ایک روپیہ کو۔ تو اس صورت میں صرف ایک صاع کی بیع درست ہو گی اور اسمیں بھی مشتری کو اختیار رہو گا کہ لے یا نہ لے ہاں اگر اسی مجلس میں ساری ڈھیر ناپ دی یا بائع نے ظاہر کر دیا اور بتا دیا کہ اس ڈھیری میں اتنے صاع ہیں تو پوری ڈھیری کی بیع درست ہو جائیگی۔ اور اگر عقد سے پہلے یا عقد میں صاع کی گنتی بتا دی ہے تو مشتری کو اختیار نہیں اور اگر بعد میں بتائی تو اختیار ہے۔ یہ قول حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے اور صاحبین کا قول یہ ہے کہ مجلس کے بعد بھی اگر صاع کی تعداد معلوم ہو گئی تو بیع صحیح ہے اور اسی قول صاحبین پر آسانی کے لئے فتویٰ دیا جاتا ہے۔ (ہدایہ۔ فتح القدیر۔ درمختار و بہار) **مسئلہ** بکریوں کا گلہ خریدا کہ ہر بکری ایک روپیہ کو یا کپڑے کا تھان خریدا کہ ہر ایک گز ایک روپیہ کو یا اسی طرح کوئی اور عددی متفاوت خریدا اور معلوم نہیں کہ گلہ میں کتنی بکریاں ہیں اور تھان میں کتنا گز کپڑا ہے لیکن بعد میں معلوم ہو گیا تو بیع جائز ہے[عہ]۔ (درمختار) **مسئلہ** غلہ کی ڈھیری خریدی کہ مثلاً یہ سو من ہے اور اسکی قیمت سو روپیہ ہے بعد میں اُسے تولا اگر پورا سو من ہے تب تو بالکل ٹھیک ہے اور اگر سو من سے زیادہ ہے تو جتنا زیادہ ہے وہ بائع کا ہے اور اگر سو من سے کم ہے تو مشتری کو اختیار ہے کہ جتنا کم ہے اسکی قیمت کم کر کے باقی لیلے یا کچھ نہ لے یہی حکم ہر اس چیز کا ہے جو ناپ اور تول سے بکتی ہے۔ البتہ اگر وہ اس قسم کی چیز ہے جسکے ٹکڑے کرنے میں نقصان ہوتا ہے اور جو وزن بتایا تھا اس سے زیادہ نکلی تو کل مشتری ہی کو ملیگی اور زیادتی کے مقابل میں مشتری کو کچھ دینا نہیں پڑیگا (اسلئے کہ وزن ایسی چیزوں میں وصف ہے اور وصف کے مقابل میں ثمن کا حصہ نہیں ہوتا جیسے ایک موتی یا ہیرہ خریدا کہ یہ ایک ماشہ ہے اور وہ نکلا ایک ماشہ سے کچھ زیادہ تو جو ثمن مقرر ہوا ہے وہ دے کر مشتری لیلے) (درمختار ردالمحتار و بہار) **مسئلہ** تھان خریدا کہ یہ دس گز ہے اور اسکی قیمت دس روپیہ ہے تو اگر یہ تھان اس سے کم نکلا جتنا بائع نے بتایا تو مشتری کو اختیار ہے کہ پورے دام میں لے یا بالکل نہ لے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ جتنا کم ہے اسکی قیمت کم دیجائے۔ اور اگر تھان اس سے زیادہ نکلا جتنا بتایا ہے تو یہ زیادتی بلا قیمت مشتری کی ہے بائع کو کچھ اختیار نہیں نہ وہ زیادہ کو لے سکتا ہے نہ اُس زائد کی قیمت لے سکتا ہے نہ بیع کو فسخ کر سکتا ہے یوں ہی اگر زمین خریدی کہ یہ سو گز ہے اور اسکی قیمت سو روپیہ ہے اور وہ کم یا زیادہ نکلی تو بیع صحیح ہے اور سو ہی روپئے دینے ہونگے مگر کمی کی صورت میں مشتری کو اختیار حاصل ہے کہ لے یا چھوڑ دے (ہدایہ وغیرہ)۔ **مسئلہ** یہ کہکر تھان خریدا کہ دس گز کا ہے دس روپیہ میں اور یہ بھی کہہ دیا کہ روپئے گز ہے۔ اب نکلا کم۔ اسکی قیمت کم کر دے لیکن مشتری کو اختیار بھی ہے کہ نہ لے۔ اور اگر زیادہ نکلا مثلاً گیارہ یا بارہ گز نکلا تو اس زیادہ کا روپیہ مشتری دے یا بیع کو فسخ کر دے۔ لیکن یہ حکم اس تھان کا ہے جو پورا ایک طرح کا نہیں ہوتا جیسے چکن گلبدن اور اگر ایک طرح کا ہو تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بائع اس زائد کو پھاڑ کر دس گز مشتری کو دے دے (ہدایہ و

[عہ] ہذا عندہما وعلیہ الفتویٰ (درمختار و بہار)

بہار وغیرہ) مسئلہ کسی مکان یا حمام کے سَو گز میں سے دس گز خریدا تو بیع فاسد ہے۔ لیکن اگر یوں کہتا کہ سَو
حصوں میں دس حصے خریدے تو بیع صحیح ہوتی۔ اور پہلی صورت میں اگر اسی مجلس میں وہ دس گز زمین معین
کر دیجائے کہ مثلاً یہ دس گز تو بیع صحیح ہو جائیگی (ہدایہ درمختار) مسئلہ کپڑے کی ایک گٹھری خریدی اس
شرط پر کہ اس میں دس تھان ہیں مگر نکلے نو تھان یا گیارہ تو بیع فاسد ہوگئی (اسلئے کہ کمی کی صورت میں
ثمن مجہول ہوگیا اور زیادتی کی صورت میں مبیع مجہول ہوگئی) لیکن اگر ہر ایک تھان کا ثمن بیان کر دیا
تھا تو کمی کی صورت میں بیع جائز ہوگی کہ نو تھان کی قیمت دیکر لیلے مگر مشتری کو اختیار بھی ہوگا کہ فسخ کر
دے اور اگر گیارہ تھان نکلے تو مبیع ناجائز ہے (اسلئے کہ مبیع مجہول ہے کونسا ایک تھان کم کیا جائے) (ہدایہ)
مسئلہ تھان خریدا ہے کہ دس گز ہے فی گز ایک روپیہ وہ تھان ساڑھے دس گز نکلا تو دس روپیہ میں لینا
پڑیگا اور اگر ساڑھے نو گز نکلا تو مشتری کو اختیار ہے کہ نو روپیہ میں لے یا نہ لے (ہدایہ) مسئلہ کوئی مکان
خریدا تو جتنے کمرے کوٹھریاں ہیں سب بیع میں داخل ہیں۔ یوں ہی جو چیز مبیع کیساتھ متصل ہو اور اسکا اتصال
اتصال قرار ہو (یعنی اسکی وضع اسلئے نہیں ہے کہ جدا کر لیجائیگی) تو یہ بھی بیع میں داخل ہوگی مثلاً مکان کا
زینہ یا لکڑی کا زینہ جو مکان کیساتھ متصل ہو۔ کواڑ۔ چوکھٹ اور کنڑی اور وہ قفل جو کواڑ میں متصل ہوتا ہے
اور اسکی کنجی۔ دوکان کیسامنے جو تختے لگے ہوتے ہیں یہ سب بیع میں داخل ہیں۔ لیکن وہ قفل جو کواڑ سے متصل
نہیں بلکہ الگ رہتا ہے جیسے عام طور پر تالے ہوتے ہیں یہ بیع میں داخل نہیں اسے بائع لے لیگا (درمختار
و فتح القدیر) مسئلہ گائے یا بھینس خریدی تو اسکا چھوٹا بچہ جو دودھ پیتا ہے بیع میں داخل ہے چاہے
ذکر نہ کیا ہو۔ اور گدھی خریدا تو اسکا دودھ پیتا بچہ بیع میں داخل نہیں (درمختار) مسئلہ گھوڑا یا اونٹ بیچا
تو لگام اور نکیل بیع میں داخل ہے یعنی اگر بیع کے وقت انکو بیچنا نہ ذکر کیا ہو جب بھی بائع کو دینا ہوگا۔ اور
زین یا کاٹھی بیع میں داخل نہیں۔ (ہندیہ) مسئلہ زمین بیچی تو اسمیں چھوٹے بڑے پھلدار اور بے پھل
جتنے درخت ہیں سب بیع میں داخل ہیں مگر سوکھا درخت جو ابھی تک زمین سے اُکھڑا نہیں ہے وہ بیع میں داخل
نہیں بلکہ یہ گویا لکڑی ہے جو زمین پر رکھی ہے) لہذا آم وغیرہ کے چھوٹے پیڑ جو زمین میں ہوتے ہیں کہ برسات میں
یہاں سے کھود کر دوسری جگہ لگائے جاتے ہیں یہ بھی زمین کی بیع میں داخل ہیں۔ (فتح القدیر) مسئلہ مچھلی
خریدی اور اسکے پیٹ میں موتی نکلا۔ اگر یہ موتی سیپ میں ہے تو مشتری کا ہے اور اگر بغیر سیپ کے خالی موتی
ہے تو بائع نے اگر اس مچھلی کا شکار کیا ہے تو بائع کو واپس کرے اور بائع کے پاس یہ موتی بطور لقطہ امانت
رہیگا کہ تشہیر کرے اگر مالک کا پتہ نہ چلے خیرات کردے۔ اور اگر مرغی کے پیٹ میں موتی ملا تو بائع کو واپس
کرے (خانیہ و ہندیہ) مسئلہ جو چیز بیع میں تبعاً داخل ہوتی ہے اسکے مقابل میں ثمن کا کوئی حصہ نہیں
ہوتا یعنی اگر وہ چیز ضائع ہو جائے تو ثمن میں کمی نہوگی مشتری کو پورے ثمن کیساتھ لینا ہوگا (ردالمحتار

ہدایہ و بہار) مسئلہ زمین بیع کی اور اسمیں کھیتی ہے تو زراعت بائع کی ہے۔ البتہ اگر مشتری شرط کرلے یعنی مع زراعت کے لے تو مشتری کی ہے۔ اسی طرح اگر درخت بیچا جس میں پھل لگے ہیں تو یہ پھل بائع کے ہیں مگر جبکہ مشتری اپنے لئے شرط کرلے تو مشتری کے ہیں۔ یوں ہی چمبیلی گلاب جوہی وغیرہ کے درخت خریدے تو پھول بائع کے ہیں مگر جبکہ مشتری شرط کرلے تو اسی کے ہیں۔ (ہدایہ و فتح القدیر) مسئلہ زراعت والی زمین یا پھل والا درخت خریدا تو بائع کو یہ حق نہیں کہ جبتک چاہے زراعت اور پھل لگا رہنے دے بلکہ بائع سے کہا جائے گا کہ زراعت کاٹ لے پھل توڑ لے اور زمین۔ درخت مشتری کو سپرد کردے۔ کیونکہ اب وہ مشتری کی ملک ہے اور دوسرے کی ملک مشغول رکھنے کا اُسے حق نہیں۔ البتہ اگر مشتری نے ثمن ادا نہ کیا ہو تو بائع پر مبیع سپرد کرنا واجب نہیں۔ (ہدایہ و درمختار و بہار) مسئلہ کھیت کی زمین بیع کی جسمیں زراعت ہے، اور بائع یہ چاہتا ہے کہ جبتک زراعت تیار نہو جائے کھیت ہی میں رہے تیار ہونے پر کاٹی جائے اور اتنے زمانہ تک کی اُجرت دینے کو کہتا ہے۔ اگر مشتری راضی ہو جائے تو ایسا بھی کرسکتا ہے۔ بغیر رضامندی نہیں کرسکتا۔ (درمختار) مسئلہ اگر کاٹنے کیلئے درخت خریدا ہے تو اسکے نیچے کی زمین بیع میں داخل نہیں۔ اور اگر باقی رکھنے کیلئے خریدا ہے تو زمین بیع میں داخل ہے۔ اور اگر بیع کیوقت نہ یہ ظاہر کیا کہ کاٹنے کیلئے خریدتا ہے نہ یہ کہا کہ باقی رکھنے کیلئے خریدتا ہے تو بھی نیچے کی زمین بیع میں داخل ہے؏۔ (ردالمحتار) مسئلہ درخت اگر کاٹنے کی غرض سے خریدا ہے تو مشتری کو حکم دیا جائیگا کہ کاٹ لیجائے۔ چھوڑ رکھنے کی اجازت نہیں۔ اور اگر باقی رکھنے کیلئے خریدا ہے تو کاٹنے کا حکم نہ دیا جائے۔ اور کاٹ بھی لے تو اسکی جگہ دوسرا درخت لگا سکتا ہے۔ بائع کو روکنے کا حق حاصل نہیں اسلئے کہ زمین کا اتنا حصہ اس صورت میں مشتری کا ہو چکا۔ (عالمگیری) مسئلہ زراعت تیار ہونے سے پہلے بیچ دی اس شرط پر کہ جب تک تیار نہو جائیگی کھیت میں رہیگی۔ یہ ناجائز ہے۔ یوں ہی کھیت کی زمین بیچڈالی اور اسمیں زراعت موجود ہے اور شرط یہ کی کہ جبتک تیار نہ ہوگی کھیت میں رہیگی یہ صورت بھی ناجائز ہے۔ (ردالمحتار) مسئلہ زمین کی بیع کی تو وہ چیزیں جو زمین میں باقی رکھنے کی غرض سے ہیں جیسے درخت اور مکانات یہ بیع میں داخل ہیں چاہے انکو بیع میں ذکر نہ کیا ہو اور یہ بھی نہ کہا ہو کہ جمیع حقوق و مرافق کیساتھ خریدتا ہوں لیکن اگر اس زمین میں سوکھا ہوا درخت ہے تو اسطرح کی بیع میں داخل نہیں۔ اور جو چیزیں باقی رکھنے کیلئے نہوں جیسے بانس۔ نرکل۔ گھاس یہ بیع میں داخل نہیں۔ لیکن اگر بیع میں انکا ذکر کردیا جائے تو یہ بھی داخل ہو جائینگی (عالمگیری) مسئلہ باغ کی بہار پھل آنے سے پہلے بیچ ڈالی یہ ناجائز ہے۔ یوں ہی اگر کچھ پھل آچکے ہیں کچھ باقی ہیں جب بھی ناجائز ہے جبکہ موجود اور غیر موجود دونوں کی بیع مقصود ہو۔ اور اگر سب پھل آچکے ہیں تو

؏ نیچے کی زمین اتنی ہی بیع میں داخل ہوگی جتنی تنے کی موٹائی ہے پیڑ کے کل پھیلاؤ مع شاخوں یا جڑوں کے مراد نہیں۔ یہانتک کہ بیع کے بعد درخت جتنا تھا اُس سے زیادہ موٹا ہوگیا تو بائع کو اختیار ہے کہ درخت چھیل کر اتنا ہی کردے جتنا موٹا بیع کے وقت تھا۔ (ہندیہ) ۱۲ منہ

یہ بیع درست ہے۔ مگر مشتری کو یہ حکم ہوگا کہ ابھی پھل توڑ کر درخت خالی کردے۔ اور اگر یہ شرط ہے کہ جبتک پھل تیار نہو ہونگے درخت پر رہیں گے تیار ہو جانے کے بعد توڑے جائینگے تو یہ شرط فاسد ہے اور بیع ناجائز۔ اور اگر پھل آجانے کے بعد بیع ہوئی مگر ابھی مشتری کا قبضہ نہوا تھا کہ اور پھل پیدا ہو گئے تو بیع فاسد ہوگئی۔ اسلئے کہ اب مبیع اور غیر مبیع میں امتیاز باقی نہ رہا۔ اور اگر قبضہ کے بعد دوسرے پھل پیدا ہوئے تو بیع پر اسکا کوئی اثر نہیں لیکن چونکہ یہ نئے پھل بائع کے ہیں اور امتیاز ہے نہیں لہذا بائع و مشتری دونوں شریک ہیں رہا یہ کہ کتنے پھل بائع کے ہیں اور کتنے مشتری کے اسکو مشتری حلف سے جو کچھ کہدے وہ مان لیا جائے۔ (ردالمحتار و فتح القدیر)۔

مسئلہ پھل خریدے نہ یہ شرط کی کہ ابھی توڑ لیگا اور نہ یہ کہ پکنے تک درخت پر رہینگے اور بعد عقد بائع نے درخت پر چھوڑنے کی اجازت دیدی تو یہ جائز ہے اور اب پھلوں میں جو کچھ زیادتی ہوگی وہ مشتری کو حلال ہے جبکہ درخت پر پھل چھوڑے رہنے کا عرف نہو کیونکہ اگر عرف ہو چکا ہو جیسا کہ اس زمانہ میں عموماً ہندوستان میں یہی ہوتا ہے۔ کہ یہاں شرط نہو جب بھی شرط ہی کا حکم ہوگا اور بیع فاسد ہوگی۔ البتہ اگر تصریح کردیجائے کہ فی الحال توڑ لینا ہوگا اور بعد میں مشتری کیلئے بائع نے اجازت دیدی تو یہ بیع فاسد نہوگی۔ اور اگر بیع میں شرط ذکر نہ کی اور بائع نے درخت پر رہنے کی اجازت بھی نہ دی مگر مشتری نے پھل نہیں توڑے تو اگر پہلے کی نسبت سے پھل بڑے ہو گئے تو جو کچھ زیادتی ہوئی اُسے صدقہ کرے یعنی بیع کے دن پھلوں کی جو قیمت تھی اس قیمت پر آج کی قیمت میں جو کچھ اضافہ ہوا وہ خیرات کردے۔ (جیسے اُس روز دس روپیہ قیمت تھی اور آج انکی قیمت بارہ روپئے ہیں تو دو روپئے خیرات کردے)۔ اور اگر بیع ہی کے دن پھل اپنی پوری مقدار کو پہونچ چکے تھے انکی مقدار اس زمانہ میں کچھ نہیں بڑھی صرف اتنا ہوا کہ اسوقت پکے ہوئے نہ تھے اب پک گئے تو اس صورت میں صدقہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ البتہ اتنے دنوں بغیر اجازت اسکے درخت پر چھوڑ رکھنے کا گناہ ہوا۔ (درمختار ردالمحتار و بہار)

مسئلہ پھل خریدے اور یہ خیال ہے کہ بیع کے بعد اور پھل پیدا ہو جائیں گے یا درخت پر پھل رہنے میں پھل اور بڑے ہو جائیں گے۔ یہ زیادتی بلا اجازت بائع ناجائز ہوگی۔ لیکن یہ چاہتا ہے کہ کسی صورت سے جائز ہو جائے تو اسکا یہ حیلہ ہو سکتا ہے کہ مشتری ثمن ادا کرنے کے بعد بائع سے باغ یا درخت بٹائی پر لے لے اگرچہ بائع کا حصہ بہت تھوڑا قرار دے مثلاً یہ کہ جو کچھ اسمیں ہوگا اسمیں نوسو ننانوے حصے مشتری کے اور ایک حصہ بائع کا تو اب جو نئے پھل پیدا ہونگے یا جو کچھ زیادتی ہوگی بائع کا وہ ہزارواں حصہ دیکر مشتری کیلئے جائز ہو جائیگی۔ مگر یہ حیلہ اُسی وقت ہو سکتا ہے کہ درخت یا باغ نہ کسی یتیم کا ہو نہ وقف ہو۔ اور اگر بیگن۔ مرچا۔ کھیرے ککڑی وغیرہ خریدے ہوں اور انکے درختوں یا بیلوں میں آئے دن نئے پھل پیدا ہونگے تو یہ کرے کہ درخت یا بیلیں بھی مشتری خریدے کہ اب جو نئے پھل پیدا ہونگے وہ مشتری کے ہونگے۔ اور اگر زراعت پکنے سے پہلے خریدی ہے تو یہ کرے کہ جتنے دنوں میں وہ تیار ہوگی اسکی مدت مقرر کرکے زمین اجارہ پر لے لے۔ (درمختار)

مسئلہ جس چیز پر مستقلاً عقد وارد ہو سکتا ہے اسکا عقد سے استثناء صحیح ہے۔ اور اگر وہ چیز ایسی ہے کہ تنہا اُسپر عقد وارد نہ ہو تو استثناء صحیح نہیں۔ یہ ایک قاعدہ ہے۔ اسکی مثال دیکھئے۔ جیسے غلّہ کی ایک ڈھیری ہے اسمیں سے دس سیر یا کم و بیش خرید سکتے ہیں۔ اسی طرح علاوہ دس سیر کے پوری ڈھیری بھی خرید سکتے ہیں۔ بکریوں کے ریوڑ میں سے ایک بکری خرید سکتے ہیں۔ اسی طرح ایک معین بکری کو مستثنیٰ کر کے سارا ریوڑ بھی خرید سکتے ہیں اور غیر معین بکری کو نہ خرید سکتے ہیں نہ اسکا استثنا کر سکتے ہیں۔ درخت پر پھل لگے ہوں اُن میں کا ایک معدود حصّہ خرید سکتے ہیں۔ اِسی طرح اس حصّہ کا استثنا بھی ہو سکتا ہے۔ مگر یہ ضرور ہے کہ جسکا استثنا کیا جائے وہ اتنا نہو کہ اسکے نکلنے کے بعد مبیع ہی ختم ہو جائے یعنی یہ یقیناً معلوم ہو کہ استثنا کے بعد مبیع باقی رہیگی۔ اور اگر شبہہ ہو تو درست نہیں۔ باغ خریدا اسمیں سے ایک معین درخت کا استثنا کیا تو استثنا صحیح ہے۔ بکری کو بیچا اور اسکے پیٹ میں جو بچہ ہے اسکا استثنا کیا تو یہ استثنا صحیح نہیں اسلئے کہ اسکو تنہا خرید نہیں سکتے۔ جانور کے سری۔ پائے۔ دنبہ کی چکتی کا استثنا نہیں کیا جا سکتا نہ انکو تنہا خریدا جا سکتا ہے یعنی جانور کے جزء معین کا استثنا نہیں ہو سکتا۔ اور اگر ایسا استثنا کیا تو بیع فاسد ہے اور جانور کے جزو شائع مثلاً نصف یا چوتھائی کو خرید بھی سکتے ہیں اور اسکا استثنا بھی کر سکتے ہیں اور اس صورت میں یہ جانور دونوں میں مشترک ہو جائیگا۔ (عالمگیری درمختار و ردالمحتار) مسئلہ مکان توڑنے کیلئے خریدا تو اسکی لکڑیوں یا اینٹوں کا استثنا صحیح ہے۔ (عالمگیری) مسئلہ مبیع کے ناپ یا تول یا گنتی کی اُجرت دینی پڑے تو وہ بائع کے ذمہ ہوگی اسلئے کہ ناپنا تولنا گنّا بائع کا کام ہے اسلئے کہ مبیع کی تسلیم اسی طرح ہوتی ہے کہ ناپ تول کر بائع مشتری کو دیتا ہے۔ اور اگر ثمن کے تولنے یا گننے یا پرکھنے کی اجرت دینی پڑے تو یہ مشتری کے ذمہ ہے اسلئے کہ پورا ثمن اور کھرے دام دینا مشتری کا کام ہے۔ ہاں اگر بائع نے بغیر پرکھے ہوئے ثمن پر قبضہ کر لیا اور کہتا ہے کہ روپئے اچھے نہیں واپس کرنا چاہتا ہے تو بغیر پرکھے کیسے کہا جا سکتا ہے کہ کھوٹے ہیں واپس کئے . . جائیں۔ اس صورت میں پرکھنے کی اُجرت بائع کو دینی ہوگی . . . . دَین کے روپئے پرکھنے کی اُجرت مدیون کے ذمہ ہے۔

(درمختار) مسئلہ درخت کے کل پھل ایک معین ثمن پر تخمیناً خرید لئے یوں ہی کھیت میں کے لہسن پیاز تخمینے سے خریدا یا کشتی میں کا سارا غلّہ وغیرہ تخمینے سے خریدا تو پھل توڑنے لہسن پیاز نکلوانے یا کشتی سے مبیع باہر لانے کی اُجرت مشتری کے ذمہ ہے جبکہ مشتری سے بائع نے کہدیا ہو کہ تم پھل توڑ لیجاؤ۔ یہ چیزیں نکلوا لو (درمختار و ردالمحتار) مسئلہ دلال کی اُجرت یعنی دلالی بائع کے ذمہ ہے جبکہ دلال نے سامان کو مالک کی اجازت سے بیع کیا ہو۔ اور اگر دلال نے طرفین میں بیع کی کوشش کی ہو اور بیع نہ کی بلکہ بیع مالک نے کی تو جیسا وہاں کا عرف ہو یعنی اس صورت میں بھی اگر عرفاً بائع کے ذمہ دلالی ہو تو بائع دے اور مشتری کے ذمہ ہو تو

مشتری دے اور دونوں کے ذمہ ہو تو دونوں دیں۔ (درمختار و ردالمحتار) **مسئلہ** روپیہ۔ اشرفی پیسہ سے بیع ہوئی اور مبیع وہاں حاضر ہے اور ثمن فوراً دینا ہے اور مشتری کو خیار شرط نہیں ہے تو اس صورت میں مشتری کو پہلے ثمن ادا کرنا ہوگا اسکے بعد مبیع پر قبضہ کر سکتا ہے یعنی بائع کو یہ حق ہوگا کہ ثمن وصول کرنے کیلئے مبیع کو روک لے اور قبضہ نہونے دے۔ بلکہ جبتک پورا ثمن وصول نہ کیا ہو مبیع کو روک سکتا ہے۔ اور اگر مبیع وہاں حاضر نہیں تو بائع جب تک مبیع کو حاضر نہ کردے ثمن کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ اور اگر بیع میں دونوں طرف سامان ہوں جیسے کتاب کو کپڑے کے بدلے میں خریدا یا دونوں طرف ثمن ہوں جیسے روپیہ یا اشرفی سے سونا چاندی خریدا تو دونوں کو اسی مجلس میں ایک ساتھ ادا کرنا ہوگا۔ (ہدایہ و درمختار) **مسئلہ** مشتری نے کوئی ایسا تصرف کیا جسکے لئے قبضہ ضروری نہیں ہے تو یہ تصرف ناجائز ہے اور اگر ایسا تصرف کیا جسکے لئے قبضہ ضروری ہے تو یہ جائز ہے۔ جیسے مشتری نے مبیع کو ہبہ کیا اور موہوب لہٗ نے قبضہ کر لیا تو اسکا قبضہ مشتری کے قبضہ کے قائم مقام ہے۔ اور اگر مبیع کو مشتری نے قبل قبضہ بیع کر دیا تو یہ ناجائز ہے۔ (ردالمحتار) **مسئلہ** مشتری نے مبیع کسی کے پاس امانت رکھدی یا عاریت دیدی یا بائع سے کہدیا کہ فلاں کے سپرد کردے اُسنے سپرد کر دیا تو ان سب صورتوں میں مشتری کا قبضہ ہوگیا۔ اور اگر خود بائع کے پاس امانت رکھی یا عاریت دیدی یا کرایہ پر دیدی یا بائع کو کچھ ثمن دیدیا اور کہدیا کہ باقی ثمن کے مقابل میں مبیع کو تیرے پاس رہن رکھا تو ان سب صورتوں میں قبضہ نہوا۔ (ردالمحتار) **مسئلہ** تیل خریدا اور بائع کو بوتل دیکر کہا کہ میرے آدمی کے ہاتھ میرے یہاں بھیجدینا اب اگر راستہ میں بوتل ٹوٹ گئی اور تیل ضائع ہوگیا تو مشتری کا نقصان ہوا اور اگر یہ کہا تھا کہ اپنے آدمی کے ہاتھ میرے مکان پر بھیجدینا تو بائع کا نقصان ہوا۔ (عالمگیری) **مسئلہ** کوئی چیز خرید کر بائع کے یہاں چھوڑ دی اور کہدیا کہ کل لیجاؤنگا اگر نقصان ہو تو میرا ہوگا۔ اب فرض کرو کہ وہ چیز جانور تھا جو رات میں مر گیا تو بائع کا نقصان ہوا مشتری کا وہ کہنا بیکار ہے اسلئے کہ جب تک مشتری کا قبضہ نہ ہو مشتری کو نقصان سے تعلق نہیں۔ (خانیہ) **مسئلہ** کوئی چیز بیچی جس کا ثمن ابھی وصول نہیں ہوا ہے اور اسے کسی تیسرے شخص کے پاس رکھدی کہ مشتری ثمن دیکر چیز لے لیگا اور اس تیسرے کے یہاں چیز ضائع ہوگئی تو نقصان بائع کا ہوا۔ اور اگر اس تیسرے شخص نے تھوڑا ثمن وصول کرکے وہ چیز مشتری کو دیدی جسکی بائع کو خبر نہوئی تو بائع وہ چیز مشتری سے واپس لے سکتا ہے۔ (عالمگیری) **مسئلہ** کپڑا خریدا ہے جسکا ثمن ادا نہیں کیا کہ قبضہ کرتا اُسنے بائع سے کہا کہ کسی کے یہاں اسے رکھدو میں دام دیکر اس سے لے لونگا بائع نے رکھدیا اور وہاں وہ کپڑا ضائع ہوگیا تو نقصان بائع کا ہوا اسلئے کہ اس تیسرے شخص کا قبضہ بائع کیلئے ہے۔ لہذا نقصان بھی بائع ہی کا ہوا۔ (عالمگیری) **مسئلہ** مبیع ابھی بائع ہی کے ہاتھ میں تھی کہ مشتری نے اُسے ہلاک کر دیا یا اس میں عیب پیدا کر دیا یا بائع نے مشتری کے حکم سے عیب پیدا کر دیا۔ تو اس طرح مشتری کا

قبضہ ہوگیا۔گیہوں خریدا اور بائع سے کہا کہ اسے پیس دے اُسنے پیس دیا تو اس سے مشتری کا قبضہ ہوگیا اور آٹا مشتری کا ہے۔(عالمگیری) مشتری نے قبضہ سے پہلے بائع سے کہدیا کہ مبیع فلاں شخص کو ہبہ کردے اُس نے ہبہ کردیا اور موہوب لہٗ کو قبضہ بھی دلادیا تو یہ ہبہ جائز اور مشتری کا قبضہ ہوگیا۔یوں ہی اگر بائع سے کہدیا کہ اسے کرایہ پر دیدے اُس نے دیدیا تو جائز ہے اور متاجر کا قبضہ پہلے مشتری کیلئے ہوگا پھر اپنے لئے (عالمگیری) مسئلہ مشتری نے بائع سے مبیع میں ایسا کام کرنے کو کہا جس سے مبیع میں کوئی کمی پیدا نہیں ہوتی جیسے کوراکپڑا تھا اُسنے دھلوایا تو مشتری کا قبضہ نہ ہوا پھر اگر اُجرت پر دھلوایا ہے تو اُجرت مشتری کے ذمہ ہے ورنہ نہیں اور اگر وہ کام ایسا ہے جس سے کمی پیدا ہوجاتی ہے تو مشتری کا قبضہ ہوگیا(عالمگیری)

خیارِ شرط

بائع اور مشتری کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ بیع کو قطعی نہ کریں بلکہ عقد میں یہ شرط کردیں کہ اگر منظور نہ ہوا تو بیع باقی نہ رہیگی۔اِسے خیار شرط کہتے ہیں۔اور اسکی ضرورت بائع و مشتری کو ہوا کرتی ہے کیونکہ کبھی بائع اپنی ناواقفی سے کم دام میں چیز بیچ دیتا ہے یا مشتری اپنی نادانی سے زیادہ داموں پر خرید لیتا ہے یا چیز کی اسے شناخت نہیں ہے ضرورت ہے کہ دوسرے سے مشورہ کرکے ٹھیک رائے قائم کرے۔اور اگر اسوقت نہ خریدے تو چیز جاتی رہیگی یا بائع کو اندیشہ ہے کہ گاہک ہاتھ سے نکل جائیگا ایسی صورت میں شرع نے دونوں کو یہ موقع دیا ہے کہ غور کرلیں اگر منظور نہو تو خیار کی بناپر بیع کو نامنظور کردیں۔(بہار) مسئلہ خیار شرط بائع اور مشتری دونوں اپنے اپنے لئے کریں یا صرف ایک کرے یا کسی اور کیلئے اسکی شرط کریں۔سب صورتیں درست ہیں۔اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ عقد میں خیار شرط کا ذکر نہو مگر عقد کے بعد ایک دوسرے کو یا ہر ایک دوسرے کو یا کسی غیر کو خیار دیدے۔البتہ عقد سے پہلے خیار شرط نہیں ہوسکتا یعنی اگر پہلے خیار کا ذکر آیا مگر عقد میں ذکر نہ آیا نہ بعد عقد اسکی شرط کی (مثلاً بیع سے پہلے یہ کہا کہ جو بیع تم سے کرونگا اسمیں میں نے تم کو خیار دیا۔مگر عقد کے وقت بیع مطلق واقع ہوئی) تو خیار حاصل نہوگا۔(در و رد) مسئلہ اگر بائع و مشتری میں اختلاف ہوا ایک کہتا ہے خیار شرط تھا دوسرا کہتا ہے نہیں تھا تو خیار کے مدعی کو گواہ پیش کرنا ہوگا۔اگر گواہ نہ پیش کرے تو منکر کا قول معتبر ہوگا۔(درمختار و بہار) مسئلہ خیار کی مدت زیادہ سے زیادہ تین دن ہے۔اس سے کم ہوسکتی ہے زیادہ نہیں۔اگر کوئی ایسی چیز خریدی ہے جو جلد خراب ہوجانیوالی ہے اور مشتری کو تین دن کا خیار تھا تو مشتری سے کہا جائیگا کہ بیع کو فسخ کردے یا بیع کو جائز کردے۔اور اگر خراب ہونیوالی چیز کسی نے بلا خیار خریدی اور بغیر قبضہ کئے اور بغیر ثمن ادا کئے چلدیا اور غائب ہوگیا تو بائع اس چیز کو دوسرے کے ہاتھ بیع کرسکتا ہے۔(خانیہ درمختار و ردالمحتار) مسئلہ اگر خیار کی کوئی مدت ذکر نہیں کی صرف اتنا کہا مجھے خیار ہے یا مدت مجہول ہے۔مثلاً کہا مجھے چند دن کا خیار ہے یا ہمیشہ کیلئے خیار رکھا تو ان سب صورتوں میں خیار فاسد ہے۔یہ اس صورت میں ہے

کہ نفس عقد میں خیار مذکور ہوا اور تین دن کے اندر جائز کر دیا تو بیع صحیح ہو گئی اور اگر عقد میں خیار نہ تھا بعد عقد ایک نے دوسرے سے کہا تمھیں اختیار ہے تو اس مجلس تک خیار ہے۔ مجلس ختم ہو گئی اور اُس نے کچھ نہ کہا تو خیار جاتا رہا اب کچھ نہیں کر سکتا۔ (عالمگیری ردالمحتار) مسئلہ تین دن سے زیادہ کی مدت مقرر کی مگر ابھی تین دن پورے نہوئے تھے کہ خیار والے نے بیع کو جائز کر دیا تو اب یہ بیع درست ہے اور اگر تین دن پورے ہو گئے اور بیع کو جائز نہ کیا تو بیع فاسد ہو گئی۔ (ہدایہ وغیرہ) مسئلہ مشتری نے بائع سے کہا اگر تین دن تک ثمن ادا نہ کروں تو میرے اور تیرے درمیان بیع نہیں یہ بھی خیار شرط ہی ہے یعنی اگر اس مدت تک ثمن ادا کر دیا تو بیع درست ہو جائیگی نہیں تو جاتی رہے گی۔ اور اگر تین دن سے زیادہ مدت ذکر کر کے یہی لفظ کہے اور تین دن کے اندر ثمن ادا کر دیا تو بیع صحیح ہو گئی۔ اور تین دن پورے ہو گئے تو بیع جاتی رہی (درر غرر) مسئلہ بیع ہوئی اور ثمن بھی مشتری نے دیدیا اور یہ ٹھہرا کہ اگر تین دن کے اندر بائع نے ثمن پھیر دیا تو بیع نہیں رہیگی یہ بھی خیار شرط ہی ہے۔ (عالمگیری) مسئلہ بائع نے خیار شرط اپنے لئے رکھا ہے تو مبیع اسکی ملک سے نہ نکلی۔ پھر اگر مشتری نے قبضہ کر لیا (چاہے یہ قبضہ بائع کی اجازت سے ہو یا بلا اجازت) اور مشتری کے پاس ہلاک ہو گئی تو مشتری پر مبیع کی واجبی قیمت تاوان میں واجب ہے اور اگر مبیع مثلی ہے تو مشتری پر اسکی مثل واجب ہے۔ اور اگر بائع نے بیع فسخ کر دی جب بھی یہی حکم ہے یعنی قیمت یا مثل واجب ہے۔ اور اگر بائع نے اپنا خیار ختم کر دیا اور بیع کو جائز کر دیا یا بعد مدت وہ چیز ہلاک ہو گئی تو مشتری کے ذمہ ثمن واجب ہے یعنی جو دام طے ہوا ہے وہ دینا ہو گا۔ اگر مبیع بائع کے پاس ہلاک ہو گئی تو بیع جاتی رہی کسی پر کچھ لینا دینا نہیں۔ اور اگر مبیع میں کوئی عیب پیدا ہو گیا تو بائع کا خیار ابھی باقی ہے لیکن مشتری کو یہ اختیار ہو جائیگا کہ چاہے پوری قیمت پر مبیع کو لیلے یا نہ لے اور اگر بائع نے خود اسمیں کوئی عیب پیدا کر دیا ہے تو ثمن میں اس عیب کے برابر کمی ہو جائیگی۔ مشتری پر جس صورت میں قیمت واجب ہے اس سے مراد اس دن کی قیمت ہے جس دن اُس نے قبضہ کیا ہے (درمختار وردالمحتار وغیرہ) مسئلہ بائع کو خیار ہو تو ثمن مشتری کی ملک سے خارج ہو جاتا ہے مگر بائع کی ملک میں داخل نہیں ہوتا (عالمگیری) مسئلہ مشتری نے اپنے لئے خیار رکھا ہے تو مبیع بائع کی ملک سے نکل گئی۔ یعنی اگر اس صورت میں بائع نے مبیع میں کوئی تصرف کیا ہے تو یہ تصرف صحیح نہیں (مثلاً غلام ہے جسکو آزاد کر دیا تو آزاد نہوا) اور اس صورت میں اگر مبیع مشتری کے یہاں ہلاک ہو گئی تو ثمن کے بدلے میں ہلاک ہو گئی یعنی ثمن دینا پڑیگا۔ (درمختار) مسئلہ مبیع مشتری کے قبضہ میں ہے اور اسمیں عیب پیدا ہو گیا اگر خیار مشتری کو ہے تو مشتری کو ثمن دینا پڑیگا۔ اور اگر خیار بائع کو ہے تو مشتری پر قیمت واجب ہے۔ (درمختار) مسئلہ خیار مشتری کی صورت میں ثمن ملک مشتری سے خارج نہیں ہوتا اور مبیع اگرچہ ملک

بائع سے خارج ہو جاتی ہے لیکن مشتری کی ملک میں نہیں آتی۔ پھر بھی اگر مشتری نے مبیع میں کوئی تصرف کیا (مثلاً غلام تھا آزاد کر دیا) تو یہ تصرف نافذ ہوگا اور اس تصرف کو اجازت بیع سمجھا جائیگا۔ (ہدایہ وغیرہ) **مسئلہ** مشتری اور بائع دونوں کو خیار ہے تو نہ مبیع ملک بائع سے خارج ہو گی نہ ثمن ملک مشتری سے پھر اگر بائع نے مبیع میں تصرف کیا تو بیع فسخ ہو جائیگی۔ اور مشتری نے ثمن میں تصرف کیا اور ثمن عین ہو (یعنی از قبیل نقود نہو) تو مشتری کیجانب سے بیع فسخ ہے (در مختار رد المحتار) **مسئلہ** مشتری کو خیار تھا اور مبیع پر قبضہ کر چکا تھا پھر اسکو واپس کر دیا۔ بائع کہتا ہے یہ وہ نہیں ہے۔ مشتری کہتا ہے کہ وہی ہے تو قسم کے ساتھ مشتری کا قول معتبر ہے۔ اور اگر بائع کو یقین ہے کہ یہ وہ چیز نہیں جب بھی بائع ہی اسکا مالک ہو گیا۔ اور یہ بائع کے طور پر بیع تعاطی ہوئی۔ (عالمگیری و در مختار) **مسئلہ** جسکے لئے خیار ہے چاہے وہ بائع ہو یا مشتری یا اجنبی جب اُس نے بیع کو جائز کر دیا تو بیع مکمل ہو گئی دوسرے کو اسکا علم ہو یا نہو۔ البتہ اگر دونوں کو خیار تھا تو تنہا اسکے جائز کر دینے سے بیع کی تمامیت نہو گی کیونکہ دوسرے کو حق فسخ حاصل ہے۔ اگر یہ فسخ کر دیگا تو اسکا جائز کرنا مفید نہو گا (در مختار) **مسئلہ** صاحبِ خیار نے بیع کو فسخ کیا تو اسکی دو صورتیں ہیں۔ قول سے فسخ کرے تو مدت کے اندر دوسرے کو اسکا علم ہو جانا ضروری ہے اگر دوسرے کو علم ہی نہو یا مدت گزرنے کے بعد اسے معلوم ہوا تو فسخ صحیح نہیں اور بیع لازم ہو گئی اور اگر صاحب خیار نے اپنے کسی فعل سے بیع کو فسخ کیا تو اگرچہ دوسرے کو علم نہو فسخ ہو جائیگی مثلاً مبیع میں اس قسم کا تصرف کیا جو مالک کیا کرتے ہیں جیسے مبیع غلام ہے اسے آزاد کر دیا یا بیچ ڈالا یا کنیز ہے اس سے وطی کی یا اسکا بوسہ لیا یا مبیع کو ہبہ کر کے یا رہن رکھکر قبضہ دیدیا یا اجارہ پر دیا یا مشتری سے ثمن معاف کر دیا یا مکان کسی کو رہنے کیلئے دیدیا اگرچہ بلا کرایہ یا اس میں نئی تعمیر کی یا کہگل کی یا مرمت کرائی یا ڈھا دیا یا ثمن میں جبکہ عین ہو یہ تصرف کر ڈالا۔ ان صورتوں میں بیع فسخ ہو گئی اگرچہ اندرون مدت دوسرے کو علم نہوا۔ (عالمگیری) در مختار و رد المحتار) **مسئلہ** جسکے لئے خیار ہے اُسنے کہا میں نے بیع کو جائز کر دیا یا بیع پر راضی ہوں یا اپنا خیار میں نے ساقط کر دیا یا اسی قسم کے دوسرے الفاظ کہے تو خیار جاتا رہا اور بیع لازم ہو گئی۔ اور اگر یہ الفاظ کہے کہ میرا قصد لینے کا ہے یا مجھے یہ چیز پسند ہے یا مجھے اسکی خواہش ہے تو خیار باطل نہو گا۔ (عالمگیری و رد المحتار) **مسئلہ** جس کیلئے خیار تھا وہ اندرون مدت مر گیا تو خیار باطل ہو گیا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ اسکے مرنے کے بعد وارث کیطرف خیار منتقل ہو اسلئے کہ خیار میں میراث نہیں جاری ہوتی یوں ہی اگر بیہوش ہو گیا یا مجنون ہو گیا یا سوتا رہ گیا اور مدت گذر گئی تو خیار باطل ہو گیا مشتری کو اگر بطور تملیک قبضہ دیا تو بائع کا خیار باطل ہو گیا اور اگر بطور تملیک قبضہ نہ دیا بلکہ اپنا خیار رکھتے ہوئے قبضہ دیا تو اختیار باطل نہ ہوا۔ (عالمگیری در مختار) **مسئلہ** مشتری کو خیار ہے تو جبتک مدت پوری نہ ہو لے بائع ثمن کا مطالبہ نہیں کر سکتا اور بائع کو بھی تسلیم مبیع پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ اگر مشتری نے ثمن دیدیا ہے تو بائع کو مبیع دینا پڑیگا۔ یوں ہی اگر بائع نے مبیع سپرد کر دی ہے تو مشتری کو ثمن دینا پڑیگا مگر بیع فسخ کرنے کا حق رہیگا

اور اگر بائع کو اختیار ہے اور مشتری نے ثمن ادا کر دیا ہے اور مبیع پر قبضہ چاہتا ہے تو بائع قبضہ سے روک سکتا ہے لیکن ایسا کریگا تو ثمن پھیرنا پڑیگا۔ (عالمگیری) **مسئلہ** مشتری کیلئے خیار ہے اور اُسنے مبیع میں امتحان کی غرض سے کوئی تصرف کیا اور جو فعل کیا وہ غیر مملوک میں بھی کر سکتا ہے تو ایسے فعل سے خیار باطل نہو گا۔ اور اگر وہ فعل ایسا ہے کہ امتحان کیلئے اسکی ضرورت نہیں یا وہ فعل غیر مملوک میں کسی صورت میں جائز ہی نہیں تو ایسے فعل سے خیار باطل ہو جائیگا مثلاً گھوڑے پر ایک دفعہ سوار ہوا یا کپڑے کو اسلئے پہنا کہ بدن پر ٹھیک آتا ہے یا نہیں یا لونڈی سے کام کاج کرایا تاکہ معلوم ہو کہ کام کرنا جانتی ہے یا نہیں تو اس سے خیار باطل نہ ہوا اور اگر دوبارہ سواری لی یا دوبارہ کپڑا پہنا یا دوبارہ کام لیا تو خیار ساقط ہو گیا۔ اور اگر گھوڑے پر ایک مرتبہ سوار ہو کر ایک قسم کی چال کا امتحان کیا دوبارہ دوسری چال کیلئے سوار ہوا یا لونڈی سے دوبارہ دوسرا کام لیا تو اختیار باقی ہے (عالمگیری) **مسئلہ** مبیع میں مشتری کے یہاں زیادتی ہوئی تو اسکی دو صورتیں ہیں۔ زیادت متصلہ ہے یا منفصلہ اور ہر ایک متولدہ ہے یا غیر متولدہ۔ اگر زیادت متصلہ متولدہ ہے (جیسے جانور فربہ ہو گیا یا مریض تھا مرض جاتا رہا) یا زیادت متصلہ غیر متولدہ ہے (مثلاً کپڑے کو رنگ دیا یا سی دیا یا ستو میں گھی ملا دیا) یا زیادت منفصلہ متولدہ ہو (جیسے جانور کے بچہ پیدا ہوا۔ دودھ دوہا۔ اُون کاٹی) ان سب صورتوں میں مبیع کو واپس نہیں کیا جا سکتا۔ اور اگر زیادت منفصلہ غیر متولدہ ہے (مثلاً غلام تھا اُسنے کچھ کمایا) تو اس سے خیار باطل نہیں ہوتا۔ پھر اگر بیع کو اختیار کیا تو زیادت بھی اسی کو ملیگی۔ اور اگر بیع کو فسخ کریگا تو اصل و زیادت دونوں واپس کرنا ہو گا۔ (عالمگیری) **مسئلہ** بکری خریدی اس شرط کیساتھ کہ اتنا دودھ دیتی ہے یا گابھن ہے تو بیع فاسد ہے اور اگر یہ شرط ہے کہ زیادہ دودھ دیتی ہے تو بیع فاسد نہیں۔ (درمختار) **مسئلہ** چند چیزوں میں سے ایک غیر معین کو خریدا یوں کہا کہ ان میں سے ایک کو خریدتا ہوں تو مشتری ان میں سے جس ایک کو چاہے متعین کر لے اسکو **خیار تعیین** کہتے ہیں اسکے لئے چند شرطیں ہیں **اول** یہ کہ ان چیزوں میں ایک کو خریدے یہ نہیں کہ میں نے ان سب کو خریدا۔ **دوم** یہ کہ دو چیزوں میں سے ایک یا تین چیزوں میں سے ایک کو خریدے چار میں سے ایک خریدی تو صحیح نہیں[ع]۔ **سوم** یہ کہ یہ تصریح ہو کہ ان میں سے جو تو چاہے لیلے۔ **چہارم** یہ کہ اسکی مدت بھی تین دن تک ہونی چاہئے **پنجم** یہ کہ قیمی چیزوں میں ہو مثلی چیزوں میں نہو۔ رہا یہ امر کہ خیار تعیین کیساتھ خیار شرط کی بھی ضرورت ہے یا نہیں اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ بہر حال اگر خیار تعیین کے ساتھ خیار شرط بھی مذکور ہوا اور مشتری نے بمقتضائے تعیین ایک کو معین کر لیا تو خیار شرط کا حکم باقی ہے کہ اندرون مدت اس ایک میں بھی بیع فسخ کر سکتا ہے اور اگر مدت ختم ہو گئی اور خیار شرط کی رو سے بیع کو فسخ نہ کیا تو بیع لازم ہو گئی اور مشتری پر لازم ہو گا کہ اب تک متعین نہیں کیا ہے تو اب معین کر لے (درمختار، ردالمحتار، فتح) **مسئلہ** گاہک نے بائع سے یہ ٹھہرالیا ہے کہ چیز ہلاک ہو جائیگی تو میں ضامن نہیں یعنی تاوان نہیں

ع لاندفاع الحاجتہ بالثلثۃ لوجود جید وردی ووسط کما فی الدر المختار ۱۲ منہ

دونگا اس صورت میں بھی تاوان دینا پڑیگا اور یہ شرط کرنا بیکار ہے (درمختار) **مسئلہ** دام طے کرکے چیز کو لیجانے سے تاوان اسوقت لازم آتا ہے جب اسکو خریدنے کے ارادہ سے لیگیا اور ہلاک ہوگئی ورنہ نہیں۔ مثلاً دوکاندار نے گاہک سے کہا یہ لیجاؤ تمھارے لئے دس کو ہے خریدار نے کہا لاؤ اسکو دیکھونگا یا فلاں شخص کو دکھاؤنگا یہ کہہ کر لیگیا اور ہلاک ہوگئی تو تاوان نہیں کہ یہ امانت ہے اور اگر یہ کہہ کر لیگیا کہ لاؤ پسند ہوگا تو لے لونگا۔ اور اب ضائع ہوگئی تو تاوان دینا ہوگا (ردالمحتار) **مسئلہ** دکاندار سے تھان مانگ کر لیگیا کہ اگر پسند ہوا تو خریدلونگا اور اسکے پاس ہلاک ہوگیا تو تاوان نہیں اور اگر یہ کہہ کر لیگیا کہ پسند ہوگا تو دس روپئے میں خریدلونگا۔ اب وہ ہلاک ہوگیا تو تاوان دینا ہوگا۔ دونوں میں فرق یہ ہے کہ پہلی صورت میں چونکہ ثمن کا ذکر نہیں یہ قبضہ بروجہ خریداری نہیں ہوا اور دوسری صورت میں ثمن مذکور ہے۔ لہذا خریداری کے طور پر قبضہ ہے۔ (فتح القدیر)

خیارِ رُویت

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ چیز کو بغیر دیکھے بھالے خرید لیتے ہیں اور دیکھنے کے بعد وہ چیز ناپسند ہوتی ہے۔ ایسی حالت میں شرع نے مشتری کو اختیار دیا ہے کہ اگر دیکھنے کے بعد چیز کو نہ لینا چاہے تو بیع فسخ کردے۔ اسکو خیار رویت کہتے ہیں۔ **مسئلہ** جس مجلس میں بیع ہوئی اس میں مبیع موجود ہے مگر مشتری نے دیکھا نہیں (جیسے پیپے میں گھی یا تیل تھا یا بوریوں میں غلّہ تھا یا گٹھری میں کپڑا تھا اور کھول کر دیکھنے کی نوبت نہیں آئی) یا وہاں مبیع موجود نہ ہو اس وجہ سے نہیں دیکھا بہرحال دیکھنے کے بعد خریدار کو خیار حاصل ہے۔ چاہے بیع کو جائز کرے یا فسخ کردے۔ چاہے مبیع کو بائع نے جیسا بتایا تھا ویسی ہی ہے یا اسکے خلاف ہے دونوں صورتوں میں دیکھنے کے بعد بیع کو فسخ کرسکتا ہے (درروغیرہ) **مسئلہ** اگر مشتری نے دیکھنے سے پہلے اپنی رضامندی ظاہر کردیا۔ یا یہ کہدیا کہ میں نے اپنا خیار باطل کیا جب بھی دیکھنے کے بعد فسخ کرنے کا حق حاصل ہے اسلئے کہ یہ خیار ہی دیکھنے کے وقت ملتا ہے دیکھنے سے پہلے خیار تھا ہی نہیں لہذا اسکو باطل کرنے کے کوئی معنیٰ نہیں (ہدایہ وغیرہ) **مسئلہ** خیار رویت کیلئے مدت کی کوئی حد نہیں ہے کہ اس مدت کے گذرنے کے بعد خیار نہ رہے بلکہ یہ خیار دیکھنے پر ہے جب دیکھے اور دیکھنے کے بعد فسخ کا حق اسوقت تک رہتا ہے جب تک صراحۃً یا دلالۃً رضامندی نہ پائی جائے۔ (دررودر) **مسئلہ** خیار رویت چار جگہوں میں ہوتا ہے۔ ۱۔ شئے معین کی خریداری میں۔ ۲۔ اجارہ میں ۳۔ تقسیم میں۔ ۴۔ مصالحت کی شئے معین میں مال کے دعوے میں۔ اگر قصاص کے دعویٰ میں کسی چیز پر مصالحت ہوئی تو خیار رویت نہیں۔ دَین میں خیار رویت نہیں لہذا مسلم فیہ چونکہ عین نہیں بلکہ دین واجب فی الذمہ ہے تو اُسمیں بھی خیار رویت نہیں۔ روپئے اور اشرفیوں میں بھی خیار رویت نہیں اسلئے کہ یہ دین کی قسم سے ہیں البتہ اگر سونے چاندی کے برتن ہوں تو خیار رویت ہے۔ بیع سَلَم کا راس المال اگر عین ہو تو مُسلَم الیہ کیلئے خیار رویت ہے۔ (درمختار) **مسئلہ** بائع نے ایسی چیز بیچی جس کو اُس نے دیکھا نہیں (جیسے اسکو میراث میں کوئی شے ملی ہے اور بے دیکھے بیچ ڈالی) تو بیع صحیح ہے اور اسکو یہ اختیار نہیں کہ دیکھنے کے بعد بیع کو فسخ کردے۔ (دررغرر) **مسئلہ** مختلف

قسم کی چیزوں کی تقسیم اگر شرکا میں ہوئی تو اس میں خیار رویت۔ خیار شرط۔ خیار عیب تینوں ہو سکتے ہیں اور ذوات الامثال کی تقسیم میں صرف خیار عیب ہوگا باقی دونوں نہیں ہونگے اور غیر ذوات الامثال جب ایک جنس کے ہوں (جیسے ایک قسم کے کپڑے یا گائیں بکریاں) تو انمیں بھی تینوں خیار ثابت ہونگے (ردالمحتار)۔ **مسئلہ** جو عقد فسخ کرنے سے فسخ نہ ہو جیسے مہر اور قصاص کا بدل صلح۔ اور بدل خلع یہ چیزیں اگرچہ عین ہوں انمیں خیار رویت نہیں (فتح القدیر) **مسئلہ** بے دیکھی ہوئی چیز خریدی ہے تو دیکھنے سے پہلے بھی اسکی بیع فسخ کرسکتا ہے کہ یہ بیع مشتری کے ذمہ لازم نہیں۔ (درمختار) **مسئلہ** اگر مشتری نے مبیع پر قبضہ کرلیا اور دیکھنے کے بعد صراحتہً یا دلالتہً اپنی رضامندی ظاہر کی یا اسمیں کوئی عیب پیدا ہوگیا یا ایسا تصرف کر دیا جو فسخ نہیں ہو سکتا (مثلاً آزاد کر دیا) یا اس میں دوسرے کا حق پیدا ہوگیا (جیسے دوسرے کے ہاتھ بلا شرط خیار بیع کر دیا) یا رہن رکھدیا یا اجارہ پر دیدیا۔ ان سب صورتوں میں خیار رویت جاتا رہا۔ اب بیع کو فسخ نہیں کرسکتا اور اگر اسکو بیع کیا مگر اپنے لئے خیار شرط کرلیا یا بیچنے کیلئے اسکا نرخ کیا یا ہبہ کیا مگر قبضہ نہ دیا اور یہ باتیں دیکھنے کے بعد ہوئیں تو دلالتہً رضامندی پائی گئی اب بیع کو فسخ نہیں کرسکتا اور دیکھنے سے پہلے ہوئیں تو خیار باقی ہے۔ دیکھنے کے بعد مبیع پر قبضہ کرلینا بھی دلیل رضامندی کی ہے۔ (عالمگیری وردّ) **مسئلہ** مبیع پر قبضہ کرکے دیکھنے سے پہلے بیع کردی پھر عیب کیوجہ سے مشتری ثانی نے واپس کردی یا رہن رکھنے کے بعد اُسے چھوڑ لیا یا اجارہ کیا تھا اُسے توڑ دیا۔ تو خیار رویت جو ان تصرفات کیوجہ سے جاچکا تھا واپس نہوگا۔ (عالمگیری) **مسئلہ** مبیع کا کوئی جز اسکے ہاتھ سے نکل گیا یا اس میں کمی یا زیادتی ہوئی (چاہے زیادت متصلہ ہو یا منفصلہ) تو خیار باطل ہوگیا۔ (عالمگیری) **مسئلہ** مشتری نے جبتک خیار رویت ساقط نہ کیا ہو بائع ثمن کا اس سے مطالبہ نہیں کرسکتا۔ (فتح القدیر) **مسئلہ** مشتری خریدنے کے بعد مرگیا تو ورثہ کو میراث میں خیار رویت حاصل نہیں ہوگا یعنی ورثہ کو یہ حق نہوگا کہ بیع کو فسخ کردیں۔ (عالمگیری) **مسئلہ** جس چیز کو پہلے دیکھ چکا ہے اگر اُسمیں کچھ تغیر پیدا ہوگیا ہے تو خیار رویت حاصل ہے اور اگر ویسی ہی ہے تو خیار حاصل نہیں ہاں اگر وقت عقد اُسے یہ معلوم نہو کہ وہی چیز ہے جسے میں خریدتا ہوں تو خیار حاصل ہوگا (عالمگیری) **مسئلہ** بائع کہتا ہے کہ یہ چیز ویسی ہی ہے جیسی تونے دیکھی تھی اس میں تغیر نہیں آیا ہے۔ اور مشتری کہتا ہے تغیر آگیا تو مشتری کو گواہ سے ثابت کرنا پڑیگا کہ تغیر آگیا ہے۔ گواہ پیش نکرے تو قسم کیساتھ بائع کا قول معتبر ہوگا۔ یہ اس صورت میں ہے کہ مشتری کے دیکھنے کو زیادہ زمانہ نہ گذرا ہو اور معلوم ہو کہ اتنے زمانہ میں عموماً ایسی چیز میں تغیر نہیں ہوتا۔ اور اگر اتنا زیادہ زمانہ گذر گیا ہے کہ عادۃً تغیر ایسی چیز میں ہو ہی جاتا ہے (مثلاً لونڈی ہے جسکو دیکھے ہوئے بیس برس کا زمانہ گذر چکا ہے اور وہ اسوقت جوان تھی) تو مشتری کی بات مانی جائیگی۔ بائع کہتا ہے خریدنے کے وقت تونے دیکھ لیا تھا۔ مشتری کہتا ہے نہیں دیکھا تھا۔ تو قسم کیساتھ مشتری کی بات مانی جائیگی۔ (عالمگیری) **مسئلہ** ذبح کی ہوئی بکری کی کلیجی خریدی مگر

ابھی اسکی کھال نہیں نکالی گئی ہے تو بیع صحیح ہے اور بائع پر لازم ہے کہ کلیجی نکال کر دے اور مشتری کو خیار رویت حاصل ہوگا اور اگر بکری ابھی ذبح نہیں ہوئی ہے تو کلیجی کی بیع درست نہیں۔ اگرچہ بائع کہتا ہو کہ میں ذبح کر کے نکال دیتا ہوں۔ (عالمگیری) **مسئلہ** خیار رویت کیوجہ سے بیع فسخ کرنے میں نہ قاضی کی قضا درکار ہے نہ بائع کی رضا مندی کی حاجت۔ (عالمگیری) **مسئلہ** خیار کیوجہ سے بیع فسخ کرنے میں یہ شرط ہے کہ بائع کو فسخ کا علم ہو جائے کیونکہ اگر ایسا نہوا تو وہ یہی سمجھتا رہا کہ بیع ہو گئی اور دوسرا گاہک نہیں تلاش کریگا اور اس میں اسکے نقصان کا احتمال ہے۔ (درمختار) **مسئلہ** مبیع کے دیکھنے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ پوری پوری دیکھ لیجائے اسکا کوئی جز دیکھنے سے رہ نہ جائے۔ بلکہ یہ مراد ہے کہ وہ حصّہ دیکھ لیا جائے جسکا مقصود کیلئے دیکھنا ضروری تھا مثلاً مبیع بہت سی چیزیں ہیں اور انکے افراد میں تفاوت نہو سب ایک سی ہوں جیسے کیلی اور وزنی چیزیں یعنی جسکا نمونہ پیش کیا جاتا ہو یہاں بعض کا دیکھنا کافی ہے مثلاً غلہ کی ڈھیری ہے اسکا ظاہری حصّہ دیکھ لیا کافی ہے۔ ہاں اگر اندرونی حصّہ ویسا نہو بلکہ عیب دار ہو تو خیار رویت اور خیار عیب دونوں مشتری کو حاصل ہیں۔ اور اگر عیب دار نہو کم درجہ کا ہو جب بھی خیار رویت حاصل ہے اگرچہ خیار عیب نہیں۔ یونہیں چند بوریوں میں غلّہ بھرا ہوا ہے ایک میں سے دیکھ لینا کافی ہے جبکہ باقیوں میں اس سے کم درجہ کا نہو۔ (درمختار وردالمحتار) **مسئلہ** مشتری کہتا ہے باقی ویسا نہیں جیسا میں نے دیکھا تھا اور بائع کہتا ہے ویسا ہی ہے۔ اگر نمونہ موجود ہو۔ اہل بصیرت کو دکھایا جائے وہ جو کہیں وہی معتبر ہے اور نمونہ موجود نہو تو مشتری کو گواہ لانا پڑیگا۔ ورنہ بائع کا قول معتبر ہے۔ یہ اسوقت ہے کہ غلّہ وہیں موجود ہو بوریوں میں بھرا ہوا ہو۔ اور اگر غلّہ وہاں نہو بائع نے نمونہ پیش کیا اور بیع ہو گئی اور نمونہ ضائع ہو گیا پھر بائع باقی غلّہ لایا اور یہ اختلاف پیدا ہوا تو مشتری کا قول معتبر ہے۔ (ردالمحتار) **مسئلہ** ایک شخص نے ایک چیز خریدی مگر دیکھی نہیں دوسرے شخص کو اُسکے دیکھنے کا وکیل کیا کہ دیکھ کر پسند کرے یا ناپسند کرے وکیل نے دیکھ کر پسند کر لی تو بیع لازم ہو گئی اور ناپسند کی تو فسخ کر سکتا ہے۔ (ردالمحتار) **مسئلہ** کسی شخص کو مشتری نے قبضہ کیلئے قاصد بنا کر بھیجا یعنی اس سے کہا کہ بائع کے پاس جا کر کہہ کہ مشتری نے مجھے بھیجا ہے کہ مبیع مجھے دیدے اسکا دیکھنا کافی نہیں یعنی مشتری اگر دیکھ کر ناپسند کرے تو بیع کو فسخ کر سکتا ہے وکیل نے مبیع کو وکالت سے پہلے دیکھا اسکے بعد وکیل ہو کر خریدا تو اسے خیار رویت حاصل ہوگا (درمختار وعالمگیری) **مسئلہ** اندھے کی بیع و شرا دونوں جائز ہیں۔ اگر کسی چیز کو بیچے گا تو خیار حاصل نہوگا اور خریدے گا تو خیار حاصل ہوگا۔ اور مبیع کو الٹ پلٹ کر ٹٹولنا دیکھنے کے حکم میں ہے کہ ٹٹول لیا اور پسند کر لیا تو خیار ساقط ہو گیا اور کھانے کی چیز کا چکھنا اور سونگھنے کی چیز کا سونگھنا کافی ہے۔ اور جو چیز نہ ٹٹولنے سے معلوم ہو نہ چکھنے سونگھنے سے (جیسے زمین مکان درخت لونڈی غلام) وہاں اُس چیز کے اوصاف بیان کرنے ہونگے جو اوصاف بیان کر دیئے گئے مبیع اُنکے مطابق ہے تو فسخ نہیں کر سکتا ورنہ فسخ کر سکتا ہے۔ اندھا مشتری یہ بھی کر سکتا ہے کہ کسی کو قبضہ یا خریدنے کے لئے وکیل کردے۔ وکیل کا دیکھ لینا اسکے قائم مقام ہو جائیگا۔ اندھا کسی چیز کو اپنے لئے خریدے یا دوسرے کیلئے (مثلاً

کسی نے اندھے کو وکیل کر دیا) دونوں صورتوں میں خیار حاصل ہوگا۔ (عالمگیری درمختار) **مسئلہ** شئے معین کی شئے معین سے بیع ہوئی مثلاً کتاب کو کپڑے کے بدلے میں بیچ کیا تو ایسی صورت میں بائع و مشتری دونوں کو خیار رویت حاصل ہے کیونکہ یہاں دونوں مشتری بھی ہیں۔ (درمختار)

خیارِ عیب

اگر بغیر عیب ظاہر کئے چیز بیچدی تو عیب معلوم ہونے پر خریدار کو واپس کرنے کا حق ہے اسی کو خیار عیب کہتے ہیں۔ خیار عیب کیلئے یہ ضروری نہیں کہ عقد کے وقت یہ کہے کہ عیب ہوگا تو پھیر دینگے چاہے کہا ہو یا نہ کہا ہو ہر حال میں عیب معلوم ہونے پر مشتری واپس کر سکتا ہے۔ لہٰذا اگر مشتری کو نہ خریدنے سے پہلے عیب پر اطلاع تھی نہ خریداری کے وقت اطلاع ہوئی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ اسمیں عیب ہے، تھوڑا عیب ہو یا زیادہ خیار عیب حاصل ہے کہ مبیع کو لینا چاہے تو پورے دام پر لیلے واپس کرنا چاہے تو واپس کر دے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ واپس نہ کرے بلکہ دام کم کر دے۔ (عالمگیری) **مسئلہ** جس عیب کیوجہ سے مبیع واپس کر سکتے ہیں وہ ایسا عیب ہے جس سے تاجروں کی نظر میں چیز کی قیمت کم ہو جائے۔ **مسئلہ** مبیع میں عیب ہو تو اسکا ظاہر کر دینا بائع پر واجب ہے، چھپانا حرام و گناہ کبیرہ ہے یوہیں مشتری پر واجب ہے کہ ثمن کا عیب ظاہر کر دے (عالمگیری) **مسئلہ** خیار عیب کیصورت میں مشتری مبیع کا مالک ہو جاتا ہے مگر ملک لازم نہیں ہوتی۔ اور اس میں وراثت بھی جاری ہوتی ہے۔ یعنی اگر مشتری کو عیب کا علم نہوا اور مرگیا اور وارث کو عیب پر اطلاع ہوئی تو اُسے عیب کیوجہ سے فسخ کا حق حاصل ہوگا۔ خیار عیب کیلئے وقت کی کوئی حد نہیں جبتک واپسی کے روکنے والے اور اسباب نہ پائے جائیں یہ حق باقی رہتا ہے۔ (عالمگیری) **مسئلہ** عیب پر مشتری کو اطلاع قبضہ سے پہلے ہی ہوگئی تو مشتری بطور خود عقد کو فسخ کر سکتا ہے اسکی ضرورت نہیں کہ قاضی فسخ کا حکم دے تو فسخ ہو سکے۔ بائع کے سامنے اتنا کہدینا کافی ہے کہ میں نے عقد کو فسخ کر دیا یا رد کر دیا یا باطل کر دیا بائع راضی ہو یا نہو عقد فسخ ہو جائیگا۔ اور اگر مبیع پر قبضہ کر چکا ہے تو بائع کی رضامندی یا قضائے قاضی کے بغیر عقد فسخ نہیں ہو سکتا۔ (ہدایہ عالمگیری) **مسئلہ** خیار عیب کیلئے یہ شرط ہے کہ (۱) مبیع میں وہ عیب بیع کے وقت موجود ہو یا بیع کے بعد مشتری کے قبضہ سے پہلے پیدا ہو۔ (لہٰذا مشتری کے قبضہ کرنے کے بعد جو عیب پیدا ہوا اسکی وجہ سے خیار عیب حاصل نہوگا) (۲) مشتری نے قبضہ کر لیا ہو تو اسکے پاس بھی وہ عیب باقی ہے (اگر وہاں وہ عیب نہ رہا تو خیار بھی نہیں)۔ (۳) مشتری کو عقد بیع کے یا قبضہ کے وقت عیب کا اطلاع نہو۔ (اسلئے کہ اگر عیب دار جانکر لیا ہے یا قبضہ کیا ہے تو اب خیار نہوگا)۔ (۴) بائع نے عیب سے برأت نہ کی ہو (اسلئے کہ اگر بائع نے یہ کہدیا ہے کہ میں اسکے کسی عیب کا ذمہ دار نہیں تو اب خیار عیب ثابت نہوگا) (عالمگیری وغیرہ) **مسئلہ** گائے بھینس بکری دودھ نہیں دیتی یا اپنا دودھ خود پی جاتی ہے تو یہ عیب ہے، اور جانور کا کم کھانا بھی عیب ہے۔ بیل کام کیوقت سو جاتا ہے یہ عیب ہے۔ گدھا خریدا وہ سُست چلتا ہے۔ واپس نہیں کر سکتا

ﻋـہ مبیع میں عیب ہو تو اسکا ظاہر کر دینا بائع پر واجب ہے چھپانا حرام و گناہ کبیرہ ہے یوہیں ثمن کا عیب ظاہر کر دینا مشتری پر واجب ہے (عالمگیری وغیرہ)

مگر جبکہ تیز رفتاری کی شرط کرلی ہو۔ گدھے کا نہ بولنا عیب ہے۔ مُرغ خریدا جو ناوقت بولتا ہے۔ واپس کر سکتا ہے۔
(عالمگیری) مسئلہ گائے یا بکری نجاست خور ہے اگر یہ اسکی عادت ہے عیب ہے۔ اور اگر ہفتہ میں ایک دوبار ایسا
ہوا تو عیب نہیں۔ اور اکثر کھاتا ہو تو عیب ہے۔ (عالمگیری) مسئلہ گھوڑا خریدا دیکھا کہ اسکی عمر زیادہ ہے خیار عیب
کی وجہ سے اُسے واپس نہیں کر سکتا۔ ہاں اگر کم عمر کی شرط کر لی ہے تو واپس کر سکتا ہے۔ گائے خریدی وہ مشتری
کے یہاں سے بھاگ کر بائع کے یہاں چلی جاتی ہے تو یہ عیب نہیں یعنی جبکہ زیادہ نہ بھاگتی ہو۔ (عالمگیری)
مسئلہ بیل وغیرہ جانور دو تین دفعہ بھاگیں تو عیب نہیں اس سے زیادہ بھاگنا عیب ہے۔ (ردالمحتار) مسئلہ
مکان یا زمین خریدی لوگ اسے منحوس کہتے ہیں تو واپس کر سکتا ہے کیونکہ اگرچہ اس قسم کے خیالات کا اعتبار
نہیں مگر بیچنا چاہیگا تو اسکے لینے والے نہیں ملیں گے اور یہ ایک عیب ہے۔ (عالمگیری درمختار) مسئلہ پھل یا
ترکاری کی ٹوکری خریدی اس میں نیچے گھاس بھری ہوئی نکلی واپس کر سکتا ہے۔ (عالمگیری) مسئلہ قرآن
مجید یا کتاب خریدی اور اسکے اندر بعض بعض جگہ الفاظ لکھنے سے رہ گئے ہیں واپس کر سکتا ہے۔ (عالمگیری)
مسئلہ عیب پر اطلاع پانے کے بعد مشتری نے اگر مبیع میں مالکانہ تصرف کیا تو واپس کرنے کا حق جاتا رہا
جانور خریدا وہ بیمار تھا اسکا علاج کیا یا اپنے کام کیلئے اسپر سوار ہوا تو واپس نہیں کر سکتا۔ اور اگر ایک بیماری
تھی جسکی بائع نے ذمہ داری نہیں کی تھی اسکا علاج کیا اور دوسری بیماری جسکا ذکر نہیں آیا تھا وہ ظاہر ہوئی
تو اسکی وجہ سے واپس کر سکتا ہے (عالمگیری) مسئلہ اگر بکری یا گائے خریدی اسکا دودھ دوہ کر استعمال کیا
پھر عیب پر اطلاع ہوئی تو واپس نہیں کر سکتا نقصان لے سکتا ہے۔ اور اگر گائے بکری کو مع بچّہ کے خریدا ہے
اور عیب پر مطلع ہوا اسکے بعد بچّہ نے دودھ پی لیا تو واپس کر سکتا ہے۔ چاہے بچّہ نے خود ہی پی لیا ہو یا اسنے
اُسے چھوڑا تھا کہ پی لے اور اگر مشتری نے دودھ دوہا تو واپس نہیں کر سکتا۔ چاہے خود پی لے یا اسکے بچہ کو پلادے
اسلئے کہ عیب پر مطلع ہو کر دوہنا رضامندی کی دلیل ہے۔ (عالمگیری) مسئلہ کپڑا خریدا اُسے قطع کرایا اور ابھی
سلا نہیں اسمیں عیب معلوم ہوا اسے واپس نہیں کر سکتا بلکہ نقصان لے سکتا ہے۔ ہاں اگر بائع قطع کئے ہوئے کو
واپس لینے پر راضی ہے تو اب نقصان نہیں لے سکتا ہے اور اگر خریدکر بیع کردیا ہے تو کچھ نہیں کر سکتا اور اگر قطع کے
بعد سل بھی گیا اور عیب معلوم ہوا تو نقصان لے سکتا ہے۔ بائع بجائے نقصان دینے کے واپس لینا چاہے تو واپس
نہیں لے سکتا۔ (ہدایہ وغیرہ) مسئلہ کپڑا خرید کر اپنے نابالغ بچہ کیلئے قطع کرایا اور عیب معلوم ہوا تو نہ واپس کر سکتا
ہے نہ نقصان لے سکتا ہے اور اگر بالغ لڑکے کیلئے قطع کرایا تو نقصان لے سکتا ہے۔ (ہدایہ ردالمحتار) مسئلہ
مبیع میں مشتری کے یہاں کوئی نیا عیب پیدا ہو گیا چاہے مشتری کے فعل سے وہ عیب پیدا ہوا یا آفت سماوی سے
ہوا۔ واپس نہیں کر سکتا۔ البتہ نقصان کا معاوضہ لے سکتا ہے۔ اور اگر بائع کے فعل سے وہ عیب پیدا ہوا ہے جب بھی
واپس نہیں کر سکتا بلکہ دونوں عیبوں سے جو نقصان ہے انکا معاوضہ لے سکتا ہے اور اگر اجنبی کے فعل سے دوسرا

عیب پیدا ہوا تو پہلے عیب کا نقصان بائع سے لے۔ اور دوسرے عیب کا اس اجنبی سے۔ اور اگر بیع کے بعد مگر قبضہ کے پہلے بائع کے فعل سے یا خود مبیع کے فعل سے یا آفت سماوی سے نیا عیب پیدا ہوا تو مشتری کو اختیار ہے کہ بیع کو رد کردے یعنی نہ لے یا لے لے اور جو نقصان ہوا ہے اسکے عوض میں ثمن میں سے کم کردے۔ اور اگر اجنبی کے فعل سے وہ عیب پیدا ہوا ہے جب بھی اختیار ہے کہ مبیع کو لے یا نہ لے۔ اگر مبیع کو لیتا ہے تو نقصان کا معاوضہ اُس اجنبی سے لے سکتا ہے۔ اور اگر خود مشتری کے فعل سے عیب پیدا ہوا ہے تو پورے ثمن کیساتھ لینا پڑیگا اور نقصان کا مطالبہ نہیں کرسکتا۔ (درمختار و ردالمحتار) **مسئلہ** جو چیز ایسی ہے کہ اسکی واپسی میں مزدوری خرچ ہو تو جہاں عقد بیع ہوا ہے وہاں پہنچانا مشتری کے ذمہ ہے یعنی مزدوری وغیرہ مشتری کو دینی پڑیگی۔ (درمختار) **مسئلہ** مبیع میں کچھ زیادتی کردی جیسے کپڑا تھا اسکو سِی دیا یا رنگ دیا۔ یا ستو تھا اس میں گھی شکر وغیرہ ملا دیا۔ یا زمین تھی اُس میں پیڑ لگا دیئے۔ یا تعمیر کرائی یا مبیع کو بیع کردیا چاہے بیچنا عیب پر اطلاع ہونے کے بعد ہی ہو۔ یا مبیع ہلاک ہوگئی۔ ان سب صورتوں میں نقصان لے سکتا ہے۔ واپس نہیں کرسکتا۔ اگر دونوں واپسی پر راضی بھی ہو جائیں جب بھی قاضی حکم واپسی کا نہیں دے سکتا۔ (درمختار و بہار) **مسئلہ** انڈا خریدا اُسے توڑا تو گندہ نکلا۔ کل دام واپس ہوں گے کہ وہ بیکار چیز ہے بیع کے قابل نہیں۔ خربزہ۔ تربز۔ کھیرا خریدا اور کاٹا تو خراب نکلا یا بادام اخروٹ خریدا۔ توڑنے پر معلوم ہوا کہ خراب ہے مگر باوجود خرابی کام کے لائق ہے کم سے کم یہ کہ جانور ہی کے کھلانے میں کام آسکتا ہے تو واپس نہیں کرسکتا نقصان لے سکتا ہے۔ اور اگر بائع کٹے ہوئے یا ٹوٹے ہوئے کو واپس لینے پر طیار ہے تو واپس کردے نقصان نہیں لے سکتا۔ اور اگر عیب معلوم ہو جانے کے بعد کچھ بھی کھا لیا تو نقصان بھی نہیں لے سکتا۔ اور اگر چکھا اور عیب معلوم ہونے کے بعد چھوڑ دیا کچھ نہ کھایا تو نقصان لے سکتا ہے۔ اور اگر کاٹنے توڑنے سے پہلے ہی مشتری کو عیب معلوم ہوگیا تو اسی حالت میں واپس کردے۔ کاٹے توڑے گا تو نہ واپس کرسکتا ہے نہ نقصان لے سکتا ہے۔ اور اگر کاٹنے توڑنے کے بعد معلوم ہوا کہ یہ چیز بالکل بیکار ہیں۔ مثلاً کھیرا کڑوا ہے یا بادام اخروٹ میں گری نہیں ہے۔ تربز یا خربز سڑا ہوا ہے تو پورے دام واپس لے کہ بیع باطل ہے (درمختار و ردالمحتار) **مسئلہ** گیہوں وغیرہ غلہ خریدا اسمیں خاک ملی ہوئی نکلی۔ اگر خاک اتنی ہی ہے جتنی عادتاً ہوا کرتی ہے تو واپس نہیں کرسکتا۔ اور اگر عادت سے زیادہ ہے تو کل واپس کرنے اور اگر گیہوں رکھنا چاہتا ہے خاک کو الگ کرکے واپس کرنا چاہتا ہے تو یہ نہیں کرسکتا۔ (عالمگیری۔ ردالمحتار)۔ **مسئلہ** مشتری جانور کو پھیرنے لایا کہ اسکے زخم ہے میں نہیں لونگا۔ بائع کہتا ہے کہ یہ وہ زخم نہیں ہے جو میرے یہاں تھا وہ اچھا ہوگیا یہ دوسرا ہے تو مشتری کا قول معتبر ہے۔ (ردالمحتار) **مسئلہ** دو چیزیں ایک عقد میں خریدیں۔ اگر ایک تنہا کام میں آتی ہو (جیسے دو غلام دو کپڑے) اور ابھی دونوں پر قبضہ نہیں کیا ہے کہ ایک کے عیب پر مطلع ہوا تو اختیار ہے۔ لینا ہو تو دونوں لے پھیرنا ہو تو دونوں پھیرے۔ مگر جبکہ بائع ایک کے پھیرنے

پر راضی ہو تو فقط ایک کو بھی واپس کر سکتا ہے اور اگر دونوں پر قبضہ کر لیا ہے تو جس میں عیب ہے اُسے واپس کر دے
دونوں کو واپس کرنا چاہے تو بائع کی رضامندی درکار ہے۔ اور اگر قبضہ سے پہلے ایک کا عیب دار ہونا معلوم ہو
گیا اور اسی پر قبضہ کر لیا تو دوسری کو لینا بھی ضروری ہے۔ اور دوسری پر قبضہ کیا تو اختیار ہے دونوں کو لے
یا دونوں پھیر دے۔ اور اگر دونوں ایکساتھ کام میں لائی جاتی ہوں تنہا ایک کام کی نہو (جیسے موزے اور جوتے کے
جوڑے۔ چوکھٹے یا زو یا بیلوں کی جوڑی جبکہ وہ آپس میں ایسا اتحاد رکھتے ہوں کہ ایک کے بغیر دوسرا کام ہی
نہ کرے) تو دونوں پر قبضہ کیا ہو یا ایک پر قبضہ کیا ہو دونوں حال میں ایک ہی حکم ہے کہ لینا چاہے تو دونوں لے
اور پھیرے تو دونوں پھیرے۔ (درمختار فتح القدیر وخانیہ) **مسئلہ** کوئی چیز بیع کی اور بائع نے کہدیا کہ میں ہر
عیب سے بری الذمہ ہوں۔ یہ بیع صحیح ہے۔ اور اس مبیع کے واپس کرنے کا حق باقی نہیں رہتا۔ یوہیں اگر بائع
نے کہدیا کہ لینا ہو تو لو اس میں سو طرح کے عیب ہیں یا یہ مٹی ہے یا اسے خوب دیکھ لو کیسی بھی ہو میں واپس نہیں
کرونگا۔ یہ عیب سے برأت ہے جب ہر عیب سے برارت کرے تو جو عیب عقد کے وقت موجود ہے یا عقد کے بعد قبضہ سے پہلے
پیدا ہوا سب سے برأت ہو گئی۔ (درمختار و ردالمحتار وغیرہما) **مسئلہ** بکری یا گائے یا بھینس کا دودھ بائع نے
دو ایک وقت نہیں دوہا اور اُسے یہ کہکر بیچا کہ اسکے دودھ زیادہ ہے۔ اور دودھ دوہ کر دکھا بھی دیا مشتری
نے دھوکا کھاکر خرید لیا۔ اب دوہتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اتنا دودھ نہیں ہے۔ اسکو واپس نہیں کر سکتا۔ ہاں
جو نقصان ہے بائع سے لے سکتا ہے۔ (درمختار) **مسئلہ** مشتری نے واپس کرنا چاہا۔ بائع نے کہا واپس نہ
کرو مجھ سے اتنا روپیہ لے لو۔ اور اسپر مصالحت ہو گئی یہ جائز ہے اور اسکا مطلب یہ ہوا کہ بائع نے ثمن میں سے
اتنا کم کر دیا۔ اور بائع اگر واپس کرنے سے انکار کرتا ہے مشتری نے یہ کہا کہ اتنے روپئے مجھ سے لے لو اور مبیع کو
واپس کر لو۔ یوں مصالحت ناجائز ہے۔ اور یہ روپئے جو بائع لے گا سود اور رشوت ہے۔ مگر جبکہ مشتری کے یہاں
کوئی نیا عیب پیدا ہو گیا ہو۔ یا بائع اس سے منکر ہے کہ وہ عیب اُسکے یہاں مبیع میں تھا۔ تو یہ مصالحت بھی جائز
ہے۔ (درمختار و ردالمحتار) **مسئلہ** یہ جا بجا کہا گیا ہے کہ عیب سے جو نقصان ہے وہ لے گا اسکی صورت یہ ہے کہ اس
چیز کو جانچنے والوں کے پاس پیش کیا جائے اسکی قیمت کا وہ اندازہ کریں کہ اگر عیب نہوتا تو یہ قیمت تھی اور
عیب کے ہوتے ہوئے یہ قیمت ہے۔ دونوں میں جو فرق ہے وہ مشتری بائع سے لیگا۔ مثلاً عیب سے تو آٹھ روپئے
قیمت ہے عیب نہوتا تو دس روپئے قیمت تھی تو دو روپئے مشتری بائع سے لے۔ (عالمگیری) **مسئلہ** ایک شخص نے
گابھن گائے کے بدلے میں بیل خریدا اور ہر ایک نے قبضہ کر لیا۔ گائے کے بچہ پیدا ہوا اور دوسرے نے دیکھا کہ
بیل میں عیب ہے۔ بیل کو اُسنے واپس کر دیا تو گائے میں چونکہ بچہ پیدا ہونے کیوجہ سے زیادتی ہو چکی ہے وہ واپس
نہیں کیجا سکتی۔ گائے کی قیمت جو ہو وہ واپس دلائی جائیگی۔ (عالمگیری) **مسئلہ** زمین خرید کر اسکو مسجد کر دیا
پھر عیب پر مطلع ہوا تو واپس نہیں کر سکتا۔ نقصان جو ہے لے لے۔ زمین کو وقف کیا ہے جب بھی یہی حکم ہے کہ

واپس نہیں کر سکتا ہے نقصان لیلے۔ (خانیہ) مسئلہ روٹی خریدی اور جو نرخ اسکا معروف و مشہور ہے اس سے کم دی ہے تو جو کمی ہے بائع سے وصول کرے۔ اسی طرح ہر وہ چیز جسکا نرخ مشہور ہے اس سے کم ہو تو بائع سے کمی پوری کرائے عٰہ (عالمگیری) مسئلہ کوئی چیز غبن فاحش کیساتھ خریدی ہے اسکی دو صورتیں ہیں دھوکا دیکر نقصان پہنچایا ہے یا نہیں۔ اگر غبن فاحش کیساتھ دھوکا بھی ہے تو واپس کر سکتا ہے ورنہ نہیں۔ غبن فاحش کا یہ مطلب ہے کہ اتنا ٹوٹا ہے جو مقومین کے اندازہ سے باہر ہو مثلاً ایک چیز دس روپے میں خریدی کوئی اسکی قیمت پانچ بتاتا ہے کوئی چھ کوئی سات تو یہ غبن فاحش ہے۔ اور اگر اسکی قیمت کوئی آٹھ بتاتا کوئی نو۔ کوئی دس تو غبن یسیر ہوتا۔ دھوکے کی تین صورتیں ہیں کبھی بائع مشتری کو دھوکا دیتا ہے۔ پانچ کی چیز دس میں بیچ دیتا ہے۔ اور کبھی مشتری بائع کو کہ دس کی چیز پانچ میں خرید لیتا ہے۔ کبھی دلال دھوکا دیتا ہے ان تینوں صورتوں میں جسکو غبن فاحش کیساتھ نقصان پہنچا ہے واپس کر سکتا ہے اور اگر اجنبی شخص نے دھوکا دیا ہو تو واپس نہیں کر سکتا۔ (درمختار و ردالمحتار) مسئلہ جس چیز کو غبن فاحش کیساتھ خریدا ہے اور اُسے دھوکا دیا گیا ہے اس چیز کو کچھ صرف کر ڈالنے کے بعد اسکا علم ہوا تو اب بھی واپس کر سکتا ہے یعنی جو کچھ وہ چیز بچی وہ اور جو خرچ کر لی ہے اسکی مثل واپس کرے اور پورا ثمن واپس لے۔ (درمختار) مسئلہ ایک شخص نے لوگوں سے کہدیا کہ یہ میرا غلام یا لڑکا ہے اس سے خرید و فروخت کرو میں نے اسکو اجازت دیدی ہے۔ اسکی نسبت بعد میں معلوم ہوا کہ غلام نہیں بلکہ حر ہے یا اسکا لڑکا نہیں ہے دوسرے شخص کا ہے۔ تو جو کچھ لوگوں کے مطالبے ہیں اس کہنے والے سے وصول کر سکتے ہیں کہ اُس نے دھوکا دیا ہے۔ (درمختار)

بیع فاسد کا بیان عٰہ

مسئلہ جس صورت میں بیع کا کوئی رکن نہ پایا جائے یا چیز بیع کے قابل ہی نہو تو بیع باطل ہے۔ رکن نہ پائے جانے کی مثال یہ ہے کہ پاگل یا ناسمجھ بچہ نے ایجاب یا قبول کیا۔ چونکہ انکا قول شرعاً معتبر ہی نہیں لہذا ایجاب یا قبول پایا ہی نہ گیا۔ چیز کے بیع کے قابل نہونے کی مثال یہ ہے کہ مبیع مردار یا خون یا شراب یا آزاد ہو کہ یہ چیزیں بیع کے قابل نہیں ہیں۔ اور اگر رکن بیع یا

عٰہ یہ حکم اسوقت ہے کہ بائع نے مشتری پر یہ ظاہر نہ کیا ہو کہ مثلاً ایک آنے کی اتنی روٹیاں دونگا بلکہ مشتری نے کہا اتنے کی روٹی دو بائع نے دیدی۔ اور اگر بائع نے ظاہر کر دیا کہ اتنی دونگا اور مشتری راضی ہو گیا تو کمی پوری کرنیکا حق نہیں ہے۔ منہ سلمہٗ

غَبَنْ۔ ٹوٹا۔ گھاٹا۔ مُقَوِّمِین۔ اندازہ کرنیوالے۔ فاحش کثیر غالب۔ یَسِیر۔ ہلکا۔ تھوڑا۔ آسان۔ رد۔ واپس کرنا۔ واپسی۔

عٰہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے شک اللہ تعالیٰ نے شراب اور اسکے ثمن کو حرام کیا اور مردہ و حرام کیا اور اسکے ثمن کو اور سور کو حرام کیا اور اسکے ثمن کو (رواہ ابن ماجہ) صحیح بخاری و مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھلوں کی بیع سے منع فرمایا جبتک کام کے قابل نہوں بائع و مشتری دونوں کو منع فرمایا اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ کھجوروں کی بیع سے منع فرمایا جبتک سُرخ یا زرد نہو جائیں اور کھیت میں بالوں کے اندر جو غلہ ہے اسکی بیع سے منع فرمایا جبتک سپید نہو جائے اور آفت پہونچ

محل بیع میں خرابی نہو بلکہ اسکے علاوہ کوئی خرابی ہو تو وہ بیع فاسد ہے جیسے ثمن خمر ہو یا مبیع کی تسلیم پر قدرت نہو یا بیع میں کوئی شرط خلاف مقتضائے عقد ہو۔ (درمختار وغیرہ) **مسئلہ** مبیع یا ثمن دونوں میں سے ایک بھی ایسی چیز ہو جو کسی دین آسمانی میں مال نہو جیسے مردار۔ خون۔ آزاد انکو چاہے مبیع کیا جائے یا ثمن بہر حال بیع باطل ہے۔ اور اگر بعض دین میں مال ہوں بعض میں نہیں جیسے شراب کہ اگرچہ اسلام میں یہ مال نہیں مگر دین موسوی و عیسوی میں مال تھی اسکو مبیع قرار دینگے تو بیع باطل ہے اور ثمن قرار دیں تو فاسد جیسے شراب کے بدلے میں کوئی چیز خریدی تو بیع فاسد ہے۔ اور اگر روپیہ پیسہ سے شراب خریدی تو بیع باطل (ہدایہ ردالمحتار)۔

مسئلہ مال وہ چیز ہے جسکی طرف طبیعت کا میلان ہو جسکو دیا لیا جاتا ہو جس سے دوسروں کو روکتے ہیں جسے وقت ضرورت کیلئے جمع رکھتے ہوں۔ لہذا تھوڑی سی مٹی جبتک وہ اپنی جگہ پڑی ہے مال نہیں اور اسکی بیع باطل ہے البتہ اگر اُسے دوسری جگہ منتقل کرکے لیجائیں تو اب مال ہے اور بیع جائز گیہوں کا ایک دانہ اسکی بھی بیع باطل ہے۔ انسان کے پاخانہ پیشاب کی بیع باطل ہے جبتک مٹی اسپر غالب نہ آجائے اور کھاد نہو جائے۔ گوبر مینگنی۔ لید کی بیع باطل نہیں اگرچہ دوسری چیز کی ان میں آمیزش نہو۔ لہذا اُپلے کا بیچنا خریدنا یا استعمال کرنا ممنوع نہیں۔ (درمختار و ردالمحتار) **مسئلہ** مُردار سے مراد غیر مذبوح ہے چاہے وہ خود مر گیا ہو یا کسی نے اسکا گلا گھونٹ کر مار ڈالا ہو یا کسی جانور نے اُسے مار ڈالا ہو مچھلی اور ٹڈی مُردار میں داخل نہیں کہ یہ ذبح کرنے کی چیز ہی نہیں۔ (ردالمحتار وغیرہ) **مسئلہ** معدوم کی بیع باطل ہے جیسے دو منزلہ مکان دو شخصوں میں مشترک تھا ایک کا نیچے والا تھا دوسرے کا اوپر والا۔ وہ گر گیا یا صرف بالاخانہ گرا بالاخانے والے نے گرنے کے بعد بالاخانہ بیع کیا۔ یہ بیع باطل ہے کہ جب وہ چیز ہی نہیں بیع کس چیز کی ہوگی اور اگر

---

۵ سے امن نہو جائے صحیح مسلم میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اگر تونے اپنے بھائی کے ہاتھ پھل بیچدیئے اور آفت پہونچ گئی تو تجھے اس سے کچھ لینا حلال نہیں اپنے بھائی کا مال ناحق کس چیز کے بدلے میں تو لے گا۔ ترمذی نے حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایسی چیز کے بیچنے سے منع فرمایا جو میرے پاس نہو۔ اور ترمذی کی دوسری روایت اور ابوداؤد و نسائی کی روایت میں یہ ہے کہ کہتے ہیں یا رسول اللہ میرے پاس کوئی شخص آتا ہے اور مجھ سے کوئی چیز خریدنا چاہتا ہے وہ چیز میرے پاس نہیں ہوتی (میں بیع کر دیتا ہوں) پھر بازار سے خرید کر اسے دیتا ہوں۔ فرمایا جو چیز تمھارے پاس نہ ہو اُسے بیع نہ کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بیع میں دو بیع سے منع فرمایا اسکی صورت یہ ہے کہ یہ چیز نقد اتنے کو اور اُدھار اتنے کو یا یہ کہ میں یہ چیز تمھارے ہاتھ اتنے میں بیع کی اس شرط پر کہ تم اپنی فلاں چیز میرے ہاتھ اتنے میں بیچو۔ رواہ الترمذی و نسائی و ابوداؤد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا قرض و بیع حلال نہیں (یعنی یہ چیز تمھارے ہاتھ بیچتا ہوں اس شرط پر کہ تم مجھے قرض دو یا یہ کہ کسی کو قرض دے پھر اسکے ہاتھ زیادہ داموں میں چیز بیع کرے) اور بیع میں دو شرطیں حلال نہیں اور اس چیز کا نفع حلال نہیں جو ضمان میں نہو اور جو چیز تیرے پاس نہو اسکا بیچنا حلال نہیں۔ رواہ الترمذی و نسائی و ابوداؤد۔

بیع سے مراد اس حق کو بیچنا ہے کہ مکان کے اوپر اسکو مکان بنانے کا تھا یہ بھی باطل ہے کہ بیع مال کی ہوتی ہے اور یہ محض ایک حق ہے مال نہیں اور اگر بالاخانہ موجود ہے تو اسکی بیع ہو سکتی ہے۔ (فتح القدیر) مسئلہ باقلا کے بیج اور چاول اور تل کی بیع اگرچہ یہ سب چھلکے کے اندر ہوں جب بھی جائز ہے یوہیں اخروٹ۔ بادام۔ پستہ اگرچہ چھلکے میں ہوں۔ (یعنی ان چیزوں میں دو چھلکے ہوتے ہیں ہمارے ملک میں یہ سب چیزیں اوپر کا چھلکا اُتارنے کے بعد آتی ہیں اگر اوپر کے چھلکے نہ اُترے ہوں جب بھی بیع جائز ہے) یوہیں گیہوں کے دانے بال میں ہوں جب بھی بیع جائز ہے۔ اور ان سب صورتوں میں یہ بائع کے ذمہ ہے کہ پھلی سے باقلا کے بیج یا دھان کی بھوسی سے چاول یا چھلکوں سے تل اور بادام وغیرہ اور بال سے گیہوں نکال کر مشتری کے سپرد کردے۔ اور اگر چھلکوں سمیت بیع کی ہے جیسے باقلا کی پھلیاں یا اوپر کے چھلکے سمیت بادام بیچا یا دھان بیچا ہے تو نکال کر دینا بائع کے ذمہ نہیں (درمختار) مسئلہ گٹھلیاں جو کھجوروں میں ہوں یا بنولے جو روئی کے اندر ہوں یا دودھ جو تھن کے اندر ہو ان سب کی بیع ناجائز ہے کہ یہ سب چیزیں عُرفاً معدوم ہیں۔ اور کھجور سے گٹھلیاں یا روئی سے بنولے یا تھن سے دودھ نکالنے کے بعد بیع جائز ہے۔ (درمختار) مسئلہ پانی جبتک کوئیں یا نہر میں ہے اسکی بیع جائز نہیں۔ اور جب اسکو گھڑے وغیرہ میں بھر لیا تو مالک ہو گیا اب بیع کر سکتا ہے۔ (عالمگیری) مسئلہ مینھ کا پانی جمع کر لینے سے مالک ہو جاتا ہے۔ بیع کر سکتا ہے پکے حوض میں جو پانی جمع کر لیا ہے اُسے بیع کر سکتا ہے جبکہ پانی آنا بند ہو گیا ہو۔ (عالمگیری) مسئلہ مبیع میں کچھ موجود ہے اور کچھ معدوم جب بھی بیع باطل ہے جیسے گلاب اور بیلے چمبیلی کے پھول جبکہ ان کی پوری فصل بیچی جائے۔ اور جتنے موجود ہیں انکو بیع کیا تو جائز ہے۔ (درمختار) مسئلہ مبیع کیطرف اشارہ کیا اور نام بھی لے دیا مگر جسکی طرف اشارہ ہے اسکا وہ نام نہیں (جیسے کہا کہ اس گائے کو اتنے میں بیچا اور وہ گائے نہیں بلکہ بیل ہے یا اس لونڈی کو بیچا اور وہ لونڈی نہیں غلام ہے) اس کا حکم یہ ہے کہ جو نام ذکر کیا ہے اور جسکی طرف اشارہ ہے دونوں کی ایک جنس ہے تو بیع صحیح ہے کہ عقد کا تعلق اسکے ساتھ ہے جسکی طرف اشارہ ہے اور وہ موجود ہے مگر جو چیز سمجھکر مشتری لینا چاہتا ہے چونکہ وہ نہیں ہے لہذا اسکو اختیار ہے کہ لے یا نہ لے۔ اور جنس مختلف ہو تو بیع باطل ہے کہ عقد کا تعلق اس صورت میں اسکے ساتھ ساتھ ہے جسکا نام لیا گیا اور وہ موجود نہیں لہذا عقد باطل۔ انسان میں مرد و عورت دو جنس مختلف ہیں۔ لہذا لونڈی کہہ کر بیع کی اور نکلا غلام یا بالعکس تو یہ بیع باطل ہے۔ اور جانوروں میں نر و مادہ ایک جنس ہے گائے کہکر بیع کی اور نکلا بیل یا بالعکس تو بیع صحیح ہے اور مشتری کو خیار حاصل ہے۔ (ہدایہ) مسئلہ یاقوت کہکر بیچا اور ہے شیشہ تو بیع باطل ہے کہ مبیع معدوم ہے۔ اور یاقوت سُرخ کہکر رات میں بیچا اور تھا یاقوت زرد تو بیع صحیح ہے اور مشتری کو اختیار ہے۔ (فتح القدیر) مسئلہ آزاد و غلام کو جمع کر کے ایک ساتھ دونوں کو بیچا یا ذبیحہ اور مردار کو ایک عقد میں بیع کیا تو غلام اور ذبیحہ کی بھی بیع باطل ہے۔ اگرچہ ان

صورتوں میں ثمن کی تفصیل کردی گئی ہو کہ اتنا اسکا ثمن ہے اور اتنا اسکا۔ اور اگر عقد دو ہوں تو غلام اور
ذبیحہ کی صحیح ہے آزاد اور مردار کی باطل۔ مدبّرہ یا ام ولد کے ساتھ ملا کر غلام کی بیع کی تو غلام کی بیع صحیح ہے
ان کی نہیں۔ (درمختار) **مسئلہ** غیر وقف کو وقف کیساتھ ملا کر بیع کیا تو غیر وقف کی صحیح ہے اور وقف کی
باطل۔ اور مسجد کیساتھ دوسری چیز ملا کر بیع کی تو دونوں کی باطل۔ (درمختار) **مسئلہ** دو شخص ایک
مکان میں شریک ہیں ان میں ایک نے دوسرے کے ہاتھ پورا مکان بیچدیا تو اسکے حصے کی بیع صحیح ہے اور
جتنا مکان میں اسکا حصہ ہے اسکی بیع ہوئی اور اسکے مقابل ثمن کا جو حصہ ہوگا وہ ملیگا کل نہیں ملے گا۔
(ردالمحتار) **مسئلہ** دو شخص مکان یا زمین میں شریک ہیں ایک نے انمیں سے ایک معین ٹکڑا بیع کردیا
تو یہ بیع صحیح نہیں۔ اور اگر اپنا حصہ بیچ دیا تو بیع صحیح ہے۔ (عالمگیری) **مسئلہ** مسلّم گاؤں بیچا جس میں
قبرستان اور مسجدیں بھی ہیں اور انکا استثنا نہیں کیا تو علاوہ مساجد و مقابر کے گاؤں کی بیع صحیح ہے اور
مساجد و مقابر کا عادتاً استثنا قرار دیا جائے گا اگرچہ استثنا مذکور نہو (بحرالرائق) **مسئلہ** انسان کے بال
کی بیع درست نہیں اور انھیں کام میں لانا بھی جائز نہیں۔ (جیسے انکی چوٹیاں بنا کر عورتیں استعمال کریں حرام
ہے حدیث میں اسپر لعنت فرمائی) **فائدہ** حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک جسکے پاس ہوں
اس سے دوسرے نے لئے اور ہدیہ میں کوئی چیز پیش کی یہ درست ہے جبکہ بطور بیع نہو اور موئے مبارک سے
برکت حاصل کرنا اور اسکا غسالہ پینا آنکھوں پر ملنا بغرض شفا مریض کو پلانا درست ہے جیسا احادیث صحیحہ
سے ثابت ہے **مسئلہ** بیع باطل کا حکم یہ ہے کہ مبیع پر اگر مشتری کا قبضہ بھی ہو جائے جب بھی مشتری اسکا مالک
نہیں ہوگا۔ اور مشتری کا وہ قبضہ قبضۂ امانت قرار پائیگا۔ (درمختار) **مسئلہ** بیع میں ایسی شرط ذکر کرنا کہ خود
عقد اسکا مقتضی ہے مضر نہیں (جیسے بائع پر مبیع کے قبضہ دلانے کی شرط اور مشتری پر ثمن ادا کرنے کی شرط)
اور اگر وہ شرط مقتضائے عقد نہیں مگر عقد کے مناسب ہو اس شرط میں بھی حرج نہیں جیسے یہ کہ مشتری ثمن کے
لئے کوئی ضامن پیش کرے یا ثمن کے مقابل میں فلاں چیز رہن رکھے اور جسکو ضامن بنایا ہے اس نے اسی مجلس
میں ضمانت کر بھی لی اور اگر اس نے ضمانت قبول نہ کی تو بیع فاسد ہے۔ اور اگر مشتری نے ضمانت یا رہن سے
گریز کی تو بائع بیع کو فسخ کرسکتا ہے یوہیں مشتری نے بائع سے ضامن طلب کیا کہ میں اس شرط سے خریدتا
ہوں کہ فلاں شخص ضامن ہو جائے کہ مبیع پر قبضہ دلادے یا مبیع میں کسی کا حق نکلے گا تو ثمن واپس ملیگا یہ شرط
بھی جائز ہے اور اگر وہ شرط نہ اس قسم کی ہو نہ اس قسم کی مگر شرع نے اسکو جائز رکھا ہے (جیسے خیار شرط)
یا وہ شرط ایسی ہے جس پر مسلمانوں کا عام طور پر عملدرآمد ہے (جیسے آجکل گھڑیوں میں گارنٹی سال دو سال
کی ہوا کرتی ہے کہ اس مدت میں خراب ہوگی تو درستی کا ذمہ دار بائع ہے) تو ایسی شرط بھی جائز ہے۔ اور یہ
بھی نہو یعنی شریعت میں بھی اسکا جواز وارد نہیں اور مسلمانوں کا تعامل بھی نہیں تو وہ شرط فاسد ہے اور

بیع کو بھی فاسد کر دیتی ہے جیسے کپڑا خریدا اور یہ شرط کر لی کہ بائع اسکو قطع کرکے سی دیگا۔ (عالمگیری وغیرہ)
مسئلہ غلام بیچا اور یہ شرط کی کہ وہ غلام بائع کی ایک مہینہ خدمت کریگا۔ یا مکان بیچا اور شرط کی کہ بائع ایک ماہ تک اس میں سکونت رکھیگا یا یہ شرط کی کہ مشتری اتنا روپیہ مجھے قرض دے یا فلاں چیز ہدیہ کرے۔ یا معین چیز کو بیچا اور شرط کی کہ ایک ماہ تک مبیع پر قبضہ نہ دیگا۔ ان سب صورتوں میں۔ بیع فاسد ہے۔ (ہدایہ) **مسئلہ** بیع میں ثمن کا ذکر نہ ہوا بلکہ یہ کہا کہ جو بازار میں اسکا نرخ ہے وہ دیدینا تو بیع فاسد ہے اور اگر یہ کہا کہ ثمن کچھ نہیں تو بیع باطل ہے کہ بغیر ثمن بیع نہیں ہو سکتی۔ (درمختار) **مسئلہ** جو مچھلی کہ دریا یا تالاب میں ہے ابھی اس کا شکار کیا ہی نہیں اسکو اگر نقود یعنی روپئے پیسے سے بیع کیا تو باطل ہے کہ وہ ملک میں نہیں اور مال متقوم نہیں اور اگر اسکو غیر نقود جیسے کپڑا یا کسی اور چیز کے بدلے میں بیع کیا ہے تو بیع فاسد ہے۔ یوہیں اگر شکار کرکے اُسے دریا یا تالاب میں چھوڑ دیا جب بھی اسکی بیع فاسد ہے کہ اسکی تسلیم پر قدرت نہیں۔ (درمختار) **مسئلہ** مچھلی کو شکار کرنے کے بعد کسی گڑھے میں ڈالدیا وہ گڑھا ایسا ہے کہ بے کسی ترکیب کے اس میں سے پکڑ سکتا ہے تو بیع کرنا بھی جائز ہے کہ اب وہ مقدور التسلیم بھی ہے۔ کہ ایسی ہی ہے جیسے پانی کے گھڑے میں رکھی ہے۔ اور اگر اسے پکڑنے کیلئے شکار کرنے کی ضرورت ہوگی کانٹے یا جال وغیرہ سے پکڑنا پڑیگا تو جب تک پکڑ نہ لے اسکی بیع صحیح نہیں۔ اور اگر مچھلی خود بخود گڑھے میں آگئی اور وہ گڑھا اسی لئے مقرر کر رکھا ہے تو یہ شخص اسکا مالک ہوگیا دوسرے کو اسکا لینا جائز نہیں پھر اگر بے جال وغیرہ کے اُسے پکڑ سکتے ہیں تو اسکی بیع بھی جائز ہے کہ وہ مقدور التسلیم بھی ہے ورنہ بیع ناجائز۔ اور اگر وہ گڈھا اسلئے نہیں طیار کر رکھا ہے تو مالک نہیں مگر جبکہ دریا یا تالاب کیطرف جو راستہ تھا اُسے مچھلی کے آنے کے بعد بند کر دیا تو مالک ہوگیا اور بغیر جال وغیرہ کے پکڑ سکتا ہے تو بیع جائز ہے ورنہ نہیں۔ اسی طرح اگر اپنی زمین میں گڑھا کھودا تھا اسمیں ہرن وغیرہ کوئی شکار گر پڑا اگر اُس نے اسی غرض سے کھودا تھا تو بھی مالک ہے دوسرے کو اسکا لینا جائز نہیں اور اگر اسلئے نہیں کھودا تو جو پکڑ لیجائے اسکا ہے۔ مگر زمین کا مالک اگر شکار کے قریب ہو کہ ہاتھ بڑھا کر اُسے پکڑ سکتا ہے تو اسی کا ہے دوسرے کو پکڑنا جائز نہیں۔ دوسرا پکڑے بھی تو وہ مالک نہیں ہوگا۔ یہ مالک ہوگا۔ یوہیں اگر سکھانے کیلئے جال تانا تھا کوئی شکار اس میں پھنسا تو جو پکڑ لے اسکا ہے اور اگر شکار ہی کیلئے تانا تھا تو شکار کا مالک یہ ہے۔ جال میں شکار پھنسا مگر تڑپا اس سے چھوٹ گیا دوسرے نے پکڑ لیا تو یہ مالک ہے اور اگر جال ڈالا پکڑنے کیلئے قریب آگیا کہ ہاتھ بڑھا کر جانور پکڑ سکتا ہے اسوقت تڑا کر نکل گیا اور دوسرے نے پکڑ لیا تو جال والا مالک ہے پکڑنے والا مالک نہیں۔ باز اور کتے کے شکار کا بھی یہی حکم ہے (فتح القدیر رد المحتار) **مسئلہ** شکاری جانور کے انڈے اور بچے کا بھی وہی حکم ہے جو شکار کا ہے یعنی اگر ایسی جگہ میں انڈا یا بچہ دیا کہ اس نے اسی کام کیلئے مقرر کر رکھی ہے تو یہ مالک ہے ورنہ جو لیجائے اسکا ہے (فتح القدیر)
مسئلہ کسی کے مکان کے اندر شکار چلا آیا اور اس نے دروازہ اسکے پکڑنے کیلئے بند کر لیا تو یہ مالک ہے دوسرے

کو پکڑنا جائز نہیں۔ اور لاعلمی میں اُسنے دروازہ بند کیا تو یہ مالک نہیں اور شکار اسکے مکان کی محاذات میں ہوا
میں اڑ رہا تھا تو جو شکار کرے وہ مالک ہے۔ یوہیں اسکے درخت پر شکار بیٹھا تھا جس نے اُسے پکڑا وہ مالک ہے (ردالمحتار)
مسئلہ روپئے پیسے لٹاتے ہیں اگر کسی نے اپنے دامن اسلئے پھیلا رکھے تھے کہ اس میں گریں تو میں لونگا تو جتنے
اُسکے دامن میں آئے اُسکے ہیں۔ اور اگر دامن اسلئے نہیں پھیلائے تھے مگر گرنے کے بعد اُسنے دامن سمیٹ لئے جب
بھی مالک ہے۔ اور اگر یہ دونوں باتیں نہوں تو دامن میں گرنے سے اسکی ملک نہیں۔ دوسرا لے سکتا ہے۔ شادی میں
چھوہارے اور شکر لٹاتے ہیں انکا بھی یہی حکم ہے۔ (درمختار) **مسئلہ** اسکی زمین میں شہد کی مکھیوں نے چھار لگائی
تو بہر حال شہد کا مالک یہی ہے چاہے اُسنے زمین کو اسی لئے چھوڑ رکھا ہو یا نہیں کہ انکی مثال خودرو درخت کی
ہے کہ مالک زمین اسکا مالک ہوتا ہے یہ اسکی زمین کی پیداوار ہے (فتح القدیر) **مسئلہ** تالابوں جھیلوں کا مچھلیوں
کے شکار کیلئے ٹھیکہ دینا جیسا ہندوستان کے بہت سے زمیندار کرتے ہیں یہ ناجائز ہے (درمختار) **مسئلہ** پرند جو
ہوا میں اڑ رہا ہے اگر اسکو ابھی تک شکار نہ کیا ہو تو بیع باطل ہے۔ اور اگر شکار کر کے چھوڑ دیا ہے تو بیع فاسد ہے
کہ تسلیم پر قدرت نہیں۔ اور اگر وہ پرند ایسا ہے کہ اسوقت ہوا میں اڑ رہا ہے مگر خود بخود واپس آجائے گا جیسے پلا ہُوَا
کبوتر تو اگرچہ اسوقت اسکے پاس نہیں ہے بیع جائز ہے اور حقیقۃً نہیں تو حکماً اسکی تسلیم پر قدرت ضرور ہے (درمختار)
مسئلہ جو دودھ تھن میں ہے اسکی بیع ناجائز ہے یوہیں زندہ جانور کا گوشت۔ چربی۔ چمڑا۔ سری۔ پائے۔ زندہ
دُنبہ کی چکی کی بیع ناجائز ہے اسی طرح اس اُون کی بیع جو دنبہ یا بھیڑ کے جسم میں ہے ابھی کاٹی نہو۔ اور اس موتی
کی جو سیپ میں ہو یا گھی کی جو ابھی دودھ سے نکالا نہو یا کڑیوں کی جو چھت میں ہیں یا جو تھان ایسا ہو کہ پھاڑ کر نہ بیچا
جاتا ہو اس میں سے گز آدھ گز کی بیع (جیسے مشروع اور گلبدن کے تھان) یہ سب ناجائز ہیں۔ اور اگر مشتری نے ابھی
بیع کو فسخ نہیں کیا تھا کہ بائع نے چھت میں سے کڑیاں نکال دیں یا تھان میں سے وہ ٹکڑا پھاڑ دیا تو اب یہ بیع
صحیح ہو گئی۔ (ہدایہ درمختار) **مسئلہ** اس مرتبہ جال ڈالنے میں جو مچھلیاں نکلیں گی انکو بیع کیا یا غوطہ خور نے
یہ کہا کہ اس غوطہ میں جو موتی نکلیں گے انکو بیچا یہ بیع باطل ہے۔ (فتح القدیر) **مسئلہ** چراگاہ میں جو گھاس ہے
اسکی بیع فاسد ہے۔ ہاں اگر گھاس کو کاٹ کر اُسے جمع کر لیا تو بیع درست ہے جس طرح پانی کو گھڑے مٹکے مشک میں
بھر لینے کے بعد بیچنا جائز ہے۔ اور چراگاہ کا ٹھیکہ پر دینا بھی جائز نہیں یہ اُسوقت ہے کہ گھاس خود اُگی ہو اسکو کچھ نہ
کرنا پڑا ہو۔ اور اگر اُس نے زمین کو اسی لئے چھوڑ رکھا ہو کہ اسمیں گھاس پیدا ہو اور ضرورت کے وقت پانی بھی
دیتا ہو تو اسکا مالک ہے اور اب بیچنا جائز ہے۔ مگر ٹھیکہ اب بھی ناجائز ہے کہ اتلاف عین پر اجارہ درست نہیں
ٹھیکہ کیلئے یہ حیلہ ہو سکتا ہے کہ اس زمین کو جانوروں کے ٹھہرانے کے لئے ٹھیکہ پر دے پھر مستاجر اسکی گھاس بھی
چرائے۔ (درمختار و بحر) **مسئلہ** کچی کھیتی جسمیں ابھی غلہ تیار نہیں ہوا ہے اسکی بیع کی تین صورتیں ہیں ابھی
کاٹ لیگا یا اپنے جانوروں سے چرا لیگا۔ یا اس شرط پر لیتا ہے کہ اسے تیار ہونے تک چھوڑ رکھے گا۔ پہلی دو صورتوں

میں بیع جائز ہے اور تیسری صورت میں چونکہ اس شرط میں مشتری کا نفع ہے اسلئے بیع فاسد ہے۔ (درمختار)
مسئلہ پھل اسوقت بیچ ڈالے کہ ابھی نمایاں بھی نہیں ہوئے ہیں یہ بیع باطل ہے۔ اور اگر پھل ظاہر ہو چکے ہیں۔ لیکن کام کے نہیں ہیں تو یہ بیع صحیح ہے مگر مشتری پر فوراً توڑ لینا ضروری ہے۔ اور اگر یہ شرط کر لی ہے کہ جب تک تیار نہ ہو جائیں گے پیڑ ہی پر رہیں گے تو بیع فاسد ہے اور اگر بلا شرط خریدا ہے مگر بائع نے بیع کے بعد اجازت دی کہ تیار ہونے تک درخت ہی پر رہیں تو اب کوئی حرج نہیں۔ (عالمگیری) مسئلہ اگر گائے بکری مرغی کسی کو آدھے آدھ پر دیدی کہ وہ کھلائے گا چرائیگا اور جو بچے ہونگے انھیں دونوں آدھے آدھ بانٹ لینگے جیسا کہ اکثر لوگ دیہاتوں میں کرتے ہیں یہ طریقہ غلط ہے۔ بچوں میں شرکت نہیں ہوگی بلکہ بچے اسی کے ہونگے جسکا جانور ہے اس دوسرے آدمی کو چارے کی قیمت (جبکہ اپنا کھلایا ہو) اور چرائی اور رکھوالی کی اُجرت مثل ملیگی۔ یوں ہی اگر ایک آدمی نے اپنی زمین دوسرے کو پیڑ لگانے کیلئے ایک خاص مدت تک کیلئے دیدی کہ پیڑ اور پھل دونوں آدھے آدھے لے لیں گے تو یہ بیع صحیح نہیں ہے پیڑ اور پھل سب زمین کے مالک کے ہونگے اور دوسرے کو پیڑ کی وہ قیمت ملیگی جو لگانے کے دن تھی اور جو کچھ کام کیا اُسکی اُجرت مثل ملیگی۔ (درمختار، ردالمحتار، بہار)
مسئلہ عورت کے دودھ کو بیچنا ناجائز ہے چاہے اُسے نکال کر کسی برتن میں رکھ لیا ہو۔ چاہے عورت باندی ہی ہو (ہدایہ وغیرہ) مسئلہ خنزیر کے بال یا کسی اور جز کی بیع باطل ہے اور مردار کے چمڑہ کی بھی بیع باطل ہے جبکہ پکایا نہ ہو۔ اور اگر دباغت کر لی ہو تو بیع جائز ہے اور کام میں لانا بھی جائز ہے (درمختار)۔
مسئلہ تیل ناپاک ہو گیا تو اسکی بیع جائز ہے اور کھانے کے علاوہ دوسرے کام میں لانا بھی جائز ہے۔ مگر یہ ضرور ہے کہ مشتری کو اُسکے نجس ہونے کی اطلاع دیدے تاکہ وہ کھانے کے کام میں نہ لائے اور اسلئے اطلاع دینا ضرور ہے کہ نجاست عیب ہے، اور عیب پر اطلاع دینا ضروری ہے۔ ناپاک تیل مسجد میں جلانا منع ہے گھر میں جلا سکتا ہے اسکا استعمال اگرچہ جائز ہے مگر بدن یا کپڑے میں جہاں لگ جائیگا اُسے ناپاک کر دیگا اسے پاک کرنا پڑیگا بعض دوائیں ایسی بنائی جاتی ہیں جنمیں کوئی ناپاک چیز ڈالتے ہیں جیسے کسی جانور کا پتہ اس دوا کو اگر بدن پر لگایا تو پاک کرنا ضروری ہے۔ (درمختار، بہار) مسئلہ مردار کی چربی کو بیچنا یا اس سے کسی قسم کا نفع اُٹھانا ناجائز نہیں نہ چراغ میں جلا سکتے ہیں نہ چمڑہ پکانے کے کام میں لاسکتے ہیں۔ (ردالمحتار) مسئلہ مردار کا پٹھا۔ بال۔ ہڈی پر۔ چونچ۔ کھر۔ ناخن۔ ان سب کو بیچ بھی سکتے ہیں اور کام میں بھی لا سکتے ہیں۔ ہاتھی کے دانت اور ہڈی کو بیچ سکتے ہیں اور اسکی چیزیں بنی ہوئی استعمال کرتے ہیں۔ (ردالمحتار) مسئلہ لوہے پیتل وغیرہ کی انگوٹھی جسکا پہننا مرد عورت دونوں کیلئے ناجائز ہے اسکا بیچنا مکروہ ہے (ہندیہ) اسیطرح افیون وغیرہ جسکا کھانا ناجائز ہے ایسوں کے ہاتھ بیچنا جو کھاتے ہوں ناجائز ہے کہ اسمیں گناہ پر اعانت ہے۔ (بہار) مسئلہ جس چیز کو بیع کر دیا ہے اور ابھی پورا ثمن وصول نہیں ہوا ہے اُسکو مشتری سے کم دام میں خریدنا جائز نہیں اگرچہ اسوقت

اسکا نرخ کم ہو گیا ہو (ہندیہ درودر) مسئلہ ایک چیز خریدی اور ابھی اسپر قبضہ نہیں کیا ہے۔ یہ اور ایک دوسری چیز جو اسکی ملک میں ہے دونوں کو ایک ساتھ ملا کر بیع کیا تو اسکی بیع درست ہے جو اُسکے پاس کی ہے (عالمگیری) مسئلہ ایک شخص نے دوسرے سے کہا جو میرا حصہ اس مکان میں ہے اُسے میں نے تیرے ہاتھ بیع کیا اور بائع کو معلوم نہیں کہ کتنا حصہ ہے مگر مشتری کو معلوم ہے تو بیع جائز ہے۔ اور اگر مشتری کو معلوم نہو تو جائز نہیں اگرچہ بائع کو معلوم ہو۔ (عالمگیری) مسئلہ ایک شخص کے ہاتھ بیع کر کے پھر اسکو دوسرے کے ہاتھ بیچنا حرام و باطل ہے کہ پہلی بیع اگر فسخ بھی کر دیجائے جب بھی دوسری نہیں ہو سکتی۔ ہاں اگر مشتری اول نے قبضہ کر لیا ہے تو دوسری بیع اسکی اجازت پر موقوف ہے۔ (ردالمحتار) مسئلہ جس بیع میں مبیع یا ثمن مجہول ہے وہ بیع فاسد ہے جبکہ ایسی جہالت ہو کہ تسلیم میں نزاع ہو سکے اور اگر تسلیم میں کوئی دشواری نہو تو فاسد نہیں (جیسے گیہوں کی بوری بوری پانچ روپیہ میں خرید لی اور معلوم نہیں کہ اس میں کتنے گیہوں ہیں یا کپڑے کی گانٹھ خرید لی اور معلوم نہیں کہ اس میں کتنے تھان ہیں)۔ (عالمگیری) مسئلہ بیع فاسد کا حکم یہ ہے کہ اگر مشتری نے بائع کی اجازت سے مبیع پر قبضہ کر لیا تو مبیع کا مالک ہو گیا۔ اور جبتک قبضہ نہ کیا ہو مالک نہیں۔ بائع کی اجازت صراحۃً ہو یا دلالۃً۔ صراحۃً اجازت ہو تو مجلس عقد میں قبضہ کرے یا بعد میں بہرحال مالک ہو جائیگا۔ اور دلالۃً یہ کہ مثلاً مجلس عقد میں مشتری نے بائع کے سامنے قبضہ کیا اور اُسنے منع نہ کیا اور مجلس عقد کے بعد صراحۃً اجازت کی ضرورت ہے دلالۃً کافی نہیں مگر جبکہ بائع ثمن پر قبضہ کر کے مالک ہو گیا تو اب مجلس عقد کے بعد اسکے سامنے قبضہ کرنا اور اسکا منع نہ کرنا اجازت ہے۔ (درمختار ردالمحتار) مسئلہ بیع فاسد میں مشتری پر اوّلا ہی لازم ہے کہ قبضہ نہ کرے اور بائع پر بھی لازم ہے کہ منع کر دے بلکہ ہر ایک پر بیع فسخ کر دینا واجب ہے اور قبضہ ہی کر لیا تو واجب ہے کہ بیع کو فسخ کر کے مبیع کو واپس کر .... لے یا کر دے۔ فسخ نکرنا گناہ ہے۔ اور اگر واپسی نہو سکے جیسے مبیع ہلاک ہو گئی یا ایسی صورت پیدا ہو گئی کہ واپسی نہیں ہو سکتی (جسکا بیان آتا ہے) تو مشتری مبیع کی مثل واپس کرے اگر مثلی ہو اور قیمی ہو تو قیمت ادا کرے (یعنی اُس چیز کی واجبی قیمت نہ کہ ثمن جو ٹھہرا ہے) اور قیمت میں قبضہ کے دن کا اعتبار ہے یعنی بروز قبض جو اسکی قیمت تھی وہ دے۔ ہاں اگر غلام کو بیع فاسد سے خریدا ہے اور آزاد کر دیا تو ثمن واجب ہے۔ (درمختار ردالمحتار) مسئلہ اکراہ و جبر کے ساتھ بیع ہوئی تو یہ بیع فاسد ہے مگر جسپر جبر کیا گیا اسکو فسخ کرنا واجب نہیں بلکہ اختیار ہے کہ فسخ کرے یا نافذ کر دے۔ مگر جس نے جبر کیا ہے اسپر فسخ کرنا واجب ہے (ردالمحتار) مسئلہ بیع فاسد میں اگر مشتری نے مبیع پر بغیر اجازت بائع قبضہ کیا تو نہ قبضہ ہوا نہ مالک ہوا نہ اسکے تصرفات جاری ہونگے۔ (عالمگیری) مسئلہ بیع فاسد میں مشتری نے قبضہ کرنے کے بعد اس چیز کو بائع کے علاوہ دوسرے کے ہاتھ بیچ ڈالا (اور یہ بیع صحیح بات ہو) یا ہبہ کر کے قبضہ دلا دیا یا آزاد کر دیا یا مکاتب کیا یا کنیز تھی مشتری کے اس سے بچہ پیدا ہوا یا غلہ تھا اُسے پسوایا یا اسکو دوسرے غلہ میں ملا دیا یا جانور تھا ذبح

کر ڈالا یا مبیع کو وقف صحیح کر دیا یا رہن رکھدیا اور قبضہ دیدیا یا وصیت کر کے مرگیا یا صدقہ دے ڈالا۔ غرض یہ کہ کسی طرح مشتری کی ملک سے نکل گئی تو اب وہ بیع فاسد نافذ ہو جائیگی اور اب فسخ نہیں ہو سکتی۔ اور اگر مشتری نے بیع فاسد کے ساتھ بیچا یا بیع میں خیار شرط تھا تو فسخ کا حکم باقی ہے (درمختار و ردالمحتار) **مسئلہ** اکراہ کیساتھ اگر بیع ہوئی اور مشتری نے قبضہ کر کے مبیع میں تصرفات کئے تو سارے تصرفات بیکار قرار دئے جائیں گے اور بائع کو اب بھی یہ حق حاصل ہے کہ بیع کو فسخ کر دے۔ مگر مشتری نے آزاد کر دیا تو آزاد ہو جائیگا۔ اور مشتری کو غلام کی قیمت دینی پڑیگی۔ (درمختار و ردالمحتار) **مسئلہ** مبیع کو مشتری نے کرایہ پر دیدیا یا لونڈی تھی اسکا نکاح کر دیا تو اب بھی بیع کو فسخ کر سکتے ہیں (درمختار) **مسئلہ** بائع و مشتری میں سے کوئی مرگیا جب بھی فسخ کا حکم بدستور باقی ہے اسکا وارث اسکے قائم مقام ہے چاہئے کہ وہ فسخ کرے۔ (درمختار) **مسئلہ** بیع فاسد کو فسخ کر دیا تو بائع مبیع کو واپس نہیں لے سکتا۔ جبتک ثمن یا قیمت واپس نہ کرے۔ پھر اگر بائع کے پاس وہی روپے موجود ہیں تو بعینہ انھیں کو واپس کرنا ضروری ہے۔ اور اگر خرچ ہو گئے تو اتنے ہی روپئے واپس کرے (ہدایہ) **مسئلہ** زمین بطور بیع فاسد خریدی تھی اس میں پیڑ لگا دئے۔ یا مکان خریدا تھا اسمیں تعمیر کی تو مشتری پر قیمت دینی واجب ہے۔ اور اب بیع فسخ نہیں ہو سکتی۔ یونہیں مبیع میں زیادت متصلہ غیر متولدہ مانع فسخ ہے (جیسے کپڑے کو رنگ دیا۔ سی دیا۔ ستو میں گھی ملا دیا۔ گیہوں کا آٹا پسوا لیا۔ روئی کا سوت کات لیا) اور زیادت متصلہ متولدہ (جیسے موٹاپا) یا زیادت منفصلہ متولدہ (جیسے جانور کے بچہ پیدا ہوا) یہ مانع فسخ نہیں مبیع اور زیادت دونوں کو واپس کرے۔ (درمختار) **مسئلہ** مورث نے حرام طریقہ پر مال حاصل کیا تھا اب وارث کو ملا اگر وارث کو معلوم ہے کہ یہ مال فلاں کا ہے تو دیدینا واجب ہے۔ اور یہ معلوم نہو کہ کس کا ہے تو مالک کیطرف سے صدقہ کر دے اور اگر مورث کا مال حرام اور مال حلال خلط ہو گیا ہے یہ نہیں معلوم کہ کون حرام ہے کون حلال (جیسے اُسنے رشوت لی ہے یا سود لیا ہے اور یہ مال حرام ممتاز نہیں ہے) تو فتویٰ کا حکم یہ ہوگا کہ وارث کیلئے حلال ہے اور دیانت اسکو چاہتی ہے کہ اس سے بچنا چاہئے۔ (ردالمحتار) **مسئلہ** مشتری پر لازم نہیں کہ بائع سے یہ دریافت کرے کہ یہ مال حلال ہے یا حرام ہاں اگر بائع ایسا شخص ہے کہ حلال و حرام یعنی چوری غصب وغیرہ سب ہی طرح کی چیزیں بیچتا ہے تو احتیاط یہ ہے کہ دریافت کر لے۔ حلال ہو تو خریدے ورنہ خریدنا جائز نہیں۔ (خانیہ عالمگیری) **مسئلہ** مکان خریدا جس کی کڑیوں میں روپئے ملے تو بائع کو واپس کر دے اگر بائع لینے سے انکار کرے تو صدقہ کر دے (خانیہ)

بیع مکروہ کا بیان[1]

بیع مکروہ بھی شرعاً ممنوع ہے اور اسکا کرنے والا گنہگار ہے۔ مگر چونکہ منع ہونے کا سبب نہ نفس عقد میں ہے نہ شرائط صحت میں اسلئے اسکا مرتبہ فقہانے بیع فاسد سے کم رکھا ہے اس بیع

---

[1] صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی اپنے بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے اور اسکے پیغام پر پیغام نہ دے مگر اس صورت[2]

کے فسخ کرنے کا بھی بعض فقہا حکم دیتے ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ بیع فاسد کو اگر عاقدین فسخ نہ کریں تو قاضی جبراً فسخ کر دیگا اور بیع مکروہ قاضی فسخ نہ کریگا بلکہ عاقدین کے ذمہ دیانۃً فسخ کرنا ہے۔ بیع فاسد میں قیمت واجب ہوتی ہے اس میں ثمن واجب ہوتا ہے۔ بیع[۳] فاسد میں بغیر قبضہ ملک نہیں ہوتی۔ اس میں مشتری قبل قبضہ مالک ہو جاتا ہے۔ (درّ و ردّ) مسئلہ اذان جمعہ کے شروع سے ختم نماز تک بیع مکروہ تحریمی ہے اور اذان سے مراد پہلی اذان ہے کہ اسی وقت سعی واجب ہو جاتی ہے۔ مگر وہ لوگ جن پر جمعہ واجب نہیں (جیسے عورتیں یا مریض) انکی بیع میں کراہت نہیں۔ (درمختار) مسئلہ احتکار (یعنی غلّہ روکنا) منع ہے اور سخت گناہ[۴] ہے۔ احتکار کی صورت یہ ہے کہ گرانی کے زمانہ میں غلّہ خریدلے اور اُسے بیع نہ کرے بلکہ روک رکھے کہ لوگ جب خوب پریشان ہونگے تو خوب گراں کرکے بیع کرونگا۔ اور اگر یہ صورت نہو بلکہ فصل میں غلہ خریدتا ہے اور رکھ چھوڑتا ہے کچھ دنوں کے بعد جب گراں ہو جاتا ہے بیچتا ہے۔ یہ نہ احتکار ہے نہ اسکی ممانعت مسئلہ اپنی زمین کا غلّہ روک لینا احتکار نہیں۔ ہاں اگر یہ شخص گرانی یا قحط کا منتظر ہے تو اس بُری نیت کیوجہ سے گنہگار ہوگا اور اس صورت میں بھی اگر عام لوگوں کو غلّہ کی ضرورت ہو اور غلّہ نہ ملتا ہو تو قاضی اُسے بیع پر مجبور کریگا۔ (درمختار و ردالمحتار) مسئلہ بادشاہ کو رعایا کی ہلاکت کا اندیشہ ہو تو احتکار کرنے والوں سے لیکر رعایا پر تقسیم کردے پھر جب اُنکے پاس غلّہ ہو جائے تو جتنا جتنا لیا ہے واپس دیدیں۔ (درمختار) مسئلہ امام یعنی بادشاہ کو غلہ وغیرہ کا نرخ مقرر کر دینا کہ جو نرخ مقرر کر دیا ہے اس سے کم و بیش کرکے بیع نہو یہ درست نہیں[۵] مسئلہ تاجروں نے اگر چیزوں کا نرخ بہت زیادہ کر دیا ہے اور بغیر نرخ مقرر کئے کام چلتا نظر نہ آتا ہو تو اہل الرائے سے مشورہ لے کر قاضی نرخ مقرر کر سکتا ہے اور مقرر شدہ نرخ کے موافق جو بیع ہو گی یہ بیع جائز ہے۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ بیع مکرہ ہے کیونکہ یہاں بیع پر اکراہ نہیں قاضی نے اسے بیچنے پر مجبور نہیں کیا اسے اختیار ہے کہ اپنی چیز بیچے یا نہ بیچے صرف یہ

---

[۴] ہیں کہ اُسنے اجازت دی ہو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا باہر سے غلّہ لانے والا مرزوق ہے اور احتکار کرنیوالا (غلّہ روکنے والا) ملعون ہے، (رواہ ابن ماجہ والدارمی)۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جسنے مسلمان پر غلہ روک دیا اللہ تعالیٰ اُسے جذام (کوڑھ) و افلاس میں مبتلا فرمائیگا۔ (رواہ البیہقی و رزین)۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں غلّہ گراں ہو گیا لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ نرخ مقرر فرما دیجئے ارشاد فرمایا کہ نرخ مقرر کرنیوالا تنگی کرنیوالا کشادگی کرنیوالا اللہ ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ خدا سے اس حال میں ملوں کہ کوئی مجھ سے کسی حق کا مطالبہ نہ کرے نہ خون کے متعلق نہ مال کے متعلق (رواہ الترمذی وابو داؤد وابن ماجہ والدارمی)۔

[۵] احادیث میں احتکار کے بارے میں سخت وعیدیں آئی ہیں ایک حدیث میں ہے کہ جو چالیس روز تک احتکار کریگا اللہ اسکو جذام و افلاس میں مبتلا کریگا۔ دوسری حدیث میں یہ ہے کہ وہ اللہ سے بری اور اللہ اس سے بری۔ تیسری حدیث یہ ہے اسپر اللہ اور فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت اللہ تعالیٰ نہ اسکے نفل قبول کریگا نہ فرض۔ احتکار انسان کے کھانے کی چیزوں میں بھی ہوتا ہے جیسے اناج اور انگور بادام وغیرہ اور جانوروں کے چارہ میں بھی ہوتا ہے جیسے گھاس بھوسا (درمختار و ردالمحتار) [۵] حدیث میں ہے کہ لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ نرخ گراں ہو گیا حضور نرخ مقرر فرمائیں۔ حضور نے فرمایا نرخ مقرر کرنیوالا تنگی کشادگی کرنے والا روزی دینے والا اللہ ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ خدا سے اس حالت میں ملوں کہ کوئی شخص خون یا مال کے معاملہ میں مجھ سے کسی حق کا مطالبہ نہ کرے

کیاہے کہ اگر بیچے تو جو نرخ مقرر ہواہے اُس سے گراں نہ بیچے۔ (ہدایہ) **مسئلہ** انسان کے کھانے اور جانوروں کے چارہ میں نرخ مقرر کرنا صورت مذکورہ میں جائز ہے اور دوسری چیزوں میں بھی حکم یہ ہے کہ اگر تاجروں نے بہت زیادہ گراں کردی ہوں تو ان میں بھی نرخ مقرر کیا جاسکتا ہے۔ (درمختار)

بَیعِ فُضُولی کا بَیان

فضولی اسکو کہتے ہیں جو دوسرے کے حق میں بغیر اجازت تصرف کرے۔ **مسئلہ** فضولی نے جو کچھ تصرف کیا اگر بوقت عقد اسکا مُجیز ہو یعنی ایسا شخص ہو جو جائز کردینے پر قادر ہو تو عقد منعقد ہوجاتا ہے مگر مُجیز کی اجازت پر موقوف رہتا ہے اور اگر بوقت عقد مُجیز نہو تو عقد منعقد ہی نہیں ہوتا۔ فضولی کا تصرف کبھی از قسم تملیک ہوتا ہے (جیسے بیع نکاح) اور کبھی اسقاط ہوتا ہے (جیسے طلاق عتاق) مثلاً فضولی نے کسی کی عورت کو طلاق دیدی یا غلام کو آزاد کردیا۔ دین کو معاف کردیا۔ اُس نے اُسکے تصرفات جائز کردیئے تو نافذ ہوجائیں گے۔ (درمختار) **مسئلہ** بیع فضولی کو جائز کرنے کیلئے یہ شرط ہے کہ مبیع موجود ہو اگر جاتی رہی تو بیع ہی نہ رہی جائز کس چیز کو کریگا نیز یہ بھی ضروری ہے کہ عاقدین یعنی فضولی و مشتری دونوں اپنے حال پر ہوں اگر دونوں نے خود ہی عقد کو فسخ کردیا ہو یا ان میں کوئی مرگیا تو اب اس عقد کو مالک جائز نہیں کرسکتا۔ اور اگر ثمن غیر نقود ہو تو اسکا بھی باقی رہنا ضروری ہے کہ اب وہ بھی مبیع و معقود علیہ ہے۔ (ہدایہ) **مسئلہ** مالک نے فضولی کی بیع کو جائز کردیا تو ثمن جو فضولی لے چکا ہے مالک کا ہوگیا اور فضولی کے ہاتھ میں بطور امانت ہے۔ اور اب وہ فضولی بمنزلہ وکیل کے ہوگیا (ہدایہ) **مسئلہ** فضولی کو یہ بھی اختیار ہے کہ جب تک مالک نے بیع کو جائز نہ کیا بیع کو فسخ کردے۔ اور اگر فضولی نے نکاح کردیا ہے تو اسکو فسخ کا حق نہیں۔ (ہدایہ) **مسئلہ** فضولی نے بیع کی اور جائز کرنے سے پہلے مالک مرگیا تو ورثہ کو اس بیع کے جائز کرنے کا حق نہیں مالک کے مرنے سے بیع ختم ہوگئی۔ (ہدایہ) **مسئلہ** دوسرے کا کپڑا بیچ ڈالا۔ مشتری نے اُسے رنگ دیا اسکے بعد مالک نے بیع کو جائز کیا تو جائز ہوگئی۔ اور اگر مشتری نے قطع کرکے سی لیا اب اجازت دی تو نہیں ہوئی۔ (عالمگیری) **مسئلہ** غاصب نے شے مغصوب کو بیع کردیا اسکے بعد اس شے مغصوب . . . . کا تاوان دیدیا تو بیع جائز ہوگئی۔ (عالمگیری) **مسئلہ** مالک کا یہ کہنا تونے بُرا کیا یا اچھا کیا۔ ٹھیک کیا۔ مجھے بیع کی دقتوں سے بچا دیا۔ مشتری کو ثمن ہبہ کردینا۔ یہ سب الفاظ اجازت کے ہیں اور یہ کہدیا کہ مجھے منظور نہیں میں اجازت نہیں دیتا تو رد ہوگئی۔ (درمختار) **مسئلہ** فضولی نے مالک کے سامنے بیع کی اور مالک نے سکوت کیا انکار نہ کیا تو یہ سکوت اجازت نہیں (درمختار) **مسئلہ** صبی محجور یا غلام محجور (جو خرید و فروخت سے روکدیئے گئے ہیں) اور بوہرے کی بیع موقوف ہے۔ ولی یا مولیٰ جائز کریگا تو

غَصَب۔ ظلماً و قہراً لینا (قاموس و صراح) مَغصُوب۔ بے جا طور پر لیا ہوا۔ زبردستی حاصل کیا ہوا۔ چھینا ہوا۔ غاصِب۔ ناحق زبردستی لینے والا۔ تاوان۔ ڈنڈ۔ بدلہ۔ عوض۔ اسکو ضمان بھی کہتے ہیں۔ صَبی۔ بچہ

جائز ہوگی۔ رد کریگا باطل ہوگی۔ (درمختار) مسئلہ جو چیز رہن رکھی ہے یا کسی کو اُجرت پر دی ہے اسکی بیع مرتہن[عہ] یا مستاجر کی اجازت پر موقوف ہے یعنی اگر جائز کر دینگے جائز ہوگی۔ مگر بیع فسخ کرنے کا انکو اختیار نہیں اور راہن و مُوجر بھی بیع کو فسخ نہیں کر سکتے اور مشتری چاہے تو بیع کو فسخ کر سکتا ہے یعنی جبتک مُرتہن و مستاجر نے اجازت نہ دی ہو۔ مرتہن یا مستاجر نے پہلے رد کردی پھر جائز کردی تو بیع صحیح ہوگئی۔ مرتہن و مستاجر نے اجازت نہیں دی اور اب اجارہ ختم ہوگیا یا فسخ کر دیا گیا اور مُرتہن کا دَین ادا ہوگیا یا اُسنے معاف کر دیا اور چیز چھڑالی گئی تو وہی پہلی بیع خود بخود نافذ ہوگئی۔ مستاجر نے بیع کو جائز کر دیا تو بیع صحیح ہوگئی مگر اسکے قبضہ سے نہیں نکال سکتے جبتک اسکا مال وصول نہ ہولے۔ (عالمگیری فتح درمختار) مسئلہ جو چیز کرایہ پر ہے اسکو خود کرایہ دار کے ہاتھ بیع کیا تو یہ اجازت پر موقوف نہیں بلکہ ابھی نافذ ہوگئی (ردالمحتار) مسئلہ کرایہ والی چیز بیچی اور مشتری کو معلوم ہے کہ یہ چیز کرایہ پر اُٹھی ہوئی ہے اس بات پر راضی ہوگیا کہ جبتک اجارہ کی مدت پوری نہو کرایہ پر رہے مدت پوری ہونے پر بائع مجھے قبضہ دلائے اس صورت میں اندرون مدت مبیع کے دلائے جانے کا مطالبہ نہیں کر سکتا اور بائع بھی مشتری سے ثمن کا مطالبہ نہیں کر سکتا جبتک قبضہ دینے کا وقت نہ آجائے۔ (ردالمحتار) مسئلہ کاشتکار کو ایک مدت مقررہ تک کیلئے کھیت اجارہ پر دیا چاہے کاشتکار نے ابتک کھیت بویا ہو یا نہ بویا ہو اسکی بیع کاشتکار کی اجازت پر موقوف ہے۔ (درمختار) مسئلہ کرایہ پر مکان ہے مالک مکان نے کرایہ دار کی بغیر اجازت اسکو بیع کیا کرایہ دار بیع پر تیار نہیں مگر اُسنے کرایہ بڑھا کر نیا اجارہ کیا تو بیع موقوف جائز ہوگئی کیونکہ پہلا اجارہ ہی باقی نہ رہا جو بیع کو روکے ہوئے تھا (عالمگیری) مسئلہ مستاجر کو خبر ہوئی کہ کرایہ کی چیز مالک نے فروخت کردی اُسنے مشتری سے کہا کہ میرے اجارہ میں تم نے خریدا تمھاری مہربانی ہوگی کہ جو کرایہ دیچکا ہوں جبتک وصول نہ کرلوں اسوقت تک مجھے چھوڑدو اس گفتگو سے اجازت ہوگئی اور بیع نافذ ہے۔ (عالمگیری) مسئلہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مبیع پر دام لکھ دیتے ہیں اور کہتے ہیں جو رقم اسپر لکھی ہے اتنے میں بیچی مشتری نے کہا خریدی یہ بیع بھی موقوف ہے اگر اسی مجلس میں مشتری کو رقم کا علم ہوجائے اور بیع کو اختیار کرے تو بیع نافذ ہے ورنہ باطل۔ بیجک پر بیع کا بھی یہی حکم ہے کہ مجلس عقد میں ثمن معلوم ہوجانا ضروری ہے۔ (درمختار) مسئلہ جتنے میں یہ چیز فلاں نے بیع کی یا خریدی ہے میں بھی بیع کرتا ہوں۔ اگر بائع و مشتری دونوں کو معلوم ہے کہ فلاں نے اتنے میں بیع کی یا خریدی ہے تو یہ جائز ہے اور اگر مشتری کو معلوم نہیں اگرچہ بائع جانتا ہو تو یہ بیع موقوف ہے۔ اگر اسی مجلس میں علم ہوجائے اور اختیار کرے تو درست ہے ورنہ درست نہیں۔ (درمختار)۔

اِقالہ کا بیان

مسئلہ دو شخصوں کے مابین جو عقد ہوا ہے اسکے اٹھا دینے کو اقالہ[عہ] کہتے ہیں۔ یہ لفظ کہ میں نے

مُرتہن جسکے یہاں کوئی چیز گرو رکھی جائے۔ مستاجِر۔ کرایہ پر لینے والا۔ مُوجِر۔ کرایہ پر دینے والا۔ اِجارہ۔ کرایہ۔ راہن اپنی چیز گرو رکھنے والا۔ مَرہُون جو چیز گرو ہو

عہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسنے کسی مسلمان سے اقالہ کیا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسکی لغزش کو دفع فرمائیگا (رواہ ابو داؤد و ابن ماجہ)

اقالہ کیا۔ چھوڑ دیا۔ فسخ کیا یا دوسرے کے کہنے پر مبیع یا ثمن کا پھیر دینا اور دوسرے کا لے لینا اقالہ ہے۔ نکاح طلاق عتاق۔ ابراء۔ کا اقالہ نہیں ہو سکتا۔ دونوں میں سے ایک اقالہ چاہتا ہے تو دوسرے کو منظور کر لینا اقالہ کر دینا مستحب ہے اور یہ مستحق ثواب ہے۔ **مسئلہ** اقالہ میں دوسرے کا قبول کرنا ضروری ہے یعنی تنہا ایک شخص اقالہ نہیں کر سکتا اور یہ بھی ضروری ہے کہ قبول اسی مجلس میں ہو۔ لہٰذا اگر ایک نے اقالہ کے الفاظ کہے مگر دوسرے نے قبول نہیں کیا یا مجلس کے بعد کیا تو اقالہ نہوا (جیسے مشتری مبیع کو بائع کے پاس واپس کرنے کیلئے لایا اُسنے انکار کر دیا اقالہ نہ ہوا) پھر اگر مشتری نے مبیع کو یہیں چھوڑ دیا اور بائع نے اس چیز کو استعمال بھی کر لیا ابھی اقالہ نہوا۔ یعنی اگر مشتری ثمن واپس مانگتا ہے یہ ثمن واپس کرنے سے انکار کر سکتا ہے کیونکہ جب صاف طور پر انکار کر چکا ہے تو اقالہ نہیں ہوا۔ یوہیں اگر ایک نے اقالہ کی درخواست کی دوسرے نے کچھ نہ کہا اور مجلس کے بعد اقالہ کو قبول کرتا ہے یا پہلے کوئی ایسا فعل کر چکا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے منظور نہیں اسکے بعد قبول کرتا ہے تو قبول صحیح نہیں۔ (درر و رد) **مسئلہ** اقالہ کے شرائط یہ ہیں۔ دونوں کا راضی ہونا۔ مجلس ایک ہونا اگر بیع صرف کا اقالہ ہو تو اُسی مجلس میں تقابض بدلین ہو۔ مبیع کا موجود ہونا شرط ہے۔ ثمن کا باقی رہنا شرط نہیں۔ مبیع ایسی چیز ہو جسمیں خیار شرط خیار رویت خیار عیب کیوجہ سے بیع فسخ ہو سکتی ہو۔ اگر مبیع میں ایسی زیادتی ہو گئی ہو جسکی وجہ سے فسخ نہ ہو سکے تو اقالہ بھی نہیں ہو سکتا۔ بائع نے ثمن مشتری کو قبضہ سے پہلے ہبہ نہ کیا ہو۔ (عالمگیری و درمختار) **مسئلہ** اقالہ کیوقت مبیع موجود تھی مگر واپس دینے سے پہلے ہلاک ہو گئی۔ اقالہ باطل ہو گیا۔ (ردالمحتار) **مسئلہ** جو ثمن بیع میں تھا اُسی پر یا اُسکی مثل پر اقالہ ہو سکتا ہے۔ اگر کم یا زیادہ پر اقالہ ہوا تو شرط باطل ہے اور اقالہ صحیح یعنی اتنا ہی دینا ہوگا جو بیع میں ثمن تھا۔ جیسے ہزار روپئے میں ایک چیز خریدی اسکا اقالہ ہزار میں کیا یہ صحیح ہے اور اگر ڈیڑھ ہزار میں کیا جب بھی ہزار دینا ہوگا اور پانچ سو کا ذکر لغو ہے اور پانسو میں کیا اور مبیع میں کوئی نقصان نہیں آیا ہے جب بھی ہزار دینا ہوگا اور مبیع میں نقصان آگیا ہے تو کمی کیساتھ اقالہ ہو سکتا ہے۔ (ہدایہ عالمگیری) **مسئلہ** اقالہ میں دوسری جنس کا ثمن ذکر کیا گیا جیسے بیع ہوئی ہے روپئے سے اور اقالہ میں اشرفی یا نوٹ واپس کرنا قرار پایا تو اقالہ صحیح ہے اور وہی ثمن واپس دینا ہوگا جو بیع میں تھا دوسرے ثمن کا ذکر لغو ہے۔ (عالمگیری) **مسئلہ** مبیع میں نقصان آگیا تھا اس وجہ سے ثمن سے کم پر اقالہ ہوا مگر وہ عیب جاتا رہا تو مشتری بائع سے وہ کمی واپس لیگا جو ثمن میں ہوئی ہے۔ (ردالمحتار) **مسئلہ** تازہ صابن بیچا تھا خشک ہونے کے بعد اقالہ ہوا مشتری کو صرف صابون ہی دینا ہوگا۔ (بحر) **مسئلہ** عاقدین کے حق میں اقالہ فسخ بیع ہے اور دوسرے کے حق میں یہ ایک بیع جدید ہے۔ لہٰذا اگر اقالہ کو فسخ نہ قرار دے سکتے ہوں تو اقالہ باطل ہے جیسے مبیع لونڈی یا جانور ہے جسکے قبضہ کے بعد بچہ پیدا ہوا تو اسکا اقالہ نہیں ہو سکتا۔ (ہدایہ فتح) **مسئلہ** مبیع کا کوئی جز ہلاک ہو گیا اور کچھ باقی ہے تو جو کچھ باقی ہے اُس میں اقالہ ہو سکتا ہے اور اگر بیع مقائضہ ہو (یعنی دونوں طرف غیر نقود ہوں) اور ایک

ہلاک ہوگئی تو اقالہ ہوسکتا ہے دونوں جاتی رہیں تو نہیں ہوسکتا۔ (ہدایہ) **مسئلہ** بائع نے اگر مشتری سے کچھ زیادہ دام لے لئے اور مشتری اقالہ کرانا چاہتا ہے تو اقالہ کردینا چاہئے اور اگر بہت زیادہ دھوکا دیا ہے تو اقالہ کی ضرورت نہیں تنہا مشتری بیع کو فسخ کرسکتا ہے۔ (درمختار) **مسئلہ** مبیع میں اگر زیادت متصلہ غیر متولدہ ہو (جیسے کپڑے میں رنگ۔ مکان میں جدید تعمیر) تو اقالہ نہیں ہوسکتا۔ (ردالمحتار) **مسئلہ** اقالہ حقِ ثالث میں بیع جدید ہے لہٰذا مکان کی بیع ہوئی تھی اور شفیع نے شفعہ سے انکار کردیا تھا پھر اقالہ ہوا تو اب شفیع پھر شفعہ کرسکتا ہے اور یہ جدید حق حاصل ہوگا۔ (بحر) **مسئلہ** کوئی چیز ہبہ کی۔ موہوب لہٗ نے اسکو بیع کردیا۔ پھر اقالہ ہوا تو ہبہ کرنیوالا اسکو واپس نہیں کرسکتا۔ (بحرالرائق) **مسئلہ** جسطرح بیع کا اقالہ ہوسکتا ہے خود اقالہ کا بھی اقالہ ہوسکتا ہے۔ اقالہ کا اقالہ کرنے سے اقالہ جاتا رہا اور بیع لوٹ آئی ہاں بیع سلم میں اگر مُسلم فیہ پر قبضہ نہیں ہوا اور اقالہ ہوگیا تو اس اقالہ کا اقالہ نہیں ہوسکتا۔ (درمختار و ردالمحتار)۔

مُرابحہ اور تولیہ کا بیان

مسئلہ جو چیز جس قیمت پر خریدی جاتی ہے اور جو کچھ خرچ اسپر کئے جاتے ہیں انکو ظاہر کرکے اس پر نفع کی ایک مقدار بڑھا کر کبھی فروخت کرتے ہیں اسکو مرابحہ کہتے ہیں اور اگر نفع کچھ نہیں لیا تو اسکو تولیہ کہتے ہیں۔ جو چیز علاوہ بیع کے کسی اور طریقہ سے ملک میں آئی (جیسے اسکو کسی نے ہبہ کی یا میراث میں حاصل ہوئی یا وصیت کے ذریعہ سے ملی) اسکی قیمت لگا کر مرابحہ و تولیہ کرسکتے ہیں۔ (درمختار وغیرہ)۔ **مسئلہ** روپے اور اشرفی میں مرابحہ نہیں ہوسکتا جیسے ایک اشرفی پندرہ روپئے کو خریدی اور اسکو ایک روپیہ یا کم و بیش نفع لگا کر مرابحۃً بیع کرنا چاہتا ہے تو یہ جائز نہیں۔ (درمختار و فتح) **مسئلہ** مرابحہ یا تولیہ صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ جس چیز کے بدلے میں مشتری اوّل نے خریدی ہے وہ مثلی ہو تاکہ مشتری ثانی وہ ثمن قرار دے کر خرید سکتا ہو اور اگر مثلی نہو بلکہ قیمی ہو تو یہ ضرور ہے کہ مشتری

ع کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مشتری میں اتنی ہوشیاری نہیں کہ خود واجبی قیمت پر خریدے لامحالہ اُسے دوسرے پر بھروسہ کرنا پڑتا ہے کہ اُسنے جن داموں میں چیز خریدی ہے اُتنے ہی دام دیکر اُس سے لے یا وہ کچھ نفع لیکر اسکو چیز دینا چاہتا ہے اور یہ اسکا اعتبار کرکے خرید لیتا ہے کیونکہ مشتری جانتا ہے کہ بغیر نفع کے بائع نہیں دیگا اور اگر اتنا نفع دیکر نہ لونگا تو بہت ممکن ہے کہ دوسری جگہ مجھکو زیادہ دام دینے پڑیں یا اس سے کم میں چیز نہ ملے گی لہٰذا اس نفع دینے کو غنیمت سمجھتا ہے۔ بیع مطلق اور اس میں صرف اتنا ہی فرق ہے کہ یہاں اپنی خرید کے دام بتا کر اتنا ہی لینا چاہتا ہے یا اُسپر نفع کی ایک معین مقدار زیادہ کرتا ہے لہٰذا بیع مطلق کا جواز اسکا جواز ہے اور چونکہ مشتری نے یہاں بائع پر اعتماد کیا ہے لہٰذا یہاں بائع کو پوری طور پر سچائی اور امانت سے کام لینا ضروری ہے خیانت بلکہ اسکے شبہہ سے بھی احتراز لازم ہے خیانت کا بھی عقد پر اثر پڑیگا جیسا کہ اس باب کے مسائل سے ظاہر ہوگا۔ اس بیع کا جواز اس حدیث سے بھی ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہجرت کا ارادہ فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دو اونٹ خریدے حضور نے ارشاد فرمایا ایک کا میرے ہاتھ تولیہ کردو اُنھوں نے عرض کی کہ حضور کیلئے بغیر دام کے حاضر ہیں ارشاد فرمایا بغیر دام کے نہیں (ہدایہ) نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تولیہ و اقالہ و شرکت سب برابر ہیں ان میں حرج نہیں۔ (کنزالعمال)

مشتری ثانی اس چیز کا مالک ہو جیسے زید نے عمرو سے کپڑے کے بدلے میں غلام خریدا پھر اس غلام کا بکر سے مرابحہ یا تولیہ کرنا چاہتا ہے اگر بکر نے وہی کپڑا عمرو سے خرید لیا ہے یا کسی طرح بکر کی ملک میں آچکا ہے تو مرابحہ ہو سکتا ہے یا بکر نے اسی کپڑے کے عوض میں مرابحہ کیا اور ابھی وہ کپڑا عمرو ہی کی ملک ہے مگر بعد عقد عمرو نے عقد کو جائز کر دیا تو وہ مرابحہ بھی درست ہے۔ (درّ و ردّ) **مسئلہ** مرابحہ میں جو نفع قرار پایا ہے اسکا معلوم ہونا ضروری۔ اور اگر وہ نفع قیمتی ہو تو اشارہ کر کے اُسے معین کر دیا گیا ہو جیسے فلاں چیز جو تم نے دس روپے کو خریدی ہے میرے ہاتھ دس روپئے اور اس کپڑے کے عوض میں بیع کر دو (درمختار) **مسئلہ** ثمن سے مراد وہ ہے جس پر عقد واقع ہوا ہو فرض کرو جیسے دس روپے میں عقد ہوا مگر مشتری نے انکے عوض میں کوئی دوسری چیز بائع کو دی چاہے یہ اسی قیمت کی ہو یا کم و بیش کی بہرحال مرابحہ و تولیہ میں دس روپئے کا لحاظ ہوگا۔ نہ اسکا جو مشتری نے دیا۔ (فتح القدیر) **مسئلہ** دَہ یازدَہ کے نفع پر مرابحہ ہوا (یعنی ہر دس پر ایک روپیہ نفع دس کی چیز ہے تو گیارہ بیس کی ہے تو بائیس وعلی ہذا القیاس)، اگر ثمن اوّل قیمی ہے جیسے کوئی چیز ایک گھوڑے کے بدلے میں خریدی ہے اور وہ گھوڑا اس مشتری ثانی کو مل گیا جو مرابحۃً خریدنا چاہتا ہے اور دَہ یازدَہ کے طور پر خریدا اور مطلب یہ ہوا کہ گھوڑا دیگا اور گھوڑے کی جو قیمت ہے اس میں فی دہائی ایک روپیہ دیگا یہ بیع درست نہیں کہ گھوڑے کی قیمت مجہول ہے۔ لہٰذا نفع کی مقدار بھی مجہول ہوئی۔ اور اگر بیع اوّل کا ثمن مثلی ہو جیسے پہلے مشتری نے سو روپئے کے عوض میں خریدی اور دہ یازدہ کے نفع سے بیچی اسکا محصل ایک سو دس روپئے ہوا اگر یہ پوری مقدار مشتری کو معلوم ہو جب تو صحیح ہے اور معلوم نہ ہوا ور اسی مجلس میں اُسے ظاہر کر دیا گیا ہو تو اُسے اختیار ہے کہ لے یا نہ لے اور اگر مجلس میں بھی نہ معلوم ہوا تو بیع فاسد ہے۔ آجکل عام طور پر تاجروں میں آنہ روپیہ دو آنے روپیہ نفع کے حساب سے بیع ہوتی ہے اسکا حکم وہی دہ یازدہ کا ہے کہ وقت عقد معلوم ہو یا مجلس عقد میں معلوم ہو جائے تو بیع صحیح ہے ورنہ فاسد (درمختار و ردالمحتار) **مسئلہ** راس المال جس پر مرابحہ و تولیہ کی بنا ہے (کہ اس پر نفع کی مقدار بڑھائی جائے تو مرابحہ اور کچھ نہ بڑھے وہی ثمن رہے تو تولیہ) اس میں دھوبی کی اُجرت (جیسے تھان خرید کر دھلوایا ہے) اور نقش و نگار ہوا ہے (جیسے چکن کڑھوائی ہے)۔ حاشیہ کے پھندنے بٹے گئے ہیں۔ کپڑا رنگا گیا ہے۔ باربرداری دی گئی ہے یہ سب مصارف راس المال پر اضافہ کئے جاسکتے ہیں۔ (ہدایہ فتح القدیر) **مسئلہ** مکان کی مرمت کرائی ہے صفائی کرائی ہے پلاستر کرایا ہے کنواں کھدوایا ہے ان سب کے مصارف شامل ہونگے دلال کو جو کچھ دیا ہے وہ بھی شامل ہوگا۔ (درمختار) **مسئلہ** خریدار نے کی اُجرت یا خود اپنے مصارف (جیسے جانے آنے کا کرایہ اور اپنی خوراک) اور جو کام خود کیا ہے یا کسی نے مفت کر دیا ہے اس کام کی اُجرت۔ جس مکان میں چیز کو رکھا ہے اسکا کرایہ ان سب کو اضافہ نہیں کریں گے (درمختار) **مسئلہ** کیا چیز اضافہ کرینگے اور کیا نہیں کرینگے۔ اسکا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اس باب میں تاجروں کا عرف دیکھا جائیگا۔ جسکے متعلق عرف ہے اُسے شامل کریں اور عرف

ہو تو شامل نہ کریں۔ (فتح و درمختار) **مسئلہ** جو مصارف ناجائز طور پر جبراً وصول کئے جاتے ہیں جیسے چونگی اگر تجار کا عرف اسکے اضافہ کرنے کا ہو تو اضافہ کریں ورنہ نہیں۔ غالباً چونگی کو آجکل کے تجار تولیہ و مرابحہ میں راس المال پر اضافہ کرتے ہیں۔ (درمختار) **مسئلہ** جو مصارف اضافہ کرنے کے ہیں انھیں اضافہ کرنے کے بعد بائع یہ نہ کہے میں نے اتنے کو خریدی ہے کیونکہ یہ جھوٹ ہے بلکہ یہ کہے کہ مجھے اتنے میں پڑی ہے (ہدایہ وغیرہ) **مسئلہ** بیع مرابحہ میں اگر مشتری کو معلوم ہوا کہ بائع نے کچھ خیانت کی ہے (جیسے اصلی ثمن پر ایسے مصارف اضافہ کئے جنکو اضافہ کرنا ناجائز ہے یا اس ثمن کو بڑھا کر بتایا۔ دس میں خریدی تھی بتائے گیارہ) تو مشتری کو اختیار ہے کہ پورے ثمن پر لے یا نہ لے۔ یہ نہیں کر سکتا کہ جتنا غلط بتایا ہے اُسے کم کر کے ثمن ادا کرے۔ اُسنے خیانت کی ہے اُسے معلوم کرنے کی تین صورتیں ہیں۔ خود اُسنے اقرار کیا ہو یا مشتری نے اسکو گواہوں سے ثابت کیا یا اسپر حلف دیا گیا اُسنے قسم سے انکار کیا۔ تولیہ میں اگر بائع کی خیانت ثابت ہو تو جو کچھ خیانت کی ہے اُسے کم کر کے مشتری ثمن ادا کرے (جیسے اس نے کہا میں نے دس روپیہ میں خریدی ہے اور ثابت ہوا کہ آٹھ میں خریدی ہے تو آٹھ دیکر مبیع لے لیگا) (ہدایہ و فتح) **مسئلہ** مرابحہ میں خیانت ظاہر ہوئی اور پھیرنا چاہتا ہے پھیرنے سے پہلے مبیع ہلاک ہو گئی یا اسمیں کوئی ایسی بات پیدا ہو گئی جس سے بیع کو فسخ کرنا نادرست ہو جاتا ہے تو پورے ثمن پر مبیع کو رکھ لینا ضروری ہو گا اب واپس نہیں کر سکتا۔ نہ نقصان کا مُعاوضہ مِل سکتا ہے۔ (ہدایہ درمختار) **مسئلہ** صلح کے طور پر جو چیز حاصل ہو اسکا مُرابحہ نہیں ہو سکتا جیسے زید کے عمرو پر دس روپئے چاہیئے تھے اُسنے مطالبہ کیا عمرو نے کوئی چیز دیکر صلح کر لی یہ چیز زید کو اگرچہ دس روپئے کے معاوضہ میں ملی ہے مگر اسکا مرابحہ دس روپئے پر نہیں ہو سکتا۔ (ہدایہ) **مسئلہ** جسوقت اُسنے خریدی تھی اسوقت نرخ گراں تھا اور اب بازار کا حال بدل گیا اسکو ظاہر کرنا بھی ضرور نہیں۔ (ردالمحتار) **مسئلہ** جانور یا مکان خریدا تھا اسکو کرایہ پر دیا۔ مرابحہ میں یہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں کہ اسکا اتنا کرایہ وصول کر لیا ہے۔ اور اگر جانور سے گھی دودھ حاصل کیا ہے تو اسکو ثمن میں مجرا دینا ہو گا (فتح) **مسئلہ** کوئی چیز گراں خریدی اور اتنے دام زیادہ دیئے کہ لوگ اتنے میں نہیں خریدتے تو مرابحہ و تولیہ میں اسکو ظاہر کرنا ضرور ہے۔ (ردالمحتار) **مسئلہ** جتنے میں خریدی تھی یا جتنے میں پڑی ہے اسی پر تولیہ کیا مگر مشتری کو یہ معلوم نہیں کہ وہ کیا رقم ہے یہ بیع فاسد ہے۔ پھر اگر مجلس میں اُسے علم ہو جائے تو اُسے اختیار ہے لے یا نہ لے اور مجلس میں بھی علم نہ ہوا تو اب فساد دفع نہیں ہو سکتا مرابحہ کا بھی یہی حکم ہے۔ (درمختار وغیرہ)

مبیع و ثمن میں تصرف کا بیان [ع]

مسئلہ جائداد غیر منقولہ خریدی ہے۔ اسکو قبضہ کرنے سے پہلے بیع کرنا جائز ہے کیونکہ اسکا ہلاک ہونا بہت نادر ہے

[ع] بخاری و مسلم و ابو داؤد و نسائی و بیہقی عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ بازار میں غلہ خرید کر اسی جگہ (بغیر قبضہ کئے ہوئے) لوگ بیچ ڈالتے تھے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی جگہ بیع کرنے سے منع فرمایا جبتک منتقل نہ کر لیں۔ اور صحیحین میں انھیں سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص غلہ خریدے جبتک قبضہ نہ کر لے اُسے بیع نہ کرے حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ جس چیز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبضہ سے پہلے بیچنا منع فرمایا وہ غلہ ہے۔ مگر میرا گمان یہ ہے کہ ہر چیز کا یہی حکم ہے۔ ۱۲

اور اگر وہ ایسی ہو جسکے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو جبتک قبضہ نہ کرے بیع نہیں کرسکتا۔ جیسے بالاخانہ یا دریا کے کنارہ کا مکان اور زمین۔ یا وہ زمین جسپر ریتا چڑھ جانے کا اندیشہ ہو۔ (درمختار و ردالمحتار) مسئلہ منقول چیز خریدی تو جبتک قبضہ نہ کرے اسکی بیع نہیں کرسکتا لیکن ہبہ و صدقہ کرسکتا ہے۔ رہن رکھ سکتا ہے۔ قرض۔ عاریت دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔ (درمختار) مسئلہ منقول چیز قبضہ سے پہلے بائع کو ہبہ کردیا اور بائع نے قبول کرلیا تو بیع جاتی رہی۔ اور اگر بائع کے ہاتھ بیع کردیا تو یہ بیع صحیح نہیں پہلی بیع اب بھی باقی ہے۔ (درمختار)۔
مسئلہ خود بائع نے مشتری کے قبضہ سے پہلے مبیع میں تصرف کیا تو اسکی دو صورتیں ہیں پہلی یہ کہ اُسنے مشتری کے حکم سے تصرف کیا۔ دوسری یہ کہ بغیر حکم کے۔ اگر حکم سے تصرف کیا (جیسے مشتری نے کہا کہ اسکو ہبہ کردے یا کرایہ پر دیدے بائع نے ایسا کردیا) تو مشتری کا قبضہ ہوگیا اور اگر بغیر حکم کے تصرف کیا (جیسے وہ چیز رہن رکھدی یا اُجرت پر دی۔ امانت رکھدی) اور مبیع ہلاک ہوگئی تو بیع جاتی رہی اور اگر بائع نے عاریت دی۔ ہبہ کیا۔ رہن رکھا اور مشتری نے جائز کردیا تو یہ بھی مشتری کا قبضہ ہوگیا۔ (ردالمحتار) مسئلہ مشتری نے بائع سے کہا فلاں کے پاس مبیع رکھدو جب میں دام ادا کرونگا وہ مجھے دیدیگا اور بائع نے اُسے دیدیا تو یہ مشتری کا قبضہ نہوا بلکہ بائع ہی کا قبضہ ہے یعنی وہ چیز ہلاک ہوگی تو بائع کی ہلاک ہوگی۔ (ردالمحتار) مسئلہ ایک چیز خریدی تھی اُسپر قبضہ نہیں کیا بائع نے دوسرے کے ہاتھ زیادہ داموں میں بیچڈالی۔ مشتری نے بیع جائز کردی جب بھی یہ بیع درست نہیں۔ کہ قبضہ سے پیشتر ہے۔ (ردالمحتار) مسئلہ جس نے کیلی چیز کیل کے ساتھ یا وزنی چیز وزن کے ساتھ خریدی یا عددی چیز گنتی کے ساتھ خریدی تو جبتک ناپ یا تول یا گنتی نہ کرلے اسکو بیچنا بھی جائز نہیں اور کھانا بھی جائز نہیں۔ اور اگر تخمینہ سے خریدی یعنی مبیع سامنے موجود ہے دیکھ کر اس ساری کو خرید لیا (یہ نہیں کہ اتنے سیر یا اتنے ناپ یا اتنی تعداد کو خریدا) تو اس میں تصرف کرنے بیچنے کھانے کیلئے ناپ تول وغیرہ کی ضرورت نہیں۔ اور اگر یہ چیزیں ہبہ۔ میراث۔ وصیت میں حاصل ہوئیں یا کھیت میں پیدا ہوئی ہیں تو ناپنے وغیرہ کی ضرورت نہیں (درمختار و ردالمحتار) مسئلہ بیع کے بعد بائع نے مشتری کے سامنے ناپا یا تولا تو اب مشتری کو ناپنے تولنے کی ضرورت نہیں۔ اور اگر بیع سے پہلے اسکے سامنے ناپا تولا تھا یا بیع کے بعد اسکی غیر حاضری میں ناپا تولا تو وہ کافی نہیں۔ بغیر ناپے تولے اسکو کھانا اور بیچنا جائز نہیں۔ (درمختار و ردالمحتار) مسئلہ موزون یا مکیل کو بیع تعاطی کیساتھ خریدا تو مشتری کا ناپنا تولنا ضروری نہیں قبضہ کرلینا کافی ہے۔ (درمختار) مسئلہ بائع نے بیع سے پہلے تولا تھا اسکے بعد ایک شخص نے جسکے سامنے تولا اسکو خریدا مگر اُسنے نہیں تولا اور بیع کردی اور تول کر مشتری کو دی یہ بیع جائز نہیں کہ تولنے سے پہلے ہوئی۔ (فتح القدیر) مسئلہ تھان خریدا اگرچہ گزوں کے حساب سے خریدا (جیسے یہ تھان دس گز کا ہے اور اسکے دام یہ ہیں) اس میں تصرف ناپنے سے پہلے جائز

ہے۔ ہاں اگر بیع میں گز کے حساب سے قیمت ہو جیسے ایک روپیہ گز تو جب تک ناپ نہ لیا جائے تصرف جائز نہیں
اور موزون چیز اگر ایسی ہو کہ اُسکے ٹکڑے کرنا مضر ہو تو وزن کرنے سے پہلے اُس میں تصرف جائز ہے جیسے تانبے
وغیرہ کے لوٹے اور برتن۔ (درمختار) **مسئلہ** ثمن میں قبضہ کرنے سے پہلے تصرف جائز ہے اسکو بیع۔ ہبہ۔
اجارہ۔ صدقہ۔ وصیت سب کچھ کر سکتے ہیں۔ ثمن کبھی حاضر ہوتا ہے جیسے یہ چیز ان دس روپوں کے بدلے
میں خریدی۔ اور کبھی حاضر کیطرف اشارہ نہیں کیا جاتا جیسے یہ چیز دس روپے کے بدلے میں خریدی پہلی صورت
میں ہر قسم کے تصرف کر سکتے ہیں۔ مشتری کو بھی مالک کر سکتے ہیں اور غیر مشتری کو بھی۔ اور دوسری صورت میں
مشتری کو مالک کر دینے کے علاوہ دوسرا تصرف نہیں کر سکتے۔ یعنی غیر مشتری کو اسکی تملیک نہیں کر سکتے جیسے
بائع مشتری سے کوئی چیز ان روپوں کے بدلے میں خرید سکتا ہے جو مشتری کے ذمہ ہیں یا اسکا جانور یا مکان کرایہ پر
لے سکتا ہے اور یہ بھی کر سکتا ہے کہ وہ روپے اسے ہبہ کر دے۔ صدقہ کر دے اور اگر مشتری کے علاوہ دوسرے سے کوئی
چیز خریدے اُن روپوں کے بدلے میں جو اس مشتری پر ہیں یا دوسرے کو ہبہ کرے۔ صدقہ کرے تو یہ صحیح نہیں (در
ردّ) **مسئلہ** ثمن دو قسم ہے ایک وہ کہ معین کرنے سے معین ہو جاتا ہے جیسے ناپ اور تول کی چیزیں۔ دوسرا
وہ کہ معین کرنے سے بھی معین نہ ہو جیسے روپیہ اشرفی۔ کہ بیع صحیح میں معین کرنے سے بھی معین نہیں ہوتے۔
جیسے کوئی چیز اس روپے کے بدلے میں خریدی یعنی کسی خاص روپیہ کیطرف اشارہ کیا تو اسی کا دینا واجب نہیں
دوسرا روپیہ بھی دے سکتا ہے کہ دس روپیہ کی جگہ دس کا نوٹ پندرہ روپے کی جگہ گنی دے سکتا ہے مشتری کو ہرگز
یہ حق حاصل نہیں کہ کہے روپیہ لونگا نوٹ اشرفی نہیں لونگا۔ (درمختار) **مسئلہ** قبضہ سے پہلے ثمن کے علاوہ
کسی دَین میں تصرف کرنے کا وہی حکم ہے جو ثمن کا ہے۔ جیسے مہر۔ قرض۔ اُجرت۔ بدلِ خلع۔ تاوان۔ کہ جسپر
اسکا مطالبہ ہے اسکو مالک بنا سکتے ہیں یعنی اس سے انکے بدلے میں کوئی چیز خرید سکتے ہیں۔ اسکو مکان وغیرہ
کی اُجرت میں دے سکتے ہیں ہبہ و صدقہ کر سکتے ہیں لیکن دوسرے کو مالک کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے (درمختار)
مسئلہ بیع صرف اور سَلَم میں جس چیز پر عقد ہوا اسکے علاوہ دوسری چیز کو لینا دینا جائز نہیں اور نہ اس
میں کسی دوسری قسم کا تصرف جائز نہ مسلم الیہ راس المال میں تصرف کر سکتا ہے اور نہ ربّ السلم مسلم فیہ میں
کہ وہ روپے کے بدلے میں اشرفی لے لے اور یہ گیہوں کے بدلے میں جَو لے۔ یہ ناجائز ہے۔ (دُرمختار وردالمحتار)۔
مسئلہ مشتری نے بائع کیلئے ثمن میں کچھ اضافہ کر دیا یا بائع نے مبیع میں اضافہ کر دیا۔ یہ جائز ہے۔ ثمن یا
مبیع میں اضافہ اُسی جنس سے ہو یا دوسری جنس سے اُسی مجلس عقد میں ہو یا بعد میں۔ ہر صورت میں یہ اضافہ
لازم ہو جاتا ہے۔ یعنی بعد میں اگر ندامت ہوئی کہ ایسا میں نے کیوں کیا تو بیکار ہے وہ دینا پڑیگا۔ اجنبی نے
ثمن میں اضافہ کر دیا اور مشتری نے قبول کر لیا تو یہ مشتری پر لازم ہو جائیگا اور اگر مشتری نے انکار کر دیا تو
باطل ہو گیا۔ ہاں اگر اجنبی نے اضافہ کیا اور خود ضامن بھی بن گیا یا کہا میں اپنے پاس سے دونگا تو اضافہ

صحیح ہے اور زیادت اجنبی پر لازم (ہدایہ درمختار وردالمحتار) **مسئلہ** اگر مشتری نے ثمن میں اضافہ کیا تو اسکے لازم ہونے کیلئے شرط یہ ہے کہ بائع نے اسی مجلس میں قبول بھی کر لیا ہو اور اگر اُسی مجلس میں قبول نہیں کیا بعد میں کیا تو لازم نہیں اور یہ بھی شرط ہے کہ مبیع موجود ہو۔ مبیع کے ہلاک ہونے کے بعد ثمن میں اضافہ نہیں ہو سکتا۔ مبیع کو بیچڈالا ہو پھر خرید لیا یا واپس کر لیا ہو جب بھی ثمن میں اضافہ صحیح ہے۔ بکری مرگئی ہے تو ثمن میں اضافہ نہیں ہو سکتا اور ذبح کر دی گئی ہے تو ہو سکتا ہے مبیع میں بائع نے زیادتی کی اس میں بھی مشتری کا اسی مجلس میں قبول کرنا شرط ہے۔ مبیع کا باقی رہنا شرط نہیں۔ مبیع ہلاک ہو چکی ہے جب بھی مبیع میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ (درمختار) **مسئلہ** ثمن میں بائع کمی کر سکتا ہے (جیسے دس روپئے میں ایک چیز بیع کی تھی مگر خود بائع کو خیال ہوا کہ مشتری پر اسکی گرانی ہوگی اور ثمن کم کر دیا۔ یہ ہو سکتا ہے) اسکے لئے مبیع کا باقی رہنا شرط نہیں۔ یہ کمی ثمن پر قبضہ کرنے کے بعد بھی ہو سکتی ہے۔ (درمختار) **مسئلہ** کمی زیادتی جو کچھ بھی ہے اگرچہ بعد میں ہوئی ہو اسکو اصل عقد میں شمار کرینگے یعنی کمی بیشی کے بعد جو کچھ ہے اسی پر عقد متصور ہوگا۔ پورے ثمن کا اسقاط نہیں ہو سکتا۔ (یعنی مشتری کے ذمہ ثمن کچھ نہ رہے اور بیع قائم رہے) کہ بلا ثمن بیع قرار پائے۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ یہ البتہ ہوگا کہ بیع اُسی ثمن اوّل پر قرار پائیگی اور یہ سمجھا جائیگا کہ بائع نے مشتری سے ثمن معاف کر دیا۔ اسکا نتیجہ وہاں ظاہر ہوگا کہ شفیع نے شفعہ کیا تو پورا ثمن دینا ہوگا۔ (ردالمحتار) **مسئلہ** کمی بیشی کو اصل عقد میں شمار کرنے کا اثر یہ ہوگا کہ مرابحہ و تولیہ میں اسی کا اعتبار ہوگا۔ ثمن اوّل کا یا مبیع اول کا اعتبار نہ ہوگا۔ (درمختار وردالمحتار) **مسئلہ** مبیع میں اگر مشتری کمی کرنا چاہے اور مبیع از قبیل دین یعنی غیر معین ہو تو جائز ہے اور معین ہو تو کمی نہیں ہو سکتی۔ (درمختار) **مسئلہ** بائع نے اگر عقد بیع کے بعد مشتری کو ادائے ثمن کے لئے مہلت دی یعنی اسکے لئے میعاد مقرر کر دی اور مشتری نے بھی قبول کر لی تو یہ دین میعادی ہو گیا یعنی بائع پر وہ میعاد لازم ہو گئی اس سے پہلے مطالبہ نہیں کر سکتا۔ ہر دین[ع] کا یہی حکم ہے کہ میعادی نہ ہو اور بعد میں میعاد مقرر ہو جائے تو میعادی ہو جاتا ہے مگر مدیون کا قبول کرنا شرط ہے۔ اگر اُسنے انکار کر دیا تو میعادی نہیں ہوگا فوراً اسکا ادا کرنا واجب ہوگا اور دائن جب چاہے گا مطالبہ کر سکے گا۔ (درمختار وغیرہ) **مسئلہ** دین کی میعاد کبھی معلوم ہوتی ہے (جیسے فلاں مہینہ کی فلاں تاریخ) اور کبھی مجہول۔ مگر جہالت یسیرۃ ہو تو جائز ہے جیسے جب کھیت کٹے گا اور اگر زیادہ جہالت ہو جیسے جب آندھی آئیگی یا پانی برسے گا یہ میعاد باطل ہے۔ (ہدایہ) **مسئلہ** دین کی میعاد کو شرط پر معلق بھی کر سکتے ہیں۔ جیسے ایک شخص پر ہزار روپے ہیں اس سے دائن کہتا ہے اگر پانسو روپے کل ادا کر دو تو

ع جو چیز واجب فی الذمہ ہو کسی عقد (جیسے بیع یا اجارہ) کی وجہ سے یا کسی چیز کے ہلاک کرنے سے اسکے ذمہ تاوان واجب ہوا یا قرض کی وجہ سے واجب ہوا ان سب کو دین کہتے ہیں۔ دین کی ایک خاص صورت کا نام قرض ہے جس کو لوگ دستگرداں کہتے ہیں۔ ہر دین کو آجکل لوگ قرض بولا کرتے ہیں یہ فقہ کی اصطلاح کے خلاف ہے۔ ۱۲ منہ

باقی پانسو کے لئے چھ مہینہ کی مہلت ہے۔ (ردالمحتار)

قرض کا بیان [ع۱]

مسئلہ جو چیز قرض دیجائے۔ لی جائے۔ اسکا مثلی ہونا ضرور ہے یعنی ناپ کی چیز ہو یا تول کی ہو یا گنتی کی ہو۔ مگر گنتی کی چیز میں شرط یہ ہے کہ اسکے افراد میں زیادہ تفاوت نہو۔ جیسے انڈے۔ اخروٹ۔ بادام۔ اور اگر گنتی کی چیز میں تفاوت زیادہ ہو جسکی وجہ سے قیمت میں اختلاف ہو جیسے آم امرود۔ انکو قرض نہیں دے سکتے۔ یوہیں ہر قیمتی چیز جیسے جانور مکان زمین انکو قرض دینا صحیح نہیں (درمختار وردالمحتار) مسئلہ قرض کا حکم یہ ہے کہ جو چیز لی گئی ہے اسکی مثل ادا کیجائے۔ لہذا جسکی مثل نہیں اسکا قرض دینا صحیح نہیں۔ جس چیز کو قرض دینا لینا جائز نہیں اگر اسکو کسی نے قرض لیا تو اُسپر قبضہ کرنے سے مالک ہو جائیگا مگر اس سے نفع اُٹھانا حلال نہیں لیکن اگر اسکو بیع کریگا تو بیع صحیح ہو جائے گی اسکا حکم ویسا ہی ہے جیسے بیع فاسد میں مبیع پر قبضہ کر لیا کہ واپس کرنا ضروری ہے مگر بیع کریگا تو بیع صحیح ہے۔ (درمختار وردالمحتار) مسئلہ کاغذ کو قرض لینا جائز ہے جبکہ اسکی نوع وصفت کا بیان ہو جائے اور اسکو گنتی کے ساتھ لیا جائے اور گن کر دیا جائے۔ مگر آجکل تھوڑے سے کاغذوں میں خرید و فروخت و قرض میں گن کر لیتے دیتے ہیں۔ زیادہ مقدار یعنی رموں میں وزن کا اعتبار ہوتا ہے یعنی جیسے اتنے پونڈ کا رم۔ عرف میں تختے نہیں گنتے اس میں حرج نہیں۔ (درمختار و بہار) مسئلہ روٹیوں کو گن کر بھی قرض لے سکتے ہیں اور تول کر بھی۔ گوشت وزن کر کے لیا جائے۔ (درمختار) مسئلہ آٹے کو ناپ کر قرض لینا دینا چاہئے اور اگر عرف وزن سے قرض لینے کا ہو جیسا کہ عموماً ہندوستان میں ہے تو وزن سے بھی قرض جائز ہے۔ (عالمگیری) مسئلہ ایندھن کی لکڑی اور دوسری لکڑیاں اور اُپلے اور تختے اور ترکاریاں اور تازہ پھول۔ ان سب کا قرض لینا۔ دینا درست نہیں (عالمگیری) مسئلہ کچی اور پکی اینٹوں کا قرض جائز ہے جبکہ ان میں تفاوت نہو جس طرح آجکل شہر بھر میں ایک طرح کی

ع۱ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی قرض دے اور اسکے پاس وہ ہدیہ کرے تو قبول نہ کرے اور اپنی سواری پر سوار کرے تو سوار نہو ہاں اگر پہلے سے ان دونوں میں (ہدیہ وغیرہ) جاری تھا تو اب حرج نہیں (رواہ ابن ماجہ والبیہقی) اور نسائی نے عبداللہ بن ابی ربیعہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی کہتے ہیں مجھ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض لیا تھا۔ جب حضور کے پاس مال آیا ادا فرما دیا اور دعا دی کہ اللہ تعالی تیرے اہل و مال میں برکت کرے اور فرمایا قرض کا بدلہ شکریہ ہے اور ادا کر دینا قرآن شریف میں ہے کہ اگر مدیون تنگدست ہے تو اُسے مہلت دو۔ اور معاف کر دو تو یہ بہتر ہے مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالی اسکو قیامت کی سختیوں سے بچائے تو وہ تنگدست کو مہلت دے۔ یا معاف کر دے بخاری کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی لوگوں کا مال لیتا ہے اور ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو اللہ تعالی اُس سے ادا کرا دیگا (یعنی ادا کرنے کی توفیق دیگا یا قیامت میں ان کو راضی کر دیگا) اور جو شخص تلف کرنے کے ارادہ سے لیتا ہے اللہ تعالی اُسپر تلف کر دیگا (یعنی نہ ادا کی توفیق ہوگی نہ دائن راضی ہوگا) اور فرمایا کہ دین کے علاوہ شہید کے سب گناہ بخشدیئے جائیں گے۔ (رواہ مسلم)

اینٹیں تیار ہوتی ہیں۔ (عالمگیری) مسئلہ برف کو وزن کیساتھ قرض لینا درست ہے۔ اور اگر گرمیوں میں برف قرض لیا تھا اور جاڑے میں ادا کر دیا یہ ہو سکتا ہے۔ مگر قرض دینے والا اُسوقت نہیں لینا چاہتا۔ وہ کہتا ہے گرمیوں میں لونگا اور یہ ابھی دینا چاہتا ہے تو معاملہ قاضی کے پاس پیش کرنا ہوگا وہ وصول کرنے پر مجبور کریگا۔ (عالمگیری) مسئلہ پیسے قرض لئے تھے اسکا چلن جاتا رہا تو ویسے ہی پیسے اسی تعداد میں دیدینے سے قرض ادا نہوگا بلکہ اسکی قیمت کا اعتبار ہے جیسے آٹھ آنے کے پیسے تھے تو چلن بند ہونے کے بعد اٹھنّی یا دوسرا سکہ اس قیمت کا دینا ہوگا۔ (درمختار وغیرہ) مسئلہ ادائے قرض میں چیز کے سستے مہنگے ہونے کا اعتبار نہیں جیسے دس سیر گیہوں قرض لئے تھے انکی قیمت ایک روپیہ تھی اور ادا کرنے کے دن ایک روپیہ سے کم یا زیادہ ہے اسکا بالکل لحاظ نہیں کیا جائیگا وہی دس سیر گیہوں دینے ہونگے۔ (درمختار) مسئلہ ایک شہر میں مثلاً غلہ قرض لیا اور دوسرے شہر میں قرضخواہ نے مطالبہ کیا تو جہاں قرض لیا تھا وہاں جو قیمت تھی وہ دیدیجائے۔ قرضدار اسپر مجبور نہیں کر سکتا کہ میں یہاں نہیں دونگا وہاں چلکر وہ چیز لے لو۔ ایک شہر میں غلہ قرض لیا دوسرے شہر میں جہاں غلہ گراں ہے قرضخواہ اس سے غلہ کا مطالبہ کرتا ہے تو قرضدار سے کہا جائیگا کہ اس بات کا ضامن دیدو کہ اپنے شہر میں جا کر غلہ ادا کر دونگا۔ (درمختار) مسئلہ میوے قرض لئے مگر ابھی ادا نہیں کئے کہ یہ میوے ختم ہو چکے بازار میں ملتے نہیں تو قرضخواہ کو انتظار کرنا پڑیگا کہ نئے پھل آجائیں اسوقت قرض ادا کیا جائے۔ اور اگر دونوں قیمت دینے لینے پر راضی ہو جائیں تو قیمت ادا کر دیجائے (درمختار) مسئلہ قرضدار نے جب قرض پر قبضہ کر لیا تو اس چیز کا مالک ہو گیا۔ فرض کرو ایک چیز قرض لی تھی اور ابھی خرچ نہیں کی ہے کہ اپنی چیز آگئی (جیسے روپیہ قرض لیا تھا اور روپیہ آگیا یا آٹا قرض لیا تھا پکنے سے پہلے آٹا پسکر آگیا اب قرضدار کو یہ اختیار ہے کہ اسکی چیز رہنے دے اور اپنی چیز سے قرض ادا کرے یا اسکی ہی چیز دیدے جس نے قرض دیا ہے وہ نہیں کہہ سکتا کہ میں نے جو چیز دی تھی وہ تمھارے پاس موجود ہے میں وہی لونگا۔ (درمختار عالمگیری) مسئلہ قرض کی چیز قرضدار کے پاس موجود ہے قرضدار اسکو خود قرضخواہ کے ہاتھ بیع کرے یہ صحیح ہے کہ وہ مالک ہے۔ اور اگر قرضخواہ بیع کرے تو یہ صحیح نہیں کہ یہ مالک نہیں۔ ایک شخص نے دوسرے سے غلہ قرض لیا قرضدار نے قرضخواہ سے روپیہ کے بدلے اسکو خرید لیا یعنی اُس دین کو خریدا جو اسکے ذمہ ہے۔ مگر قرضخواہ نے روپیہ پر ابھی قبضہ نہیں کیا تھا کہ دونوں جدا ہو گئے تو بیع باطل ہو گئی۔ (درمختار) مسئلہ غلام تاجر اور مکاتب اور نابالغ اور بوہرا یہ سب کسی کو قرض دیں یہ ناجائز ہے کہ قرض تبرّع ہے اور یہ تبرّع نہیں کر سکتے۔ (عالمگیری) مسئلہ صبی محجور (جسکو خرید و فروخت کی ممانعت ہے) کو قرض دیا۔ اُسکے ہاتھ کوئی چیز بیع کی اُسنے خرچ کر ڈالی تو اسکا معاوضہ کچھ نہیں بوہرے اور مجنون کو قرض دینے کا بھی یہی حکم ہے اور اگر وہ چیز موجود ہے خرچ نہیں ہوئی ہے تو قرضخواہ واپس لے سکتا ہے۔ غلام محجور کو قرض دیا ہے تو جبتک آزاد نہ ہو اس سے مواخذہ نہیں ہو سکتا (درمختار ردالمحتار) مسئلہ ایک شخص سے دوسرے نے روپئے قرض مانگے وہ دینے کو لایا۔ اُسنے کہا پانی میں پھینکدو اُسنے پھینکدیا

تو اسکا کچھ نقصان نہیں اُسنے اپنا مال پھینکا۔ اور اگر بائع مبیع کو مشتری کے پاس لایا یا امین امانت کو مالک کے پاس لایا اُنھوں نے کہا پھینکدو اُنھوں نے پھینکدیا تو مشتری اور مالک کا نقصان ہوا۔ (درمختار) **مسئلہ** قرض میں کسی شرط کا کوئی اثر نہیں شرطیں بیکار ہیں جیسے یہ شرط کہ اسکے بدلے میں فلاں چیز دینا یا یہ شرط کہ فلاں جگہ (کسی دوسری جگہ کا نام لیکر) واپس کرنا (درمختار) **مسئلہ** واپسی قرض میں اس چیز کی مثل دینی ہوگی جو لی ہے نہ اُس سے بہتر نہ کمتر ہاں اگر بہتر ادا کرتا ہے اور اسکی شرط نہ تھی تو جائز ہے دائن اسکو لے سکتا ہے یوہیں جتنا لیا ہے ادا کے وقت اس سے زیادہ دیتا ہے مگر اسکی شرط نہ تھی یہ بھی جائز ہے۔ (درمختار) **مسئلہ** قرض دیا اور ٹھہرالیا کہ جتنا دیا ہے اس سے زیادہ لیگا جیسا کہ آجکل سود خواروں کا قاعدہ ہے کہ روپیہ دو روپے سیکڑا ماہوار سود ٹھہرا لیتے ہیں۔ یہ حرام ہے یوہیں کسی قسم کے نفع کی شرط کرے ناجائز ہے جیسے یہ شرط کہ مستقرض مُقرِض سے کوئی چیز زیادہ داموں میں خریدیگا یا یہ کہ قرض کے روپے فلاں شہر میں مجھ کو دینے ہوں گے۔ (عالمگیری درمختار) **مسئلہ** جسپر قرض ہے اُس نے قرض دینے والے کو کچھ ہدیہ کیا تو لینے میں حرج نہیں جبکہ ہدیہ دینا قرض کیوجہ سے نہ ہو بلکہ اس وجہ سے ہو کہ دونوں میں قرابت یا دوستی ہے یا اسکی عادت ہی میں جود و سخاوت ہے کہ لوگوں کو ہدیہ کیا کرتا ہے۔ اور اگر قرض کیوجہ سے ہے یا نہیں جب بھی پرہیز ہی کرنا چاہئے جب تک یہ بات ظاہر نہ ہو جائے کہ قرض کیوجہ سے نہیں ہے۔ اسکی دعوت کا بھی یہی حکم ہے کہ قرض کیوجہ سے نہو تو قبول کرنے میں حرج نہیں۔ اور قرض کیوجہ سے ہے یا پتہ نہ چلے تو بچنا چاہئے۔ اسکو یوں سمجھنا چاہئے کہ قرض نہیں دیا تھا جب بھی دعوت کرتا تھا تو معلوم ہوا کہ یہ دعوت قرض کیوجہ سے نہیں اور اگر پہلے نہیں کرتا تھا اور اب کرتا ہے یا پہلے مہینہ میں ایک بار کرتا تھا اور اب دو بار کرنے لگا یا اب سامان ضیافت زیادہ کرتا ہے تو معلوم ہوا کہ یہ قرض کیوجہ سے ہے اس سے اجتناب چاہئے۔ (عالمگیری) **مسئلہ** جس قسم کا دَین تھا مدیون اُس سے بہتر ادا کرنا چاہتا ہے۔ دائن کو اسکے قبول کرنے پر مجبور نہیں کرسکتے اور گھٹیا دینا چاہتا ہے جب بھی مجبور نہیں کرسکتے اور دائن قبول کرلے تو دونوں صورتوں میں دین ادا ہو جائیگا یوہیں اگر اُسکے روپے تھے وہ اسی قیمت کی اشرفی دینا چاہتا ہے دائن قبول کرنے پر مجبور نہیں۔ کہہ سکتا ہے میں نے روپیہ دیا تھا روپیہ لونگا اور اگر دین میعادی تھا میعاد پوری ہونے سے پہلے ادا کرتا ہے تو دائن لینے پر مجبور کیا جائیگا وہ انکار کرے یہ اسکے پاس رکھ کر چلا آئے دین ادا ہو جائیگا۔ (عالمگیری وغیرہ) **مسئلہ** قرضدار قرض ادا نہیں کرتا۔ اگر قرضخواہ کو اسکی کوئی چیز اسی جنس کی جو قرض میں دی ہے ملجائے تو بغیر دیئے لے سکتا ہے بلکہ زبردستی چھین لے جب بھی قرض ادا ہو جائیگا۔ دوسری جنس کی چیز بغیر اسکی اجازت نہیں لے سکتا جیسے روپیہ

مُستقرض۔ قرضدار جو اُدھار لے۔ مُقرِض۔ قرض خواہ جو اُدھار دے۔ اِجتناب۔ پرہیز۔ بچنا۔ دائن۔ جسکا کسی پر کچھ آتا ہو۔

قرض دیا تھا تو روپیہ یا چاندی کی کوئی چیز بدلے لے سکتا ہے اور اشرفی اور سونے کی چیز نہیں لے سکتا۔ (عالمگیری)۔
مسئلہ زید نے عمرو سے کہا مجھے اتنے روپے قرض دو میں اپنی یہ زمین تمھیں عاریت دیتا ہوں۔ جبتک میں روپیہ ادا نہ کروں تم اسکی کاشت کرو اور نفع اُٹھاؤ یہ ممنوع ہے۔ آجکل سود خواروں کا عام طریقہ یہ ہے کہ قرض دے کر مکان یا کھیت رہن رکھ لیتے ہیں مکان ہے تو اس میں مرتہن سکونت کرتا ہے یا اسکو کرایہ پر چلاتا ہے کھیت ہے تو اسکی خود کاشت کرتا ہے یا اجارہ پر دیدیتا ہے اور نفع خود کھاتا ہے یہ سود ہے۔ اس سے بچنا واجب۔ (عالمگیری و بہار)
مسئلہ جس چیز کا قرض جائز ہے اُسے عاریت کے طور پر لیا تو وہ قرض ہے اور جسکا قرض ناجائز ہے اُسے عاریت لیا تو عاریت ہے۔ (عالمگیری) **مسئلہ** روپے قرض لئے تھے اسکو نوٹ یا اشرفیاں دیں کہ توڑا کر اپنے روپے لے لو اسکے پاس توڑانے سے پہلے ضائع ہو گئے تو قرضدار کے ضائع ہوئے اور توڑانے کے بعد ضائع ہوئے تو دو صورتیں ہیں۔ اپنا قرض لیا تھا یا نہیں اگر نہیں لیا تھا جب بھی قرضدار کا نقصان ہوا اور قرض کے روپے ان میں سے لینے کے بعد ضائع ہوئے تو اُسکے ہلاک ہوئے اور اگر نوٹ یا اشرفیاں دیکر یہ کہا کہ اپنا قرض لو اُسنے لے لیا تو قرض ادا ہو گیا ضائع ہو گا اسکا نقصان ہو گا۔ (عالمگیری)

سود کا بیان

رِبا یعنی سود حرام قطعی ہے اِسکی حُرمت کا منکر کافر ہے اور حرام سمجھ کر جو اسکا مرتکب ہے فاسق مردود الشہادۃ ہے۔ عقد معاوضہ میں جب دونوں طرف مال ہو اور ایکطرف زیادتی ہو کہ اسکے مقابل میں دوسری طرف کچھ نہو تو یہ سود ہے۔ **مسئلہ** جو چیز ناپ یا تول سے بکتی ہو جب اُسکو اپنی جنس سے بدلا جائے (جیسے گیہوں کے بدلے میں گیہوں جو کے بدلے جو لئے) اور ایک طرف زیادہ ہو تو حرام ہے اور اگر وہ چیز ناپ یا تول کی نہو یا ایک جنس کو دوسری جنس سے بدلا ہو تو سود نہیں۔ عمدہ اور خراب کا یہاں کوئی فرق نہیں یعنی تبادلہ جنس میں ایکطرف کم ہے مگر یہ اچھی ہے دوسری طرف زیادہ ہے وہ خراب ہے جب بھی سود اور حرام ہے۔ لازم ہے کہ دونوں ناپ یا تول میں برابر ہوں۔ جس چیز پر سود کی حرمت کا دارومدار ہے وہ قدر و جنس ہے۔ قدر سے مراد وزن یا ناپ ہے **مسئلہ** دونوں چیزوں کا ایک نام اور ایک کام ہو تو ایک جنس سمجھئے اور نام و مقصد میں اختلاف ہو تو دو جنس جانئے جیسے گیہوں۔ جو۔ کپڑے کی قسمیں ململ۔ لٹھا۔ گبرون۔ چھینٹ۔ یہ سب اجناس

عہ قرآن شریف میں ہے وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ط فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ط وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ط وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ط وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ۝ اللہ نے بیع کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام پس جس کو خدا کیطرف سے نصیحت پہونچ گئی اور باز آیا تو جو کچھ پہلے کر چکا ہے اسکے لئے معاف ہے اور اسکا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اور جو پھر ایسا ہی کریں وہ جہنمی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے اور ناشکرے گنہگار کو اللہ دوست نہیں رکھتا۔ صحیح مسلم شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود لینے والے اور سود دینے والے اور سود کا کاغذ لکھنے والے اور اسکے گواہوں پر لعنت فرمائی اور یہ فرمایا کہ وہ سب برابر ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سود سے (بظاہر) اگرچہ مال زیادہ ہو مگر نتیجہ یہ ہے کہ مال کم ہو گا۔ (رواہ احمد وابن ماجہ

مختلف ہیں کھجور کی سب قسمیں ایک جنس ہیں۔ لوہا۔ سیسہ۔ تانبا۔ پیتل مختلف جنسیں ہیں۔ اُون اور ریشم اور سوت مختلف اجناس ہیں۔ گائے کا گوشت۔ بھیڑ اور بکری کا گوشت۔ دُنبہ کی چکی۔ پیٹ کی چربی یہ سب اجناس مختلفہ ہیں۔ روغن گل۔ روغن چنبیلی۔ روغن جوہی وغیرہ سب مختلف اجناس ہیں۔ (ردالمحتار) **مسئلہ** قدر و جنس دونوں موجود ہوں تو کمی بیشی بھی حرام ہے (اسکو ربا الفضل کہتے ہیں) اور ایکطرف نقد ہو دوسری طرف اُدھار یہ بھی حرام (اسکو ربا النسیہ کہتے ہیں) جیسے گیہوں کو گیہوں جَو کو جَو کے بدلے میں بیع کریں تو کم و بیش حرام اور ایک اب دیتا ہے دوسرا کچھ دیر کے بعد دیگا یہ بھی حرام اور دونوں میں سے ایک ہو ایک نہو تو کمی بیشی جائز ہے اور اُدھار حرام جیسے گیہوں کو جو کے بدلے میں یا ایک طرف سیسہ ہو ایکطرف لوہا کہ پہلی مثال میں ناپ اور دوسری میں وزن مشترک ہے مگر جنس کا دونوں میں اختلاف ہے۔ کپڑے کو کپڑے کے بدلے غلام کو غلام کے بدلے میں بیع کیا اس میں جنس ایک ہے مگر قدر موجود نہیں لہذا یہ تو ہوسکتا ہے کہ ایک تھان دیکر دو تھان یا ایک غلام کے بدلے میں دو غلام خریدے مگر اُدھار بیچنا حرام اور سود ہے اگرچہ کمی بیشی نہو اور دونوں نہو تو کمی بیشی بھی جائز اور ادھار بھی جائز جیسے گیہوں اور جَو کو روپیہ سے خریدیں یہاں کم و بیش ہونا تو ظاہر ہے کہ ایک روپیہ کے عوض میں جتنے من چاہو خرید و کوئی حرج نہیں اور اُدھار بھی جائز ہے کہ آج خرید و روپیہ مہینے میں سال میں دوسرے کی مرضی سے جب چاہو دو جائز ہے کوئی خرابی نہیں۔ (ہدایہ وغیرہ) **مسئلہ** جس چیز کے متعلق حضور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ناپ کیساتھ تفاضل حرام فرمایا وہ کیلی (ناپ کی چیز) ہے اور جس کے متعلق وزن کی تصریح فرمائی وہ وزنی ہے۔ حضور کے ارشاد کے بعد اس میں تبدیلی نہیں ہوسکتی اگر عرف اسکے خلاف ہو تو عرف کا اعتبار نہیں اور جس کے متعلق حضور کا ارشاد نہیں ہے اسمیں عادت و عرف کا اعتبار ہے۔ ناپ یا تول جو کچھ چلن ہو اسکا لحاظ ہوگا۔ (ہدایہ وغیرہ) **مسئلہ** جو چیز وزنی ہو اُسے ناپ کر برابر کرکے ایک کو دوسرے کے بدلے میں بیع کیا مگر یہ نہیں معلوم کہ انکا وزن کیا ہے۔ یہ جائز نہیں اور اگر وزن میں دونوں برابر ہوں بیع جائز ہے اگرچہ ناپ میں کم و بیش ہوں اور جو چیز کیلی ہے اسکو وزن سے برابر کرکے بیع کیا مگر یہ نہیں معلوم کہ ناپ میں برابر ہے یا نہیں یہ ناجائز ہے۔ ہندوستان میں گیہوں جَو کو عموماً وزن سے بیع کرتے ہیں حالانکہ انکا کیلی ہونا حضور کے ارشاد سے ثابت ہے لہذا اگر گیہوں کو گیہوں کے بدلے میں بیع کریں تو ناپ کو ضرور برابر کرلیں ان میں وزن کی برابری کا اعتبار نہ کریں۔ یونہیں گیہوں جَو قرض لیں تو ناپ کرلیں اور ناپ کردیں۔ اور انکے آٹے کی بیع یا قرض وزن سے بھی جائز ہے۔ (در، رد، ہدایہ، فتح) **مسئلہ** شریعت میں ناپ کی مقدار کم سے کم نصف صاع ہے اگر کوئی کیلی چیز نصف صاع سے کم ہو جیسے ایک دولپ اس میں کمی بیشی یعنی ایک لپ دو لپ کے بدلے میں بیچنا جائز ہے یونہیں ایک سیب دو کے بدلے میں ایک کھجور دو کے بدلے میں ایک انڈا دو انڈے کے عوض ایک اخروٹ دو کے عوض ایک تلوار دو تلوار کے بدلے ایک دوات دو دواتوں کے بدلے میں ایک سوئی دو کے

بدلے ایک شیشی دو کے عوض بیچنا جائز ہے جبکہ یہ سب معیّن ہوں اور اگر دونوں جانب یا ایک جانب غیر معین ہو تو بیع ناجائز ان صورتوں میں کمی بیشی اگرچہ جائز ہے مگر اُدھار بیچنا حرام ہے کیونکہ جنس ایک ہے۔ (درمختار وغیرہ) **مسئلہ** گیہوں۔جَو۔کھجور۔نمک۔جنکا کیلی ہونا منصوص ہے اگر انکے متعلق لوگوں کی عادت یوں جاری ہو کہ انکو وزن سے خرید وفروخت کرتے ہوں (جیسا کہ یہاں ہندوستان میں وزن ہی سے یہ سب چیزیں بکتی ہیں اور بیع سلم میں وزن سے انکا تعین کیا (جیسے اتنے روپے کے اتنے من گیہوں) تو یہ سلم جائز ہے اسمیں حرج نہیں (درمختار ردالمحتار) **مسئلہ** ایک مچھلی دو مچھلیوں سے بیع کرسکتے ہیں۔یعنی وہاں جہاں وزن سے نہ بکتی ہو اور تول سے فروخت ہوں جیسے یہاں تو وزن میں برابر کرنا ضرور ہوگا۔(عالمگیری) **مسئلہ** سوتی کپڑے سوت یا روئی کے بدلے میں بیچنا مطلقاً جائز ہے کہ انکی جنس مختلف ہے یونہیں روئی کو سوت سے بیچنا بھی جائز ہے اِسی طرح اون کے بدلے میں اونی کپڑے خریدنا یا ریشم کے عوض میں ریشمی کپڑے خریدنا بھی جائز ہے۔مقصد یہ ہے کہ جنس کے اختلاف واتحاد میں اصل کا اتحاد واختلاف معتبر نہیں بلکہ مقصود کا اختلاف جنس کو مختلف کردیتا ہے اگرچہ اصل ایک ہو اور یہ بات ظاہر ہے کہ روئی اور سوت اور کپڑے کے مقاصد مختلف ہیں۔یونہیں گیہوں یا اُسکے آٹے کو روٹی سے بیع کرسکتے ہیں کہ انکی بھی جنس مختلف ہے۔ (درمختار وردالمحتار) **مسئلہ** ترکھجور کو تریا خشک کھجور کے بدلے میں بیع کرنا جائز ہے جبکہ دونوں جانب کی کھجوریں ناپ میں برابر ہوں۔ وزن میں برابری کا اس میں اعتبار نہیں۔یونہیں انگور کو منقے یا کشمش کے بدلے بیچنا جائز ہے جبکہ دونوں برابر ہوں۔اسی طرح جو پھل خشک ہوجاتے ہیں انکے تر کو خشک کے عوض بھی بیچنا جائز ہے اور تر کے بدلے میں بھی جیسے انجیر۔آلو بخارا۔خوبانی وغیرہ (ہدایہ۔فتح) **مسئلہ** گیہوں اگر پانی میں بھیگ گئے ہوں انکو خشک کے بدلے میں بیع کرنا جائز ہے جبکہ ناپ میں برابر ہوں۔یونہیں کھجور یا منقے جنکو پانی میں بھگو لیا ہے خشک کے عوض میں بیع کرسکتے ہیں۔بھُنے ہوئے گیہوں کو بے بھُنے سے بیچنا جائز نہیں۔(ہدایہ درمختار وغیرہ) **مسئلہ** مختلف قسم کے گوشت کمی بیشی کے ساتھ بیع لئے جاسکتے ہیں جیسے بکری کا گوشت ایک سیر۔گائے کے دو سیر سے بیچ سکتے ہیں مگر یہ ضرور ہے کہ دست بدست ہوں اُدھار جائز نہیں اگر ایک قسم کے جانور کا گوشت ہو تو کمی بیشی جائز نہیں گائے اور بھینس دو جنس نہیں بلکہ ایک جنس ہیں۔یونہیں بکری۔بھیڑ۔دُنبہ یہ تینوں ایک جنس ہیں۔گائے کا دودھ بکری کے دودھ سے کھجور یا گنے کا سرکہ انگوری سرکہ سے پیٹ کی چربی دُنبہ کی چکّی یا گوشت سے بکری کے بال کو بھیڑ کی اُون سے کم وبیش کرکے بیع کرسکتے ہیں۔(ہدایہ) **مسئلہ** تل کے تیل کو روغن چمبیلی وروغن گل سے کم وبیش کرکے بیع کرنا جائز ہے یونہیں یہ خوشبودار تیل آپس میں ایک قسم کو دوسرے قسم کے ساتھ بیع کرنا روغن زیتون خوشبودار کو بغیر خوشبو والے کے عوض میں بیچنا بھی ہر طرح جائز ہے۔تل پھول میں بسے ہوئے

ع ۵ مہ کتب مذہب میں معین ہونے کی صورت میں اس بیع کو جائز لکھا ہے مگر امام ابن ہمام کی تحقیق یہ ہے کہ یہ بیع بھی ناجائز ہے۔

ہوں انکو سادہ تلوں سے کم و بیش کر کے بیچ سکتے ہیں۔ (درمختار ردالمحتار) **مسئلہ** دودھ کو پنیر کے بدلے میں کمی بیشی کیساتھ بیچ سکتے ہیں۔کھوئے کے بدلے میں دودھ بیچنے کا بھی یہی حکم ہے کیونکہ مقاصد میں مختلف ہونے کیوجہ سے مختلف جنس ہیں۔ (درمختار و بہار) **مسئلہ** گیہوں کی بیع آٹے یا ستو سے یا آٹے کی بیع ستو سے مطلقاً ناجائز ہے اگرچہ ناپ یا وزن میں دونوں جانب برابر ہوں یعنی جبکہ آٹا یا ستو گیہوں کا ہو۔اور اگر دوسری چیز کا ہو جیسے جو کا آٹا یا ستو ہو تو گیہوں سے بیع کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔یونہیں گیہوں کے آٹے کو جو کے ستو سے بھی بیچنا جائز ہے۔آٹے کو آٹے کے بدلے میں برابر کر کے بیچنا جائز ہے بلکہ بھنے ہوئے آٹے کو بھنے ہوئے کے بدلے میں برابر کر کے بیچنا بھی جائز ہے۔اور ستو کو ستو کے بدلے میں بیچنا یا بھنے ہوئے گیہوں کو بھنے ہوئے گیہوں کے بدلے میں بیچنا جائز ہے بھنے ہوئے آٹے کو بغیر بھنے کے بدلے بیع کرنے میں دونوں کا برابر ہونا ضروری ہے (درمختار ردالمحتار)
مسئلہ تلوں کو انکے تیل کے بدلے میں یا زیتون کو روغن زیتون کے بدلے میں بیچنا اسوقت جائز ہے کہ ان میں جتنا تیل ہے وہ اس تیل سے زیادہ ہو جسکے بدلے میں اسکو بیع کر رہے ہیں یعنی کھلی کے مقابلہ میں تیل کا کچھ حصہ ہونا ضرور ہے ورنہ ناجائز یونہیں سرسوں کو کڑوے تیل کے بدلے میں یا السی کو اسکے تیل کے بدلے میں بیع کرنے کا حکم ہے۔غرض یہ کہ جس کھلی کی کوئی قیمت ہوتی ہے اسکے تیل کو جب اُس سے بیع کیا جائے تو جو تیل مقابل میں ہے وہ اس سے زیادہ ہو جو اس میں ہے۔ (ہدایہ درمختار ردالمحتار) اور اگر کوئی ایسی چیز اس میں ملی ہو جسکی کوئی قیمت نہو جیسے سونار کے یہاں کی راکھ کہ اُسے نیارے خریدتے ہیں اسکا حکم یہ ہے کہ جس سونے یا چاندی کے عوض میں اسے خریدا اگر وہ زیادہ یا کم ہے بیع فاسد ہے اور برابر ہو تو جائز اور معلوم نہو کہ برابر ہے یا نہیں جب بھی ناجائز (بحر وغیرہ) **مسئلہ** جن چیزوں میں بیع جائز ہونے کیلئے برابری کی شرط ہے یہ ضرور ہے کہ مساوات کا علم وقت عقد ہو اگر بوقت عقد علم نہ تھا بعد کو معلوم ہوا جیسے گیہوں گیہوں کے بدلے میں تخمینہ سے بیچدیئے پھر بعد میں ناپے گئے تو برابر نکلے بیع جائز نہیں ہوئی۔ (عالمگیری) **مسئلہ** گیہوں گیہوں کے بدلے میں بیع کئے اور تقابض بدلین نہیں ہوا یہ جائز ہے غلہ کی بیع اپنی جنس یا غیر جنس سے ہو اس میں تقابض شرط نہیں مگر یہ اسی وقت ہے کہ دونوں جانب معین ہوں۔ (ہندیہ و بہار) **مسئلہ** مسلم اور کافر حربی کے درمیان دارالحرب میں جو عقد ہو اُس میں سود نہیں مسلمان اگر دارالحرب میں امان لیکر گیا تو کافروں کی خوشی سے جسقدر اُنکے اموال حاصل کرے جائز ہے اگرچہ ایسے طریقہ سے حاصل کئے کہ مسلمان کا مال اس طرح لینا جائز نہو۔مگر یہ ضرور ہے کہ وہ کسی بدعہدی کے ذریعہ حاصل نہ کیا گیا ہو کہ بدعہدی کفار کیساتھ بھی حرام ہے (جیسے کسی کافر نے اسکے پاس کوئی چیز امانت رکھی اور یہ دینا نہیں چاہتا یہ بدعہدی ہے اور درست نہیں)۔ (در و رد) **مسئلہ** عقد فاسد کے ذریعہ سے کافر حربی کا مال حاصل کرنا ممنوع نہیں یعنی جو عقد مابین دو مسلمان ممنوع ہے اگر حربی کیساتھ کیا جائے تو منع نہیں مگر شرط یہ ہے کہ وہ عقد مسلم کیلئے مفید ہو جیسے ایک روپیہ کے بدلے میں دو

روپے خریدے یا اُسکے ہاتھ مردار کو بیچ ڈالا کر اس طریقہ سے مسلمان کا روپیہ حاصل کرنا شرع کے خلاف ہے اور حرام ہے لیکن کافر سے حاصل کرنا جائز ہے۔(ردالمحتار) **مسئلہ** ہندوستان اگرچہ دارالاسلام ہے اسکو دارالحرب کہنا صحیح نہیں مگر یہاں کے کفار یقیناً نہ ذمی نہ مستامن کیونکہ ذمی یا مستامن کیلئے بادشاہ اسلام کا ذمہ کرنا اور امن دینا ضروری ہے لہٰذا ان کفار کے اموال عقود فاسدہ کے ذریعہ حاصل کئے جاسکتے ہیں جبکہ بدعہدی نہ ہو۔

سُود سے بچنے کی صورتیں

جسطرح سود لینا حرام ہے اسیطرح سود دینا بھی حرام ہے۔ حدیثوں میں دونوں پر لعنت آئی اور فرمایا دونوں برابر ہیں۔ اسلئے سود دینے سے بھی بچنا ضروری ہے۔ اگر کسی جائز ضرورت کیلئے قرض لینا ہی پڑے اور بغیر سود کے کوئی نہ دیتا ہو تو اسکے لئے یہ چند صورتیں ایسی ہیں کہ انکے ذریعہ سے سود کی نجاست ونحوست سے نجات ملتی ہے اور قرض دینے والا جائز طریقہ پر نفع حاصل کرسکتا ہے۔ صرف لین دین کی صورت میں کچھ تبدیلی کرنی پڑیگی مگر ناجائز وحرام سے بچاؤ ہو جائیگا۔ شاید کسی کو یہ خیال ہو کہ دل میں جب یہ ہے کہ سَو دیکر ایک سَو دس لوں تو پھر سود سے کہاں بچا۔ اسکا جواب یہ ہے کہ شرع نے جس عقد کو جائز بتایا وہ اس خیال سے ناجائز وحرام نہیں ہوسکتا۔ دیکھو اگر روپیہ سے چاندی خریدی اور ایک روپیہ کی ایک روپیہ بھر سے زائد لی تو یقیناً سود حرام ہے(عـــہ) لیکن اگر مثلاً ایک گنّی جو پندرہ روپیہ کی ہو اس سے پچیس روپیہ بھر یا اور زیادہ چاندی خریدی یا سولہ آنے پیسوں کی دو روپیہ بھر چاندی خریدی اگرچہ اسکا مقصود بھی وہی ہے کہ چاندی زیادہ لیجائے مگر اس طریقہ سے سود نہیں اور یہ صورت یقیناً حلال ہے(عـــہ) معلوم ہوا کہ جائز و ناجائز ہونا عقد کی نوعیت پر ہے۔ عقد بدل جائیگا حکم بدل جائیگا اس مسئلہ کو زیادہ واضح کرنے کیلئے ہم دو حدیثیں لکھتے ہیں۔ صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاحب کو خیبر کا حاکم بنا کر بھیجا وہ وہاں سے حضور کی خدمت میں عمدہ کھجوریں لائے حضور نے فرمایا کیا خیبر کی سب کھجوریں ایسے ہی ہوتی ہیں اُنھوں نے عرض کیا نہیں یارسول اللہ ہم دو صاع کے بدلے ان کھجوروں کا ایک صاع لیتے ہیں اور تین صاع کے بدلے دو صاع لیتے ہیں حضور نے فرمایا ایسا نہ کرو۔ معمولی کھجوروں کو روپیہ سے بیچو پھر روپیہ سے اس قسم کی کھجوریں خریدا کرو اور تول کی چیزوں میں بھی ایسا ہی فرمایا۔ اسی صحیحین میں ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس برنی کھجوریں لائے حضور نے فرمایا کہاں سے لائے اُنھوں نے عرض کیا ہمارے یہاں خراب کھجوریں تھیں اُنکے دو صاع کو اِنکے ایک صاع کے عوض میں بیچ ڈالا حضور نے فرمایا۔ افسوس۔ بالکل سود ہے۔ یہ بالکل سود ہے۔ ایسا نہ کرنا ہاں اگر انکے خریدنے کا ارادہ ہو تو اپنی کھجوریں بیچ کر پھر انکو خریدو۔ ان حدیثوں سے واضح ہوا کہ بات وہی ہے کہ عمدہ کھجوریں خریدنا چاہتے ہیں

عـــہ حدیث میں ہے الفضۃ بالفضۃ مثلاً بمثل یداً بید والفضل ربوا۔ عـــہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذا اختلف النوعان فبیعوا کیف شئتم۔

مگر اپنی کھجوریں زیادہ دیکر لیتے ہیں تو سود ہوتا ہے اور اگر اپنی کھجوریں روپیہ سے بیچ کر اچھی کھجوریں خریدیں تو یہ جائز ہے اِسی وجہ سے امام قاضی خاں اپنے فتاویٰ میں سود سے بچنے کی صورتیں لکھتے ہوئے یہ تحریر فرماتے ہیں۔ ومثل ھذا اروی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ امر بذالک۔ اب اس تمہید کے بعد ہم وہ چند صورتیں بیان کرتے ہیں جو علماء نے سود سے بچنے کی بتائی ہیں۔ **مسئلہ** ایک شخص کے دوسرے پر دس روپے تھے اُسنے مدیون سے کوئی چیز ان دس روپوں میں خرید لی اور مبیع پر قبضہ بھی کر لیا پھر اسی چیز کو مدیون کے ہاتھ بارہ میں ثمن وصول کرنے کی ایک میعاد مقرر کرکے بیچڈالا اب اسکے اسپر دس کی جگہ بارہ ہوگئے اور اسے دو روپے کا نفع ہوا اور سود نہ ہوا۔ (خانیہ) **مسئلہ** ایک نے دوسرے سے قرض طلب کیا وہ نہیں دیتا اپنی کوئی چیز مقرض کے ہاتھ سو روپے میں بیچڈالی اُسنے سو روپے دیدئے اور چیز پر قبضہ کرلیا پھر مستقرض نے وہی چیز مقرض سے سال بھر کے وعدہ پر ایک سو دس روپے میں خرید لی یہ بیع جائز ہے مقرض نے سو روپے دئے اور ایک سو دس روپے مستقرض کے ذمہ لازم ہوگئے اور اگر مستقرض کے پاس کوئی چیز نہ ہو جسکو اسطرح بیع کرے تو مقرض مستقرض کے ہاتھ اپنی کوئی چیز ایک سو دس روپے میں بیع کرے اور قبضہ دیدے پھر مستقرض اسکو غیر کے ہاتھ سو روپئے میں بیچے اور قبضہ دیدے پھر اس شخص اجنبی سے مقرض سو روپے میں خرید لے اور ثمن ادا کردے اور وہ مستقرض کو سو روپے ثمن ادا کردے نتیجہ یہ ہوا کہ مُقرض کی چیز اُسکے پاس آگئی اور مستقرض کو سو روپے مل گئے مگر مُقرض کے اسکے ذمہ ایک سو دس روپے لازم رہے۔ (خانیہ) **مسئلہ** مُقرض نے اپنی کوئی چیز مستقرض کے ہاتھ تیرہ روپے میں چھ مہینے کے وعدہ پر بیع کی اور قبضہ دیدیا پھر مستقرض نے اسی چیز کو اجنبی کے ہاتھ بیچا اور اس بیع کا اقالہ کرکے پھر اسی کو مقرض کے ہاتھ دس روپے میں بیچا اور روپئے لے لئے اسکا بھی یہ نتیجہ ہوا کہ مقرض کی چیز واپس آگئی اور مستقرض کو دس روپئے مل گئے مگر مقرض کے اسکے ذمہ[عہ] تیرہ روپے واجب ہوئے (خانیہ) **مسئلہ** سود سے بچنے کی ایک صورت بیع عینہ ہے۔ بیع عِینَہ کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے دوسرے سے جیسے دس روپئے قرض مانگے اُسنے کہا میں قرض نہیں دونگا۔ یہ البتہ کرسکتا ہوں کہ یہ چیز تمھارے ہاتھ بارہ روپے میں بیچتا ہوں اگر تم چاہو خرید لو اُسے بازار میں دس روپئے کو بیع کردینا تمھیں دس روپے ملجائینگے اور کام چلجائیگا اور اسی صورت میں بیع ہوئی۔ بائع نے زیادہ نفع حاصل کرنے اور سود سے بچنے کا یہ حیلہ نکالا کہ دس کی چیز بارہ میں بیع کردی اسکا کام چل گیا اور خاطر خواہ اسکو نفع مل گیا۔ بعض لوگوں نے اسکا یہ طریقہ بتایا ہے کہ تیسرے شخص کو اپنی بیع میں شامل کریں یعنی مقرض نے قرضدار کے ہاتھ اُسکو بارہ میں بیچا اور قبضہ دیدیا پھر قرضدار نے ثالث کے ہاتھ دس روپے میں بیچکر قبضہ دیدیا اُسنے مقرض کے ہاتھ دس روپے میں بیچا اور قبضہ دیدیا اور دس روپے

عہ اِس صورت میں اگرچہ یہ بات ہوئی کہ جو چیز جتنے میں بیع کی قبل نقد ثمن مشتری سے اس سے کم میں خریدی مگر چونکہ اس صورت مفروضہ میں ایک بیع جو اجنبی سے ہوئی درمیان میں فاصل ہوگئی لہذا یہ بیع جائز ہے ۱۲۔ منہ سلمہ۔

ثمن کے مقرض سے وصول کرکے قرضدار کو دیدیئے نتیجہ یہ ہوا کہ قرض مانگنے والے کو دس روپے وصول ہوگئے مگر بارہ دینے پڑیں گے کیونکہ وہ چیز بارہ میں خریدی ہے۔ (خانیہ فتح ردالمحتار)

حقوق کا بیان

مسئلہ دو منزلہ مکان ہے اُس میں نیچے کی منزل خریدی۔ بالاخانہ عقد میں داخل نہ ہوگا۔ مگر جبکہ جمیع حقوق یا جمیع مرافق یا ہر قلیل وکثیر کے ساتھ خریدا ہو (ہدایہ وغیرہ) مسئلہ مکان کی خریداری میں پاخانہ (اگرچہ مکان سے باہر بنا ہو) اور کنواں اور اسکے صحن میں جو درخت ہوں وہ اور پائین باغ سب بیع میں داخل ہیں ان چیزوں کی بیعنامہ میں صراحت کرنے کی ضرورت نہیں مکان سے باہر اس سے ملا ہوا باغ ہو اور چھوٹا ہو تو بیع میں داخل ہے اور مکان سے بڑا یا برابر کا ہو تو داخل نہیں۔ جبتک خاص اسکا بھی نام بیع میں نہ لیا جائے۔ (درمختار) مسئلہ مکان سے متصل باہر کیجانب کبھی ٹین وغیرہ کا چھپرڈال لیتے ہیں جو نشست کیلئے ہوتا ہے اگر حقوق ومرافق کیساتھ بیع ہوئی ہے تو داخل ہے ورنہ نہیں (ہدایہ) مسئلہ راستہ خاص اور پانی بہنے کی نالی اور کھیت میں پانی آنے کی نالی اور وہ گھاٹ جس سے پانی آئیگا یہ سب چیزیں بیع میں اسوقت داخل ہونگی جبکہ حقوق یا مرافق یا ہر قلیل وکثیر کا ذکر ہو۔ (درمختار وردالمحتار) مسئلہ ایک مکان خریدا جس کا راستہ دوسرے مکان میں ہوکر جاتا ہے دوسرے مکان والے مشتری کو آنے سے روکتے ہیں اس صورت میں اگر بائع نے کہدیا کہ اس مبیعہ کا راستہ دوسرے مکان میں سے نہیں ہے تو مشتری کو راستہ حاصل کرنے کا کوئی حق نہیں البتہ یہ ایک عیب ہوگا جسکی وجہ سے واپس کرسکتا ہے۔ اگر اُس کی دیواروں پر دوسرے مکان کی کڑیاں رکھی ہیں اگر وہ دوسرا مکان بائع کا ہے تو حکم دیا جائیگا کہ اپنی کڑیاں اُٹھالے۔ اور کسی دوسرے کا ہے تو یہ مکان کا ایک عیب ہے، مشتری کو واپس کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ (ردالمحتار) مسئلہ مکان یا کھیت کرایہ پر لیا تو راستہ اور نالی اور گھاٹ اجارہ میں داخل ہیں یعنی اگرچہ حقوق ومرافق نہ کہا ہو جب بھی ان چیزوں پر تصرف کرسکتا ہے۔ وقف ورہن اجارہ کے حکم میں ہیں۔ (ہدایہ فتح) مسئلہ دو شخص ایک مکان میں شریک تھے باہم تقسیم ہوئی ایک کے حصہ کا راستہ یا نالی دوسرے کے حصے میں ہے اگر بوقت تقسیم حقوق کا ذکر تھا جب تو کوئی حرج نہیں اور ذکر نہ تھا تو دوسرے کو راستہ وغیرہ نہیں ملیگا پھر اگر وہ اپنے حصہ میں نیا راستہ اور نالی وغیرہ نکال سکتا ہے تو نکال لے اور تقسیم صحیح ہے ورنہ تقسیم غلط ہوئی توڑدیجائے جبکہ تقسیم کے وقت راستہ وغیرہ کا خیال کیا ہی نہ گیا ہو (ردالمحتار)۔

اِستحقاق کا بیان

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بظاہر کوئی چیز ایک شخص کی معلوم ہوتی ہے اور وہ واقع میں دوسرے کی ہوتی ہے یعنی دوسرا شخص اسکا مدعی ہوتا ہے اور اپنی ملک ثابت کردیتا ہے اسکو استحقاق کہتے ہیں۔ مسئلہ استحقاق کی دو قسم ہے ایک یہ کہ دوسرے کی ملک کو بالکل باطل کردے اِسکو مُبطِل کہتے ہیں۔ دُوسرا یہ کہ ملک کو ایک سے دوسرے کیطرف منتقل کردے اِسکو ناقل کہتے ہیں

مُبطل کی مثال حریت اصلیہ کا دعویٰ یعنی یہ غلام تھا ہی نہیں یا عتق کا دعویٰ مدبر یا مکاتب ہونے کا دعویٰ ناقل کی مثال یہ کہ زید نے بکر پر دعویٰ کیا کہ یہ چیز جو تمھارے پاس ہے تمھاری نہیں میری ہے (درمختار) مسئلہ استحقاق کی دوسری قسم کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ چیز کسی عقد کے ذریعہ سے مدعیٰ علیہ (قابض) کو حاصل ہوئی ہے تو محض ملک ثابت کر دینے سے عقد فسخ نہیں ہوگا کیونکہ وہ چیز ضرور قابل عقد ہے یعنی مدعی کی چیز ہے جسکو دوسرے نے مدعیٰ علیہ کے ہاتھ مثلاً فروخت کر دیا۔ یہ بیع فضولی ٹھہری جو مدعی کی اجازت پر موقوف ہے (درمختار ردالمحتار) مسئلہ مستحق کے موافق قاضی نے فیصلہ صادر کر دیا اس سے بیع فسخ نہیں ہوئی۔ ہو سکتا ہے کہ مستحق مشتری سے وہ چیز نہ لے۔ ثمن وصول کرلے یا بیع کو فسخ کردے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خود مشتری وہ چیز بائع کو واپس کر دے اور ثمن پھیر لے۔ اب بیع فسخ ہو گئی یا مشتری نے قاضی کو درخواست دی کہ بائع پر واپسی ثمن کا حکم صادر کر دے اُسنے حکم دیدیا یا یہ دونوں خود اپنی رضامندی سے عقد کو فسخ کریں۔ (فتح القدیر ردالمحتار) مسئلہ جب چیز مستحق کی ہو گئی تو مشتری کو بائع سے ثمن واپس لینے کا حق حاصل ہو گیا۔ مگر کوئی مشتری اپنے بائع سے ثمن واپس نہیں لے سکتا جبتک اسکے مشتری نے اس سے واپس نہ لیا ہو۔ مثلاً مشتری اوّل بائع سے اُسوقت ثمن لیگا جب مشتری دوم نے اُس سے لیا ہو۔ اور اگر خریدار نے بروقت خریداری کوئی کفیل (ضامن) لیا تھا جو اسکا ضامن تھا کہ اگر کسی دوسرے کی یہ چیز ثابت ہوئی تو ثمن کا میں ضامن ہوں اس ضامن سے مشتری ثمن اُسوقت وصول کر سکتا ہے جب مکفول عنہ کے خلاف میں قاضی نے واپسی کا فیصلہ کر دیا ہو (دررغرر) مسئلہ استحقاق مبطل میں بایعین و مشترین کے مابین جتنے عقود ہیں وہ سب فسخ ہو گئے اسکی ضرورت نہیں کہ قاضی ان عقود کو فسخ کرے۔ ہر ایک بائع اپنے بائع سے ثمن واپس لینے کا حقدار ہے اسکی ضرورت نہیں کہ جب مشتری اس سے لے تو یہ بائع سے لے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہر ایک شخص ضامن سے وصول کرلے اگرچہ مکفول عنہ پر واپسی ثمن کا فیصلہ نہ ہوا ہو۔ (دررغرر) مسئلہ کسی جائداد کی نسبت وقف کا حکم ہوا یہ حکم تمام لوگوں کے مقابل نہیں یعنی اگر اسکے متعلق ملک یا دوسرے وقف کا دوسرا شخص دعویٰ کرے تو وہ دعویٰ مسموع ہوگا۔ (درمختار) مسئلہ بائع مر گیا ہے اور اسکا وارث بھی کوئی نہیں اور مشتری پر استحقاق ہوا تو قاضی خود بائع کا ایک وصی مقرر کریگا اور مشتری اس سے ثمن واپس لیگا۔ بائع کہتا ہے یہ جانور میرے گھر کا بچہ ہے مگر اسکو ثابت نہ کر سکا یا وہ بیع ہی سے انکار کرتا ہے جب بھی مشتری ثمن واپس لے سکتا ہے۔ (ردالمحتار) مسئلہ جائداد غیر منقولہ بیع کر دی پھر دعویٰ کرتا ہے کہ یہ جائداد وقف ہے اور اسپر گواہ پیش کرتا ہے۔ یہ گواہ سنے جائیں گے۔ (درمختار) مسئلہ مکان خریدا اور اس میں تعمیر کی پھر کسی نے وہ مکان اپنا ثابت کر دیا تو مشتری بائع سے صرف ثمن لے سکتا ہے۔ عمارت کے مصارف نہیں لے سکتا۔ یونہیں مشتری نے مکان کی مرمت کرائی تھی یا کنواں کھدوایا یا صاف کرایا تو ان چیزوں کا معاوضہ نہیں مل سکتا اور اگر دستاویز

میں یہ شرط لکھی ہوئی ہے کہ جو کچھ مرمت میں صرف ہوگا بائع کے ذمہ ہوگا تو بیع ہی فاسد ہو جائیگی اور اگر کنواں کھدوایا اور اینٹ پتھروں سے وہ جوڑا گیا تو کھودنے کے دام نہیں ملیں گے چنائی کی قیمت ملیگی اور اگر یہ شرط تھی کہ بائع کے ذمہ کھدائی ہوگی بیع فاسد ہے۔ (درمختار)

بیع سلم کا بیان

مسئلہ: بیع کی چار صورتیں ہیں۔ دونوں طرف عین ہوں یا دونوں طرف ثمن یا ایک طرف عین اور ایک طرف ثمن۔ اگر دونوں طرف عین ہو اسکو مقایضہ کہتے ہیں۔ اور دونوں طرف ثمن ہو تو بیع صرف کہتے ہیں۔ اور تیسری صورت میں کہ ایک طرف عین ہو اور ایکطرف ثمن اسکی دو صورتیں ہیں۔ اگر مبیع کا موجود ہونا ضروری ہو تو بیع مطلق ہے اور ثمن کا فوراً دینا ضروری ہو تو بیع سلم ہے لہذا سلم میں جسکو خریدا جاتا ہے وہ بائع کے ذمہ دین ہے اور مشتری ثمن کو فی الحال ادا کرتا ہے جو روپیہ دیتا ہے اُسکو ربّ السَلَم اور مُسلِم کہتے ہیں اور دوسرے کو مُسلَم الیہ اور مبیع کو مسلم فیہ اور ثمن کو راس المال۔ بیع مطلق کے جو ارکان ہیں وہ اسکے بھی ہیں اسکے لئے بھی ایجاب و قبول ضروری ہے ایک کہے میں نے تجھ سے سَلَم کیا دوسرا کہے میں نے قبول کیا۔ اور بیع کا لفظ بولنے سے بھی سلم کا انعقاد ہوتا ہے (فتح القدیر درمختار) بیع سلم کیلئے چند شرطیں ہیں جنکا لحاظ ضروری ہے (۱) عقد میں شرط خیار نہو نہ دونوں کیلئے نہ ایک کیلئے (۲) راس المال کی جنس کا بیان ہو کہ روپیہ ہے یا اشرفی یا نوٹ یا پیسہ (۳) اسکی نوع کا بیان یعنی مثلاً اگر وہاں مختلف قسم کے روپے اشرفیاں رائج ہوں تو بیان کرنا ہوگا کہ کس قسم کے روپے یا اشرفیاں ہیں (۴) بیان وصف اگر کھرے کھوٹے کئی طرح کے سکے ہوں تو اُسے بھی بیان کرنا ہوگا۔ (۵) راس المال کی مقدار کا بیان یعنی اگر عقد کا تعلق اسکی مقدار کیساتھ ہو تو مقدار کا بیان کرنا ضروری ہوگا فقط اشارہ کرکے بتانا کافی نہیں جیسے تھیلی میں روپے ہیں تو یہ کہنا کافی نہیں کہ ان روپوں کے بدلے میں سلم کرتا ہوں بتانا بھی پڑیگا کہ یہ سَو ہیں اور اگر عقد کا تعلق اسکی مقدار سے نہو جیسے راس المال کپڑے کا تھان یا عَدَدِی متفاوت ہو تو اُسکی گنتی بتلانے کی ضرورت نہیں اشارہ کرکے معین کر دینا کافی ہے۔ اگر مسلم فیہ دو مختلف چیزیں ہوں اور راس المال مکیل یا موزوں ہو تو ہر ایک کے مقابل میں ثمن کا حصہ مقرر کرکے ظاہر کرنا ہوگا اور مکیل و موزوں نہو تو تفصیل کی حاجت نہیں اور اگر راس المال دو مختلف چیزیں ہوں (جیسے کچھ روپئے ہیں اور کچھ اشرفیاں) تو ان دونوں کی مقدار بیان کرنی ضرور ہے ایک کی بیان کر دی اور ایک کی نہیں تو دونوں میں سلم صحیح نہیں (۶) اسی مجلس عقد میں راس المال پر مسلم الیہ کا قبضہ ہو جائے۔ **مسئلہ:** بیع سلم کا حکم یہ ہے کہ مسلم الیہ ثمن کا مالک ہو جائیگا اور رب السلم مُسلَم فیہ کا۔ جب یہ عقد صحیح ہو گیا اور مسلم الیہ نے وقت پر مسلم فیہ کو حاضر کر دیا تو رب السَلَم کو لینا ہی ہے ہاں اگر شرائط کے خلاف وہ چیز ہے تو مسلم الیہ کو مجبور کیا جائیگا کہ جس چیز پر بیع سلم منعقد ہوئی وہ حاضر لائے (عالمگیری) **مسئلہ:** بیع سَلَم اُس چیز کی ہو سکتی ہے جسکی صفت کا اِنضباط ہو سکے اور اسکی مقدار معلوم ہو سکے

وہ چیز کیلی ہو جیسے جو گیہوں یا وزنی جیسے لوہا۔ تانبا۔ پیتل یا عددی متقارب جیسے اخروٹ۔ انڈا۔ پیسہ۔ ناشپاتی نارنگی۔ انجیر وغیرہ۔ خام اینٹ اور پختہ اینٹوں میں سلم صحیح ہے جبکہ سانچا مقرر ہو جائے جیسے اس زمانہ میں عموماً دس انچ طول پانچ انچ عرض کی ہوتی ہیں یہ بیان بھی کافی ہے۔ (درمختار) **مسئلہ** ذرعی چیزیں بھی سلم جائز ہے جیسے کپڑا اسکے لئے ضروری ہے کہ طول و عرض معلوم ہو اور یہ کہ وہ سوتی ہے یا ٹسری یا ریشمی یا مرکب اور کیسا بنا ہوا ہوگا جیسے فلاں شہر کا فلاں کارخانہ فلاں شخص کا اسکی بناوٹ کیسی ہوگی باریک ہوگا موٹا ہوگا اسکا وزن کیا ہوگا جبکہ بیع میں وزن کا اعتبار ہوتا ہو یعنی بعض کپڑے ایسے ہوتے ہیں کہ انکا وزن میں کم ہونا خوبی ہے اور بعض میں وزن کا زیادہ ہونا۔ بچھونے چٹائیاں۔ دریاں۔ ٹاٹ۔ کمل جب انکا طول و عرض وصفت سب چیزوں کی وضاحت ہو جائے تو ان میں بھی سلم ہو سکتا ہے۔ (درمختار) **مسئلہ** نئے گیہوں میں سلم کیا اور ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے ہیں یہ ناجائز ہے۔ (عالمگیری) **مسئلہ** جو چیزیں عددی ہیں اگر سلم میں ناپ یا وزن کے ساتھ انکی مقدار کا تعین ہوا تو کوئی حرج نہیں۔ (درمختار) **مسئلہ** دودھ دہی میں بھی بیع سلم ہو سکتی ہے ناپ یا وزن جسطرح سے چاہیں انکی مقدار معین کر لیں۔ گھی تیل میں بھی درست ہے وزن سے ہو یا ناپ سے (عالمگیری) **مسئلہ** بھوسہ میں سلم درست ہے اسکی مقدار وزن سے مقرر کریں جیسا کہ آجکل اکثر شہروں میں وزن کے ساتھ بھس بکا کرتا ہے یا بوریوں کی ناپ مقرر ہو جبکہ اس سے معین ہو جائے ورنہ جائز نہیں۔ (عالمگیری) **مسئلہ** عددی متفاوت جیسے تربز۔ کدو۔ آم ان میں گنتی سے سلم جائز نہیں۔ اور اگر وزن سے سلم کیا ہو کہ اکثر جگہ کدو وزن سے بکتا بھی ہے اس میں وزن سے سلم کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (درمختار و بہار) **مسئلہ** مچھلی میں سلم جائز ہے خشک مچھلی ہو یا تازہ تازہ میں یہ ضرور ہے کہ ایسے موسم میں ہو کہ مچھلیاں بازار میں ملتی ہوں یعنی جہاں ہمیشہ دستیاب نہوں کبھی ہوں کبھی نہیں وہاں یہ شرط ہے مچھلیاں بہت قسم کی ہوتی ہیں لہذا قسم کا بیان کرنا بھی ضروری ہے اور مقدار کا تعین وزن سے ہو عدد سے نہو کیونکہ انکے عدد میں بہت تفاوت ہوتا ہے۔ چھوٹی مچھلیوں میں ناپ سے بھی سلم درست ہے۔ (درمختار) **مسئلہ** بیع سلم کسی حیوان میں درست نہیں۔ نہ لونڈی غلام میں۔ نہ چوپایہ میں نہ پرند میں حتی کہ جو جانور یکساں ہوتے ہیں جیسے کبوتر۔ بٹیر۔ قمری۔ فاختہ۔ چڑیا۔ ان میں بھی سلم جائز نہیں۔ جانوروں کی سری پائے میں بھی بیع سلم درست نہیں ہاں اگر جنس و نوع بیان کر کے سری پایوں میں وزن کیساتھ سلم کیا تو جائز ہے کہ اب تفاوت بہت کم رہ جاتا ہے۔ (درمختار و ردالمحتار) **مسئلہ** لکڑیوں کے گٹھوں میں سلم اگر اس طرح کریں کہ اتنے گٹھے اتنے روپے میں لیں گے یہ ناجائز ہے کہ اسطرح بیان کرنے سے مقدار اچھی طرح نہیں معلوم ہوتی ہاں اگر گٹھوں کا انضباط ہو جائے جیسے اتنی بڑی رسی سے وہ گٹھا باندھا جائیگا اور اتنا لمبا ہوگا اور اس قسم کی بندش ہوگی تو سلم جائز ہے۔ ترکاریوں میں گڈیوں کے ساتھ مقدار بیان کرنا جیسے روپیہ یا اتنے پیسوں میں اتنی گڈیاں فلاں وقت لی جائینگی یہ بھی ناجائز ہے کہ گڈیاں یکساں نہیں ہوتیں چھوٹی بڑی ہوتی ہیں۔ اور اگر ترکاریوں اور ایندھن کی لکڑیوں میں وزن کیساتھ

سلم ہو تو جائز ہے۔ (درمختار) **مسئلہ** مسلم الیہ راس المال میں قبضہ کرنے سے پہلے کوئی تصرف نہیں کر سکتا اور رب السلم مسلم فیہ میں کسی قسم کا تصرف نہیں کر سکتا۔ (جیسے اُسے بیع کر دے یا کسی سے کہے فلاں سے میں نے اتنے من گیہوں میں سلم کیا ہے وہ تمہارے ہاتھ بیچے) نہ اس میں کسی کو شریک کر سکتا (کہ کسی سے کہے سو روپے سے میں نے سلم کیا ہے اگر پچاس تم دیدو تو برابر کے شریک ہو جاؤ) یا اس میں تولیہ یا مرابحہ کرے یہ سب تصرفات ناجائز ہیں اگر خود مسلم الیہ کیساتھ یہ عقود کئے (جیسے اسکے ہاتھ انہیں داموں میں یا زیادہ داموں میں بیع کر ڈالی یا اُسے شریک کر لیا یہ بھی ناجائز ہے۔ اگر رب السلم نے مسلم فیہ اسکو ہبہ کر دیا اور اُسنے قبول بھی کر لیا تو یہ سلم کا اقالہ قرار پائیگا اور حقیقۃً ہبہ نہوگا۔ اور راس المال واپس کرنا ہوگا۔ (درمختار) **مسئلہ** راس المال جو چیز قرار پائی ہے اُسکے عوض میں دوسری جنس کی چیز دینا جائز نہیں۔ جیسے روپے سے سلم ہوا اور اسکی جگہ اشرفی یا نوٹ دیا یہ ناجائز ہے (عالمگیری) **مسئلہ** مسلم فیہ کے بدلے میں دوسری چیز لینا۔ دینا ناجائز ہے ہاں اگر مسلم الیہ نے مسلم فیہ اس سے بہتر دیا جو ٹھہرا تھا تو رب السلم اسکے قبول سے انکار نہیں کر سکتا اور اس سے گھٹیا پیش کرتا ہے تو انکار کر سکتا ہے۔ (عالمگیری)۔

اِستِصناع کا بیان

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کاریگر کو فرمائش دیکر چیز بنوائی جاتی ہے اسکو استصناع کہتے ہیں۔ اگر اس میں کوئی میعاد مذکور ہو اور وہ ایک ماہ سے کم کی نہو تو وہ سلم ہے۔ تمام وہ شرائط جو بیع سلم میں مذکور ہوئے انکی مراعات کیجائے یہاں یہ نہیں دیکھا جائیگا کہ اسکے بنوانے کا چلن اور رواج مسلمانوں میں ہے یا نہیں بلکہ صرف یہ دیکھیں گے کہ اس میں سلم جائز ہے یا نہیں۔ اگر مدت ہی نہو یا ایک ماہ سے کم کی مدت ہو تو استصناع درست ہے اور جس میں رواج نہ ہو جیسے کپڑا بنوانا۔ کتاب چھپوانا اس میں صحیح نہیں۔ (درمختار وغیرہ) **مسئلہ** علماء کا اختلاف ہے کہ استصناع کو بیع قرار دیا جائے یا وعدہ جسکو بنوایا جاتا ہے وہ معدوم شے ہے اور معدوم کی بیع نہیں ہو سکتی لہذا وعدہ ہے جب کاریگر بنا کر لاتا ہے اسوقت بطور تعاطی بیع ہو جاتی ہے مگر صحیح یہ ہے کہ یہ بیع ہے تعامل نے خلاف قیاس اس بیع کو جائز کیا اگر وعدہ ہوتا تو تعامل کی ضرورت نہوتی۔ ہر جگہ استصناع جائز ہوتا۔ استصناع میں جس چیز پر عقد ہے وہ چیز ہے کاریگر کا عمل معقود علیہ نہیں لہذا اگر دوسرے کی بنائی ہوئی لایا یا عقد سے پہلے بنا چکا تھا وہ لایا اور اُسنے لے لی درست ہے اور عمل معقود علیہ ہوتا تو درست نہوتا۔ (ہدایہ) **مسئلہ** جو چیز فرمائش کی بنائی گئی وہ بنوانے والے کیلئے متعین نہیں۔ جب وہ پسند کرلے تو اسکی ہوگی۔ اور اگر کاریگر نے اسکے دکھانے سے پہلے ہی بیچ ڈالی تو بیع صحیح ہے اور بنوانے والے کے پاس پیش کرنے پر کاریگر کو یہ اختیار نہیں کہ اُسے نہ دے دوسرے کو دیدے۔ بنوانے والے کو اختیار کہ لے یا چھوڑ دے۔ عقد کے بعد کاریگر کو یہ اختیار نہیں کہ نہ بنائے۔ عقد ہو جانے کے بعد بنانا لازم ہے۔ (ہدایہ)۔

بیع کے متفرق مسائل

مٹی کی گائے بیل ہاتھی گھوڑا اور انکے علاوہ دوسرے کھلونے بچوں کے کھیلنے کیلئے خریدنا۔ جائز نہیں۔ اور ان چیزوں کی کوئی قیمت بھی نہیں اگر

کوئی شخص نہیں توڑ چھوڑ دے تو اسپر تاوان بھی واجب نہیں۔ (درمختار) **مسئلہ** کتا۔ بلی۔ ہاتھی۔ چیتا۔ باز شکرا۔ بہری۔ ان سب کی بیع جائز ہے۔ شکاری جانور مُعَلَّم (سکھلائے ہوئے) ہوں یا غیر مُعَلَّم دونوں کی بیع صحیح ہے مگر یہ ضرور ہے کہ قابل تعلیم ہوں۔ کٹکھنا کُتا جو قابل تعلیم نہیں ہے اسکی بیع درست نہیں۔ (درمختار و ردالمحتار) **مسئلہ** بندر کو کھیل اور مذاق کیلئے خریدنا منع ہے اور اسکے ساتھ کھیلنا اور تمسخر کرنا حرام۔ (درمختار)۔ **مسئلہ** جانور یا زراعت یا کھیتی یا مکان کی حفاظت کیلئے یا شکار کیلئے کتا پالنا جائز ہے اور یہ مقاصد نہوں تو پالنا ناجائز[ع] اور جس صورت میں پالنا جائز ہے اسمیں بھی مکان کے اندر نہ رکھے البتہ اگر چور یا دشمن کا خوف ہے تو مکان کے اندر بھی رکھ سکتا ہے۔ (فتح القدیر) **مسئلہ** مچھلی کے سوا پانی کے تمام جانور مینڈک۔ کیکڑا وغیرہ اور حشرات الارض چوہا۔ چھچھوندر۔ گھونس۔ چھپکلی۔ گرگٹ۔ گوہ۔ بچھو۔ چیونٹی کی بیع ناجائز ہے۔ (فتح) **مسئلہ** کافر ذمی بیع کی صحت و فساد کے معاملہ میں مسلم کے حکم میں ہے یہ بات البتہ ہے کہ اگر وہ شراب و خنزیر کی بیع و شرا کریں تو ہم ان سے تعرض نہ کرینگے۔ (ہدایہ) **مسئلہ** کافر نے اگر مصحف شریف خریدا ہے تو اُسے مسلمان کے ہاتھ فروخت کرنے پر مجبور کریں گے۔ (تنویر) **مسئلہ** ایک شخص نے کوئی چیز خریدی اور مبیع پر نہ قبضہ کیا نہ ثمن ادا کیا اور غائب ہوگیا مگر معلوم ہے کہ فلاں جگہ ہے تو قاضی یہ حکم نہیں دیگا کہ اسے بیچکر ثمن وصول کرے اور اگر معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہے اور گواہوں سے قاضی کے سامنے اُسنے بیع ثابت کردی تو قاضی یا اُسکا نائب بیع کرکے ثمن ادا کردے اگر کچھ بچ رہے تو اُسکے لئے محفوظ رکھے اور کمی پڑے تو

ع بخاری و مسلم میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں جسنے کتا پالا اُسکے عمل میں سے ہر روز دو قیراط کم ہوجائیں گے سوا اس کتے کے جو جانور کی حفاظت کیلئے ہو یا شکار کیلئے ہو۔ قیراط ایک مقدار ہے واللہ اعلم وہ کتنی بڑی ہے۔ اسی بخاری و مسلم میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جسنے کتا پالا اسکے عمل سے ہر روز ایک قیراط کی کمی ہوگی مگر وہ کتا کہ جانور یا کھیتی کی حفاظت کیلئے ہو یا شکار کیلئے۔ پہلی حدیث میں دو قیراط اور دوسری میں ایک قیراط کی کمی بتائی گئی شاید یہ تفاوت کتے کی نوعیت کے اختلاف سے ہو یا پالنے والے کی دلچسپی کبھی زیادہ ہوتی ہے کبھی کم اسوجہ سے سزا مختلف بیان فرمائی صحیح مسلم میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کتوں کے قتل کا حکم فرمایا سکے بعد قتل سے منع فرمایا اور یہ فرمایا کہ وہ کتا جو بالکل سیاہ ہو اور آنکھوں کے اوپر دو سپید نقطے ہوں اُسے مار ڈالو کہ وہ شیطان ہے صحیحین میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا جس گھر میں کتا اور تصویریں ہوتی ہیں اُسمیں فرشتے نہیں آتے صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن صبح کو غمگین تھے اور یہ فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام نے آج رات میں ملاقات کا وعدہ کیا تھا مگر وہ میرے پاس نہیں آئے واللہ اُنھوں نے وعدہ خلافی نہیں کی اسکے بعد حضور کو خیال ہُوا کہ خیمے کے نیچے کتے کا پلا ہے اسکے نکال دینے کا حکم فرمایا پھر حضور نے اپنے ہاتھ میں پانی لیکر اس جگہ کو دھویا شام کو جبرئیل علیہ السلام آئے حضور نے ارشاد فرمایا شب گذشتہ تم نے ملاقات کا وعدہ کیا تھا کیوں نہیں آئے عرض کی کہ ہم اس گھر میں نہیں آتے جس میں کتا اور تصویر ہو۔ دارقطنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض انصار کے گھر تشریف لیجاتے تھے اور اُنکے قریب دوسرے انصار کا مکان تھا اُنکے یہاں تشریف نہیں لیجاتے اُن لوگوں پر یہ بات شاق گذری اور عرض کی یا رسول اللہ حضور فلاں کے یہاں تشریف لاتے ہیں اور ہمارے یہاں تشریف نہیں لاتے۔ فرمایا اسلئے تمھارے یہاں نہیں آتا کہ تمھارے گھر میں کتا ہے۔ منہ سلمہ

مشتری جب ملجائے اس سے وصول کرے۔ (درمختار) **مسئلہ** یہ کہا کہ یہ چیز ہزار روپے اور اشرفیوں میں خریدی تو پانسو روپے اور پانسو اشرفیاں دینی ہونگی تمام معاملات میں یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جب چند چیزیں ذکر کیجائیں تو تو وزن یا ناپ یا عدد ان سب کے مجموعے سے پورا کرینگے اور سب کو برابر لیں گے۔ مہر۔ بدل خلع۔ وصیت۔ ودیعت۔ اجارہ۔ اقرار۔ غصب۔ سب کا وہی حکم ہے جو بیع کا ہے جیسے کسی نے کہا فلاں شخص کے مجھ پر ایک من گیہوں اور جو ہیں تو نصف من گیہوں اور نصف من جو دینے ہونگے یا کہا ایک سو انڈے اخروٹ۔ سیب ہیں تو ہر ایک میں سے سو کی ایک ایک تہائی۔ سو گز فلاں فلاں کپڑا تو دونوں کے پچاس پچاس گز (ہدایہ فتح ردالمحتار) **مسئلہ** عورت نے اپنے مال سے شوہر کو کفن دیا یا ورثہ میں سے کسی نے میت کو کفن دیا اگر ویسا ہی کفن ہے جیسا دینا چاہئے تو ترکہ میں سے اسکا صرفہ لے سکتا ہے اور اس سے بیش ہے تو جو کچھ زیادتی ہے وہ نہیں ملے گی اور اگر اجنبی نے کفن دیا ہے تو تبرع ہے اُسے کچھ نہیں مل سکتا۔ (درمختار و ردالمحتار) **مسئلہ** حرام طور پر کسب کیا یا پڑا پایا مال غصب کر لیا اور اس سے کوئی چیز خریدی تو اسکی چند صورتیں ہیں بائع کو یہ روپیہ پہلے دیدیا پھر اسکے عوض میں چیز خریدی یا اسی حرام روپیہ کو معین کر کے اس سے چیز خریدی اور یہی روپیہ دیا اسی حرام سے خریدی مگر روپیہ دوسرا دیا خریدنے میں اسکو معین نہیں کیا یعنی مطلقاً کہا ایک روپیہ کی چیز دو اور یہ حرام روپیہ دیا دوسرے روپے سے چیز خریدی اور حرام روپیہ دیا پہلی دو صورتوں میں مشتری کیلئے وہ بیع حلال نہیں اور اس سے جو کچھ نفع حاصل کیا وہ بھی حلال نہیں باقی تین صورتوں میں حلال۔ (ردالمحتار) **تنبیہ** کیا چیز شرط سے فاسد ہوتی ہے اور کیا نہیں ہوتی اور کسکو شرط پر معلق کر سکتے ہیں اور کس کو نہیں کر سکتے۔ اسکا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جب مال کو مال سے تبادلہ کیا جائے وہ شرط فاسد سے فاسد ہوگا جیسے بیع کہ شروط فاسدہ سے بیع ناجائز ہو جاتی ہے (جسکا بیان پہلے ہو چکا) اور جہاں مال کو مال سے بدلنا نہ ہو وہ شرط فاسد سے فاسد نہیں چاہے مال کو غیر مال سے بدلنا ہو (جیسے نکاح۔ طلاق۔ خلع علی المال) یا از قبیل تبرعات ہو (جیسے ہبہ۔ وصیت) ان میں خود وہ شروط فاسدہ ہی باطل ہو جاتی ہیں اور قرض اگرچہ انتہاءً مبادلہ ہے مگر ابتداءً چونکہ تبرع ہے شرط فاسد سے فاسد نہیں۔ دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ جو چیز از قبیل تملیک یا تقیید ہو اسکو شرط پر معلق نہیں کر سکتے تملیک کی مثال بیع۔ اجارہ۔ ہبہ۔ نکاح۔ اقرار وغیرہ۔ تقیید کی مثال رجعت۔ وکیل کو معزول کرنا۔ غلام کے تصرفات روک دینا۔ اور اگر تملیک و تقیید نہو بلکہ از قبیل اسقاط ہو جیسے طلاق۔ یا از قبیل التزامات یا اطلاقات یا ولایات یا تحریضات ہو تو شرط پر معلق کر سکتے ہیں۔ وہ چیزیں جو شرط فاسد سے فاسد ہوتی ہیں اور انکو شرط پر معلق نہیں کر سکتے حسب ذیل ہیں (ان میں بعض وہ ہیں کہ انکی تعلیق درست نہیں ہے مگر ان میں شرط لگا سکتے ہیں) بیع۔ تقسیم۔ اجارہ۔ اجازہ۔ رجعت۔ مال سے صلح۔ دین سے ابرا یعنی دین کی معافی مزارعہ۔ معاملہ۔ اقرار۔ وقف۔ تحکیم۔ عزل وکیل۔ اعتکاف (درمختار ردالمحتار و بحر) **مسئلہ** یہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ شرط فاسد سے بیع فاسد ہو جاتی ہے اور اگر عقد میں شرط داخل نہیں ہے مگر بعد عقد متصلاً شرط ذکر کر دی

توعقد صحیح ہے۔ جیسے لکڑیوں کا گٹھا خریدا اور خریدنے میں کوئی شرط نہ تھی فوراً ہی یہ کہا تمھیں میرے مکان پر پہنچانا ہوگا۔ (ردالمحتار) مسئلہ اگر اقرار کی صورت یہ ہو کہ کسی نے کہا کہ فلاں کا مجھ پر اتنا روپیہ ہے اگر وہ مجھے اتنا روپیہ قرض دے یا فلاں شخص آجائے تو یہ اقرار صحیح نہیں۔ ایک شخص نے دوسرے پر مال کا دعویٰ کیا اُسنے کہا اگر میں کل نہ آیا تو وہ مال میرے ذمہ ہے اور نہیں آیا یہ اقرار صحیح نہیں۔ یا ایک نے دعویٰ کیا دوسرے نے کہا اگر قسم کھا جائے تو میں دیندار ہوں اُسنے قسم کھالی مگر یہ اب بھی انکار کرتا ہے تو اس اقرار مشروط کی وجہ سے اس سے مطالبہ نہیں ہوسکتا (ردالمحتار) مسئلہ تحکیم (یعنی کسی کو پنچ بنانا) اسکو شرط پر معلق کیا جیسے یہ کہا جب چاند ہوجائے تو تم ہمارے درمیان میں پنچ ہو یہ تحکیم صحیح نہیں (درمختار) بعض وہ چیزیں ہیں کہ شرط فاسد سے فاسد نہیں ہوتیں بلکہ باوجود ایسی شرط کے وہ چیز صحیح ہوتی ہے وہ یہ ہے۔ قرض۔ ہبہ۔ نکاح۔ طلاق۔ خلع۔ صدقہ۔ عتق۔ رہن۔ ایصا۔ وصیت۔ شرکت۔ مضاربت۔ قضا۔ امارت۔ کفالہ۔ حوالہ۔ وکالت۔ اقالہ۔ کتابت۔ غلام کو تجارت کی اجازت۔ لونڈی سے جو بچہ ہوا اسکی نسبت یہ دعویٰ کہ میرا ہے قصداً قتل کیا ہے اس سے مصالحت کسی کو مجروح کیا ہے اس سے صلح۔ بادشاہ کا کفار کو ذمہ دینا۔ مبیع میں عیب پانے کی صورت میں اُسکے واپس کرنے کو شرط پر معلق کرنا۔ خیار شرط میں واپسی کو معلق بر شرط کرنا۔ قاضی کی معزولی۔ جن چیزوں کو شرط پر معلق کرنا جائز ہے وہ اسقاط محض ہیں جنکے ساتھ حلف کرسکتے ہیں (جیسے نماز۔ روزہ۔ حج اور تولیات یعنی دوسرے کو ولی بنانا (جیسے قاضی یا بادشاہ وخلیفہ مقرر کرنا) وہ چیزیں جنکی اضافت زمانہ مستقبل کیطرف ہوسکتی ہے اجارہ۔ فسخ اجارہ۔ مضاربت۔ معاملہ۔ مزارعہ۔ وکالت۔ کفالہ۔ ایصا۔ وصیت۔ قضا۔ امارت۔ طلاق۔ عتاق۔ وقف۔ عاریت۔ اذن تجارت۔ وہ چیزیں جنکی اضافت مستقبل کیطرف صحیح نہیں۔ بیع۔ بیع کی اجازت۔ بیع کا فسخ۔ قسمت۔ شرکت۔ ہبہ۔ نکاح۔ رجعت۔ مال سے صلح۔ دین سے ابرا۔

بیع صرف کا بیان

مسئلہ صرف کے معنی ہم پہلے بتا چکے ہیں۔ یعنی ثمن کو ثمن سے بیچنا۔ صرف میں کبھی جنس کا تبادلہ جنس سے ہوتا ہے جیسے روپیہ سے چاندی خریدنا یا چاندی کی ریزگاریاں خریدنا سونے کو اشرفی سے خریدنا۔ اور کبھی غیر جنس سے تبادلہ ہوتا ہے جیسے روپے سے سونا یا اشرفی خریدنا مسئلہ ثمن سے مراد عام ہے کہ وہ ثمن خلقی ہو یعنی اسی لئے پیدا کیا گیا ہو چاہے اس میں انسانی صنعت بھی داخل ہو یا نہ ہو۔ چاندی سونا اور انکے سکے اور زیورات یہ سب ثمن خلقی میں داخل ہیں دوسری قسم غیر خلقی جسکو ثمن اصطلاحی بھی کہتے ہیں۔ یہ وہ چیزیں ہیں کہ ثمنیت کیلئے مخلوق نہیں ہیں مگر لوگ ان سے ثمن کا کام لیتے ہیں۔ ثمن کی جگہ پر استعمال کرتے ہیں جیسے پیسہ۔ نوٹ۔ نکل کی ریزگاریاں کہ یہ سب اصطلاحی ثمن ہیں۔ روپے کے پیسے بھنائے جائیں یا ریزگاریاں خریدی جائیں۔ یہ صرف میں داخل ہے مسئلہ چاندی کی چاندی سے یا سونے کی سونے سے بیع ہوئی۔ یعنی دونوں طرف ایک ہی جنس ہے تو شرط یہ ہے کہ دونوں

وزن میں برابر ہوں اور اسی مجلس میں دست بدست قبضہ ہو۔یعنی ہر ایک دوسرے کی چیز اپنے فعل سے قبضہ میں لائے۔ اگر عاقدین نے ہاتھ سے قبضہ نہیں کیا بلکہ فرض کرو عقد کے بعد وہاں اپنی چیز رکھدی اور اسکی چیز لیکر چلا آیا۔یہ کافی نہیں ہے اور اس طرح کرنے سے بیع ناجائز ہوگئی بلکہ سود ہوا۔ہاں دوسرے مواقع میں تخلیہ قبضہ قرار پاتا ہے اور کافی ہوتا ہے۔وزن برابر ہونے کے یہ معنی ہیں کہ کانٹے یا ترازو کے دونوں پلے میں دونوں برابر ہوں اگرچہ یہ معلوم نہو کہ دونوں کا وزن کیا ہے۔(عالمگیری دُرورَد) برابری سے مراد یہ ہے کہ عاقدین کے علم میں دونوں چیزیں برابر ہوں یہ مطلب نہیں کہ حقیقت میں برابر ہونا چاہئے انکو برابر ہونا معلوم ہو یا نہ ہو لہٰذا اگر دونوں جانب کی چیزیں برابر تھیں مگر انکے علم میں یہ بات نہ تھی تو بیع ناجائز ہے ہاں اگر اُسی مجلس میں یہ بات دونوں پر ظاہر ہو جائے کہ برابر ہیں تو جائز ہو جائیگی۔ (فتح القدیر) **مسئلہ** اتحاد جنس کی صورت میں کھرے کھوٹے ہونے کا کچھ لحاظ نہو گا یعنی یہ نہیں ہو سکتا کہ جدھر کھرا مال ہے اُدھر کم ہو اور جدھر کھوٹا ہو زیادہ ہو کہ اس صورت میں بھی کمی بیشی سود ہے **مسئلہ** اسکا بھی لحاظ نہیں ہو گا کہ ایک میں صنعت ہے اور دوسرا چاندی کا ڈھیلا ہے یا ایک سکّہ ہے دوسرا ویسا ہی ہے اگر ان اختلافات کیوجہ سے کم وبیش کیا تو حرام و سود ہے جیسے ایک روپیہ کی ڈیڑھ دو روپے بھر اس زمانہ میں چاندی بکتی ہے اور عام طور پر لوگ روپیہ ہی سے خریدتے ہیں اور اس میں اپنی ناواقفی کی وجہ سے کچھ حرج نہیں جانتے حالانکہ یہ سود ہے اور ربا بالاجماع حرام ہے۔اسلئے فقہا یہ فرماتے ہیں کہ اگر سونے چاندی کا زیور کسی نے غصب کیا اور غاصب نے اُسے ہلاک کرڈالا تو اسکا تاوان غیر جنس سے دلایا جائے یعنی سونے کی چیز ہے تو چاندی سے دلایا جائے اور چاندی کی ہے تو سونے سے کیونکہ اسی جنس سے دلانے میں مالک کا نقصان ہے اور بنوائی وغیرہ کا لحاظ کرکے کچھ زیادہ دلایا جائے تو سود ہے یہ دینی نقصان ہے۔(ہدایہ فتح ردالمحتار)۔

مسئلہ اگر دونوں جانب ایک جنس نہ ہو بلکہ مختلف جنسیں ہوں تو کمی بیشی میں کوئی حرج نہیں مگر تقابض بدلین ضروری ہے۔اگر تقابض بدلین سے قبل مجلس بدل گئی تو بیع باطل ہوگئی لہٰذا سونے کو چاندی سے یا چاندی کو سونے سے خریدتے میں دونوں جانب کو وزن کرنے کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ وزن تو اس لئے کرنا ضروری تھا کہ دونوں کا برابر ہونا معلوم ہو جائے اور جب برابری شرط نہیں تو وزن بھی ضروری نہ رہا صرف مجلس میں قبضہ کرنا ضروری ہے۔اگر چاندی خریدنے میں سود سے بچنا ہو تو روپیہ سے نہ خریدو گنی یا نوٹ یا پیسوں سے خریدو۔دین و دنیا دونوں کے نقصان سے بچوگے یہ حکم ثمن خلقی یعنی سونے چاندی کا ہے اگر پیسوں سے چاندی خریدی تو مجلس میں ایک کا قبضہ ضروری ہے دونوں جانب سے قبضہ ضرور نہیں کیونکہ انکی ثمنیت منصوص نہیں جسکا لحاظ ضروری ہو عاقدین اگر چاہیں تو انکی ثمنیت کو باطل کرکے جیسے دوسری چیزیں غیر ثمن ہیں انکو بھی غیر ثمن قرار دے سکتے ہیں (درمختار ردالمحتار) مجلس بدلنے کے یہاں یہ معنی ہیں کہ دونوں جُدا ہو جائیں ایک ایک طرف چلا جائے اور دوسرا دوسری طرف یا ایک وہاں سے چلا جائے اور دوسرا وہیں رہے۔اور اگر یہ دونوں صورتیں نہوں تو مجلس نہیں بدلی اگرچہ

کتنی ہی طویل مجلس ہو اگرچہ دونوں وہیں سو جائیں یا بیہوش ہو جائیں۔ غرض یہ کہ جب تک دونوں میں جدائی نہ ہو قبضہ ہو سکتا ہے۔ (عالمگیری) مسئلہ ایک نے دوسرے کے پاس کہلا بھیجا کہ میں نے تم سے اتنے روپے کی چاندی یا سونا خریدا دوسرے نے قبول کیا یہ عقد درست نہیں کہ تقابض بدلین ایک مجلس میں یہاں نہیں ہو سکتا۔ خط و کتابت کے ذریعہ سے بھی بیع صرف نہیں ہو سکتی۔ (عالمگیری و بہار) مسئلہ بیع صرف اگر صحیح ہو تو اسکے دونوں عوض معین کرنے سے بھی معین نہیں ہوتے۔ فرض کرو ایک شخص نے دوسرے کے ہاتھ ایک روپیہ ایک روپیہ کے بدلے میں بیع کیا اور ان دونوں کے پاس روپیہ نہ تھا مگر اسی مجلس میں دونوں نے کسی اور سے قرض لیکر تقابض بدلین کیا تو عقد صحیح رہا یا مثلاً اشارہ کر کے کہا کہ میں نے اس روپیہ کے بدلے میں بیچا اور جس کی طرف اشارہ کیا اُسے اپنے پاس رکھ لیا دوسرا اسکی جگہ دیا جب بھی صحیح ہے۔ (درمختار) یہ اُس وقت ہے کہ سونا چاندی یا سکّے ہوں۔ اور بنی ہوئی چیز مثلاً برتن زیور تو ان میں تعین ہوتا ہے مسئلہ بیع صرف خیار شرط سے فاسد ہو جاتی ہے۔ یونہیں اگر کسی جانب سے ادا کرنے کی کوئی مدت مقرر ہوئی مثلاً چاندی آج لی اور روپیہ کل دینے کو کہا یہ عقد فاسد ہے ہاں اگر اسی مجلس میں خیار شرط اور مدت کو ساقط کر دیا تو عقد صحیح ہو جائیگا (درمختار) مسئلہ سونے چاندی کی بیع میں اگر کسی طرف اُدھار ہو تو بیع فاسد ہے اگرچہ اُدھار والے نے جدا ہونے سے پہلے اسی مجلس میں ادا کر دیا جب بھی کُل کی بیع فاسد ہے مثلاً پندرہ کی گنی خریدی اور روپیہ دس دن کے بعد دینے کو کہا مگر اسی مجلس میں دس روپے دیدیئے جب بھی پوری ہی بیع فاسد ہے یہ نہیں کہ جتنا دیا اسکی مقدار میں جائز ہو جائے۔ ہاں اگر وہیں کل روپئے دیدیئے تو پوری بیع صحیح ہے۔ (عالمگیری) مسئلہ سونے چاندی کی کوئی چیز برتن زیور وغیرہ خریدی تو خیار عیب و خیار رویت حاصل ہوگا۔ روپے اشرفی میں خیار رویت تو نہیں مگر خیار عیب ہے (درمختار و ردالمختار) مسئلہ بدل صرف پر جبتک قبضہ نہ کیا ہو اُس میں تصرف نہیں کر سکتا اگر اُس نے اس چیز کو ہبہ کر دیا یا صدقہ کر دیا یا معاف کر دیا اور دوسرے نے قبول کر لیا تو بیع صرف باطل ہو گئی اور اگر روپے سے اشرفی خریدی اور ابھی اشرفی پر قبضہ بھی نہیں کیا اور اسی اشرفی کی کوئی چیز خریدی یہ بیع فاسد ہے اور بیع صرف بدستور صحیح ہے۔ یعنی اب بھی اگر اشرفی پر قبضہ کر لیا تو صحیح ہے۔ (درمختار) مسئلہ تلوار میں جو چاندی ہے اُسکو ثمن کی چاندی سے کم ہونا ضروری ہے اگر دونوں برابر ہیں یا تلوار والی ثمن سے زیادہ ہو یا معلوم نہو کہ کون زیادہ ہے کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ کہتا ہے تو ان صورتوں میں بیع درست ہی نہیں پہلی دونوں صورتوں میں یقیناً سود ہے اور تیسری صورت میں سود کا احتمال ہے اور یہ بھی حرام ہے اس کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جب ایسی چیز جس میں سونے چاندی کے تار یا پتر لگے ہوں اسکو اسی جنس سے بیع کیا جائے تو ثمن کی جانب اس سے زیادہ سونا یا چاندی ہونا چاہئے جتنا اس چیز میں ہے تاکہ دونوں طرف کی چاندی یا سونا برابر

کرنے کے بعد ثمن کیجانب میں کچھ بچے جو اُس چیز کے مقابل ہیں ہو۔ اگر ایسا نہ ہو تو سود اور حرام ہے اور اگر غیر جنس سے بیع ہو مثلاً اُس میں سونا ہے اور ثمن روپئے ہیں تو فقط تقابض بدلین شرط ہے۔ (درمختار و فتح القدیر) **مسئلہ** لچکا۔ گوٹا اگرچہ ریشم سے بنا جاتا ہے مگر مقصود اس میں ریشم نہیں ہوتا اور وزن ہی سے بکتا بھی ہے لہذا دونوں جانب وزن برابر ہونا ضروری ہے لیس بیک وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ بعض کپڑوں میں چاندی کے بادلے بنے جاتے ہیں۔ آنچل اور کنارے ہوتے ہیں جیسے بنارسی عمامہ اور بعض میں درمیان میں پھول ہوتے ہیں جیسے گلبدن اس میں زری کے کام کو تابع قرار دینگے کیونکہ شرع مطہر نے اسکے استعمال کو جائز کیا ہے اس کی بیع میں ثمن کی چاندی زیادہ ہونا شرط نہیں۔

مسئلہ دو روپئے اور ایک اشرفی کو ایک روپیہ دو اشرفیوں سے بیچنا درست ہے کہ روپے کے مقابل میں اشرفیاں تصور کریں اور اشرفی کے مقابل روپیہ۔ یوہیں دو من گیہوں اور ایک من جَو کو ایک من گیہوں اور دو من جَو کے بدلے میں بیچنا بھی جائز ہے اور اگر گیارہ روپے کو دس روپے اور ایک اشرفی کے بدلے میں بیع کیا ہے تو دس روپے کے مقابل میں دس روپے ہیں اور ایک روپیہ کے مقابل اشرفی یہ دونوں دو جنس ہیں ان میں کمی بیشی درست ہے اور اگر ایک روپیہ اور ایک تھان کو ایک روپیہ اور ایک تھان کے بدلے میں بیچا اور روپیہ پر طرفین نے قبضہ نہ کیا تو بیع صحیح نہ رہی۔ (ہدایہ)۔

مسئلہ چاندی سونے میں میل ہو مگر سونا چاندی غالب ہے، تو سونا چاندی ہی قرار پائیں گے۔ جیسے روپیہ اور اشرفی کہ خالص چاندی سونا نہیں ہیں رمیل ضرور ہے۔ مگر کم ہے اسوجہ سے اب بھی انھیں چاندی سونا ہی سمجھیں گے اور ان کی جنس سے بیع ہو تو وزن کے ساتھ برابر کرنا ضروری ہے اور قرض لینے میں بھی انکے وزن کا اعتبار ہوگا۔ ان میں کھوٹ خود ملایا ہو جیسے روپے اشرفی میں ڈھلنے کے وقت کھوٹ ملاتے ہیں یا ملایا نہیں ہے بلکہ پیدائشی ہے کان سے جب نکالے گئے اسی وقت اس میں آمیزش تھی دونوں کا ایک حکم ہے (ہدایہ عالمگیری) **مسئلہ** سونے چاندی میں اتنی آمیزش ہے کہ کھوٹ غالب ہے تو خالص کے حکم میں نہیں۔ اور ان کا حکم یہ ہے کہ اگر خالص سونے چاندی سے انکی بیع کریں تو یہ چاندی اس سے زیادہ ہونی چاہئے جتنی چاندی اس کھوٹی چاندی میں ہے تاکہ چاندی کے مقابلہ میں چاندی ہو جائے اور زیادتی کھوٹ کے مقابل میں ہو۔ تقابض شرط ہے کیونکہ دونوں طرف چاندی ہے اور اگر خالص چاندی اسکے مقابل میں اتنی ہی ہے جتنی اس میں ہے یا اس سے بھی کم ہے یا معلوم نہیں کم یا زیادہ تو بیع جائز نہیں کہ پہلی دو صورتوں میں کھلا ہوا سود ہے اور تیسری میں سود کا احتمال ہے (ہدایہ) **مسئلہ** ایسے روپے جن میں کھوٹ غالب ہے، ان میں بیع و قرض وزن کے اعتبار سے بھی درست ہے اور گنتی کے لحاظ سے بھی اگر رواج وزن کا ہے تو وزن سے اور عدد کا ہے تو عدد سے اور دونوں کا ہے تو دونوں طرح کیونکہ

یہ ان میں نہیں ہیں جن کا وزن منصوص ہے۔ (ہدآیہ) **مسئلہ** ہم نے کئی جگہ ضمناً یہ بات ذکر کر دی ہے کہ نوٹ بھی ثمن اصطلاحی ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ آج تمام لوگ اس سے چیزیں خریدتے ہیں دیون و دیگر مطالبات میں بے تکلف دیتے لیتے ہیں یہانتک کہ دس روپے کی چیز خریدتے ہیں اور نوٹ دے دیتے ہیں دس روپے قرض لیتے ہیں اور دس روپیہ کا نوٹ دیدیتے ہیں نہ لینے والا سمجھتا ہے کہ حق سے کم یا زیادہ ملا ہے نہ دینے والا جس طرح اٹھنّی چوانّی دوانی کی کوئی چیز خریدی اور پیسے دیدیئے یا یہ چیزیں قرض لی تھیں اور پیسوں سے قرض ادا کیا اس میں کوئی تفاوت نہیں سمجھتا۔ بعینہٖ اسی طرح نوٹ میں بھی فرق نہیں سمجھا جاتا حالانکہ یہ ایک کاغذ کا ٹکڑا ہے جسکی قیمت ہزار پانسو تو کیا پیسہ دو پیسہ بھی نہیں ہو سکتی صرف اصطلاح نے اسے اس رتبہ تک پہونچایا کہ ہزاروں میں بکتا ہے اور آج اصطلاح ختم ہو جائے تو کوڑی کو بھی کوئی نہ پوچھے۔ اس بیان کے بعد سمجھنا چاہئے کہ کھوٹے روپے اور پیسوں کا جو حکم ہے وہی نوٹ کا ہے کہ ان سے چیز خرید سکتے ہیں اور معین کرنے سے بھی معین نہیں ہوں گے۔ خود نوٹ کو نوٹ کے بدلے میں بیچنا بھی جائز ہے اور اگر دونوں معین کرلیں تو ایک نوٹ کے بدلے میں دو نوٹ بھی خرید سکتے ہیں جس طرح ایک پیسہ سے معین دو پیسوں کو خرید سکتے ہیں روپیوں سے نوٹ خریدا بیچا جائے تو جدا ہونے سے پہلے ایک پر قبضہ ہونا ضروری ہے جو رقم اس پر لکھی ہوتی ہے اس سے کم و بیش پر بھی نوٹ کا بیچنا جائز ہے۔ دس کا نوٹ پانچ میں بارہ میں بیع کرنا درست ہے جس طرح ایک روپیہ کے ۶۴ کی جگہ سو پیسے یا پچاس پیسے بیچے جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ بعض لوگ جو کمی بیشی ناجائز جانتے ہیں نوٹ کو چاندی تصور کرتے ہیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ یہ چاندی نہیں ہے بلکہ کاغذ ہے۔ اور اگر چاندی ہوتی تو اسکی بیع میں وزن کا اعتبار ضرور کرنا ہوتا۔ دس روپے سے دس کا نوٹ لینا اسوقت درست ہوتا کہ ایک پلہ میں دس روپے رکھیں دوسرے میں نوٹ اور دونوں وزن برابر کریں۔ یہ البتہ کہا جا سکتا ہے کہ بعض باتوں میں چاندی کے حکم میں ہے مثلاً دس روپے قرض لئے تھے یا کسی چیز کا ثمن تھا اور روپے کی جگہ نوٹ دیدے یہ درست ہے جس طرح پندرہ روپیہ کی جگہ ایک گنّی دینا درست ہے مگر اس سے یہ نہیں ہو سکتا کہ گنّی کو چاندی کہا جائے کہ پندرہ کی گنّی کو پندرہ سے کم و بیش میں بیچنا ہی ناجائز ہو۔ **مسئلہ** بیع تلجئہ یہ ہے کہ دو شخص اور لوگوں کے سامنے بظاہر کسی چیز کو بیچنا خریدنا چاہتے ہیں مگر انکا ارادہ اس چیز کے بیچنے خریدنے کا نہیں ہے۔ اس بیع کی ضرورت یوں پیش آتی ہے کہ جانتا ہے فلاں شخص کو معلوم ہو جائیگا کہ یہ چیز میری ہے تو زبردستی چھین لیگا میں اسکا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ بیع تلجئہ میں یہ ضروری ہے کہ مشتری سے کہدے کہ میں بظاہر تم سے بیع کرونگا اور حقیقۃً بیع نہیں ہوگی۔ اور اس امر پر لوگوں کو گواہ کرلے۔ محض دل میں یہ خیال کرکے بیع کی اور زبان سے اسکو ظاہر نہیں کیا ہے تو یہ تلجئہ نہیں۔ تلجئہ کا حکم ہزل کا ہے کہ صورت بیع کی ہے اور حقیقت میں بیع نہیں۔ (در مختار ردالمحتار) آجکل

جس کو فرضی بیع کہا کرتے ہیں وہ اسی تلجئہ میں داخل ہوسکتی ہے جبکہ اسکے شرائط پائے جائیں۔ مسئلہ بیع تلجئہ کا یہ حکم ہے کہ یہ بیع موقوف ہے۔ جائز کردے تو جائز ہوگی رد کردے تو باطل ہوگی (عالمگیری العینی) جبکہ نفس عقد میں تلجئہ ہو۔ مسئلہ دونوں میں سے ایک کہتا ہے تلجئہ تھا دوسرا کہتا ہے نہیں تھا تو جو تلجئہ کا مدعی ہے اسکے ذمہ گواہ ہیں۔ گواہ نہ لائے تو منکر کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے (عالمگیری)۔

بیع الوفا اسکو بیع الامانۃ اور بیع الاطاعۃ اور بیع المعاملہ بھی کہتے ہیں۔ اسکی صورت یہ ہے کہ اس طور پر بیع کیجائے کہ بائع جب ثمن مشتری کو واپس دیگا تو مشتری مبیع کو واپس کردے گا۔ یا یوں کہ مدیون نے دائن کے ہاتھ دین کے عوض میں کوئی چیز بیع کردی اور یہ طے ہوگیا کہ جب میں دین ادا کردونگا تو اپنی چیز لے لونگا یا یوں کہ میں نے یہ چیز تمھارے ہاتھ اتنے میں بیع کردی اس طور پر کہ جب ثمن لاؤنگا تو تم میرے ہاتھ بیع کردینا۔ آجکل جو بیع الوفا لوگوں میں جاری ہے اس میں مدت بھی ہوتی ہے کہ اگر اس مدت کے اندر یہ رقم میں نے ادا کردی تو چیز میری ورنہ تمھاری۔ مسئلہ بیع الوفا حقیقت میں رہن ہے لوگوں نے رہن کے منافع کھانے کی یہ ترکیب نکالی ہے کہ بیع کی صورت میں رہن رکھتے ہیں تاکہ مرتہن اسکے منافع سے مستفید ہو۔ لہذا رہن کے تمام احکام اس میں جاری ہوں گے اور جو کچھ منافع حاصل ہوں گے سب واپس کرنے ہوں گے اور جو کچھ منافع اپنے صرف میں لاچکا ہے یا ہلاک کرچکا ہے سب کا تاوان دینا ہوگا۔ اور اگر مبیع ہلاک ہوگئی تو دین کا روپیہ بھی ساقط ہوجائے گا بشرطیکہ وہ دین کی رقم کے برابر ہو اور اگر اُسکے پڑوس میں کوئی مکان یا زمین فروخت ہو تو شفعہ بائع کا ہوگا کہ وہی مالک ہے مشتری کا نہیں کہ وہ مرتہن ہے (ردالمحتار)۔ بیع الوفا کا معاملہ نہایت پیچیدہ ہے۔ فقہائے کرام کے اقوال اسکے متعلق بہت مختلف واقع ہوئے جسکو تفصیلات دیکھنی ہو مطولات کتب فقہ میں دیکھے۔

مضاربت کا بیان

یہ تجارت میں ایک قسم کی شرکت ہے کہ ایک جانب سے مال ہو اور ایک جانب سے کام۔ مال دینے والے کو ربّ المال اور کام کرنے والے کو مضارب اور مالک نے جو دیا اُسے راس المال کہتے ہیں اور اگر تمام نفع ربُّ المال ہی کیلئے دینا قرار پایا تو اسکو اِبضاع کہتے ہیں اور اگر کل کام کرنے والے کیلئے طے پایا تو قرض ہے اس عقد کی لوگوں کو حاجت ہے کیونکہ انسان مختلف قسم کے ہیں۔ بعض مالدار ہیں۔ بعض غریب۔ بعض مال والوں کو کام کرنے کا سلیقہ نہیں ہوتا۔ تجارت کے اصول و فروع سے ناواقف ہوتے ہیں اور بعض غریب کام کرنا جانتے ہیں مگر ان کے پاس روپیہ نہیں۔ لہذا تجارت کیونکر کریں۔ اس عقد کی مشروعیت میں یہ مصلحت ہے کہ امیر و غریب دونوں کو فائدہ پہونچے۔ مال والے کو روپیہ دیکر۔ اور غریب آدمی کو اسکے

روپیہ سے کام کرکے **مسئلہ** مضاربت کیلئے چند شرطیں ہیں (۱) راس المال ثمن کی قسم سے ہو۔ اگر عروض کے قسم سے ہو تو مضاربت صحیح نہیں پیسوں کو راس المال قرار دیا اور وہ چلتے ہوں تو مضاربت صحیح ہے۔ یونہیں نکل کی اکنیاں دوانیاں راس المال ہوسکتی ہیں جب تک اُنکا چلن ہے۔ اگر اپنی کوئی چیز دیدی کہ اسے بیچو اور ثمن پر قبضہ کرو اور اس سے بطور مضاربت کام کرو۔ اس نے اسکو روپیہ یا اشرفی سے بیچکر کام کرنا شروع کردیا یہ مضاربت صحیح ہے۔ (۲) راس المال معلوم ہو اگرچہ اس طرح معلوم کیا گیا ہو کہ اسکی طرف اشارہ کردیا۔ پھر اگر نفع کی تقسیم کرتے وقت راس المال کی مقدار میں اختلاف ہوا تو گواہوں سے جو ثابت کردے اسکی بات معتبر ہے۔ اور اگر دونوں کے گواہ ہوں تو رب المال کے گواہ معتبر ہیں اور اگر کسی کے پاس گواہ نہ ہوں تو قسم کے ساتھ مضارب کی بات معتبر ہوگی۔ (۳) راس المال عین ہو یعنی معین ہو دَین نہ ہو جو غیر معین واجب فی الذمہ ہوتا ہے۔ مضاربت اگر دین کے ساتھ ہوئی اور وہ دین مضارب پر ہے یعنی اس سے کہدیا کہ تمھارے ذمہ جو میرا روپیہ ہے اس سے کام کرو یہ مضاربت صحیح نہیں۔ جو کچھ خریدے گا اسکا مالک مضارب ہوگا اور جو کچھ دین ہوگا اسکے ذمہ ہوگا اور اگر دوسرے پر دین ہو مثلاً کہدیا کہ فلاں کے ذمہ میرا اتنا روپیہ ہے اسکو وصول کرو اور اس سے بطور مضاربت تجارت کرو یہ مضاربت جائز ہے اگرچہ اس طرح کرنا مکروہ ہے اور اگر یہ کہا تھا کہ فلاں پر میرا دین ہے وصول کرکے پھر اس سے کام کرو اُسنے کل روپیہ قبضہ کرنے سے پہلے ہی کام کرنا شروع کردیا تو ضامن ہے یعنی اگر تلف ہوگا ضمان دینا ہوگا اور اگر یہ کہا تھا کہ اس سے روپیہ وصول کرو اور کام کرو اور اُس نے کل روپیہ وصول کرنے سے پہلے کام شروع کردیا تو ضامن نہیں ہے اور اگر یہ کہا کہ مضاربت پر کام کرنے کیلئے اُس سے روپیہ وصول کرو تو کل وصول کرنیسے پہلے کام کرنے کی اجازت نہیں یعنی ضمان دینا ہوگا (بحر درمختار وغیرہما) **مسئلہ** یہ کہا کہ میرے لئے اُدھار غلام خرید و پھر بیچو اور اسکے ثمن سے بطور مضاربت کام کرو۔ اُسنے خریدا پھر بیچا اور کام کیا یہ صورت جائز ہے۔ غاصب یا امین یا جسکے پاس اس نے ابضاع کے طور پر روپیہ دیا تھا اِن سے کہا جو کچھ میرا مال تمھارے پاس ہے اس سے بطور مضاربت کام کرو نفع آدھا آدھا۔ یہ جائز ہے۔ (بحر) (۴) راس المال مضارب کو دیدیا جائے یعنی اسکا پورے طور پر قبضہ ہو جائے رب المال کا بالکل قبضہ نہ رہے۔ (۵) نفع دونوں کے مابین شائع ہو یعنی مثلاً نصف نصف یا دو تہائی ایک تہائی یا تین چوتھائی ایک چوتھائی۔ نفع میں اس طرح حصہ معین نہ کیا جائے جس میں شرکت قطع ہو جانے کا احتمال ہو مثلاً یہ کہہ دیا کہ میں سو روپیہ نفع لوں گا اس میں ہوسکتا ہے کہ کل نفع سو ہی ہو یا اس سے بھی کم تو دوسرے کی نفع میں کیونکر شرکت ہوگی۔ یا کہہ دیا کہ نصف نفع لوں گا اور اسکے ساتھ دس روپیہ اور لوں گا اُس میں بھی ہوسکتا ہے کہ کل نفع دس ہی روپے ہو تو دوسرا شخص کیا پائیگا۔ (۶) ہر ایک کا حصہ معلوم ہو لہذا ایسی شرط جسکی وجہ سے نفع میں جہالت پیدا ہو مضاربت کو فاسد کردیتی ہے (مثلاً یہ شرط کہ تم کو آدھا یا تہائی

نفع دیا جائیگا یعنی دونوں میں سے کسی ایک کو معین نہیں کیا بلکہ تردید کے ساتھ بیان کرتا ہے) اور اگر اس شرط سے نفع میں جہالت نہو تو وہ شرط ہی فاسد ہے اور مُضاربت صحیح ہے (مثلاً یہ کہ نقصان جو کچھ ہوگا وہ مضارب کے ذمہ ہوگا یا دونوں کے ذمہ ڈالا جائے گا۔) (۷) مضارب کیلئے نفع دینا شرط ہو۔ (اگر راس المال سے کچھ دینا شرط کیا گیا یا راس المال اور نفع دونوں میں سے دینا شرط کیا گیا مضاربت فاسد ہو جائے گی) (بحر و دُر) مسئلہ مضاربت کا یہ حکم ہے کہ جب مضارب کو مال دیا گیا اسوقت وہ امین ہے۔ اور جب اُس نے کام شروع کیا اب وہ وکیل ہے۔ اور جب کچھ نفع ہوا تو اب شریک ہے۔ اور ربّ المال کے حکم کے خلاف کیا تو غاصب ہے۔ اور اگر مضاربت فاسد ہو گئی تو وہ اجیر ہے اور اجارہ بھی فاسد۔ (درمختار)۔

مسئلہ مضاربت میں جو کچھ خسارہ ہوتا ہے وہ رب المال کا ہوتا ہے۔ اگر یہ چاہے کہ خسارہ مضارب کو ہو مال والے کو نہ ہو تو اسکی صورت یہ ہے کہ کل روپیہ مضارب کو بطور قرض دیدے اور ایک روپیہ بطور شرکت عنان دے یعنی اسکی طرف سے وہ کل روپے جو اس نے قرض میں دیئے اور اسکا ایک روپیہ اور شرکت اس طرح کی کہ کام دونوں کریں گے اور نفع میں برابر کے شریک رہیں گے اور کام کرنے کے وقت تنہا وہی مستقرض کام کرتا رہا اسنے کچھ نہیں کیا۔ اس میں حرج نہیں کیونکہ اگر رب المال کام نہ کرے تو شرکت باطل نہیں ہوتی اب اگر تجارت میں نقصان ہوا تو ظاہر ہے کہ اس کا ایک ہی روپیہ ہے سارا مال تو مستقرض کا ہے اس کا خسارہ ہوا رب المال کا کیا ایسا خسارہ ہوا کیونکہ جو کچھ مستقرض کو دیا ہے وہ قرض ہے اُس سے وصول کریگا (درمختار) مسئلہ مُضَارَبَۃ اگر فاسد ہو جاتی ہے تو اجارہ کی طرف منقلب ہو جاتی ہے یعنی اب مضارب کو نفع جو مقرر ہوا ہے وہ نہیں ملے گا بلکہ اُجرتِ مثل ملے گی چاہے نفع اس کام میں ہوا ہو یا نہ ہو۔ مگر یہ ضرور ہے کہ یہ اُجرت اس سے زیادہ نہ ہو جو مضاربت کی صورت میں نفع ملتا۔ (درمختار) مسئلہ مضاربت فاسدہ میں بھی مضارب کے پاس جو مال رہتا ہے وہ بطور امانت ہے اگر کچھ نقصان ہو جائے تو تاوان اسکے ذمہ نہیں جس طرح مضاربت صحیحہ میں تاوان نہیں دوسرے کو مال دیا اور کل نفع اپنے لئے مشروط کر لیا جس کو ابضاع کہتے ہیں اس میں بھی اسکے پاس جو مال ہے بطور امانت ہے ہلاک ہو جائے تو ضمان نہیں۔ (درمختار) مسئلہ مضارب ایسا کام نہیں کر سکتا جس میں ضرر ہو نہ وہ کام کر سکتا ہے جو تجار نہ کرتے ہوں نہ ایسی میعاد پر بیع کر سکتا ہے جس میعاد پر تاجر نہیں بیچتے۔ اور اگر دو شخصوں کو مضارب کیا ہے تو تنہا ایک بیع و شرا نہیں کر سکتا جبتک اپنے ساتھی سے اجازت نہ لے لے۔ (بحر) مسئلہ اگر بیع فاسد کے ساتھ کوئی چیز خریدی جس میں قبضہ کرنے سے ملک ہو جاتی ہے یہ مخالفت نہیں ہے اور وہ چیز مضاربت ہی کہلائے گی اور غبن فاحش کے ساتھ خریدی تو مخالفت ہے اور یہ چیز صرف مضارب کی ملک ہوگی اگرچہ مالک نے کہدیا ہو کہ اپنی رائے سے کام کرو اور اگر غبن فاحش کیساتھ بیچ دی تو مخالفت نہیں ہے۔ (بحر) مسئلہ رب المال نے

شہر یا وقت یا قسم تجارت کی تعین کردی ہو یعنی کہدیا ہو کہ اس شہر میں یا اس زمانہ میں خرید و فروخت کرنا یا فلاں قسم کی تجارت کرنا تو مضارب پر اس کی پابندی لازم ہے اسکے خلاف نہیں کرسکتا یونہیں اگر بائع یا مشتری کی تقیید کردی ہو کہدیا ہو کہ فلاں دکان سے خریدنا یا فلاں فلاں کے ہاتھ بیچنا اسکے خلاف بھی نہیں کرسکتا اگرچہ یہ پابندیاں اس نے عقد مضاربت کرتے وقت یا روپے دیتے وقت نہ کی ہوں بعد میں یہ قیود بڑھادی ہوں ہاں اگر مضارب نے سودا خریدلیا اب کسی قسم کی پابندی اسکے ذمہ کرے مثلاً یہ کہ اُدھار نہ بیچنا یا دوسری جگہ نہ لیجانا وغیرہ وغیرہ تو مضارب ان قیود کی پابندی پر مجبور نہیں مگر جبکہ سودا فروخت ہو جائے اور راس المال نقد کی صورت میں ہو جائے تو رب المال اسوقت قیود لگا سکتا ہے اور مضارب پر انکی پابندی لازم ہوگی۔ (درمختار ردالمحتار) مسئلہ مضارب نے ایسے شخص سے بیع و شرار کی جسکے حق میں اسکی گواہی مقبول نہیں مثلاً اپنے باپ یا بیٹے یا زوجہ سے اگر یہ بیع واجبی قیمت پر ہوئی تو جائز ہے ورنہ نہیں۔ (عالمگیری) مسئلہ دونوں میں سے ایک کے مرجانے سے مضاربت باطل ہوجاتی ہے۔ دونوں میں سے ایک مجنون ہوجائے اور جنون بھی مُطبِق ہو تو مضاربت باطل ہوجائیگی۔ مگر مال مضاربت اگر سامان تجارت کی شکل میں ہے اور مضارب مرگیا تو اسکا وصی ان سب کو بیچ ڈالے اور اگر مالک مرگیا اور مال تجارت نقد کی صورت میں ہے تو مضارب اُس میں تصرف نہیں کرسکتا اور سامان کی شکل میں ہے تو اُسکو سفر میں نہیں لیجا سکتا بیع کرسکتا ہے۔ (ہدایہ درمختار) مسئلہ مضارب مرگیا اور مال مضاربت کا پتہ نہیں چلتا کہ کہاں ہے یہ مضارب کے ذمہ دَین ہے جو اُسکے ترکہ سے وصول کیا جائیگا۔ (درمختار) مسئلہ مضارب مرگیا اسکے ذمہ دین ہے مگر مال مضاربت معروف و مشہور ہے لوگ جانتے ہیں کہ یہ چیزیں مضاربت کی ہیں دین والے اس مال سے دین وصول نہیں کرسکتے بلکہ راس المال اور نفع کا حصہ رب المال لیگا نفع میں جو مضاربت کا حصہ ہے وہ دین والے اپنے دین میں لے سکتے ہیں۔ (ردالمحتار) مسئلہ مال مضاربت سے جو کچھ ہلاک اور ضائع ہوگا وہ نفع کیطرف شمار ہوگا راس المال میں نقصانات کو نہیں شمار کیا جاسکتا۔ مثلاً سَو روپے تھے اور تجارت میں بیس روپے کا نفع ہوا اور دس روپے ضائع ہوگئے تو یہ نفع میں منہا کئے جائیں گے یعنی اب دس ہی روپے نفع کے باقی ہیں اگر نقصان اتنا ہو کہ نفع اسکو پورا نہیں کرسکتا مثلاً بیس نفع کے ہیں اور پچاس کا نقصان ہوا تو یہ نقصان راس المال میں ہوگا۔ مضارب سے کل یا نصف نہیں لے سکتا کیونکہ وہ امین ہے اور امین پر ضمان نہیں اگرچہ وہ نقصان مضارب ہی کے فعل سے ہوا ہو ہاں اگر جان بوجھ کر قصداً اس نے نقصان پہنچایا یا مثلاً شیشہ کی چیز قصداً پٹک دی اس میں تاوان دینا ہوگا کہ اسکی اُسے اجازت نہ تھی۔ (ہدایہ درمختار) مسئلہ مضاربت میں نفع کی تقسیم اسوقت صحیح ہوگی کہ راس المال رب المال کو دیدیا جائے راس المال دینے سے قبل تقسیم باطل ہے یعنی فرض کرو کہ راس المال ہلاک ہوگیا

واپس

تو نفع کرکے راس المال پورا کریں اسکے بعد اگر کچھ بچے تو حسب قرار داد تقسیم کرلیں مثلاً ایکہزار راس المال ہے اور ایک ہزار نفع۔ پانسو دونوں نے نفع کے لے لئے اور راس المال مضارب ہی کے پاس رہا کہ اس سے وہ پھر تجارت کریگا یہ ہزار ہلاک ہوگئے۔ کام کرنے سے پہلے ہلاک ہوئے یا بعد میں بہرحال مضارب پانسو کی رقم رب المال کو واپس کردے اور خرچ کرچکا ہے تو اپنے پاس سے پانسو دے کہ یہ رقم اور رب المال جو لے چکا ہے وہ راس المال میں محسوب ہے اور نفع کا ہلاک ہونا تصور ہوگا اور دو ہزار نفع کے تھے ایک ایک ہزار دونوں نے لئے تھے اسکے بعد راس المال ہلاک ہوا تو ایکہزار جو مالک کو ملے ہیں انکو راس المال تصور کیا جائے اور مضارب کے پاس جو ایک ہزار ہیں وہ نفع کے ہیں ان میں سے رب المال پانسو وصول کرے۔ (عالمگیری) **مسئلہ** مضارب کے پاس دو ہزار روپے ہیں اور کہتا یہ ہے کہ ایک ہزار تم نے دیئے تھے اور ایک ہزار نفع کے ہیں اور رب المال یہ کہتا ہے کہ میں نے دو ہزار دیئے ہیں۔ اگر کسی کے پاس گواہ نہ ہوں تو مضارب کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے اور اگر اسکے ساتھ ساتھ نفع کی مقدار میں بھی اختلاف ہو مضارب کہتا ہے کہ میرے لئے آدھے نفع کی شرط تھی اور رب المال کہتا ہے ایک تہائی نفع تمھارے لئے تھا تو اس میں رب المال کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے اور اگر دونوں میں سے کسی نے اپنی بات کو گواہو سے ثابت کیا تو اسی کی بات مانی جائے گی اور اگر دونوں گواہ پیش کریں تو راس المال کی زیادتی میں رب المال کے گواہ معتبر ہیں اور نفع کی زیادتی میں مضارب کے گواہ معتبر۔ (ہدایہ درمختار) **مسئلہ** مضارب کہتا ہے میرے لئے آدھا یا تہائی نفع ٹھہرا تھا اور مالک کہتا ہے تمھارے لئے سَو روپے ٹھہرے تھے یا کچھ شرط نہ تھی لہذا مضاربت فاسد ہوگئی اور تم اُجرت مثل کے مستحق ہو۔ اس میں رب المال کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے۔ (عالمگیری) **مسئلہ** وصی نے نابالغ کے مال کو بطور مضاربت خود لیا۔ یہ جائز ہے بعض علمار اس میں یہ قید اضافہ کرتے ہیں کہ اپنے لئے اتنا ہی نفع لینا قرار دیا ہو جو دوسرے کو دیتا (درمختار) **مسئلہ** مضارب نے راس المال سے کوئی چیز خریدی ہے اور کہتا ہے اسے ابھی نہیں بیچونگا جب زیادہ ملیگا اس وقت بیع کرونگا اور مالک یہ کہتا ہے کچھ نفع مل رہا ہے اسے بیع کرڈالو۔ تو مضارب بیچنے پر مجبور کیا جائیگا ہاں اگر مضارب یہ کہتا ہے میں تمہارا راس المال بھی دونگا اور نفع کا حصہ بھی دونگا اس وقت مالک کو اس کے قبول پر مجبور کیا جائیگا۔ (درمختار)

کتاب الحظر والاباحۃ

ناجائز جائز

جائز و ناجائز کا بیان

یہاں ہم کسی ایک خاص باب کے مسائل نہ بیان کریں گے بلکہ مختلف بابوں کے روزمرّہ پیش آنیوالے

ے یعنی جیسا طے ہوا ہے اسکے موافق بانٹ لیں۔

مسائل کو ذکر کریں گے۔ لیکن زیادہ تر مسائل آداب واخلاق سے متعلق ہوں گے۔ اور ان میں بھی پہلے کھانے
پینے کے مسئلوں کو لکھیں گے کہ انسان کی زندگی کا تعلق کھانے پینے سے ہے۔ قرآن مجید میں ہے یٰٓاَیُّھَا
الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ۝
وَکُلُوْا مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ حَلٰلًا طَیِّبًا ۪ وَّاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْٓ اَنْتُمْ بِہٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝ اے ایمان والو اللہ نے
جو تمہارے لئے حلال کیا ہے اُسے حرام نہ کرو اور حد سے نہ گذرو بیشک اللہ حد سے گذرنے والوں کو دوست
نہیں رکھتا اور اللہ نے جو تمہیں حلال پاکیزہ رزق دیا ہے اس میں سے کھاؤ اور اللہ سے ڈرو
جس پر تم ایمان لائے ہو۔ اور فرماتا ہے کُلُوْا مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ؕ
اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۝ کھاؤ اس میں سے جو اللہ نے تمہیں روزی دی اور شیطان کے قدموں پر نہ
چلو بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس
کھانے پر بسم اللہ نہ پڑھی جائے شیطان کے لئے وہ کھانا حلال ہو جاتا ہے یعنی بسم اللہ نہ پڑھنے کی
صورت میں شیطان اس کھانے میں شریک ہو جاتا ہے۔ (مسلم) صحیح بخاری وصحیح مسلم میں ہے عمر بن
ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ میں بچہ تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش میں تھا کھاتے
وقت برتن میں ہر طرف ہاتھ ڈالدیتا حضور نے ارشاد فرمایا بسم اللہ پڑھو اور داہنے ہاتھ سے
کھاؤ اور برتن کی اس جانب سے کھاؤ جو تمہارے قریب ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب
کوئی شخص کھانا کھائے تو اللہ کا نام ذکر کرے یعنی بسم اللہ پڑھے۔ اور اگر شروع میں بسم اللہ پڑھنا
بھول جائے تو یوں کہے بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ۔ (ترمذی ابوداؤد وغیرہ) اور فرمایا مجتمع ہو کر کھانا
کھاؤ اور بسم اللہ پڑھو تمہارے لئے اس میں برکت ہوگی۔ ابن ماجہ کی روایت میں یہ بھی ہے کہ لوگوں نے
عرض کی یارسول اللہ ہم کھاتے ہیں اور پیٹ نہیں بھرتا ارشاد فرمایا کہ شاید تم الگ الگ کھاتے ہو گے
عرض کی ہاں۔ فرمایا اکٹھے ہو کر کھاؤ اور بسم اللہ پڑھو برکت ہوگی۔ (ابوداؤد وابن ماجہ) اور فرمایا جس
کھانے پر اللہ کا نام ذکر نہ کیا گیا ہو وہ بیماری ہے اور اس میں برکت نہیں ہے اور اسکا کفارہ یہ ہے
کہ اگر ابھی دسترخوان نہ اُٹھایا گیا ہو تو بسم اللہ پڑھ کر کچھ کھالے اور دسترخوان اُٹھایا گیا ہو تو بسم اللہ
پڑھ کر انگلیاں چاٹ لے۔ (ابن عساکر) اور فرمایا جب کھائے یا پیئے تو یہ کہہ لے بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ الَّذِیْ
لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ۔ پھر اس سے کوئی بیماری نہ ہوگی
اگرچہ اس میں زہر ہو (دیلمی) اور فرمایا جب کھانا کھائے تو داہنے ہاتھ سے کھائے اور پانی پیئے تو
داہنے ہاتھ سے پیئے (مسلم) اور فرمایا کوئی شخص نہ بائیں ہاتھ سے کھانا کھائے نہ پانی پیئے کہ بائیں
ہاتھ سے کھانا . . . . پینا شیطان کا طریقہ ہے (مسلم) اور فرمایا

تین انگلیوں سے کھانا انبیاء علیہم السلام کا طریقہ ہے اور فرمایا تین انگلیوں سے کھاؤ کہ یہ سنت ہے اور پانچوں انگلیوں سے نہ کھاؤ کہ یہ اَعراب (گنواروں) کا طریقہ ہے۔ (ابن النجار) جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلیوں اور برتن کے چاٹنے کا حکم دیا اور یہ فرمایا کہ تمھیں معلوم نہیں کہ کھانے کے کس حصّے میں برکت ہے۔ (مسلم) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ حضور نے کھانے اور پینے میں پھونکنے سے ممانعت فرمائی (طبرانی) اور فرمایا شیطان تمھارے ہر کام میں حاضر ہو جاتا ہے کھانے کے وقت بھی حاضر ہو جاتا ہے لہذا اگر لقمہ گر جائے اور اس میں کچھ لگ جائے تو صاف کر کے کھالے اسے شیطان کیلئے چھوڑ نہ دے اور جب کھانے سے فارغ ہو جائے تو انگلیاں چاٹ لے کیونکہ یہ معلوم نہیں کہ کھانے کے کس حصّے میں برکت ہے (مسلم) اور فرمایا کہ روٹی کا احترام کرو کہ وہ آسمان و زمین کی برکات سے ہے۔ جو شخص دسترخوان سے گری ہوئی روٹی کو کھالیگا اسکی مغفرت ہو جائے گی۔ (طبرانی) اور فرمایا اللہ تعالیٰ اس بندہ سے راضی ہوتا ہے کہ جب لقمہ کھاتا ہے تو اُسپر اللہ کی حمد کرتا ہے اور پانی پیتا ہے تو اُسپر اسکی حمد کرتا ہے۔ (مسلم) اور فرمایا کہ جب دسترخوان چنا جائے تو کوئی شخص دسترخوان سے نہ اُٹھے جب تک دسترخوان نہ اٹھا لیا جائے اور کھانے سے ہاتھ نہ کھینچے اگرچہ کھا چکا ہو جبتک سب لوگ فارغ نہ ہو جائیں اور اگر ہاتھ روکنا ہی چاہتا ہے تو معذرت پیش کرے کیونکہ اگر بغیر معذرت کئے ہاتھ روک لیگا تو اسکے ساتھ دوسرا شخص جو کھانا کھا رہا ہے شرمندہ ہوگا وہ بھی ہاتھ کھینچ لے گا اور شاید ابھی اس کو کھانے کی حاجت باقی ہو۔ اسی حدیث کی بنا پر علماء یہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کم خوراک ہو تو آہستہ آہستہ تھوڑا تھوڑا کھائے اور اسکے باوجود بھی اگر جماعت کا ساتھ نہ دے سکے تو معذرت پیش کرے تاکہ دوسروں کو شرمندگی نہو۔ (ابن ماجہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھانے سے فارغ ہو کر یہ پڑھتے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِیْنَ (ترمذی والبوداؤد وابن ماجہ) اور فرمایا کھانے کے وقت جوتے اُتار لو کہ یہ سُنّت جمیلہ (اچھا طریقہ) ہے اور انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ کھانا رکھا جائے تو جوتے اُتار لو کہ اس سے تمھارے پاؤں کے لئے راحت ہے (حاکم) اور فرمایا کہ (کھاتے وقت) گوشت کو چُھری سے نہ کاٹو کہ یہ عجمیوں کا طریقہ ہے۔ اسکو دانت سے نوچ کر کھاؤ کہ یہ خوشگوار اور زود ہضم ہے۔ یہ اس وقت ہے کہ گوشت اچھی طرح پک گیا ہو۔ ہاتھ یا دانت سے نوچ کر کھایا جا سکتا ہو آجکل یورپ کی تقلید میں بہت سے مسلمان بھی چھری کانٹے سے کھاتے ہیں یہ مذموم طریقہ ہے اور بوجہ ضرورت چُھری سے گوشت کاٹ کر کھایا جائے کہ گوشت اتنا گلا ہوا نہیں ہے کہ ہاتھ سے توڑا جا سکے یا دانتوں سے نوچا جا سکے یا مثلاً مسلّم ران بھنی ہوئی ہے کہ دانتوں سے نوچنے میں دقت ہوگی تو چُھری سے کاٹ کر کھانے میں حرج نہیں۔ اسی قسم کے بعض

مواقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا چھری سے گوشت کاٹ کر تناول فرمانا آیا ہے اس سے آجکل کے
چھری کانٹے سے کھانے کی دلیل لانا صحیح نہیں (ابو داؤد) اور فرمایا میں تکیہ لگا کر کھانا نہیں کھاتا (بخاری)
انس رضی اللہ عنہ سے مروی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خوان پر کھانا نہیں تناول فرمایا نہ چھوٹی چھوٹی
پیالیوں میں کھایا اور نہ حضور کے لئے پتلی چپاتیاں پکائی گئیں۔ دوسری روایت میں یہ ہے کہ حضور نے
پتلی چپاتی دیکھی بھی نہیں۔ حضرت قتادہ سے پوچھا گیا کہ کس چیز پر وہ لوگ کھانا کھایا کرتے تھے کہا کہ
دسترخوان پر۔ خوان تپائی کیطرح اونچی چیز ہوتی ہے جس پر امراء کے یہاں کھانا چنا جاتا ہے تاکہ کھاتے
وقت جھکنا نہ پڑے اسپر کھانا کھانا متکبرین کا طریقہ تھا جس طرح بعض لوگ اس زمانہ میں میز پر کھاتے
ہیں چھوٹی چھوٹی پیالیوں میں کھانا کھانا بھی امراء کا طریقہ ہے کہ انکے یہاں مختلف قسم کے کھانے ہوتے
ہیں چھوٹے چھوٹے برتنوں میں رکھے جاتے ہیں (بخاری) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے کھانے کو کبھی عیب نہیں لگایا۔ (یعنی برا نہیں کہا) اگر خواہش ہوئی کھالیا ورنہ چھوڑ دیا۔
(بخاری و مسلم) اور فرمایا ایک شخص کا کھانا دو کے لئے کفایت کرتا ہے اور دو کا کھانا چار کیلئے کفایت
کرتا ہے اور چار کا کھانا آٹھ کو کفایت کرتا ہے (مسلم) اور فرمایا اپنے اپنے کھانے کو ناپ لیا کرو تمہارے
لئے اس میں برکت ہوگی (بخاری) اور فرمایا کہ آدمی نے پیٹ سے زیادہ برا کوئی برتن نہیں بھرا ابن آدم
کو چند لقمے کافی ہیں جو اسکی پیٹھ کو سیدھا رکھیں۔ اگر زیادہ کھانا ضروری ہو تو تہائی پیٹ کھانے کیلئے
اور تہائی پانی پینے کے لئے اور تہائی سانس کے لئے (ترمذی و ابن ماجہ) ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کی ڈکار کی آواز سنی فرمایا اپنی ڈکار کم کر اس لئے کہ
قیامت کے دن سب سے زیادہ بھوکا وہ ہوگا جو دنیا میں زیادہ پیٹ بھرتا ہے (ترمذی) اسماء بنت
یزید سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھانا حاضر لایا گیا حضور نے ہم پر پیش
فرمایا۔ ہم نے کہا ہمیں خواہش نہیں ہے۔ فرمایا بھوک اور جھوٹ دونوں چیزوں کو اکٹھا مت کرو
یعنی بھوک کے وقت کوئی کھانا کھلائے تو کھالے یہ نہ کہے کہ بھوک نہیں ہے۔ کہ کھانا بھی نہ کھانا
اور جھوٹ بولنا دنیا و آخرت دونوں کا خسارہ ہے۔ بعض تکلف کرنے والے ایسا کرتے ہیں اور بہت
سے دیہاتی اس قسم کی عادت رکھتے ہیں کہ جبتک ان سے بار بار نہ کہا جائے کھانے سے انکار کرتے
ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں خواہش نہیں۔ جھوٹ بولنے سے بچنا ضروری ہے (ابن ماجہ) اور فرمایا جو
شخص چاندی یا سونے کے برتن میں کھاتا پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ اتارتا ہے (مسلم و
ابو داؤد) اور فرمایا جب کھانے میں مکھی گر جائے تو اسے غوطہ دیدو (اور پھینک دو) کیونکہ اس کے

متکبرین گھمنڈ غرور کرنیوالے۔ اپنے کو بڑا جاننے والے۔ مواخذہ۔ پکڑ۔

ایک بازو میں بیماری ہے اور دوسری میں شفا ہے اور اسی بازو سے اپنے کو بچاتی ہے جس میں بیماری ہے وہی بازو کھانے میں پہلے ڈالتی ہے جس میں بیماری ہے لہذا پوری کو غوطہ دیدو (ابوداؤد) مسئلہ بعض صورت میں کھانا فرض ہے کہ کھانے پر ثواب ہے اور نہ کھانے میں عذاب۔ اگر بھوک کا اتنا غلبہ ہو کہ جانتا ہو کہ نہ کھانے سے مرجائے گا تو اتنا کھا لینا جس سے جان بچ جائے فرض ہے اور اس صورت میں اگر نہیں کھایا یہانتک کہ مرگیا تو گنہگار ہوا۔ اتنا کھا لینا کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی طاقت آجائے اور روزہ رکھ سکے یعنی نہ کھانے سے اتنا کمزور ہو جائے گا کہ کھڑا ہو کر نماز نہ پڑھ سکے گا اور روزہ نہ رکھ سکے گا تو اس مقدار سے کھا لینا ضروری ہے اور اس میں بھی ثواب ہے (درمختار) مسئلہ اضطرار کی حالت میں یعنی جبکہ جان جانے کا اندیشہ ہے اگر حلال چیز کھانے کے لئے نہیں ملتی تو حرام چیز یا مُردار یا دوسرے کی چیز کھا کر اپنی جان بچائے۔ اور ان چیزوں کے ..... کھا لینے پر اس صورت میں مواخذہ نہیں بلکہ نہ کھا کر مرجانے میں مواخذہ ہے اگرچہ پرائی چیز کھانے میں تاوان دینا ہوگا۔ (درمختار) مسئلہ پیاس سے ہلاک ہونے کا اندیشہ ہے تو کسی چیز کو پی کر اپنے کو ہلاکت سے بچانا فرض ہے۔ پانی نہیں ہے اور شراب موجود ہے اور معلوم ہے کہ اسکے پی لینے میں جان بچ جائے گی تو اتنی پی لے جس سے یہ اندیشہ جاتا رہے (درمختار ردالمحتار) مسئلہ دوسرے کے پاس کھانے پینے کی چیز ہے تو قیمت سے خرید کر کھا پی لے۔ وہ قیمت سے بھی نہیں دیتا اور اسکی جان پر بنی ہے تو اس سے زبردستی چھین لے۔ اور اگر اسکے لئے بھی یہی اندیشہ ہے تو کچھ لے لے اور کچھ اس کے لئے چھوڑ دے (ردالمحتار) مسئلہ ایک شخص اضطرار کی حالت میں ہے دوسرا شخص اس سے یہ کہتا ہے کہ تم میرا ہاتھ کاٹ کر اسکا گوشت کھا لو اس کے لئے اس گوشت کے کھانے کی اجازت نہیں یعنی انسان کا گوشت کھانا اس حالت میں بھی مباح نہیں (ردالمحتار) مسئلہ کھانے پینے پر دوا اور علاج کو قیاس نہ کیا جائے یعنی حالت اضطرار میں مُردار اور شراب کو کھانے پینے کا حکم ہے مگر دوا کے طور پر شراب جائز نہیں۔ کیونکہ مردار کا گوشت اور شراب یقینی طور پر بھوک اور پیاس کا دفعیہ ہے اور دوا کے طور پر شراب پینے میں یہ یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ مرض کا ازالہ ہی ہو جائے گا (ردالمحتار)۔

مسئلہ بھوک سے کم کھانا چاہئے۔ اور پوری بھوک بھر کر کھانا کھا لینا مباح ہے یعنی نہ ثواب ہے نہ گناہ۔ کیونکہ اسکا بھی صحیح مقصد ہو سکتا ہے کہ طاقت زیادہ ہو گی۔ اور بھوک سے زیادہ کھا لینا حرام ہے۔ زیادہ کا یہ مطلب ہے کہ اتنا کھا لیا جس سے پیٹ خراب ہونے کا گمان ہے مثلاً دست آئیں گے اور طبیعت بدمزہ ہو جائے گی (درمختار) مسئلہ اگر بھوک سے کچھ زیادہ اس لئے کھا لیا کہ کل کا

روزہ اچھی طرح رکھ سکے گا روزہ میں کمزوری نہیں پیدا ہوگی تو حرج نہیں جب کہ اتنی ہی زیادتی ہو جس سے معدہ خراب ہونے کا اندیشہ نہ ہو اور اگر معلوم ہے کہ زیادہ نہ کھایا تو کمزوری ہوگی دوسرے کاموں میں دقت ہوگی یوہیں اگر مہمان کے ساتھ کھا رہا ہے اور معلوم ہے کہ یہ ہاتھ روک دے گا تو مہمان شرما جائے گا اور سیر ہو کر نہ کھائیگا تو اس صورت میں بھی کچھ زیادہ کھا لینے کی اجازت ہے۔ (درمختار) **مسئلہ** سیر ہو کر کھانا اسلئے کہ نوافل کثرت سے پڑھ سکے گا اور پڑھنے پڑھانے میں کمزوری پیدا نہ ہوگی اچھی طرح اس کام کو انجام دے سکے گا یہ مندوب ہے۔ اور سیری سے زیادہ کھایا مگر اتنا زیادہ نہیں کہ پیٹ خراب ہو جائے یہ مکروہ ہے۔ عبادت گزار شخص کو یہ اختیار ہے کہ بقدر مباح تناول کرے یا بقدر مندوب مگر اُسے یہ نیت کرنی چاہیئے کہ اسلئے کھاتا ہوں کہ عبادت کی قوت پیدا ہو کہ اس نیت سے کھانا بھی ایک قسم کی طاعت ہے۔ کھانے سے اس کا مقصود تلذذ و تنعم نہ ہو کہ یہ بُری صفت ہے قرآن مجید میں کفار کی صفت یہ بیان کی گئی کہ کھانے سے انکا مقصود تمتع و تنعم ہوتا ہے اور حدیث میں کثیر خوری کفار کی صفت بتائی گئی (ردالمحتار) **مسئلہ** ریاضت و مجاہدہ میں ایسی تقلیل غذا کہ عبادت مفروضہ کی ادا میں ضعف پیدا ہو جائے مثلاً اتنا کمزور ہو گیا کہ کھڑا ہو کر نماز نہ پڑھ سکے گا) یہ ناجائز ہے اور اگر اس حد کی کمزوری نہ پیدا ہو تو حرج نہیں۔ (درمختار) **مسئلہ** جوان آدمی کو یہ اندیشہ ہے کہ سیر ہو کر کھائیگا تو غلبۂ شہوت ہوگا تو کھانے میں کمی کرے کہ غلبۂ شہوت نہ ہو مگر اتنی کمی نہ کرے کہ عبادت میں قصور پیدا ہو (عالمگیری) اسی طرح بعض لوگوں کو گوشت کھانے سے غلبۂ شہوت ہوتا ہے وہ بھی گوشت میں کمی کر دیں۔ **مسئلہ** طرح طرح کے میوے کھانے میں حرج نہیں اگرچہ افضل یہ ہے کہ ایسا نہ کرے۔ **مسئلہ** ایک قسم کا کھانا ہوگا تو ضرورت بھر نہ کھا سکے گا طبیعت گھبرا جائیگی لہٰذا کئی قسم کے کھانے تیار کراتا ہے کہ سب میں سے کچھ کچھ کھا کر ضرورت پوری کر لے گا اس غرض سے کئی قسم کے کھانے میں حرج نہیں یا اس لئے بہت سے کھانے پکواتا ہے کہ لوگوں کی ضیافت کرنی ہے وہ سب کھانے صرف ہو جائیں گے تو اس میں بھی حرج نہیں اور یہ مقصود نہ ہو تو اسراف ہے۔ (عالمگیری) **مسئلہ** کھانے کے آداب و سنن یہ ہیں۔ کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونا۔ کھانے سے پہلے ہاتھ دھو کر پونچھے نہ جائیں اور کھانے کے بعد ہاتھ دھو کر رومال یا تولیا سے پونچھ لیں کہ کھانے کا اثر باقی نہ رہے۔ **مسئلہ** مستحب یہ ہے کہ ہاتھ دھوتے وقت خود اپنے ہاتھ سے پانی ڈالے دوسرے سے اس میں مدد نہ لے یعنی اسکا وہی حکم ہے جو وضو کا ہے (عالمگیری) کھانے کے بعد اچھی طرح ہاتھ دھوئیں کہ کھانے کا اثر باقی نہ رہے۔ بھوسی یا آٹے یا بیسن سے دھونے میں حرج نہیں۔ اس زمانہ میں صابن سے ہاتھ دھونے کا رواج ہے اس میں بھی حرج نہیں۔ کھانے کیلئے مُنہ دھونا سنت

تلذذ تنعم۔ لذت مزہ۔ اِسراف۔ فضول خرچی۔ بیجا خرچ۔

نہیں یعنی اگر کسی نے نہ دھویا تو یہ نہیں کہا جائے گا کہ اس نے سنت ترک کردی ہاں جنب نے اگر مُنہ نہ دھویا تو مکروہ ہے اور حیض والی کا بغیر دھوئے کھانا مکروہ نہیں۔ کھانے سے قبل جوانوں کے پہلے ہاتھ دُھلائے جائیں۔ اور کھانے کے بعد پہلے بوڑھوں کے ہاتھ دُھلائے جائیں اسکے بعد جوانوں کے۔ یہی حکم علماء و مشائخ کا ہے کہ کھانے سے قبل اونکے ہاتھ آخر میں دُھلائے جائیں اور کھانے کے بعد انکے ہاتھ پہلے دھلائے جائیں۔ کھانا بسم اللہ پڑھ کر شروع کیا جائے اور ختم کرکے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ پڑھیں اگر بسم اللہ کہنا بھول گیا ہے تو جب یاد آجائے یہ کہے بِسْمِ اللّٰہِ فِیْ اَوَّلِہٖ وَاٰخِرِہٖ۔ بسم اللہ بلند آواز سے کہے کہ ساتھ والوں کو اگر یاد نہ ہو تو اس سے سُنکر انھیں یاد آجائے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ آہستہ کہے مگر جب سب لوگ فارغ ہو چکے ہوں تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ بھی زور سے کہے کہ دوسرے لوگ سُنکر شکر خدا بجا لائیں۔ روٹی پر کوئی چیز نہ رکھی جائے بعض لوگ سالن کا پیالہ یا چٹنی کی پیالی یا نمکدانی رکھ دیتے ہیں ایسا نکرنا چاہئے نمک اگر کاغذ میں ہے تو اُسے روٹی پر رکھ سکتے ہیں۔ ہاتھ یا چھری کو روٹی سے نہ پونچھیں۔ تکیہ لگا کر یا ننگے سر کھانا ادب کے خلاف ہے۔ بائیں ہاتھ کو زمین پر ٹیک دیکر کھانا بھی مکروہ ہے۔ روٹی کا کنارہ توڑ کر ڈال دینا اور بیچ کی کھا لینا اسراف ہے بلکہ پوری روٹی کھائے ہاں اگر کنارے کچے رہ گئے ہیں اس کے کھانے سے ضرر ہو گا تو توڑ سکتا ہے۔ اسی طرح اگر معلوم ہے کہ یہ ٹوٹے ہوئے دوسرے لوگ کھالیں گے ضائع نہ ہوں گے تو توڑنے میں حرج نہیں یہی حکم اسکا بھی ہے کہ روٹی میں جو حصہ پھولا ہوا ہے اُسے کھا لیتا ہے باقی کو چھوڑ دیتا ہے۔ روٹی جب دسترخوان پر آگئی تو کھانا شروع کردے سالن کا انتظار نہ کرے اسی لئے عموماً دسترخوان پر روٹی سب سے آخر میں لاتے ہیں تاکہ روٹی کے بعد انتظار نہ کرنا پڑے۔ داہنے ہاتھ سے کھانا کھائے۔ ہاتھ سے لقمہ چھوٹ کر دسترخوان پر گر گیا اُسے چھوڑ دینا اسراف[ع] ہے بلکہ پہلے اسکو اُٹھا کر کھائے۔ اور جو کنارہ اسکے قریب ہے وہاں سے کھائے جب کھانا ایک قسم کا ہو تو ایک جگہ سے کھائے ہر طرف ہاتھ نہ مارے ہاں اگر طباق میں مختلف قسم کی چیزیں لاکر رکھی گئیں تو اِدھر اُدھر سے کھانے کی اجازت ہے کہ یہ ایک چیز نہیں۔ کھانے کے وقت بایاں پاؤں بچھا دے اور داہنا کھڑا رکھے یا سُرین پر بیٹھے اور دونوں گھٹنے کھڑے رکھے۔ گرم کھانا نہ کھائے۔ اور نہ کھانے پر پھونکے نہ کھانے کو سونگھے۔ کھانے کے وقت باتیں کرتا جائے بالکل چپ رہنا مجوسیوں کا طریقہ ہے مگر بیہودہ باتیں نہ بکے بلکہ اچھی باتیں کرے۔ کھانے کے بعد انگلیاں چاٹ لے ان میں جھوٹا نہ لگا رہنے دے۔ اور برتن کو انگلیوں سے پونچھ کر چاٹ لے۔ حدیث میں ہے کھانے کے بعد جو شخص برتن چاٹتا ہے تو وہ برتن اسکے لئے دعا کرتا ہے

ع اسراف کے معنی ہیں بیجا خرچ کرنا۔ بیکار مال برباد کرنا۔ خرچ میں حد شرع سے بڑھنا مسئلہ اسراف حرام ہے گناہ ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ ۝ فضول خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔ ۱۲

کہتا ہے کہ اللہ تجھے جہنم کی آگ سے آزاد کرے جس طرح تو نے مجھے شیطان سے آزاد کیا اور ایک روایت میں ہے برتن اسکے لئے استغفار کرتا ہے۔ کھانے کی ابتدا نمک سے کی جائے اور ختم بھی اسی پر کریں۔ اس سے ستّر بیماریاں دفع ہو جاتی ہیں (بزازیہ ردالمحتار) **مسئلہ** راستہ اور بازار میں کھانا مکروہ ہے۔
مسئلہ دسترخوان پر روٹی کے ٹکڑے جمع ہو گئے اگر کھانا ہے تو کھالے ورنہ مرغی گائے بکری وغیرہ کو کھلا دے یا کہیں احتیاط کی جگہ پر رکھدے کہ چیونٹیاں یا چڑیاں کھالیں گی راستہ پر نہ پھینکے (بزازیہ) **مسئلہ** کھانے میں عیب بتانا نہ چاہئے نہ یہ کہنا چاہیئے کہ بُرا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کھانے کو عیب نہ لگایا اگر پسند آیا تناول فرمایا ورنہ نہ کھایا **مسئلہ** کھانا کھاتے وقت جب کوئی آجاتا ہے تو ہندوستان کا رواج یہ ہے کہ اُسے کھانے کو پوچھتے ہیں کہتے ہیں آؤ کھانا کھاؤ اگر نہ پوچھیں تو طعن کرتے ہیں کہ انھوں نے پوچھا تک نہیں۔ یہ بات یعنی دوسرے مسلمانوں کو کھانے کے لئے بلانا اچھی بات ہے۔ مگر بلانے والے کو یہ چاہئے کہ یہ پوچھنا محض نمائش کیلئے نہو بلکہ دل سے پوچھے۔ یہ بھی رواج ہے کہ جب پوچھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے بسم اللہ یہ نہ کہنا چاہئے یہاں بسم اللہ کہنے کے کوئی معنی نہیں اِس موقع پر بسم اللہ کہنے کو علما نے بہت سخت ممنوع فرمایا بلکہ ایسے موقع پر دعائیہ الفاظ کہنا بہتر ہے مثلاً اللہ تعالیٰ برکت دے۔ زیادہ دے۔ **مسئلہ** باپ کو بیٹے کے مال کی حاجت ہے اگر احتیاج اسوجہ سے ہے کہ اسکے پاس دام نہیں ہیں کہ اس چیز کو خرید سکے تو بیٹے کی چیز بلا کسی معاوضہ کے استعمال کرنا جائز ہے اور اگر دام ہیں مگر چیز نہیں ملتی تو معاوضہ دے کر لے یہ اسوقت ہے کہ بیٹا نالائق ہے اور اگر لائق ہے تو بغیر حاجت بھی اسکی چیز لے سکتا ہے (عالمگیری) **مسئلہ** ایک شخص بھوک سے اتنا کمزور ہو گیا ہے کہ گھر سے باہر نہیں جا سکتا کہ لوگوں سے اپنا حال کہے تو جسکو اسکا یہ حال معلوم ہے اسپر فرض ہے کہ اسے کھانے کو دے تاکہ گھر سے نکلنے کے لائق ہو جائے اگر ایسا نہیں کیا اور بھوک سے مر گیا تو جن لوگوں کو اسکا یہ حال معلوم تھا سب گنہگار ہوئے اور اگر یہ شخص جسکو اسکا حال معلوم تھا اسکے پاس بھی کچھ نہیں ہے کہ اسے کھلائے تو اُسپر یہ فرض ہے کہ دوسروں سے کہے اور لوگوں سے کچھ مانگ لائے اور ایسا نہ ہوا اور وہ مر گیا تو یہ سب لوگ جنکو اسکے حال کی خبر تھی گنہگار ہو گئے اور اگر یہ شخص گھر سے باہر جا سکتا ہے مگر کمانے پر قدرت نہیں تو جا کر لوگوں سے مانگے اور جس کے پاس صدقے کی قسم سے کوئی چیز ہو اس پر دینا واجب ہے۔ اور اگر وہ محتاج شخص کما سکتا ہے تو کام کر کے پیسے حاصل کرے۔ اسکے لئے مانگنا حلال نہیں۔ محتاج اگر کمانے کی طاقت نہیں رکھتا ہے مگر یہ کر سکتا ہے کہ دروازوں پر جا کر سوال کرے تو اس پر ایسا کرنا فرض ہے ایسا نہ کیا اور بھوک سے مر گیا تو گنہگار ہوگا۔ (عالمگیری)
مسئلہ کھانے میں پسینہ ٹپک گیا یا رال ٹپک پڑی یا آنسو گر گیا وہ کھانا حرام نہیں ہے کھایا جا سکتا ہے

اسی طرح اگر پانی میں کوئی پاک چیز مل گئی اور اس سے طبیعت کو نفرت پیدا ہو گئی وہ پیا جا سکتا ہے ۔ (عالمگیری) مسئلہ روٹی میں اگر اُپلے کا ٹکڑا ملا اور وہ سخت ہے تو اتنا حصہ توڑ کر پھینک دے پوری روٹی کو نجس نہیں کہا جائیگا اور اگر اس میں نرمی آگئی ہے تو بالکل نہ کھائے (عالمگیری) مسئلہ گوشت سڑ گیا تو اسکا کھانا حرام ہے (عالمگیری) مسئلہ باغ میں پہنچا وہاں پھل گرے ہوئے ہیں تو جبتک مالک باغ کی اجازت نہو پھل نہیں کھا سکتا اور اجازت دونوں طرح ہو سکتی ہے صراحۃً اجازت ہو مثلاً مالک نے کہدیا ہو کہ گرے ہوئے پھلوں کو کھا سکتے ہو یا دلالۃً اجازت ہو یعنی وہاں ایسا عرف وعادت ہے کہ باغ والے گرے ہوئے پھلوں سے لوگوں کو منع نہیں کرتے۔ درختوں سے پھل توڑ کر کھانے کی اجازت نہیں مگر جبکہ پھلوں کی کثرت ہو معلوم ہو کہ توڑ کر کھانے میں بھی مالک کو ناگواری نہیں ہوگی تو توڑ کر بھی کھا سکتا ہے مگر کسی صورت میں یہ اجازت نہیں کہ وہاں سے پھل اُٹھا لائے (عالمگیری) ان سب صورتوں میں عُرف وعادت کا لحاظ ہے اور اگر عرف وعادت نہ ہو یا معلوم ہو کہ مالک کو ناگواری ہوگی تو کھانا جائز نہیں ۔ اور اگر مالک کیلئے بیکار ہوں جیسا کہ ہمارے ملک میں باغات میں پتے گر جاتے ہیں اور مالک انکو کام میں نہیں لاتا۔ بھاڑ جلانے والے اٹھا لاتے ہیں ایسے پتوں کو اُٹھا لانے میں حرج نہیں (عالمگیری) مسئلہ دوست کے گھر گیا جو چیز پکی ہوئی ملی خود لیکر کھالی یا اسکے باغ میں گیا اور پھل توڑ کر کھالئے اگر معلوم ہے کہ اُسے ناگوار نہ ہوگا تو کھانا جائز ہے مگر یہاں اچھی طرح غور کر لینے کی ضرورت ہے کہ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہ سمجھتا ہے کہ اُسے ناگوار نہ ہوگا حالانکہ اُسے ناگوار ہے۔ (عالمگیری) مسئلہ روٹی کو چھری سے کاٹنا نصاریٰ کا طریقہ ہے مسلمانوں کو اس سے بچنا چاہئے ہاں اگر ضرورت ہو مثلاً ڈبل روٹی کہ چُھری سے کاٹ کر اسکے ٹکڑے کرلئے جاتے ہیں تو حرج نہیں یا دعوتوں میں بعض مرتبہ ہر شخص کو نصف نصف شیرمال دیجاتی ہے ایسے موقع پر چُھری سے کاٹ کر ٹکڑے بنانے میں حرج نہیں کہ یہاں مقصود دوسرا ہے۔ اسی طرح اگر مُسَلَّم ران بُھنی ہوئی ہو اور چُھری سے کاٹ کر کھائی جائے تو حرج نہیں مسئلہ بہت سے لوگوں نے چندہ کرکے کھانے کی چیز تیار کی اور سب ملکر اُسے کھائیں گے چندہ سبنے برابر دیا ہے اور کھانا کوئی کم کھائیگا کوئی زیادہ اس میں حرج نہیں۔ اسی طرح مسافروں نے اپنے توشے اور کھانے کی چیزیں ایک ساتھ ملکر کھائیں اس میں بھی حرج نہیں اگرچہ کوئی کم کھائیگا کوئی زیادہ یا بعض کی چیزیں اچھی ہیں اور بعض کی ویسی نہیں (عالمگیری) مسئلہ کھانا کھانے کے بعد خلال کرنے میں جو کچھ دانتوں میں سے ریشہ وغیرہ نکلا بہتر ہے کہ اُسے پھینکدے اور نگل گیا تو اس میں بھی حرج نہیں اور خلال کا تنکا یا جو کچھ خلال سے نکلا اسکو لوگوں کے سامنے نہ پھینکے بلکہ اُسے لئے رہے جب اُسکے سامنے طشت آئے اس میں ڈالدے۔ جھوکی اور میوہ کے تنکے سے خلال نہ کرے (عالمگیری) خلال کیلئے نیم کی سینک بہت بہتر ہے کہ

اسکی تلخی سے موںھ کی صفائی ہوتی ہے اور یہ مسوڑوں کیلئے بھی مفید ہے۔ جھاڑو کی سینکیں بھی اس کام میں لاسکتے ہیں جبکہ وہ کوری ہوں مستعمل نہ ہوں۔

پانی پینے کا بیان

اسکے بارے میں چند حدیثیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانی پینے میں تین بار سانس لیتے تھے فرماتے تھے کہ اس طرح پینے میں زیادہ سیرابی ہوتی ہے اور صحت کیلئے مفید اور خوشگوار ہے۔ (بخاری و مسلم) اور فرمایا کہ ایک سانس میں پانی نہ پیو جیسے اونٹ پیتا ہے بلکہ دو اور تین مرتبہ میں پیو اور جب پیو تو بسم اللہ کہہ لو اور جب برتن کو موںھ سے ہٹاؤ تو اللہ کی حمد کرو (ترمذی) اور پینے کی چیزمیں پھونکنے سے منع فرمایا۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ برتن میں کبھی کوڑا دکھائی دیتا ہے فرمایا اسے گرادو۔ اُسنے عرض کیا کہ ایک سانس میں سیراب نہیں ہوتا ہوں فرمایا برتن کو مُنہ سے الگ کرکے سانس لو (ترمذی) اور مشک کے دہانے سے پینے کو منع فرمایا (بخاری و مسلم) اور فرمایا کھڑے ہوکر ہرگز کوئی شخص پانی نہ پئے۔ اور جو بھول کر ایسا کر گذرے وہ قے کردے (مسلم) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں آب زمزم کا ایک ڈول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر لایا حضور نے کھڑے کھڑے اُسے پیا (بخاری و مسلم) حضرت کبشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں میرے یہاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے مشک لٹکی ہوئی تھی اسکے دہانے سے کھڑے ہوکر پانی پیا عـہ میں نے مشک کے دہانے کو کاٹ کر رکھ لیا۔ اُنکا کاٹ کر رکھ لینا تبرک کیلئے تھا چونکہ اس سے حضور کا دہنِ اقدس لگا ہے یہ برکت کی چیز ہے اور اس سے بیماروں کو شفا ہوگی (ترمذی) حضرت انس کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے بکری کا دودھ دوہا گیا اور انس کے گھر میں جو کنواں تھا اسکا پانی اس میں ملایا گیا یعنی کسّی بنائی گئی پھر حضور کی خدمتمیں پیش کیا گیا۔ حضور نے نوش فرمایا۔ حضور کی بائیں طرف ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور دہنی طرف ایک اعرابی تھے۔ حضرت عمر نے عرض کی یارسول اللہ ابوبکر کو دیجیئے حضور نے اعرابی کو دیا کیونکہ یہ دہنی جانب تھے اور ارشاد فرمایا دہنا مستحق ہے پھر اسکے بعد جو دہنے ہو۔ داہنے کو مقدم رکھا کرو۔ (بخاری و مسلم) حضور کیخدمت میں پیالہ پیش کیا گیا حضور نے نوش فرمایا۔ حضور کی دہنی جانب سب سے چھوٹے ایک شخص تھے (عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما) اور بڑے بڑے اصحاب بائیں جانب تھے حضور نے فرمایا لڑکے اگر تم اجازت دو تو بڑوں کو دے دوں انھوں نے عرض کی حضور کے اولش میں دوسروں کو اپنے پر ترجیح نہیں دونگا حضور نے انکو دیدیا (بخاری و مسلم) اور فرمایا حریر اور دیباج نہ پہنو اور نہ سونے اور چاندی کے برتن میں پانی پیو اور نہ انکے برتنوں میں کھانا کھاؤ کہ یہ چیزیں دنیا میں کافروں کیلئے ہیں اور تمھارے لئے آخرت میں ہیں

عـہ حضور کے اس فعل کو علمانے بیان جواز پر محمول کیا۔ ۱۲

اُولش۔ جوٹھا کھانے پانی کا بچا ہوا۔ ترجیح دینا۔ بڑھانا۔

(بخاری ومسلم) اَمام[12] زُہری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پینے کی وہ چیز زیادہ پسند تھی جو شیریں اور ٹھنڈی ہو (ترمذی) عبداللہ[13] ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیٹ کے بل جُھک کر پانی میں مُنہ ڈال کر پینے سے منع فرمایا اَور یہ فرمایا کہ کتّے کی طرح پانی میں مُنہ نہ ڈالے اور نہ ایک ہاتھ سے چاو لیکر پیئے جیسے وہ لوگ پیتے ہیں جنپر خدا ناراض ہے اَور رات میں جب کسی برتن میں پانی پیئے تو اُسے ہلائے مگر جبکہ وہ برتن ڈھکا ہو تو ہلانے کی ضرورت نہیں اَور جو شخص برتن سے پینے پر قادر ہے اور تواضع کے طور پر ہاتھ سے پیتا ہے اللہ تعالیٰ اسکے لئے نیکیاں لکھتا ہے جتنی اس کے ہاتھ میں انگلیاں ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا برتن ہاتھ تھا کہ انھوں نے اپنا پیالہ بھی پھینکدیا اور یہ کہا کہ یہ دنیا کی چیز ہے[14] اَور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا ہاتھوں کو دھوؤ اور ان میں پانی پیو کہ ہاتھ سے زیادہ پاکیزہ کوئی برتن نہیں۔ (ابن ماجہ) اَور[15] فرمایا کہ ساقی (جو لوگوں کو پانی پلا رہا ہے) وہ سب کے آخر میں پیئے گا۔ (مسلم احمد ترمذی) اَور فرمایا پانی کو چوس کر پیو کہ یہ خوشگوار اور زود ہضم ہے اور بیماری سے بچاؤ ہے (دیلمی) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا یا رسول اللہ کس چیز کا منع کرنا حلال نہیں۔ فرمایا پانی اور نمک اَور آگ۔ کہتی ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ پانی کو تو ہم نے سمجھ لیا مگر نمک اور آگ کا منع کرنا کیوں حلال نہیں۔ فرمایا اے حُمیرا جس نے آگ دی گویا اُسنے اس پورے کو صدقہ کیا جو آگ سے پکایا گیا اَور جس نے نمک دیدیا گویا اُسنے تمام اُس کھانے کو صدقہ کیا جو اس نمک سے درست کیا گیا۔ اَور جس نے مسلمان کو اس جگہ پانی کا گھونٹ پلایا جہاں پانی ملتا ہے تو گویا گردن کو آزاد کیا اَور جس نے مسلم کو ایسی جگہ پانی کا گھونٹ پلایا جہاں پانی نہیں ملتا ہے تو گویا اُسے زندہ کردیا (ابن ماجہ) **مسئلہ** پانی بسم اللہ کہہ کر دہنے ہاتھ سے پیئے اور تین سانس میں پیئے ہر مرتبہ برتن کو مُنہ سے ہٹا کر سانس لے۔ پہلی اور دوسری مرتبہ ایک ایک گھونٹ پیئے اور تیسری سانس میں جتنا چاہے پی ڈالے اس طرح پینے سے پیاس بُجھ جاتی ہے اور پانی کو چوس کر پیئے غٹ غٹ بڑے بڑے گھونٹ نہ پیئے۔ جب پی چکے الحمدُ للہ کہے۔ اس زمانہ میں بعض لوگ بائیں ہاتھ میں کٹورا یا گلاس لیکر پانی پیتے ہیں خصوصًا کھانے کے وقت دہنے ہاتھ سے پینے کو خلاف تہذیب جانتے ہیں ان کی یہ تہذیب تہذیب نصاریٰ ہے۔ اسلامی تہذیب دہنے ہاتھ سے پینا ہے۔ آجکل ایک تہذیب یہ بھی ہے کہ گلاس میں پینے کے بعد جو پانی بچا اُسے پھینکدیتے ہیں کہ اب وہ پانی جھوٹا ہو گیا جو دوسرے کو نہیں پلایا جائیگا یہ ہندؤں سے سیکھا ہے اسلام میں چھوت چھات نہیں مسلمان کے جھوٹے سے بچنے کے کوئی معنی نہیں اور اس علت[وجہ12] سے پانی کو پھینکنا اِسراف ہے۔ **مسئلہ** مشک کے دہانے میں مونہہ لگا کر پانی پینا مکروہ ہے۔ کیا معلوم کوئی مضر چیز اسکے حلق میں چلی جائے (عالمگیری) اسیطرح لوٹے کی ٹونٹی سے پانی پینا۔ مگر جبکہ لوٹے کو دیکھ لیا ہو کہ اسمیں کوئی چیز نہیں ہے۔ صراحی میں مونہہ لگا کر پانی پینے کا بھی یہی

حکم ہے **مسئلہ** سبیل کا پانی مالدار شخص بھی پی سکتا ہے مگر وہاں سے پانی کوئی شخص گھر نہیں لیجا سکتا کیونکہ وہاں پینے کیلئے پانی رکھا گیا ہے نہ کہ گھر لیجانے کیلئے ہاں اگر سبیل لگانے والے کیطرف سے اسکی اجازت ہو تو لے سکتا ہے (عالمگیری) جاڑوں میں اکثر جگہ مسجد کے سقایہ میں پانی گرم کیا جاتا ہے تاکہ مسجد میں جو نمازی آئیں اس سے وضو وغسل کریں یہ پانی بھی وہیں استعمال کیا جا سکتا ہے گھر لیجانے کی اجازت نہیں اسی طرح مسجد کے لوٹوں کو بھی وہیں استعمال کر سکتے ہیں گھر نہیں لے جا سکتے بعض لوگ تازہ پانی بھر کر مسجد کے لوٹوں میں گھر لیجاتے ہیں یہ بھی ناجائز ہے **مسئلہ** لوٹوں میں وضو کا پانی بچا ہوا ہوتا ہے اُسے بعض لوگ پھینک دیتے ہیں یہ ناجائز و اسراف ہے **مسئلہ** وضو کا پانی اور آب زمزم کو کھڑے ہو کر پیا جائے باقی دوسرے پانی کو بیٹھ کر۔

ولیمہ اور ضیافت کا بیان

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر زردی کا اثر دیکھا (یعنی خلوق کا رنگ اُنکے بدن یا کپڑوں پر لگا ہوا دیکھا) فرمایا یہ کیا ہے (یعنی مرد کے بدن پر اس رنگ کو نہونا چاہئے یہ کیونکر لگا) عرض کی میں نے ایک عورت سے نکاح کیا ہے (اسکے بدن سے یہ زردی چھوٹکر لگ گئی) فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے لئے مبارک کرے تم ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری سے یا ایک ہی بکری سے (بخاری ومسلم) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جیسا حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح پر ولیمہ کیا ایسا ولیمہ ازواج مطہرات میں سے کسی کا نہیں کیا۔ ایک بکری سے ولیمہ کیا یعنی تمام ولیموں میں یہ بہت بڑا ولیمہ تھا کہ ایک پوری بکری کا گوشت پکا تھا۔ دوسری روایت انہیں سے ہے کہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے زفاف کے بعد جو ولیمہ کیا تھا لوگوں کو پیٹ بھر روٹی گوشت کھلایا تھا (بخاری ومسلم) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بُرا کھانا ولیمہ کا کھانا ہے جس میں مالدار لوگ بلائے جاتے ہیں اور فقراء چھوڑ دے جاتے ہیں اور جسنے دعوت کو ترک کیا (یعنی بلا سبب انکار کر دیا) اُسنے اللہ و رسول کی نافرمانی کی۔ ایک روایت میں ہے ولیمہ کا کھانا بُرا کھانا ہے کہ جو اس میں آتا ہے اُسے منع کرتا ہے اور اسکو بلایا جاتا ہے جو انکار کرتا ہے اور جس نے دعوت قبول نہیں کی اُسنے اللہ و رسول کی نافرمانی کی (بخاری ومسلم) اور فرمایا جسکو دعوت دی گئی اور اُسنے قبول نہ کی اسنے اللہ و رسول کی نافرمانی کی۔ اور بغیر بلائے گیا تو چور ہو کر گھسا اور غارتگری کر کے نکلا (ابو داؤد) اور فرمایا (شادیوں میں) پہلے دن کا کھانا حق ہے یعنی ثابت ہے اسے کرنا ہی چاہئے اور دوسرے دن کا کھانا سنت ہے اور تیسرے دن کا کھانا سُمعہ ہے (یعنی سنانے اور شہرت کیلئے ہے) جو سنانے کیلئے کوئی کام کریگا اللہ تعالیٰ اُس کو سنائیگا یعنی اسکی سزا دیگا (ترمذی) اور فرمایا جب دو شخص دعوت دینے بیک وقت آئیں تو جس کا

دروازہ تمہارے دروازہ سے قریب ہو اسکی دعوت قبول کرو۔ اور اگر ایک پہلے آیا تو جو پہلے آیا اسکی قبول کرو (احمد وابو داؤد) اور فرمایا جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ مہمان کا اکرام کرے ایک دن رات اسکا جائزہ ہے (یعنی ایک دن اسکی پوری خاطر داری کرے اپنے مقدور بھر اسکے لئے تکلف کا کھانا تیار کرائے) ضیافت تین دن ہے (یعنی ایک دن کے بعد ما حضر پیش کرے) اور تین دن کے بعد صدقہ ہے مہمان کیلئے یہ حلال نہیں کہ اسکے یہاں ٹھہرا رہے کہ اسے حرج میں ڈالدے (بخاری ومسلم) **مسئلہ** دعوت ولیمہ سنت ہے۔ ولیمہ یہ ہے کہ شب زفاف کی صبح کو اپنے دوست احباب عزیز واقارب اور محلہ کے لوگوں کی حسب استطاعت ضیافت کرے اور اسکے لئے جانور ذبح کرنا اور کھانا تیار کرانا جائز ہے اور جو لوگ بلائے جائیں انکو جانا چاہئے کہ انکا جانا اسکے لئے مسرت کا باعث ہوگا۔ ولیمہ میں جس شخص کو بلایا جائے اسکو جانا سنت ہے یا واجب علما کے دونوں قول ہیں۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اجابت سنت موکدہ ہے ولیمہ کے سوا دوسری دعوتوں میں بھی جانا افضل ہے اور یہ شخص اگر روزہ دار نہو تو کھانا افضل ہے کہ اپنے مسلم بھائی کی خوشی میں شرکت اور اسکا دل خوش کرنا ہے۔ اور روزہ دار ہو جب بھی جائے اور صاحب خانہ کیلئے دعا کرے۔ اور ولیمہ کے سوا دوسری دعوتوں کا بھی یہی حکم ہے کہ روزہ دار نہو تو کھائے ورنہ اسکے لئے دعا کرے (عالمگیری ردالمحتار) **مسئلہ** دعوت ولیمہ کا یہ حکم جو بیان کیا گیا ہے اسوقت ہے کہ دعوت کرنیوالوں کا مقصود ادائے سنت ہو۔ اور اگر مقصود تفاخر ہو یا یہ کہ میری واہ واہ ہوگی جیسا کہ اس زمانہ میں اکثر یہی دیکھا جاتا ہے تو ایسی دعوتوں میں نہ شریک ہونا بہتر ہے۔ خصوصاً اہل علم کو ایسی جگہ نہ جانا چاہئے۔ (ردالمحتار) **مسئلہ** دعوت میں جانا اسوقت سنت ہے جب معلوم ہو کہ وہاں گانا بجانا لہو ولعب نہیں ہے اور اگر معلوم ہے کہ یہ خرافات وہاں ہیں تو نہ جائے۔ جانے کے بعد معلوم ہوا کہ یہاں لغویات ہیں اگر وہیں یہ چیزیں ہوں تو واپس آئے اور اگر مکان کے دوسرے حصہ میں ہیں جس جگہ کھانا کھلایا جاتا ہے وہاں نہیں تو وہاں بیٹھ سکتا ہے اور کھا سکتا ہے پھر اگر یہ شخص ان لوگوں کو روک سکتا ہے تو روک دے اور اسکی قدرت اسے نہو تو صبر کرے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ یہ شخص مذہبی پیشوا نہ ہو اور اگر مقتدیٰ و پیشوا ہو مثلاً علما ومشائخ یہ اگر نہ روک سکتے ہوں تو وہاں سے چلے آئیں نہ وہاں بیٹھیں نہ کھانا کھائیں اور اگر پہلے ہی سے یہ معلوم ہو کہ وہاں یہ چیزیں ہیں تو مقتدیٰ ہو یا نہو کسی کو جانا جائز نہیں اگرچہ خاص اس حصہ مکان میں یہ چیزیں نہوں بلکہ دوسرے حصہ میں ہوں (ہدایہ درمختار وبہار) **مسئلہ** اگر وہاں لہو لعب ہو اور یہ شخص جانتا ہے کہ میرے جانے سے یہ چیزیں بند ہو جائینگی تو اسکو اس نیت سے جانا چاہئے کہ اس کے جانے سے منکرات شرعیہ روک دیئے جائینگے اور اگر معلوم ہے کہ وہاں نہ جانے سے ان لوگوں کو نصیحت ہوگی اور ایسے موقع پر یہ حرکتیں نہ کرینگے کیونکہ وہ لوگ اسکی شرکت کو ضروری جانتے ہیں اور جب یہ معلوم ہوگا کہ اگر شادیوں اور تقریبوں میں یہ چیزیں ہونگی تو وہ شخص شریک نہو گا تو اس پر

تفاخر۔ شیخی۔ بڑائی۔ لہو ولعب۔ کھیل کود۔ صاحب خانہ۔ گھروالا۔ دل شکنی۔ دل توڑنا۔

لازم ہے کہ وہاں نہ جائے تاکہ لوگوں کو عبرت ہو اور ایسی حرکتیں نہ کریں (عالمگیری وبہار) **مسئلہ** دعوت ولیمہ صرف پہلے دن ہے یا اسکے بعد دوسرے دن بھی یعنی دو ہی دن تک یہ دعوت ہو سکتی ہے اسکے بعد ولیمہ اور شادی ختم (عالمگیری) ہندوستان میں شادیوں کا سلسلہ کئی دن تک قائم رہتا ہے سنت سے آگے بڑھنا ریا وسمعہ ہے اس سے بچنا ضروری ہے۔ **مسئلہ** ایک دسترخوان پر جو لوگ کھانا تناول کرتے ہیں ان میں ایک شخص کوئی چیز اُٹھا کر دوسرے کو دیدے یہ جائز ہے جبکہ معلوم ہو کہ صاحب خانہ کو یہ دینا ناگوار نہ ہوگا اور اگر معلوم ہے کہ اُسے ناگوار ہوگا تو دینا جائز نہیں۔ بلکہ اگر مشتبہ حال ہو معلوم نہو کہ ناگوار ہوگا یا نہیں جب بھی نہ دے (عالمگیری) بعض لوگ ایک ہی دسترخوان پر معززین کے سامنے عمدہ کھانے چنتے ہیں اور غریبوں کے لئے معمولی چیزیں رکھدیتے ہیں اگرچہ ایسا نہ کرنا چاہیئے کہ غریبوں کی اس میں دل شکنی ہوتی ہے مگر اس صورت میں جسکے پاس کوئی اچھی چیز ہے اسنے ایسے کو دیدی جسکے پاس نہیں ہے تو ظاہر یہی کہ اہل خانہ کو ناگوار ہوگا کیونکہ اگر دینا ہوتا تو وہ خود ہی اسکے سامنے بھی یہ چیز رکھتا یا کم از کم یہ صورت اشتباہ کی ہے لہذا ایسی حالت میں چیز دینا ناجائز ہے اور اگر ایک قسم کا کھانا ہے مثلاً روٹی گوشت اور ایک کے پاس روٹی ختم ہوگئی دوسرے نے اپنے پاس سے اُٹھا کر دیدی تو ظاہر یہی ہے کہ صاحب خانہ کو ناگوار نہو گا۔ **مسئلہ** دوسرے کے یہاں کھانا کھا رہا ہے سائل نے مانگا اِسکو یہ جائز نہیں کہ سائل کو روٹی کا ٹکڑا دیدے کیونکہ اُس نے اِسکے کھانے کیلئے رکھا ہے اِسکو مالک نہیں کردیا ہے کہ جسکو چاہے دیدے (عالمگیری) **مسئلہ** دو دسترخوان پر کھانا کھایا جا رہا ہے تو ایک دسترخوان والا دوسرے دسترخوان والے کو کوئی چیز اُس پر سے اُٹھا کر نہ دے مگر جبکہ یقین ہو کہ صاحب خانہ کو ایسا کرنا ناگوار نہو گا (عالمگیری) **مسئلہ** کھانے وقت صاحب خانہ کا بچہ آگیا تو اسکو یا صاحب خانہ کے خادم کو اس کھانے میں سے نہیں دیسکتا۔ (عالمگیری) **مسئلہ** کھانا ناپاک ہوگیا تو یہ جائز نہیں کہ کسی پاگل یا بچہ کو کھلائے یا کسی ایسے جانور کو کھلائے جسکا کھانا حلال ہے (عالمگیری) **مسئلہ** مہمان کو چار باتیں ضروری ہیں۔ جہاں بٹھایا جائے وہیں بیٹھے جو کچھ اسکے سامنے پیش کیا جائے اُس پر خوش ہو یہ نہو کہ کہنے لگے اس سے اچھا تو میں اپنے ہی گھر کھایا کرتا ہوں یا کسی قسم کے دوسرے الفاظ جیسا کہ آجکل اکثر دعوتوں میں لوگ آپس میں کہا کرتے ہیں بغیر اجازت صاحب خانہ وہاں سے نہ اُٹھے۔ اور جب وہاں سے جائے تو اسکے لئے دعا کرے۔ میزبان کو چاہئے کہ مہمان سے وقتاً فوقتاً کہے کہ اور کھاؤ مگر اس پر اصرار نہ کرے کہ کہیں اصرار کیوجہ سے زیادہ نہ کھا جائے اور یہ اسکے لئے مضر ہو۔ میزبان کو بالکل خاموش نہ رہنا چاہیئے اور یہ بھی نہ کرنا چاہیئے کہ کھانا رکھ کر غائب ہو جائے۔ بلکہ وہاں حاضر رہے اور مہمانوں کے سامنے خادم وغیرہ پر ناراض نہو اور اگر صاحب وسعت ہو تو مہمان کیوجہ سے گھر والوں پر کھانے میں کمی نہ کرے۔ میزبان کو چاہئے کہ مہمان کی خاطر داری میں خود مشغول ہو خادموں کے ذمہ اسکو نہ چھوڑے کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی سنت ہے اگر مہمان تھوڑے

ہوں تو میزبان انکے ساتھ کھانے پر بیٹھ جائے کہ یہی تقاضائے مروّت ہے اور بہت سے مہمان ہوں توان کے ساتھ نہ بیٹھے بلکہ انکی خدمت اور کھلانے میں مشغول ہو۔ مہمانوں کے ساتھ ایسے کو نہ بٹھلائے جسکا بیٹھنا ان پر گراں ہو (عالمگیری) مسئلہ جب کھا کر فارغ ہوں انکے ہاتھ دھلائے جائیں اور یہ نہ کرے کہ ہر شخص کے ہاتھ دھونے کے بعد پانی پھینک کر دوسرے کے سامنے ہاتھ دھونے کیلئے طشت پیش کرے (عالمگیری) مسئلہ جس نے ہدیہ بھیجا اگر اسکے پاس حلال وحرام دونوں قسم کے اموال ہوں مگر غالب مال حلال ہے تو اسکے قبول کرنے میں حرج نہیں۔ یہی حکم اسکے یہاں دعوت کھانے کا ہے اور اگر اسکا غالب مال حرام ہے تو نہ ہدیہ قبول کرے اور نہ اسکی دعوت کھائے جب تک نہ یہ معلوم ہو کہ یہ چیز جو اُسے پیش کی گئی حلال ہے (عالمگیری) مسئلہ جس شخص پر اسکا دَین ہے اگر اُس نے دعوت کی اور قرض سے پہلے بھی وہ اسی طرح دعوت کرتا تھا تو قبول کرنے میں حرج نہیں اور اگر پہلے بیس دن میں دعوت کرتا تھا اور اب دس دن میں کرتا ہے یا اب اُسنے کھانے میں تکلفات بڑھا دیئے تو قبول نہ کرے کہ یہ قرض کیوجہ سے ہے (عالمگیری)

ظُرُوف کا بیان

مسئلہ سونے چاندی کے برتن میں کھانا پینا اور انکی پیالیوں سے تیل لگانا یا ان کے عطر دان سے عطر لگانا یا انکی انگیٹھی سے بخور کرنا منع ہے اور یہ ممانعت مرد وعورت دونوں کیلئے ہے عورتوں کو انکے زیور پہننے کی اجازت ہے۔ زیور کے سوا دوسری طرح سونے چاندی کا استعمال مرد وعورت دونوں کیلئے ناجائز ہے (درمختار) مسئلہ سونے چاندی کے چمچے سے کھانا انکی سلائی یا سُرمہ دانی سے سُرمہ لگانا انکے آئینہ میں مُنھ دیکھنا انکی قلم دوات سے لکھنا ان کے لوٹے یا طشت سے وضو کرنا یا انکی کرسی پر بیٹھنا مرد وعورت دونوں کیلئے ممنوع ہے (درمختار ردالمحتار) مسئلہ سونے چاندی کی آرسی پہننا عورت کیلئے جائز ہے مگر اس آرسی میں مونھ دیکھنا عورت کیلئے بھی ناجائز ہے۔ؑ مسئلہ چائے کے برتن سونے چاندی کے استعمال کرنا ناجائز ہے اسی طرح سونے چاندی کی گھڑی ہاتھ میں باندھنا بلکہ اس میں وقت دیکھنا بھی ناجائز ہے کہ گھڑی کا استعمال یہی ہے کہ اس میں وقت دیکھا جائے (ردالمحتار) مسئلہ سونے چاندی کی چیزیں محض مکان کی آرائش وزینت کیلئے ہوں مثلاً قرینہ سے یہ برتن وقلم دوات لگا دے کہ مکان آراستہ ہو جائے اس میں حرج نہیں یوہیں سونے چاندی کی کرسیاں یا میز یا تخت وغیرہ سے مکان سجا رکھا ہے ان پر بیٹھتا نہیں ہے تو حرج نہیں۔ (درمختار ردالمحتار) مسئلہ بچّوں کو بسم اللہ پڑھانے کے موقع پر چاندی کی دوات قلم تختی لاکر رکھتے ہیں یہ چیزیں استعمال میں نہیں آتیں بلکہ پڑھانے والے کو دیدیتے ہیں اس میں حرج نہیں۔ مسئلہ سونے چاندی کے سوا ہر قسم کے برتن کا استعمال جائز ہے مثلاً تانبے پیتل شیشہ بلور وغیرہا مگر مٹی کے برتنوں کا استعمال سب سے بہتر کہ حدیث میں ہے کہ جس نے اپنے

ؑ آرسی میں مُنھ دیکھنا تو اسلئے ناجائز ہے کہ یہ استعمال ہے اور پہننا اسلئے جائز ہے کہ یہ زیور ہے۔

گھر کے برتن مٹی کے بنوائے فرشتے اسکی زیارت کو آئینگے۔ تانبے اور پیتل کے برتنوں پر قلعی ہونی چاہئے بغیر قلعی ان کے برتن استعمال کرنا مکروہ ہے۔ (ردالمحتار درمختار) **مسئلہ** جس برتن میں سونے چاندی کا کام بنا ہوا ہے اسکا استعمال جائز ہے جبکہ موضع استعمال میں سونا چاندی نہ ہو مثلاً کٹورے یا گلاس میں چاندی کا کام ہو تو پانی پینے میں اسکی جگہ منھ نہ لگے جہاں سونا یا چاندی ہے اور بعض کا قول یہ ہے کہ وہاں ہاتھ بھی نہ لگے اور یہ قول اصح ہے (درمختار ردالمحتار) **مسئلہ** چھڑی کی موٹھ سونے چاندی کی ہو تو اسکا استعمال ناجائز ہے کیونکہ استعمال کا طریقہ یہ ہے کہ موٹھ پر ہاتھ رکھا جاتا ہے لہذا موضع استعمال میں سونا چاندی ہوئی یونہیں دوسرے آلات قلم وغیرہ کہ اگر موضع استعمال میں سونا چاندی ہو تو ناجائز ہے اور اگر ایسے حصہ میں ہو جو استعمال میں نہیں تو حرج نہیں (بہار شریعت وغیرہ) **مسئلہ** برتن پر سونے چاندی کا ملمع ہو تو اسکے استعمال میں حرج نہیں۔ (ہدایہ)

لباس کا بیان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب میں اچھے وہ کپڑے جنھیں پہنکر تم خدا کی زیارت قبروں اور مسجدوں میں کرو سپید ہیں یعنی سپید کپڑوں میں نماز پڑھنا اور مردے کفنانا اچھا ہے (ابن ماجہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص کی آستین گٹے تک تھی (ترمذی ابوداؤد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمامہ باندھتے تو دونوں شانوں کے درمیان شملہ لٹکاتے (ترمذی) اور فرمایا کہ عمامہ باندھنا اختیار کرو کہ یہ فرشتوں کا نشان ہے اور اسکو پیٹھ کے پیچھے لٹکالو (بیہقی) اور فرمایا کہ ہمارے اور مشرکین کے مابین یہ فرق ہے کہ ہمارے عمامہ ٹوپیوں پر ہوتے ہیں (ترمذی) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں حضور نے مجھ سے یہ فرمایا عائشہ اگر تم مجھ سے ملنا چاہتی ہو تو دنیا سے اتنے ہی پر بس کرو جتنا سوار کے پاس توشہ ہوتا ہے اور مالداروں کے پاس بیٹھنے سے بچو اور کپڑے کو پرانا نہ سمجھو جبتک پیوند نہ لگالو (ترمذی) حفصہ بنت عبدالرحمٰن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس باریک ڈوپٹا اوڑھ کر آئیں حضرت عائشہ نے ان کا ڈوپٹا پھاڑ دیا اور موٹا دوپٹا دیدیا (امام مالک) اور فرمایا جو شخص شہرت کا کپڑا پہنے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسکو ذلت کا کپڑا پہنائیگا۔ لباس شہرت سے مراد یہ ہے کہ تکبر کے طور پر اچھے کپڑے پہنے یا جو شخص درویش نہو وہ ایسے کپڑے پہنے جس سے لوگ اُسے درویش سمجھیں یا عالم نہو اور علما کے سے کپڑے پہنکر لوگوں کے سامنے اپنا عالم ہونا جتاتا ہے یعنی کپڑے سے مقصود کسی خوبی کا اظہار ہو (امام احمد ابوداؤد ابن ماجہ) اور فرمایا جو باوجود قدرت اچھے کپڑے پہننا تواضع کے طور پر چھوڑ دے اللہ تعالیٰ اسکو کرامت کا حلّہ پہنائیگا (ابوداؤد) حضرت ابوالاحوص کے والد کہتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میرے کپڑے گھٹیا تھے حضور نے فرمایا کیا تمھارے پاس مال نہیں میں نے عرض کی ہاں ہے۔ فرمایا کس قسم کا مال ہے میں نے عرض کی خدا کا دیا ہوا ہر قسم کا مال ہے۔ اونٹ۔ گائے۔ بکریاں۔ گھوڑے۔ غلام۔ فرمایا جب خدا نے تمھیں مال دیا ہے تو اسکی نعمت و کرامت کا اثر تم پر دکھائی دینا چاہئے (نسائی وغیرہ) اور فرمایا جو دنیا میں ریشم پہنے گا

اسکے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے (بخاری و مسلم) [۱۲] اور فرمایا سونا اور ریشم میری اُمت کی عورتوں کیلئے حلال ہے اور مردوں پر حرام (ترمذی و نسائی) [۱۳] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درندہ کی کھال بچھانے سے منع فرمایا (ترمذی)۔ [۱۴] ترمذی میں ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نیا کپڑا پہنا اور یہ پڑھا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِیْ حَیَاتِیْ پھر یہ کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص نیا کپڑا پہنتے وقت یہ پڑھے اور پرانے کپڑے کو صدقہ کردے وہ زندگی میں اور مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے کنف و حفظ و ستر میں رہیگا تینوں الفاظ کے ایک ہی معنی ہیں یعنی اللہ تعالیٰ اسکا حافظ و نگہبان ہے اور فرمایا جو شخص جس قوم سے تشبہ کرے وہ انھیں میں سے ہے۔ یہ حدیث ایک اصل کلی ہے کہ لباس و عادات و اطوار میں کن لوگوں سے مشابہت کرنی چاہئے اور کن سے نہیں کرنی چاہئے۔ کفار و فساق و فجار سے مشابہت بُری ہے اور اہل صلاح و تقویٰ کی مشابہت اچھی ہے پھر اس تشبہ کے بھی درجات ہیں اور انھیں کے اعتبار سے احکام بھی مختلف ہیں۔ کفار و فساق سے تشبہ کا ادنیٰ مرتبہ کراہت ہے۔ مسلمان اپنے کو کافروں اور فاسقوں سے ممتاز رکھے تاکہ پہچانا جاسکے اور غیر مسلم کا شبہ اس پر نہو۔ (ابوداؤد وغیرہ) [۱۶] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان عورتوں پر لعنت کی جو مردوں سے تشبہ کریں اور ان مردوں پر جو عورتوں سے تشبہ کریں (ابوداؤد) [۱۷] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرد پر لعنت کی جو عورت کا لباس پہنتا ہے اور اس عورت پر لعنت کی جو مردانہ لباس پہنتی ہے (ابوداؤد) [۱۸] اور فرمایا کہ نہ میں سُرخ زین پوش پر سوار ہوتا ہوں اور نہ کسم کا رنگا ہوا کپڑا پہنتا ہوں اور نہ وہ قمیص پہنتا ہوں جس میں ریشم کا کف لگا ہوا ہو (یعنی چار انگل سے زائد) سن لو مردوں کی خوشبو وہ ہے جس میں رنگ نہ ہو بو ہو یعنی مردوں میں خوشبو مقصود ہوتی ہے اسکا رنگ نمایاں نہ ہونا چاہئے کہ بدن یا کپڑے رنگین ہوجائیں اور عورتیں ہلکی خوشبو استعمال کریں کہ یہاں زینت مقصود ہوتی ہے۔ اور یہ رنگین خوشبو مثلاً خلوق سے حاصل ہوتی ہے نیز خوشبو سے خواہ مخواہ لوگوں کی نگاہیں اُٹھیں گی (ابوداؤد) بخاری و مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بچھونا جس پر آرام فرماتے تھے چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ حضور کا تکیہ چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری تھی۔ **مسئلہ** اتنا لباس جس سے ستر عورت ہوجائے اور گرمی سردی کی تکلیف سے بچے فرض ہے اور اس سے زائد جس سے زینت مقصود ہو اور یہ کہ جب کہ اللہ نے دیا ہے تو اسکی نعمت کا اظہار کیا جائے یہ مستحب ہے۔ خاص موقع پر مثلاً عید یا جمعہ کے دن عمدہ کپڑے پہننا مباح ہے۔ اس قسم کے کپڑے روز نہ پہنے۔ کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اترانے لگے اور غریبوں کو جسکے پاس ایسے کپڑے نہیں ہیں نظر حقارت سے دیکھے لہذا اس سے بچنا ہی چاہئے اور تکبر کے طور پر جو لباس ہو وہ ممنوع ہے۔ تکبر ہے یا نہیں اسکی شناخت یوں کرے کہ ان کپڑوں کے پہننے سے پہلے اپنی جو حالت پاتا تھا اگر پہننے کے بعد بھی وہی حالت ہے تو معلوم ہوا کہ ان

تشبہ۔ کسی کا طریقہ اختیار کرنا وضع اور عادات میں موافقت کرنا۔

گھر کے برتن مٹی کے بنوائے فرشتے اسکی زیارت کو آئینگے۔ تانبے اور پیتل کے برتنوں پر قلعی ہونی چاہئے بغیر قلعی ان کے برتن استعمال کرنا مکروہ ہے۔ (ردالمحتار درمختار) مسئلہ جس برتن میں سونے چاندی کا کام بنا ہوا ہے اسکا استعمال جائز ہے جبکہ موضع استعمال میں سونا چاندی نہ ہو مثلاً کٹورے یا گلاس میں چاندی کا کام ہو تو پانی پینے میں اسکی جگہ منھ نہ لگے جہاں سونا یا چاندی ہے اور بعض کا قول یہ ہے کہ وہاں ہاتھ بھی نہ لگے اور یہ قول اصح ہے (درمختار ردالمحتار) مسئلہ چھڑی کی موٹھ سونے چاندی کی ہو تو اسکا استعمال ناجائز ہے کیونکہ استعمال کا طریقہ یہ ہے کہ موٹھ پر ہاتھ رکھا جاتا ہے لہذا موضع استعمال میں سونا چاندی ہوئی یونہیں دوسرے آلات قلم وغیرہ کہ اگر موضع استعمال میں سونا چاندی ہو تو ناجائز ہے اور اگر ایسے حصہ میں ہو جو استعمال میں نہیں تو حرج نہیں (بہار شریعت وغیرہ) مسئلہ برتن پر سونے چاندی کا ملمع ہو تو اسکے استعمال میں حرج نہیں۔ (ہدایہ)

لباس کا بیان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب میں اچھے وہ کپڑے جنھیں پہنکر تم خدا کی زیارت قبروں اور مسجدوں میں کرو سپید ہیں یعنی سپید کپڑوں میں نماز پڑھنا اور مردے کفنانا اچھا ہے (ابن ماجہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص کی آستین گٹے تک تھی (ترمذی ابوداؤد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمامہ باندھتے تو دونوں شانوں کے درمیان شملہ لٹکاتے (ترمذی) اور فرمایا کہ عمامہ باندھنا اختیار کرو کہ یہ فرشتوں کا نشان ہے اور اسکو پیٹھ کے پیچھے لٹکالو (بیہقی) اور فرمایا کہ ہمارے اور مشرکین کے مابین یہ فرق ہے کہ ہمارے عمامہ ٹوپیوں پر ہوتے ہیں (ترمذی) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں حضور نے مجھ سے یہ فرمایا عائشہ اگر تم مجھ سے ملنا چاہتی ہو تو دنیا سے اتنے ہی پر بس کرو جتنا سوار کے پاس توشہ ہوتا ہے اور مالداروں کے پاس بیٹھنے سے بچو اور کپڑے کو پرانا نہ سمجھو جبتک پیوند نہ لگالو (ترمذی) حفصہ بنت عبدالرحمن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس باریک ڈوپٹا اوڑھ کر آئیں حضرت عائشہ نے ان کا ڈوپٹا پھاڑ دیا اور موٹا دوپٹا دیدیا (امام مالک) اور فرمایا جو شخص شہرت کا کپڑا پہنے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسکو ذلت کا کپڑا پہنائیگا۔ لباس شہرت سے مراد یہ ہے کہ تکبر کے طور پر اچھے کپڑے پہنے یا جو شخص درویش نہو وہ ایسے کپڑے پہنے جس سے لوگ اُسے درویش سمجھیں یا عالم نہو اور علما کے سے کپڑے پہنکر لوگوں کے سامنے اپنا عالم ہونا جتاتا ہے یعنی کپڑے سے مقصود کسی خوبی کا اظہار ہو (امام احمد ابوداؤد ابن ماجہ) اور فرمایا جو باوجود قدرت اچھے کپڑے پہننا تواضع کے طور پر چھوڑ دے اللہ تعالیٰ اسکو کرامت کا حلہ پہنائیگا (ابوداؤد) حضرت ابوالاحوص کے والد کہتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میرے کپڑے گھٹیا تھے حضور نے فرمایا کیا تمھارے پاس مال نہیں میں نے عرض کی ہاں ہے۔ فرمایا کس قسم کا مال ہے میں نے عرض کی خدا کا دیا ہوا ہر قسم کا مال ہے۔ اونٹ۔ گائے۔ بکریاں۔ گھوڑے۔ غلام۔ فرمایا جب خدا نے تمھیں مال دیا ہے تو اسکی نعمت و کرامت کا اثر تم پر دکھائی دینا چاہئے (نسائی وغیرہ) اور فرمایا جو دنیا میں ریشم پہنے گا

اسکے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے (بخاری و مسلم)[12] اور فرمایا سونا اور ریشم میری اُمت کی عورتوں کیلئے حلال ہے اور مَردوں پر حرام (ترمذی و نسائی)[13] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درندہ کی کھال بچھانے سے منع فرمایا (ترمذی)۔[14] ترمذی میں ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نیا کپڑا پہنا اور یہ پڑھا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِہٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِہٖ فِیْ حَیَاتِیْ پھر یہ کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص نیا کپڑا پہنتے وقت یہ پڑھے اور پرانے کپڑے کو صدقہ کر دے وہ زندگی میں اور مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے کنف وحفظ وستر میں رہیگا تینوں الفاظ کے ایک ہی معنی ہیں یعنی اللہ تعالیٰ اسکا حافظ و نگہبان ہے اور فرمایا جو شخص جس قوم سے تشبہ کرے وہ انھیں میں سے ہے۔ یہ حدیث ایک اصل کلی ہے کہ لباس و عادات و اطوار میں کن لوگوں سے مشابہت کرنی چاہئے اور کن سے نہیں کرنی چاہئے۔ کفار و فساق و فجار سے مشابہت بُری ہے اور اہل صلاح و تقویٰ کی مشابہت اچھی ہے پھر اس تشبہ کے بھی درجات ہیں اور انھیں کے اعتبار سے احکام بھی مختلف ہیں۔ کفار و فساق سے تشبہ کا ادنیٰ مرتبہ کراہت ہے۔ مسلمان اپنے کو کافروں اور فاسقوں سے ممتاز رکھے تاکہ پہچانا جا سکے اور غیر مسلم کا شبہ اسپر نہو۔ (ابو داؤد وغیرہ)[16] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان عورتوں پر لعنت کی جو مَردوں سے تشبہ کریں اور ان مردوں پر جو عورتوں سے تشبہ کریں (ابو داؤد)[17] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرد پر لعنت کی جو عورت کا لباس پہنتا ہے اور اس عورت پر لعنت کی جو مردانہ لباس پہنتی ہے (ابو داؤد)[18] اور فرمایا کہ نہ میں سُرخ زین پوش پر سوار ہوتا ہوں اور نہ کسم کا رنگا ہوا کپڑا پہنتا ہوں اور نہ وہ قمیص پہنتا ہوں جس میں ریشم کا کف لگا ہوا ہو (یعنی چار انگل سے زائد) سن لو مَردوں کی خوشبو وہ ہے جس میں رنگ نہ ہو بو ہو یعنی مردوں میں خوشبو مقصود ہوتی ہے اسکا رنگ نمایاں نہ ہونا چاہئے کہ بدن یا کپڑے رنگین ہو جائیں اور عورتیں ہلکی خوشبو استعمال کریں کہ یہاں زینت مقصود ہوتی ہے۔ اور یہ رنگین خوشبو مثلاً خلوق سے حاصل ہوتی ہے نیز خوشبو سے خواہ مخواہ لوگوں کی نگاہیں اُٹھیں گی (ابو داؤد) بخاری و مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بچھونا جس پر آرام فرماتے تھے چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ حضور کا تکیہ چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری تھی۔ **مسئلہ** اتنا لباس جس سے ستر عورت ہو جائے اور گرمی سردی کی تکلیف سے بچے فرض ہے اور اس سے زائد جس سے زینت مقصود ہو اور یہ کہ جب کہ اللہ نے دیا ہے تو اسکی نعمت کا اظہار کیا جائے یہ مستحب ہے۔ خاص موقع پر مثلاً عید یا جمعہ کے دن عمدہ کپڑے پہننا مباح ہے۔ اس قسم کے کپڑے روز نہ پہنے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اترانے لگے اور غریبوں کو جسکے پاس ایسے کپڑے نہیں ہیں نظر حقارت سے دیکھے لہذا اس سے بچنا ہی چاہئے اور تکبر کے طور پر جو لباس ہو وہ ممنوع ہے۔ تکبر ہے یا نہیں اسکی شناخت یوں کرے کہ ان کپڑوں کے پہننے سے پہلے اپنی جو حالت پاتا تھا اگر پہننے کے بعد بھی وہی حالت ہے تو معلوم ہوا کہ ان

تشبہ۔ کطور طریقہ اختیار کرنا وضع اور عادات میں موافقت کرنا۔

کپڑوں سے تکبر پیدا نہیں ہوا۔ اگر وہ حالت اب باقی نہیں رہی تو تکبر آ گیا۔ لہذا ایسے کپڑے سے بچے کہ تکبر بہت بُری صفت ہے۔ (رد المحتار) **مسئلہ** بہتر یہ ہے کہ اونی یا سوتی یا کتان کے کپڑے بنوائے جائیں جو سنت کے موافق ہوں نہ نہایت اعلیٰ درجہ کے ہوں نہ بہت گھٹیا بلکہ متوسط قسم کے ہوں کہ جس طرح بہت اعلیٰ درجہ کے کپڑوں سے نمود ہوتی ہے۔ بہت گھٹیا کپڑے پہننے سے بھی نمائش ہوتی ہے لوگوں کی نظریں اُٹھتی ہیں سمجھتے ہیں کہ یہ کوئی صاحب کمال اور تارک الدنیا شخص ہیں۔ سفید کپڑے بہتر ہیں کہ حدیث میں اسکی تعریف آئی ہے اور سیاہ کپڑے بھی بہتر ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن جب مکہ معظمہ میں تشریف لائے تو سر اقدس پر سیاہ عمامہ تھا۔ سبز کپڑوں کو بعض کتابوں میں سنت لکھا ہے (رد المحتار) **مسئلہ** سنت یہ ہے کہ دامن کی لمبائی آدھی پنڈلی تک ہو اور آستین کی لمبائی زیادہ سے زیادہ انگلیوں کے پوروں تک اور چوڑائی ایک بالشت ہو (رد المحتار) اس زمانہ میں بہت سے مسلمان پاجامہ کی جگہ جانگھیا پہننے لگے ہیں اسکے ناجائز ہونے میں کیا کلام کہ گھٹنے کا کھلا ہونا حرام ہے اور بہت لوگوں کے کرتے کی آستینیں کہنی کے اوپر ہوتی ہیں یہ بھی خلاف سنت ہے۔ اور یہ دونوں کپڑے نصاریٰ کی تقلید میں پہنے جاتے ہیں اس چیز نے ان کی قباحت میں اور اضافہ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی آنکھیں کھولے کہ وہ کفار کی تقلید اور انکی وضع قطع سے بچیں حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد جو اپنے لشکریوں کیلئے بھیجا تھا جس میں بیشتر حضرات صحابہ کرام تھے اسکو مسلمان پیش نظر رکھیں اور عمل کی کوشش کریں اور وہ ارشاد یہ ہے اِيَّاكُمْ وَزِيَّ الْاَعَاجِمِ عجمیوں کے بھیس سے بچو اُن جیسی وضع قطع نہ بنا لینا **مسئلہ** ریشم کے کپڑے مرد کے لئے حرام ہیں بدن اور کپڑوں کے درمیان کوئی دوسرا کپڑا حائل ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں حرام ہیں اور جنگ کے موقع پر بھی نرے ریشم کے کپڑے حرام ہیں۔ ہاں اگر تانا سوت ہو اور بانا ریشم تو لڑائی کے موقع پر پہننا جائز ہے اور اگر تانا ریشم ہو اور بانا سوت ہو تو ہر شخص کیلئے ہر موقع پر جائز ہے۔ مجاہد اور غیر مجاہد دونوں پہن سکتے ہیں۔ لڑائی کے موقع پر ایسا کپڑا پہننا جسکا بانا ریشم ہو اسوقت جائز ہے جبکہ کپڑا موٹا ہو اور اگر باریک ہو تو ناجائز ہے کہ اسکا جو فائدہ تھا اس صورت میں حاصل نہ ہوگا۔ (ہدایہ درمختار) **مسئلہ** تانا ریشم ہو اور بانا سوت مگر کپڑا اس طرح بنایا گیا ہے کہ ریشم ہی ریشم دکھائی دیتا ہے تو اسکا پہننا مکروہ ہے۔ (عالمگیری) بعض قسم کی مخمل ایسی ہوتی ہے کہ اسکے روئیں ریشم کے ہوتے ہیں اسکے پہننے کا بھی یہی حکم ہے۔ اسکی ٹوپی اور صدری وغیرہ نہ پہنی جائے **مسئلہ** ریشم کے بچھونے پر بیٹھنا لیٹنا اور اسکا تکیہ لگانا بھی ممنوع ہے۔ اگرچہ پہننے میں بہ نسبت اسکے زیادہ بُرائی ہے (عالمگیری) مگر درمختار میں اسے مشہور کے خلاف بتایا ہے اور ظاہر یہی ہے کہ یہ جائز ہے **مسئلہ** عورتوں کو ریشم پہننا جائز ہے اگرچہ خالص ریشم ہو اس میں سوت کی بالکل آمیزش نہ ہو (عامہ کتب) **مسئلہ** مردوں کے کپڑوں میں ریشم کی گوٹ چار انگل تک کی

جائز ہے اس سے زیادہ ناجائز یعنی اسکی چوڑائی چار انگل تک ہو لمبائی کا شمار نہیں۔ اسیطرح اگر کپڑے کا کنارہ ریشم سے بنا ہو جیسا کہ بعض عمامے یا چادروں یا تہبند کے کنارے اسطرح کے ہوتے ہیں اسکا بھی یہی حکم ہے کہ اگر چار انگل تک کا کنارہ ہو تو جائز ہے ورنہ ناجائز (درمختار و ردالمحتار) یعنی جبکہ اس کنارہ کی بناوٹ بھی ریشم کی ہو اور اگر سوت کی بناوٹ ہو تو چار انگل سے زیادہ بھی جائز ہے۔ عمامہ یا چادر کے پلّو ریشم سے بنے ہوں تو چونکہ بانا ریشم کا ہونا ناجائز ہے لہٰذا یہ پلّو بھی چار انگل تک کا ہی ہونا چاہیئے زیادہ نہ ہو۔ **مسئلہ** آستین یا گریبان یا دامن کے کنارہ پر ریشم کا کام ہو تو وہ بھی چار انگل ہی تک ہو۔ صدری یا جبہ کا ساز ریشم کا ہو تو چار انگل تک کا جائز ہے اور ریشم کی گھنڈیاں بھی جائز ہیں۔ ٹوپی کا طرہ بھی چار انگل کا جائز ہے پائجامہ کا نیفہ بھی چار انگل تک کا جائز ہے۔ اچکن یا جبہ میں شانوں اور پیٹھ پر ریشم کے پان یا کیری چار انگل تک کے جائز ہیں (ردالمحتار) یہ حکم اس وقت ہے کہ پان وغیرہ مغرق ہوں کہ کپڑا دکھائی نہ دے اور اگر مغرق نہوں تو چار انگل سے زیادہ بھی جائز ہے۔ **مسئلہ** ٹوپی میں لیس لگائی گئی یا عمامہ میں گوٹا بیچکا لگایا گیا اگر یہ چار انگل سے کم چوڑا ہے جائز ہے ورنہ نہیں۔ **مسئلہ** سونے چاندی سے کپڑا بنا جائے جیسا کہ بنارسی کپڑے میں زری بنی جاتی ہے۔ کمخواب اور پوت میں زری ہوتی ہے اور اسی طرح بنارسی عمامہ کے کنارے اور دونوں طرف کے حاشیے زری کے ہوتے ہیں۔ ان کا یہ حکم ہے کہ اگر ایک جگہ چار انگل سے زیادہ ہو تو ناجائز ہے ورنہ جائز۔ مگر کمخواب اور پوت میں چونکہ تانا بانا دونوں ریشم ہوتا ہے لہٰذا زری اگرچہ چار انگل سے کم ہو جب بھی ناجائز ہے ہاں اگر سوتی کپڑا ہوتا یا تانا ریشم اور بانا سوت ہوتا اور اس میں زری بنی جاتی تو چار انگل تک جائز ہوتا۔ جیسا کہ عمامہ کا سوت ہوتا ہے اور اس میں زری بنی جاتی ہے اسکا یہی حکم ہے کہ ایک جگہ چار انگل سے زیادہ ناجائز ہے۔ یہ حکم مردوں کیلئے ہے عورتوں کیلئے ریشم اور سونا چاندی پہننا جائز ہے انکے لئے چار انگل کی تخصیص نہیں۔ اسیطرح عورتوں کیلئے گوٹے لچکے اگرچہ کتنے ہی چوڑے ہوں جائز ہیں اور مغرق اور غیر مغرق کا فرق بھی مردوں ہی کیلئے ہے عورتوں کیلئے مطلقاً جائز ہے (المستفاد من ردالمحتار)۔

مسئلہ ریشم کے کپڑے میں تعویذ سی کر گلے میں لٹکانا یا بازو پر باندھنا ناجائز ہے کہ یہ پہننے میں داخل ہے۔ اسی طرح سونے اور چاندی میں رکھ کر پہننا بھی ناجائز ہے اور چاندی یا سونے ہی پر تعویذ کھدا ہوا ہو تو یہ بدرجہ اولیٰ ناجائز ہے۔ **مسئلہ** مکان کو ریشم چاندی سونے سے آراستہ کرنا مثلاً دیواروں دروازوں پر ریشمی پردے لٹکانا اور جگہ جگہ قرینہ سے سونے چاندی کے ظروف و آلات رکھنا جس سے مقصود محض آرائش و زیبائش ہو تو کراہت ہے اور اگر تکبّر و تفاخر سے ایسا کرتا ہے تو ناجائز ہے (ردالمحتار) غالباً کراہت کی وجہ یہ ہو گی کہ ایسی چیزیں اگرچہ ابتداءً تکبر سے نہوں مگر بالآخر عموماً ان سے تکبر پیدا ہو جایا کرتا ہے۔ **مسئلہ** فقہا و علما کو ایسا کپڑا پہننا چاہیئے کہ وہ پہچانے جائیں تاکہ لوگوں کو ان سے استفادہ کا موقع ملے اور علم کی وقعت لوگوں کے ذہن نشین ہو۔ (ردالمحتار) اور اگر اس سے اپنا ذاتی تشخص و امتیاز مقصود ہو تو یہ مذموم ہے۔ **مسئلہ** سونے چاندی کے

بٹن کرتے یا اچکن میں لگانا جائز ہے جسطرح ریشم کی گھنڈی جائز ہے (درمختار) یعنی جبکہ بٹن بغیر زنجیر ہوں اور اگر زنجیر والے بٹن ہوں تو انکا استعمال ناجائز ہے کہ یہ زنجیر زیور کے حکم میں ہے جسکا استعمال مرد کو ناجائز ہے **مسئلہ** نابالغ لڑکوں کو بھی ریشم کے کپڑے پہنانا حرام ہے۔ اور گناہ پہنانے والے پر ہے۔ (عالمگیری)۔

مسئلہ کسم یا زعفران کا رنگا ہوا کپڑا پہننا مرد کو منع ہے گہرا رنگ ہو کہ سُرخ ہو جائے یا ہلکا ہو کہ زرد رہے دونوں کا ایک حکم ہے۔ عورتوں کو یہ دونوں قسم کے رنگ جائز ہیں ان دونوں رنگوں کے سوا باقی ہر قسم کے رنگ زرد سُرخ دھانی بسنتی چمپئی نارنجی وغیرہا مردوں کو بھی جائز ہیں۔ اگرچہ بہتر یہ ہے کہ سُرخ رنگ یا شوخ رنگ کے کپڑے مرد نہ پہنے خصوصاً جن رنگوں میں زنانہ پن ہو مرد اسکو بالکل نہ پہنے (درمختار ردالمحتار) اور یہ ممانعت رنگ کی وجہ سے نہیں بلکہ عورتوں سے تشبہ ہوتا ہے اس وجہ سے ممانعت ہے لہذا اگر یہ علت نہو تو ممانعت بھی نہو گی۔ مثلاً بعض رنگ اس قسم کے ہیں کہ عمامہ رنگا جاسکتا ہے اور اگر کرتا یا پاجامہ اسی رنگ سے رنگا جائے یا چادر رنگ کر اوڑھیں تو اس میں زنانہ پن ظاہر ہوتا ہے تو عمامہ کو جائز کہا جائیگا اور دوسرے کپڑوں کو مکروہ۔ **مسئلہ** جسکے یہاں میت ہوئی اُسے اظہار غم میں سیاہ کپڑے پہننا ناجائز ہے۔ (عالمگیری) سیاہ بلے لگانا بھی ناجائز ہے کہ اولاً تو وہ سوگ کی صورت ہے دوم یہ کہ نصاریٰ کا یہ طریقہ ہے۔ ایام محرم میں یعنی پہلی محرم سے بارھویں تک تین قسم کے رنگ نہ پہنے جائیں سیاہ کہ یہ رافضیوں کا طریقہ ہے اور سبز کہ یہ مبتدعین یعنی تعزیہ داروں کا طریقہ ہے اور سُرخ کہ یہ خارجیوں کا طریقہ ہے کہ وہ معاذاللہ اظہار مسرت کیلئے سُرخ پہنتے ہیں۔ (بہار شریعت) **مسئلہ** پاجامہ پہننا سنت ہے کیونکہ اس میں بہت زیادہ ستر عورت ہے (عالمگیری) اسکو سنت بایں معنی کہا گیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے پسند فرمایا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پہنا خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تہبند پہنا کرتے تھے پاجامہ پہننا ثابت نہیں **مسئلہ** مرد کو ایسا پاجامہ پہننا جسکے پائنچے کے اگلے حصّے پشت قدم پر رہتے ہوں مکروہ ہے۔ کپڑوں میں اسبال یعنی اتنا نیچا کرتہ جبہ پاجامہ تہبند پہننا کہ ٹخنے چھپ جائیں ممنوع ہے۔ یہ کپڑے آدھی پنڈلی سے لیکر ٹخنے تک ہوں یعنی ٹخنے نہ چھپنے پائیں[عہ] (عالمگیری) **مسئلہ** موٹے کپڑے پہننا اور پرانا ہو جائے تو پیوند لگا کر پہننا اسلامی طریقہ

عہ مگر پاجامہ یا تہبند بہت اونچا پہننا آجکل وہابیوں کا طریقہ ہے لہذا اتنا اونچا کبھی نہ پہنے کہ دیکھنے والا وہابی سمجھے۔ اس زمانہ میں بعض لوگوں نے پاجامے بہت نیچے پہننے شروع کر دیئے ہیں کہ ٹخنے تو کیا ایڑیاں بھی چھپ جاتی ہیں حدیث میں اسکی بہت سخت ممانعت آئی ہے یہانتک کہ ارشاد فرمایا کہ ٹخنے سے جو نیچا ہو وہ جہنم میں ہے۔ اور بعض لوگ اتنا اونچا پہنتے ہیں کہ گھٹنے بھی کھل جاتے ہیں جسکو نیکر کہتے ہیں یہ نصرانیوں سے سیکھا ہے اونچا پہنتے ہیں تو گھٹنے کھول دیتے ہیں اور نیچا پہنتے ہیں تو ایڑیاں چھپا دیتے ہیں افراط و تفریط سے علیحدہ ہو کر مسنون طریقہ نہیں اختیار کرتے بعض لوگ چوڑیدار پاجامہ پہنتے ہیں اسمیں بھی ٹخنے چھپتے ہیں اور عضو کی پوری ہیئات نظر آتی ہے عورتوں کو بالخصوص چوڑیدار پاجامہ نہیں پہننا چاہئے۔ عورتوں کے پاجامے ڈھیلے ڈھالے ہوں اور نیچے ہوں کہ قدم چھپ جائیں انکے لئے جہانتک پاؤں کا زیادہ حصّہ چھپے اچھا ہے۔ ۱۲

ہے (عالمگیری) حدیث میں فرمایا کہ جب تک پیوند لگا کر پہن نہ لو کپڑے کو پرانا نہ سمجھو اور بہت باریک کپڑے نہ پہنے جس سے بدن کی رنگت جھلکے۔ خصوصاً تہبند کہ اگر یہ باریک ہے تو ستر عورت نہ ہو سکے گا اس زمانہ میں ایک یہ بلا بھی پیدا ہو گئی ہے کہ ساڑی کا تہبند پہنتے ہیں جس سے بالکل ستر عورت نہیں ہوتا اور اسی کو پہنکر بعض لوگ نماز بھی پڑھتے ہیں انکی نماز بھی نہیں ہوتی کہ ستر عورت نماز میں فرض ہے بعض لوگ پاجامہ اور تہبند کی جگہ دھوتی باندھتے ہیں دھوتی باندھنا ہندؤں کا طریقہ ہے اور اس سے ستر عورت بھی نہیں ہوتا چلنے میں ران کا پچھلا حصہ کھل جاتا ہے اور نظر آتا ہے **مسئلہ** پوستین پہننا جائز ہے بزرگان دین علما و مشائخ نے پہنی ہے۔ جو جانور حلال نہیں اگر اسکو ذبح کر لیا ہو یا اُسکے چمڑے کی دباغت کر لی ہو تو اسکی پوستین بھی پہنی جا سکتی ہے۔ اور اسکی ٹوپی اوڑھی جا سکتی ہے مثلاً لومڑی کی پوستین یا سمور کی پوستین (کہ بلی کی شکل کا ایک جانور ہوتا ہے جسکی پوستین بنائی جاتی ہے) اسیطرح سنجاب کی پوستین (یہ گھوس کی شکل کا جانور ہوتا ہے) (عالمگیری) **مسئلہ** درندہ جانور شیر چیتا وغیرہ کی پوستین میں بھی حرج نہیں اسکو پہن سکتے ہیں اسپر نماز پڑھ سکتے ہیں (عالمگیری) اگرچہ افضل اس سے بچنا ہے۔ حدیث میں چیتے کی کھال پر سوار ہونے کی ممانعت آئی ہے **مسئلہ** ناک مونہہ پوچھنے کیلئے رومال رکھنا یا وضو کے بعد ہاتھ مونہہ پوچھنے کیلئے رومال رکھنا جائز ہے اسیطرح پسینہ پوچھنے کیلئے رومال رکھنا جائز ہے اور اگر براہ تکبر ہو تو منع ہے۔ (عالمگیری) **مسئلہ** کپڑا پہنے تو داہنے سے شروع کرے یعنی پہلے دہنی آستین یا دہنے پائنچہ میں ڈالے پھر بائیں میں۔

عمامہ کا بیان

عمامہ باندھنا سنت ہے خصوصاً نماز میں عمامہ کیساتھ پڑھی جاتی ہے اسکا ثواب بہت زیادہ ہوتا ہے عمامہ کے متعلق چند حدیثیں اوپر ذکر کیجا چکی ہیں **مسئلہ** عمامہ باندھے تو اسکا شملہ پیٹھ پر دونوں شانوں کے درمیاں لٹکا لے۔ شملہ کتنا ہونا چاہیئے اسمیں اختلاف ہے زیادہ سے زیادہ اتنا ہو کہ بیٹھنے میں نہ دبے (عالمگیری) بعض لوگ شملہ بالکل نہیں لٹکاتے یہ سنت کے خلاف ہے۔ اور بعض شملہ کو اوپر لاکر عمامہ میں گھرس دیتے ہیں یہ بھی نہ چاہیئے خصوصاً حالتِ نماز میں ایسا ہے تو نماز مکروہ ہوگی **مسئلہ** عمامہ کو جب پھر سے باندھنا ہو تو اُسے اُتار کر زمین پر پھینک نہ دے بلکہ جسطرح لپیٹا ہے اسیطرح اُدھیڑا جائے (عالمگیری) **مسئلہ** عمامہ کھڑے ہو کر باندھے اور پاجامہ بیٹھکر پہنے جسنے اِسکا الٹا کیا وہ ایسے مرض میں مبتلا ہوگا جسکی دوا نہیں **مسئلہ** ٹوپی پہننا خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے (عالمگیری) مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عمامہ بھی باندھتے تھے یعنی عمامہ کے نیچے ٹوپی ہوتی۔ اور یہ فرمایا کہ ہم میں اور اُن میں فرق ٹوپی پر عمامہ باندھنا ہے ہم دونوں چیزیں رکھتے ہیں اور وہ صرف عمامہ ہی باندھتے ہیں اسکے نیچے ٹوپی نہیں رکھتے۔ چنانچہ یہاں کے کفار بھی اگر پگڑی باندھتے ہیں تو اسکے نیچے ٹوپی نہیں پہنتے۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں مذکور ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چھوٹا عمامہ سات ہاتھ کا اور بڑا عمامہ بارہ ہاتھ کا تھا بس اسی

سنت کے مطابق عمامہ رکھے اس سے زیادہ بڑا نہ رکھے بعض لوگ بہت بڑے بڑے عمامے باندھتے ہیں ایسا نکرے کہ سنت کے خلاف ہے مارواڑ کے علاقے میں بہت سے لوگ پگڑیاں باندھتے ہیں جو بہت کم چوڑی ہوتی ہے اور چالیس پچاس گز لمبی ہوتی ہیں اسطرح کی پگڑیاں مسلمان نہ باندھیں **مسئلہ** پاجامہ کا تکیہ نہ بنائے کہ ادب کے خلاف ہے اور عمامہ کا بھی تکیہ نہ بنائے (اعلیحضرت و بہار) **مسئلہ** گلے میں تعویذ لٹکانا جائز ہے یعنی آیات قرآنیہ یا اسمائے الٰہیہ یا ادعیہ سے تعویذ کیا جائے اور بعض حدیثوں میں جو ممانعت آئی ہے اس سے مراد وہ تعویذات ہیں جو ناجائز الفاظ پر مشتمل ہوں جو زمانہ جاہلیت میں کئے جاتے تھے۔ اسی طرح تعویذات اور آیات واحادیث وادعیہ کو رکابی میں لکھکر مریض کو بہ نیت شفا پلانا بھی جائز ہے جنب وحائض ونفسا بھی تعویذات کو گلے میں پہن سکتے ہیں بازو پر باندھ سکتے ہیں جبکہ غلاف میں ہوں (درمختار وردالمحتار) **مسئلہ** بچھونے یا مصلی پر کچھ لکھا ہوا ہو تو اسکو استعمال کرنا ناجائز ہے۔ یہ عبارت اسکی بناوٹ میں ہو یا کاڑھی گئی ہو یا روشنائی سے لکھی ہو اگرچہ حروف مفردہ لکھے ہوں کیونکہ حروف مفردہ کا بھی احترام ہے (ردالمحتار) اکثر دسترخوان پر عبارت لکھی ہوتی ہے ایسے دسترخوان کو استعمال میں لانا اسپر کھانا کھانا نہ چاہئے۔ بعض لوگوں کے تکیوں پر اشعار لکھے ہوتے ہیں انکا بھی استعمال نکیا جائے۔

جوتا پہننے کا بیان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب جوتا پہنے تو پہلے دہنے پاؤں میں پہنے اور جب اُتارے تو پہلے بائیں پاؤں کا اُتارے کہ دہنا پہننے میں پہلے ہو اور اتارنے میں پیچھے (بخاری ومسلم) اور فرمایا کہ ایک جوتا پہن کر نہ چلے دونوں اُتار دے یا دونوں پہن لے۔ (بخاری ومسلم) ترمذی وابن ماجہ میں ہے کہ حضور نے کھڑے ہو کر جوتا پہننے سے منع فرمایا یہ حکم ان جوتوں کا ہے جنکو کھڑے ہو کر پہننے میں دقت ہوتی ہے جسمیں تسمے باندھنے کی ضرورت ہوتی ہے اسیطرح بوٹ جوتا بھی بیٹھ کر پہنے کہ اس میں بھی فیتہ باندھنا پڑتا ہے اور کھڑے ہو کر باندھنے میں دشواری ہوتی ہے اور جو اس قسم کے نہوں جیسے سلیم شاہی یا پمپ یا وہ چپل جسمیں تسمہ باندھنا نہیں ہوتا ان کو کھڑے ہو کر پہننے میں مضائقہ نہیں۔ ابو داؤد میں ہے کہ کسی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ ایک عورت (مردوں کیطرح) جوتے پہنتی ہے۔ انھوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مردانی عورتوں پر لعنت فرمائی یعنی عورتوں کو مردانہ جوتا نہیں پہننا چاہئے بلکہ وہ تمام باتیں جن میں مردوں اور عورتوں کا امتیاز ہوتا ہے ان میں ہر ایک کو دوسرے کی وضع اختیار کرنے سے ممانعت ہے نہ مرد عورت کی وضع اختیار کرے نہ عورت مرد کی۔ ابو داؤد میں ہے کہ کسی نے فضالہ ابن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ کیا بات ہے کہ آپ کو پراگندہ سر دیکھتا ہوں انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم کو کثرت ارفاہ یعنی بنے سنورے رہنے سے منع فرماتے تھے اُس نے کہا کیا بات ہے کہ آپ کو ننگے پاؤں دیکھتا ہوں انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم کو حکم فرماتے کہ کبھی کبھی ہم ننگے پاؤں رہیں۔

انگوٹھی اور زیور کا بیان

مسئلہ مرد کو زیور پہننا مطلقاً حرام ہے صرف چاندی کی ایک انگوٹھی جائز

ہے جو وزن میں ایک مثقال یعنی ساڑھے چار ماشہ سے کم ہو اور سونے کی انگوٹھی بھی حرام ہے۔ تلوار کا حلیہ چاندی کا جائز ہے یعنی اسکے نیام اور قبضہ یا پرتلے میں چاندی لگائی جا سکتی ہے بشرطیکہ وہ چاندی موضع استعمال میں نہ ہو۔ (درمختار ردالمحتار) **مسئلہ** انگوٹھی صرف چاندی ہی کی پہنی جا سکتی ہے دوسری دھات کی انگوٹھی پہننا حرام ہے مثلاً لوہا پیتل تانبا جست وغیرہا ان دھاتوں کی انگوٹھیاں مرد و عورت دونوں کیلئے ناجائز ہیں فرق اتنا ہے کہ عورت سونا بھی پہن سکتی ہے اور مرد نہیں پہن سکتا۔ حدیث میں ہے کہ ایک شخص حضور کیخدمت میں پیتل کی انگوٹھی پہن کر حاضر ہوئے فرمایا کیا بات ہے کہ تم سے بت کی بو آتی ہے انھوں نے وہ انگوٹھی پھینکدی پھر دوسرے دن لوہے کی انگوٹھی پہن کر حاضر ہوئے فرمایا کیا بات ہے کہ تم پر جہنمیوں کا زیور دیکھتا ہوں انھوں نے اسکو بھی اتار دیا اور عرض کی یا رسول اللہ کس چیز کی انگوٹھی بناؤں فرمایا کہ چاندی کی اور اسکو ایک مثقال پورا نہ کرنا (درمختار ردالمحتار) **مسئلہ** بعض علماء نے یشب اور عقیق کی انگوٹھی جائز بتائی اور بعض نے ہر قسم کے پتھر کی انگوٹھی کی اجازت دی اور بعض ان سب کی ممانعت کرتے ہیں۔ لہذا احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ چاندی کے سوا ہر قسم کی انگوٹھی سے بچا جائے خصوصاً جبکہ صاحب ہدایہ جیسے جلیل القدر کا میلان ان سب کے عدم جواز کیطرف ہے یہاں انگوٹھی سے مراد حلقہ ہے نگینہ نہیں۔ نگینہ ہر قسم کے پتھر کا ہو سکتا ہے عقیق یاقوت زمرد فیروزہ وغیرہا سب کا نگینہ جائز ہے (درمختار) **مسئلہ** جب ان چیزوں کی انگوٹھیاں مرد و عورت دونوں کیلئے ناجائز ہیں تو انکا بنانا اور بیچنا بھی ممنوع ہوا کہ یہ ناجائز کام پر اعانت ہے ہاں بیع کی ممانعت ویسی نہیں جیسی پہننے کی ممانعت ہے (درمختار و ردالمحتار) **مسئلہ** لوہے کی انگوٹھی پر چاندی کا خول چڑھا دیا کہ لوہا بالکل نہ دکھائی دیتا ہو اس انگوٹھی کے پہننے کی ممانعت نہیں (عالمگیری) اس سے معلوم ہوا کہ سونے کے زیوروں میں جو بہت لوگ اندر تانبے یا لوہے کی سلاخ رکھتے ہیں اور اوپر سے سونے کا پتر چڑھا دیتے ہیں اسکا پہننا جائز ہے **مسئلہ** انگوٹھی انھیں کیلئے مسنون ہے جن کو مہر کرنے کی حاجت ہوتی ہے جیسے سلطان و قاضی اور علماء جو فتوے پر مہر کرتے ہیں ان کے سوا دوسروں کیلئے جن کو مہر کرنے کی حاجت نہ ہو مسنون نہیں مگر پہننا جائز ہے۔ (عالمگیری) **مسئلہ** مرد کو چاہئے کہ اگر انگوٹھی پہنے تو اسکا نگینہ ہتھیلی کیطرف رکھے اور عورتیں نگینہ ہاتھ کی پشت کیطرف رکھیں کہ انکا پہننا زینت کیلئے ہے اور زینت اسی صورت میں زیادہ ہے کہ نگینہ باہر کیجانب رہے (ہدایہ) **مسئلہ** انگوٹھی پر اپنا نام کندہ کرا سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک بھی کندہ کرا سکتا ہے مگر محمد رسول اللہ یعنی یہ عبارت کندہ نہ کرائے کہ یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انگشتری پر تین سطروں میں کندہ تھی پہلی سطر محمد دوسری رسول تیسری اسم جلالت اور حضور نے فرمایا تھا کہ کوئی دوسرا شخص اپنی انگوٹھی پر یہ نقش کندہ نہ کرائے نگینہ پر انسان یا کسی جانور کی تصویر کندہ نہ کرائے (درمختار ردالمحتار) **مسئلہ** انگوٹھی وہی جائز ہے جو مردوں کی انگوٹھی کیطرح ہو یعنی ایک نگینہ کی ہو اور اگر اس میں کئی نگینے

ہوں تو اگرچہ وہ چاندی ہی کی ہو مرد کیلئے ناجائز ہے (ردالمحتار) اسیطرح مردوں کیلئے ایک سے زیادہ انگوٹھی پہننا یا چھلّے پہننا بھی ناجائز ہے کہ یہ انگوٹھی نہیں۔ عورتیں چھلے پہن سکتی ہیں۔ مسئلہ لڑکوں کو سونے چاندی کے زیور پہنانا حرام ہے اور جس نے پہنایا وہ گنہگار ہوگا اسی طرح بچوں کے ہاتھ پاؤں میں بلا ضرورت مہندی لگانا ناجائز ہے عورت خود اپنے ہاتھ پاؤں میں لگا سکتی ہے مگر لڑکے کو لگائیگی تو گنہگار ہوگی (درمختار ردالمحتار)

برتن چھپانے اور سونیکے وقت کے آداب

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب شام ہو جائے تو بچوں کو سمیٹ لو کہ اسوقت شیاطین منتشر ہوتے ہیں پھر جب ایک گھڑی رات چلی جائے اب انھیں چھوڑ دو اور بسم اللہ کہکر مشکوں کے دہانے باندھو اور بسم اللہ پڑھ کر برتنوں کو ڈھانک دو۔ ڈھانکو نہیں تو یہی کرو کہ اس پر کوئی چیز آڑی کر کے رکھ دو اور چراغوں کو بجھا دو۔ اور ایک روایت میں ہے کہ برتن چھپا دو اور مشکوں کے مُنہ بند کر دو اور دروازے بھیڑ دو۔ اور بچوں کو سمیٹ لو شام کیوقت کیونکہ اس وقت جن منتشر ہوتے ہیں اور اچک لیتے ہیں اور سوتے وقت چراغ بجھا دو کہ کبھی چوہا ہی گھسیٹ لیجاتا ہے اور گھر جل جاتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے برتن چھپا دو اور مشک کا موتھ باندھ دو اور دروازے بند کر دو اور چراغ بجھا دو کہ شیطان مشک کو نہیں کھولیگا اور نہ دروازہ اور برتن کھولیگا اگر کچھ نہ ملے تو بسم اللہ کہکر ایک لکڑی آڑی کر کے رکھدے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ سال میں ایک رات ایسی ہوتی ہے کہ اس میں وبا اُترتی ہے جو برتن چھپا ہوا نہیں ہے یا مشک کا موتھ باندھا ہوا نہیں ہے اگر وہاں سے وہ وبا گذرتی ہے تو اُسمیں اُتر جاتی ہے (بخاری و مسلم) اور فرمایا جب آفتاب ڈوب جائے تو جبتک عشاء کی سیاہی جاتی نہ رہے اپنے چوپایوں اور بچوں کو نہ چھوڑو کیونکہ اسوقت شیاطین منتشر ہوتے ہیں (احمد مسلم ابو داؤد) اور فرمایا کہ سوتے وقت اپنے گھروں میں آگ مت چھوڑا کرو (بخاری و مسلم) حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مدینہ میں ایک مکان رات میں جل گیا حضور نے فرمایا یہ آگ تمھاری دشمن ہے جب سویا کرو تو بجھا دیا کرو (بخاری) اور فرمایا کہ جب رات میں کتے کا بھونکنا اور گدھے کی آواز سنو تو اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھو کہ وہ اس چیز کو دیکھتے ہیں جسکو تم نہیں دیکھتے اور جب پہچل بند ہو جائے تو گھر سے کم نکلو کہ اللہ عزوجل رات میں اپنی مخلوقات میں سے جسکو چاہتا ہے زمین پر منتشر کرتا ہے۔ (شرح السنہ)

بیٹھنے اور سونے اور چلنے کے آداب

قرآن شریف میں ہے[ع] (لقمان نے بیٹے سے کہا) کسی سے بات کرنے میں اپنا رخسارہ ٹیڑھا[ه] نہ کر اور زمین پر اترانا نہ چل بیشک اللہ کو پسند نہیں ہے کوئی اترانے والا فخر کرنے والا اور میانہ چال چل اور اپنی آواز پست کر بیشک

ع ولا تصعر خدک للناس ولا تمش فی الارض مرحا الآیۃ۔ ه کندہ کرانا۔ کھدوانا۔

سب آوازوں میں بُری آواز گدھے کی آواز ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہ کرے کہ ایک شخص دوسرے
کو اسکی جگہ سے اٹھا کر خود بیٹھ جائے ولیکن ہٹ جایا کرو اور جگہ کشادہ کر دیا کرو یعنی بیٹھنے والوں کو یہ چاہئے کہ
آنیوالے کیلئے سرک جائیں اور جگہ دیدیں کہ وہ بھی بیٹھ جائے یا یہ کہ آنیوالا کسی کو نہ اُٹھائے بلکہ ان سے کہے کہ
سرک جاؤ مجھے بھی جگہ دیدو (بخاری و مسلم) اور فرمایا جو شخص اپنی جگہ سے اُٹھ کر گیا پھر آگیا تو اُس جگہ کا
وہی حقدار ہے یعنی جبکہ جلد آجائے (مسلم) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مسجد میں بیٹھتے دونوں ہاتھوں سے اِحتبا کرتے۔ اِحتبا کی صورت یہ ہے کہ آدمی سُرین
کو زمین پر رکھدے اور گھٹنے کھڑے کرکے دونوں ہاتھوں سے گھیر لے اور ایک ہاتھ کو دوسرے سے پکڑ لے اُس
قسم کا بیٹھنا تواضع وانکسار میں شمار ہوتا ہے (رزین) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز فجر پڑھ لیتے چار زانو بیٹھے رہتے یہانتک کہ آفتاب اچھی طرح طلوع ہو جاتا (ابو داؤد)
اور فرمایا جب کوئی شخص سایہ میں ہو اور سایہ سمٹ گیا کچھ سایہ میں ہو گیا کچھ دھوپ میں تو وہاں سے اُٹھ جائے (ابو داؤد)
حضرت عمرو بن شرید کے والد کہتے ہیں میں اس طرح بیٹھا ہوا تھا کہ بائیں ہاتھ کو پیٹھ کے پیچھے کر لیا اور داہنے ہاتھ کی ہتھیلی
کی گدّی پر ٹیک لگالی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے اور یہ فرمایا کیا تم ان لوگوں کیطرح
بیٹھتے ہو جن پر خدا کا غضب ہے (ابو داؤد) اور فرمایا چند کلمات ہیں کہ جو شخص مجلس سے فارغ ہو کر انکو تین مرتبہ کہہ
لیگا اللہ تعالیٰ اسکے گناہ مٹا دیگا اور جو شخص مجلس خیر و مجلس ذکر میں ان کو کہے گا تو اللہ تعالیٰ اس خیر پر مہر کر دیگا
جسطرح کوئی شخص انگوٹھی سے مہر کرتا ہے وہ کلمات یہ ہیں سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ
اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ (ابو داؤد) اور فرمایا جو لوگ دیر تک کسی جگہ بیٹھے اور بغیر ذکر اللہ اور نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم پر درود پڑھے وہاں سے متفرق ہو گئے۔ انھوں نے نقصان کیا اگر اللہ چاہے عذاب دے اور چاہے تو بخشدے
(حاکم) حضرت جابر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پاؤں پر پاؤں رکھنے سے منع فرمایا ہے جبکہ چت لیٹا ہو
(مسلم) حضرت عباد بن تمیم اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں لیٹے ہوئے میں
نے دیکھا حضور نے ایک پاؤں کو دوسرے پر رکھا تھا (بخاری مسلم) یہ بیان جواز کیلئے ہے اور اس صورت میں کہ
ستر کھلنے کا اندیشہ نہو اور پہلی حدیث اس صورت میں ہے کہ ستر کھلنے کا اندیشہ ہو مثلاً آدمی تہبند پہنے ہو اور چت
لیٹ کر ایک پاؤں کھڑا کرکے اُس پر دوسرے کو رکھے تو ستر کھلنے کا اندیشہ ہوتا ہے اور اگر پاؤں پھیلا کر ایک کو
دوسرے پر رکھے تو اس صورت میں کھلنے کا اندیشہ نہیں ہوتا۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں پیٹ کے
بل لیٹا ہوا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے اور پاؤں سے ٹھوکر ماری اور فرمایا اے جُندُب
(یہ حضرت ابوذر کا نام ہے) یہ جہنمیوں کے لیٹنے کا طریقہ ہے یعنی اسطرح کافر لیٹتے ہیں یا یہ کہ جہنمی جہنم میں اسطرح
لیٹیں گے (ابن ماجہ) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چھت پر سونے

سے منع فرمایا ہے جس پر روک نہ ہو (ترمذی) رسول[۱۳] اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایسی چھت پر رات میں رہے جسپر روک نہیں ہے یعنی دیوار یا منڈیر نہیں ہے اس سے ذمہ بری ہے یعنی اگر رات میں چھت سے گر جائے تو اسکا ذمہ دار وہ خود ہے (ابو داؤد) رسول[۱۴] اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تنہائی سے منع فرمایا یعنی اس سے کہ آدمی تنہا سوئے (امام احمد) اور فرمایا جب تمھارے سامنے عورتیں آجائیں تو انکے بیچ سے نہ گزرو بلکہ داہنے یا بائیں کا راستہ لے لو (بیہقی) **مسئلہ** قیلولہ کرنا جائز بلکہ مستحب ہے (عالمگیری) غالباً یہ ان لوگوں کیلئے ہوگا جو شب بیداری کرتے ہیں رات میں نمازیں پڑھتے ذکر الٰہی کرتے ہیں یا کتب بینی یا مطالعہ میں مشغول رہتے ہیں کہ شب بیداری میں جو تکان ہوا قیلولہ سے دفع ہو جائیگا **مسئلہ** دن کے ابتدائی حصہ میں سونا یا مغرب و عشاء کے درمیان میں سونا مکروہ ہے۔ سونے میں مستحب یہ ہے کہ باطہارت سوئے اور کچھ دیر دہنی کروٹ پر دہنے ہاتھ کو رخسارہ کے نیچے رکھ کر قبلہ رو سوئے پھر اسکے بعد بائیں کروٹ پر۔ اور سوتے وقت قبر میں سونے کو یاد کرے کہ وہاں تنہا سونا ہوگا سوا اپنے اعمال کے کوئی ساتھ نہ ہوگا۔ سوتے وقت یاد خدا میں مشغول ہو۔ تہلیل و تسبیح و تحمید پڑھے۔ یہانتک کہ سو جائے کہ جس حالت پر انسان سوتا ہے اسی پر اٹھتا ہے اور جس حالت پر مرتا ہے قیامت کے دن اسی پر اُٹھے گا۔ سو کر صبح سے پہلے ہی اٹھ جائے اور اُٹھتے ہی یاد خدا کرے یہ پڑھے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْر اُسیوقت اِسکا پکا ارادہ کرے کہ پرہیزگاری و تقویٰ کریگا کسی کو ستائے گا نہیں (عالمگیری) **مسئلہ** بعد نماز عشاء باتیں کرنے کی تین صورتیں ہیں اوّل علمی گفتگو کسی سے مسئلہ پوچھنا یا اسکا جواب دینا یا اسکی تحقیق و تفتیش کرنا اس قسم کی گفتگو سونے سے افضل ہے۔ دوم جھوٹے قصے کہانی کہنا مسخرہ پن اور ہنسی مذاق کی باتیں کرنا یہ مکروہ ہے سوم موانست کی بات چیت کرنا جیسے میاں بیوی میں یا مہمان سے اسکے انس کیلئے کلام کرنا یہ جائز ہے اس قسم کی باتیں کرے تو آخر میں ذکر الٰہی میں مشغول ہو جائے اور تسبیح و استغفار پر کلام کا خاتمہ ہونا چاہئے **مسئلہ** دو مرد ننگے ایک ہی کپڑے کو اوڑھ کر لیٹیں یہ ناجائز ہے۔ اگرچہ بچھونے کے ایک کنارہ پر ایک لیٹا ہو اور دوسرے کنارہ پر دوسرا ہو۔ اسی طرح دو عورتوں کا ننگے ہو کر ایک کپڑے کو اوڑھ کر لیٹنا بھی ناجائز ہے۔ حدیث میں اسکی ممانعت آئی ہے **مسئلہ** جب لڑکے اور لڑکی کی عمر دس سال کی ہو جائے تو انکو الگ الگ سلانا چاہئے یعنی لڑکا جب اتنا بڑا ہو جائے تو اپنی بہن یا ماں یا کسی عورت کیساتھ نہ سوئے۔ صرف اپنی زوجہ یا باندی کے ساتھ سو سکتا ہے بلکہ اس عمر کا لڑکا اتنے بڑے لڑکوں یا مردوں کیساتھ بھی نہ سوئے (درمختار ردالمحتار) **مسئلہ** میاں بیوی جب ایک چارپائی پر سوئیں تو دس برس کے بچہ کو اپنے ساتھ نہ سلائیں لڑکا جب حد شہوت کو پہنچ جائے تو وہ مرد کے حکم میں ہے (درمختار) **مسئلہ** راستہ چھوڑ کر کسی کی زمین میں چلنے کا حق نہیں اور اگر وہاں راستہ نہیں ہے تو چل سکتا ہے مگر جبکہ مالک زمین منع کرے تو اب نہیں چل سکتا۔ یہ حکم ایک شخص کے متعلق ہے اور جو بہت سے لوگ ہوں تو جب تک مالک زمین راضی نہ ہو نہیں چلنا چاہئے۔ راستہ میں پانی ہے اسکے کنارہ کسی کی زمین ہے ایسی صورت میں اس

زمین میں چل سکتا ہے (عالمگیری) بعض مرتبہ کھیت بویا ہوتا ہے ظاہر ہے کہ اس میں چلنا کاشتکار کے نقصان کا سبب ہے، ایسی صورت میں ہرگز اس میں نہ چلنا چاہئے بلکہ بعض مرتبہ کاشتکار کھیت کے کنارہ پر جہاں سے چلنے کا احتمال ہوتا ہے کانٹے رکھ دیتے ہیں یہ صاف اسکی دلیل ہے کہ اسکی جانب سے چلنے کی ممانعت ہے مگر اسپر بعض لوگ توجہ نہیں کرتے انکو جاننا چاہئے کہ اس صورت میں چلنا منع ہے ۔

دیکھنے اور چھونے کا بیان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے نبی عورتوں کو حکم دو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں۔ مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے اور ڈوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں اور اپنا سنگار ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ یا شوہروں کے باپ یا اپنے بیٹے یا شوہروں کے بیٹے یا اپنے بھائی یا اپنے بھتیجے یا اپنے بھانجے یا اپنے دین کی عورتیں یا اپنی کنیزیں جو اپنے ہاتھ کی ملک ہوں یا نوکر بشرطیکہ شہوت والے مرد نہ ہوں یا وہ بچے جنھیں عورتوں کی شرم کی چیزوں کی خبر نہیں۔ اور زمین پر پاؤں نہ ماریں جس سے انکا چھپا ہوا سنگار معلوم ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کیطرف توبہ کرو اے مسلمانوں سبکے سب اس اُمید پر کہ فلاح پاؤ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت عورت ہے یعنی چھپانے کی چیز ہے جب وہ نکلتی ہے تو اسے شیطان جھانک کر دیکھتا ہے یعنی اسے دیکھنا شیطانی کام ہے (ترمذی) اور فرمایا کہ دیکھنے والے پر اور اسپر جسکی طرف نظر کیگئی اللہ کی لعنت یعنی دیکھنے والا جب بلا عذر قصداً دیکھے اور دوسرا بلا عذر اپنے کو قصداً دکھائے (بیہقی) اور فرمایا جب مرد عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوتا ہے تو تیسرا شیطان ہوتا ہے (ترمذی) اور فرمایا عورتوں کے پاس جانے سے بچو ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ دیور کے متعلق کیا حکم ہے فرمایا کہ دیور موت ہے یعنی دیور کے سامنے ہونا گویا موت کا سامنا ہے کہ یہاں فتنہ کا زیادہ احتمال ہے (بخاری و مسلم) اور فرمایا کیا تمھیں معلوم نہیں کہ ران عورت ہے یعنی چھپانے کی چیز ہے (ترمذی ابو داؤد) اور فرمایا کہ اے علی ران کو نہ کھولو اور نہ زندہ کی ران کیطرف نگاہ کرو نہ مردہ کی (ابو داؤد و ابن ماجہ) اور فرمایا ایک مرد دوسرے مرد کی ستر کی جگہ نہ دیکھے اور نہ عورت دوسری عورت کی ستر کی جگہ کو دیکھے اور نہ مرد دوسرے مرد کیساتھ ایک کپڑے میں برہنہ سوئے اور نہ عورت دوسری عورت کیساتھ ایک کپڑے میں برہنہ سوئے (مسلم) حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں اور حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور کی خدمت میں حاضر تھیں کہ عبد اللہ ابن اُم مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے حضور نے ان دونوں سے فرمایا کہ پردہ کر لو۔ کہتی ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ وہ تو نابینا ہیں ہمیں نہیں دیکھیں گے۔ حضور نے فرمایا کیا تم دونوں اندھی ہو کیا تم انھیں نہیں دیکھو گی (امام احمد ترمذی ابو داؤد) اور فرمایا ایسا نہ ہو کہ ایک عورت دوسری عورت کیساتھ رہے پھر اپنے شوہر کے سامنے اسکا حال بیان کرے گویا یہ اُسے دیکھ رہا ہے (بخاری و مسلم) مسئلہ اس باب کے مسائل چار قسم کے ہیں۔ مرد کا مرد کو دیکھنا۔ عورت کا عورت کو دیکھنا عورت کا مرد کو دیکھنا۔ مرد کا عورت کو دیکھنا۔ مرد۔ مرد کے ہر حصہ بدن کیطرف نظر کر سکتا ہے سوا ان اعضا کے

جن کا ستر ضروری ہے۔ وہ ناف کے نیچے سے گھٹنے کے نیچے تک ہے کہ اس حصہ بدن کا چھپانا فرض ہے۔ جن اعضاء کا چھپانا ضروری ہے ان کو عورت کہتے ہیں کسی کو گھٹنا کھولے ہوئے دیکھے تو اُسے منع کرے اور ران کھولے ہوئے ہو تو اُسے سزا دیجائیگی (عالمگیری) مسئلہ لڑکا جب مراہق ہو جائے اور وہ خوبصورت نہ ہو تو نظر کے بارے میں اُسکا وہی حکم ہے جو مرد کا ہے اور خوبصورت ہو تو عورت کا جو حکم ہے وہ اسکے لئے ہے یعنی شہوت کیساتھ اس کی طرف نظر کرنا حرام ہے۔ اور شہوت نہو تو اسکی طرف بھی نظر کر سکتا ہے۔ اور اسکے ساتھ تنہائی بھی جائز ہے۔ شہوت نہونے کا مطلب یہ ہے کہ اسے یقین ہو کہ نظر کرنے سے شہوت نہو گی اور اسکا شبہ بھی ہو تو ہرگز نظر نہ کرے۔ بوسہ کی خواہش پیدا ہونا شہوت کی حد میں داخل ہے (ردالمحتار) مسئلہ عورت کا عورت کو دیکھنا اسکا وہی حکم ہے جو مرد کو مرد کیطرف نظر کرنے کا ہے یعنی ناف کے نیچے سے گھٹنے تک نہیں دیکھ سکتی باقی اعضا کیطرف دیکھ سکتی ہے بشرطیکہ شہوت کا اندیشہ نہو (ہدایہ) مسئلہ عورت صالحہ کو یہ چاہئے کہ اپنے کو بدکار عورت کے دیکھنے سے بچائے یعنی اسکے سامنے دوپٹا وغیرہ نہ اُتارے کیونکہ وہ اُسے دیکھ کر مردوں کے سامنے اسکی شکل وصورت کا ذکر کریگی مسلمان عورت کو یہ بھی حلال نہیں کہ کافرہ کیسامنے اپنا ستر کھولے (عالمگیری) گھروں میں کافرہ عورتیں آتی ہیں اور بیبیاں اُنکے سامنے اسی طرح مواضع ستر کھولے ہوئے ہوتی ہیں جسطرح مسلمہ کے سامنے رہتی ہیں انکو اس سے اجتناب لازم ہے اکثر جگہ دائیاں کافرہ ہوتی ہیں اور وہ بچہ جنانے کیخدمت انجام دیتی ہیں۔ اگر مسلمان دائیاں مل سکیں تو کافرہ سے ہرگز یہ کام نہ کرایا جائے کہ کافرہ کیسامنے ان اعضاء کے کھولنے کی اجازت نہیں مسئلہ عورت کا برائے مرد کیطرف دیکھنے کا وہی حکم ہے جو مرد کا مرد کیطرف دیکھنے کا ہے۔ اور یہ اسوقت ہے کہ عورت کو یقین کیساتھ معلوم ہو کہ اسکی طرف دیکھنے سے شہوت نہیں پیدا ہو گی اور اگر اسکا شبہ بھی ہو تو ہرگز نہ دیکھے۔ (ہندیہ) مسئلہ عورت برائے مرد کے جسم کو ہرگز نہ چھوئے جبکہ دونوں میں سے کوئی بھی جوان ہو۔ اسکو شہوت ہو سکتی ہے اگرچہ اس بات کا دونوں کو اطمینان ہو کہ شہوت نہیں پیدا ہو گی (عالمگیری) بعض جوان عورتیں اپنے پیروں کے ہاتھ پاؤں دباتی ہیں اور بعض پیر اپنی مریدہ سے ہاتھ پاؤں دبواتے ہیں اور ان میں اکثر دونوں یا ایک حد شہوت میں ہوتا ہے۔ ایسا کرنا ناجائز ہے اور دونوں گنہگار ہیں۔ (بہار شریعت) مسئلہ مرد کا عورت کو دیکھنا اسکی کئی صورتیں ہیں۔ مرد کا اپنی زوجہ یا باندی کو دیکھنا۔ مرد کا اپنے محارم کیطرف نظر کرنا۔ مرد کا آزاد عورت اجنبیہ کو دیکھنا۔ مرد کا دوسرے کی باندی کو دیکھنا۔ پہلی صورت کا حکم یہ ہے کہ عورت کی ایڑی سے چوٹی تک ہر عضو کیطرف نظر کر سکتا ہے شہوت اور بلا شہوت دونوں صورتوں میں دیکھ سکتا ہے اسی طرح یہ دونوں قسم کی عورتیں اس مرد کے ہر عضو کو دیکھ سکتی ہیں۔ ہاں بہتر یہ ہے کہ مقام مخصوص کیطرف نظر نہ کرے کیونکہ اس سے نسیان پیدا ہوتا ہے اور نظر میں بھی ضعف پیدا ہوتا ہے۔ اس مسئلہ میں باندی سے مراد وہ ہے جس سے وطی جائز ہے (عالمگیری و درّ و ردّ)۔ مسئلہ جو عورت اسکے محارم میں ہو اسکے سر۔ سینہ۔ پنڈلی۔ بازو۔ کلائی۔ گردن۔ قدم کیطرف نظر کر سکتا ہے۔

جبکہ دونوں میں سے کسی کو شہوت کا اندیشہ نہو۔ محارم کے پیٹ پیٹھ اور ران کیطرف نظر کرنا جائز نہیں (ہدایہ)۔ اسی طرح کروٹ اور گھٹنے کیطرف نظر کرنا بھی ناجائز ہے (ردالمحتار) کان اور گردن اور شانہ اور چہرہ کیطرف نظر کرنا جائز ہے (عالمگیری) **مسئلہ** محارم سے مراد وہ عورتیں ہیں جن سے ہمیشہ کیلئے نکاح حرام ہے۔ یہ حرمت نسب سے ہو یا سبب سے مثلاً رضاعت یا مصاہرت اگر زنا کی وجہ سے حرمت مصاہرت ہو جیسے مزنیہ کے اصول و فروع ان کی طرف نظر کا بھی وہی حکم ہے (ہدایہ) **مسئلہ** محارم کے جن اعضا کیطرف نظر کر سکتا ہے انکو چھو بھی سکتا ہے جبکہ دونوں میں سے کسی کو شہوت کا اندیشہ نہو۔ مرد اپنی والدہ کے پاؤں دبا سکتا ہے مگر ران اسوقت دبا سکتا ہے جب کپڑے سے چھپی ہو یعنی کپڑے کے اوپر سے دبائے کہ بغیر حائل چھونا جائز نہیں (عالمگیری) **مسئلہ** والدہ کے قدم کو بوسہ بھی دے سکتا ہے حدیث میں ہے جس نے اپنی والدہ کا پاؤں چوما تو ایسا ہے جیسے جنت کی چوکھٹ کو بوسہ دیا (درمختار) **مسئلہ** محارم کیساتھ سفر کرنا یا خلوت میں اسکے ساتھ ہونا یعنی مکان میں دونوں کا تنہا ہونا کہ کوئی دوسرا وہاں نہو جائز ہے بشرطیکہ شہوت کا اندیشہ نہو (عالمگیری) **مسئلہ** اجنبی عورت کیطرف نظر کرنے کا حکم یہ ہے کہ اسکے چہرہ اور ہتھیلی کیطرف نظر کرنا جائز ہے کیونکہ اسکی ضرورت پڑتی ہے کہ کبھی اسکے موافق یا مخالف شہادت دینی ہوتی ہے یا فیصلہ کرنا ہوتا ہے اگر اُسے نہ دیکھا ہو تو کیوں کر گواہی دے سکتا ہے کہ اُس نے ایسا کیا ہے۔ اسکی طرف دیکھنے میں بھی وہی شرط ہے کہ شہوت کا اندیشہ نہو اور یوں بھی ضرورت ہے کہ بہت سی عورتیں گھر سے باہر آتی جاتی ہیں لہذا اس سے بچنا بہت دشوار ہے۔ بعض علما نے قدم کیطرف بھی نظر کو جائز کہا ہے۔ (درمختار و عالمگیری) **مسئلہ** اجنبیہ عورت کے چہرہ اور ہتھیلی کو دیکھنا اگرچہ جائز ہے مگر چھونا جائز نہیں اگرچہ شہوت کا اندیشہ نہو کیونکہ نظر کے جواز کی وجہ ضرورت اور بلوائے عام ہے چھونے کی ضرورت نہیں لہذا چھونا حرام ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان سے مصافحہ جائز نہیں۔ اسی لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بوقت بیعت بھی عورتوں سے مصافحہ نہ فرماتے صرف زبان سے بیعت لیتے ہاں اگر وہ بہت زیادہ بوڑھی ہو کہ محل شہوت نہ ہو تو اُس سے مصافحہ میں حرج نہیں یونہیں اگر مرد بہت زیادہ بوڑھا ہو کہ فتنہ کا اندیشہ ہی نہو تو مصافحہ کر سکتا ہے (ہدایہ) **مسئلہ** بہت بہت چھوٹی لڑکی جو مشتہاۃ نہ ہو اسکو دیکھنا بھی جائز ہے اور چھونا بھی جائز ہے (ہدایہ) **مسئلہ** اجنبیہ عورت نے کسی کے یہاں کام کاج کرنے روٹی پکانے کی نوکری کی ہے اس صورت میں اسکی کلائی کیطرف نظر جائز ہے کہ وہ کام کاج کیلئے آستین چڑھائے گی کلائیاں اسکی کھلیں گی اور جب اسکے مکان میں ہے تو کیونکر بچ سکیگا اسی طرح اسکے دانتوں کیطرف نظر کرنا بھی جائز ہے (عالمگیری) **مسئلہ** اجنبیہ عورت کے چہرہ کیطرف اگرچہ نظر جائز ہے جبکہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو مگر یہ زمانہ فتنہ کا ہے اس زمانے میں ویسے لوگ کہاں جیسے اگلے زمانے میں تھے لہذا اس زمانہ میں اسکو دیکھنے کی ممانعت کیجائیگی مگر گواہ و قاضی کیلئے کہ بوجہ ضرورت انکے لئے نظر کرنا جائز ہے اور ایک صورت اور بھی ہے وہ یہ کہ اس عورت سے نکاح کرنیکا ارادہ ہو تو اس نیت سے دیکھنا جائز ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ جس سے

نکاح کرنا چاہتے ہو اسکو دیکھ لو کہ یہ بقائے محبت کا ذریعہ ہوگا۔ اسی طرح عورت اُس مرد کو جس نے اسکے پاس پیغام بھیجا ہے دیکھ سکتی ہے اگرچہ اندیشۂ شہوت ہو مگر دیکھنے میں دونوں کی یہی نیت ہو کہ حدیث پر عمل کرنا چاہتے ہیں۔ (درمختار، ردالمحتار) **مسئلہ** جس عضو کیطرف نظر کرنا ناجائز ہے اگر وہ بدن سے جدا ہو جائے تو اب بھی اسکی طرف نظر کرنا ناجائز ہی رہیگا مثلاً بیڑو کے بال کہ انکو جدا کرنے کے بعد بھی دوسرا شخص دیکھ نہیں سکتا۔ عورت کے سر کے بال یا اسکے پاؤں یا کلائی کی ہڈی کہ اسکے مرنے کے بعد بھی اجنبی شخص انکو نہیں دیکھ سکتا۔ عورت کے پاؤں کے ناخن کہ انکو بھی اجنبی شخص نہیں دیکھ سکتا لیکن ہاتھ کے ناخن کو دیکھ سکتا ہے (درمختار) اکثر دیکھا گیا ہے کہ غسلخانہ یا پاخانہ میں موئے زیر ناف مونڈ کر بعض لوگ چھوڑ دیتے ہیں ایسا کرنا درست نہیں بلکہ انکو ایسی جگہ ڈالدیں کہ کسی کی نظر نہ پڑے۔ یا زمین میں دفن کردیں۔ عورتوں کو بھی لازم ہے کہ کنگھا کرنے میں یا سر دھونے میں جو بال نکلیں انھیں کہیں چھپا دیں کہ ان پر اجنبی کی نظر نہ پڑے **مسئلہ** عورت کو داڑھی یا مونچھ کے بال نکل آئیں تو انکا نوچنا جائز بلکہ مستحب ہے کہ کہیں اسکے شوہر کو اس سے نفرت نہ پیدا ہو (ردالمحتار) **مسئلہ** محارم کیساتھ خلوت جائز ہے یعنی دونوں ایک مکان میں تنہا ہو سکتے ہیں مگر رضاعی بہن اور ساس کے ساتھ تنہائی جائز نہیں جبکہ یہ جوان ہوں یہی حکم عورت کی جوان لڑکی کا ہے جو دوسرے شوہر سے ہے (درمختار، ردالمحتار)۔

مکان میں جانے کیلئے اجازت لینا

مسئلہ جب کوئی شخص دوسرے کے مکان پر جائے تو پہلے اندر آنے کی اجازت حاصل کرے پھر جب اندر جائے تو پہلے سلام کرے اسکے بعد بات چیت شروع کرے۔ اور اگر جسکے پاس گیا ہے وہ باہر ہے تو اجازت کی ضرورت نہیں سلام کرے اسکے بعد کلام شروع کرے (خانیہ) **مسئلہ** کسی کے دروازہ پر جاکر آواز دی اس نے کہا کون تو اسکے جواب میں یہ نہ کہے کہ "مَیں"، جیساکہ بہت سے لوگ مَیں کہکر جواب دیتے ہیں اِس جواب کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ناپسند فرمایا بلکہ جواب میں اپنا نام ذکر کرے کیونکہ مَیں کا لفظ تو ہر شخص اپنے کو کہہ سکتا ہے یہ جواب ہی کب ہوا۔ **مسئلہ** اگر تم نے اجازت مانگی اور صاحب خانہ نے اجازت نہ دی تو اس سے ناراض نہو اپنے دل میں کدورت نہ لاؤ خوشی خوشی وہاں سے واپس آؤ ہو سکتا ہے کہ اسکو اسوقت تم سے ملنے کی فرصت نہو کسی ضروری کام میں مشغول ہو۔ **مسئلہ** اگر ایسے مکان میں جانا ہو کہ اس میں کوئی نہو تو یہ کہو السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین۔ فرشتے اس سلام کا جواب دینگے (ردالمحتار) یا اس طرح کہے السلام علیک ایہا النبی کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح مبارک مسلمانوں کے گھروں میں تشریف فرما ہے۔ **مسئلہ** آنے کے وقت بھی سلام کرے اور جاتے وقت بھی یہانتک کہ دونوں کے درمیان میں اگر دیوار یا درخت حائل ہو جائے جب بھی سلام کرے (ردالمحتار)

سلام کا بیان

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مومن کے دوسرے مومن پر چھ حق ہیں جب وہ بیمار ہو تو عیادت کرے اور جب وہ مرجائے تو اسکے جنازے میں حاضر ہو اور جب وہ بلائے تو

اجابت کرے یعنی حاضر ہو اور جب اُس سے ملے تو سلام کرے اور جب چھینکے تو جواب دے اور حاضر و غائب اسکی خیر خواہی کرے (نسائی) اور فرمایا جو شخص پہلے سلام کرے وہ رحمت الٰہی کا زیادہ مستحق ہے (امام احمد و ترمذی) اور فرمایا جب کوئی شخص اپنے بھائی سے ملے تو اُسے سلام کرے پھر ان دونوں کے درمیان درخت یا دیوار یا پتھر حائل ہو جائے اور پھر ملاقات ہو تو پھر سلام کرے (ابو داؤد) اور فرمایا کہ سوار پیدل کو سلام کرے اور چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے۔ اور تھوڑے آدمی زیادہ آدمیوں کو سلام کریں یعنی ایک طرف زیادہ ہوں اور دوسری طرف کم تو سلام وہ لوگ کریں جو کم ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ چھوٹا بڑے کو سلام کرے اور گزرنے والا بیٹھے ہوئے کو اور تھوڑے زیادہ کو (بخاری و مسلم) حضرت انس کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بچوں کے سامنے سے گزرے تو بچوں کو سلام کیا (بخاری و مسلم) اور فرمایا کہ راستوں میں بیٹھنے سے بچو۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ہمیں راستہ میں بیٹھنے سے چارہ نہیں ہم وہاں آپس میں بات چیت کرتے ہیں۔ فرمایا جب تم نہیں مانتے اور بیٹھنا ہی چاہتے ہو تو راستہ کا حق ادا کرو۔ لوگوں نے عرض کی راستہ کا حق کیا ہے۔ فرمایا کہ نظر نیچی رکھنا اور اذیت کو دور کرنا اور سلام کا جواب دینا اور اچھی بات کا حکم کرنا اور بُری باتوں سے منع کرنا۔ اور ایک روایت میں ہے راستہ بتانا۔ ایک اور روایت میں ہے فریاد کرنیوالے کی فریاد سننا اور بھولے ہوئے کو ہدایت کرنا (بخاری و مسلم) اور فرمایا جو شخص ہمارے غیر کیساتھ تشبہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔ یہود و نصاریٰ کیساتھ تشبہ نہ کرو۔ یہودیوں کا سلام انگلیوں کے اشارے سے ہے۔ اور نصاریٰ کا سلام ہتھیلیوں کے اشارے سے[ع] ہے (ترمذی) **مسئلہ** سلام کرنے میں یہ نیت ہو کہ اسکی عزت و آبرو اور مال سب کچھ اسکی حفاظت میں ہے ان چیزوں سے تعرض کرنا حرام ہے (ردالمحتار) **مسئلہ** صرف اُسی کو سلام نہ کرے جسکو پہچانتا ہو۔ بلکہ ہر مسلمان کو سلام کرے چاہے پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو۔ بلکہ بعض صحابہ کرام اسی ارادہ سے بازار جاتے تھے کہ کثرت سے لوگ ملیں گے اور زیادہ سلام کرنیکا موقع ملیگا **مسئلہ** سلام کا جواب فوراً دینا واجب ہے بلا عذر تاخیر کی تو گنہگار ہوا اور یہ گناہ جواب دینے سے دفع نہوگا بلکہ توبہ کرنی ہوگی (درمختار ردالمحتار) **مسئلہ** ایک جماعت دوسری جماعت کے پاس آئی اور کسی نے سلام نہ کیا تو سب نے سنت کو ترک کیا سب پر الزام ہے۔ اور اگر ان میں سے ایک نے سلام کر لیا تو سب بری ہو گئے اور افضل یہ ہے کہ سب ہی سلام کریں۔ یونہیں اگر ان میں سے کسی نے جواب نہ دیا تو سب گنہگار ہوئے۔ اور اگر ایک نے جواب دیدیا تو سب بری ہو گئے اور افضل یہ ہے کہ سب جواب دیں (عالمگیری) **مسئلہ** سائل نے دروازہ پر سلام کیا اسکا جواب دینا واجب نہیں۔ کچہری میں قاضی جب اجلاس کر رہا ہو اسکو سلام کیا گیا قاضی پر جواب دینا واجب نہیں **مسئلہ** ایک شخص شہر سے آ رہا ہے دوسرا دیہات

[ع] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو لوگ ہندؤوں کیطرح ہاتھ جوڑ کر سلام کرتے ہیں یہ ناجائز ہے۔ منہ

سے دونوں میں کون سلام کرے۔ بعض نے کہا شہری دیہاتی کو سلام کرے اور بعض علما رفرماتے ہیں دیہاتی شہری کو سلام کرے۔ ایک شخص بیٹھا ہوا ہے دوسرا یہاں سے گذرا تو یہ گذرنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے۔ اور چھوٹا بڑے کو سلام کرے۔ اور سوار پیدل کو سلام کرے۔ اور تھوڑے زیادہ کو سلام کریں۔ ایک شخص پیچھے سے آیا یہ آگے والے کو سلام کرے (بزازیہ عالمگیری) **مسئلہ** مرد اور عورت کی ملاقات ہو تو مرد عورت کو سلام کرے اور اگر عورت اجنبیہ نے مرد کو سلام کیا اور وہ بوڑھی ہو تو اس طرح جواب دے کہ وہ بھی سنے اور وہ جوان ہو تو اس طرح جواب دے کہ وہ نہ سنے (خانیہ) **مسئلہ** جب اپنے گھر میں جائے تو گھر والوں کو سلام کرے۔ بچوں کے سامنے گذرے تو ان بچوں کو سلام کرے (عالمگیری) **مسئلہ** کفار کو سلام نکرے اور وہ سلام کریں تو جواب دے سکتا ہے۔ مگر جواب میں صرف علیکم کہے۔ اگر ایسی جگہ گزرنا ہو جہاں مسلم و کافر دونوں ہوں تو السلام علیکم کہے اور مسلمانوں پر سلام کا ارادہ کرے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْہُدٰی کہے۔ (عالمگیری) **مسئلہ** کافر کو اگر حاجت کیوجہ سے سلام کیا (مثلاً سلام نہ کرنے میں اس سے اندیشہ ہے) تو حرج نہیں اور بقصد تعظیم کافر کو ہرگز ہرگز سلام نہ کرے کہ کافر کی تعظیم کفر ہے (درمختار) **مسئلہ** سلام اسلئے ہے کہ ملاقات کرنے کو جو شخص آئے وہ سلام کرے کہ زائر اور ملاقات کرنیوالے کی یہ تحیت ہے۔ لہذا جو شخص مسجد میں آیا اور حاضرین مسجد تلاوت قرآن و تسبیح و درود میں مشغول ہیں انتظار نماز میں بیٹھے ہیں تو سلام نہ کرے کہ یہ سلام کا وقت نہیں۔ اسی واسطے فقہا یہ فرماتے ہیں کہ ان کو اختیار ہے کہ جواب دیں یا ندیں۔ ہاں اگر کوئی شخص مسجد میں اسلئے بیٹھا ہے کہ لوگ اس کے پاس ملاقات کو آئیں تو آنیوالے سلام کریں (عالمگیری) **مسئلہ** کوئی شخص تلاوت میں مشغول ہے یا درس و تدریس یا علمی گفتگو یا سبق کی تکرار میں ہے تو اسکو سلام نہ کرے اسیطرح اذان و اقامت و خطبۂ جمعہ و عیدین کے وقت سلام نہ کرے۔ سب لوگ علمی گفتگو کر رہے ہوں۔ یا ایک شخص بول رہا ہے باقی سُن رہے ہوں۔ دونوں صورتوں میں سلام نہ کرے مثلاً عالم وعظ کہہ رہا ہے یا دینی مسئلہ پر تقریر کر رہا ہے اور حاضرین سُن رہے ہیں تو آنیوالا شخص چپکے سے آکر بیٹھ جائے سلام نہ کرے (عالمگیری) **مسئلہ** لوگ کھانا کھا رہے ہوں اسوقت کوئی آیا تو سلام نہ کرے۔ ہاں اگر یہ بھوکا ہے اور جانتا ہے کہ اُسے وہ لوگ کھانے میں شریک کرلیں گے تو سلام کرے (خانیہ بزازیہ) یہ اسوقت ہے کہ کھانے والے کے منھ میں لقمہ ہے اور وہ چبا رہا ہے کہ اسوقت جواب دینے سے عاجز ہے اور اگر ابھی کھانے کیلئے بیٹھا ہی ہے یا کھا چکا ہے تو سلام کر سکتا ہے کہ اب وہ عاجز نہیں (درمختار) **مسئلہ** جو شخص ذکر میں مشغول ہو اسکے پاس کوئی شخص آیا تو سلام نہ کرے اور کیا تو ذاکر پر جواب واجب نہیں (عالمگیری) **مسئلہ** جو شخص علانیہ فسق کرتا ہو اسے سلام نہ کرے کسی کے پڑوس میں فساق رہتے ہیں ان سے یہ اگر سختی برتتا ہے تو وہ اسکو زیادہ پریشان کرینگے۔ اور اگر نرمی کرتا ہے۔ ان سے سلام کلام جاری رکھتا ہے تو وہ ایذا پہنچانے سے باز رہتے ہیں تو انکے ساتھ ظاہری طور پر میل جول رکھنے میں یہ معذور ہے (عالمگیری) **مسئلہ** جو لوگ شطرنج کھیل رہے ہوں[ع]

[ع] اسی پر چوسر تاش گنجفہ وغیرہ کھیلوں کو قیاس کرنا چاہئے۔ منہ

انکو سلام کیا جائے یا نہ کیا جائے۔ جو علماء سلام کرنے کو جائز فرماتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ سلام اس مقصد سے کرے کہ اتنی دیر تک کہ وہ جواب دینگے کھیل سے باز رہیں گے یہ سلام انکو مَعْصِیَتْ سے بچانے کیلئے ہے اگرچہ اتنی ہی دیر تک سہی اور جو فرماتے ہیں کہ سلام کرنا ناجائز ہے انکا مقصد زجر و تَوبیخ ہے کہ اس میں انکی تذلیل ہے (عالمگیری) **مسئلہ** کسی سے کہدیا کہ فلاں کو میرا سلام کہہ دینا اسپر سلام پہنچانا واجب ہے اور جب اس نے سلام پہنچایا تو جواب یوں دے کہ پہلے اس پہنچانیوالے کو اسکے بعد اسکو جس نے سلام بھیجا ہے یعنی یہ کہے وَعَلَیْکَ وَعَلَیْہِ السَّلَام (عالمگیری) یہ سلام پہنچانا اُسوقت واجب ہے جب اُسنے اسکا التزام کر لیا ہو یعنی کہہ دیا ہو کہ ہاں تمہارا سلام کہدونگا کہ اسوقت یہ سلام اسکے پاس امانت ہے جو اسکا حقدار ہے اسکو دینا ہی ہوگا ورنہ بمنزلۂ وَدیعت ہے کہ اسپر یہ لازم نہیں کہ سلام پہنچانے وہاں جائے۔ اسی طرح حاجیوں سے لوگ یہ کہدیتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار میں میرا سلام عرض کر دینا یہ سلام بھی پہنچانا واجب ہے (ردالمحتار) **مسئلہ** خط میں سلام لکھا ہوتا ہے اسکا بھی جواب دینا واجب ہے۔ اور یہاں جواب دو طرح ہوتا ہے ایک یہ کہ زبان سے جواب دے دوسری صورت یہ ہے کہ سلام کا جواب لکھ کر بھیجے (درمختار ردالمحتار) مگر چونکہ جواب سلام فوراً دینا واجب ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا تو اگر فوراً تحریری جواب نہو جیسا کہ عموماً یہی ہوتا ہے کہ خط کا جواب فوراً ہی نہیں لکھا جاتا تا خواہ مخواہ کچھ دیر ہوتی ہے تو زبان سے جواب فوراً دیدے تاکہ تاخیر سے گناہ نہو اسی وجہ سے علامہ سید احمد طحطاوی نے اس جگہ فرمایا وَالنَّاسُ عَنْہُ غَافِلُوْنَ یعنی لوگ اس سے غافل ہیں اعلیٰ حضرت قبلہ قُدِّسَ سِرُّہٗ جب خط پڑھا کرتے تو خط میں جو السلام علیکم لکھا ہوتا ہے اسکا جواب زبان سے دیکر بعد کا مضمون پڑھتے۔ **مسئلہ** سلام کی میم کو ساکن کہا یعنی سلامْ علیکم۔ جیسا کہ اکثر جاہل اسی طرح کہتے ہیں۔ یا سلامُ علیکم میم کے پیش کے ساتھ کہا ان دونوں صورتوں میں جواب واجب نہیں کہ یہ مسنون سلام نہیں (درمختار ردالمحتار) **مسئلہ** سلام اتنی آواز سے کہے کہ جسکو سلام کیا ہے وہ سُن لے اور اگر اتنی آواز نہو تو جواب دینا واجب نہیں۔ جوابِ سلام میں بھی اتنی آواز ہو کہ سلام کرنے والا سُن لے اور اگر اتنا آہستہ کہا کہ وہ سُن نہ سکا تو واجب ساقط نہ ہوا۔ اور اگر وہ بہرا ہے تو اسکے سامنے ہونٹ کو جنبش دے کہ اُسکی سمجھ میں آجائے کہ جواب دیدیا چھینک کے جواب کا بھی یہی حکم ہے (بزازیہ) **مسئلہ** بعض لوگ سلام کرتے وقت جُھک بھی جاتے ہیں یہ جُھکنا اگر حَدِّ رکوع تک ہو تو حرام ہے اور اس سے کم ہو تو مکروہ ہے۔ **مسئلہ** اس زمانہ میں کئی طرح کے سلام لوگوں نے ایجاد کر لئے ہیں ان میں سب سے بُرا یہ ہے جو بعض لوگ کہتے ہیں "بندگی عرض" یہ لفظ ہرگز نہ کہا جائے۔ بعض آداب عرض کہتے ہیں اگرچہ اسمیں اتنی بُرائی نہیں مگر سنت کے خلاف ہے بعض لوگ تسلیم یا تسلیمات عرض کہتے ہیں اسکو سلام کہا جاسکتا ہے کہ یہ سلام ہی کے معنی میں ہے بعض کہتے ہیں سلام۔ اسکو بھی سلام کہا جاسکتا ہے۔ یعنی اگر کسی نے کہا سلام تو سلام کہدینے

فِسْق۔ گناہ۔ خدا کی نافرمانی۔ تَوبِیخ۔ بُرا کہنا۔ دھمکانا۔ عَلانِیَہ۔ کُھلم کُھلا۔ سب کے سامنے۔ زَجْر۔ روکنا۔ ڈانٹنا۔ جھڑکنا۔
مَعْصِیَت۔ گناہ۔ تَذْلِیل۔ اِہانت کرنا۔ ہلکی کرنا۔ وَدِیعَت۔ امانت جو چیز کسی کے پاس حفاظت کیلئے رکھی جائے۔

سے جواب ہو جائیگا۔ بعض لوگ اس قسم کے ہیں کہ وہ خود تو کیا سلام کرینگے اگر انکو سلام کیا جاتا ہے تو بگڑتے ہیں کہتے ہیں کیا ہمیں برابر کا سمجھ لیا ہے یعنی کوئی غریب آدمی سلام مسنون کرے تو وہ اپنی کسر شان سمجھتے اور بعض یہ چاہتے ہیں کہ انھیں آداب عرض کہا جائے یا جھک کر ہاتھ سے اشارہ کیا جائے ایسا نکرنا چاہئے کہ یہ طریقہ خدا سے نہ ڈرنے والے متکبر پن کا ہے **مسئلہ** کسی کے نام کیساتھ علیہ السلام کہنا یہ انبیاء و ملائکہ علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے مثلاً موسیٰ علیہ السلام۔ عیسیٰ علیہ السلام جبرئیل علیہ السلام۔ نبی اور فرشتہ کے سوا کسی دوسرے کے نام کیساتھ یوں نہ کہا جائے (بہار شریعت وغیرہ) **مسئلہ** اکثر جگہ یہ طریقہ ہے کہ چھوٹا بڑے کو سلام کرتا ہے تو وہ جواب میں کہتا ہے جیتے رہو یہ سلام کا جواب نہیں ہے بلکہ یہ جواب جاہلیت میں کفار دیا کرتے تھے وہ کہتے تھے حَیَّاکَ اللّٰہ۔ اسلام نے یہ بتایا کہ جواب میں وَعَلَیکُمُ السَّلام کہا جائے۔

مُصَافحہ و مُعَانقہ و بوسہ و قیام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دو مسلمان مل کر مصافحہ کرتے ہیں تو جُدا ہونے سے پہلے ہی انکی مغفرت ہو جاتی ہے اور ایک روایت میں ہے جب دو مسلمان ملیں اور مصافحہ کریں اور اللہ کی حمد کریں اور استغفار کریں تو دونوں کی مغفرت ہو جائے گی۔ (احمد ترمذی ابن ماجہ ابوداؤد) **مسئلہ** مصافحہ سنت ہے اور اس کا ثبوت تواتر سے ہے اور احادیث میں اسکی بڑی فضیلت آئی ہے ایک حدیث میں یہ ہے کہ جس نے اپنے مسلمان بھائی سے مصافحہ کیا اور ہاتھ کو حرکت دی اسکے تمام گناہ گر جائینگے جتنی بار ملاقات ہو ہر بار مصافحہ کرنا مستحب ہے (درمختار) **مسئلہ** مصافحہ یہ ہے کہ ایک شخص اپنی ہتھیلی دوسرے کی ہتھیلی سے ملائے۔ فقط انگلیوں کے چھونے کا نام مصافحہ نہیں ہے سنت یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا جائے۔ اور دونوں کے ہاتھوں کے درمیان کپڑا وغیرہ کوئی چیز حائل نہو (ردالمحتار) **مسئلہ** معانقہ کرنا بھی جائز ہے جبکہ خوف فتنہ اور اندیشہ شہوت نہو چاہئے کہ جس سے معانقہ کیا جائے وہ صرف تہبند یا فقط پاجامہ پہنے ہوئے نہو بلکہ کرتا یا اچکن بھی پہنے ہو یا چادر اوڑھے ہو یعنی کپڑا حائل ہو (زیلعی) حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے معانقہ کیا[ع] **مسئلہ** بعد نماز عیدین مسلمانوں میں معانقہ کا رواج ہے اور یہ بھی اظہار خوشی کا ایک طریقہ ہے۔ یہ معانقہ بھی جائز ہے جبکہ محل فتنہ نہو۔ مثلاً امرد خوبصورت

ع حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیساتھ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر گیا حضور نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو دریافت کیا کہ وہ یہاں ہیں تھوڑی دیر بعد وہ دوڑتے ہوئے آئے اور حضور نے انھیں گلے لگایا اور وہ بھی چپٹ گئے پھر فرمایا اے اللہ میں اسے محبوب رکھتا ہوں تو بھی اسے محبوب بنالے جو اسے محبوب رکھے (بخاری مسلم) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا استقبال کیا اور ان سے معانقہ فرمایا اور دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ (ابوداؤد بیہقی)۔ شمس الدین احمد

مُصافحہ۔ ہاتھ ملانا۔ مُعانقہ۔ گلے ملنا۔ بوسہ۔ چومنا۔ قیام۔ کھڑا ہونا۔

سے معانقہ کرنا کہ یہ محل فتنہ ہے **مسئلہ** بوسہ دینا اگر بشہوت ہو تو ناجائز ہے اور اگر اکرام و تعظیم کیلئے ہو تو ہو سکتا ہے پیشانی پر بوسہ بھی انھیں شرائط کے ساتھ جائز ہے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دونوں آنکھوں کے درمیان کو بوسہ دیا اور صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی بوسہ دینا ثابت ہے **مسئلہ** بعض لوگ مصافحہ کرنے کے بعد خود اپنا ہاتھ چوم لیا کرتے ہیں یہ مکروہ ہے ایسا نہیں کرنا چاہیئے (زیلعی)۔ **مسئلہ** عالم دین اور بادشاہ عادل کے ہاتھ کو بوسہ دینا جائز ہے بلکہ اسکے قدم چومنا بھی جائز ہے عـــہ بلکہ اگر کسی نے عالم دین سے یہ خواہش کی کہ آپ اپنا ہاتھ یا قدم مجھے دیجئے کہ میں بوسہ دوں تو اسکے کہنے کے مطابق وہ عالم اپنا ہاتھ یا پاؤں بوسہ کیلئے اسکی طرف بڑھا سکتا ہے (درمختار) **مسئلہ** سجدۂ تحیت یعنی ملاقات کے وقت بطور اکرام کسی کو سجدہ کرنا حرام ہے اور اگر بقصد عبادت ہو تو سجدہ کرنیوالا کافر ہے کہ غیر خدا کی عبادت کفر ہے (ردالمحتار) **مسئلہ** ملاقات کیوقت جھکنا منع ہے (عالمگیری) یعنی اتنا جھکنا کہ حد رکوع تک ہو جائے **مسئلہ** آنیوالے کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا جائز بلکہ مندوب ہے جبکہ ایسے کی تعظیم کیلئے کھڑا ہو جو مستحق تعظیم ہے مثلاً عالم دین کی تعظیم کو کھڑا ہونا عـــہ کوئی شخص مسجد میں بیٹھا ہے یا قرآن مجید پڑھ رہا ہے اور ایسا شخص آگیا جسکی تعظیم کرنی چاہیئے تو اس حالت میں بھی تعظیم کو کھڑا ہو سکتا ہے (ردو در)۔

چھینک اور جماہی کا بیان

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کو چھینک پسند ہے اور جماہی ناپسند ہے جب کوئی شخص چھینکے اور الحمد للہ کہے تو جو مسلمان اسکو سنے اسپر یہ حق ہے کہ یرحمک اللہ کہے۔ جماہی شیطان کیطرف سے ہے جب کسی کو جماہی آئے تو جہانتک ہو سکے اسے دفع کرے۔ کیونکہ جب جماہی لیتا ہے تو شیطان ہنستا ہے یعنی خوش ہوتا ہے کیونکہ یہ کسل اور غفلت کی دلیل ہے ایسی چیز کو شیطان پسند کرتا ہے اور ایک روایت میں ہے جب وہ (ہا) کہتا ہے شیطان ہنستا ہے (بخاری و مسلم) **مسئلہ** جب کسی کو جماہی آئے تو منہ پر ہاتھ رکھ لے للعـــہ **مسئلہ** چھینک اور ڈکار میں آواز بلند نہ کرنا چاہیئے عـــہ **مسئلہ** چھینک کا جواب دینا واجب ہے جبکہ چھینکنے والا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے اور یہ جواب فوراً دینا اور اتنے زور سے دینا کہ وہ سُن لے واجب ہے (درمختار ردالمحتار) **مسئلہ** چھینک کا جواب ایک مرتبہ واجب ہے دوبارہ چھینک آئی اور اُسنے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

عـــہ ابو داؤد نے زارع رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب قبیلہ عبد القیس کا وفد حضور کی خدمت میں آیا تھا یہ بھی اس وفد میں تھے یہ کہتے ہیں کہ جب ہم مدینہ میں پہونچے اپنی منزلوں سے جلدی جلدی حضور کیخدمت میں حاضر ہوتے اور حضور کے دست مبارک اور پائے مبارک کو بوسہ دیتے۔ عـــہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد میں بیٹھ کر ہم سے باتیں کرتے جب حضور کھڑے ہوتے ہم بھی کھڑے ہو جاتے اور اتنی دیر کھڑے رہتے کہ حضور کو دیکھ لیتے کہ بعض ازواج مطہرات کے مکان میں تشریف لیگئے۔ (بیہقی)

للعـــہ مسلم شریف میں ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب کسی کو جماہی آئے تو منہ پر ہاتھ رکھ لے کیونکہ شیطان منہ میں گھس جاتا ہے۔ عـــہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی کو ڈکار یا چھینک آئے تو آواز بلند نہ کرے کہ شیطان کو یہ بات پسند ہے کہ انمیں آواز بلند کیجائے (شعب الایمان بیہقی)

رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کہا تو دوبارہ جواب واجب نہیں بلکہ مستحب ہے **مسئلہ** جسکو چھینک آئے اسے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنا چاہئے اور بہتر یہ ہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کہے جب اُسنے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہا تو سننے والے پر اسکا جواب دینا واجب ہوگیا اور اگر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نہ کہا تو جواب نہیں ایک مجلس میں کئی مرتبہ کسی کو چھینک آئی تو صرف تین بار تک جواب دینا ہے اسکے بعد چاہے جواب دے چاہے نہ دے (بزازیہ وغیرہ) **مسئلہ** جسکو چھینک آئے وہ کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ یا یہ کہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ اور اسکے جواب میں دوسرا کہے۔ یَرْحَمُکَ اللّٰہُ۔ پھر چھینکنے والا کہے یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ یا یہ کہے یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ۔ اسکے سوا دوسری بات نہ کہے (ہندیہ وبہار) **مسئلہ** عورت کو چھینک آئی اگر وہ بوڑھی ہے تو مرد اسکا جواب دے اگر جوان ہے تو اسطرح جواب دے کہ وہ نہ سنے۔ مرد کو چھینک آئی اور عورت نے جواب دیا اگر عورت جوان ہے تو مرد اسکا جواب اپنے دل میں دے اور بوڑھی ہے تو زور سے جواب دے سکتا ہے (ہندیہ وبہار) **مسئلہ** خطبہ کیوقت کسی کو چھینک آئے تو سننے والا جواب نہ دے (خانیہ وبہار)۔ **مسئلہ** کافر کو چھینک آئی اُسنے الحمد للہ کہا تو جواب میں یَھْدِیْکَ اللّٰہُ کہا جائے (ردالمحتار وبہار) **مسئلہ** چھینکنے والے کو چاہئے کہ زور سے الحمد للہ کہے تاکہ کوئی سنے اور جواب دے۔ چھینک کا جواب ایک نے دیدیا تو سب کی طرف سے ہوگیا۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ سب سننے والے جواب دیں۔ (ردالمحتار) **مسئلہ** چھینکنے والے سے پہلے ہی سننے والے نے الحمد للہ کہا تو ایک حدیث میں ہے کہ یہ شخص دانتوں اور کانوں کے درد اور تخمہ سے بچا رہیگا اور ایک حدیث میں ہے کہ کمر کے درد سے بچا رہیگا (ردالمحتار وبہار) **مسئلہ** چھینک کیوقت سر جھکالے اور منہ چھپالے اور آواز کو نیچی کرے زور سے چھینکنا حماقت ہے۔ (ردالمحتار) **فائدہ**۔ حدیث میں ہے کہ بات کیوقت چھینک آجانا شاہد عدل ہے۔ (سچا گواہ) **مسئلہ** بہت سے لوگ چھینک کو بدفالی خیال کرتے ہیں جیسے کام کو جارہا ہے اور کسی کو چھینک آگئی تو سمجھتے ہیں اب یہ کام پورا نہیں ہوگا یہ جہالت ہے اسلئے کہ بدفالی کوئی چیز نہیں اور پھر ایسی چیز کو بدفالی کہنا جسکو حدیث میں شاہد عدل فرمایا سخت غلطی ہےؔ۔

حجامت اور ختنہ

جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پانچ چیزیں نبیوں علیہم السلام کی سنت سے ہیں ختنہ کرنا اور موئے زیرناف مونڈنا۔ اور مونچھیں کم کرنا اور ناخن ترشوانا اور بغل کے بال اُکھیڑنا (بخاری ومسلم) **مسئلہ** جمعہ کے دن ناخن ترشوانا مستحب ہے ہاں اگر زیادہ بڑھ گئے ہوں تو جمعہ کا انتظار نہ کرے کہ ناخن بڑا ہونا اچھا نہیں کیونکہ ناخن کا بڑا ہونا تنگیٔ رزق کا سبب ہے، ایک حدیث ضعیف میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن نماز کیلئے جانے سے پہلے مونچھیں کترواتے اور ناخن ترشواتے (درمختار وردالمحتار)

ناخن کٹانے کا طریقہ

دہنے ہاتھ کی کلمہ کی انگلی سے شروع کرے اور چھنگلیا (چھوٹی انگلی) پر ختم کرے۔ پھر بائیں کی

ؔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سچی بات وہ ہے کہ اسوقت چھینک آجائے (طبرانی اوسط) اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب کوئی بات کیجائے اور چھینک آجائے تو وہ حق ہے۔ (رواہ حکیم)

چھنگلیا سے شروع کرکے انگوٹھے پر ختم کرے۔ اسکے بعد دہنے ہاتھ کے انگوٹھے کا ناخن کٹوائے۔ اس طرح پر کہ دہنے ہی ہاتھ سے شروع ہوا اور دہنے پر ختم بھی ہوا۔ اور پاؤں کے ناخن کٹانے میں دہنے پاؤں کی چھنگلیا سے شروع کرکے انگوٹھے پر ختم کرے۔ پھر بائیں پاؤں کے انگوٹھے سے شروع کرکے چھنگلیا پر ختم کرے۔ (درمختار) **مسئلہ** دانت سے ناخن نہ کٹکنا چاہئے کہ مکروہ ہے اور اس میں برص پیدا ہونے کا ڈر ہے (عالمگیری) **مسئلہ** مجاہد جب دارالحرب میں ہوں تو انکے لئے مستحب یہ ہے کہ ناخن اور مونچھیں بڑی رکھیں۔ کہ انکی یہ شکل مہیب دیکھ کر کفار پر رعب طاری ہو۔ (درمختار) **مسئلہ** ہر جمعہ کو اگر ناخن نہ ترشوائے تو پندرہویں دن ترشوائے۔ اور اسکی انتہائی مدت چالیس دن[عہ] ہے زیادہ ہونا منع ہے[عہ] **مسئلہ** ناف کے نیچے کے بال دور کرنا سنت ہے۔ ہر ہفتہ میں نہانا بدن کو صاف ستھرا رکھنا اور ناف کے نیچے کے بال دور کرنا مستحب ہے اور بہتر جمعہ کا دن ہے اور پندرہویں روز کرنا بھی جائز ہے اور چالیس روز سے زائد گزار دینا مکروہ وممنوع ہے۔ ناف کے نیچے کے بال استرے سے مونڈنا چاہئے اور اسکو ناف کے نیچے سے شروع کرنا چاہئے۔ اور اگر مونڈنے کی جگہ ہرتال چونا یا اس زمانہ میں بال اڑانے کا صابون چلا ہے اس سے دور کرے یہ بھی جائز ہے۔ عورت کو یہ بال اکھیڑ ڈالنا سنت ہے (درمختار عالمگیری) **مسئلہ** ناک کے بال نہ اکھاڑے کہ اس سے مرض آکلہ پیدا ہونے کا ڈر ہے (عالمگیری) **مسئلہ** جنابت کی حالت میں نہ بال مونڈائے اور نہ ناخن ترشوائے کہ یہ مکروہ ہے (عالمگیری) **مسئلہ** بھوں کے بال اگر بڑے ہوگئے تو انکو ترشوا سکتے ہیں چہرہ کے بال لینا بھی جائز ہے جسکو خط بنوانا بھی کہتے ہیں۔ سینہ اور پیٹھ کے بال مونڈنا یا کتروانا اچھا نہیں۔ ہاتھ پاؤں پیٹ پر سے بال دور کر سکتے ہیں (ردالمحتار)۔

ڈاڑھی اور مونچھ کا بیان

مسئلہ ڈاڑھی بڑھانا نبیوں علیہم السلام کی سنت سے ہے مونڈانا یا ایک مشت سے کم کرنا حرام ہے ہاں ایک مشت سے زائد ہو جائے تو جتنی زیادہ ہے اسکو کٹوا سکتے ہیں[عہ] (درمختار) **مسئلہ** بچی کے اغل بغل کے بال مونڈانا یا اکھیڑنا بدعت ہے (عالمگیری)۔ **مسئلہ** مونچھوں کو کم کرنا سنت ہے اتنی کم کرے کہ ابرو کی مثل ہو جائیں یعنی اتنی کم ہوں کہ اوپر والے ہونٹ کے بالائی حصہ سے نہ لٹکیں۔ اور ایک روایت میں مونڈانا آیا ہے (درمختار ردالمحتار) **مسئلہ** مونچھوں کے دونوں کناروں کے بال بڑے بڑے ہوں تو حرج نہیں بعض سلف کی مونچھیں اس قسم کی تھیں (عالمگیری) **مسئلہ** داڑھی چڑھانا یا اس میں گرہ لگانا جس طرح سکھ وغیرہ کرتے ہیں ناجائز ہے۔ اس زمانہ

عہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو موئے زیرناف کو نہ مونڈے اور ناخن نہ تراشے اور مونچھیں نہ کاٹے وہ ہم میں سے نہیں یعنی ہمارے طریقہ پر نہیں (مسلم) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مونچھیں اور ناخن ترشوانے اور بغل کے بال اکھاڑنے اور موئے زیرناف مونڈنے میں ہمارے لئے یہ وقت مقرر کیا گیا ہے کہ چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑیں یعنی چالیس دن کے اندر انکو ضرور کرلیں (مسلم)۔ عہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مونچھیں کٹواؤ اور داڑھیاں لٹکاؤ مجوسیوں کی مخالفت کرو (مسلم)۔

ہیں مونچھ میں طرح طرح کی تراش خراش کیجاتی ہے بعض داڑھی مونچھ کا بالکل صفایا کرا دیتے ہیں بعض لوگ مونچھوں کی دونوں جانب مونڈ کر بیچ میں ذراسی باقی رکھتے ہیں جیسے معلوم ہوتا ہے کہ ناک کے نیچے دو مکھیاں بیٹھی ہیں۔ کسی کی داڑھی فرینچ کٹ اور کسی کی کرزن فیشن ہوتی ہے۔ یہ جو کچھ ہو رہا ہے سب نصاریٰ کے اتباع اور تقلید میں ہو رہا ہے۔ مسلمانوں کے جذباتِ ایمانی اتنے زیادہ کمزور ہوگئے کہ وہ اپنے وقار و شعار کو کھوتے ہوئے چلے جاتے ہیں انکو اس بات کا احساس نہیں ہوتا کہ ہم کیا تھے اور کیا ہوگئے جب انکی بیحسی اس درجہ بڑھ گئی اور حمیت اور غیرت ایمانی یہانتک کم ہوگئی کہ دوسری قوموں میں جذب ہوتے جاتے ہیں پامردی اور استقلال کے ساتھ اسلامی روایات و احکام کی پابندی نہیں کرتے تو ان سے کیا امید ہو سکتی ہے کہ اسلامی احکام کا احترام کرائیں گے اور حقوق مسلمین کی پابندی کرینگے۔ مسلم کے ہر فرد کو تعلیمات اسلام کا مجسمہ ہونا چاہئے اخلاق سلف صالحین کا نمونہ ہونا چاہئے اسلامی شعار کی حفاظت کرنی چاہئے تاکہ دوسری قوموں پر اسکا اثر پڑے۔ مسئلہ بعض ڈاڑھی منڈے یہانتک بیباک ہوتے ہیں کہ وہ داڑھی کا مذاق اڑاتے ہیں۔ شریعت کے مطابق ڈاڑھی رکھنے پر پھبتیاں کستے ہیں۔ داڑھی مونڈنا حرام تھا گناہ تھا مگر یہ تو سوچو یہ تم نے کس چیز کا مذاق اڑایا کس کی توہین و تذلیل کی۔ اسلام کی ہر بات اٹل ہے اور اسکے تمام اصول و فروع مضبوط ہیں ان میں کسی بات کو برا بتانا اسلام کو عیب لگانا ہے۔ تم خود سوچو تو جو کچھ اس کا نتیجہ ہے وہ تم پر واضح ہو جائیگا کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہ پڑیگی۔ مسئلہ مرد کو اختیار ہے کہ سر کے بال مونڈائے یا بڑھائے اور مانگ نکالے (ردالمحتار) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دونوں چیزیں ثابت ہیں اگرچہ مونڈانا صرف احرام سے باہر ہونے کیوقت ثابت ہے دیگر اوقات میں مونڈانا ثابت نہیں ہاں بعض صحابہ سے مونڈانا ثابت ہے مثلاً حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بطور عادت مونڈایا کرتے تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک کبھی نصف کان تک کبھی کان کی لو تک ہوتے اور جب بڑھ جاتے تو شانۂ مبارک تک چھو جاتے اور حضور بیچ سر میں مانگ نکالتے۔ مسئلہ مرد کو یہ جائز نہیں کہ عورتوں کیطرح بال بڑھائے بعض صوفی بننے والے لمبی لمبی لٹیں بڑھا لیتے ہیں جو انکے سینہ پر سانپ کیطرح لہراتی ہیں اور بعض چوٹیاں گوندھتے ہیں یا جوڑے بنا لیتے ہیں یہ سب ناجائز کام اور خلاف شرع ہیں۔ تصوف بالوں کے بڑھانے اور رنگے ہوئے کپڑے پہننے کا نام نہیں بلکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پوری پیروی کرنے اور خواہشات نفس کو مٹانے کا نام ہے۔ مسئلہ سپید بالوں کو اکھاڑنا یا قینچی سے چن کر نکلوانا مکروہ ہے ہاں مجاہد اگر اس نیت سے ایسا کرے کہ کفار پر اسکا رعب طاری ہو تو جائز ہے (عالمگیری) آجکل سر پر گھٹا رکھنے کا رواج بہت زیادہ ہو گیا ہے کہ سب طرف سے بال نہایت چھوٹے چھوٹے اور بیچ میں بڑے بال ہوتے ہیں۔ یہ بھی نصاریٰ کی تقلید میں ہے اور ناجائز ہے۔ پھر ان بالوں میں بعض دہنے یا بائیں

جانب مانگ نکالتے ہیں یہ بھی سنت کے خلاف ہے۔ سنت یہ ہے کہ بال ہوں تو بیچ میں مانگ نکالی جائے اور بعض مانگ نہیں نکالتے سیدھے رکھتے ہیں۔ یہ بھی سنت منسوخہ اور یہود و نصاریٰ کا طریقہ ہے جیسا کہ احادیث میں مذکور ہے۔ **مسئلہ** ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ نہ پورے بال رکھتے ہیں نہ مونڈاتے ہیں بلکہ قینچی یا مشین سے بال کترواتے ہیں یہ ناجائز نہیں مگر افضل و بہتر وہی ہے کہ مونڈائے یا بال رکھے۔ **مسئلہ** عورتوں کو سر کے بال کٹوانے (جیسا کہ اس زمانہ میں فرنگی عورتوں نے کٹوانے شروع کر دئے) ناجائز و گناہ ہے اور اسپر لعنت آئی شوہر نے ایسا کرنے کو کہا جب بھی یہی حکم ہے کہ عورت ایسا کرنے میں گنہگار ہوگی۔ کیونکہ شریعت کی نافرمانی کرنے میں کسی کا کہنا نہیں مانا جائیگا۔ (درمختار) سنا ہے کہ بعض مسلمان گھروں میں بھی عورتوں کے بال کٹوانے کی بلا آگئی ہے ایسی پر قینچ عورتیں دیکھنے میں لونڈا معلوم ہوتی ہیں اور حدیث میں فرمایا کہ جو عورت مردانہ ہیئت میں ہو اُسپر اللہ کی لعنت ہے۔ جب بال کٹوانا عورت کیلئے ناجائز ہے تو منڈانا بدرجۂ اولیٰ ناجائز کہ یہ بھی ہندوستان کے مشرکین کا طریقہ ہے کہ جب انکے یہاں کوئی مر جاتا ہے یا تیرتھ کو جاتی ہیں تو بال مونڈوا دیتی ہیں۔ **مسئلہ** ترشوانے یا مونڈانے میں جو بال نکلے اُنھیں دفن کر دے اسی طرح ناخن کا تراشہ بھی۔ پاخانہ یا غسلخانہ میں اُنھیں ڈال دینا مکروہ ہے کہ اس سے بیماری پیدا ہوتی ہے (عالمگیری) موئے زیر ناف کا ایسی جگہ ڈال دینا کہ دوسروں کی نظر پڑے ناجائز ہے۔ **مسئلہ** چار چیزوں کے متعلق حکم یہ ہے کہ دفن کر دی جائیں۔ بال۔ ناخن۔ حیض کا لتا۔ خون (عالمگیری)۔

ختنہ کا بیان

ختنہ سنت ہے اور یہ شعار اسلام میں ہے کہ مسلم و غیر مسلم میں اس سے امتیاز ہوتا ہے اسی لئے عرف عام میں اسکو مسلمانی بھی کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ختنہ کیا اسوقت انکی عمر شریف اسی برس کی تھی۔ (صحیحین) **مسئلہ** ختنہ کی مدت سات سال سے بارہ سال کی عمر تک ہے اور بعض علما نے یہ فرمایا کہ پیدائش سے ساتویں دن کے بعد ختنہ کرنا جائز ہے (عالمگیری) **مسئلہ** لڑکے کی ختنہ کرائی گئی مگر پوری کھال نہیں کٹی اگر نصف سے زائد کٹ گئی ہے تو ختنہ ہوگئی باقی کو کاٹنا ضروری نہیں اور اگر نصف یا نصف سے زائد باقی رہگئی تو نہیں ہوئی یعنی پھر سے ہونی چاہئے۔ (عالمگیری) **مسئلہ** بوڑھا آدمی مشرف با سلام ہوا جسمیں ختنہ کرانے کی طاقت نہیں تو ختنہ کرانے کی حاجت نہیں۔ بالغ شخص مشرف با سلام ہوا اگر وہ خود ہی اپنی مسلمانی کر سکتا ہو تو اپنے ہاتھ سے کر لے ورنہ نہیں ہاں اگر ممکن ہو کہ کوئی عورت جو ختنہ کرنا جانتی ہو اس سے نکاح کرے تو نکاح کرکے اس سے ختنہ کرالے (عالمگیری) **مسئلہ** ختنہ کرانا باپ کا کام ہے وہ نہ ہو تو اسکا وصی اسکے بعد دادا پھر اسکے وصی کا مرتبہ ہے۔ ماموں اور چچا یا انکے وصی کا یہ کام نہیں۔ ہاں اگر بچہ انکی تربیت و عیال میں ہو تو

ناف۔ ڈھونڈی۔ سونڈی۔ مو۔ بال۔ زیر۔ نیچے۔ شعار۔ خاص علامت نشانی۔

کرسکتے ہیں (عالمگیری) **مسئلہ** عورتوں کے کان چھدوانے میں حرج نہیں۔ اسلئے کہ زمانۂ رسالت میں کان چھدتے تھے اور اسپر انکار نہیں ہوا (عالمگیری) بلکہ کان چھدوانے کا سلسلہ ابتک جاری ہے صرف بعض لوگوں نے فرنگی عورتوں کی تقلید میں موقوف کردیا جنکا اعتبار نہیں **مسئلہ** انسان کو خصی کرنا حرام ہے اسی طرح ہجڑا کرنا بھی گھوڑے کو خصی کرنے میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ جائز ہے۔ دوسرے جانوروں کے خصی کرنے میں اگر فائدہ ہو مثلاً اسکا گوشت اچھا ہوگا یا خصی نہ کرنے میں شرارت کریگا لوگوں کو ایذا پہنچائیگا انہیں مصالح کی بناپر بکرے اور بیل وغیرہ کو خصی کیا جاتا ہے یہ جائز ہے اور اگر منفعت یا دفع ضرر دونوں باتیں نہوں تو خصی کرنا حرام ہے (ہدایہ عالمگیری)

زینت کا بیان

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ حضور کو میں نہایت عمدہ خوشبو لگاتی تھی یہانتک کہ اسکی چمک حضور کے سر مبارک اور داڑھی میں پاتی تھی (بخاری ومسلم) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے سر میں تیل ڈالتے اور داڑھی میں کنگھا کرتے (شرح سنہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسکے بال ہوں انکا اکرام کرے یعنی انکو دھوئے تیل لگائے کنگھا کرے (ابوداؤد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روز کنگھا کرنے سے منع فرمایا (یہ نہی تنزیہی ہے اور مقصد یہ ہے کہ مرد کو بناؤ سنگار میں مشغول نہ رہنا چاہیئے) (ترمذی ابوداؤد ونسائی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اثمد پتھر کا سرمہ لگاؤ کہ وہ نگاہ کو جلا دیتا ہے اور پلک کے بال اگاتا ہے۔ حضور کے یہاں سرمہ دانی تھی جس سے ہر شب (رات) میں سرمہ لگاتے تھے تین سلائیاں اس آنکھ میں اور تین اس میں (ترمذی) **مسئلہ** انسان کے بالوں کی چوٹی بنا کر عورت اپنے بالوں میں گوندھے یہ حرام ہے۔ حدیث میں اس پر لعنت آئی بلکہ اسپر بھی لعنت جس نے کسی دوسری عورت کے سر میں ایسی چوٹی گوندھی اور اگر وہ بال جسکی چوٹی بنائی گئی خود اسی عورت کے ہیں جسکے سر میں جوڑی گئی جب بھی ناجائز اور اگر اون یا سیاہ تاگے کی چوٹی بنا کر لگائے تو اسکی ممانعت نہیں سیاہ کپڑے کا موباف بنانا جائز ہے اور کلاوہ میں تو اصلا حرج نہیں کہ یہ بالکل ممتاز ہوتا ہے۔ اسی طرح گودنے والی اور گودوانے والی یا ریتی سے دانت ریت کر خوبصورت کرنیوالی یا دوسری عورت کے دانت ریتنے والی یا موچنے سے ابرو کے بالوں کو نوچکر خوبصورت بنانے والی اور جسنے دوسری کے بال نوچے ان سب پر حدیث میں لعنت آئی ہے (درمختار) **مسئلہ** لڑکیوں کے کان ناک چھیدنا جائز ہے اور بعض لوگ لڑکوں کے بھی کان چھدوتے ہیں اور دُریا پہناتے ہیں یہ ناجائز ہے یعنی کان چھدوانا بھی ناجائز اور اُسے زیور پہنانا بھی ناجائز (ردالمحتار)۔

مسئلہ عورتوں کو ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانا جائز ہے کہ یہ زینت کی چیز ہے۔ بلاضرورت چھوٹے بچوں کے ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانا نہ چاہیئے (عالمگیری) لڑکیوں کے ہاتھ پاؤں میں لگا سکتے ہیں جس طرح انکو زیور پہنا سکتے ہیں[عہ]۔ **مسئلہ** پتھر کا سرمہ استعمال کرنے میں حرج نہیں اور سیاہ سرمہ یا کاجل بقصد

عہ یہ حاشیہ صفحہ ۲۲۱ پر ہے۔

زینت مرد کو لگانا مکروہ ہے اور زینت مقصود نہو تو کراہت نہیں (عالمگیری) مسئلہ مکان میں ذی روح جاندار کی تصویر لگانا جائز نہیں اور غیر ذی روح کی تصویر سے مکان آراستہ کرنا جائز ہے جیسا کہ طغرا اور کتبوں سے سجانا مکان سجانے کا رواج ہے۔ (عالمگیری) مسئلہ سیاہ خضاب لگانا جائز نہیں۔ مہندی اور کتم کا خضاب عــہ لگانا چاہیئے۔

کسب کا بیان

بخاری کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ آدمی پروا بھی نہ کریگا کہ اس چیز کو کہاں سے حاصل کیا ہے حلال سے یا حرام سے یعنی حرام سے بچنے اور حلال تلاش کرنے کی کچھ پروا نہ ہوگی حالانکہ حلال ذریعہ سے مال حاصل کرنا فرض ہے اور حرام کھانا حرام ہے دوزخ میں جلنے کا سبب ہے حرام کھانے والے کی دعا قبول نہیں ہوتی اسلئے حلال کمائی کے بارے میں کچھ ضروری مسائل لکھے جاتے ہیں مسئلہ اتنا کمانا فرض ہے جو اپنے لئے اور اہل و عیال کیلئے اور جنکا نفقہ اسکے ذمہ واجب ہے انکے نفقہ کیلئے اور ادائے دین کیلئے کفایت کرسکے اسکے بعد اسے اختیار ہے کہ اتنے ہی پر بس کرے یا اپنے اور اہل و عیال کیلئے کچھ پس ماندہ رکھنے کی بھی سعی و کوشش کرے ماں باپ محتاج و تنگدست ہوں تو فرض ہے کہ کما کر انھیں بقدر کفایت دے (عالمگیری) مسئلہ قدر کفایت سے زائد اس لئے کماتا ہے کہ فقراء و مساکین کی خبر گیری کرسکے گا یا اپنے قریبی رشتہ داروں کی مدد کریگا یہ مستحب ہے اور یہ نفل عبادت سے افضل ہے۔ اور اگر اسلئے کماتا ہے کہ مال و دولت زیادہ ہونے سے میری عزت و وقار میں اضافہ ہوگا۔ فخر و تکبر مقصود نہو تو یہ مباح ہے اور اگر محض مال کی کثرت یا تفاخر مقصود ہے تو منع ہے (عالمگیری) مسئلہ جو لوگ مساجد اور خانقاہوں میں بیٹھ جاتے ہیں اور بسر اوقات کیلئے کچھ کام نہیں کرتے اور اپنے کو متوکل بتاتے ہیں حالانکہ انکی نگاہیں اسکی منتظر رہتی ہیں کہ کوئی ہمیں کچھ دے جائے وہ متوکل نہیں اس سے

عــہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مخنث حاضر لایا گیا جس نے اپنے ہاتھ پاؤں مہندی سے رنگے تھے ارشاد فرمایا اسکا کیا حال ہے (یعنی اس نے کیوں مہندی لگائی ہے) لوگوں نے عرض کی یہ عورتوں سے تشبہ کرتا ہے حضور نے حکم فرمایا اسکو شہر بدر کر دیا گیا مدینہ سے نکال کر نقیع کو بھیج دیا گیا (ابو داؤد) عــہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخر زمانہ میں کچھ لوگ ہونگے جو سیاہ خضاب کرینگے جیسے کبوتر کے پوٹے وہ لوگ جنت کی خوشبو نہیں پائینگے (ابو داؤد و نسائی) اور فرمایا سب سے اچھی چیز جس سے سفید بالوں کا رنگ بدلا جائے مہندی یا کتم ہے یعنی مہندی لگائی جائے یا کتم (ترمذی ابو داؤد و نسائی) مومن کا خضاب زردی ہے اور مسلم کا خضاب سرخی ہے اور کافر کا خضاب سیاہی ہے (طبرانی حاکم) ســہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حلال کمائی کی تلاش بھی فرائض کے بعد ایک فریضہ ہے۔ (بیہقی شعب الایمان) للعــہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو گوشت حرام سے اُگا ہے جنت میں داخل نہوگا (یعنی ابتدائً) اور جو گوشت حرام سے اُگا ہے اسکے لئے آگ زیادہ بہتر ہے (احمد۔ دارمی۔ بیہقی) ھــہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک شخص لمبا سفر کرتا ہے جسکے بال بکھرے ہیں اور بدن گرد سے اٹا ہے (یعنی اسکی حالت ایسی ہے کہ جو دعا کرے قبول ہو) وہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر یارب یارب کہتا ہے (یعنی دعا کرتا ہے) مگر حالت یہ ہے کہ اسکا کھانا حرام پینا حرام لباس حرام اور غذا حرام پھر اسکی دعا کیونکر قبول ہو یعنی اگر چاہتے ہو کہ یہ دعا قبول ہو تو حلال کمائی کھاؤ بغیر اسکے قبول دعا کے اسباب بیکار ہیں (مسلم)۔

اچھا یہ تھا کہ کچھ کام کرتے اس سے بسر اوقات کرتے (عالمگیری) اسی طرح آجکل بہت سے لوگوں نے پیری مریدی کو پیشہ بنا لیا ہے۔ سالانہ مریدوں میں دورہ کرتے ہیں اور مریدوں میں طرح طرح سے رقمیں کھسوٹتے ہیں جسکو نذرانہ وغیرہ ناموں سے موسوم کرتے ہیں اور ان میں بہت سے ایسے بھی ہیں جو جھوٹ اور فریب سے بھی کام لیتے ہیں یہ ناجائز ہے **مسئلہ** سب سے افضل کسب جہاد ہے یعنی جہاد میں جو مال غنیمت حاصل ہوا مگر یہ ضرور ہے کہ اُسنے مال کیلئے جہاد نہ کیا ہو بلکہ اعلائے کلمۃ اللہ مقصود اصلی ہو۔ جہاد کے بعد تجارت پھر زراعت پھر صنعت و حرفت کا مرتبہ ہے (عالمگیری) **مسئلہ** چرخہ کاتنا عورتوں کا کام ہے۔ مرد کو چرخہ کاتنا مکروہ ہے (ردالمحتار) **مسئلہ** جس شخص نے حرام طریقہ سے مال جمع کیا اور مر گیا۔ ورثہ کو اگر معلوم ہو کہ فلاں فلاں کے یہ اموال ہیں تو انکو واپس کردیں اور معلوم نہو تو صدقہ کردیں (عالمگیری) **مسئلہ** اگر مال میں شبہہ ہو تو ایسے مال کو اپنے قریبی رشتہ دار پر صدقہ کر سکتا ہے۔ یہانتک کہ اپنے باپ یا بیٹے کو دے سکتا ہے اس صورت میں یہی ضرور نہیں کہ اجنبی ہی کو دے۔

اَمر بالمعروف و نہی عن المنکر کا بیان

اچھی بات کا حکم دینا بری بات سے روکنا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تم میں ایک ایسا گروہ ہونا چاہئے جو بھلائی کیطرف بلائے اور اچھی بات کا حکم دے اور بُری بات سے منع کرے اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں (پارہ ۴ رکوع ۲ آیتہ ۳) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں جو شخص بُری بات دیکھے اسے اپنے ہاتھ سے بدل دے۔ اور اگر اسکی استطاعت نہو تو زبان سے بدلے اور اسکی بھی استطاعت نہو تو دل سے یعنی اسے دل سے بُرا جانے اور یہ کمزور ایمان والا ہے (مسلم) اور فرمایا قسم ہے اسکی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے یا تو اچھی بات کا حکم کروگے اور بُری بات سے منع کروگے یا اللہ تعالیٰ تم پر جلد اپنا عذاب بھیجے گا پھر دعا کروگے اور تمہاری دعا قبول نہوگی (ترمذی) اور فرمایا جس قوم میں گناہ ہوتے ہیں اور وہ لوگ بدلنے پر قادر ہوں پھر نہ بدلیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ سب پر عذاب بھیجے (ابو داؤد) اور فرمایا چند مخصوص لوگوں کے عمل کیوجہ سے اللہ تعالیٰ سب لوگونکو عذاب نہیں کریگا مگر جبکہ وہاں بُری بات کیجائے اور وہ لوگ منع کرنے پر قادر ہوں اور منع نہ کریں تو اب عام و خاص سب کو عذاب ہوگا (شرح سنہ) اور فرمایا بادشاہ ظالم کے پاس حق بات بولنا افضل جہاد ہے (ابن ماجہ) **اَمر بالمعروف** یہ ہے کہ کسی کو اچھی بات کا حکم دینا جیسے کسی کو نماز پڑھنے کو کہنا اور **نَہی عَنِ المُنکر** کا مطلب یہ ہے کہ بُری باتوں سے منع کرنا یہ دونوں کام فرض ہیں **مسئلہ** معصیت کا ارادہ کیا مگر اسکو کیا نہیں تو گناہ نہیں بلکہ اس پر بھی ایک قسم کا ثواب ہے جبکہ یہ سمجھکر باز رہا کہ یہ گناہ کا کام ہے نہیں کرنا چاہئے۔ احادیث سے ایسا ہی ثابت ہے اور اگر گناہ کے کام کا بالکل پکا ارادہ کرلیا جسکو عزم کہتے ہیں تو یہ بھی ایک گناہ ہے۔ اگرچہ جس گناہ کا عزم کیا تھا اُسے نہ کیا ہو (عالمگیری) **مسئلہ** کسی کو گناہ کرتے دیکھے تو نہایت متانت اور نرمی کیساتھ اُسے منع کرے اور اُسے اچھی طرح سمجھائے۔ پھر اگر اس طریقہ سے کام نہ چلا وہ شخص باز نہ آیا تو اب سختی سے پیش آئے اسکو سخت الفاظ کہے مگر گالی نہ دے نہ فحش لفظ زبان سے

نکالے اور اس سے بھی کام نہ چلے تو جو شخص ہاتھ سے کچھ کر سکتا ہے کرے مثلاً وہ شراب پیتا ہے تو شراب بہادے برتن توڑ پھوڑ ڈالے گاتا بجاتا ہے تو باجے توڑ ڈالے (عالمگیری) **مسئلہ** امر بالمعروف کی کئی صورتیں ہیں اگر غالب گمان یہ ہے کہ یہ ان سے کہے گا تو وہ اسکی بات مان لیں گے اور بُری بات سے باز آجائیں گے تو امر بالمعروف واجب ہے اسکو باز رہنا جائز نہیں۔ اور اگر گمان غالب ہے کہ وہ طرح طرح کی تہمت باندھیں گے اور گالیاں دینگے تو ترک کرنا افضل ہے۔ اور اگر یہ معلوم ہے کہ وہ اسے مارینگے اور صبر نہ کر سکے گا یا اسکی وجہ سے فتنہ و فساد پیدا ہوگا آپس میں لڑائی ٹھن جائیگی جب بھی چھوڑنا افضل ہے اور اگر معلوم ہے کہ وہ اگر اسے ماریں گے تو صبر کرلیگا تو ان لوگوں کو بُرے کام سے منع کرے اور یہ شخص مجاہد ہے اور اگر معلوم ہے کہ وہ مانیں گے نہیں مگر نہ ماریں گے اور نہ گالیاں دینگے تو اُسے اختیار ہے اور افضل یہ ہے کہ امر کرے (عالمگیری) **مسئلہ** اگر اندیشہ ہے کہ ان لوگوں کو امر بالمعروف کریگا تو قتل کر ڈالیں گے اور یہ جانتے ہوئے اُسنے کیا اور ان لوگوں نے مار ہی ڈالا تو یہ شہید ہوا (عالمگیری)۔

علم و تعلیم کا بیان

علم ایسی چیز نہیں جسکی فضیلت اور خوبیوں کے بیان کرنے کی حاجت ہو۔ ساری دنیا جانتی ہے کہ علم بہت بہتر چیز ہے۔ اسکا حاصل کرنا طغرائے امتیاز ہے۔ یہی وہ چیز ہے کہ اس سے انسانی زندگی کامیاب اور خوشگوار ہوتی ہے اور اسی سے دنیا و آخرت سُدھرتی ہے۔ مگر ہماری مراد اس علم سے وہ علم نہیں جو فلاسفہ سے حاصل ہوا ہو اور جسکو انسانی دماغ نے اختراع کیا ہو۔ یا جس علم سے دنیا کی تحصیل مقصود ہو۔ ایسے علم کی قرآن مجید نے برائی مذمت کی۔ بلکہ وہ علم مراد ہے جو قرآن و حدیث سے حاصل ہو کہ یہی علم وہ ہے جس سے دنیا و آخرت دونوں سنورتی ہے اور یہی علم ذریعہ نجات ہے اور اسکی قرآن و حدیث میں تعریفیں آئی ہیں اور اسکی تعلیم کیطرف توجہ دلائی گئی ہے۔ قرآن مجید میں بہت سے مواقع پر اسکی خوبیاں صراحۃً یا اشارۃً بیان فرمائی گئیں اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُوا الْأَلْبَابِ ۝ تم فرماؤ کیا جاننے والے اور انجان برابر ہیں نصیحت تو وہی مانتے ہیں جو عقل والے ہیں احادیث علم کے فضائل میں بہت آئی ہیں چند احادیث ذکر کیجاتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کیساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسکو دین کا فقیہ بناتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں اور اللہ دیتا ہے (بخاری و مسلم) اور فرمایا عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تمہارے ادنیٰ پر اسکے بعد پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور اُسکے فرشتے اور تمام آسمان و زمین والے یہانتک کہ چیونٹی اپنے سوراخ میں اور یہانتک کہ مچھلی اسکی بھلائی کے خواہاں ہیں جو لوگوں کو اچھی چیز کی تعلیم دیتا ہے (ترمذی) اور فرمایا ایک فقیہ ہزار عابد سے زیادہ شیطان پر سخت ہے (ترمذی ابن ماجہ) اور فرمایا علم کی طلب ہر مسلم پر فرض ہے اور علم کو نااہل کے پاس رکھنے والا ایسا ہے جیسے سوئر کے گلے میں جواہر اور موتی اور سونے کا ہار ڈالنے والا (ابن ماجہ) اور فرمایا جو شخص طلب علم کیلئے گھر سے نکلا تو جبتک واپس نہو اللہ کی راہ میں ہے (ترمذی دارمی) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ایک گھڑی رات

میں پڑھنا پڑھانا ساری رات عبادت سے افضل ہے۔ (دارمی) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا علماء کی سیاہی شہید کے خون سے تولی جائیگی اور اسپر غالب ہو جائیگی (خطیب) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا علماء کی مثال یہ ہے جیسے آسمان میں ستارے جن سے خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں راستہ کا پتا چلتا ہے اور اگر ستارے مٹ جائیں تو راستہ چلنے والے بھٹک جائیں گے (احمد) اور فرمایا جس نے علم طلب کیا اور حاصل کر لیا اسکے لئے دو چند اجر ہے اور حاصل نہوا تو ایک اجر (دارمی) **مسئلہ** عالم اگرچہ جوان ہو بوڑھے جاہل پر فضیلت رکھتا ہے لہذا چلنے اور بیٹھنے میں گفتگو کرنے میں بوڑھے جاہل کو عالم پر تقدم کرنا نہ چاہئے یعنی بات کرنے کا موقع ہو تو اس سے پہلے کلام یہ نہ شروع کرے نہ عالم سے آگے آگے چلے نہ ممتاز جگہ پر بیٹھے۔ عالم غیر قرشی قرشی غیر عالم پر فضیلت رکھتا ہے۔ عالم کا حق غیر عالم پر ویسا ہی ہے جیسا استاد کا حق شاگرد پر ہے۔ عالم اگر کہیں چلا بھی جائے تو اسکی جگہ پر غیر عالم کو بیٹھنا نہ چاہئے شوہر کا حق عورت پر اس سے بھی زیادہ ہے کہ عورت کو شوہر کی ہر ایسی چیز میں جو مباح ہو اطاعت کرنی پڑیگی (عالمگیری) **مسئلہ** طلب علم اگر اچھی نیت سے ہو تو ہر عمل خیر سے یہ بہتر ہے کیونکہ اسکا نفع سب سے زیادہ ہے۔ مگر یہ ضرور ہے کہ فرائض کی انجام دہی میں خلل و نقصان نہ ہو۔ اچھی نیت کا یہ مطلب ہے کہ رضائے الٰہی اور آخرت کیلئے علم سیکھے طلب دنیا و طلب جاہ نہو۔ اور طالب کا اگر مقصد یہ ہو کہ میں اپنے سے جہالت کو دور کروں اور مخلوق کو نفع پہنچاؤں یا پڑھنے سے مقصود علم کا احیا ہے مثلاً لوگوں نے پڑھنا چھوڑ دیا ہے میں بھی نہ پڑھوں تو علم مٹ جائیگا یہ نیتیں بھی اچھی ہیں۔ اور اگر تصحیح نیت پر قادر نہو جب بھی نہ پڑھنے سے پڑھنا اچھا ہے[ع] (عالمگیری) **مسئلہ** عالم و متعلم کو علم کی توقیر کرنی چاہئے۔ یہ نہ ہو کہ زمین پر کتابیں رکھے۔ پاخانہ پیشاب کے بعد کتابیں چھونا چاہے تو وضو کر لینا مستحب ہے وضو نہ کرے تو ہاتھ ہی دھولے تب کتابیں چھوئے اور یہ بھی چاہئے کہ عیش پسندی میں نہ پڑے کھانے پہننے رہنے سہنے میں معمولی حالت اختیار کرے۔ عورتوں کیطرف زیادہ توجہ نہ رکھے۔ مگر یہ بھی نہو کہ اتنی کمی کر دے کہ تقلیل غذا اور کم خوابی میں اپنی جسمانی حالت خراب کر دے اور اپنے کو کمزور کر دے کہ خود اپنے نفس کا بھی حق ہے اور بیوی بچوں کا بھی حق ہے سب کا حق پورا کرنا چاہئے۔ عالم و متعلم کو یہ بھی چاہئے کہ لوگوں سے میل جول کم رکھیں اور فضول باتوں میں نہ پڑیں اور پڑھنے پڑھانے کا سلسلہ برابر جاری رکھیں دینی مسائل میں مذاکرہ کرتے رہیں کتب بینی کرتے رہیں۔ کسی سے جھگڑا ہو جائے تو نرمی اور انصاف سے کام لیں جاہل اور اس میں اسوقت بھی فرق ہونا چاہئے (عالمگیری) **مسئلہ** استاد کا ادب کرے اُسکے حقوق کی محافظت کرے اور مال سے اُسکی خدمت کرے اور اُستاد سے کوئی غلطی ہو جائے تو اس میں پیروی نہ کرے۔ اُستاد کا حق ماں باپ اور دوسرے لوگوں سے زیادہ جانے اسکے ساتھ تواضع سے پیش آئے جب اُستاد کے مکان پر جائے تو دروازہ پر دستک نہ دے بلکہ اسکے برآمد

عہ اسلئے کہ شاید علم کی برکت سے خدا تصحیح نیت کی توفیق دے ۱۲۔

ہونے کا انتظار کرے (عالمگیری) مسئلہ نااہلوں کو علم نہ پڑھائے اور جو اسکے اہل ہوں انکی تعلیم سے انکار نہ کرے کہ نااہلوں کو پڑھانا علم کو ضائع کرنا ہے اور اہل کو نہ پڑھانا ظلم و جور ہے (عالمگیری) نااہل سے مراد وہ لوگ ہیں جنکی نسبت معلوم ہے کہ علم کے حقوق کو محفوظ نہ رکھ سکیں گے پڑھ کر چھوڑ دینگے جاہلوں کے سے افعال کریں گے یا لوگوں کو گمراہ کرینگے یا علمار کو بدنام کرینگے۔ مسئلہ گھڑی بھر علم دین کے مسائل میں مذاکرہ اور گفتگو کرنا ساری رات عبادت کرنے سے افضل ہے (درمختار ردالمحتار) مسئلہ کچھ قرآن مجید یاد کر چکا ہے اور اسے فرصت ہے تو افضل یہ ہے کہ علم فقہ سیکھے کہ قرآن مجید حفظ کرنا فرض کفایہ ہے اور فقہ کی ضروری باتوں کا جاننا فرض عین ہے۔

حلال و حرام جانوروں کا بیان

گوشت یا جو غذا کھائی جاتی ہے وہ جزو بدن ہو جاتی ہے اور اسکے اثرات ظاہر ہوتے ہیں اور چونکہ بعض جانوروں میں مذموم صفات پائے جاتے ہیں ان جانوروں کے کھانے میں اندیشہ ہے کہ انسان بھی ان بُری صفتوں کیساتھ متصف ہو جائے لہذا انسان کو انکے کھانے سے منع کیا گیا۔ حلال و حرام جانوروں کی تفصیل دشوار ہے یہاں چند کلیات بیان کئے جاتے ہیں جنکے ذریعہ سے جزئیات جانے جا سکتے ہیں۔ مسئلہ کیلے^{عـہ} والا جانور جو کیلے سے شکار کرتا ہو حرام ہے جیسے شیر۔ گیدڑ۔ لومڑی۔ بجو۔ کتا وغیرہ کہ ان سب میں کیلے ہوتے ہیں اور شکار بھی کرتے ہیں۔ اونٹ کے کیلا ہوتا ہے مگر وہ شکار نہیں کرتا لہذا وہ اس حکم میں داخل نہیں (درمختار) مسئلہ پنجہ والا پرند جو پنجہ سے شکار کرتا ہے حرام ہے جیسے شکرا۔ باز۔ بہری۔ چیل۔ حشرات الارض حرام ہیں۔ جیسے چوہا۔ چھپکلی۔ گرگٹ۔ گھونس۔ سانپ۔ بچھو۔ بر۔ مچھر۔ پسو۔ کھٹمل۔ مکھی۔ کلی۔ مینڈک وغیرہا (درمختار ردالمحتار) مسئلہ گھریلو گدھا اور خچر حرام ہے اور جنگلی گدھا جسے گورخر کہتے ہیں حلال ہے گھوڑے کے متعلق روایتیں مختلف ہیں یہ آلۂ جہاد ہے اسکے کھانے میں تقلیل آلۂ جہاد ہوتی ہے لہذا نہ کھایا جائے (درمختار وغیرہ) مسئلہ گائے۔ بھینس۔ بھیڑ۔ بکری۔ ہرن۔ نیل گائے۔ سانبھر۔ چیتل۔ بارہ سنگھا۔ پاڑھا۔ خرگوش حلال ہیں۔ مسئلہ تیتر۔ بٹیر۔ مرغ۔ کبوتر۔ ہریل۔ مینا۔ فاختہ۔ چرخی۔ بن مرغی۔ کالک۔ ہر قسم کی بط۔ بگلا۔ سارس۔ کلنگ۔ جانگھل۔ قواری۔ چہا۔ کیمر۔ گھونگھل۔ دابل حلال ہیں (والد مرحوم) مسئلہ کچھوا خشکی کا ہو یا پانی کا حرام ہے۔ غراب البقع یعنی کوا جو مردار کھاتا ہے حرام ہے اور مہوکا کہ یہ بھی کوے سے ملتا جلتا ایک جانور ہوتا ہے حلال ہے (درمختار ردالمحتار) مسئلہ پانی کے جانوروں میں صرف مچھلی حلال ہے۔ جو مچھلی پانی میں مر کر تیر گئی یعنی جو بے مارے اپنے آپ مر کر پانی کی سطح پر اُلٹ گئی وہ حرام ہے مچھلی کو مارا اور وہ مر کر الٹی تیرنے لگی یہ حرام نہیں (درمختار) ٹڈی بھی حلال ہے۔ مچھلی اور ٹڈی یہ دونوں بغیر ذبح حلال ہیں جیسا کہ حدیث میں فرمایا کہ دو مردے حلال ہیں مچھلی اور ٹڈی۔ مسئلہ پانی کی گرمی یا سردی سے مچھلی مر گئی یا مچھلی کو ڈورے میں باندھ کر پانی میں ڈالدیا اور مر گئی یا جال میں پھنس کر مر گئی یا پانی میں کوئی ایسی چیز ڈالدی

عـہ کیلا۔ کچلی کیلی۔ بڑے نوکدار دانت جو ایک ایک دائیں بائیں شیر کتے بلی وغیرہ کے ہوتے ہیں۔

جس سے مچھلیاں مرگئیں اور یہ معلوم ہے کہ اس چیز کے ڈالنے سے مریں یا گھڑے یا گڑھے میں مچھلی پکڑ کر ڈالدی اور اس میں پانی تھوڑا تھا اس وجہ سے یا جگہ کی تنگی کیوجہ سے مرگئی ان سب صورتوں میں وہ مری ہوئی مچھلی حلال ہے (در مختار رد المحتار) **مسئلہ** جھینگے کے متعلق اختلاف ہے کہ یہ مچھلی ہے یا نہیں اسی بناپر اسکی حِلّت و حُرمت میں بھی اختلاف ہے بظاہر اسکی صورت مچھلی کی سی نہیں معلوم ہوتی بلکہ ایک قسم کا کیڑا معلوم ہوتا ہے لہذا اس سے بچنا ہی چاہئے۔
مسئلہ چھوٹی مچھلیاں بغیر شکم چاک کئے بھون لی گئیں ان کا کھانا حلال ہے (رد المحتار) **مسئلہ** بعض گائیں بکریاں غلیظ کھانے لگتی ہیں انکو جَلّالہ کہتے ہیں اسکے بدن اور گوشت وغیرہ میں بدبو پیدا ہوجاتی ہے اسکو کئی دن تک باندھ رکھیں کہ نجاست نہ کھانے پائے جب بدبو جاتی رہے ذبح کرکے کھائیں اسی طرح جو مرغی غلیظ کھانے کی عادی ہو اسے چند روز بند رکھیں جب اثر جاتا رہے ذبح کرکے کھائیں۔ جو مرغیاں چھوٹی پھرتی ہیں انکو بند کرنا ضروری نہیں جبکہ غلیظ کھانے کی عادی نہ ہوں اور ان میں بدبو نہ ہو ہاں بہتر یہ ہے کہ انکو بھی بند رکھ کر ذبح کریں (عالمگیری) **مسئلہ** بکرا جو خصی نہیں ہوتا وہ اکثر پیشاب پینے کا عادی ہوتا ہے اور اس میں ایسی سخت بدبو پیدا ہوجاتی ہے کہ جس راستہ سے گزرتا ہے وہ راستہ کچھ دیر کیلئے بدبودار ہوجاتا ہے اسکا بھی حکم وہی ہے جو جلّالہ کا ہے کہ اگر اسکے گوشت سے بدبو جاتی رہی تو کھاسکتے ہیں ورنہ مکروہ و ممنوع۔ **مسئلہ** جانور کو ذبح کیا وہ اٹھ کر بھاگا اور پانی میں گر کر مرگیا یا اونچی جگہ سے گر کر مرگیا اسکے کھانے میں حرج نہیں کہ اسکی موت ذبح ہی سے ہوئی پانی میں گرنے یا لڑھکنے کا اعتبار نہیں (عالمگیری) **مسئلہ** زندہ جانور سے اگر کوئی ٹکڑا کاٹ کر جدا کرلیا گیا مثلاً دُنبہ کی چکی کاٹ لی یا اونٹ کا کوہان کاٹ لیا یا کسی جانور کا پیٹ پھاڑ کر اسکی کلیجی نکال لی یہ ٹکڑا حرام ہے جدا کرنے کا یہ مطلب ہے کہ وہ گوشت سے جدا ہوگیا اگرچہ ابھی چمڑا لگا ہوا ہو اور اگر گوشت سے اسکا تعلق باقی ہے تو مردار نہیں یعنی اسکے بعد اگر جانور کو ذبح کرلیا تو یہ ٹکڑا بھی کھایا جاسکتا ہے (دُر و رَدّ) **مسئلہ** شکار پر تیر چلایا اسکا کوئی ٹکڑا کٹ کر جدا ہوگیا اگر وہ ایسا عضو ہے کہ بغیر اسکے جانور زندہ رہ سکتا ہے تو اسکا کھانا حرام ہے اور اگر بغیر اسکے زندہ نہیں رہ سکتا مثلاً سر جدا ہوگیا تو سر بھی کھایا جائیگا اور وہ جانور بھی (عالمگیری) **مسئلہ** زندہ مچھلی میں سے ایک ٹکڑا کاٹ لیا یہ حلال ہے اور اس کاٹنے سے اگر مچھلی پانی میں مرگئی تو وہ بھی حلال ہے (ہدایہ) **مسئلہ** جن جانوروں کا گوشت نہیں کھایا جاتا ذبح شرعی سے انکا گوشت اور چربی اور چمڑا پاک ہوجاتا ہے مگر خنزیر کہ اسکا ہر جز نجس ہے اور آدمی اگرچہ طاہر ہے اسکا استعمال ناجائز ہے (در مختار) ان جانوروں کی چربی وغیرہ کو اگر کھانے کے سوا خارجی طور پر استعمال کرنا چاہیں تو ذبح کرلیں کہ اس صورت میں اسکے استعمال سے بدن یا کپڑا نجس نہیں ہوگا اور نجاست کے استعمال کی قباحت سے بچنا ہوگا۔ (بہار وغیرہ)۔

لَہو و لَعِب و مُسَابَقَت کا بیان

مسئلہ عید کے دن اور شادیوں میں دف بجانا جائز ہے جبکہ سادے دف ہوں اس میں جھانج نہو اور قواعد موسیقی پر

نہ بجائے جائیں یعنی محض ڈھپ ڈھپ کی بے سُری آواز سے نکاح کا اعلان مقصود ہو[ع] (ردالمحتار عالمگیری)
مسئلہ لوگوں کو بیدار کرنے اور خبردار کرنے کے ارادہ سے بگل بجانا جائز ہے جیسے حمام میں بگل اس لئے
بجاتے ہیں کہ لوگوں کو اطلاع ہو جائے کہ حمام کھل گیا۔ رمضان شریف میں سحری کھانے کے وقت بعض شہروں
میں نقارے بجتے ہیں جن سے یہ مقصود ہوتا ہے کہ لوگ سحری کھانے کیلئے بیدار ہو جائیں اور انھیں معلوم ہو جائے
کہ ابھی سحری کا وقت باقی ہے۔ یہ جائز ہے کہ یہ صورت لہو ولعب میں داخل نہیں (دُرِّ مختار) اسی طرح کارخانوں
میں کام شروع ہونے کے وقت اور ختم کے وقت سیٹی بجا کرتی ہے یہ جائز ہے کہ لہو مقصود نہیں بلکہ اطلاع
دینے کیلئے یہ سیٹی بجائی جاتی ہے۔ اسی طرح ریل گاڑی کی سیٹی سے بھی مقصود یہی ہوتا ہے کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے
کہ گاڑی چھوٹ رہی ہے یا اس قسم کے دوسرے صحیح مقصد کیلئے سیٹی دیجاتی ہے یہ بھی جائز ہے مسئلہ گنجفہ چوسر
کھیلنا ناجائز ہے شطرنج کا بھی یہی حکم ہے اسی طرح لہو ولعب کی جتنی قسمیں ہیں سب باطل ہیں صرف تین قسم
کے لہو کی حدیث میں اجازت ہے[ع] بیوی سے ملاعبت اور گھوڑے کی سواری اور تیر اندازی کرنا (درمختار وغیرہ)۔
مسئلہ ناچنا تالی بجانا ستار ایک تارہ دوتارہ ہارمونیم چنگ طنبورہ بجانا اسی طرح دوسری قسم کے باجے سب
ناجائز ہیں (ردالمحتار) مسئلہ متصوفۂ زمانہ کہ مزامیر کیساتھ قوالی سنتے ہیں اور کبھی اُچھلتے کودتے اور ناچنے
لگتے ہیں اس قسم کا گانا بجانا ناجائز ہیں ایسی محفل میں جانا اور وہاں بیٹھنا ناجائز ہے۔ مشائخ سے اس قسم کے گانے
کا کوئی ثبوت نہیں۔ جو چیز مشائخ سے ثابت ہے وہ فقط یہ ہے کہ اگر کبھی کسی نے ان کے سامنے کوئی ایسا شعر پڑھ
دیا جو انکے حال وکیفیت کے موافق ہے تو ان پر کیفیت ورقت طاری ہو گئی اور بیخود ہو کر کھڑے ہو گئے اور اس
حال وارفتگی میں انسے حرکات غیر اختیاریہ صادر ہوئے۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ مشائخ وبزرگان دین کے
احوال اور ان متصوفہ کے حال وقال میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ یہاں مزامیر کیساتھ محفلیں منعقد کیجاتی ہیں
جنمیں فساق وفجار کا اجتماع ہوتا ہے نااہلوں کا مجمع ہوتا ہے۔ گانیوالوں میں اکثر بے شرع ہوتے ہیں۔ تالیاں
بجاتے اور مزامیر کیساتھ گاتے ہیں اور خوب اُچھلتے کودتے ناچتے تھرکتے ہیں اور اسکا نام حال رکھتے ہیں۔ ان
حرکات کو صوفیۂ کرام کے احوال سے کیا نسبت۔ یہاں سب چیزیں اختیاری ہیں وہاں بے اختیاری تھیں[ع] عالمگیری
مسئلہ کبوتر پالنا اگر اڑانے کیلئے نہو تو جائز ہے۔ اور اگر کبوتروں کو اڑاتا ہے تو ناجائز کہ یہ بھی ایک قسم کا لہو ہے

ع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جتنی چیزوں سے آدمی لہو کرتا ہے سب باطل ہیں مگر کمان سے تیر چلانا اور گھوڑے کو ادب دینا اور زوجہ کیساتھ ملاعبت۔ کہ یہ تینوں حق ہیں۔ (ترمذی ابو داؤد ابن ماجہ)۔ ع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو آوازیں دُنیا وآخرت میں ملعون ہیں نغمہ کیوقت باجے کی آواز اور مصیبت کیوقت رونے کی آواز (بزاز) اور فرمایا کہ گانے سے دل میں نفاق اُگتا ہے جس طرح پانی سے کھیتی اُگتی ہے (بیہقی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گانے سے اور گانا سننے سے اور غیبت سے اور غیبت سننے سے اور چغلی کرنے اور چغلی سننے سے منع فرمایا (طبرانی) اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے شراب اور جوا اور کوبہ (ڈھول) حرام کیا اور فرمایا ہر نشہ والی چیز حرام ہے (بیہقی)

اور اگر کبوتر اُڑانے کیلئے چھت پر چڑھتا ہے جس سے لوگوں کی بے پردگی ہوتی ہے یا اُڑانے میں کنکریاں پھینکتا ہے جس سے لوگوں کے برتن ٹوٹنے کا اندیشہ ہے تو اسکو سختی سے منع کیا جائیگا اور سزا دیجائیگی اور اس پر بھی نہ مانے تو حکومت کی جانب سے اسکے کبوتر ذبح کرکے اسکو دیدیئے جائیں تاکہ اڑانے کا سلسلہ ہی منقطع ہو جائے (درمختار) **مسئلہ** جانوروں کو لڑانا مثلاً مرغ۔ بٹیر۔ تیتر۔ مینڈھے۔ بھینسے وغیرہ کہ ان جانوروں کو بعض لوگ لڑاتے ہیں یہ حرام ہے اور اس میں شرکت کرنا یا اسکا تماشا دیکھنا بھی ناجائز ہے **مسئلہ** کشتی لڑنا اگر لہو و لعب کے طور پر نہو بلکہ اسلئے ہو کہ جسم میں قوت آئے اور کفار سے لڑنے میں کام دے تو یہ جائز و مستحسن و کار ثواب ہے بشرطیکہ ستر پوشی کے ساتھ ہو۔ آجکل برہنہ ہوکر صرف ایک لنگوٹ یا جانگیا پہن کر لڑتے ہیں کہ ساری رانیں کھلی ہوتی ہیں۔ یہ ناجائز ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے رُکانہ سے کشتی لڑی اور تین مرتبہ پچھاڑا کیونکہ رکانہ نے یہ کہا تھا کہ اگر آپ مجھے پچھاڑدیں تو ایمان لاؤنگا پھر یہ مسلمان ہوگئے (درمختار و ردالمحتار) **مسئلہ** لڑکیاں جو گڑیاں کھیلتی ہیں یہ جائز ہے[عہ] **مسئلہ** مُسَابَقَتْ جائز ہے۔ مسابقت کا مطلب یہ ہے کہ چند شخص آپس میں یہ طے کریں کہ کون آگے بڑھ جاتا ہے جو سبقت لیجائے اسکو یہ دیا جائیگا۔ یہ مسابقت صرف تیراندازی میں ہو سکتی ہے یا گھوڑے گدھے خچر میں جس طرح گھوڑدوڑ میں ہوا کرتا ہے کہ چند گھوڑے ایک ساتھ بھگائے جاتے ہیں جو آگے نکل جاتا ہے اسکو ایک رقم یا کوئی چیز دی جاتی ہے۔ اونٹ اور آدمیوں کی دوڑ بھی جائز ہے کیونکہ اونٹ بھی اسباب جہاد میں ہے یعنی یہ جہاد کیلئے کارآمد چیز ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ان دوڑوں سے مقصود جہاد کی تیاری ہے لہو و لعب مقصود نہیں۔ اگر محض کھیل کیلئے ایسا کرتا ہے تو مکروہ ہے اسی طرح اگر فخر اور اپنی بڑائی مقصود ہو یا اپنی شجاعت و بہادری کا اظہار مقصود ہو تو یہ بھی مکروہ ہے (درمختار) **مسئلہ** سبقت لیجانے والے کیلئے کوئی چیز مشروط نہ ہو تو ان مذکورات کیساتھ اسکا جواز خاص نہیں بلکہ ہر چیز میں مسابقت ہو سکتی ہے[للعہ] (درمختار) **مسئلہ** سابق کیلئے جو کچھ ملنا طے پایا ہے وہ اسکے لئے حلال و طیب ہے

عہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں گڑیاں کھیلا کرتی تھی اور کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے وقت تشریف لاتے کہ لڑکیاں میرے پاس ہوتیں جب حضور تشریف لاتے تو لڑکیاں چلی جاتیں اور جب حضور چلے جاتے لڑکیاں آجاتیں (ابو داؤد) سہ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ کچھ لوگ پیدل تیراندازی کر رہے تھے یعنی مسابقت کے طور پر۔ انکے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا اے بنی اسماعیل (یعنی اے اہل عرب کیونکہ عرب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں) تیراندازی کرو کیونکہ تمہارے باپ اسمٰعیل علیہ السلام تیرانداز تھے (بخاری) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مضمر گھوڑوں میں حفیاء سے دوڑ کرائی اور اسکی انتہائی مسافت ثنیۃ الوداع تھی اور دونوں کے مابین چھ میل مسافت تھی اور جو گھوڑے مُضمر نہ تھے انکی دوڑ ثنیہ سے مسجد بنی زریق تک ہوئی ان دونوں میں ایک میل کا فاصلہ تھا (بخاری مسلم)۔ للعہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ سفر میں تھیں کہتی ہیں کہ میں نے حضور سے پیدل مسابقت کی اور میں آگے ہوگئی پھر جب میرے جسم میں گوشت زیادہ ہوگیا یعنی پہلے سے کچھ موٹی ہوگئی میں نے حضور کیساتھ دوڑ کی اس مرتبہ حضور آگے ہوگئے اور فرمایا کہ یہ اس کا بدلہ ہوگیا۔ (ابو داؤد)

مگر وہ اسکا مستحق نہیں یعنی اگر دوسرا اسکو نہ دے تو قاضی کے یہاں دعویٰ کر کے جبراً وصول نہیں کر سکتا (عالمگیری)
مسئلہ مسابقت جائز ہونے کیلئے شرط یہ ہے کہ صرف ایک جانب سے مال شرط ہو یعنی دونوں میں سے ایک نے یہ کہا کہ اگر تم آگے نکل گئے تو تم کو مثلاً سو روپے دونگا اور میں آگے نکل گیا تو تم سے کچھ نہیں لونگا دوسری صورت جواز کی یہ ہے کہ شخص ثالث نے ان دونوں سے یہ کہا کہ تم میں جو آگے نکل جائیگا اسکو اتنا دونگا جیسا کہ اکثر حکومت کی جانب سے دوڑ ہوتی ہے اور اس میں آگے نکل جانیوالے کیلئے انعام مقرر ہوتا ہے ان لوگوں میں باہم کچھ لینا دینا طے نہیں ہوتا ہے (درمختار وغیرہ) مسئلہ اگر دونوں کی جانب سے مال کی شرط ہو مثلاً تم آگے ہو گئے تو میں اتنا دونگا اور میں آگے ہو گیا تو میں اتنا لونگا یہ صورت جوا ہے اور حرام ہے ہاں اگر دونوں نے اپنے ساتھ ایک تیسرے شخص کو شامل کر لیا جسکو محلل کہتے ہیں اور ٹھہرا یہ کہ اگر یہ آگے نکل گیا تو رقم مذکور یہ لیگا اور پیچھے رہ گیا تو یہ دیگا کچھ نہیں اس صورت میں دونوں جانب سے مال کی شرط جائز ہے (عالمگیری درمختار) مسئلہ مسابقت میں شرط یہ ہے کہ مسافت اتنی ہو جسکو گھوڑے طے کر سکتے ہوں اور جتنے گھوڑے لئے جائیں وہ سب ایسے ہوں جن میں یہ احتمال ہو کہ آگے نکل جائیں گے اسی طرح تیراندازی اور آدمیوں کی دوڑ میں بھی یہی شرطیں ہیں (ردالمحتار) مسئلہ طلبہ نے کسی مسئلہ کے متعلق شرط لگائی کہ جس کی بات صحیح ہوگی اسکو یہ دیا جائیگا اس میں بھی وہ ساری تفصیل ہے جو مسابقت میں مذکور ہوئی یعنی اگر ایک طرف سے شرط ہو تو جائز ہے۔ دونوں طرف سے ہو تو ناجائز۔ مثلاً ایک طالب علم نے دوسرے سے کہا چلو اُستاد سے چلکر پوچھیں اگر تمھاری بات صحیح ہو تو میں تم کو یہ دونگا اور میری صحیح ہوئی تو تم سے کچھ نہیں لونگا کہ ایک جانب سے شرط ہوئی یا ایک نے دوسرے سے کہا آؤ میں اور تم مسائل میں گفتگو کریں اگر تمھاری بات صحیح ہوئی تو یہ دونگا اور میری صحیح ہوئی تو کچھ نہ لونگا یہ جائز ہے (عالمگیری) مسئلہ طلبہ میں یہ ٹھہرا کہ جو پہلے آئیگا اسکا سبق پہلے ہوگا اس صورت میں جو درسگاہ میں پہلے آیا اسکا حق مقدم ہے اور اگر ہر ایک پہلے آنیکا مدعی ہے تو جو گواہوں سے پہلے آنا ثابت کر دے وہ مقدم ہے اور اگر گواہ نہ ہوں تو قرعہ ڈالا جائے جسکا نام پہلے نکلے وہ مقدم ہے (خانیہ)

علاج اور فال کا بیان

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیماری اور دوا دونوں کو اللہ تعالیٰ نے اُتارا اُسنے ہر بیماری کیلئے دوا مقرر کی پس تم دوا کرو مگر حرام سے دوا مت کرو (ابوداؤد) اور فرمایا مریضوں کو کھانے پر مجبور نہ کرو کہ انکو اللہ تعالیٰ کھلاتا پلاتا ہے (ترمذی و ابن ماجہ) اور فرمایا جب مریض کھانے کی خواہش کرے تو اُسے کھلا دو۔ یہ حکم اسوقت ہے کہ کھانے کی سچی خواہش ہو (ابن ماجہ) حضرت ام منذر کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیساتھ میرے یہاں تشریف لائے۔ حضرت علی کو نقاہت تھی یعنی بیماری سے ابھی اچھے ہوئے تھے مکان میں کھجور کے خوشے لٹک رہے تھے۔ حضور نے ان میں سے

کھجوریں کھائیں۔ حضرت علی نے بھی کھانا چاہا۔ حضور نے انکو منع کیا اور فرمایا کہ تم نقیہ ہو۔ پھر ام منذر کہتی ہیں کہ میں جَو اور چقندر پکا کر لائی۔ حضور نے حضرت علی سے فرمایا اس میں سے لو کہ تمہارے لئے نافع ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مریض کو پرہیز کرنا چاہئیے جو چیزیں اسکے لئے مضر ہیں اس سے بچنا چاہئیے (ابوداؤد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جھاڑ پھونک نہیں مگر نظر بد اور زہریلے جانور کے کاٹنے سے یعنی ان دونوں میں زیادہ مفید ہے (احمد و ابوداؤد و ترمذی) صحیح بخاری و مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر بد سے جھاڑ پھونک کرانے کا حکم فرمایا ہے۔ حضرت عوف بن مالک اشجعی کہتے ہیں ہم جاہلیت میں جھاڑا کرتے تھے حضور کی خدمت میں عرض کی یارسول اللہ حضور کا اسکے متعلق کیا ارشاد ہے۔ فرمایا کہ میرے سامنے پیش کرو جھاڑ پھونک میں حرج نہیں جبتک اس میں شرک نہو۔ (مسلم) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عَدوٰی نہیں یعنی مرض لگنا اور متعدی ہونا نہیں ہے اور نہ بدفالی ہے اور نہ ہامہ ہے[۱] نہ صفر[۲] اور مجذوم سے بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو۔ دوسری روایت میں ہے کہ ایک اعرابی نے عرض کی یارسول اللہ اسکی کیا وجہ ہے کہ ریگستان میں اونٹ ہرن کیطرح (صاف ستھرا) ہوتا ہے اور خارشتی اونٹ جب اسکے ساتھ مل جاتا ہے تو اسے بھی خارشتی کر دیتا ہے۔ حضور نے فرمایا پہلے کو کس نے مرض لگا دیا یعنی جسطرح پہلا اونٹ خارشتی ہوگیا دوسرا بھی ہوگیا مرض کا متعدی ہونا غلط ہے اور مجذوم سے بھاگنے کا حکم سد ذرائع کے قبیل سے ہے کہ اگر اس سے میل جول میں دوسرے کو جذام پیدا ہو جائے تو یہ خیال ہوگا کہ میل جول سے پیدا ہوا اس خیال فاسد سے بچنے کیلئے یہ حکم ہوا کہ اس سے علیحدہ رہو (بخاری) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ بدفالی کوئی چیز نہیں اور فال اچھی چیز ہے لوگوں نے عرض کی فال کیا چیز ہے۔ فرمایا اچھا کلمہ جو کسی سے سنے یعنی کہیں جاتے وقت یا کسی کام کا ارادہ کرتے وقت کسی کی زبان سے اگر اچھا کلمہ نکل گیا یہ فال حسن ہے (بخاری و مسلم) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طیرہ (بدفالی) شرک ہے اسکو تین مرتبہ فرمایا (یعنی مشرکین کا طریقہ ہے) جو کوئی ہم میں سے ہو یعنی مسلمان ہو وہ اللہ پر توکل کرکے چلا جائے (ابوداؤد و ترمذی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بدشگون کا ذکر ہوا حضور نے فرمایا فال اچھی چیز ہے اور برا شگون کسی مسلم کو واپس نہ کرے یعنی کہیں جارہا تھا اور برا شگون ہوا تو واپس نہ آئے چلا جائے۔ جب کوئی شخص ایسی چیز دیکھے جو ناپسند ہے یعنی برا شگون پائے تو یہ کہے اَللّٰھُمَّ لَا یَاْتِیْ بِالْحَسَنَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا یَدْفَعُ السَّیِّئَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ (ابوداؤد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طاعون عذاب کی نشانی ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے کچھ لوگوں

---

[۱] ہامہ سے مراد الو ہے زمانہ جاہلیت میں اہل عرب اسکے متعلق مختلف قسم کے خیالات رکھتے تھے اور اب بھی لوگ اسکو منحوس سمجھتے ہیں جو کچھ بھی ہو حدیث نے اسکے متعلق یہ ہدایت کی کہ اسکا اعتبار نہ کیا جائے۔ ۱۲ (صدر الشریعۃ)

[۲] ماہ صفر کو لوگ منحوس جانتے ہیں۔ حدیث میں فرمایا کہ یہ کوئی چیز نہیں۔ ۱۲ منہ

کو اس میں مبتلا کیا۔ جب سنو کہ کہیں ہے تو وہاں نہ جاؤ اور جب وہاں ہو جائے جہاں تم ہو تو بھاگو مت (مسلم) اور فرمایا طاعون عذاب تھا اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ہے اسکو بھیجتا ہے اسکو اللہ نے مومنین کیلئے رحمت کر دیا۔ جہاں طاعون واقع ہو اور اس شہر میں جو شخص صبر کر کے اور طلب ثواب کیلئے ٹھہرا رہے اور یہ یقین رکھے کہ وہی ہوگا جو اللہ نے لکھ دیا ہے اسکے لئے شہید کا ثواب ہے (احمد بخاری) **مسئلہ** دوا علاج کرنا جائز ہے جبکہ یہ اعتقاد ہو کہ شافی اللہ ہے اُسنے دوا کو ازالہ مرض کیلئے سبب بنا دیا ہے اور اگر دوا ہی کو شفا دینے والا سمجھتا ہو تو ناجائز ہے (عالمگیری) **مسئلہ** انسان کے کسی جز کو دوا کے طور پر استعمال کرنا حرام ہے۔ خنزیر کے بال یا ہڈی یا کسی جز کو دواءً استعمال کرنا حرام ہے۔ دوسرے جانوروں کی ہڈیاں دوا میں استعمال کیجا سکتی ہیں بشرطیکہ ذبیحہ کی ہڈیاں ہوں یا خشک ہوں کہ اس میں رطوبت باقی نہ ہو۔ ہڈیاں اگر ایسی دوا میں ڈالی گئی ہوں جو کھائی جائیگی تو یہ ضروری ہے کہ ایسے جانور کی ہڈی ہو جسکا کھانا حلال ہے اور ذبح بھی کر دیا ہو۔ مُردار کی ہڈی کھانے میں استعمال نہیں کیجا سکتی۔ (عالمگیری) **مسئلہ** حرام چیزوں کو دوا کے طور پر بھی استعمال کرنا ناجائز ہے کہ حدیث میں ارشاد فرمایا جو چیزیں حرام ہیں ان میں اللہ تعالیٰ نے شفا نہیں رکھی ہے بعض کتب میں یہ مذکور ہے کہ اگر اس چیز کے متعلق یہ علم ہو کہ اس میں شفا ہے تو اس صورت میں وہ چیز حرام نہیں۔ اس کا حاصل بھی وہی ہے کیونکہ کسی چیز کی نسبت ہرگز یہ یقین نہیں کیا جا سکتا کہ اس سے مرض زائل ہی ہو جائیگا زیادہ سے زیادہ ظن اور گمان ہو سکتا ہے نہ کہ علم و یقین۔ خود علم طب کے قواعد و اصول ہی ظنی ہیں لہٰذا یقین حاصل ہونے کی کوئی صورت نہیں۔ یہاں ویسا یقین بھی نہیں ہو سکتا جیسا بھوکے کو حرام لقمہ کھانے سے یا پیاسے کو شراب پینے سے جان بچ جانے میں ہوتا ہے (درمختار و ردالمحتار) انگریزی دوائیں بکثرت ایسی ہیں جن میں اسپرٹ اور شراب کی آمیزش ہوتی ہے ایسی دوائیں ہرگز استعمال نہ کیجائیں۔ (بہار شریعت) **مسئلہ** دست آتے ہیں یا آنکھیں دُکھتی ہیں یا کوئی دوسری بیماری ہے اس میں علاج نہیں کیا اور مرگیا تو گنہگار نہیں ہے (عالمگیری) یعنی علاج کرانا ضروری نہیں کہ اگر دوا نہ کرے اور مر جائے تو گنہگار ہو اور بھوک پیاس میں کھانے پینے کی چیز دستیاب ہو اور نہ کھائے پئے یہانتک کہ مر جائے تو گنہگار ہے کیونکہ یہاں یقیناً معلوم ہے کہ کھانے پینے سے وہ بات جاتی رہے گی۔ **مسئلہ** شراب سے خارجی علاج بھی ناجائز ہے مثلاً زخم میں شراب لگائی یا کسی جانور کو زخم ہے اُسپر شراب لگائی یا بچّہ کے علاج میں شراب استعمال کی تو ان سب صورتوں میں وہ گنہگار ہوگا جس نے اسکو استعمال کرایا۔ (عالمگیری) **مسئلہ** علاج کیلئے حقنہ کرنے میں عمل دینے میں حرج نہیں جبکہ حقنہ ایسی چیز کا نہو جو حرام ہے مثلاً شراب (ہدایہ) **مسئلہ** اسقاط حمل کیلئے دوا استعمال کرنا یا دائی سے حمل ساقط کرانا منع ہے۔ بچّہ کی صورت بنی ہو یا نہ بنی ہو دونوں کا ایک حکم ہے ہاں اگر عذر ہو مثلاً عورت کے شیرخوار بچّہ ہے اور باپ کے پاس اتنا نہیں کہ دایہ مقرر کرے یا دایہ دستیاب نہیں ہوتی اور حمل سے دودھ

خشک ہو جائیگا اور بچّہ کے ہلاک ہونے کا اندیشہ ہے تو اس مجبوری سے حمل ساقط کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ اسکے اعضا نہ بنے ہوں اور اسکی مدت ایکسو بیس دن ہے۔ (رد المحتار)

خوبیٔ اخلاق نرمی وحیا کا بیان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خلق حسن سے بہتر انسان کو کوئی چیز نہیں دی گئی (بیہقی) اور فرمایا ایمان میں زیادہ کامل وہ ہیں جنکے اخلاق اچھے ہوں (ابو داؤد) اور فرمایا تم میں اچھے وہ ہیں جنکے اخلاق اچھے ہوں۔ (بخاری مسلم) اور فرمایا میں اسلئے بھیجا گیا کہ اچھے اخلاق کی تکمیل کر دوں (امام مالک واحمد) اور فرمایا جو شخص غصہ کو پی جاتا ہے حالانکہ کر ڈالنے پر اُسے قدرت ہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے سب کے سامنے بلائیگا اور اختیار دیدیگا کہ جن حوروں میں تو چاہے چلا جائے۔ (ترمذی ابو داؤد) اور فرمایا اللہ تعالیٰ مہربان ہے مہربانی کو دوست رکھتا ہے۔ اور مہربانی کرنے پر وہ دیتا ہے کہ سختی پر نہیں دیتا (مسلم) اور فرمایا جو نرمی سے محروم ہوا وہ خیر سے محروم ہوا (مسلم) اور فرمایا حیا ایمان سے ہے اور ایمان جنت میں ہے اور بیہودہ گوئی جفا سے ہے اور جفا جہنم میں ہے (احمد ترمذی) اور فرمایا ایمان وحیا دونوں ساتھی ہیں۔ ایک کو اُٹھا لیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اُٹھا لیا جاتا ہے (بیہقی) ایک شخص اپنے بھائی کو حیا کے متعلق نصیحت کر رہا تھا کہ اتنی حیا کیوں کرتے ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے چھوڑ دو یعنی نصیحت نہ کرو کیونکہ حیا ایمان سے ہے۔ (بخاری مسلم)۔

اچھوں کے پاس بیٹھنا بُروں سے بچنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مصاحبت نکرو مگر مومن کی یعنی صرف مومن کامل کے پاس بیٹھا کرو اور فرمایا بڑوں کے پاس بیٹھا کرو۔ اور علماء سے باتیں پوچھا کرو۔ اور علماء سے میل جول رکھو۔ اور فرمایا اچھا ساتھی وہ ہے کہ جب تو خدا کو یاد کرے تو وہ تیری مدد کرے اور جب تو بھولے تو وہ یاد دلائے اور فرمایا اچھا ہمنشیں وہ ہے کہ اسکے دیکھنے سے تمھیں خدا یاد آئے اور اسکی گفتگو سے تمھارے عمل میں زیادتی ہو اور اسکا عمل تمھیں آخرت کی یاد دلائے۔ اور فرمایا اچھے اور بُرے ہمنشین کی مثال جیسے مشک کا اٹھانے والا اور بھٹی پھونکنے والا جو مشک لئے ہوئے ہے یا وہ تجھے اس میں سے دیگا یا تو اُس سے خرید لیگا یا تجھے خوشبو پہونچیگی۔ اور بھٹی پھونکنے والا تیرے کپڑے جلا دیگا یا تجھے بُری بو پہونچیگی۔ اور فرمایا ایسے کے ساتھ نہ رہو جو تمھاری فضیلت کا قائل نہو جیسے تم اسکی فضیلت کے قائل ہو یعنی جو تمھیں نظر حقارت سے دیکھتا ہو اسکے ساتھ نہ رہو یا یہ کہ اپنا حق تمھارے ذمہ جانتا ہو اور تمھارے حق کا قائل نہ ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ ایسی چیز میں نہ پڑو جو تمھارے لئے مفید نہ ہو۔ اور دشمن سے الگ رہو۔ اور دوست سے بچتے رہو مگر جبکہ وہ امین ہو کہ امین کی برابر کوئی نہیں اور امین وہی ہے جو اللہ سے ڈرے اور فاجر کے ساتھ نہ رہو کہ وہ تمھیں فجور سکھائے گا اور اسکے

اَخلاق۔ جمع ہے خلق کی اسکے معنی ہیں۔ عادت۔ رَوِش۔ چال چلن۔ برتاوا۔ طور طریقہ۔ مُصاحبت۔ ساتھ۔ سنگت۔

سامنے بھید کی بات نہ کہو اور اپنے کام میں ان سے مشورہ لو جو اللہ سے ڈرتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا فاجر سے بھائی بندی نہ کر کہ وہ اپنے فعل کو تیرے لئے مزین کریگا اور یہ چاہیگا کہ تو بھی اس جیسا ہو جائے اور اپنی بدترین خصلت کو اچھا کرکے دکھائے گا۔ تیرے پاس اُسکا آنا جانا عیب اور ننگ ہے اور احمق سے بھی بھائی چارہ نہ کر کہ وہ اپنے کو مشقت میں ڈالدیگا اور تجھے کچھ نفع نہیں پہونچائیگا اور کبھی یہ ہوگا کہ تجھے نفع پہونچانا چاہیگا مگر ہوگا یہ کہ نقصان پہونچادیگا۔ اسکی خاموشی بولنے سے بہتر ہے اسکی دوری نزدیکی سے بہتر ہے اور موت زندگی سے بہتر اور کذاب سے بھی بھائی چارہ نہ کر کہ اسکے ساتھ معاشرت تجھے نفع نہ دیگی۔ تیری بات دوسروں تک پہنچائیگا اور دوسروں کی تیرے پاس لائیگا۔ اور اگر تو سچ بولیگا جب بھی وہ سچ نہیں بولیگا۔

اللہ کیلئے دوستی و دشمنی کا بیان

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان کی چیزوں میں سب میں مضبوط اللہ کے بارے میں موالاۃ ہے اور اللہ کیلئے محبت کرنا اور بغض رکھنا۔ اور فرمایا تمھیں معلوم ہے اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسند کونسا عمل ہے کسی نے کہا نماز روزہ زکوٰۃ اور کسی نے کہا جہاد حضور نے فرمایا سب سے زیادہ اللہ کو پیارا اللہ کیلئے دوستی اور بغض رکھنا ہے اور فرمایا جب کسی نے کسی سے اللہ کیلئے محبت کی تو اُسنے رب عزوجل کا اکرام کیا۔ اور فرمایا اللہ کیلئے محبت رکھنے والے عرش کے گرد یاقوت کی کرسی پر ہوں گے۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے جو لوگ میری وجہ سے آپس میں محبت رکھتے ہیں اور میری وجہ سے ایک دوسرے کے پاس بیٹھتے ہیں اور آپس میں ملتے جلتے ہیں اور مال خرچ کرتے ہیں ان سے میری محبت واجب ہوگئی۔ ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ اسکے متعلق کیا ارشاد ہے جو کسی قوم سے محبت رکھتا ہے اور انکے ساتھ ملا نہیں یعنی انکی صحبت حاصل نہ ہوئی یا اُسنے ان جیسے اعمال نہیں کئے ارشاد فرمایا آدمی اسکے ساتھ ہے جس سے اُسے محبت ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اچھوں سے محبت اچھا بنا دیتی ہے اور اسکا حشر اچھوں کیساتھ ہوگا اور بدوں کی محبت بُرا بنا دیتی ہے اور اسکا حشر بدوں کے ساتھ ہوگا۔ ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ قیامت کب ہوگی۔ فرمایا تو نے اسکے لئے کیا طیاری کی ہے۔ اس نے عرض کی اس کیلئے میں نے کوئی طیاری نہیں کی صرف اتنی بات ہے کہ میں اللہ و رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ ارشاد فرمایا۔ تو ان کے ساتھ ہے جن سے تجھے محبت ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اسلام کے بعد مسلمانوں کو جتنی اس کلمہ سے خوشی ہوئی ایسی خوشی میں نے کبھی نہیں دیکھی۔ اور فرمایا آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے اُسے یہ دیکھنا چاہئے کہ کس سے دوستی کرتا ہے۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایک نبی کے پاس وحی بھیجی کہ فلاں زاہد سے کہدو کہ تمھارا زہد اور دنیا میں بے رغبتی اپنے نفس کی راحت ہے اور سب سے جُدا ہو کر مجھ سے تعلق رکھنا یہ تمھاری عزت ہے جو کچھ تم پر میرا حق ہے اسکے مقابل کیا عمل کیا۔ عرض کریگا اے رب وہ کونسا عمل ہے۔ ارشاد ہوگا کیا تم نے

مُوالاۃ۔ دوستی۔ مُعاشرت۔ مل جُل کر رہنا۔

میری وجہ سے کسی سے دشمنی کی اور میرے بارے میں کسی ولی سے دوستی کی۔ اور فرمایا جب ایک شخص دوسرے سے بھائی چارہ کرے تو اسکا نام اور اسکے باپ کا نام پوچھ لے اور یہ کہ وہ کس قبیلہ سے ہے کہ اس سے محبت زیادہ پائدار ہوگی۔ اور فرمایا جب ایک شخص دوسرے سے محبت رکھے تو اُسے خبر کردے کہ میں تجھ سے محبت رکھتا ہوں۔ اور فرمایا دوست سے تھوڑی دوستی کر عجب نہیں کہ کسی دن وہ تیرا دشمن ہو جائے۔ اور دشمن سے دشمنی تھوڑی کر۔ دور نہیں کہ وہ کسی روز تیرا دوست ہو جائے۔

جھوٹ کا بیان

جھوٹ ایسی بُری چیز ہے کہ ہر مذہب والے اسکی بُرائی کرتے ہیں تمام ادیان میں یہ حرام ہے۔ اسلام نے اس سے بچنے کی بہت تاکید کی۔ قرآن مجید میں بہت مواقع پر اسکی مذمّت فرمائی اور جھوٹ بولنے والوں پر خدا کی لعنت آئی۔ حدیثوں میں بھی اسکی بُرائی ذکر کی گئی اسکے متعلق بعض احادیث ذکر کیجاتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندہ جھوٹ بولتا ہے اسکی بدبو سے فرشتہ ایک میل دور ہو جاتا ہے (ترمذی) اور فرمایا بندہ پورا مومن نہیں ہوتا جب تک مذاق میں بھی جھوٹ کو نہ چھوڑدے۔ اور جھگڑا کرنا نہ چھوڑدے اگرچہ سچا ہو (امام احمد) اور فرمایا بندہ بات کرتا ہے اور محض اسلئے کرتا ہے کہ لوگوں کو ہنسائے اسکی وجہ سے جہنم کی اتنی گہرائی میں گرتا ہے جو آسمان وزمین کے درمیان کے فاصلہ سے زیادہ ہے اور زبان کیوجہ سے جتنی لغزش ہوتی ہے وہ اس سے کہیں زیادہ ہے جتنی قدم سے لغزش ہوتی ہے (بیہقی) حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے مکان میں تشریف فرما تھے۔ میری ماں نے مجھے بلایا کہ آؤ تمھیں کچھ دونگی حضور نے فرمایا کیا چیز دینے کا ارادہ ہے انھوں نے کہا کھجور دونگی۔ ارشاد فرمایا۔ اگر تو کچھ نہیں دیتی تو یہ تیرے ذمہ جھوٹ لکھا جاتا۔ (ابو داؤد و بیہقی) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جھوٹ سے مونھ کالا ہوتا ہے اور چغلی سے قبر کا عذاب ہے (بیہقی) **مسئلہ** تین صورتوں میں جھوٹ بولنا جائز ہے یعنی اس میں گناہ نہیں ایک جنگ کی صورت میں کہ یہاں اپنے مقابل کو دھوکا دینا جائز ہے۔ اسی طرح جب ظالم ظلم کرنا چاہتا ہو اسکے ظلم سے بچنے کیلئے بھی جائز ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ دو مسلمانوں میں اختلاف ہے اور یہ ان دونوں میں صلح کرانا چاہتا ہے۔ مثلاً ایک کے سامنے یہ کہدے کہ وہ تمھیں اچھا جانتا ہے تمھاری تعریف کرتا تھا یا اُسنے تمھیں سلام کہلا بھیجا ہے اور دوسرے کے پاس بھی اس قسم کی باتیں کرے تاکہ دونوں میں عداوت کم ہو جائے اور صلح ہو جائے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ بی بی کو خوش کرنے کیلئے کوئی بات خلاف واقع کہدے[۵] (عالمگیری) **مسئلہ** توریہ یعنی لفظ کے جو ظاہر معنی ہیں وہ غلط ہیں مگر اُسنے دوسرے معنی مراد لئے جو صحیح ہیں ایسا کرنا بلا

عہ۵ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جھوٹ کہیں ٹھیک نہیں مگر تین جگہوں میں۔ مرد اپنی عورت کو راضی کرنے کیلئے بات کرے۔ اور لڑائی میں جھوٹ بولنا اور لوگوں کے درمیان صلح کرانے کیلئے جھوٹ بولنا۔ (ترمذی)

بلاحاجت جائز نہیں۔ اور حاجت ہو تو جائز ہے۔ توریہ کی مثال یہ ہے کہ تم نے کسی کو کھانے کیلئے بلایا وہ کہتا ہے میں نے کھانا کھا لیا۔ اسکے ظاہر معنی یہ ہیں کہ اسوقت کا کھانا کھایا ہے مگر وہ یہ مراد لیتا ہے کہ کل کھایا ہے یہ بھی جھوٹ میں داخل ہے۔ (عالمگیری) **مسئلہ** احیائے حق کیلئے توریہ جائز ہے مثلاً شفیع کو رات میں جائداد مشفوعہ کی بیع کا علم ہوا اور اسوقت لوگوں کو گواہ نہ بنا سکتا ہو توصبح کو گواہوں کے سامنے یہ کہہ سکتا ہے کہ بیع کا اسوقت علم ہوا دوسری مثال یہ ہے کہ لڑکی کو رات کو حیض آیا اور اس نے خیار بلوغ کے طور پر اپنے نفس کو اختیار کیا۔ مگر گواہ کوئی نہیں ہے توصبح کو لوگوں کے سامنے یہ کہہ سکتی ہے کہ میں نے اسوقت خون دیکھا ہے (ردالمحتار) **مسئلہ** جس اچھے مقصد کو سچ بول کر بھی حاصل کیا جا سکتا ہو اور جھوٹ بول کر بھی حاصل کر سکتا ہو اسکے حاصل کرنے کیلئے جھوٹ بولنا حرام ہے اور اگر جھوٹ سے حاصل کر سکتا ہو سچ بولنے میں حاصل نہ ہو سکتا ہو تو بعض صورتوں میں کذب بھی مباح ہے بلکہ بعض صورتوں میں واجب ہے جیسے کسی بیگناہ کو ظالم شخص قتل کرنا چاہتا ہے یا ایذا دینا چاہتا ہے وہ ڈر سے چھپا ہوا ہے ظالم نے کسی سے دریافت کیا کہ وہ کہاں ہے یہ کہہ سکتا ہے مجھے معلوم نہیں اگرچہ جانتا ہو۔ یا کسی کی امانت اُسکے پاس ہے کوئی اُسے چھیننا چاہتا ہے پوچھتا ہے کہ امانت کہاں ہے یہ انکار کر سکتا ہے کہہ سکتا ہے کہ میرے پاس اسکی امانت نہیں (ردالمحتار) **مسئلہ** کسی نے چھپ کر بیحیائی کا کام کیا ہے اس سے دریافت کیا گیا کہ تو نے یہ کام کیا وہ انکار کر سکتا ہے کیونکہ ایسے کام کو لوگوں کے سامنے ظاہر کر دینا یہ دوسرا گناہ ہوگا اسی طرح اگر اپنے مسلم بھائی کے بھید پر مطلع ہو تو اس کے بیان کرنے سے بھی انکار کر سکتا ہے (ردالمحتار) **مسئلہ** اگر سچ بولنے میں فساد پیدا ہوتا ہو تو اس صورت میں بھی جھوٹ بولنا جائز ہے اور اگر جھوٹ بولنے میں فساد ہوتا ہو تو حرام ہے اور اگر شک ہو معلوم نہیں کہ سچ بولنے میں فساد ہوگا یا جھوٹ بولنے میں جب بھی جھوٹ بولنا حرام ہے۔ (ردالمحتار) **مسئلہ** جس قسم کے مبالغہ کا عادۃً رواج ہے لوگ اُسے مبالغہ ہی پر محمول کرتے ہیں اسکے حقیقی معنی مراد نہیں لیتے وہ جھوٹ میں داخل نہیں مثلاً یہ کہا کہ میں تمھارے پاس ہزار مرتبہ آیا یا ہزار مرتبہ میں نے تم سے یہ کہا۔ یہاں ہزار کا عدد مراد نہیں بلکہ کئی مرتبہ آنا اور کہنا مراد ہے یہ لفظ ایسے موقع پر نہیں بولا جائیگا کہ ایک ہی مرتبہ آیا ہو یا ایک ہی مرتبہ کہا ہو اور اگر ایک مرتبہ آیا اور یہ کہدیا کہ ہزار مرتبہ آیا تو جھوٹا ہے (ردالمحتار) **مسئلہ** تعریض کی بعض صورتیں جن میں لوگوں کا دل خوش کرنا اور مزاح مقصود ہو جائز ہے جیسا کہ حدیث میں فرمایا کہ جنت میں بڑھیا نہیں جائیگی یا میں تجھے اونٹنی کے بچے پر سوار کرونگا۔ (ردالمحتار)

زبان کو روکنا اور گالی، غیبت، چغلی سے پرہیز کرنا

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو چیز انسان کو سب سے زیادہ جنت میں داخل کرنیوالی ہے وہ تقویٰ اور حسن خلق ہے اور جو چیز انسان کو سب سے زیادہ جہنم میں

بیجانیوالی ہے وہ دو جوف دار (کھوکھلی) چیزیں ہیں۔ منھ اور شرمگاہ (ترمذی وابن ماجہ) اور فرمایا جو چپ
رہا اُسے نجات ہے (امام احمد و ترمذی و دارمی و بیہقی) اور فرمایا کہ آدمی کے اسلام کی اچھائی میں سے یہ ہے
کہ لایعنی چیز چھوڑ دے یعنی جو چیز کارآمد نہو اس میں نہ پڑے زبان و دل و جوارح کو بیکار باتوں کیطرف متوجہ
نہ کرے (امام مالک و احمد) حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ مجھے وصیت
فرمائیے۔ ارشاد فرمایا میں تم کو تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں کہ اس سے تمھارے سب کام آراستہ ہو جائیں گے میں نے
عرض کی اور وصیت فرمائیے۔ فرمایا کہ تلاوت قرآن اور ذکر اللہ کو لازم کرلو کہ اسکی وجہ سے تمھارا ذکر آسمان میں
ہوگا اور زمین میں تمھارے لئے نور ہوگا۔ میں نے کہا اور وصیت فرمائیے۔ ارشاد فرمایا زیادتی خاموشی لازم
کرلو کہ اس سے شیطان دفع ہوگا اور تمھیں دین کے کاموں میں مدد دے گی۔ میں نے عرض کی اور وصیت
کیجئے۔ فرمایا زیادہ ہنسنے سے بچو کہ یہ دل کو مردہ کردیتا ہے اور چہرہ کے نور کو دور کرتا ہے میں نے کہا اور
وصیت کیجئے۔ فرمایا حق بولو اگرچہ کڑوا ہو۔ میں نے کہا اور وصیت کیجئے۔ فرمایا کہ اللہ کے بارے میں ملامت
کرنیوالے کی ملامت سے نہ ڈرو۔ میں نے کہا اور وصیت کیجئے۔ فرمایا تم کو دوسرے لوگوں سے روکے وہ چیز
جو تم اپنے نفس سے جانتے ہو۔ یعنی جو اپنے عیوب کیطرف نظر رکھے گا دوسروں کے عیوب میں نہ پڑیگا۔ اور کام
کی بات یہ ہے کہ اپنے عیب پر نظر کیجائے تاکہ اسکے زائل کرنے کی کوشش کیجائے (بیہقی) رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہوا کو گالی نہ دو۔ اور جب دیکھو کہ تمھیں بُری لگتی ہے تو یہ کہو کہ الٰہی میں اسکی خیر کا سوال
کرتا ہوں اور جو کچھ اس میں خیر ہے اور جس خیر کا اسے حکم ہوا۔ اور میں اسکے شر سے پناہ مانگتا ہوں اور جو کچھ
اس میں شر ہے اور اسکے شر سے جسکا اسے حکم ہوا (ترمذی) صحیح مسلم میں ہے ایک شخص نے اپنی سواری کے
جانور پر لعنت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے اتر جاؤ ہمارے ساتھ میں ملعون چیز کو لے کر
نہ چلو۔ اپنے اوپر اور اپنی اولاد و اموال پر بددعا نہ کرو کہیں ایسا نہو کہ یہ بددعا اس ساعت میں ہو جسمیں جو
دعا خدا سے کیجائے قبول ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دوسرے کو فسق اور
کفر کی تہمت لگائے اور وہ ایسا نہو تو اس کہنے والے پر لوٹتا ہے (بخاری) اور فرمایا دو شخص گالی گلوج
کرنے والے انھوں نے جو کچھ کہا سب کا وبال اسکے ذمہ ہے جس نے شروع کیا ہے جبتک مظلوم تجاوز نہ کرے یعنی
جتنا پہلے نے کہا اس سے زیادہ نہ کہے (مسلم) اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ابن آدم مجھے ایذا دیتا ہے کہ
دہر کو بُرا کہتا ہے دہر تو میں ہوں میرے ہاتھ میں سب کام ہیں رات اور دن کو میں بدلتا ہوں یعنی زمانہ
کو بُرا کہنا اللہ کو بُرا کہنا ہے کہ زمانہ میں جو کچھ ہوتا ہے وہ سب اللہ کیطرف سے ہوتا ہے (بخاری و مسلم) اور فرمایا جب
کوئی شخص یہ کہے کہ سب لوگ ہلاک ہوگئے تو سب سے زیادہ ہلاک ہونیوالا یہ ہے یعنی جو شخص تمام لوگوں کو
گنہگار اور مستحق نار بتائے تو سب سے بڑھ کر گنہگار وہ خود ہے (مسلم) اور فرمایا سب سے زیادہ بُرا قیامت کے دن

اسکو پاؤگے جو ذوالوجہین ہو یعنی دورُخا آدمی کہ اِن کے پاس ایک مونہہ سے آتا ہے اور اُنکے پاس دوسرے مونہہ سے آتا ہے یعنی منافقوں کیطرح کہیں کچھ کہتا ہے اور کہیں کچھ کہتا ہے یہ نہیں کہ ایک طرح کی بات سب جگہ کہے (بخاری و مسلم) حضرت[۱۲] حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو میں نے یہ فرماتے سنا کہ جنت میں چغلخور نہیں جائیگا (بخاری و مسلم) نبی[۱۳] کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے نیک بندے وہ ہیں کہ انکے دیکھنے سے خدا یاد آئے اور اللہ کے بُرے بندے وہ ہیں جو چغلی کھاتے ہیں دوستوں میں جدائی ڈالتے ہیں اور جو شخص جرم سے بری ہے اسپر تکلیف ڈالنا چاہتے ہیں (بیہقی) اور فرمایا تمھیں معلوم ہے غیبت کیا ہے لوگوں نے عرض کی اللہ و رسول خوب جانتے ہیں ارشاد فرمایا غیبت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کا اس چیز کے ساتھ ذکر کرے جو اسے بُری لگے۔کسی نے عرض کی اگر میرے بھائی میں وہ موجود ہو جو میں کہتا ہوں (جب تو غیبت نہیں ہوگی) فرمایا جو کچھ تم کہتے ہو اگر اس میں موجود ہے جب ہی تو غیبت ہے اور جب تم ایسی بات کہو جو اس میں ہو نہیں تو یہ بہتان ہے (مسلم) حضرت[۱۵] عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیلئے یہ کافی ہے کہ وہ ایسی ہیں ایسی ہیں یعنی پست قد ہیں۔حضور نے ارشاد فرمایا کہ تم نے ایسا کلمہ کہا کہ اگر سمندر میں ملایا جائے تو اُسپر غالب آجائے یعنی کسی پست قد کو ناٹا ٹھنگنا۔کہنا بھی غیبت میں داخل ہے جبکہ بلا ضرورت ہو (امام و ترمذی) رسول[۱۶] اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں اسکو پسند نہیں کرتا کہ کسی کی نقل کروں اگرچہ میرے اتنا اتنا ہو یعنی نقل کرنا دنیا کی کسی چیز کے مقابل میں درست نہیں ہوسکتا (ترمذی) اور فرمایا غیبت زنا سے بھی زیادہ سخت چیز ہے۔لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ زنا سے زیادہ سخت غیبت کیونکر فرمایا کہ مرد زنا کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسکی توبہ قبول فرماتا ہے اور غیبت کرنیوالے کی مغفرت نہ ہوگی جبتک وہ نہ معاف کردے جس کی غیبت ہے اور انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ زنا کرنیوالا توبہ کرتا ہے اور غیبت کرنے والے کی توبہ نہیں ہے (بیہقی) اور[۱۸] فرمایا جس شخص کو کسی مرد مسلم کی بُرائی کرنے کیوجہ سے کھانے کو ملا اللہ تعالیٰ اسکو اتنا ہی جہنم سے کھلائیگا۔اور جس کو مرد مسلم کی بُرائی کیوجہ سے کپڑا پہننے کو ملا اللہ تعالیٰ اسکو جہنم کا اتنا ہی کپڑا پہنائیگا (امام احمد و ابوداؤد و حاکم) اور[۱۹] فرمایا اے وہ لوگ جو زبان سے ایمان لائے اور ایمان انکے دلوں میں داخل نہیں ہوا مسلمانوں کی غیبت نہ کرو اور انکی چھپی ہوئی باتوں کی ٹٹول نہ کرو اسلئے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی چھپی ہوئی چیز کی ٹٹول کریگا اللہ تعالیٰ اسکی پوشیدہ چیز کی ٹٹول کریگا اور جسکی اللہ ٹٹول کریگا اسکو رسوا کردیگا اگرچہ وہ اپنے مکان کے اندر ہو (امام احمد و ابوداؤد) اور[۲۰] فرمایا جب مجھے معراج ہوئی ایک قوم پر گذرا جنکے ناخن تانبے کے تھے وہ اپنے مونہہ اور سینے کو نوچتے تھے میں نے کہا۔جبریل یہ کون لوگ ہیں جبریل نے کہا یہ وہ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے اور انکی آبرو ریزی کرتے تھے (امام احمد ابوداؤد)

اور فرمایا کہ جہاں مرد مسلم کی ہتک حرمت کیجاتی ہو اور اسکی آبرو ریزی کیجاتی ہو ایسی جگہ جس نے اُسکی مدد نہ کی یعنی یہ خاموش سنتا رہا اور انکو منع نہ کیا تو اللہ تعالیٰ اسکی مدد نہیں کریگا جہاں اُسے پسند ہو کہ مدد کیجائے اور جو شخص مردِ مسلم کی مدد کریگا ایسے موقع پر جہاں اسکی ہتک حرمت اور آبرو ریزی کیجا رہی تو اللہ تعالیٰ اُسکی مدد فرمائیگا ایسے موقع پر جہاں اسے محبوب ہے کہ مدد کیجائے (ابوداؤد) [۲۲] اور فرمایا ایک مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے اور مومن مومن کا بھائی ہے اسکی چیزوں کو ہلاک ہونے سے بچائے اور غیبت میں اس کی حفاظت کرے۔ (ترمذی و ابوداؤد) اور فرمایا جو شخص ایسی چیز دیکھے جسکو چھپانا چاہئے اور اُس نے پردہ ڈالدیا یعنی چھپا دی تو ایسا ہے جیسے موؤدہ (یعنی زندہ درگور) کو زندہ کیا (امام احمد و ترمذی) اور فرمایا جس نے اپنے بھائی کو ایسے گناہ پر عار دلایا جس سے وہ توبہ کر چکا ہے تو مرنے سے پہلے وہ خود اس گناہ میں مبتلا ہو جائیگا۔ (ترمذی) [۲۵] اور فرمایا کہ اپنے بھائی کی شماتت نہ کر یعنی اسکی مصیبت پر اظہار مسرت نہ کر کہ اللہ تعالیٰ اسپر رحم کریگا اور تجھے اس میں بتلا کر یگا (ترمذی) مسئلہ غیبت کے یہ معنی ہیں کہ کسی شخص کے پوشیدہ عیب کو (جسکو وہ دوسروں کیسامنے ظاہر ہونا پسند نہ کرتا ہو) اسکی بُرائی کرنے کے طور پر ذکر کرنا اور اگر اس میں وہ بات ہی نہو تو یہ غیبت نہیں بلکہ بہتان ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا لَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ط تم آپس میں ایک دوسرے کی غیبت نہ کیا کرو تم میں کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے اسکو تو تم بُرا سمجھتے ہو۔ احادیث میں بھی غیبت کی بہت بُرائی آئی ہے چند حدیثیں ذکر کر دی گئیں انھیں غور سے پڑھو اس حرام سے بچنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے آجکل مسلمانوں میں یہ بلا بہت پھیلی ہوئی ہے اس سے بچنے کیطرف بالکل توجہ نہیں کرتے۔ بہت کم مجلسیں ایسی ہوتی ہیں جو چغلی اور غیبت سے محفوظ ہوں۔ مسئلہ ایک شخص نماز پڑھتا ہے اور روزے رکھتا ہے مگر اپنی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمانوں کو ضرر پہونچاتا ہے اسکی اس ایذا رسانی کو لوگوں کے سامنے بیان کرنا غیبت نہیں کیونکہ اس ذکر کا مقصد یہ ہے کہ لوگ اسکی اس حرکت سے واقف ہو جائیں اور اس سے بچتے رہیں۔ کہیں ایسا نہو کہ اسکی نماز اور روزے سے دھوکا کھا جائیں اور مصیبت میں مبتلا ہو جائیں حدیث میں ارشاد فرمایا کہ کیا تم فاجر کے ذکر سے ڈرتے ہو جو خرابی کی بات اس میں ہے بیان کر دو تاکہ لوگ اس سے پرہیز کریں اور بچیں عہ (درمختار و ردالمحتار) مسئلہ ایسے شخص کا حال جس کا ذکر اوپر گذرا اگر بادشاہ

عہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا فاجر کے ذکر سے بچتے ہو اسکو لوگ کب پہچانیں گے فاجر کا ذکر اس چیز کے ساتھ کرو جو اسمیں ہے تاکہ لوگ اس سے بچیں (طبرانی و بیہقی) اور فرمایا فاسق کی غیبت نہیں ہے (طبرانی) اور فرمایا جب فاسق کی مدح کیجاتی ہے رب تعالیٰ غضب فرماتا ہے اور عرش جنبش کرنے لگتا ہے (بیہقی)

یا قاضی سے کہا تاکہ اُسے سزا ملے اور اپنی حرکت سے باز آجائے یہ چغلی اور غیبت میں داخل نہیں (درمختار) یہ حکم فاجر وفاسق کا ہے جسکے شر سے بچانے کیلئے لوگوں پر اسکی بُرائی کھول دینا جائز ہے اور غیبت نہیں اب سمجھنا چاہئے کہ بدعقیدہ لوگوں کا ضرر فاسق کے ضرر سے بہت زائد ہے فاسق سے جو ضرر پہونچیگا وہ اس سے بہت کم ہے جو بدعقیدہ لوگوں سے پہونچتا ہے فاسق سے اکثر دنیا کا ضرر ہوتا ہے اور بدمذہب سے تو دین وایمان کی بربادی کا ضرر ہے اور بدمذہب اپنی بدمذہبی پھیلانے کیلئے نماز روزہ کی بظاہر خوب پابندی کرتے ہیں تاکہ انکا وقار لوگوں میں قائم ہو۔ پھر جو گمراہی کی بات کرینگے انکا پورا اثر ہوگا لہذا ایسوں کی بدمذہبی کا اظہار فاسق کے فسق کے اظہار سے زیادہ اہم ہے اس کے بیان میں ہرگز دریغ نہ کریں آجکل کے بعض نیم مولوی اور بنے صوفی اپنا تقدس و پرہیزگاری ظاہر کرنے کیلئے یہ کہتے ہیں کہ ہمیں کسی کی برائی نہیں کرنی چاہئے انکی یہ بات شیطانی دھوکا ہے۔ مخلوق خدا کو گمراہوں سے بچانا یہ کوئی معمولی بات نہیں بلکہ یہ انبیاے کرام علیہم السلام کی سنت ہے جسکو نا کارہ تاویلات سے چھوڑنا چاہتا ہے اور اس کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ میں ہر دلعزیز بنوں کیوں کسی کو اپنا مخالف کروں **مسئلہ** فقیہ ابو اللیث نے فرمایا کہ غیبت چار قسم کی ہے ایک کفر اسکی صورت یہ ہے کہ ایک شخص غیبت کر رہا ہے اس سے کہا گیا کہ غیبت نہ کرو کہنے لگا یہ غیبت نہیں میں سچا ہوں اس شخص نے ایک حرام قطعی کو حلال بتایا۔ دوسری صورت نفاق ہے کہ ایک شخص کی بُرائی کرتا ہے اور اسکا نام نہیں لیتا مگر جس کے سامنے بُرائی کرتا ہے وہ اس کو جانتا پہچانتا ہے لہذا یہ غیبت کرتا ہے اور اپنے کو پرہیزگار ظاہر کرتا ہے یہ ایک قسم کا نفاق ہے تیسری صورت معصیت ہے وہ یہ کہ غیبت کرتا ہے اور یہ جانتا ہے کہ حرام کام ہے ایسا شخص توبہ کرے۔ چوتھی صورت مباح ہے وہ یہ کہ فاسقِ مُعلِن یا بدمذہب کی برائی بیان کرے بلکہ جبکہ لوگوں کو اسکے شر سے بچانا مقصود ہو تو ثواب ملنے کی امید ہے (ردالمحتار) **مسئلہ** جو شخص علانیہ بُرا کام کرتا ہے اور اسکو اسکی کوئی پروا نہیں کہ لوگ اُسے کیا کہیں گے اسکی بُری حرکت کا بیان کرنا غیبت نہیں مگر اسکی دوسری باتیں جو ظاہر نہیں ہیں انکو ذکر کرنا غیبت میں داخل ہے حدیث میں ہے کہ جس نے حیا کا حجاب اپنے چہرے سے ہٹا دیا اس کی غیبت نہیں (ردالمحتار) **مسئلہ** جس سے کسی بات کا مشورہ لیا گیا وہ اگر اس شخص کا عیب و برائی ظاہر کرے جس کے متعلق مشورہ ہے یہ غیبت نہیں۔ حدیث میں ہے جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہے لہذا اسکی بُرائی ظاہر نہ کرنا خیانت ہے مثلاً کسی کے یہاں اپنا یا اپنی اولاد وغیرہ کا نکاح کرنا چاہتا ہے دوسرے سے اسکے متعلق تذکرہ کیا کہ میرا ارادہ ایسا ہے تمھاری کیا راے ہے اس شخص کو جو کچھ معلومات ہیں بیان کر دینا غیبت نہیں۔ اسی طرح کسی کے ساتھ تجارت وغیرہ میں شرکت کرنا چاہتا ہے یا اسکے پاس کوئی چیز امانت رکھنا چاہتا ہے یا کسی کے پڑوس میں سکونت کرنا چاہتا ہے اور اسکے متعلق دوسرے سے مشورہ لینا

یہ شخص اسکی برائی بیان کرے غیبت نہیں (ردالمحتار) مسئلہ غیبت جسطرح زبان سے ہوتی ہے فعل سے بھی ہوتی ہے صراحت کے ساتھ برائی کیجائے یا تعریض وکنایہ کیساتھ ہو سب صورتیں حرام ہیں برائی کو جس نوعیت سے سمجھائیگا سب غیبت میں داخل ہے۔ تعریض کی یہ صورت ہے کہ کسی کے ذکر کرتے وقت یہ کہا کہ الحمدللہ میں ایسا نہیں جس کا یہ مطلب ہوا کہ وہ ایسا ہے۔ کسی کی برائی لکھدی یہ بھی غیبت ہے سر وغیرہ کی حرکت بھی غیبت ہو سکتی ہے مثلاً کسی کی خوبیوں کا تذکرہ تھا اوسے سر کے اشارے سے یہ بتانا چاہا کہ اس میں جو کچھ برائیاں ہیں ان سے تم واقف نہیں۔ ہونٹھوں اور آنکھوں اور بھوؤں اور زبان یا ہاتھ کے اشارے سے بھی غیبت ہو سکتی ہے۔ ایک حدیث میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ایک عورت ہمارے پاس آئی جب وہ چلی گئی تو میں نے ہاتھ کے اشارے سے بتایا کہ وہ ناٹی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ تم نے اسکی غیبت کی۔ (درمختار۔ ردالمحتار) مسئلہ ایک صورت غیبت کی نقل ہے مثلاً کسی لنگڑے کی نقل کرے اور لنگڑا کر چلے یا جس چال سے کوئی چلتا ہے اسکی نقل اتاری جائے یہ بھی غیبت ہے بلکہ زبان سے کہدینے سے یہ زیادہ برا ہے کیونکہ نقل کرنے میں پوری تصویر کشی اور بات کو سمجھانا پایا جاتا ہے کہ کہنے میں وہ بات نہیں ہوتی (درمختار) مسئلہ جسطرح زندہ آدمی کی غیبت ہو سکتی ہے مرے ہوئے مسلمان کو برائی کیساتھ یاد کرنا بھی غیبت ہے جبکہ وہ صورتیں نہ ہوں جن میں عیوب کا بیان کرنا غیبت میں داخل نہیں مسلم کی غیبت جسطرح حرام ہے کافر ذمی کی بھی ناجائز ہے کہ ان کے حقوق بھی مسلم کی طرح ہیں کافر حربی کی برائی کرنا غیبت نہیں (ردالمحتار) مسئلہ کسی کی برائی اس کے سامنے کرنا اگر غیبت میں داخل نہ بھی ہو جبکہ غیبت میں پیٹھ پیچھے برائی کرنا معتبر ہو۔ مگر یہ اس سے بڑھکر حرام ہے کیونکہ غیبت میں جو وجہ ہے وہ یہ ہے کہ ایذاء مسلم ہے وہ یہاں بدرجہ اولیٰ پائی جاتی ہے۔ غیبت میں تو یہ احتمال ہے کہ اسے اطلاع ملے یا نہ ملے اگر اسے اطلاع نہ ہوئی تو ایذا بھی نہ ہوئی۔ مگر احتمال ایذا کو یہاں ایذا قرار دیکر شرع مطہر نے حرام کیا اور منھ پر اسکی مذمت کرنا تو حقیقۃً ایذا ہے۔ پھر یہ کیوں حرام نہو (ردالمحتار) بعض لوگوں سے جب کہا جاتا ہے کہ تم فلاں کی غیبت کیوں کرتے ہو وہ نہایت دلیری کیساتھ یہ کہتے ہیں مجھے اسکا ڈر پڑا ہے چلو میں اسکے مونہہ پر یہ باتیں کہدوں گا انکو معلوم ہونا چاہئے کہ پیٹھ پیچھے اسکی برائی کرنا غیبت و حرام ہے اور مونہہ پر کہوگے تو یہ دوسرا حرام ہوگا اگر تم اسکے سامنے کہنے کی جرأت رکھتے ہو تو اسکی وجہ سے غیبت حلال نہیں ہوگی۔ مسئلہ غیبت کے طور پر جو عیوب بیان کئے جائیں وہ کئی قسم کے ہیں اسکے بدن میں عیب ہو (مثلاً اندھا۔ کانا۔ لنگڑا۔ لولا۔ ہونٹھ کٹا۔ نک چپٹا وغیرہ) یا نسب کے اعتبار سے وہ عیب سمجھا جاتا ہو (مثلاً اسکے نسب میں یہ خرابی ہے۔ اسکی دادی نانی چماری تھی۔ ہندوستان والوں نے پیشہ کو بھی نسب ہی کا حکم دے رکھا ہے لہذا

بطور عیب کسی کو ڈھنا جولا کہنا بھی غیبت و حرام ہے) اخلاق و افعال کی بُرائی یا اسکی بات چیت میں خرابی (مثلاً ہکلا یا توتلا) یا دینداری میں وہ ٹھیک نہو یہ سب صورتیں غیبت میں داخل ہیں یہانتک کہ اسکے کپڑے اچھے نہوں یا مکان اچھا نہو ان چیزوں کو بھی اس طرح ذکر کرنا جو اُسے بُرا معلوم ہو ناجائز ہے (ردالمحتار) **مسئلہ** جسکے سامنے کسی کی غیبت کیجائے اُسے لازم ہے کہ زبان سے انکار کردے مثلاً کہدے کہ میرے سامنے اسکی بُرائی نہ کرو اگر زبان سے انکار کرنے میں اسکو خوف و اندیشہ ہے تو دل سے اُسے بُرا جانے۔ اور ممکن ہو تو یہ شخص جسکے سامنے بُرائی کیجارہی ہے وہاں سے اُٹھ جائے یا اس بات کو کاٹ کر کوئی دوسری بات شروع کردے ایسا نہ کرنے میں سننے والا بھی گنہگار ہوگا غیبت کا سننے والا بھی غیبت کرنے والے کے حکم میں ہے۔ حدیث میں ہے جسنے اپنے مسلم بھائی کی آبرو غیبت سے بچائی اللہ تعالی کے ذمہ کرم پر یہ ہے کہ وہ اُسے جہنم سے آزاد کردے (ردالمحتار) **مسئلہ** جسکی غیبت کی اگر اسکو اسکی خبر ہوگئی تو اس سے معافی مانگنی ضروری ہے (کہ اسکے سامنے یہ کہے کہ میں نے تمھاری اس اس طرح غیبت یا بُرائی کی تم معاف کردو) اس سے معاف کرائے اور توبہ کرے تب اس سے بری الذمہ ہوگا اور اگر اسکو خبر نہ ہوئی تو توبہ اور ندامت کافی ہے؎ (درمختار) **مسئلہ** معافی مانگنے میں یہ ضرور ہے کہ غیبت کے مقابل میں اُسکی ثنائے حسن کرے اور اسکے ساتھ اظہار محبت کرے کہ اسکے دل سے یہ بات جاتی رہے اور فرض کرو اُس نے زبان سے معاف کردیا مگر اسکا دل اس سے خوش نہوا تو اسکا معافی مانگنا اور اظہار محبت کرنا غیبت کی بُرائی کے مقابل ہو جائیگا اور آخرت میں مواخذہ نہ ہوگا (ردالمحتار) **مسئلہ** امام غزالی علیہ الرحمۃ یہ فرماتے ہیں کہ جسکی غیبت کی وہ مرگیا یا کہیں غائب ہوگیا اس سے کیونکر معافی مانگے یہ معاملہ بہت دشوار ہوگیا اسکو چاہیئے کہ نیک کام کی کثرت کرے تاکہ اگر اسکی نیکیاں غیبت کے بدلے میں دیدی جائیں جب بھی اسکے پاس نیکیاں باقی رہ جائیں (ردالمحتار) **مسئلہ** کسی کے مُنہ پر اسکی تعریف کرنا منع ہے۔ اور پیٹھ پیچھے تعریف کی اگر یہ جانتا ہے کہ میرے اس تعریف کرنے کی خبر اسکو پہنچ جائیگی یہ بھی منع ہے تیسری صورت یہ ہے کہ پس پشت تعریف کرتا ہے اسکا خیال بھی نہیں کرتا کہ اسے خبر پہونچ جائیگی یا نہ پہونچے گی یہ جائز ہے۔ مگر یہ ضرور ہے کہ تعریف میں جو خوبیاں بیان کرے وہ اس میں ہوں

؎ **مسئلہ** اگر اسکی ایسی برائیاں بیان کی ہیں جنکو وہ چھپاتا تھا یعنی یہ نہیں چاہتا تھا کہ لوگ ان پر مطلع ہوں تو معافی مانگنے میں ان عیوب کی تفصیل نہ کرے بلکہ مبہم طور پر یہ کہدے کہ میں نے تمھارے عیوب لوگوں کے سامنے ذکر کیے ہیں تم معاف کردو اور اگر ایسے عیوب نہوں تو تفصیل کیساتھ بیان کرے اسیطرح اگر وہ باتیں ایسی ہوں جنکے ظاہر کرنے میں فتنہ پیدا ہونیکا اندیشہ ہے تو ظاہر نہ کرے بعض علمار کا یہ قول ہے کہ حقوق مجہولہ کو معاف کردینا بھی صحیح ہے اور اسطرح بھی معافی ہوسکتی ہے لہذا اس قول پر بنا کیجائے اور ایسی خاص صورتوں میں تفصیل نہ کیجائے (ردالمحتار)

شعراء کیطرح ان ہونی باتوں کیساتھ تعریف نکرے کہ یہ نہایت درجہ قبیح ہے عـ۵ (عالمگیری)

بُغض وحسد کا بیان

قرآن مجید میں ارشاد ہوا وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ط لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ط وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ط وَاسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ اور اسکی آرزو مت کرو جس سے اللہ نے تم میں ایک کو دوسرے پر بڑائی دی مردوں کیلئے ان کی کمائی سے حصہ ہے اور عورتوں کیلئے انکی کمائی سے حصہ۔ اور اللہ سے اسکا فضل مانگو بیشک اللہ ہر چیز کو جانتا ہے اور فرماتا ہے وَ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝ تم کہو میں پناہ مانگتا ہوں حاسد کے شر سے جب وہ حسد کرتا ہے عـ۶۔

ظلم کی بُرائی

رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے ذمہ اسکے بھائی کا کوئی حق ہو وہ آج اس سے معاف کرالے اس سے پہلے کہ نہ اشرفی ہوگی نہ روپیہ بلکہ اسکے عمل صالح بقدر حق لیکر دوسرے کو دیدیئے جائیں گے۔ اور اگر اسکے پاس نیکیاں نہیں ہونگی تو دوسرے کے گناہ اسپر لاد دیئے جائینگے (بخاری) اور فرمایا تمھیں معلوم ہے مفلس کون ہے لوگوں نے عرض کی ہم میں مفلس وہ ہے کہ نہ اسکے پاس روپیہ ہے نہ متاع۔ فرمایا میری اُمت میں مفلس وہ ہے کہ قیامت کے دن نماز روزہ زکوٰۃ لیکر آئیگا اور اس طرح آئیگا کہ کسی کو گالی دی ہے کسی پر تہمت لگائی ہے کسی کا مال کھالیا ہے کسی کا خون بہایا ہے کسی کو مارا ہے لہٰذا اُسکی نیکیاں اسکو دیدی جائیں گی اگر لوگوں کے حقوق پورے ہونے سے پہلے

عـ۵ حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مبالغہ کیساتھ مدح کرنیوالوں کو جب تم دیکھو تو انکے مُنہ میں خاک ڈالدو (مسلم) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو سنا کہ دوسرے کی تعریف کرتا ہے اور تعریف میں مبالغہ کرتا ہے ارشاد فرمایا تم نے اسے ہلاک کردیا یا اسکی پیٹھ توڑ دی (بخاری) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص نے ایک شخص کی تعریف کی حضور نے فرمایا تجھے ہلاکت ہو تو نے اپنے بھائی کی گردن کاٹ دی اسکو تین مرتبہ فرمایا جس شخص کو کسی کی تعریف کرنی ضروری ہی ہو تو یہ کہے کہ میرے گمان میں فلاں ایسا ہے اگر اسکے علم میں ہو کہ وہ ایسا ہے اور اللہ اسکو خوب جانتا ہے اور اللہ پر کسی کا تزکیہ نہ کرے یعنی جزم و یقین کیساتھ کسی کی تعریف نہ کرے۔ (بخاری و مسلم)۔ عـ۶ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا حسد نیکیوں کو اسطرح کھاتا ہے جسطرح آگ لکڑی کو کھاتی ہے اور صدقہ خطا کو بجھاتا ہے جسطرح پانی آگ کو بجھاتا ہے (ابن ماجہ) اور فرمایا کہ حسد ایمان کو ایسا بگاڑتا ہے جسطرح ایلوا شہد کو بگاڑتا ہے (دیلمی) اور فرمایا کہ حسد اور چغلی اور کہانت نہ مجھ سے ہیں اور نہ میں ان سے ہوں یعنی مسلمان کو ان چیزوں سے بالکل تعلق نہ ہونا چاہئے (طبرانی) اور فرمایا آپس میں نہ حسد کرو نہ بغض کرو نہ پیٹھ پیچھے بُرائی کرو اور اللہ کے بندے بھائی بھائی ہوکر رہو (بخاری) اور فرمایا اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں شب میں اپنے بندوں پر خاص تجلی فرماتا ہے۔ جو استغفار کرتے ہیں انکی مغفرت کرتا ہے اور جو رحم کی درخواست کرتے ہیں ان پر رحم کرتا ہے اور عداوت والوں کو انکی حالت پر چھوڑ دیتا ہے (بیہقی) اور فرمایا (باقی حاشیہ صفحہ ۴۱۱ پر)

نیکیاں ختم ہوگئیں تو انکی خطائیں اسپر ڈالدیجائینگی پھر اسے جہنم میں ڈالدیا جائیگا (مسلم) اور فرمایا جو شخص اللہ کی خوشنودی کا طالب ہو لوگوں کی ناراضی کیساتھ۔ یعنی اللہ راضی ہو چاہے لوگ ناراض ہوں ہوا کریں اسکی کوئی پرواہ نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کے شر سے اسکی کفایت کریگا اور جو شخص لوگوں کو خوش رکھنا چاہے گا اللہ کی ناراضی کیساتھ اللہ تعالیٰ اسکو آدمیوں کے سپرد کردیگا (ترمذی) اور فرمایا سب سے بُرا قیامت کے دن وہ بندہ ہے جس نے دوسرے کی دنیا کے بدلے میں اپنی آخرت برباد کردی (ابن ماجہ) اور فرمایا مظلوم کی بددعا سے بچ کر وہ اللہ تعالیٰ سے اپنا حق مانگے گا اور کسی حق والے کے حق سے اللہ منع نہیں کریگا۔ (بیہقی)

غصہ اور تکبر کا بیان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غصہ ایمان کو ایسا خراب کرتا ہے جسطرح ایلوا شہد کو خراب کردیتا ہے (بیہقی) اور فرمایا جو شخص اپنی زبان کو محفوظ رکھے گا اللہ اسکی پردہ پوشی فرمائے گا اور جو اپنے غصہ کو روکے گا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنا عذاب اس سے روک دیگا اور جو اللہ سے عذر کریگا اللہ اسکے عذر کو قبول فرمائیگا (بیہقی) اور فرمایا غصہ شیطان کی طرف سے ہے اور شیطان آگ سے پیدا ہوتا ہے اور آگ پانی ہی سے بجھائی جاتی ہے لہذا جب کسی کو غصہ آجائے تو وضو کرلے (ابوداؤد) اور فرمایا جب کسی کو غصہ آئے اور وہ کھڑا ہو تو وہ بیٹھ جائے اگر غصہ چلا جائے فبہا ورنہ لیٹ جائے (احمد ترمذی) اور فرمایا متکبرین کا حشر قیامت کے دن چیونٹیوں کی برابر جسموں میں ہوگا اور انکی صورتیں آدمیوں کی ہونگی ہر طرف سے ان پر ذلت چھائے ہوئے ہوگی انکو کھینچ کر جہنم کے قیدخانہ کیطرف لیجائینگے جسکا نام بولس ہے انکے اوپر آگوں کی آگ ہوگی جہنمیوں کا نچوڑا انھیں پلایا جائیگا جسکو طینۃ الخبال کہتے ہیں (ترمذی) قرآن مجید میں ہے اَلَیْسَ فِیْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ متکبرین کا ٹھکانا جہنم ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم کو جنت والوں کی خبر نہ دوں۔ وہ ضعیف ہیں جنکو لوگ ضعیف وحقیر جانتے ہیں (مگر ہے یہ کہ) اگر اللہ پر قسم کھا بیٹھے تو اللہ اسکو سچا کردے اور کیا جہنم والوں کی خبر نہ دوں وہ سخت گو سخت خو تکبر والے ہیں (بخاری ومسلم) اور فرمایا جو اللہ کیلئے تواضع کرتا ہے اللہ اسکو بلند کرتا ہے۔ وہ اپنے نفس میں چھوٹا مگر لوگوں کی نظروں میں بڑا ہے اور جو بڑائی کرتا ہے اللہ اسکو پست کرتا ہے وہ لوگوں کی نظر میں

ہر ہفتہ میں دوبار دوشنبہ اور پنجشنبہ کو لوگوں کے اعمال نامے پیش ہوتے ہیں۔ ہر بندے کی مغفرت ہوتی ہے مگر وہ شخص کہ اسکے اور اسکے بھائی کے درمیان عداوت ہو انکے متعلق یہ فرماتا ہے انھیں چھوڑ دو اسوقت تک کہ باز آئیں (امام احمد)

مسئلہ حسد حرام ہے احادیث میں اس کی بہت مذمت وارد ہوئی۔ حسد کے یہ معنی ہیں کہ کسی شخص میں خوبی دیکھی اسکو اچھی حالت میں پایا اس کے دل میں یہ آرزو ہے کہ یہ نعمت اُس سے جاتی رہے اور مجھے ملجائے۔ اور اگر یہ تمنا ہے کہ میں بھی ویسا ہی ہوجاؤں مجھے بھی وہ نعمت مل جائے یہ حسد نہیں اسکو غبطہ کہتے ہیں جس کو لوگ رشک سے تعبیر کرتے ہیں۔ (عالمگیری)۔

ذلیل ہے اور اپنے نفس میں بڑا ہے وہ لوگوں کے نزدیک کتے یا سوئر سے بھی زیادہ حقیر ہے (بیہقی) اور فرمایا تین چیزیں نجات دینے والی ہیں اور تین ہلاک کرنیوالی ہیں۔ نجات والی چیزیں یہ ہیں۔ پوشیدہ اور ظاہر میں اللہ سے تقویٰ۔ خوشی اور ناخوشی میں حق بات بولنا۔ مالداری اور احتیاج کی حالت میں درمیانی چال چلنا۔ ہلاک کرنیوالی یہ ہیں۔ خواہش نفسانی کی پیروی کرنا۔ اور بخل کی اطاعت۔ اور آپنے نفس کیساتھ گھمنڈ کرنا۔ یہ سب میں سخت ہے۔ (بیہقی)

ہجر اور قطع تعلق کی ممانعت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کیلئے یہ حلال نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑ رکھے کہ دونوں ملتے ہیں ایک ادھر منہ پھیر لیتا ہے اور دوسرا اُدھر منہ پھیر لیتا ہے اور ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو ابتداءً سلام کرے (مسلم۔ بخاری) اور فرمایا کہ مسلم کیلئے یہ نہیں ہے کہ دوسرے مسلم کو تین دن سے زیادہ چھوڑ رکھے جب اس سے ملاقات ہو تو تین مرتبہ سلام کرے اگر اس نے جواب نہیں دیا تو اسکا گناہ بھی اسی کے ذمہ ہے (ابو داؤد) اور فرمایا مومن کیلئے یہ حلال نہیں کہ مومن کو تین دن سے زیادہ چھوڑ دے اگر تین دن گذر گئے ملاقات کرلے اور سلام کرے اگر دوسرے نے سلام کا جواب دیدیا تو اجر میں دونوں شریک ہو گئے۔ اور اگر جواب نہیں دیا تو گناہ اسکے ذمہ ہے اور یہ شخص چھوڑنے کے گناہ سے نکل گیا (ابو داؤد) ابو خراش سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ جو شخص اپنے بھائی کو سال بھر چھوڑ دے تو یہ اسکے قتل کی مثل ہے (ابو داؤد) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مسلم کیلئے حلال نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑ دے۔ پھر جس نے ایسا کیا اور مر گیا تو جہنم میں گیا (امام احمد و ابو داؤد)۔

سلوک کرنے کا بیان

قرآن مجید میں ہے۔ اور جو لوگ اللہ کے عہد کو مضبوطی کے بعد توڑتے ہیں اور اللہ نے جس کے جوڑنے کا حکم دیا ہے اُسے کاٹتے ہیں اور زمین میں فساد کرتے ہیں انکے لئے لعنت ہے اور انکے لئے برا گھر ہے۔ تم فرماؤ جو کچھ نیکی میں خرچ کرو تو وہ ماں باپ اور قریب کے رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور راہ گیر کیلئے ہو اور جو کچھ بھلائی کروگے بیشک اللہ اسکو جانتا ہے۔ اور تمھارے رب نے حکم فرمایا کہ اسکے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اگر تیرے سامنے ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے اُف نہ کہنا اور انھیں نہ جھڑکنا اور ان سے عزت کی بات کہنا اور انکے لئے عاجزی کا بازو بچھائے نرم دلی سے اور یہ کہہ کہ اے میرے پروردگار ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ انھوں نے بچپن میں مجھے پالا۔ اور ہم نے انسان کو ماں باپ کیساتھ بھلائی کرنے

وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ الآیۃ۔ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ الآیۃ۔
وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ الآیۃ۔ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا الآیۃ

کی وصیت کی اور اگر وہ تجھ سے کوشش کریں کہ میرا شریک ٹھہرا ایسے کو جسکا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مان بہز بن حکیم کے دادا کہتے ہیں۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ کس کیساتھ احسان کروں۔ فرمایا اپنی ماں کیساتھ میں نے کہا پھر کس کے ساتھ۔ فرمایا اپنی ماں کے ساتھ میں نے کہا پھر کسکے ساتھ۔ فرمایا اپنی ماں کیساتھ۔ میں نے کہا پھر کسکے ساتھ فرمایا اپنے باپ کیساتھ پھر اسکے ساتھ جو زیادہ قریب ہو پھر اسکے بعد جو زیادہ قریب ہو۔ (ابوداؤد و ترمذی) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زیادہ احسان کرنیوالا وہ ہے جو اپنے باپ کے دوستوں کیساتھ باپ نہونے کی صورت میں احسان کرے یعنی جب باپ مرگیا یا کہیں چلا گیا ہو (مسلم) حضرت اسمار بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتی ہیں جس زمانہ میں قریش نے حضور سے معاہدہ کیا تھا میری ماں جو مشرکہ تھی میرے پاس آئی میں نے عرض کی یا رسول اللہ میری ماں آئی ہے اور وہ اسلام کیطرف راغب ہے یا وہ اسلام سے اعراض کئے ہوئے ہے کیا میں اسکے ساتھ سلوک کروں ارشاد فرمایا اسکے ساتھ سلوک کرو۔ یعنی کافرہ ماں کے ساتھ بھی سلوک کیا جائیگا (بخاری و مسلم) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بات کبیرہ گناہوں میں ہے کہ آدمی اپنے والدین کو گالی دے۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ کیا کوئی اپنے والدین کو بھی گالی دیتا ہے فرمایا ہاں۔ اسکی صورت یہ ہے کہ یہ دوسرے کے باپ کو گالی دیتا ہے۔ وہ اسکے باپ کو گالی دیتا ہے۔ اور یہ دوسرے کی ماں کو گالی دیتا ہے وہ اسکی ماں کو گالی دیتا ہے۔ صحابہ کرام جنہوں نے عرب کا زمانہ جاہلیت دیکھا تھا انکی سمجھ میں یہ نہیں آیا کہ اپنے ماں باپ کو کوئی کیونکر گالی دیگا یعنی یہ بات انکی سمجھ سے باہر تھی۔ حضور نے بتایا کہ مراد دوسرے سے گالی دلوانا ہے۔ اور اب وہ زمانہ آیا کہ بعض لوگ خود اپنے ماں باپ کو گالیاں دیتے ہیں اور کچھ لحاظ نہیں کرتے (بخاری و مسلم) اور فرمایا پروردگار کی خوشنودی باپ کی خوشنودی میں ہے اور پروردگار کی ناخوشی باپ کی ناراضی میں ہے (ترمذی) ترمذی و ابن ماجہ نے روایت کی کہ ایک شخص ابوالدردار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور یہ کہا کہ میری ماں مجھے یہ حکم دیتی ہے کہ میں اپنی عورت کو طلاق دیدوں۔ ابوالدردار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ماں جنت کے دروازوں میں بیچ کا دروازہ ہے۔ اب تیری خوشی ہے کہ اس دروازہ کی حفاظت کرے یا ضائع کردے۔ ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کی۔ یا رسول اللہ والدین کا اولاد پر کیا حق ہے۔ فرمایا کہ وہ دونوں تیری جنت دوزخ ہیں۔ یعنی انکو راضی رکھنے میں جنت ملیگی اور ناراض رکھنے سے دوزخ کے مستحق ہوگے (ابن ماجہ) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اس حال صبح کی کہ اپنے والدین کا فرمانبردار ہے اسکے لئے صبح ہی کو جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اور اگر والدین میں سے ایک ہی ہو تو ایک دروازہ کھلتا ہے۔ اور جس نے اس حال میں صبح کی کہ والدین کے متعلق خدا کی نافرمانی کرتا ہے اسکے لئے صبح ہی کو جہنم کے دروازے کھل جاتے ہیں اور ایک ہو تو ایک دروازہ کھلتا ہے۔ ایک شخص نے کہا اگرچہ ماں باپ اُسپر

ظلم کریں۔ فرمایا اگرچہ ظلم کریں۔ اگرچہ ظلم کریں۔ اگرچہ ظلم کریں۔ (بیہقی) اور فرمایا جب اولاد اپنے والدین کی طرف نظر رحمت کرے تو اللہ تعالیٰ اسکے لئے ہر نظر کے بدلے حج مبرور کا ثواب لکھتا ہے۔ لوگوں نے کہا اگرچہ دن میں سو مرتبہ نظر کرے فرمایا ہاں۔ اللہ بڑا ہے اور اطیب ہے یعنی اُسے سب کچھ قدرت ہے اس سے پاک ہے کہ اسکو اسکے دینے سے عاجز کہا جائے (بیہقی) حضرت جاہمہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ میرا ارادہ جہاد میں جانے کا ہے حضور سے مشورہ لینے کو حاضر ہوا ہوں۔ ارشاد فرمایا تیری ماں ہے عرض کی ہاں۔ فرمایا اسکی خدمت لازم کر لے کہ جنت اسکے قدم کے پاس ہے (امام احمد و نسائی) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منان یعنی احسان جتانے والا اور والدین کی نافرمانی کرنے والا اور شراب خوری کی مداومت کرنیوالا جنت میں نہیں جائیگا (نسائی و دارمی) ابی اُسید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں ہم لوگ رسول اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ بنی سلمہ میں کا ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی۔ یا رسول اللہ میرے والدین مرچکے ہیں اب بھی انکے ساتھ احسان کا کوئی طریقہ باقی ہے۔ فرمایا ہاں انکے لئے دعا و استغفار کرنا اور جو انھوں نے عہد کیا ہے اسکو پورا کرنا اور جس رشتہ والے کیساتھ انھیں کیوجہ سے سلوک کیا جا سکتا ہو اسکے ساتھ سلوک کرنا اور انکے دوستوں کی عزت کرنا (ابو داؤد و ابن ماجہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بڑے بھائی کا چھوٹے بھائی پر ویسا ہی حق ہے جیسا کہ باپ کا حق اولاد پر ہے (بیہقی) اور فرمایا رحم (رشتہ) رحمٰن سے مشتق ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو تجھے ملائیگا میں اُسے ملاؤنگا اور جو تجھے کاٹے گا میں اُسے کاٹونگا (بخاری) اور فرمایا کہ رشتہ عرش الٰہی سے لپٹ کر یہ کہتا ہے جو مجھے ملائیگا اللہ اسکو ملائیگا اور جو مجھے کاٹیگا اللہ اُسے کاٹیگا (بخاری و مسلم) اور فرمایا کہ جو یہ پسند کرے کہ اُسکے رزق میں وسعت ہو اور اسکے اثر (عمر میں) تاخیر کیجائے تو اپنے رشتہ والوں کیساتھ سلوک کرے (بخاری و مسلم) اور فرمایا جسکو یہ پسند ہو کہ عمر میں درازی ہو اور رزق میں وسعت ہو اور بُری موت دفع ہو۔ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے اور رشتہ والوں سے سلوک کرے (حاکم) اور فرمایا اے عُقبہ دنیا و آخرت کے افضل اخلاق یہ ہیں کہ تم اسکو ملاؤ جو تمھیں جدا کرے۔ اور جو تم پر ظلم کرے اُسے معاف کر دو۔ اور جو یہ چاہے کہ عمر میں درازی ہو اور رزق میں وسعت ہو وہ اپنے رشتہ والوں کیساتھ صلہ کرے (حاکم) **مسئلہ** صلۂ رحم کے معنی رشتہ کو جوڑنا ہے یعنی رشتہ والوں کے ساتھ نیکی اور سلوک کرنا۔ ساری اُمت کا اس پر اتفاق ہے کہ صلۂ رحم واجب ہے اور قطع رحم حرام ہے جن رشتہ والوں کیساتھ صلہ واجب ہے وہ کون ہیں بعض علماء نے فرمایا وہ۔ ذو رحم محرم ہیں اور بعض نے فرمایا اس سے مراد۔ ذو رحم ہیں۔ محرم ہوں یا نہوں اور ظاہر یہی قول دوم ہے۔ احادیث میں مطلقاً رشتہ والوں کے ساتھ صلہ کرنیکا حکم آتا ہے۔ قرآن مجید میں مطلقاً ذوی القربیٰ فرمایا گیا۔ مگر یہ بات ضرور ہے کہ رشتہ میں چونکہ مختلف درجات ہیں صلۂ رحم کے درجات میں بھی تفاوت ہوتا ہے۔ والدین کا مرتبہ سب سے بڑھ کر ہے انکے بعد ذو رحم

محرم کا۔ ان کے بعد بقیہ رشتہ والوں کا علیٰ قدر مراتب (ردالمحتار) **مسئلہ** صلۂ رحم کی مختلف صورتیں ہیں انکو ہدیہ و تحفہ دینا۔ اگر ان کو کسی بات میں تمہاری اعانت درکار ہو تو اس کام میں انکی مدد کرنا۔ انھیں سلام کرنا انکی ملاقات کو جانا انکے پاس اُٹھنا بیٹھنا ان سے بات چیت کرنا انکے ساتھ لطف و مہربانی سے پیش آنا (درر) **مسئلہ** اگر یہ شخص پردیس میں ہے تو رشتہ والوں کے پاس خط بھیجا کرے اُن سے خط و کتابت جاری رکھے تاکہ بے تعلقی پیدا نہ ہونے پائے اور ہو سکے تو وطن آئے اور رشتہ داروں سے تعلقات تازہ کرلے اس طرح کرنے سے محبت میں اضافہ ہوگا (ردالمحتار) **مسئلہ** یہ پردیس میں ہے۔ والدین اُسے بلاتے ہیں تو آنا ہی ہوگا خط لکھنا کافی نہیں ہے۔ یوہیں والدین کو اسکی خدمت کی حاجت ہو تو آئے اور انکی خدمت کرے۔ باپ کے بعد دادا اور بڑے بھائی کا مرتبہ ہے کہ بڑا بھائی بمنزلہ باپ کے ہوتا ہے۔ بڑی بہن اور خالہ ماں کی جگہ پر ہیں بعض علمار نے چچا کو باپ کی مثل بتایا اور حدیث عَمُّ الرَّجُلِ صِنْوُ اَبِیْہِ سے بھی یہی مستفاد ہوتا ہے۔ انکے علاوہ اوروں کے پاس خط بھیجنا یا ہدیہ بھیجنا کفایت کرتا ہے (ردالمحتار) **مسئلہ** رشتہ داروں سے ناغہ دیکر ملتا رہے یعنی ایک دن ملنے کو جائے دوسرے دن نہ جائے علیٰ ہذالقیاس کہ اس سے محبت والفت زیادہ ہوتی ہے۔ بلکہ اقربا سے جمعہ جمعہ ملتا رہے یا مہینہ میں ایک بار۔ اور تمام قبیلہ اور خاندان کو ایک ہونا چاہئے جب حق اُنکے ساتھ ہو تو دوسروں سے مقابلہ اور اظہار حق میں سب متحد ہو کر کام کریں جب اپنا کوئی رشتہ دار کوئی حاجت پیش کرے تو اسکی حاجت روائی کرے اسکو رد کر دینا قطع رحم ہے (درر) **مسئلہ** صلۂ رحمی اسی کا نام نہیں کہ وہ سلوک کرے تو تم بھی کرو۔ یہ چیز تو حقیقت میں مکافات یعنی ادلا بدلا کرنا ہے کہ اُسنے تمھارے پاس چیز بھیجدی تم نے اسکے پاس بھیجدی۔ وہ تمہارے یہاں آیا تم اُسکے پاس چلے گئے۔ حقیقۃً صلۂ رحم یہ ہے کہ وہ کاٹے اور تم جوڑو۔ وہ تم سے جدا ہونا چاہتا ہے بے اعتنائی کرتا ہے اور تم اسکے ساتھ رشتہ کے حقوق کی مراعات کرو (ردالمحتار) **مسئلہ** حدیث میں آیا ہے کہ صلۂ رحم سے عمر زیادہ ہوتی ہے اور رزق میں وسعت ہوتی ہے بعض علمار نے اس حدیث کو ظاہر پر حمل کیا یعنی یہاں قضا مُعلّق مراد ہے کیونکہ قضا مُبرم ٹل نہیں سکتی اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ سَاعَةً وَّلَا یَسْتَاْخِرُوْنَ۔ اور بعض نے فرمایا کہ زیادتی عمر کا یہ مطلب ہے کہ مرنے کے بعد بھی اسکا ثواب لکھا جاتا ہے گویا وہ اب بھی زندہ ہے۔ یا یہ مراد ہے کہ مرنے کے بعد بھی اسکا ذکر خیر لوگوں میں باقی رہتا ہے

اولاد پر شفقت اور یتامیٰ پر رحمت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص یتیم کو اپنے کھانے پینے میں شریک کرے اللہ تعالیٰ اسکے لئے ضرور جنت واجب کر دیگا مگر جبکہ ایسا گناہ کیا ہو جس کی مغفرت نہ ہو۔ اور جو شخص تین لڑکیوں یا اتنی ہی بہنوں کی پرورش کرے انکو ادب سکھائے ان پر مہربانی کرے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انھیں بے نیاز کر دے (یعنی

اب انکو ضرورت باقی نہ رہے) تو اللہ تعالیٰ اسکے لئے جنّت واجب کردیگا کسی نے کہا یا رسول اللہ یا دو (یعنی دو کی پرورش میں بھی ثواب ہو جائے) فرمایا دو (یعنی ان میں بھی وہی ثواب ہے) اور اگر لوگوں نے ایک کے متعلق کہا ہوتا تو حضور ایک کو بھی فرمادیتے۔ اور فرمایا جسکی کریمتین کو اللہ تعالیٰ نے دور کردیا اسکے لئے جنت واجب ہے۔ دریافت کیا گیا کریمتین کیا ہیں فرمایا آنکھیں (شرح سنۃ) اور فرمایا کیا میں تم کو یہ نہ بتادوں کہ افضل صدقہ کیا ہے۔ وہ اپنی اُس لڑکی پر صدقہ کرتا ہے جو تمھاری طرف واپس ہوئی (یعنی اسکا شوہر مرگیا یا اسکو طلاق دیدی اور باپ کے یہاں چلی آئی) تمھارے سوا اسکا کمانے والا کوئی نہیں ہے (امام احمد و حاکم و ابن ماجہ) اور فرمایا جسکی لڑکی ہو اور وہ اُسے زندہ درگور نہ کرے اور اسکی توہین نہ کرے۔ اور اولاد ذکور کو اسپر ترجیح نہ دے۔ اللہ تعالیٰ اسکو جنّت میں داخل فرمائیگا (ابو داؤد) اور فرمایا کہ کوئی شخص اپنی اولاد کو ادب دے وہ اسکے لئے ایک صاع صدقہ کرنے سے بہتر ہے (ترمذی) اور فرمایا باپ کا اپنی اولاد کو اس سے بڑھکر کوئی عطیہ نہیں کہ اُسے اچھے آداب سکھائے (ترمذی و حاکم) اور فرمایا اپنی اولاد کا اکرام کرو اور انھیں اچھے آداب سکھاؤ (ابن ماجہ) اور فرمایا اپنی اولاد کو برابر دو۔ اگر میں کسی کو فضیلت دیتا تو لڑکیوں کو فضیلت دیتا (طبرانی) اور فرمایا کہ عطیہ میں اپنی اولاد کے درمیان عدل کرو جسطرح تم خود یہ چاہتے ہو کہ وہ سب تمھارے ساتھ احسان و مہربانی میں عدل کریں (طبرانی) اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اسکو پسند کرتا ہے کہ تم اپنی اولاد کے درمیان عدل کرو۔ یہانتک کہ بوسہ لینے میں بھی (ابن النجار) اور فرمایا کہ جو شخص یتیم کی کفالت کرے۔ (وہ یتیم اسی گھر کا ہو یا غیر کا) میں اور وہ دونوں جنت میں اس طرح ہونگے حضور نے کلمہ کی انگلی اور بیچ کی انگلی سے اشارہ کیا اور دونوں انگلیوں کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ کیا (بخاری) اور فرمایا جو شخص یتیم کے سر پر محض اللہ کیلئے ہاتھ پھیرے تو جتنے بالوں پر اُسکا ہاتھ گذریگا ہر بال کے مقابل میں اسکے لئے نیکیاں ہیں اور جو شخص یتیم لڑکی یا یتیم لڑکے پر احسان کرے میں اور وہ جنّت میں (دو انگلیوں کو ملا کر فرمایا) اسطرح ہونگے (امام احمد و ترمذی) یتیم لڑکے کے سر پر ہاتھ پھیرے تو آگے کو لائے اور اپنے بچے کے سر پر پھیرے تو گردن کیطرف لیجائے۔

پڑوسیوں کے حقوق

قرآن مجید[1] میں ہے اور اللہ کی عبادت کرو اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو ماں باپ سے بھلائی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور پاس کے ہمسایہ اور دور کے ہمسایہ اور کروٹ کے ساتھی اور راہگیر اور اپنے باندی غلام سے۔ بیشک اللہ کو خوش نہیں آتا کوئی اترانے والا بڑائی مارنیوالا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم وہ مومن نہیں۔ خدا کی قسم وہ مومن نہیں۔ خدا کی قسم وہ مومن نہیں۔ عرض کی گئی کون یا رسول اللہ۔ فرمایا وہ شخص کہ اس کے پڑوسی اسکی آفتوں سے محفوظ نہ ہوں۔ یعنی جو اپنے پڑوسیوں کو تکلیف دیتا ہے (بخاری و مسلم) اور فرمایا وہ جنت

---

[1] وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۝ الآیہ

میں نہیں جائیگا جسکا پڑوسی اسکی آفتوں سے امن میں نہیں ہے (مسلم) اور فرمایا جو شخص اللہ اور پچھلے دن (قیامت) پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کا اکرام کرے (حاکم) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں ایک شخص نے حضور کیخدمت میں عرض کی یا رسول اللہ مجھے یہ کیونکر معلوم ہو کہ میں نے اچھا کیا یا بُرا کیا۔ فرمایا جب تم اپنے پڑوسیوں کو یہ کہتے سنو کہ تم نے اچھا کیا ہے تو بیشک تم نے اچھا کیا اور جب یہ کہتے سنو کہ تم نے بُرا کیا تو بیشک تم نے بُرا کیا ہے (ابن ماجہ) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا مومن وہ نہیں جو خود پیٹ بھر کھائے اور اسکا پڑوسی اسکے پہلو میں بھوکا رہے یعنی مومن کامل نہیں (بیہقی) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص ہانڈی پکائے تو شوربا زیادہ کرے اور پڑوسی کو بھی اس میں سے کچھ دے (طبرانی) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ فلانی عورت کے متعلق ذکر کیا جاتا ہے کہ نماز و روزہ و صدقہ کثرت سے کرتی ہے مگر یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے پڑوسیوں کو زبان سے تکلیف پہنچاتی ہے۔ فرمایا وہ جہنم میں ہے اُنھوں نے کہا یا رسول اللہ فلاں عورت کی نسبت ذکر کیا جاتا ہے کہ اسکے روزہ و صدقہ و نماز میں کمی ہے (یعنی نوافل) وہ پنیر کے ٹکڑے صدقہ کرتی ہے اور اپنی زبان سے پڑوسیوں کو ایذا نہیں دیتی۔ فرمایا وہ جنّت میں ہے (احمد و بیہقی) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمھارے مابین اخلاق کی اسیطرح تقسیم فرمائی جسطرح رزق کی تقسیم فرمائی اللہ تعالےٰ دنیا اسے بھی دیتا ہے جو اُسے محبوب ہو اور اُسے بھی جو محبوب نہیں۔ اور دین صرف اُسی کو دیتا ہے جو اس کے نزدیک پیارا ہے۔ لہذا جسکو خدا نے دین دیا اُسے محبوب بنالیا۔ قسم ہے اسکی جسکے دست قدرت میں میری جان ہے بندہ مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک اسکا دل اور زبان مسلمان نہ ہو یعنی جبتک دل میں تصدیق اور زبان سے اقرار نہ ہو اور مومن نہیں ہوتا جبتک اسکا پڑوسی اسکی آفتوں سے امن میں نہو (احمد و بیہقی) اور فرمایا مرد مسلم کیلئے دنیا میں یہ بات سعادت میں سے ہے کہ اسکا پڑوسی صالح ہو اور مکان کشادہ ہو اور سواری اچھی ہو (حاکم) اور فرمایا تمھیں معلوم ہے کہ پڑوسی کا کیا حق ہے۔ یہ کہ جب وہ تم سے مدد مانگے مدد کرو۔ اور جب قرض مانگے قرض دو۔ اور جب محتاج ہو تو اُسے دو۔ اور جب بیمار ہو عیادت کرو۔ اور جب اُسے خیر پہونچے تو مبارکباد دو اور جب مصیبت پہنچے تو تعزیت کرو۔ اور مرجائے تو جنازہ کے ساتھ جاؤ اور بغیر اجازت اپنی عمارت بلند نہ کرو کہ اسکی ہوا روک دو۔ اور اپنی ہانڈی سے اسکو ایذا نہ دو مگر اس میں سے کچھ اسے بھی دو۔ اور میوے خرید تو اسکے پاس بھی ہدیہ کرو اور اگر ہدیہ نکرنا ہو تو چھپا کر مکان میں لاؤ۔ اور تمھارے بچے اُسے لیکر باہر نہ نکلیں کہ پڑوسی کے بچوں کو رنج ہوگا۔ تمھیں معلوم ہے پڑوسی کا کیا حق ہے۔ قسم ہے اسکی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے پوری طور پر پڑوسی کا حق ادا کرنیوالے تھوڑے ہیں۔ وہی ہیں جن پر اللہ کی مہربانی ہے۔ برابر پڑوسی کے متعلق حضور وصیت فرماتے رہے یہانتک کہ لوگوں نے گمان کیا کہ پڑوسی کو وارث کر دیں گے۔ پھر حضور نے فرمایا پڑوسی

تین قسم کے ہیں بعض کے تین حق ہیں بعض کے دو اور بعض کا ایک حق ہے۔ جو پڑوسی مسلم ہو اور رشتہ والا ہو اس کے تین حق ہیں۔ حق جوار اور حق اسلام اور حق قرابت۔ پڑوسی مسلم کے دو حق ہیں حق جوار اور حق اسلام۔ اور پڑوسی کافر کا صرف ایک حق جوار ہے۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ انکو اپنی قربانیوں میں سے دیں فرمایا کہ مشرکین کو قربانیوں میں سے کچھ نہ دو (بیہقی) **مسئلہ** چھت پر چڑھنے میں دوسروں کے گھروں میں نگاہ پہنچتی ہے تو وہ لوگ چھت پر چڑھنے سے منع کر سکتے ہیں جب تک پردہ کی دیوار نہ بنوا لے یا کوئی ایسی چیز نہ لگا لے جس سے بے پردگی نہ ہو اور اگر دوسرے لوگوں کے گھروں میں نظر نہیں پڑتی مگر وہ لوگ جب چھت پر چڑھتے ہیں تو سامنا ہوتا ہے تو اسکو چڑھنے سے منع نہیں کر سکتے بلکہ انکی مستورات کو یہ چاہیے کہ خود چھتوں پر نہ چڑھیں تاکہ بے پردگی نہ ہو (درمختار)

مخلوق خدا پر مہربانی کرنا

اللہ عزوجل فرماتا ہے تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔ نیکی اور پرہیزگاری پر آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ و ظلم پر مدد نہ کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اسپر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا (بخاری و مسلم) اور فرمایا وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹے پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑے کی توقیر نہ کرے اور اچھی بات کا حکم نہ کرے اور بُری بات سے منع نہ کرے (ترمذی) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جوان اگر بوڑھے کا اکرام اسکی عمر کیوجہ سے کریگا تو اسکی عمر کے وقت اللہ تعالیٰ ایسے کو مقرر کر دیگا جو اسکا اکرام کرے (ترمذی) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو میری اُمت میں کسی کی حاجت پوری کر دے جس سے مقصود اسکو خوش کرنا ہے تو اُس نے مجھے خوش کیا اور جس نے مجھے خوش کیا اُسنے اللہ کو خوش کیا اور جس نے اللہ کو خوش کیا اللہ اسکو جنت میں داخل فرمائیگا (بیہقی) اور فرمایا جو کسی مظلوم کی فریاد رسی کرے اللہ تعالیٰ اسکے لئے تہتّر مغفرتیں لکھے گا۔ ان میں سے ایک سے اسکے تمام کاموں کی درستی ہو جائیگی اور بہتّر سے قیامت کے دن اسکے درجے بلند ہونگے (بیہقی) اور فرمایا کہ تمام مومنین شخص واحد کی مثل ہیں اگر اسکی آنکھ بیمار ہوئی تو وہ کل بیمار ہے اور سر میں بیماری ہوئی تو کل بیمار ہے (مسلم) اور فرمایا کہ مومن مومن کیلئے عمارت کی مثل ہے کہ اسکا بعض بعض کو قوت پہنچاتا ہے۔ پھر حضور نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل فرمائیں یعنی جس طرح یہ ملی ہوئی ہیں مسلمانوں کو بھی اسیطرح ہونا چاہیے (بخاری و مسلم) اور فرمایا مسلم مسلم کا بھائی ہے نہ اُس پر ظلم کرے نہ اسکی مدد چھوڑے اور جو شخص اپنے بھائی کی حاجت میں ہو اللہ اسکی حاجت میں ہے اور جو شخص مسلم سے کسی ایک تکلیف کو دور کرے اللہ تعالیٰ قیامت کی تکالیف میں سے ایک تکلیف اسکی دور کریگا اور جو شخص مسلم کی پردہ پوشی کریگا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسکی پردہ پوشی کریگا (بخاری و مسلم) اور فرمایا قسم ہے اسکی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بندہ مومن نہیں ہوتا جبتک اپنے بھائی کیلئے وہ پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے (بخاری و مسلم) اور فرمایا کہ لوگوں

کو انکے مرتبہ میں اتارو یعنی ہر شخص کے ساتھ اس طرح پیش آؤ جو اسکے مرتبہ کے مناسب ہو سب کے ساتھ ایک سا برتاؤ نہ ہو مگر اسمیں یہ لحاظ ضرور کرنا ہوگا کہ دوسرے کی تحقیر و تذلیل نہ ہو (ابوداؤد) اور فرمایا تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کی عیال ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب میں پیارا وہ ہے جو اسکی عیال کیساتھ احسان کرے (بیہقی) اور فرمایا جہاں کہیں رہو خدا سے ڈرتے رہو اور برائی ہوجائے تو اسکے بعد نیکی کرو یہ نیکی اُسے مٹا دیگی اور لوگوں سے اچھے اخلاق سے پیش آؤ (ترمذی)۔

ریاؤ سُمعہ کا بیان

ریا یعنی دکھاوے کیلئے کام کرنا۔ سُمعہ یعنی اسلئے کام کرنا کہ لوگ سُنیں گے اور اچھا جانیں گے یہ دونوں چیزیں بہت بُری ہیں انکی وجہ سے عبادت کا ثواب نہیں ملتا بلکہ گناہ ہوتا ہے اور یہ شخص مستحق عذاب ہوتا ہے قرآن مجید میں ارشاد ہوا یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِکُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰی کَالَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ اے ایمان والو اپنے صدقات کو احسان جتا کر اور اذیت دیکر باطل نہ کرو اس شخص کی طرح جو دکھاوے کیلئے مال خرچ کرتا ہے۔ اور ارشاد ہوا فَمَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ۝ جسے اپنے رب سے ملنے کی اُمید ہو اُسے چاہیئے کہ نیک کام کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔ اسکی تفسیر میں مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ ریا نہ کرے (کہ ریا ایک قسم کا شرک ہے) اور فرماتا ہے فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ یُرَآءُوْنَ وَیَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ط ویل ہے ان نمازیوں کیلئے جو نماز سے غفلت کرتے ہیں جو ریا کرتے ہیں اور برتنے کی چیز مانگے نہیں دیتے۔ اور فرماتا ہے فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ اَلَا لِلّٰهِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ۔ اللہ کی عبادت اس طرح کر کہ دین کو اسکے لئے خالص کر۔ آگاہ ہوجاؤ کہ دین خالص اللہ کیلئے ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمھاری صورتوں اور تمھارے اموال کیطرف نظر نہیں فرماتا وہ تمھارے دل اور تمھارے اعمال کیطرف نظر کرتا ہے (مسلم) اور فرمایا جو سنانے کیلئے کام کریگا اللہ تعالیٰ اسکو سنائیگا یعنی اسکی سزا دیگا۔ اور جو ریا کریگا اللہ تعالیٰ اُسے ریا کی سزا دیگا (بخاری ومسلم) اور فرمایا ریا کا ادنیٰ مرتبہ بھی شرک ہے۔ اور تمام بندوں میں خدا کے نزدیک وہ زیادہ محبوب ہیں جو پرہیزگار ہیں جو چھپے ہوئے ہیں اگر وہ غائب ہوں تو انھیں کوئی تلاش نکرے۔ اور گواہی دیں تو پہچانے نہ جائیں۔ وہ لوگ ہدایت کے امام اور علم کے چراغ ہیں (طبرانی۔ حاکم وابن ماجہ وغیرہ) حضرت شداد ابن اوس کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ جس نے ریا کے ساتھ نماز پڑھی اس نے شرک کیا اور جس نے ریا کیساتھ روزہ رکھا اس نے شرک کیا اور جس نے ریا کیساتھ صدقہ دیا اُس نے شرک کیا (احمد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنی اُمت پر شرک اور شہوت خفیہ کا اندیشہ کرتا ہوں میں نے عرض کی یا رسول اللہ کیا آپکی اُمت آپکے بعد شرک

کریگی۔ فرمایا ہاں مگر وہ لوگ آفتاب و ماہتاب اور پتھر اور بُت کو نہیں پوجیں گے بلکہ اپنے اعمال میں ریا کرینگے اور شہوت خفیہ یہ کہ صبح کو روزہ رکھے گا پھر کسی خواہش سے روزہ توڑ دیگا (احمد) اور فرمایا سب سے پہلے قیامت کے دن ایک شخص کا فیصلہ ہوگا جو شہید ہوا ہے وہ حاضر کیا جائیگا۔ اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں دریافت کریگا وہ نعمتوں کو پہچانے گا یعنی اقرار کریگا۔ ارشاد فرمائیگا کہ ان نعمتوں کے مقابل میں تونے کیا عمل کیا ہے۔ وہ کہے گا میں نے تیری راہ میں جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہوا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیگا تو جھوٹا ہے تونے اسلئے قتال کیا تھا کہ لوگ تجھے بہادر کہیں۔ سو کہا گیا۔ پھر حکم ہوگا اسکو مونھ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائیگا۔ اور ایک وہ شخص جس نے علم پڑھا اور پڑھایا اور قرآن پڑھا وہ حاضر کیا جائیگا اس سے نعمتوں کو دریافت کریگا وہ نعمتوں کو پہچانے گا۔ فرمائیگا ان نعمتوں کے مقابل میں تونے کیا عمل کیا ہے۔ کہیگا میں نے تیرے لئے علم سیکھا اور سکھایا اور قرآن پڑھا۔ فرمائیگا تو جھوٹا ہے تونے علم اسلئے پڑھا کہ تجھے عالم کہا جائے اور قرآن اسلئے پڑھا کہ تجھے قاری کہا جائے سو تجھے کہہ لیا گیا۔ حکم ہوگا مونھ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈالدیا جائیگا۔ پھر ایک تیسرا شخص لایا جائیگا جسکو خدا نے وسعت دی ہے اور ہر قسم کا مال دیا ہے اس سے اپنی نعمتیں دریافت فرمائیگا وہ نعمتوں کو پہچانیگا۔ فرمائیگا تونے اس کے مقابل کیا کیا۔ عرض کریگا میں نے کوئی راستہ ایسا نہیں چھوڑا جس میں خرچ کرنا تجھے پسند ہے مگر یہ کہ میں نے اس میں تیرے لئے خرچ کیا۔ فرمائیگا تو جھوٹا ہے۔ تونے اسلئے خرچ کیا کہ سخی کہا جائے۔ سو کہہ لیا گیا۔ اسکے متعلق بھی حکم ہوگا۔ مونھ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈالدیا جائیگا (احمد و مسلم و نسائی) اور فرمایا جسکی نیت طلب آخرت ہے اللہ تعالیٰ اسکے دل میں غنا پیدا کر دیگا اور اسکی حاجتیں جمع کر دیگا اور دنیا ذلیل ہوکر اسکے پاس آئیگی اور طلب دنیا جسکی نیت ہو اللہ تعالیٰ فقر و محتاجی اسکی آنکھوں کے سامنے کر دیگا اور اسکے کاموں کو متفرق کر دیگا اور ملیگا وہی جو اسکے لئے لکھا جا چکا ہے۔ (ترمذی) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں اپنے مکان کے اندر نماز کی جگہ میں تھا ایک شخص آگیا اور یہ بات مجھے پسند آئی کہ اس نے مجھے اس حال میں دیکھا (یہ ریا تو نہ ہوا) ارشاد فرمایا ابو ہریرہ تمہارے دو ثواب ہیں پوشیدہ عبادت کرنیکا اور علانیہ کا بھی۔ یہ اسی صورت میں ہے کہ عبادت اسلئے نہیں کی کہ لوگوں پر ظاہر ہو اور لوگ عابد سمجھیں۔ عبادت خالصاً اللہ کے لئے ہے۔ عبادت کے بعد اگر لوگوں پر ظاہر ہوگئی اور طبعاً یہ بات اچھی معلوم ہوتی ہے کہ دوسرے نے اچھی حالت پر پایا اس طبعی مسرت سے ریا نہیں (ترمذی) **مسئلہ** عبادت کوئی بھی ہو اس میں اخلاص نہایت ضروری چیز ہے یعنی محض رضائے الٰہی کیلئے عمل کرنا ضرور ہے۔ دکھاوے کے طور پر عمل کرنا بالاجماع حرام ہے۔ بلکہ حدیث میں ریا کو شرک اصغر فرمایا۔ اخلاص ہی وہ چیز ہے کہ اس پر ثواب مرتب ہوتا ہے ہو سکتا ہے کہ عمل صحیح نہو مگر جب اخلاص کیساتھ کیا گیا ہو تو اسپر ثواب مرتب ہو۔ مثلاً لاعلمی میں کسی نے نجس پانی سے وضو کیا اور نماز پڑھلی اگرچہ یہ نماز صحیح نہ ہوئی کہ صحت کی شرط طہارت تھی وہ نہیں پائی گئی۔ مگر اس نے صدق نیت اور اخلاص کیساتھ پڑھی ہے تو

ثواب کا ترتب ہے۔یعنی اس نماز پر ثواب پائیگا۔مگر جبکہ بعد میں معلوم ہو گیا کہ ناپاک پانی سے وضو کیا تھا تو وہ مطالبہ جو اسکے ذمہ ہے ساقط نہو گا وہ بدستور قائم رہیگا اسکو ادا کرنا ہو گا۔اور کبھی شرائط صحت پائے جائینگے مگر ثواب نہ ملیگا مثلاً نماز پڑھی تمام ارکان ادا کئے اور شرائط بھی پائے گئے مگر ریا کیساتھ پڑھی۔تو اگرچہ اس نماز کی صحت کا حکم دیا جائے۔مگر چونکہ اخلاص نہیں ہے ثواب نہیں۔ریا کی دو صورتیں ہیں۔کبھی تو اصل عبادت ہی ریا کے ساتھ کرتا ہے کہ مثلاً لوگوں کے سامنے نماز پڑھتا ہے اور کوئی دیکھنے والا نہ ہوتا تو پڑھتا ہی نہیں۔یہ ریاے کامل ہے کہ ایسی عبادت کا بالکل ثواب نہیں۔دوسرے صورت یہ ہے کہ اصل عبادت میں ریا نہیں کوئی ہوتا یا نہ ہوتا بہرحال نماز پڑھتا۔مگر وصف میں ریا ہے کہ کوئی دیکھنے والا ہوتا جب پڑھتا مگر اس خوبی کیساتھ نہ پڑھتا۔یہ دوسری پہلی سے کم درجہ کی ہے۔اسمیں اصل نماز کا ثواب ہے اور خوبی کیساتھ ادا کرنے کا جو ثواب ہے وہ یہاں نہیں کہ یہ ریا سے ہے اخلاص سے نہیں (رد المحتار) مسئلہ روزہ دار سے پوچھا کیا تمھارا روزہ ہے اسے کہدینا چاہئے کہ ہاں ہے کہ روزہ میں ریا کو دخل نہیں یہ نہ کہے کہ دیکھتا ہوں کیا ہوتا ہے یعنی ایسے الفاظ نہ کہے کہ جن سے معلوم ہوتا ہو کہ یہ اپنے روزے کو چھپاتا ہے کہ یہ بیوقوفی کی بات ہے کہ چھپاتا ہے مگر اس طرح جس سے اظہار ہو جاتا ہے یا یہ منافقین کا طریقہ ہے کہ لوگوں کے سامنے وہ بتانا چاہتا ہے کہ اپنے عمل کو چھپاتا ہے۔(در مختار و رد المحتار) مسئلہ ریا کیطرح اُجرت لیکر قرآن مجید کی تلاوت بھی ہے (کہ کسی میت کیلئے بغرض ایصال ثواب کچھ لے کر تلاوت کرتا ہے کہ یہاں اخلاص کہاں بلکہ تلاوت سے مقصود وہ پیسے ہیں کہ وہ نہیں ملتے تو پڑھتا بھی نہیں اس پڑھنے میں کوئی ثواب نہیں۔پھر میت کیلئے ایصال ثواب کا نام لینا غلط ہے کہ جب ثواب ہی نہ ملا تو پہنچائیگا کیا اس صورت میں نہ پڑھنے والے کو ثواب نہ میت کو بلکہ اُجرت دینے والا اور لینے والا دونوں گنہگار (رد المحتار) ہاں اگر اخلاص کیساتھ کسی نے تلاوت کی تو اسپر ثواب بھی ہے اور اسکا ایصال بھی ہو سکتا ہے اور میت کو اس سے نفع بھی پہنچے گا۔بعض مرتبہ پڑھنے والوں کو پیسے نہیں دیئے جاتے مگر ختم کے بعد مٹھائی تقسیم ہوتی ہے اگر اس مٹھائی کی خاطر تلاوت کی ہے تو یہ بھی ایک قسم کی اُجرت ہی ہے کہ جب ایک چیز مشہور ہو جاتی ہے تو اُسے بھی مشروط ہی حکم دیا جاتا ہے) اسکا بھی وہی حکم ہے جو مذکور ہو چکا ہاں جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ نہیں ملتی جب بھی میں پڑھتا وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہے اور اس بات کا خود وہ اپنے ہی دل سے فیصلہ کر سکتا ہے کہ میرا پڑھنا مٹھائی کیلئے ہے یا اللہ عزوجل کیلئے۔پنج آیت پڑھنے والا اپنا دوہرا حصہ لیتا ہے (یعنی ایک حصہ خاص پنج آیت کا معاوضہ ہے) اس سے بھی یہی نکلتا ہے کہ جسطرح اجیر کو اُجرت نہ ملے تو جھگڑا کر لیتا ہے اس طرح یہ بھی لیتا ہے لہذا بظاہر اخلاص نظر نہیں آتا واللہ اعلم بالصواب۔مسئلہ جو شخص حج کو گیا اور ساتھ میں سامان تجارت بھی لیگیا۔اگر تجارت کا خیال غالب ہے یعنی تجارت کرنا مقصود ہے اور وہاں پہنچ جاؤنگا حج بھی کر لونگا یا دونوں پہلو برابر ہیں یعنی سفر ہی دونوں مطلب سے کیا تو ان دونوں صورتوں میں ثواب نہیں۔

یعنی جانے کا ثواب نہیں اور اگر مقصود حج کرنا ہے اور یہ کہ موقع مل جائیگا تو مال بھی بیچ لونگا تو حج کا ثواب ہے اسی طرح اگر جمعہ پڑھنے گیا اور بازار میں دوسرے کام کرنے کا بھی خیال ہے اگر اصلی مقصود جمعہ ہی کو جانا ہے تو اس جانے کا ثواب ہے اور اگر کام کا خیال ہے یا دونوں برابر تو جانے کا ثواب نہیں (رد المحتار) مسئلہ فرضوں میں ریا کا دخل نہیں (در مختار) اسکا یہ مطلب نہیں کہ فرضوں میں ریا پایا ہی نہیں جاتا (اس لئے کہ جس طرح نفل کو ریا کے ساتھ ادا کر سکتا ہے ہو سکتا ہے کہ فرض کو بھی ریا کے طور پر ادا کرے) بلکہ مطلب یہ ہے کہ فرض اگر ریا کے طور پر ادا کیا جب بھی اسکے ذمہ سے ساقط ہو جائیگا اگرچہ اخلاص نہونے کی وجہ سے ثواب نہ ملے اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ اگر کسی کو فرض ادا کرنے میں ریا آنے کا ڈر ہو تو اس وجہ سے فرض کو ترک نہ کرے بلکہ فرض ادا کرے اور ریا کو دور کرنے کی اور اخلاص حاصل ہونے کی کوشش کرے۔

ایصالِ ثواب

مسئلہ ایصال ثواب یعنی قرآن مجید یا درود شریف یا کلمۂ طیبہ یا کسی نیک عمل کا ثواب دوسرے کو پہنچانا جائز ہے۔ عبادت مالیہ یا بدنیہ فرض و نفل سب کا ثواب دوسروں کو پہنچایا جا سکتا ہے زندوں کے ایصال ثواب سے مردوں کو فائدہ پہنچتا ہے کتب فقہ و عقائد میں اسکی تصریح مذکور ہے۔ ہدایہ اور شرح عقائد نسفی میں اسکا بیان موجود ہے اس کو بدعت کہنا ہٹ دھرمی اور جہالت ہے۔ حدیث سے بھی اسکا جائز ہونا ثابت ہے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کا جب انتقال ہوا انھوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ سعد کی ماں کا انتقال ہو گیا کونسا صدقہ افضل ہے۔ ارشاد فرمایا۔ پانی۔ انھوں نے کنواں کھودا اور یہ کہا کہ یہ سعد کی ماں کیلئے ہے معلوم ہوا کہ زندوں کے اعمال سے مردوں کو ثواب ملتا ہے اور فائدہ پہنچتا ہے۔ اب رہیں تخصیصات مثلاً تیسرے دن یا چالیسویں دن۔ یہ تخصیصات نہ شرعی تخصیصات ہیں نہ انکو شرعی سمجھا جاتا ہے۔ یہ کوئی بھی نہیں جانتا کہ اسی دن میں ثواب پہنچیگا اگر کسی دوسرے دن کیا جائیگا تو نہیں پہنچے گا۔ یہ محض رواجی اور عرفی بات ہے جو اپنی سہولت کیلئے لوگوں نے کر رکھی ہے بلکہ انتقال کے بعد ہی سے قرآن مجید کی تلاوت اور خیر خیرات کا سلسلہ جاری ہوتا ہے۔ اکثر لوگوں کے یہاں اسی دن سے بہت دنوں تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اسکے ہوتے ہوئے کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ مخصوص دن کے سوا دوسرے دنوں میں لوگ ناجائز جانتے ہیں۔ یہ محض افترا ہے جو مسلمانوں کے سر باندھا جاتا ہے اور زندوں مُردوں کو ثواب سے محروم کرنے کی بیکار کوشش ہے۔ پس جبکہ ہم اصل کلی بیان کر چکے تو جزئیات کے احکام خود اسی کلیہ سے معلوم ہو گئے۔ سوم یعنی تیجہ جو مرنے سے تیسرے دن کیا جاتا ہے کہ قرآن پڑھوا کر یا کلمہ طیبہ پڑھوا کر ایصال ثواب کرتے ہیں اور بچوں اور اہل حاجت کو چنے بتاشے یا مٹھائیاں تقسیم کرتے ہیں اور کھانا پکوا کر فقرا و مساکین کو کھلاتے ہیں یا انکے گھروں پر بھیجتے ہیں جائز و بہتر ہے۔ پھر ہر پنجشنبہ

کو حسب حیثیت کھانا پکا کر غربا کو دیتے یا کھلاتے ہیں پھر چالیسویں دن کھانا کھلاتے ہیں پھر چھ مہینے پر ایصال کرتے ہیں اسکے بعد برسی ہوتی ہے یہ سب اسی ایصال ثواب کی فروع ہیں اسی میں داخل ہیں مگر یہ ضرور ہے کہ یہ کام اچھی نیت سے کئے جائیں نمائش نہوں نمود مقصود نہ ہو نہیں تو نہ ثواب ہے، نہ ایصال ثواب۔ بعض لوگ اس موقع پر عزیز و قریب اور رشتہ داروں کی دعوت کرتے ہیں یہ موقع دعوت کا نہیں بلکہ محتاجوں فقیروں کو کھلانے کا ہے جس سے میت کو ثواب پہنچے۔ اسی طرح شب برأت میں حلوا پکتا ہے اور اسپر فاتحہ دلائی جاتی ہے حلوا پکانا بھی جائز ہے اور اسپر فاتحہ بھی اسی ایصال ثواب میں داخل۔ اسیطرح محرم میں اور بزرگوں کے انتقال کی تاریخ پر ہر سال جو قرآن خوانی ہوتی ہے اور کھانا اور شربت شرینی وغیرہا تقسیم ہوتی ہے یہ بھی ایصال ثواب ہے اور بلا تکلف جائز و مستحسن ہے۔

مجالس خیر

مسئلہ میلاد شریف (یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت اقدس کا بیان) جائز ہے اسی کے ضمن میں اس مجلس پاک میں حضور کے فضائل و معجزات وسیر و حالات حیات و رضاعت اور بعثت کے واقعات بھی بیان ہوتے ہیں۔ ان چیزوں کا ذکر احادیث میں بھی ہے اور قرآن مجید میں بھی اگر مسلمان اپنی محفل میں بیان کریں بلکہ خاص ان باتوں کے بیان کرنے کیلئے محفل منعقد کریں تو اسکے ناجائز ہونیکی کوئی وجہ نہیں۔ اس مجلس کیلئے لوگوں کو بلانا اور شریک کرنا خیر کیطرف بلانا ہے جس طرح وعظ اور جلسوں کے اعلان کئے جاتے ہیں اشتہارات چھپوا کر تقسیم کئے جاتے ہیں اخبارات میں اسکے متعلق مضامین شائع کئے جاتے ہیں اور انکی وجہ سے وہ وعظ اور جلسے ناجائز نہیں ہوجاتے اسی طرح ذکر پاک بلاوا دینے سے اس مجلس کو ناجائز و بدعت نہیں کہا جا سکتا۔ اسی طرح میلاد شریف میں شیرینی بانٹنا بھی جائز ہے مٹھائی بانٹنا بر و صلہ ہے جب یہ محفل جائز ہے تو شرینی تقسیم کرنا جو ایک جائز فعل تھا اس مجلس کو ناجائز نہیں کردیگا۔ یہ کہنا کہ لوگ اسے ضروری سمجھتے ہیں اس وجہ سے ناجائز ہے یہ بھی غلط ہے کہ کوئی واجب یا فرض نہیں جانتا بہت مرتبہ میں نے خود دیکھا ہے کہ میلاد شریف ہوا اور مٹھائی نہیں تقسیم ہوئی۔ اور بالفرض اُسے کوئی ضروری سمجھتا بھی ہو تو عرفی ضروری کہتا ہوگا نہ کہ شرعاً اُسے ضروری جانتا ہوگا۔ اس مجلس میں بوقت ذکر ولادت قیام کیا جاتا ہے یعنی کھڑے ہو کر درود و سلام پڑھتے ہیں۔ علما رکرام نے اس قیام کو مستحسن فرمایا ہے کھڑے ہو کر صلاۃ و سلام پڑھنا بھی جائز ہے۔ بعض اکابر کو اس مجلس پاک میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف بھی حاصل ہوا ہے اگرچہ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ حضور اس موقع پر ضرور تشریف لاتے ہی ہیں مگر کسی غلام پر اپنا کرم خاص فرمائیں اور تشریف لائیں تو مستبعد نہیں **مسئلہ** مجلس میلاد شریف میں یا دیگر مجالس میں وہی روایات بیان کیجائیں جو ثابت ہوں موضوعات اور گڑھے ہوئے قصے ہرگز ہرگز بیان نہ کئے جائیں کہ بجائے خیر و برکت ایسی باتوں کے بیان کرنے میں گناہ ہوتا ہے **مسئلہ** معراج شریف کے بیان کیلئے مجلس منعقد کرنا اس میں واقعہ معراج بیان

کرنا جسکو وہبی شریف کہا جاتا ہے جائز ہے۔ مسئلہ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی وفات کی تاریخوں میں مجلس منعقد کرنا اور انکے حالات و فضائل و کمالات سے مسلمانوں کو آگاہ کرنا بھی جائز ہے کہ وہ حضرات مقتدایان اہل اسلام ہیں اور انکا ذکر باعث خیر و برکت اور سبب نزول رحمت ہے۔ مسئلہ عشرہ محرم میں مجلس منعقد کرنا اور واقعات کربلا بیان کرنا جائز ہے جبکہ روایات صحیحہ بیان کیجائیں۔ ان واقعات میں صبر و تحمل رضا و تسلیم کا بہت مکمل درس ہے اور پابندی احکام شریعت و اتباع سنت کا زبردست عملی ثبوت ہے کہ دین حق کی حفاظت میں تمام اعزہ و اقربا و رفقا اور خود اپنے کو راہ خدا میں قربان کیا اور جزع و فزع کا نام بھی نہ آنے دیا۔ مگر اس مجلس میں صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بھی ذکر خیر ہو جانا چاہیئے تاکہ اہل سنت اور شیعوں کی مجالس میں فرق و امتیاز رہے۔ مسئلہ تعزیہ داری کہ واقعات کربلا کے سلسلہ میں طرح طرح کے ڈھانچے بناتے اور انکو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ پاک کی شبیہ کہتے ہیں۔ کہیں تخت بنائے جاتے ہیں کہیں ضریح بنتی ہے اور علم اور شدے نکالے جاتے ہیں۔ ڈھول تاشے اور قسم قسم کے باجے بجائے جاتے ہیں۔ تعزیوں کا بہت دھوم دھام سے گشت ہوتا ہے۔ آگے پیچھے ہونے میں جاہلیت کے سے جھگڑے ہوتے ہیں۔ کبھی درخت کی شاخیں کاٹی جاتی ہیں کہیں چبوترے کھودوائے جاتے ہیں۔ تعزیوں سے منتیں مانی جاتی ہیں۔ سونے چاندی کے علم چڑھائے جاتے ہیں۔ ہار پھول ناریل چڑھاتے ہیں۔ وہاں جوتے پہنکر جانے کو گناہ جانتے ہیں بلکہ اس شدت سے منع کرتے ہیں کہ گناہ پر بھی ایسی ممانعت نہیں کرتے۔ چھتری لگانے کو بہت برا جانتے ہیں۔ تعزیوں کے اندر دو مصنوعی قبریں بناتے ہیں ایک پر سبز غلاف اور دوسری پر سرخ غلاف ڈالتے ہیں سبز غلاف والی کو حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر اور سرخ غلاف والی کو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر یا شبیہ قبر بتلاتے ہیں۔ اور وہاں شربت مالیدہ وغیرہ پر فاتحہ دلواتے ہیں یہ تصور کرکے کہ حضرت امام عالیمقام کے روضہ اور مواجہہ اقدس میں میں فاتحہ دلا رہے ہیں۔ پھر یہ تعزیے دسویں تاریخ کو مصنوعی کربلا میں لیجا کر دفن کرتے ہیں۔ گویا یہ جنازہ تھا جسے دفن کر آئے۔ پھر تیجہ دسواں چالیسواں سب کچھ کیا جاتا ہے اور ہر ایک خرافات پر مشتمل ہوتا ہے۔ حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مہندی نکالتے ہیں گویا انکی شادی ہو رہی ہے اور مہندی رچائی جائیگی۔ اور اس تعزیہ داری کے سلسلہ میں کوئی پیک بنتا ہے جسکے کمر سے گھنگرو بندھے ہوتے ہیں گویا یہ حضرت امام عالیمقام کا قاصد اور ہرکارہ ہے جو یہاں سے خط لیکر ابن زیاد یا یزید کے پاس جائیگا اور وہ ہرکاروں کی طرح بھاگا پھرتا ہے۔ کسی بچہ کو فقیر بنایا جاتا ہے اسکے گلے میں جھولی ڈالتے اور گھر گھر اس سے بھیک منگواتے ہیں۔ کوئی سقہ بنایا جاتا ہے چھوٹی سی مشک اسکے کندھے پر لٹکتی ہے گویا یہ دریائے فرات سے پانی بھر لائیگا۔ کسی علم پر مشک لٹکتی ہے اور اس میں تیر لگا ہوتا ہے گویا یہ حضرت عباس علمدار ہیں کہ فرات سے پانی لا رہے ہیں اور یزیدیوں نے مشک کو تیر سے چھید دیا ہے۔ اسی قسم کی بہت سی باتیں کیجاتی ہیں۔ یہ سب لغو و خرافات ہیں۔ ان سے ہرگز سیدنا امام

حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوش نہیں۔ یہ تم خود غور کرو کہ انھوں نے احیائے دین وسنت کیلئے یہ زبردست قربانیاں کیں اور تم نے معاذ اللہ اسکو بدعات کا ذریعہ بنالیا۔ بعض جگہ اسی تعزیہ داری کے سلسلہ میں بُراق بنایا جاتا ہے جو عجب قسم کا مجسمہ ہوتا ہے کہ کچھ حصّہ انسانی شکل کا ہوتا ہے اور کچھ حصّہ جانور کا سا۔ شاید یہ حضرت امام عالی مقام کے سواری کیلئے ایک جانور ہوگا۔ کہیں دُلدُل بنتا ہے کہیں بڑی بڑی قبریں بنتی ہیں۔ بعض جگہ آدمی ریچھ بندر۔ لنگور بنتے ہیں اور کودتے پھرتے ہیں۔ جنکو اسلام تو اسلام انسانی تہذیب بھی جائز نہیں رکھتی۔ ایسی بری حرکت اسلام ہرگز جائز نہیں رکھتا۔ افسوس کہ محبت اہل بیت کرام کا دعویٰ اور ایسی بیجا حرکتیں یہ واقعہ تمھارے لئے نصیحت تھا اور تم نے اسکو کھیل تماشا بنالیا۔ اسی سلسلہ میں نوحہ و ماتم بھی ہوتا ہے اور سینہ کوبی ہوتی ہے۔ اتنے زور زور سے سینہ کوٹتے ہیں کہ ورم ہوجاتا ہے۔ سینہ سُرخ ہوجاتاہے۔ بلکہ بعض جگہ زنجیروں اور چھریوں سے ماتم کرتے ہیں کہ سینے سے خون بہنے لگتاہے۔ تعزیوں کے پاس مرثیہ پڑھا جاتا ہے۔ اور تعزیہ جب گشت کو نکلتاہے اسوقت بھی اسکے آگے مرثیہ پڑھا جاتا ہے۔ مرثیہ میں غلط واقعات نظم کئے جاتے ہیں۔ اہل بیت کرام کی بے حرمتی اور بے صبری جزع فزع کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اور چونکہ اکثر مرثیہ رافضیوں ہی کے ہیں۔ بعض میں تبرّا بھی ہوتا ہے مگر اس رو میں سُنی بھی اسے بے تکلف پڑھ جاتے ہیں اور انھیں اس کا خیال بھی نہیں ہوتا کہ کیا پڑھ رہے ہیں۔ یہ سب ناجائز اور گناہ کے کام ہیں۔ مسئلہ اظہار غم کیلئے سر کے بال بکھیرتے ہیں کپڑے پھاڑتے اور سر پر خاک ڈالتے اور بھوسا اڑاتے ہیں۔ یہ بھی ناجائز اور جاہلیت کے کام ہیں۔ ان سے بچنا نہایت ضروری ہے۔ احادیث میں اسکی سخت ممانعت آئی ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ ایسے اُمور سے پرہیز کریں اور ایسے کام کریں جن سے اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم راضی ہوں کہ یہی نجات کا راستہ ہے۔

متفرقات

مسئلہ تمام زبانوں میں عربی زبان افضل ہے۔ ہمارے آقا و مولیٰ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہی زبان ہے۔ قرآن مجید عربی زبان میں نازل ہوا۔ اہل جنّت کی جنّت میں عربی ہی زبان ہوگی جو اس زبان کو خود سیکھے یا دوسروں کو سکھائے اُسے ثواب ملیگا (درمختار) یہ جو کہا گیا صرف زبان کے لحاظ سے کہا گیا ورنہ ایک مسلم کو خود سوچنے کی ضرورت ہے کہ عربی زبان کا جاننا مسلمانوں کیلئے کتنا ضروری ہے۔ قرآن و حدیث اور دین کے تمام اصول و فروع اسی زبان میں ہیں۔ اس زبان سے ناواقفی کتنی کمی اور نقصان کی چیز ہے۔ مسئلہ عجیب وغریب قصّے کہانی تفریح کے طور پر سننا جائز ہے جبکہ انکا جھوٹا ہونا یقینی نہ ہو بلکہ جو یقیناً جھوٹے ہوں انکو بھی سنا جاسکتاہے جبکہ بطور ضرب مثل ہوں یا اُنسے نصیحت مقصود ہو

جیسا کہ مثنوی شریف وغیرہ میں بہت سے فرضی قصے وعظ و پند کیلئے درج کیے گئے ہیں اسی طرح جانوروں اور کنکر پتھر وغیرہ کی باتیں فرضی طور پر بیان کرنا یا سننا بھی جائز ہے مثلاً گلستاں میں حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے ع گلے خوشبوے درحمام روزے۔ الخ (درمختار وغیرہ) مسئلہ جسکے ذمہ اپنا حق ہو اور وہ نہ دیتا ہو تو اگر اسکی ایسی چیز ملجائے جو اسی جنس کی ہے جس جنس کا حق ہے تو لے سکتا ہے[1] (درمختار ردالمحتار) مسئلہ لوگوں کے ساتھ مدارات سے پیش آنا نرم باتیں کرنا کشادہ روئی سے کلام کرنا مستحب ہے مگر یہ ضرور ہے کہ مداہنت نہ پیدا ہو۔ بدمذہب سے گفتگو کرے تو اس طرح نہ کرے کہ وہ سمجھے میرے مذہب کو اچھا سمجھنے لگا برا نہیں جانتا ہے (عالمگیری) مسئلہ ٹڈی حلال جانور ہے اُسے کھانے کیلئے مار سکتے ہیں چیونٹی نے ایذا پہنچائی اور مار ڈالی تو حرج نہیں ورنہ مکروہ ہے۔ جوں کو مار سکتے ہیں اگرچہ اُس نے کاٹا نہو اور آگ میں ڈالنا مکروہ ہے۔ جوں کو بدن یا کپڑے سے نکالکر زندہ پھینکدینا طریق ادب کے خلاف ہے (عالمگیری) کھٹمل کو مارنا جائز ہے کہ یہ تکلیف دہ جانور ہے۔ مسئلہ اگر جان مال آبرو کا اندیشہ ہے انکے بچانے کیلئے رشوت دیتا ہے یا کسی کے ذمہ اپنا حق ہے جو بغیر رشوت دیئے وصول نہیں ہوگا اور یہ اسلئے رشوت دیتا ہے کہ میرا حق وصول ہو جاوے یہ دینا جائز ہے یعنی دینے والا گنہگار نہیں مگر لینے والا ضرور گنہگار ہے اسکو لینا جائز نہیں اسی طرح جن لوگوں سے زبان درازی کا اندیشہ ہو جیسے بعض لُچّے شُہدے ایسے ہوتے ہیں کہ سر بازار کسی کو گالی دیدینا یا بے آبروئی کر دینا انکے نزدیک معمولی بات ہے ایسوں کو اسلئے کچھ دیدینا تاکہ ایسی حرکتیں نہ کریں یا بعض شعراء ایسے ہوتے ہیں کہ انھیں اگر نہ دیا جائے تو مذمت میں قصیدے کہہ ڈالتے ہیں انکو اپنی آبرو بچانے اور زبان بندی کیلئے کچھ دیدینا جائز ہے (درمختار ردالمحتار) مسئلہ بھیڑ بکریوں کے چرواہے کو اسلئے کچھ دیدینا کہ وہ جانوروں کو رات میں اسکے کھیت میں رکھے گا (کیونکہ اس سے کھیت درست ہو جاتا ہے) یہ ناجائز و رشوت ہے اگرچہ یہ جانور خود چرواہے کے ہوں اور اگر کچھ دینا نہیں ٹھہرا ہے جب بھی ناجائز ہے کیونکہ اس موقع پر عرفاً دیا ہی کرتے ہیں تو اگرچہ دینا شرط نہیں مگر مشروط ہی کے حکم میں ہے اسکے جواز کی یہ صورت ہوسکتی ہے کہ مالک سے ان جانوروں کو عاریت لے لے اور مالک چرواہے سے یہ کہدے تو اسکے کھیت میں جانوروں کو ٹھہرانا۔ اب اگر چرواہے کو احسان کے طور پر دینا چاہے تو دے سکتا ہے ناجائز نہیں اور اگر مالک کے کہنے کے بعد بھی چرواہا مانگتا ہے اور جبتک اُسے کچھ نہ دیا جائے ٹھہرانے پر راضی نہو تو یہ پھر ناجائز و رشوت ہے (عالمگیری) مسئلہ باپ کو اسکا نام لیکر پکارنا مکروہ ہے کہ یہ ادب کے خلاف ہے اسی طرح عورت کو یہ مکروہ ہے کہ شوہر کو

---

[1] اس عالم میں روپیہ اور اشرفی ایک جنس کی چیزیں ہیں یعنی اسکے ذمہ روپیہ تھا اور اشرفی ملگئی تو بقدر اپنے حق کے لے سکتا ہے۔ منہ ۱۲

نام لیکر پکارے (درمختار) بعض جاہلوں میں یہ مشہور ہے کہ عورت اگر شوہر کا نام لیلے تو نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ یہ غلط ہے۔ شاید اسے اسلئے گڑھا ہو کہ اس ڈر سے کہ طلاق ہو جائیگی شوہر کا نام نہ لے گی **مسئلہ** مرنے کی آرزو کرنا اور اسکی دعا مانگنا مکروہ ہے جبکہ کسی دنیوی تکلیف کیوجہ سے ہو مثلاً تنگی سے بسر اوقات ہوتی ہے یا دشمن کا اندیشہ ہے مال جانیکا خوف ہے۔ اور اگر یہ باتیں نہ ہوں بلکہ لوگوں کی حالتیں خراب ہوگئیں معصیت میں مبتلا ہیں اسے بھی اندیشہ ہے کہ گناہ میں پڑ جائیگا تو آرزوے موت مکروہ نہیں (عالمگیری) **مسئلہ** طاعون جہاں ہو وہاں سے بھاگنا جائز نہیں اور دوسری جگہ سے وہاں جانا بھی نہ چاہئے اسکا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ کمزور اعتقاد کے ہوں اور ایسی جگہ گئے اور مبتلا ہو گئے انکے دل میں یہ بات آئیگی کہ یہاں آنے سے ایسا ہوا نہ آتے تو کاہیکو اس بلا میں پڑتے اور بھاگنے میں بچ گیا تو یہ خیال کیا کہ وہاں ہوتا تو نہ بچتا بھاگنے کیوجہ سے بچا بالیسی صورت میں بھاگنا اور جانا دونوں ممنوع ہے طاعون کے زمانہ میں عوام سے اکثر اسی قسم کی باتیں سننے میں آتی ہیں اور اگر اسکا عقیدہ پکا ہے جانتا ہے کہ جو کچھ مقدر میں ہوتا ہے وہی ہوتا ہے نہ وہاں جانے سے کچھ ہوتا ہے نہ بھاگنے میں فائدہ پہونچتا ہے تو ایسے کو وہاں جانا بھی جائز ہے۔ اور نکلنے میں بھی حرج نہیں کہ اسکو بھاگنا نہیں کہا جائیگا۔ اور حدیث میں مطلقاً نکلنے کی ممانعت نہیں بلکہ بھاگنے کی ممانعت ہے (بہار) **مسئلہ** ماہ صفر کو لوگ منحوس جانتے ہیں اس میں شادی بیاہ نہیں کرتے لڑکیوں کو رخصت نہیں کرتے اور بھی اس قسم کے کام کرنے سے پرہیز کرتے ہیں اور سفر کرنے سے گریز کرتے ہیں خصوصاً ماہ صفر کی ابتدائی تیرہ تاریخیں بہت زیادہ نحس مانی جاتی ہیں اور ان کو تیرہ تیزی کہتے ہیں۔ یہ سب جہالت کی باتیں ہیں۔ حدیث میں فرمایا کہ صفر کوئی چیز نہیں یعنی لوگوں کا اسے منحوس سمجھنا غلط ہے اسی طرح ذیقعدہ کے مہینہ کو بھی بہت لوگ برا جانتے ہیں اور اسکو خالی کا مہینہ کہتے ہیں یہ بھی غلط ہے اور ہر ماہ میں ۳-۱۳-۲۳-۸-۱۸-۲۸ کو منحوس جانتے ہیں یہ بھی لغویات ہے (بہار) **مسئلہ** قمر در عقرب یعنی چاند جب برج عقرب میں ہوتا ہے تو سفر کرنے کو برا جانتے ہیں اور نجومی اسے منحوس بتاتے ہیں۔ اور جب برج اسد میں ہوتا ہے تو کپڑے قطع کرانے اور سلوانے کو برا جانتے ہیں۔ ایسی باتوں کو ہرگز نہ مانا جائے یہ باتیں خلاف شرع اور نجومیوں کے ڈھکوسلے ہیں۔ **مسئلہ** نجوم کی اس قسم کی باتیں جن میں ستاروں کی تاثیرات بتائی جاتی ہیں کہ فلاں ستارہ طلوع کریگا تو فلاں بات ہوگی یہ بھی خلاف شرع ہے۔ اسی طرح نچھتروں کا حساب کہ فلاں نچھتر سے بارش ہوگی یہ بھی غلط ہے۔ حدیث میں اسپر سختی سے انکار فرمایا **مسئلہ** ماہ صفر کا آخر چہارشنبہ ہندوستان میں بہت منایا جاتا ہے۔ لوگ اپنے کاروبار بند کر دیتے ہیں۔ سیر و تفریح و شکار کو جاتے ہیں۔ پوریاں پکتی ہیں اور نہاتے دھوتے خوشیاں مناتے ہیں۔ اور کہتے یہ ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس روز غسل صحت فرمایا تھا اور بیرون مدینہ طیبہ سیر کیلئے تشریف لیگئے تھے۔ یہ سب باتیں بے اصل ہیں۔ بلکہ ان دنوں میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مرض شدت کے ساتھ تھا وہ باتیں خلاف واقع ہیں۔ اور بعض لوگ

یہ کہتے ہیں کہ اس روز بلائیں آتی ہیں اور طرح طرح کی باتیں بیان کیجاتی ہیں ۔ سب بے ثبوت ہیں ۔ بلکہ حدیث کا یہ ارشاد کہ لا صفر یعنی صفر کوئی چیز نہیں ایسی تمام خرافات کو رد کرتا ہے ۔ (صدر الشریعۃ) وَاللّٰہُ تَعَالٰی اعلم وعلمہ اتم و احکم ۔ ھذا آخر ما تیسر لی من الجزء الثانی من ھذا الکتاب مع تشتت البال وضعف الحال وقلۃ الفرصۃ وکثرۃ الاشغال والحمد للہ عزیز المتعال ذی البر والنوال والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ محمد صاحب الفضل والکمال واصحابہ خیر اصحاب وآلہ خیر آل قد وقع الفراغ من تالیف ھذا الجز بسبع بقین من شھر شعبان اعنی اللیلۃ الثانی والعشرین سنۃ ۱۳۷۰ الہجری وارجو من اللہ تعالیٰ ان یتقبل بفضل رحمۃ ھذا التالیف وان ینفعنی بہ وسائر المسلمین ۔ آمین آمین آمین وانا الفقیر ابو المعالی احمد المعروف بشمس الدین الجعفری الرضوی الجونپوری غفر لہ العزیز القوی ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قانونِ شریعت

یعنی

دینی ضرورتوں کو پورا کرنے والی کتاب

انسان صرف گوشت پوست ہی کا نام نہیں ہے اور اسکی ضرورتیں محض مادی ضرورتیں ہی نہیں ہیں ۔ مادی انسان تو ایک چوپایہ سے زیادہ فضیلت نہیں رکھتا بلکہ انسان کی اصل روحانی ہے روحانی ہی کمال حقیقۃً انسان کا کمال ہے اور اسی سے اسکی قدر و قیمت ہے ۔ بلا شبہہ صحیح صالح اور کامیاب انسانی زندگی بغیر روحانی یعنی مذہبی اصولوں کے ناممکن ہے بالخصوص اسوقت مذہبی قواعد و قوانین کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے جبکہ ہمیں یقین ہے کہ اصل انسان یعنی روح فانی نہیں باقی ہے ۔ وقتی نہیں ابدی ہے اور اسے اپنے کردار کے نتائج سے بہرحال دوچار ہونا ہے ۔ خالق کائنات نے جو اپنی مخلوق پر بے حد مہربان ہے اسنے جہاں ہر طرح کے مادی سامان مہیا فرمائے وہاں روحانی ضرورتوں کا بھی مکمل انتظام کیا ۔ کتب آسمانی ۔ انبیاء و رسل کے ذریعہ انسانیت کے ہر خیر و شر مفید و مضر کو پوری طور پر ظاہر کردیا ۔ زندگی کے کسی گوشہ کو تشنۂ تکمیل نہ چھوڑا ۔ انبیاء کی تعلیمات کا خلاصہ جو عقائد و اعمال عبادات و معاملات اخلاق و معاشرت کے متعلق ہے اسے اس کتاب قانون شریعت میں نہایت مختصر جامع اور سہل لفظوں میں پیش کیا گیا ہے تاکہ ہر شخص بآسانی اس سے فائدہ اٹھا سکے ناظرین کی سہولت کیلئے کتاب کے دو حصے کردیے ہیں ۔ حصہ اوّل میں توحید ۔ نبوت رسالت ۔ آخرت وغیرہ عقائد کے مسائل اور نماز ۔ روزہ زکاۃ ۔ قربانی وغیرہ عبادات کے مسائل ہیں ۔ حصہ دوم میں حج ۔ نکاح ۔ طلاق ۔ خرید فروخت ۔ حظر و اباحہ اخلاق و معاشرت وغیرہ کے مسائل ہیں ۔